ازالۃ الخفاء
عن خلافۃ الخلفاء
مترجم
تالیف حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ
مترجمہ
حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد عبدالشکور صاحب فاروقی مجددی
جلد اول
قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی
www.besturdubooks.wordpress.com

غیر مجاز اور غفلت شعار ناشروں کی دستبرد و تحریف سے محفوظ

یہ صحیح ترجمہ

قدیمی کتب خانہ

نے

جناب مولانا محمد عبید الاسلام صاحب فاروقی ابن حضرت مولانا محمد عبد الشکور صاحب فاروقی

سے دائمی حقوق طباعت و اشاعت حاصل کر کے شائع کیا۔

قدیمی کتب خانہ
مقابل آرام باغ
کراچی ۱

عرضِ ناشر

علماء امت نے خلافت کے موضوع پر اور خلفاء راشدین کے فضائل و مناقب میں بے شمار کتابیں تالیف کیں۔ جزاہم اللہ تعالیٰ عن الاسلام والمسلمین خیرا۔ منجملہ ان کے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی ازالۃ الخفاء ہے۔ جو اپنے موضوع پر بے مثال اور لاثانی کتاب ہے۔ خلافتِ راشدہ کی حقانیت اور تفضیلِ شیخین کا دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے اثبات جس عجیب و غریب انداز سے فرمایا ہے وہ محیر العقول ہے۔

یہ کتاب دو حصوں پر منقسم ہے۔ پہلے حصہ کا نام مقصد اول ہے اور دوسرے حصے کا نام مقصد دوم ہے۔ مقصد اول میں آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ نبویہ اور دلائلِ عقلیہ سے خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی خلافت کا برحق ہونا ثابت کیا گیا ہے۔ اور مقصد دوم میں خلفائے راشدین کے کارناموں کا بیان ہے۔ کتاب کیا ہے ایک عظیم الشان خزانہ ہے جس میں صاف و شفاف آبِ زلال کو جمع کیا گیا ہے جو سحابِ الہام نے مصنف رحمہ اللہ کے قلبِ صافی پر برسایا ہے۔ اور پھر اس الہامی درایت کو روایاتِ نبویہ سے مدلل اور مبرہن کیا ہے۔ بزرگانِ دین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس بحث میں آج تک کوئی ایسی پاکیزہ کتاب نہیں لکھی گئی۔ مصنف کا قلم جب درایت پر چلتا ہے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ قلم جنیدؒ اور بایزیدؒ کا ہے۔ اور جب روایت پر چلتا ہے تو روایات کا ایک عظیم دریا نظر آتا ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ قلم گویا ابن حجر عسقلانیؒ اور عینیؒ کا ہے۔ یہ کتاب اپنے مصنف کے تبحرِ علمی اور وسعتِ نظر کی شاہدِ عادل ہے۔

اس کتاب کی اہمیت و افادیت اور نیز یہ کہ ترجمہ میں کن کن امور کا التزام کیا گیا ہے آپ محترم مترجم کے دیباچہ میں مطالعہ فرمائیں گے۔

معراج محمد بارق

فہرست مضامین ترجمہ اردو ازالۃ الخفاء

جلد اوّل

فصل سوم: تفسیر آیاتِ خلافت ۷۵

فصل پنجم۔ بیان فتن ۴۷۸

زمانۂ فتن میں لوگوں کی تین حالتوں کا بیان ۴۹۱

دورِ فتن کے لئے رسول اللہ صلعم کے احکام — ۵۳۱

دیباچہ از مترجم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وللہ الحمد کما یحب و یرضیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ نبیہ المصطفیٰ وعلیٰ آلہ[1] اولی النہیٰ و صحابتہ الاعلیٰ

اما بعد۔ بندۂ معترف بعجز و قصور طالب رضائے ربی السامی محمد عبدالشکور عافاہ اللہ عن الشرور و غفر لہ ولوالدیہ یوم النشور۔ برادران دینی کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ حق تعالیٰ کی نعمتیں ہر شخص پر حد شمار سے باہر ہیں اگر کوئی انسان ان کی شکرگزاری کرنا چاہے تو نا ممکن ہے کہ عہدہ برآ ہو سکے۔ منجملہ ان نعمتوں کے ایک بڑی نعمت یہ ہے کہ اس نے ہدایت کے لئے انبیاء[2] بھیجے جنہوں نے ہر ملک کے بنی آدم کو ان کی زبان میں تعلیم و تلقین کی اور خداشناسی کی راہیں ان پر کھولیں ہلاکت ابدی سے ان کو بچا کر سعادت سرمدی کا مستحق بنایا پھر سب کے آخر میں ایک شمع[3] درخشاں اور مہر تاباں کو مبعوث فرمایا یعنی بہترین انبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس خاکدان تیرہ کو منور فرمایا۔ اس ہادی برحق نے تیئیس[4] برس تک روح فرسا مصائب و آلام کو برداشت کر کے اسلام کی تبلیغ کی اور کس رافت و رحمت کے ساتھ جہنم[5] کے کنارے پر پہنچے ہوئے قافلوں کو شاہراہ ہدایت پر لگایا۔ جو لوگ نار جحیم کے مستحق ہو چکے تھے ان کو جنت الفردوس کا وارث بنایا پھر آپ کے بعد ہر زمانہ اور ہر خطہ میں آپ کے سچے نائبوں کے ذریعہ سے اس دین الٰہی کی تعلیم و تعلم کے سلسلہ کو جاری رکھا اور ہر ملک میں وہیں کی خاک سے ایسے ایسے برگزیدہ قدسی پیدا کئے جنہوں نے حضرت ختم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت کا حق کما ینبغی ادا کیا۔ یہ سلسلہ نعمت الٰہیہ کا اب تک جاری ہے اور جب تک وہ چاہے گا جاری رکھے گا۔ اس نعمت عظمیٰ سے بفضل خداوندی ہندوستان نے بھی بہرۂ وافر پایا اور یہاں کی زمین بھی اس باران رحمت سے محروم نہیں رہی۔ ہندوستان

[illegible]

کی خاک سے جو نامور علماء پیدا ہوئے جنہوں نے انبیاء علیہم السلام کی گراں بہا میراث پائی ان میں ایک ممتاز رتبہ شیخ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کا ہے اور ان کی یہ کتاب ازالۃ الخفا ایک اعلیٰ پایہ کی اسلامی کتاب مانی گئی ہے۔

آج سے چالیس برس پہلے اس کتاب کو شیخ جمال الدین خان صاحب مرحوم مدار المہام ریاست بھوپال نے چھپوایا تھا۔ مگر اب یہ کتاب ایسی نایاب ہو گئی ہے کہ ہندوستان کے اس سرے سے اس سرے تک کسی بازار میں اس کا پتہ نہیں ملتا۔ فارسی زبان کی کساد بازاری پر بھی اگر یہ کتاب کہیں مل جاتی ہے تو شائقین علوم اسلامیہ دس گنی قیمت پر بھی اس کو ارزاں سمجھتے ہیں لہٰذا ایک مدت سے احباب دینی کی آرزو تھی کہ یہ کتاب اردو ترجمہ کے ساتھ چھاپی جائے اس لئے کہ فارسی اس کی بجائے خود نہایت دقیق ہے اس پر ان علوم و معارف کی دقت جو اس میں ہیں اور عربی عبارات اور روایات کو شامل جو تقریباً اس کتاب کا چھٹا حصہ کہی جا سکتی ہیں۔ مزید براں احباب کی آرزو نے باوجود بے بضاعتی کے اس ناچیز کے دل میں اس کام کا ارادہ پیدا کیا مگر کثرت مشاغل کی وجہ سے وہ ارادہ ابھی قوت سے فعل میں نہ آیا تھا کہ ایک ترجمہ اس کتاب کا پنجاب سے شائع ہو گیا جس میں اس کتاب کی مسخ و تحریف اس بیدردی کے ساتھ کی گئی ہے کہ اہل ایمان کے قلوب کو سخت صدمہ پہنچا اور غضب یہ کہ وہ ترجمہ غیر حال انتقال ہے جس کے باعث سے سوا ان لوگوں کے جن کے پاس اصل کتاب کا نسخہ موجود ہو وقلیل ما ھم اور کسی کو صحیح و سقیم کا امتیاز دشوار ہے۔ اس کیفیت کو دیکھ کر شائقین کا تقاضا اور اصرار حد سے گزر گیا اور میں نے بھی سمجھا کہ اب نہایت ضروری ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو اصل کتاب ایک صحیح ترجمہ کے ساتھ شائع کر دی جائے۔ ورنہ اندیشہ ہے کہ چند روز میں اصل کتاب دنیا سے معدوم ہو جائے اور لوگ اس ترجمہ کو مطابق اصل سمجھ کر اصل کتاب کو محرف اور غلط سمجھنے لگیں اور اس طرح ایک عالم ربانی سے بدگمان ہو کر ان کی قیمتی محنتوں کے نتائج اور ان کے علمی برکات کے فیض سے محروم ہو جائیں۔ پس خدا کا نام لے کر میں نے اس کام کو شروع کر دیا۔ اور اسی کی مدد پر بھروسا کر کے میں نے اس بار عظیم کو اٹھایا ہے۔ یہ تاریخی نام اس ترجمہ کا میں نے **کشف الغطاء عن السنۃ البیضاء** رکھا۔ حق تعالیٰ کے لطف و کرم سے امید ہے کہ جس طرح اس نے اس کام کے آغاز کی توفیق دی اسی طرح اس کے اتمام کی نعمت سے بھی سرفراز فرماویں۔ جو برادران دینی اس ترجمہ سے منتفع ہوں ان سے التجا ہے کہ حضرت مصنف رحمہ اللہ کو اور بطفیل ان کے اس ناچیز کو دعائے خیر میں یاد رکھیں۔

حضرت مصنف رحمہ اللہ کا مختصر حال

نام نامی قطب الدین **عرف** ولی اللہ **والد ماجد** کا اسم گرامی شیخ ابو الفیض عبد الرحیم **وطن** دہلی۔ شیخ عبد الرحیم علیہ الرحمہ بھی دہلی کے اجلہ مشائخ میں سے تھے مصنف کا **نسب پدری** حضرت امیر المومنین عمر فاروق تک پہنچتا ہے اور **نسب مادری** امام موسیٰ کاظم رحمہ اللہ تک بیان کیا جاتا ہے کہ مصنف کے والد نے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی

رحمہ اللہ کو خواب میں دیکھا کہ وہ فرماتے ہیں حق تعالیٰ تم کو ایک فرزند دے گا تم اس کا نام میرے نام پر رکھنا اسی وجہ سے آپ کا نام قطب الدین رکھا گیا۔ **ولادت** ۱۱۱۴ھ ہجری چہارم شوال روز چہارشنبہ کو ہوئی۔ **سات برس** کی عمر میں حفظ قرآن سے اور **پندرہ** سال کی عمر تک تمام علوم درسیہ سے فراغت حاصل کی۔ تحصیل علم اپنے والد ماجد سے کی جن کا سلسلہ سند بواسطہ سید زاہد بن اسلم ہروی مصنف زوائد ثلاثہ کے علامہ محقق جلال الدین دوانی تک پہنچتا ہے۔ بعد اس کے ۱۱۴۳ھ میں بعد وفات اپنے والد ماجد مرحوم کے حرمین شریفین گئے اور وہاں کے مشائخ سے بھی علم حاصل کیا۔ اس زمانہ میں حرمین علمائے اسلام کا مرکز تھے۔ بڑے بڑے محدثین اور فقہاء کا وہاں مجمع تھا مگر سب نے حضرت مصنفؒ کی جلالت و نبالت کا اعتراف کیا چنانچہ فن کے اعلیٰ درجہ کے شیخ ابو طاہر کردی مدنیؒ فرمایا کرتے تھے کہ شیخ ولی اللہ مجھ سے احادیث کے الفاظ کی سند حاصل کرتے ہیں اور میں ان سے احادیث کے معنی کی سند لیتا ہوں۔ ۱۱۴۵ھ میں حرمین شریفین سے واپس آئے اور نہایت قناعت کے ساتھ درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں اپنی تمام عمر بسر کی اور ۱۱۷۶ھ میں بعمر باسٹھ سال اس دار فانی کو چھوڑ کر جوار رحمت میں سکونت اختیار کی۔ دہلی کی شہر پناہ سے باہر بجانب جنوب ترکمان دروازہ کی طرف مزار مبارک ہے اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس مزار پر اپنی رحمت کا مینہ برساتا رہے۔

حضرت مصنفؒ کی ذات بابرکات کسی کی تعریف و تذکیر کی محتاج نہیں، جو آفتاب سے زیادہ روشن ہے۔ نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام دنیا کے اہل علم مسلمان ان کے علو مرتبت اور تفوق و وجاہت سے واقف ہیں جس قدر علمائے کاملین بعد ان کے ہوئے ہیں سب ان کی مہارت کاملہ کے معترف ہیں مگر حق یہ ہے کہ ان کے کمالات علمیہ کے معلوم کرنے کے لئے کسی کی شہادت اور کسی کے بیان کی مطلق ضرورت نہیں خود ان کی تصانیف شاہد عدل ہیں کہ وہ اس دور آخر میں یکتائے روزگار تھے خصوصاً ان کی یہ کتاب ازالۃ الخفا اور کتاب حجۃ اللہ البالغہ اور کتاب مسوّی شرح موطا ان کی مہارت کاملہ کے اچھے نمونے ہیں جو شخص ان کتابوں کو دیکھے وہ سمجھ سکتا ہے کہ ان کے مصنفؒ کو تمام علوم دینیہ میں دستگاہ کامل حاصل تھی۔ تفہیم کا طریقہ اور بیان کا سلیقہ جیسا ان کو ملا ہے شاید کم کسی کو ملا ہو۔ حضرت مصنفؒ بلکہ ان کا خاندان آپ سے لے کر اب تک ہندوستان کے لئے آیۂ رحمت تھا جس قدر علوم دینیہ خصوصاً علم حدیث کا چرچا ہندوستان میں ہے سب اسی خاندان کا طفیل ہے۔ اگرچہ علم حدیث کی بنیاد ہندوستان میں حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے قائم کر دی تھی مگر ان کے بعد پھر اس میں کچھ نمایاں ترقی نہ ہوئی۔ حضرت مصنفؒ نے اس کی تجدید و تکمیل کی۔ اس لحاظ سے علم حدیث کے لئے ہندوستان میں حضرت شیخ دہلویؒ کو معلم اول اور حضرت مصنفؒ کو معلم ثانی کہنا بالکل درست ہوگا۔

حضرت استاذ الاساتذہ علامہ لکھنوی مولانا الشیخ عبد الحی رحمہ اللہ نے حضرت مصنفؒ کا کچھ حال تعلیق الممجد کے مقدمہ میں لکھا ہے اور نہایت ناقدانہ الفاظ میں جیسا کہ ان کی عادت ہے مصنفؒ کے فضائل و کمالات کو بیان کیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس تذکرہ کا مقطع انہیں کا کلام ہو۔ فرماتے ہیں۔

ومنهم الشيخ ولي الله المحدث الحنفي الدهلوي قطب الدين
أحمد بن عبد الرحيم بن وجيه الدين الشهيد بن معظم
بن منصور بن أحمد وتنتهي سلسلة نسبه إلى عمر الفاروق
ولد كما ذكر في بعض رسائله يوم الأربعاء رابع شوال
من سنة أربع عشر بعد الألف ومائة وختم حفظ
القرآن وسنه سبع سنين واشتغل بتحصيل العلوم
بحضرة والده وكان من تلامذة السيد الزاهد الهروي
وأحد مصنف السيد الزاهد حواشيه المشهورة على
شرح المواقف وفرغ من جميع الفنون المروجة وكان
له خمس عشرة سنة وتوفي والده حين كان عمره
سبع عشرة سنة فجلس مجلسه في التدريس والإفادة
ورحل إلى الحرمين الشريفين سنة ثلث وأربعين وأخذ
عن جمع من المشايخ منهم الشيخ أبو طاهر المدني وعاد
إلى الوطن سنة خمس وأربعين وكانت وفاته سنة ست
وسبعين بعد مائة وألف وقيل أربع وسبعين وله تصانيف
كثيرة كلها تدل على أنه كان من أجلة النبلاء وكبار العلماء
موفقا من الحق سبحانه بالرشد والإنصاف متجنبا عن
التعصب والاعتساف ماهرا في العلوم الدينية متبحرا
في مباحث الحديث منها إزالة الخفاء عن خلافة الخلفاء
كتاب عديم النظير في بابه وحجة الله البالغة وقرة العينين
في تفضيل الشيخين والفوز الكبير في أصول التفسير و
عقد الجيد في أحكام الاجتهاد والتقليد والإنصاف في بيان سبب الاختلاف
والبدور البازغة في الكلام وسرور المحزون وفتح الرحمن
ترجمة القرآن وفتح الخبير وفيوض الحرمين وإنسان العين
في مشايخ الحرمين والانتباه في سلاسل أولياء الله و

اور منجملہ شارحین موطا کے شیخ ولی اللہ محدث حنفی دہلوی ہیں نام انکا
قطب الدین احمد تھا بیٹے ہیں شیخ عبد الرحیم بن وجیہ الدین شہید بن معظم
بن منصور بن احمد کے۔ انکا سلسلہ نسب حضرت عمر فاروق تک پہنچتا ہے۔ ولادت
ان کی جیسا کہ خود انھوں نے اپنے بعض رسائل میں بیان کیا ہے یوم چہارشنبہ
۴ شوال ۱۱۱۴ھ میں ہوئی۔ سات برس کی عمر میں حفظ قرآن مجید سے فراغت
حاصل کی اور اپنے والد سے تحصیل علوم میں مشغول ہوئے ان کے والد سید
زاہد ہروی کے شاگرد تھے سید زاہد نے حاشیہ شرح مواقف انھیں کے واسطے
کے لئے لکھا تھا۔ پندرہ سال کی عمر میں تمام علوم درسیہ سے فراغت حاصل کی
ان کی عمر سترہ سال کی تھی کہ ان کے والد ماجد کا انتقال ہو گیا اس وقت
اپنے والد کی جگہ درس و تدریس میں مشغول ہوئے ۱۱۴۳ھ میں حرمین شریفین
کا سفر کیا۔ اور وہاں کے بہت سے مشائخ سے علم حاصل کیا جن میں ایک
شیخ ابو طاہر مدنی تھے ۱۱۴۵ھ میں وطن واپس آگئے۔ اور ۱۱۷۶ھ میں وفات
پائی اور بقول بعض ۱۱۷۴ھ میں۔

بہت سی تصنیفیں اپنی یادگار چھوڑیں جو سب اس بات کو بتا رہی ہیں کہ
وہ اعلیٰ درجہ کے فضلاء اور بڑے علماء میں سے تھے۔ حق سبحانہ کی طرف
سے رشد اور انصاف کی ان کو توفیق ملی تھی۔ اور تعصب و زیادتی
سے پاک تھے علوم دینیہ کے ماہر اور مباحث حدیث میں متبحر تھے انکی تصنیف
کی فہرست حسب ذیل ہے۔ ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء جو اپنے موضوع میں بے
نظیر کتاب ہے۔ حجۃ اللہ البالغہ۔ قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین۔ الفوز الکبیر
فی اصول التفسیر۔ عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید۔ الانصاف فی بیان سبب
الاختلاف۔ البدور البازغہ علم کلام میں۔ سرور المحزون۔ فتح الرحمن ترجمہ قرآن
فارسی۔ فتح الخبیر۔ فیوض الحرمین۔ انسان العین فی مشائخ الحرمین۔ الانتباہ
فی سلاسل اولیاء اللہ۔ الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین۔ چہل حدیث من
احادیث سید الاوائل والاواخر۔ القول الجمیل۔ الہمعات۔ التفہیمات الالٰہیہ
الطاف القدس۔ المقالۃ الوضیہ فی النصیحۃ۔ اوائل الاحادیث۔ اللمحات

الدر الثمين في مبشرات النبي الأمين والنوادر من
الأحاديث سيد الأوائل والأواخر والقول الجميل و
الهمعات والتفهيمات الإلهية والطاف القدس واللمعات
الوصية في النصيحة وتأويل الأحاديث والعقائد والقصص
والمقدمة السنية في انتصار الفرقة السنية وانفاس العارفين
وشفاء القلوب والخير الكثير والزهراوين ومن مقدمة الكتب وقد شرح
الموطأ برواية يحيى شرحين أحدهما باللغة الفارسية سماه المصفى
جرد فيه الأحاديث والآثار وحذف أقوال مالك وبعض بلاغاته
وتكلم فيه كلام المجتهدين وثانيهما بالعربية وسماه المسوّى
فيه على ذكر اختلاف المذاهب وشيء يسير من شرح الغريب ونحوه
لا بد منه۔

التفہیمات۔ المقدمۃ السنیۃ فی انتصار الفرقۃ السنیۃ۔
انفاس العارفین۔ شفاء القلوب۔ الخیر الکثیر۔ الزہراوین
ان کے علاوہ اور کتابیں بھی ہیں۔ موطا کی دو شرحیں لکھیں
ایک فارسی زبان میں جس کا نام مصفّٰی ہے اس میں صرف
حدیث و آثار کی شرح ہے اور امام مالکؒ کے اقوال اور ان کے
بعض بلاغات حذف کر دیتے ہیں۔ اس شرح میں مجتہدانہ
روش سے گفتگو کی ہے۔ اور دوسری شرح عربی
زبان میں ہے جس کا نام مسوّٰی ہے اس میں صرف اختلاف
مذاہب کو بیان کیا ہے اور کچھ حل لغت کیا ہے اور
ایسی ہی ضروری چیزوں پر اکتفا کی ہے۔

اس کتاب کا مختصر حال

یہ کتاب ازالۃ الخفاء حضرات خلفائے راشدین کی بہترین سیرت اور بہترین تاریخ ہونے کے علاوہ بہت سے دینی علوم و معارف کا خزانہ ہے اور بلاشبہ حضرت مصنفؒ کی عمدہ تصانیف میں سے ہے۔ علمائے کاملین نے شہادت دی ہے کہ فن تحقیق یہ کتاب اپنے موضوع میں بے نظیر ہے نہ حضرت مصنفؒ سے پہلے کسی نے ایسی کتاب اس موضوع پر لکھی نہ ان کے بعد چنانچہ علامہ لکھنوی رحمہ اللہ کی عبارت ابھی نقل ہو چکی ہے مگر سچ یہ ہے کہ اس کتاب کی عظمت خود اس کتاب کے دیکھنے سے معلوم ہوتی ہے ؎ آفتاب آمد دلیل آفتاب ؎ گر دلیلے خواہی از وے رو متاب ؎ یہ کتاب ۱۲۸۶ھ میں منشی جمال الدین خان صاحب مدار المہام ریاست بھوپال نے چھپوائی تھی اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت کرے انھوں نے اس کتاب کی صحت و صفائی کی صحیح کا بڑا اہتمام کیا انھیں کا چھپا ہوا نسخہ راقم الحروف کے پاس ہے اس کے بعد پھر یہ کتاب نہیں چھپی۔

منشی صاحب موصوف کے کارپردازوں نے خاتمہ کتاب پر بڑی اہتمام سے لکھا ہے جو اس کتاب کے متعلق کیا گیا اور لکھا ہے کہ قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب ناتمام ہے کیونکہ مقصد اول میں مصنفؒ نے آٹھ فصلیں ذکر کی ہیں اور آٹھویں فصل خصائص شیخین کی ہے اس کو دو مقصد پر منقسم کیا ہے مقصد اول میں دلائل نقلیہ اور مقصد دوم میں دلائل عقلیہ مگر موجودہ نسخ میں دلائل عقلیہ کا کہیں پتہ نہیں علیٰ ہذا کتاب کا مقصد دوم بھی اسی وجہ سے ناتمام معلوم ہوتا ہے کہ خاتمہ کی کوئی عبارت اس پر

ف جن حدیثوں کو امام مالکؒ نے بے سند یا منقطعا لکھ کر نقل کیا ہے ان حدیثوں کو بلاغات کہتے ہیں۔ ؎ یحییٰ بن یحییٰ کے احوال کتاب کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔

نہیں ہے حالانکہ یہ مصنفؒ کی عادت کے خلاف ہے۔ منشی صاحب ممدوح کا یہ احسان کہ انھوں نے اس کتاب کو چھاپ کر تلف ہونے سے محفوظ کردیا۔ تمام اہل اسلام کی شکرگزاری کے قابل ہے اور اس کی شکرگزاری کیا ہو سکتی ہے ع۔ جز آنکہ مصدرِ دل دعائے کنیم ؎

لیکن باوجود اس اہتمام کے پھر بھی کتاب میں بہت سی اغلاط رہ گئے اور حاشیہ جو اس پر لکھا گیا ہے وہ بھی بعض بعض مقامات پر غلط ہے۔ ان تمام اغلاط کو میں نے تین قسم پر تقسیم کیا ہے (۱) کاتب کی غلطیاں جو مصحح سے فروگذاشت ہوگئیں مگر بدلالت عقل رفع ہو جاتی ہیں جیسے مقصدِ اول کی فصل چہارم مسند حضرت جابرؓ میں لفظ فظلم کو فطعم لکھا ہے یا اسی فصل کے تذکرہ میں صحیح بخاری کی ایک روایت میں بجائے علی الحجرۃ کے علی الحجرۃ لکھا ہے۔ (۲) وہ غلطیاں جن میں دونوں احتمال ہیں خواہ کاتب کی ہوں خواہ مصحح و محشی کی مگر وہ ایسی ہیں کہ ہر شخص کو ان پر عبور نہیں ہو سکتا جیسے فصل چہارم میں حضرت علی مرتضیٰؓ کی مسند میں ایک روایت میں عن جدہٖ کا لفظ زیادہ لکھا ہے جو غلط ہے یا جیسے فصل پنجم کے مقصدِ اول میں تنبیہات سے پہلے ریاض النضرہ کی ایک روایت میں عن جدہٖ کا زیادہ لکھا ہے جو غلط ہے (۳) وہ غلطیاں جو خود مصحح نے کی ہیں جیسے فصل پنجم کے مقصدِ اول میں بحدثہ لا الخضارۃ باللہ حقشا لم یشب میں ت کو اور ی کو زیر اور ش کو زیر بنا کر بین السطور ترجمہ لکھ دیا ہے پیر وکہنہ تند حالانکہ یہ غلط ہے یا مثلاً حضرت عمر فاروقؓ کے سفر بیت المقدس کی روایت میں جہاں ان کی اس تحریر کا ذکر ہے جو نامہ جو بیت میں ان سے ایک راہب نے لکھوائی تھی لیس لعہدنا لابن عمل کے حاشیہ پر یعنی عمر باوفا و لایح لوا ابیح دعوٰی نسبت لکھ دیا ہے جو غلط ہے۔ غرض ان تمام اقسام کے اغلاط جا بجا ہیں اس ناچیز نے پوری توجہ کی ہے اور بڑی کوشش کی ہے کہ اب یہ کتاب اغلاط سے پاک ہو کر صحت پر چھپے۔ مگر ایک تو بشریت دامن گیر ہے بعضا ممکن ہے۔ امید ہے کہ کوشش میں پوری کامیابی ہو ع ہاں مگر لطف خدا پیش نہد گامے چند ؎ و ہو حسبی نعم الوکیل اغلاط کے ذکر سے نسخ سابق کے مصحح و محشی کو الزام دینا مقصود نہیں بلکہ اصل حال کا اظہار منظور ہے ورنہ وہ کون ہے جس سے کوئی غلطی نہ ہو۔ عفا اللہ عنا و عنہم جمیعاً۔

ترجمہ کے التزامات

(۱) ترجمہ میں توضیح مطلب کا بہت لحاظ اور سلاست و شگفتگی عبارت کی پوری رعایت ہے تاہم بعونہ تعالیٰ مصنفؒ کے الفاظ کی پابندی متروک نہیں ہوئی (۲) احادیث کے ترجمہ میں طرز شرح حدیث کی پوری مدد لی گئی ہے اور شرح طلب احادیث کی شرح حاشیہ (فٹ نوٹ) پر لکھ دی گئی ہے (۳) مکرر احادیث میں حاشیہ پر بتا دیا گیا ہے کہ یہ حدیث اس سے پہلے فلاں صفحہ میں ہے تاکہ اس کی شرح جو ایک مرتبہ کی جا چکی ہے بار بار نہ کرنا پڑے (۴) جو الفاظ عربی زبان کے ایسے تھے کہ ان کا ترجمہ ایک دو لفظوں میں نہ ہو سکتا تھا یا ترجمہ کرنے سے فصاحت میں کچھ فرق آتا تھا وہاں ترجمہ میں وہ

الفاظ بعینہا تمام رکھے گئے اور حاشیہ پر ان کا حل کر دیا گیا۔ (۵) حسب ضرورت جا بجا مفید حواشی بڑھائے گئے (۶) توضیح مطلب یا سلاست کے لئے جو الفاظ ترجمہ میں مترجم نے بڑھائے ہیں وہ اس قسم کے ( ) خطوں کے درمیان ہیں [ ] اور جو الفاظ یا جملے خود مصنف نے بطور حشو وغیرہ کے یا روایت حدیث میں بطور مدرج کے کسی راوی نے یا خود مصنف نے بڑھائے ہیں وہ اس قسم کے [ ] خطوں کے درمیان میں ہیں { } (۷) جس مقام پر مصنف نے کتب شیعہ سے کوئی عبارت نقل کی ہو وہاں صفحہ و سطر کا حوالہ حاشیہ پر بڑھا دیا گیا ہے یا اگر کوئی مضمون جو مصنف نے کتب اہل سنت سے نقل کیا ہو اس قاصر کی نظر سے کتب شیعہ میں بھی گزرا تو حاشیہ پر کتب شیعہ کا حوالہ بھی دے دیا گیا ہے۔ (۸) اگر کسی مقام پر مصنف کے استدلال کو مزید قوت پہنچانے کے لئے شواہد وغیرہ کی ضرورت پیش آئی یا کسی قسم کا کوئی اعتراض کسی مقام پر شیعوں کی طرف سے وارد ہوتا ہے اور اس کے دفعیہ کی ضرورت سمجھی گئی تو اپنی فہم کے موافق اس بے بضاعت نے اس کام کو بھی انجام دیا ہے اور ان مضامین کو حاشیہ پر بڑھا دیا ہے۔ (۹) طبع اول کے مطبع والے محشی نے جس مقام پر اصل کتاب کے الفاظ غلط کر دیئے تھے یا حاشیہ غلط لکھ دیا تھا اس کا اتباع نہیں کیا گیا بلکہ جانب صواب کو اختیار کیا گیا ہو جہاں کہیں ایسا ہوا ہے وہاں حاشیہ پر اس کا اشارہ کر دیا ہے اس کے علاوہ اور بھی التزامات ہیں جو ناظرین پر واضح ہوں گے۔ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ وَہُوَ الْمُعِیْنُ وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ؕ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذي بعث الينا اشرف الرسل داعيا الى اقوم السبل وجعل اصحابه وزراءه في حياته وخلفاءه من بعده ليتم بهم النعمة وتعم الرحمة واشهد ان لا اله الا الله وحده واشهد ان محمدا عبده ونبيه الذي لا نبي بعده صلى الله وسلم عليه وعلى آله وصحبه اجمعين

اما بعد می گوید فقیر حقیر ولی اللہ عفی عنہ کہ دریں زمانہ بدعت تشیع آشکارا شد و نفوس عوام بشبہات ایشاں متشرب گشت و اکثر اہل ایں اقلیم در اثبات خلافت خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین شکوک بہم رسانیدند لاجرم نور توفیق الٰہی در دل ایں بندۂ ضعیف علمی را مشرح و مبسوط گردانید تا آنکہ بعلم الیقین دانستہ شد کہ اثبات خلافت ایں بزرگواراں اصلیست از اصول دین تا وقتیکہ ایں اصل را محکم نگیرند ہیچ مسئلہ از مسائل شریعت محکم نشود زیرا کہ اکثر احکامے کہ در قرآن عظیم مذکور شدہ مجمل ست بدون تفسیر سلف صالح محمل آں نتواں دانست و اکثر احادیث خبر واحد محتاج بیان تفسیر و روایت جماعہ از سلف آنرا و استنباط مجتہداں زال متمسک بہا نگردد و تطبیق احادیث متعارضہ بدون سعی ایں بزرگواراں صورت نگیرد و چنیں جمیع فنون دینیہ مثل علم قراءۃ و تفسیر و عقائد و علم سلوک بغیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہر طرح کی تعریف اللہ کے لیے جس نے بھیجا ہماری طرف اشرف الرسل کو جو بلانے والے ہیں نہایت سیدھی راہ (یعنی دین اسلام) کی طرف اور اُن کے لئے اصحاب ایسے مقرر کئے جن کو آپ کے عہد میں آپ کا وزیر اور آپ کے بعد آپ کا خلیفہ بنایا تاکہ نعمت اسلام کامل اور رحمت (خدا سب کو) شامل ہو جائے۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ سوا اللہ کے کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اور شہادت دیتا ہوں کہ محمدؐ اُس کے بندے اور اُس کے نبی ہیں جن کے بعد کوئی نبی نہیں۔ صلوٰۃ وسلام نازل کرے اللہ اُن پر اور اُن کے آل واصحاب سب پر۔

اما بعد کہتا ہے فقیر حقیر ولی اللہ عفی عنہ کہ اس زمانہ میں بدعت تشیع آشکار ہو گئی ہے اور عام لوگوں کے دل اُن کے شبہات سے متاثر ہو گئے ہیں اور اس ملک کے اکثر لوگ خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی خلافت کے ثبوت میں شک کرنے لگے ہیں لہٰذا توفیق الٰہی کی روشنی نے اس بندۂ ضعیف کے دل میں ایک علم پیدا کیا جس سے یقین کے ساتھ معلوم ہوا کہ خلافت ان بزرگوں کی ایک اصل ہے اصول دین سے جب تک لوگ اس اصل کو مضبوط نہ پکڑیں گے کوئی مسئلہ مسائل شریعت کا مضبوط نہ ہوگا کیونکہ اکثر احکام جو قرآن عظیم میں مذکور ہیں مجمل ہیں بغیر تفسیر سلف صالح کے اُن احکام کا محل نہیں ہو سکتا اور اکثر حدیثیں خبر واحد ہیں شرح کی محتاج ہیں بغیر اس کے کہ سلف کی ایک جماعت اُن کو روایت کرے اور مجتہدین اُن سے استنباط کریں قابل تمسک نہیں ہو سکتیں اور نہ بغیر ان بزرگوں کی کوشش کے

آثار این بزرگواران متجسس نشود و قدوۂ سلف
در ایں امور خلفائے راشدین است و تمسک ایشاں
باقوال خلفاء۔ جمع قرآن و معرفت قراءۃ متواترہ
از شاذہ مبنی بر سعی خلفاء است و قضایا و حدود
و احکام فقہ وغیرہ ہمہ مرتب بر تحقیق ایشاں
ہر کہ در شکستن ایں اصل سعی می کند بحقیقت ہدم
جمیع فنون دینیہ میخواہد و نیز دانستہ شد کہ مدبر السموات
والارض تبارک و تعالیٰ جمیع سائر شرائع را
اولاً در مرتبہ کلام نفسی در ازل الآزال معین و مقرر
گردانیدہ و اشارہ بہماں مرتبہ است آیۂ کریمہ
إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا
فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ
مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ بعد ازاں بر قلب مبارک حضرت
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اجمالاً مرۃً وتفصیلاً اخری
فرود آورد بعد ازاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نصاً تارۃً واشارۃً اخری بیان آں فرمودند تا آنکہ
آنچہ مراد حق بود ظاہر شد وحجۃ اللہ قائم گشت
و تکلیف عباد بآں اعتقاداً وعملاً بظہور رسید
ہمچناں خلافت خلفائے راشدین اولاً در کلام نفسی
مقرر شدہ بود قرآن عظیم اجمالاً فرود آمد بعد
ازاں بر قلب مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

متعارض حدیثوں میں تطبیق کی کوئی صورت ہو سکتی ہے۔
اسی طرح تمام فنون دینیہ مثل علم قراءت و تفسیر و عقائد و
سلوک کے بغیر اقوال ان بزرگوں کے کسی اصل پر قائم نہیں رہ
سکتے اور سلف صالحین نے ان امور میں خلفائے راشدین
ہی کی پیروی کی ہے اور انہی کے دامن کو مضبوط پکڑا ہے قرآن
کا جمع ہونا اور قراءت شاذہ سے قراءت متواترہ کا امتیاز بھی
خلفائے راشدین ہی کی کوشش پر مبنی ہے۔ اور عقیدہ قضا
کے فرائض اور حدود اور احکام فقہ وغیرہ انہی خلفاء کی تحقیق
پر مرتب ہیں لہٰذا جو شخص اس اصل کے توڑنے کی کوشش کرتا
ہے وہ فی الحقیقت تمام فنون دینیہ کو مٹانا چاہتا ہے اور نیز
(اسی علم سے) معلوم ہوا کہ مدبر السموات والارض تبارک و
تعالیٰ نے جس طرح ازل الآزال میں شریعت کی تمام باتوں کو پہلے
کلام نفسی کے مرتبہ میں معین و مقرر کیا (اور) اسی مرتبہ کی طرف اس آیۂ
کریمہ میں اشارہ ہے (ترجمہ) مہینوں کی تعداد اللہ کے نزدیک
بارہ ہے کتاب اللہ میں جس دن اس نے آسمانوں اور زمین کو
پیدا کیا ان میں چار مہینے حرمت والے ہیں (جیسے
ان میں خون ریزی وغیرہ کی ممانعت نہایت شدید ہے)
اس کے بعد حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر کبھی
اجمالاً اور کبھی تفصیلاً نازل کیا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے کبھی صراحۃً اور کبھی اشارۃً ان تمام شرائع کو بیان فرما دیا
یہاں تک کہ جو مقصود حق تعالیٰ کا تھا ظاہر ہو گیا اور اللہ کی حجت

لہ [illegible]

لہ [illegible]

آخذ بسیار دانستند آن را تطبیق درمیان
اختلافات علماء در آنکہ خلافت بنص جلی
است یا خفی بآن وجہ واقع است کہ جمعے
را آیۂ اجمالی با حدیثے کہ تفسیر آن است
مرتبط باہم منظور شد بنص جلی قائل شدند
و جمعے آیہ را جدا دانستند و حجاب اجمالی او را
نتوانستند برانداخت واحادیث را تنہا
و آن را ملحق آیہ نساختند باز احادیث
اخبار آحاد بود متفق در معنے اثبات
خلافت کہ قدر مشترک ست جمعے را نظر
بر حدیثے دو حدیثے افتاد و فہمیدند
کہ خبر واحد است وجمعے را نظر بر
ہمہ دفعۃً واحدۃً افتاد و متواتر بالمعنی
شناختند وچون بکرم توفیق این علم
را مبسوط نمود داعیہ نشر آن گشت بآنکہ
و اخرے نیز بخاطر ریخت اخرج
ابن ماجہ عن جابر رضی اللہ عنہ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اذا لعن آخر ھذہ
الامۃ اولھا فمن کتم حدیثا
فقد کتم ما انزل اللہ عز وجل۔

اور لفظ استخلاف یا اور کوئی ایسا ہی صاف وصریح لفظ
ان کے لئے بولا جائے۔ الحاصل استخلاف کا لفظ ان دونوں معنی
پر بولا جاتا ہے پس علماء کے دو فریق ہو گئے ہیں، ہر فریق نے
ایک[1] ایک معنی مراد لئے ہیں اور اسی کے موافق کہا ہے جو کچھ کہا ہے۔
اور خلافت کیلئے صحابہ کا باہم مشورہ کرنا اس امر کی دلیل نہیں ہو سکتا
کہ خلافت ان کے نزدیک منصوص نہ تھی بلکہ کہا جا سکتا ہے کہ احادیث
(خلافت) کی حفاظت کرنے[2] اور نصوص سے استنباط (کی ترویج)
کرنے اور مختلف ماخذوں سے نکالے ہوئے معانی کی یاددہانی وغیرہ
کے لئے تھا۔

اور علماء کے اس اختلاف میں کہ خلافت پر نص جلی ہے یا خفی اس طرح
تطبیق ہو سکتی ہے کہ جن کو آیت اجمالی کا اس حدیث سے ربط معلوم ہو گیا
جو اس آیت کی تفسیر ہے وہ نص جلی کے قائل ہو گئے اور جنھوں نے
آیت کو جدا سمجھا اور اس کے اجمال کا پردہ نہ اٹھا سکے اور احادیث
کو جدا جانا اور ان حدیثوں کو آیت کے ساتھ نہ ملایا وہ نص خفی
کے قائل ہوئے پھر حدیثیں اخبار آحاد تھیں اگرچہ اثبات خلافت
کے معنی پر جو قدر مشترک ہے متفق تھیں مگر جن لوگوں کی نظر بعض حدیثوں
پر پڑی اور بعض پر نہ پڑی انھوں نے ان کو خبر واحد سمجھا اور جن لوگوں
کی نظر تمام حدیثوں پر پہنچی انھوں نے متواتر بالمعنی سمجھا۔ توفیق کی
روشنی نے جس طرح اس علم کو مجھ پر کھولا اسی طرح اس کی اشاعت کا
شوق بھی {تحریر اور تقریر} دل میں پیدا کر دیا۔ اصل منشاء
اس شوق کا یہ قول رسول ہے جو ابن ماجہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ

[1] یعنی جس فریق نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو خلیفہ مقرر نہیں فرمایا اس نے دوسرے معنی مراد لئے ہیں اور جس فریق نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خلیفہ بنا گئے ہیں اس نے پہلے معنی مراد لئے ہیں واللہ اعلم۔ گویا یہ نزاع لفظی ہے [2] یعنی خلافت کے متعلق جو حدیثیں متفرق طور پر لوگوں کو معلوم تھیں کہ کسی کو کوئی حدیث معلوم ہے اور کسی کو معلوم نہیں ہے وہ سب ایک جگہ پہنچ جائیں اور سب احادیث کا علم ہو جائے اور وہ حدیثیں جب اس طرح یکجا جمع ہو جائیں گی تو ان کی قدر و قیمت کا سلسلہ بھی جاری رہے گا جیسا خلیفہ کے قریشی ہونے کی حدیث اس کی صحیح میں پیش ہوئی اور اس کی روایت کا سلسلہ جاری ہو گیا۔

بنا بر علیٰ ذٰلک ورقے چند
درین مسئلہ نوشتہ شد و بہ

ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء

مسمّٰی گشت و بر دو مقصد منقسم کردہ آمد

مقصد اوّل

در بیان معنی خلافت عامہ و خاصہ و شرط آن
و آنچہ متعلق بآن است و ذکر دلائل بر خلافت
ایشان و حل اشکالات اہل در سبب ان
خویش کہ خلافت بنص بود یا باجتہاد

مقصد ثانی

در مآثر خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم و ان
الشروع فی المقصود وبنور توفیقہ
التمسک وعلی فضلہ التوکل
والی کلایتہ وحفظہ کان امرا فوض
حسبنا اللہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا
باللہ العلی العظیم

سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرماتے تھے کہ جب اس امت کے پچھلے لوگ اگلوں کو برا کہنے لگیں تو
(اس وقت) جو شخص ایک حدیث کو بھی چھپائے تو اس نے گویا اللہ عز
وجل کی نازل کی ہوئی (پوری) شریعت کو چھپایا۔ اسی وجہ سے یہ چند
ورق اس مسئلہ میں لکھے گئے اور نام (اس تحریر کا) **ازالۃ
الخفاء عن خلافۃ الخلفاء** رکھا گیا۔ (اس
تحریر کو دو مقصد پر منقسم کیا گیا **مقصد اول** میں خلافت
عامہ اور خلافت خاصہ کے معنے اور خلافت کے شرائط اور
اس کے متعلقات اور (حقیقت) خلافت خلفاء کی دلیلوں کا بیان
ہے اور اس اشکال کا حل ہے کہ (قیامت) خلافت نص کی وجہ
سے تھی یا اجتہاد سے۔ **مقصد ثانی** میں خلفائے اربعہ کے
فضائل کا بیان ہے۔

اب مقصود شروع ہوتا ہے اور میں محض توفیق الٰہی کی روشنی سے
تمسک کرتا ہوں اور اس کے فضل پر توکل رکھتا ہوں اور ہر کام
کو اس کی حفاظت اور نگہبانی کے حوالہ کرتا ہوں۔ ہم کو اللہ ہی
کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔ نہ قدرت اور طاقت کسی
میں نہیں ہے مگر اللہ ہی کی مدد سے جو بزرگ اور برتر ہے۔

مقصد اوّل

مشتمل ست بر فصول چند

فصل اوّل در خلافت عامّہ

مسئلہ در تعریف خلافت هی الریاسۃ العامۃ فی التصدی لاقامۃ الدین باحیاء العلوم الدینیۃ واقامۃ ارکان الاسلام والقیام بالجهاد وما یتعلق به من ترتیب الجیوش والفرض للمقاتلۃ واعطائهم من الفئ والقیام بالقضاء واقامۃ الحدود ورفع المظالم والامر بالمعروف والنهی عن المنکر نیابۃً عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ تفصیل این تعریف آنکہ معلوم بالقطع ست بملت محمدیہ علی صاحبہا الصلوات والتسلیمات کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چون مبعوث شدند برائی کافۂ خلق اللہ با ایشان معاملہ ہا کردند وتصرفہا نمودند در ہر معاملہ نواب تعیین فرمودند واہتمام عظیم در ہر معاملہ مبذول داشتند چون آن معاملات را استقراء نمائیم واز جزئیات بکلیات واز کلیات بیک کلی واحد کہ شامل ہمہ باشد انتقال کنیم

مقصدِ اوّل

اس مقصد میں چند فصلیں ہیں (جن کی تعداد آٹھ ہے)

فصل اوّل خلافت عامّہ کے بیان میں

(اس فصل میں چھ مسئلے ہیں جن پر مصنف علامؒ نے بحث کی ہے)

مسئلہ (اوّل) خلافت (عامّہ) کی تعریف: خلافت (عامہ) وہ ریاستِ عامّہ ہے جو (بذریعۂ علومِ دینیہ کے زندہ رکھنے اور (بذریعۂ) ارکانِ اسلام کے قائم کرنے اور (بذریعۂ) جہاد اور متعلقاتِ جہاد کے قائم رکھنے کے جیسے لشکروں کو مرتب کرنا مجاہدین کو وظائف دینا مالِ غنیمت کو ان پر تقسیم کرنا اور (بذریعۂ) عہدہ قضا کے فرائض انجام دینے اور حدود کے قائم کرنے اور مظالم کے دفع کرنے اور لوگوں کو اچھے کاموں کا حکم دینے اور برے کاموں سے منع کرنے کے) بحیثیت نائب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کے بالفعل (حاصل ہوئی) ہو۔ اس تعریف کی تفصیل یہ ہے کہ ملت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام (میں غور و فکر کرنے) سے یقیناً معلوم ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب تمام خلق اللہ کے لئے مبعوث ہوئے تو آپ نے مخلوق کے ساتھ بہت سے معاملات و تصرفات کئے اور ہر معاملہ کے لئے اپنا نائب مقرر فرمایا اور ہر ایک معاملہ میں اہتمام عظیم کیا۔ ان معاملات پر جب ہم غور کرتے ہیں اور جزئیات[1] سے کلیات کی طرف پھر کلیات سے ایک ایسی کلی کی طرف جو سب کو شامل ہو منتقل

---

[1] جزئیات جمع ہے جزئی کی اور کلیات جمع ہے کلی کی۔ جزئی اس مفہوم کو کہتے ہیں جس میں شرکت کا احتمال نہ ہو جیسے زید ایک خاص فرد کا نام ہے اور کلی اس مفہوم کو کہتے ہیں جس میں شرکت کا احتمال ہو جیسے انسان کہ زید بھی اس میں شریک ہے اور عمرو بکر بھی۔ یہاں جزئیات سے مراد خاص خاص واقعات ہیں اور کلیات سے وہ عام مفہوم جس کے تحت میں وہ خاص واقعات مندرج ہوں۔

جنس المحیط آں اقامت دین باشد کہ متضمن جمیع کلیات است و تحت وے اجناس دیگر باشند یکے ازاں احیائے علوم دین ست از تعلیم قرآن و سنت و تذکیر و موعظت قال اللہ تعالیٰ هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ و مستفیض شد کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تعہد می کردند صحابہؓ را بتذکیر و موعظت و دیگر اقامت ارکان اسلام ست زیرا کہ مستفیض شد کہ امامت جمع و اعیاد و جماعات خود می کردند و نصب امام در ہر محلہ می فرمودند و اخذ زکوٰۃ و صرف آں بر مصارف می نمودند و عمال را برائے ایں معنے منصوب مے ساختند و ہمچنیں شہادت بر ہلال رمضان و ہلال عید می شنیدند و بعد ثبوت شہادت حکم بصوم و فطر میفرمودند و حج را خود اقامت نمودند و سال نہم کہ حضور شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

ہوتے ہیں تو ان سب کی جنس عالی دین کی اقامت ہے جو تمام کلیات کو متضمن ہے اور اس کی تحت میں دوسری جنسیں ہیں۔ ان میں سے ایک جنس علوم دینیہ کی اشاعت ہے جیسے قرآن و حدیث کی تعلیم دینا اور وعظ و نصیحت کرنا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے (ترجمہ) وہی ہے جس نے مبعوث کیا امیوں میں ایک رسول انہی (کی قوم) میں سے جو ان (امیوں) کے سامنے اللہ کی آیتیں پڑھتا ہے اور ان کو (اخلاق رذیلہ سے) پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے (اس آیت سے ظاہر ہے کہ قرآن و حدیث کی تعلیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بڑا فریضہ تھی اور باستفاضہ ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کو وعظ و نصیحت برابر کرتے رہتے تھے۔

دوسری جنس ارکان اسلام کا قائم کرنا ہے کیونکہ یہ استفاضہ ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ اور عیدین اور (پنج وقتی) جماعت کی امامت کا اہتمام خود کیا کرتے تھے اور ہر مقام پر امام مقرر فرماتے تھے اور زکوٰۃ وصول کرتے اور اس کے مصارف میں صرف کرتے تھے اور ان کاموں کے لئے عامل مقرر فرماتے۔ اور اسی طرح ہلال رمضان اور ہلال عید کی رویت پر شہادت سنتے اور ثبوت شہادت کے بعد (رمضان کے ہلال میں) روزہ رکھنے کو اور (عید کے چاند میں) ترک صوم کا حکم فرماتے تھے۔ اور حج کا انتظام بھی خود

۱؎ کلیات کی پانچ قسمیں ہیں۔ جنس، نوع، فصل، خاصہ، عرض عام جو کلی ایسے افراد پر بولی جائے جن کی حقیقت کا جزو مشترک ہو اس کو جنس کہتے ہیں جیسے حیوان کہ اپنے افراد [illegible] ... [illegible]

[illegible] مستفاضہ کہا جاتا ہے ... [illegible]

ود کہ متحقق نشد حضرت ابوبکر صدیق رض
را فرستادند تا اقامت حج نماید و قیام
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بجہاد و
نصب امرا و بعث جیوش و سرایا و قیام
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بقضا در
خصومات و نصب قضاۃ در بلاد اسلام
و اقامت حدود و امر معروف و نہی منکر
مستغنی از آن ست کہ بہ تنبیہ احتیاج داشتہ
باشد و چون آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
برفیق اعلیٰ انتقال فرمودند واجب شد
اقامت دین بہمان تفصیل کہ گذشت و
اقامت دین موقوف افتاد بر نصب شخصے کہ
اہتمام عظیم فرماید دریں امر و نواب را بآفاق
فرستد و بر حال ایشان مطلع باشد و ایشان
از امر وے تجاوز نکنند و برحسب اشارۂ
وے جاری شوند و آن شخص خلیفۂ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم باشد و نائب مطلق
وے پس از کلمۂ ریاست عامہ

(بنفس نفیس) فرمایا اور (ہجرت کے) نویں سال جب آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض (وجوہ سے) حج کے لئے نہیں تشریف لے جاسکے
تو حضرت ابوبکر صدیق رض کو بھیجا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی طرف سے نیابۃً حج کرائیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کا جہاد کو قائم رکھنا اور سرداروں کا مقرر کرنا اور جیوش
و سرایا کا بھیجنا اور خصومات میں فیصلہ کرنا اور بلاد اسلام
میں قاضیوں کا مقرر کرنا اور حدود کا قائم کرنا اور اچھے کاموں
کا حکم دینا اور برے کاموں سے منع کرنا محتاج بیان نہیں ہے
(پھر) جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رفیق اعلیٰ کی
طرف انتقال فرمایا تو آپ کی وفات کے بعد بھی اسی
تفصیل مذکورہ کے ساتھ دین کا قائم رکھنا ضروری ہوا اور
اس تفصیل کے ساتھ دین کا قائم رکھنا ایک ایسے شخص کے
مقرر ہونے پر موقوف تھا جو اس کام میں اہتمام عظیم کرے
اور ہر ملک میں اپنے نائب بھیجے اور ان کے حال سے خبردار
رہے اور اس کے نائب اس کے حکم سے انحراف نہ کریں اور اس
کے اشارہ پر چلتے رہیں۔ ایسا ہی شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم کا خلیفہ اور بجمیع الوجوہ آپ کا نائب ہوگا۔
(خلافت کی جو تعریف کی گئی اس میں) ریاست عامہ کے لفظ

سلہ یعنی یہ کہ حج کی فرضیت [illegible]

برآمدند علمائے مسلمین کہ بتعلیم علوم دینیہ
مشغول شوند و قضاۃ امصار و امرائے
جیوش کہ بامر خلیفہ اقامت این معنی نمایند
ودر عصر اول موعظت وتذکیر ضمیمہ
خلافت بود قال صلی اللہ علیہ وسلم
لا یقص الا امیر او مامور او مختال
واز لفظ فی التصدی لاقامۃ الدین
برآمد شخصے کہ ریاست وغلبہ بر اہل آفاق
پیدا کند و متصدی شود اخذ باج را
من غیر وجہ شرعی مثل ملوک جبابرہ
متغلبہ واز لفظ تصدی برآمد شخصے کہ
قابلیت اقامت دین بر وجہ اکمل داشتہ
باشد و افضل اہل زمان خود بود لیکن
بالفعل از وے دستے چیزے ازین امور بر
نیاید پس او خلیفہ محقق و غیر منصور و غیر
متسلط نخواہد بود و قید نیابۃ عن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم بیرون آرد از مفہوم خلیفہ انبیاء را ہر چند
در قرآن عظیم حضرت داؤد علیہ السلام را خلیفہ گفتہ شد
زیرا کہ سخن در خلافت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
است و حضرت داؤد خلیفۃ اللہ بودند لہذا حضرت ابوبکر صدیق
راضی نشدند باسم خلیفۃ اللہ و فرمودند کہ مرا خلیفہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم می گفتہ باشند

سے وہ علماء خارج ہو گئے جو علوم دینیہ کی تعلیم دیا کرتے ہیں (کیونکہ ان کو
ریاست عامہ نہیں حاصل ہوتی) اور شہر کے قاضی اور لشکر کے افسر بھی
خارج ہو گئے جو خلیفہ کے حکم سے ان کاموں کو انجام دیتے ہیں (کیونکہ ان کو
بھی ریاست عامہ حاصل نہیں ہوتی) اور قرن اول میں وعظ و نصیحت کرنا بھی
خلافت کا ایک ضمیمہ تھا (جیسا کہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
وعظ نہ بیان کرے مگر حاکم وقت یا جس کا مقرر کیا ہوا کوئی شخص اور ان
دونوں کے علاوہ جو شخص وعظ کہے وہ ریاکار ہے۔ اور **دین قائم
رکھنے** کے لفظ سے وہ جابر اور ظالم بادشاہ خارج ہو گئے جو ملک پر حکومت
اور غلبہ حاصل کر کے غیر مشروع طریقہ سے خراج وصول کرتے ہیں اور
بالفعل کے لفظ سے وہ شخص خارج ہو گیا جو (اگرچہ) کامل طور پر
دین قائم رکھنے کی قابلیت رکھتا ہو اور اپنے ہمعصر لوگوں سے افضل
بھی ہو لیکن بالفعل اس کے ہاتھوں سے کوئی کام امور مذکورہ میں سے
انجام نہ پائے پس ایسا شخص خلیفہ نہیں ہو سکتا ہو (جو بقول شیعہ
امام مہدی کی طرح) پوشیدہ ہو اور جس کو فتح و غلبہ نہ حاصل ہو۔
اور **بحیثیت نائب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہونے** کے لفظ خلیفہ کے
مفہوم سے انبیاء علیہم السلام کو خارج کر دیا ہے (کیونکہ وہ نبی تھے نہ
کہ نائب نبی) گو حضرت داؤد علیہ السلام کو قرآن میں خلیفہ کہا گیا ہے
(مگر یہاں جس خلافت کی تعریف کی گئی ہے اس سے بلاشبہ حضرت
داؤد خارج ہیں) کیونکہ بحث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت
میں ہے اور حضرت داؤد خلیفۃ اللہ تھے (نہ خلیفہ آنحضرت) یہی وجہ تھی
کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے لئے خلیفۃ اللہ کا لقب پسند نہ کیا
اور فرمایا کہ مجھے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرو۔

لے چنانچہ لوگ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو خلیفۂ رسول اللہ کہکر پکارتے تھے اور اپنی تحریرات وغیرہ میں بھی الیٰ خلیفۃ رسول اللہ لکھتے تھے حضرت صدیقؓ کے بعد [illegible]
بعد کو لوگوں نے [illegible]
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

مسئلہ واجب بالکفایہ است بر مسلمین الی یوم
القیامہ نصب خلیفہ مستجمع شروط بچند وجہ یکے آنکہ
صحابہ رضوان اللہ علیہم بنصب خلیفہ و
تعیین او پیش از دفن آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم متوجہ شدند پس اگر از شرع
وجوب نصب خلیفہ ادراک نمی کردند بریں
امر خطیر مقدم نمی ساختند و ایں وجہ
اثبات دلیل شرعی از آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم مے نماید بر وجہ اجمال دوم آنکہ
در حدیث وارد شدہ مَنْ مَاتَ وَلَيْسَ
فِي عُنُقِهٖ بَيْعَةٌ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً
یعنی ہر کہ بمیرد حال آنکہ نیست در گردن
او بیعت خلیفہ مردہ است بمرگ جاہلیت
و ایں نص شرع است تفصیلاً سوم آنکہ
خدائے تعالے جہاد و قضا و احیاے
علوم دین و اقامت ارکان اسلام و
دفع کفار از حوزۂ اسلام فرض بالکفایہ
گردانیدہ و آں ہمہ بدون نصب امام
صورت نگیرد و مقدمۂ واجب واجب
است کبار صحابہؓ بریں وجہ تنبیہ نمودہ اند
مسئلہ در شروط خلافت و اصل
دریں مسئلہ آنست کہ معنے خلافت

مسئلہ (دوم) مسلمانوں پر ایسے خلیفہ کا منصوب (یعنی مقرر) کرنا جو جامع
شرائط خلافت ہو فرض کفایہ ہے (اور) قیامت تک (یہ فرض رہے گا) اس
کے بہت سے دلائل ہیں **دلیل اول** یہ ہے کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم
اجمعین کی توجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن سے بھی پہلے خلیفہ
کے تعین و تقرر کی طرف مائل ہوگئی لہٰذا (معلوم ہوا کہ) اگر صحابہ کرام
کو شریعت کی طرف سے خلیفہ مقرر کرنے کی فرضیت (اور اس کے مقرر
کرنے میں تاخیر کی ممانعت) معلوم نہ ہوتی تو وہ حضرات ہرگز خلیفہ کے
تقرر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن پر مقدم نہ کرتے، یہ تقرر کہ
(صرف صحابہ کرامؓ کے فعل کو ثابت نہیں کرتی بلکہ) آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے دلیل شرعی (کا خاص اس مسئلہ میں پایا جانا) ثابت کرتی
ہے بطور اجمال کے۔ **دلیل دوم** یہ ہے کہ حدیث (نبوی) میں وارد
ہوا ہے کہ جو شخص اس حال میں مرے کہ اس کی گردن میں (کسی خلیفہ کی
بیعت (کا رشتہ) نہ ہو وہ جاہلیت کی (سی) موت مرا، یہ حدیث نص
شرعی ہے تفصیلاً (یعنی حقیقۃً مرفوع ہے) **دلیل سوم** یہ ہے کہ خدا تعالیٰ
نے جہاد کو اور فیصلہ خصومات کو اور علوم دین کے زندہ رکھنے کو
اور ارکان اسلام قائم رکھنے کو اور بلاد اسلام سے کفار کے (حملے)
دور رکھنے کو فرض کفایہ کردیا ہے اور یہ سب باتیں بغیر امام (یعنی خلیفہ)
کے مقرر کئے ہوئے صورت پذیر نہیں ہوسکتیں اور (کلیہ قاعدہ ہے
کہ فرض کفایہ (کا حصول) جس چیز پر موقوف ہو وہ چیز بھی فرض
کفایہ ہوتی ہے۔ بڑے بڑے صحابہؓ نے اس کلیہ قاعدہ پر (امت کو)
متنبہ کردیا ہے۔

مسئلہ (سوم) خلافت (کے استحقاق) کے شرائط۔ **اصل** یہ ہے کہ خلافت

---

۱ یعنی یہ کلیہ قاعدہ ہے جو اپنے مقام پر بدلائل ثابت ہو چکا ہے جب کوئی قول یا فعل ایسا صادر ہو جس کا ادراک رائے سے نہ ہو سکے تو وہ حکم میں حدیث مرفوع کے ہے۔ ۲ مرفوع اس روایت کو کہتے ہیں جس میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا قول یا فعل یا عمل ہو۔ ۳ فرض کفایہ وہ فرض ہے جو ہر شخص پر بالذات فرض نہ ہو بلکہ اگر بعض لوگ اس کو ادا کردیں تو سب کے ذمہ سے فرض ادا ہو جاتا ہے ورنہ سب گنہگار ہیں۔

چنانکہ گذشت متضمن ست احیائے علوم دین را و اقامت ارکان اسلام و امر معروف و نہی منکر و قیام بامر جہاد و قضا و اقامت حدود را پس ہر چہ شرط ہر یکے ازیں امور باشد شرط خلافت ست و زیادہ ازاں شرطے دیگر بمقتضائے حدیث مستفیض[1] و آں قرشیت ست چوں ایں اصل دانستہ شد خوض در تفصیل نمائیم ازانجملہ شرط خلافت آنست کہ مسلمان باشد زیرا کہ ریاست مسلمین لائق نشود مگر مسلمان را کما قال اللہ تعالیٰ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا و نیز ظاہر ست کہ ایں معانی از غیر مسلمان سرانجام نشود و اگر خلیفہ کافر گردد واجب شود خروج بروے پس نصب کافر اولاً اولیٰ است کہ درست نباشد و ازانجملہ آنست کہ عاقل و بالغ باشد زیرا کہ مجنون و سفیہ و صبی محجور اند از تصرفات بر نفس خویش قال اللہ تعالیٰ وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ چوں برای خود [illegible] درست نباشد در اموال و رقاب مسلمین البتہ تسلط ایشاں صحیح نباشد و کارہای مطلوب از استخلاف بالکلیہ ازیں جماعت سرانجام نشود

موافق اس معنی کے جو اوپر بیان ہوئے متضمن ہے علوم دین کے زندہ رکھنے کو اور ارکان اسلام کے قائم رکھنے کو اور اچھی باتوں کا حکم دینے اور بری باتوں سے منع کرنے کو اور جہاد کا اور عہدۂ قضا کا انتظام قائم رکھنے کو اور حدود کے جاری رکھنے کو پس یہ چیزیں جن جن امور پر موقوف ہوں گی وہ سب امور (استحقاق) خلافت میں مشروط ہوں گے ان سب امور کے علاوہ ایک حدیث مستفیض کی وجہ سے ایک اور شرط بھی بڑھا لی گئی ہے یعنی (خلیفہ کا) قریشی ہونا۔ اس اصل کے معلوم ہو جانے کے بعد اب ہم (ان شرائط کی) تفصیل میں خوض کرتے ہیں (پس واضح ہو کہ) منجملہ شروط (استحقاق) خلافت کے ایک شرط یہ ہے کہ خلیفہ مسلمان ہو کیونکہ مسلمانوں کی سرداری کے لئے غیر مسلم زیبا نہیں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (ترجمہ) ہرگز نہ بنائے گا اللہ کافروں کے لئے مسلمانوں پر (سرداری بننے کی) کوئی سبیل۔ اور نیز خلافت جن امور پر متضمن ہے وہ امور غیر مسلم سے سرانجام نہیں پا سکتے (لہٰذا اس وجہ سے بھی خلیفہ کا مسلمان ہونا شرط ہے) اور نیز (متفق علیہ مسئلہ ہے کہ) اگر خلیفہ معاذ اللہ مرتد ہو جائے تو اس سے لڑنا واجب ہے پس (اس سے معلوم ہوا کہ) جو شخص پہلے ہی سے کافر ہو اس کا خلیفہ بنانا بدرجۂ اولیٰ درست نہ ہوگا (یہ دلیل بھی خلیفہ کے لئے اسلام کو شرط بتاتی ہے)۔ اور منجملہ شروط (استحقاق) خلافت کے ایک شرط یہ ہے کہ خلیفہ عاقل بالغ ہو (مجنون بیوقوف نابالغ نہ ہو) کیونکہ مجنون اور بیوقوف اور نابالغ بچے اپنے (ذاتی) معاملات میں تصرف کرنے سے شرعاً روک دیئے گئے ہیں (اور ان کے کاموں کے سرانجام دہی کے لئے ولی مقرر کیا جاتا ہے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بیوقوف لوگوں کو اپنے مال نہ دو (یعنی ان کے ساتھ معاملہ نہ کرو) پس جب یہ لوگ اپنے مال پر (تصرف کی) قدرت نہیں رکھتے تو

[1] مستفیض وہ حدیث ہو جس کے راوی ہر طبقہ میں تین سے زیادہ ہوں ۱۲

و از آنجمله آنست که ذکر باشد نه امرأة زیرا که در حدیث بخاری آمده «لن یفلح قوم ولوا امرهم امرأة» چوں بسمع مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رسید که اہل فارس دختر کسریٰ را بپادشاہی برداشته اند فرمود رستگار نشود قومی که والی امر پادشاہی خود ساختند زنے را و نیز زیرا که امرأة ناقص العقل والدین است و در جنگ بیکار و ناقابل حضور محافل و مجالس لہذا از وے کارہائے مطلوبہ بر نیاید. و از آنجمله آنست که حر باشد زیرا که عبد قابل شہادت در خصومات نیست و بنظر مردم حقیر و برآن واجب است بر وے مشغول بودن بخدمت سید خود. و از آنجمله آنست که متکلم و سمیع و بصیر باشد زیرا که لازم است بر خلیفه حکم کردن بوجہے که در مقصد او اشتباہ واقع نشود و معرفت مدعی و مدعے علیه و مقر و مقر لہ و شاہد و مشہود علیه و استماع کلام ایشاں بجامع و واجب است بر وے تولیت قضاۃ امصار و نصب عمال و امر کردن مر جیوش را بتجہیز

مسلمانوں کے جان و مال پر بدرجۂ اولیٰ ان کا تسلط صحیح نہ ہوگا۔ اور نیز خلیفہ بنانے سے جو مقاصد مقصود ہیں وہ یقیناً مجنون اور بچہ اور نابالغ سے سرانجام نہ پائیں گے (لہذا اس وجہ سے بھی خلیفہ کا عاقل و بالغ ہونا شرط ہوا) اور منجملہ شروط استحقاق خلافت کے ایک شرط یہ ہے کہ خلیفہ مرد ہو نہ کہ عورت کیونکہ صحیح بخاری کی حدیث میں آیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا کہ اہل فارس نے کسریٰ کی بیٹی کو بادشاہ بنایا ہے تو آپ نے فرمایا کہ کبھی کامیاب نہ ہوں گے وہ لوگ جنہوں نے اپنی سلطنت کا انتظام ایک عورت کے ہاتھ میں دے دیا۔ اور نیز عورت عقل و دین میں کمزور ہوتی ہے اور میدان جنگ کے لئے بیکار ہوتی ہے اور محفلوں اور مجلسوں میں جانے کے قابل نہیں ہوتی لہذا اس سے خلافت کے کام پورے نہیں ہو سکتے۔ اور منجملہ شروط استحقاق خلافت کے ایک شرط یہ ہے کہ خلیفہ حر (آزاد) ہو (غلام نہ ہو) کیونکہ غلام مقدمات میں گواہی دینے کے قابل نہیں ہے اور عام لوگوں کی نظر میں حقیر و ذلیل ہوتا ہے اور اس پر اپنے آقا کی خدمت میں مشغول رہنا واجب ہے لہذا ان وجوہ سے تمام مقاصد خلافت کے انجام دہی سے معذور ہے) اور منجملہ شروط استحقاق خلافت کے ایک شرط یہ ہے کہ خلیفہ متکلم اور سمیع و بصیر ہو (گونگا بہرا اندھا نہ ہو) کیونکہ خلیفہ پر لازم ہے کہ جو حکم دے وہ بیان صاف ہو کہ اس کا مقصد سمجھنے میں لوگوں کو اشتباہ نہ ہو اور نیز ضروری ہے کہ خلیفہ مدعی اور مدعیٰ علیہ کو اور مقر اور مقر لہ اور شاہد اور مشہود علیہ کو پہچانے اور ان لوگوں کے بیان کو سنے (اور اگر گونگا بہرا اندھا ہوگا تو یہ بات اس کو حاصل نہ ہو سکے گی) اور نیز خلیفہ پر لازم ہے کہ اپنے بلاد (محروسہ) میں قاضیوں کو اور اعلیٰ حاکموں کو مقرر کرے اور لشکروں کو میدان جنگ کی تدابیر بتلا کر اور یہ سب باتیں بغیر صحت اعضاء مذکورہ کے ممکن نہیں (لہذا مقاصد

ملہ دعوی کرنے والے کو مدعی کہتے ہیں اور جس پر دعویٰ کیا جائے اس کو مدعا علیہ۔ اقرار کرنے والے کو مقر کہتے ہیں اور وہ اقرار جس کے لئے کیا جائے اس کو مقر لہ۔ گواہی دینے والے کو شاہد کہتے ہیں اور جس کے خلاف گواہی دی جائے اس کو مشہود علیہ۔

بآنچہ در حیطۂ او پیش آید و این ہمہ بدون سلامتِ اعضاء متحقق نشود و مقدمہ واجب واجب است۔ و از آن جملہ آن است کہ شجاع باشد و صاحب رأی در حرب و سلم و عقد ذمہ و فرق متعاقد و تعیین امراء و عمال و صاحب کفایت یعنی ذکی و درست باشد و نہ آنکہ دہ کاره کہ شہد کند در جہور و نتواند سر انجام دادن مہمات را زیرا کہ جہاد بجز شجاع و صاحب رائے بود کافی صورت نہ بندد و آن مطلب اعظم است از مطالب خلافت۔ و از آن جملہ آنست کہ عادل باشد یعنی مجتنب از کبائر غیر مُصر بر صغائر و صاحب مروت باشد نہ ہرزه گرد خلیع العذار زیرا کہ در شاہد و قاضی و راوی حدیث ہرگاه این معانی شرط است پس در ریاست عامہ کہ زمام خلق بدست او نہند اولیٰ است بآنکہ شرط باشد قال اللہ تبارک وتعالیٰ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ و معنی بودن مرضی مفسر است بعدالت و مروت۔ و از آن جملہ آنست کہ مجتہد باشد زیرا کہ خلافت متضمن است قضاء و احیاء علوم دین و امر معروف و نہی منکر را و اینہمہ بدون مجتہد صورت نگیرد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَلْقُضَاةُ ثَلٰثَةٌ وَاحِدٌ فِي الْجَنَّةِ وَاثْنَانِ فِي النَّارِ فَأَمَّا الَّذِي فِي الْجَنَّةِ فَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَحَكَمَ بِهِ فَهُوَ فِي الْجَنَّةِ

خلافت ان اعضاء کی صحت پر موقوف ہوئے اور اوپر بیان ہو چکا کہ فرض کفایہ جس چیز پر موقوف ہو وہ چیز بھی فرض کفایہ ہوتی ہے اور منجملہ شروط (استحقاق) خلافت کے ایک شرط یہ ہے کہ خلیفہ شجاع ہو اور صلح و جنگ میں اور امان دینے میں اور مجاہدین کے وظائف مقرر کرنے میں اور سرداروں اور حاکموں کے مقرر کرنے میں اور مختصر مہمات سلطنت کے متعلق صاحب رائے (صائب) ہو اور کافی ہو یعنے آرام طلب اور ناتجربہ کار نہ ہو کہ انتظام میں خبط کر دے اور مہمات کو سر انجام نہ دے سکے کیونکہ جہاد غیر شجاع اور غیر صاحب رائے (صائب) اور غیر کافی سے صورت پذیر نہیں ہو سکتا حالانکہ مقاصد خلافت میں اعلیٰ ترین مقصد جہاد ہے۔ اور منجملہ شروط (استحقاق) خلافت کے ایک شرط یہ ہے کہ خلیفہ عادل ہو یعنے کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرنے والا اور صغیرہ گناہوں پر اصرار نہ کرنے والا ہو اور صاحب مروت ہو یعنے ہرزہ گرد اور وارستہ مزاج نہ ہو کیونکہ جب یہ باتیں شاہد اور قاضی اور راوی حدیث میں شرط ہیں تو ریاست عامہ کے لئے جس میں خلق کی باگ ہاتھ میں لینا پڑتی ہے بدرجۂ اولیٰ شرط ہونی چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یعنے جن گواہوں کو تم پسند کرو (ان کی گواہی ہونی چاہئیے) اور گواہ کے پسندیدہ ہونے کا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ عادل ہو اور صاحب مروت ہو۔ اور منجملہ شروط (استحقاق) خلافت کے ایک شرط یہ ہے کہ خلیفہ مجتہد ہو کیونکہ خلافت (جیسے مذکور ہوا) متضمن ہے عہدۂ قضا (کے فرائض) کو اور علوم دین کے زندہ رکھنے کو اور امر معروف و نہی منکر کو یہ سب باتیں غیر مجتہد سے صورت پذیر نہیں ہو سکتیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قاضی تین قسم کے ہیں ان میں سے ایک مستحق جنت ہے اور دو سزاوار جہنم۔ مستحق جنت وہ قاضی ہے جو (ہر معاملہ میں اپنی پوری کوشش سے) حق کو دریافت کرے اور اُسی کے موافق حکم دے۔ اور سزاوار جہنم وہ قاضی ہے جو

و رجل عرف الحق فجار فی الحکم فهو فی
النار و رجل قضی للناس علی جهل فهو فی
النار رواه ابو داؤد. و اصل معنی مجتهد آنست که
جملهٔ عظیمه از احکام فقه دانسته باشد و ادلّهٔ تفصیلیه
از کتاب و سنت و اجماع و قیاس در هر حکمے را
منوط بدلیل او شناخته باشد و ظن قوی بهمان
دلیل حاصل کرده پس درین زمانه مجتهد
نمی تواند شد مگر کسیکه جمع کرده باشد پنج
علم را علم کتاب قراءةً و تفسیراً و علم سنت
باسانید آن و معرفت صحیح و ضعیف آن
و علم اقاویل سلف در مسائل تا از اجماع بیرون
تجاوز ننماید و نزدیک اختلاف علی قولین
ثالثے اختیار نکند و علم عربیت از لغت و
نحو و غیر آن و علم طرق استنباط و وجوه تطبیق
بین المختلفین بعد از آن اعمال فکر کند در مسائل
جزئیه و هر حکمے را منوط بدلیل و ثبت سازد لازم نیست
که مجتهد مستقل باشد مثل ابوحنیفه و شافعی بلکه مجتهد
منتسب که تحقیق مسلک اشیاخ خود و استدلالات ایشان
نموده ظن قوی در هر مسئله بهم رساند کافی است
و تحقیق آنست که حیات تفسیر قرآن نیز بغیر این
علوم پنجگانه میسر نیست لیکن معظم آن احادیث
اسباب نزول است و آثار صحابه و تابعین در تفسیر و حفظ
و لغت و فهم سیاق و سباق و توجیه مشکل آن و علم تفسیر
چنین باید کرد جمیع فنون و غیره. و نزد ما حکم
و در زمان صحابه کرام این شروط لازم نبود بلکه معرفت

باوجود حق دریافت ہو جانے کے خلاف حق حکم دے۔ اسی طرح وہ
قاضی جو باوجود حق و ناحق سے بے خبر ہونے کے لوگوں کا فیصلہ
کر دے اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔ دراصل مجتہد وہ
شخص ہے جو ایک بڑا حصہ احکام فقہیہ کا جانتا ہو مع ان کے دلائل
تفصیلیہ یعنی کتاب و سنت و اجماع و قیاس کے اور ہر حکم کو جس
کی علت مصرح نہ ہو اس کی علت کے ساتھ مرتبط جانتا ہو اور اس
علت کا ظن قوی رکھتا ہو۔

اب اس زمانہ میں مجتہد وہی شخص ہو سکتا ہے جو ان پانچ علموں کا
جامع ہو قرآن پاک کی قراءت و تفسیر کا علم، حدیث کا علم مع ان کی
سندوں کے اور معرفت صحیح و ضعیف حدیث (وغیرہ) میں سلف کے
اقوال کا علم تاکہ اجماع سے تجاوز نہ ہو اور دو مختلف قولوں میں تیسرا
قول ایجاد نہ کرے۔ زبان عرب کا علم یعنی لغت اور صرف و نحو وغیرہ کا
علم۔ استنباط مسائل کے طریقوں کا علم اور دو مختلف (نصوص)
میں تطبیق کے طریقوں کا علم۔ ان پانچ علوم کے حصول کے بعد مسائل
جزئیہ میں غور و فکر کر کے ہر حکم کی علت معلوم کر چکا ہو (خلافت کے
لئے) مجتہد مستقل مثل ابوحنیفہؒ و شافعیؒ کے ہونا ضروری نہیں ہے
بلکہ مجتہد منتسب (یعنی) جس نے سلف کی تحقیقات معلوم کر لی ہوں
اور ان کے استدلال سمجھ لئے ہوں اور ہر مسئلہ میں ان کو ظن قوی
حاصل ہو گیا ہو خلافت کے لئے کافی ہے۔

تحقیق یہ ہے کہ تفسیر قرآن کا زمانہ بھی بغیر ان پانچوں
علوم کے ممکن نہیں ہے لیکن معظم تفسیر میں احادیث اسباب نزول وغیرہ
اور سلف کے تفسیری اقوال اور قوت حافظہ کے قوی ہونے اور فہم
سیاق و سباق اور توجیہ وغیرہ کے مشکل کی ضرورت ہے اور یہی
حال تمام علوم وغیرہ کا ہے۔ لیکن صحابہ کرامؓ کے زمانہ میں مجتہد
بننے کے لئے مذکورہ علوم میں سے اکثر علوم کی ضرورت نہ تھی صرف علم

قرآن و حفظ سنت درکار نشد زیرا کہ عربیت با
ایشان بود و بغیر صرف و نحو تفہیم کلام عرب می رسیدند و
ہنوز احادیث متعارضہ ظاہر نشدہ و اختلاف
سلف پدید نیامدہ بود۔ و از انجملہ آنست کہ قریشی
باشد بحسب نسب آبائی خود زیرا کہ حضرت ابوبکر
صدیق صرف کردند انصار را از خلافت باین
حدیث کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودند
اَلْاَئِمَّۃُ مِنْ قُرَیْشٍ و ابوہریرہ و جابر روایت
میکنند اَلنَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَیْشٍ فِیْ ھٰذَا الشَّاْنِ
و ابن عمر روایت میکند لَا یَزَالُ ھٰذَا الْاَمْرُ
فِیْ قُرَیْشٍ مَا بَقِیَ مِنْھُمُ اثْنَانِ و معاویہ
بن ابی سفیان روایت میکند کہ اِنَّ ھٰذَا
الْاَمْرَ فِیْ قُرَیْشٍ لَا یُعَادِیْھِمْ اَحَدٌ
اِلَّا کَبَّہُ اللّٰہُ عَلٰی وَجْھِہٖ مَا اَقَامُوا
الدِّیْنَ وغیرہ ایں طرق طرق دیگر ہم ایں
حدیث را ہست است بجہت اختصار
بریں قدر اکتفا نمودیم و اختلاف کردہ اند
در اشتراط کتابت بعضے اثبات آں کردہ اند
بملاحظہ آنکہ بسیارے از امور دینیہ
موقوف است بر معرفت خط از علم
کتاب و سنت و انشاء کلام و [illegible]
و بعض رد کردہ اند آں را بآنکہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم امی بودند
و حق آنست کہ بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
در ایں امر قیاس نتوان کرد دیگرے را

قرآن و حفظ حدیث کافی تھا عربی خود ان کی (مادری) زبان تھی
صرف و نحو وغیرہ حاصل کئے بغیر عربی کلام کو سمجھ لیتے تھے اور
اس وقت تک متعارض حدیثیں بھی ظاہر نہ ہوئی تھیں نہ مسائل میں
سلف کا اختلاف تھا (لہٰذا نصوص متعارضہ میں تطبیق کے طرق اور
اقوال سلف کے علم کی ان کو ضرورت نہ تھی۔ اور منجملہ شروط (استحقاق)
خلافت کے ایک شرط یہ ہے کہ خلیفہ قریشی ہو پدری نسب کے لحاظ
سے کیونکہ ابوبکر صدیق نے انصار کو خلافت سے یہی کہہ کر علیحدہ
کیا تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خلیفہ قریشی
ہونا چاہئے۔ اور (حضرت) ابوہریرہؓ اور (حضرت) جابرؓ روایت
کرتے ہیں کہ لوگ دین میں قریش کے تابع ہیں اور حضرت ابن عمرؓ
روایت کرتے ہیں کہ یہ کام (خلافت کا) ہمیشہ قریش میں رہنا چاہئے
جب تک کہ دو قریشی بھی دنیا میں موجود ہوں اور (حضرت) معاویہ
بن ابی سفیانؓ روایت کرتے ہیں کہ یہ کام (خلافت کا) قریش میں
رہنا چاہئے جب تک کہ وہ دین کو قائم رکھیں جو شخص ان کی مخالفت
کرے گا اللہ اس کو منہ کے بل گرا دے گا۔ یہ حدیث ان طرق کے
علاوہ اور طریقوں سے بھی مروی ہے لیکن بغرض اختصار ہم نے اسی قدر
پر اکتفا کی۔

اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ (خلیفہ کے لئے) صفت کتابت کا جاننا
شرط ہے یا نہیں بعض لوگوں نے اس کو شرط قرار دیا ہے اس خیال
سے کہ بہت سے امور دینیہ کتابت جاننے پر موقوف ہیں۔ مثل علم
قرآن و حدیث کے اور مثل تحریر فرامین و خطوط کے۔ اور بعض لوگوں
نے اس کے شرط ہونے کی تردید کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
امی تھے (لہٰذا جب نبوت کیلئے کتابت کا جاننا شرط نہ ہوا تو خلافت
کے لئے کیوں شرط ہوگی) مگر حق یہ ہے کہ اس معاملہ میں آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم پر کسی دوسرے کو قیاس نہیں کر سکتے (لیکن اتفاق

الیوم معرفت دین موقوف است بر شناختن خط و بسیارے از مصالح منوط بنوشتن بالجملہ چوں ایں شروط در شخصے موجود باشد مستحق خلافت شود و اگر او را خلیفہ سازند و خلافت را بوے بسپارند و عقد کنند خلیفۂ راشد شود و غیر مستجمع ایں شروط را اگر خلیفہ سازند ساعیانِ خلافت او عاصی گردند لیکن اگر تسلط یابد حکم او فیما یوافق الشرع نافذ باشد برائے ضرورت کہ برداشتن او از مسندِ خلافت اختلافِ امت پیدا کند و ہرج مرج پدید آید

مسئلہ در طرق انعقاد خلافت۔ انعقادِ خلافت بچہار طریق واقع می شود۔ طریقِ اول بیعتِ اہلِ حل و عقد است از علماء و قضات و امراء و وجوہ ناس کہ حضور ایشاں متیسر شود و اتفاقِ اہلِ حل و عقد جمیع بلادِ اسلام شرط نیست زیرا کہ آں ممتنع است و بیعت یک دو کس فائدہ ندارد زیرا کہ حضرت عمرؓ در خطبۂ آخر خود فرمودہ اند فَمَنْ بَايَعَ رَجُلًا عَلٰى غَيْرِ مَشُورَةٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَلَا يُتَابَعُ هُوَ وَلَا الَّذِيْ بَايَعَهُ تَغِرَّةً اَنْ يُقْتَلَا و انعقادِ خلافت حضرت صدیقؓ بطریقِ بیعت بودہ است طریقِ دوم استخلافِ خلیفہ است

تو ظاہر ہے کہ اب آج کل دین کی معرفت کتابت جاننے پر موقوف ہے اور بہت سے مصالح لکھنے سے متعلق ہیں **الحاصل** جب یہ سب شرطیں کسی شخص میں پائی جائیں تو وہ مستحق خلافت سمجھا جائیگا اور اگر اس کو (اہلِ حل و عقد) خلیفہ بنائیں اور اس کے ہاتھ پر بیعت کرلیں تو وہ خلیفۂ راشد ہوگا اور اگر کسی ایسے شخص کو لوگ خلیفہ بنائیں جس میں یہ شرائط نہ پائے جاتے ہوں تو اس کی خلافت کے بانی گنہگار ہوں گے لیکن اگر (ملک پر) اس کا تسلط ہو جائے تو اُس کے وہ تمام احکام جو خلافِ شرع نہ ہوں نافذ ہوں گے بوجہ ضرورت کے کیونکہ (بعد تسلط کے) مسندِ خلافت سے اُس کو اٹھا دینا اختلافِ اُمت کا باعث بنے گا اور فتنہ و فساد برپا کریگا۔

مسئلہ (چہارم) خلافت منعقد ہونے کے طریقے۔ خلافت چار طریقوں سے منعقد ہوتی ہے۔

پہلا طریقہ اہلِ حل و عقد یعنے عالموں اور قاضیوں اور سرداروں اور نامور لوگوں کا بیعت کرلینا ہے۔ (انعقادِ خلافت کے لئے صرف انھیں اہلِ حل و عقد کا بیعت کرلینا کافی ہے) جو کہ بآسانی موجود ہو سکیں تمام بلادِ اسلامیہ کے اہلِ حل و عقد کا متفق ہونا شرط نہیں ہے کیونکہ یہ محال ہے اور ایک دو آدمیوں کا بیعت کرلینا بھی (انعقادِ خلافت کے لئے) مفید نہیں ہو سکتا کیونکہ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے اپنے آخری خطبہ میں فرمایا ہے جس نے بدون مشورہ مسلمانوں کے کسی سے بیعت کی تو اُس کی بیعت نہ کی جائے بخوف اس کے کہ یہ دونوں (بحکمِ شریعت) قتل کر دیئے جائیں گے (یعنے بے مشورہ بیعت کرنے والا اور بیعت لینے والا) حضرت صدیقؓ کی خلافت کا انعقاد اسی پہلے طریقہ (یعنی اہلِ حل و عقد کے بیعت کرلینے) سے ہوا ہے۔

دوسرا طریقہ (انعقادِ خلافت کا) خلیفہ کا کسی ایسے شخص کو خلیفہ بنا دینا

یعنی خلیفۂ عادل بمقتضائے نصح مسلمین
شخصے را از میان مستجمعین شروط
خلافت اختیار کند وجمع نماید مردمان
را ونص کند باستخلاف وے و
وصیت نماید باتباع وے پس این
شخص میان سائر مستجمعین خلافت مخصوص
پیدا کند و قوم را لازم است کہ ہمان
را خلیفہ سازند انعقاد خلافت حضرت
فاروق ہمین طریق بود طریق سوم شوریٰ
ست وآن آنست کہ خلیفہ شائع گرداند
خلافت را در میان جمعے از مستجمعین
شروط وگوید از میان این جماعہ
ہر کرا اختیار کنند خلیفہ او باشد
پس بعد موت خلیفہ تشاور
کنند ویکے را معین سازند و
اگر برائے اختیار شخصے را یا جمعے را
معین کند اختیار آن شخص یا
ہمان جمع معتبر باشد وانعقاد
خلافت ذی النورین ہمین طریق بود
کہ حضرت فاروق خلافت را
در میان شش کس شائع ساختند
وآخر عبد الرحمن بن عوف برائے
تعیین خلیفہ مقرر شد ودست حضرت
ذی النورین را اختیار نمودند طریق
چہارم استیلاست چون خلیفہ بمیرد شخصے

جو خلافت کی شرطوں کا جامع ہو یعنے خلیفۂ عادل بمقتضائے خیر خواہی
اہل اسلام ایک شخص کو ان لوگوں میں سے جو شرائط خلافت کے
جامع ہوں منتخب کرلے اور لوگوں کو جمع کرکے (سب کے سامنے)
اس کے استخلاف پر نص کردے اور (مسلمانوں کو) اس کے اتباع کرنے
کی وصیت کرے پس یہ شخص (جس کو خلیفہ نے خلافت کے لئے منتخب
کیا ہے) ان تمام لوگوں میں سے جو جامع شرائط (خلافت) ہیں مخصوص
ہوجائے گا اور قوم کو لازم ہوگا کہ اسی شخص کو خلیفہ بنائے حضرت
فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خلافت کا انعقاد اسی طریقہ سے ہوا
تھا۔

تیسرا طریقہ (انعقاد خلافت کا) شوریٰ ہے اور وہ یہ ہے کہ خلیفہ
جامعین شرائط (خلافت) کی ایک جماعت میں خلافت کو دائر
کردے اور کہدے کہ اس جماعت میں سے جس کو (اہل شوریٰ)
منتخب کرلیں گے وہی خلیفہ ہوگا پس خلیفہ کی وفات کے بعد (اہل
شوریٰ) مشورہ کریں اور (اس جماعت میں سے) ایک شخص کو
(خلیفہ) معین کرلیں۔ اور اگر (خلیفۂ سابق) اس انتخاب کے لئے کسی
(خاص) شخص کو یا کسی (خاص) جماعت کو مقرر کردے تو اسی شخص
یا اسی جماعت کا انتخاب کرنا معتبر ہوگا (حضرت عثمان) ذی
النورین کی خلافت کا انعقاد اسی طریقہ سے (ہوا) تھا کہ حضرت
فاروق نے خلافت کو چھ آدمیوں کے درمیان دائر کردیا اور (حضرت
فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد) آخر کو (ان چھ
شخصوں میں سے کسی ایک کو) خلیفہ معین کرنے کے لئے عبد الرحمن
بن عوف مقرر ہوئے اور انھوں نے حضرت ذی النورین کو (خلافت
کے لئے) منتخب کیا۔

چوتھا طریقہ (انعقاد خلافت کا) استیلاء ہے (اس کی صورت یہ
ہے کہ) جب خلیفہ کی وفات ہوجائے اور کوئی شخص بغیر (اہل حل

منعقد می‌شود خلافت بغیر بیعت و استخلاف
و آنکه مردم را برخود جمع سازد یا به تالیف
قلوب یا بجبر و نصب قتال خلیفه شود
و لازم گردد بر مردمان اتباع فرمان او
در آنچه موافق شرع باشد. و این دو
نوع است یکے آنکہ متولی مستجمع شروط باشد
و صرف منازعین کند بصلح و تدبیر از غیر
ارتکاب محرمی و این قسم جائز است به
رخصت و انعقاد خلافت معاویہ بن ابی سفیان
بعد حضرت مرتضیٰ و بعد صلح امام حسن
ہمیں نوع بود. و دیگر آنکہ مستجمع شروط نباشد
و صرف منازعین کند بقتال و ارتکاب
محرم و آن جائز نیست و فاعل آن عاصی
است لیکن واجب است قبول احکام او
چون موافق شرع باشد و اگر عامل
او اخذ زکوٰۃ کند از ارباب اموال ساقط
شود و چون قاضی او حکم نماید نافذ
گردد حکم او و ہمراہ او جہاد می‌توان کرد و
این انعقاد بنا بر ضرورت است زیرا کہ در
عزل او افنای نفوس مسلمین و ظہور ہرج
و مرج شدید لازم می‌آید و بیقین معلوم
نیست کہ این مشقت منتہی شود بصلاح
باشد محتمل کہ دیگرے بدتر از اول غالب شود
پس ارتکاب فتن کہ قبح او متیقن است چرا
باید کرد برائے مصلحتے کہ موہوم است و محتمل

(خلافت منعقد ہوتی ہے) بیعت کئے ہوئے اور (بغیر خلیفۂ سابق کے) استخلاف کے خلافت کو لینے اور سب لوگوں کو تالیفِ قلوب یا جنگ و جبر سے اپنے ساتھ کر لے (تو یہ شخص) خلیفہ ہو جائے گا، اور اس کا جو فرمان شریعت کے موافق ہوگا اس کی بجا آوری سب لوگوں پر لازم ہوگی اور اس (چوتھے طریقے) کی دو قسمیں ہیں ایک قسم یہ ہے کہ استیلاء کرنے والا (خلافت کی) شرطوں کو جامع ہو اور بغیر ارتکاب کسی ناجائز امر کے (صرف) صلح اور تدبیر سے مخالفوں کو (مزاحمت کی) باز رکھے یہ قسم عند الضرورت جائز ہے۔ حضرت معاویہ بن ابی سفیان کی خلافت کا انعقاد حضرت (علی) مرتضیٰ (کی وفات) کے بعد اور (حضرت) امام حسنؓ کے صلح کر لینے کے بعد اسی طرح سے (ہوا) تھا۔ دوسری قسم یہ ہے کہ استیلاء کرنے والا خلافت کی شرطوں کو جامع نہ ہو (اور خلافت میں) نزاع کرنے والوں کو ذریعہ قتال اور ارتکاب فعل حرام کے (مزاحمت سے) باز رکھے یہ (قسم) جائز نہیں ہے اور اس کا کرنے والا عاصی ہے لیکن اس (خلیفہ) کے بھی ان احکام کو قبول کرنا واجب ہے جو شرع کے موافق ہوں اور اس کے عامل اگر زکوٰۃ وصول کر لیں تو ان کے مالکوں سے (زکوٰۃ) ساقط ہو جائے گی اور اس کے قاضیوں کا حکم نافذ ہوگا اور اس (خلیفہ) کے ساتھ (شریک ہو کر) کافروں سے جہاد کر سکتے ہیں اور (چونکہ) (اس قسم کی خلافت) کا انعقاد بوجہ ضرورت کے ہے (اس لئے اس خلیفہ کو معزول نہ کریں گے) کیونکہ اس کے معزول کرنے میں مسلمانوں کی جانیں تلف ہوں گی اور سخت فتنہ و فساد لازم آئے گا اور کچھ یقین کے ساتھ معلوم نہیں کہ ان مصائب کا نتیجہ نیک ہو یا بد ہو (بلکہ) احتمال ہے کہ (اس پہلے (خلیفہ) سے بھی زیادہ بدتر کوئی دوسرا شخص غالب ہو جائے پس ایک موہوم اور احتمالی مصلحت کے لیے فتنہ کا ارتکاب کیوں کیا جائے جس کی قباحت یقینی ہو۔

و انعقاد خلافت عبد الملک بن مروان را اول خلفائے بنی عباس را ہمیں نوع بود باجملہ اگر شخصے منفرد باشد در زمان خود بشروط خلافت یا جمعے ہستند متصف بشروط خلافت و این شخص افضل ہمہ است منعقد نشود خلافت او بغیر یکے از طرق مذکورہ زیرا کہ جمعے کہ وصف دارند بطلان تسلط یا بیعت خلافت متعلق نشود و فتنہ ساکن نگردد و نیست کہ عمر و صحابہ بعد انتقال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بطرف ابی بکر مبادرت کردند بہ بیعت حضرت صدیقؓ و اکتفا نمودند بر افضلیت او و اہل علم تکلم کردہ اند در آنکہ خلافت حضرت مرتضیٰ بکدام طریق از طرق مذکورہ واقع شد مقتضائے کلام اکثر آنست کہ بہ بیعت مہاجرین و انصار کہ در مدینہ حاضر بودند خلیفہ شدند و کلمات بسیارے حضرت مرتضیٰ کہ در باب شام نوشتہ اند شاہد این حرف است و بعضے گفتہ اند کہ بشوریٰ انعقاد خلافت ایشان شد زیرا کہ مشورہ بہ تقرار یافت کہ خلیفہ عثمانؓ باشد یا علیؓ چون عثمانؓ

عبد الملک بن مروان اور خلفائے بنی عباس میں سے پہلے خلیفہ کی خلافت کا انعقاد اسی طرح ہوا تھا۔

حاصل یہ کہ انعقادِ خلافت انہی چار طریقوں میں منحصر ہے حتیٰ کہ اگر کوئی ایک ہی شخص اپنے زمانہ میں خلافت کی شرطوں کا جامع ہو یا شرائطِ خلافت سے متصف کئی آدمی ہوں مگر یہ شخص سب سے افضل ہو پھر بھی اس کی خلافت (چار) مذکورہ طریقوں میں سے کسی ایک طریقہ کے بغیر منعقد نہ ہوگی کیونکہ (جامع شرائطِ خلافت ہونا یا جامعین شرائط میں سب سے افضل ہونے کی) جو صفت اس میں ہے صرف اس صفت سے بغیر تسلط (حاصل کئے ہوئے) یا (بغیر اہل حل وعقد کی) بیعت کے لوگوں کا اختلاف دور نہیں ہو سکتا اور نہ فتنہ فرو ہو سکتا ہے اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق اعلیٰ کی طرف انتقال فرمانے کے بعد صحابہ کی ایک جماعت نے حضرت (ابوبکر) الصدیقؓ سے بیعت کرنے میں مبادرت کی اور (صرف) ان کی افضلیت پر اکتفا نہ کیا۔

اہل علم نے اس بات میں کلام کیا ہے کہ حضرت (علی) مرتضیٰ کی خلافت (چاروں) مذکورہ طریقوں میں سے کس طریقہ پر واقع ہوئی۔ اکثر (علماء) کے کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ (حضرت علیؓ) ان مہاجرین اور انصار کے بیعت کر لینے سے خلیفہ ہوئے جو مدینہ میں موجود تھے اور حضرت (علی) مرتضیٰ کے اکثر وہ خطوط جو آپ نے اہل شام کو لکھے اس پر شاہد ہیں اور (بعض علماء کا) ایک گروہ کہتا ہے کہ حضرت علیؓ کی خلافت کا انعقاد بذریعہ شوریٰ کے ہوا کیونکہ (حضرت فاروق اعظمؓ کے) جب شوریٰ اس پر قرار پایا تھا کہ خلیفہ یا حضرت عثمانؓ ہوں یا حضرت علیؓ (اور) پہلے حضرت عثمانؓ خلیفہ ہو گئے پھر جب حضرت عثمانؓ

۱؎ یہ ویسا ہی ہے جیسے مسجد تک کوئی [illegible] ضرورت [illegible] کے لئے ہے [illegible] کوئی خاص شخص کو حاضرین مسجد [illegible] امام [illegible]

نزد علی رض متعین شد وغیرہ ایشان در ذیل این
مسئلہ نکتہ (دیگر) باید فہمید اینجا سوالے متوجہ
میشود تقریرش آنکہ تو قائل باآنکہ خلافت حضرت
شیخین منصوص بود از آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم پس تحقق خلافت صدیق رض بہ بیعت
اہل حل وعقد وخلافت فاروق رض باستخلاف
برقول تو چگونہ درست آید جواب گوئیم مقصود
ما آن است کہ بنص آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم لازم شد خلیفہ ساختن حضرت
صدیق رض وفاروق رض در زمان مخصوص وبہ
ایشان متوجہ شدن وعقد خلافت
برائے ایشان بستن وامتثال امر ایشان
نمودن در آنچہ متعلق است بخلیفہ لیکن
وجود خلافت بالفعل بہ بیعت اہل حل و
عقد بود یا باستخلاف مثل آنکہ نماز فرض
شد بر زید در کلام ازلی وبنص شارع وتعلق
حکم وجوب بالفعل متوقف گشت بدخول وقت
پس باعتبار حکمت اسباب وعلل نسبت کردہ
میشود انعقاد خلافت را بہ بیعت اہل حل وعقد
یا باستخلاف وچنانکہ بالیقین میدانیم کہ شارع
علیہ الصلوٰۃ والسلام نص فرمودہ است آنکہ
امام مہدی در آخر زمان ظاہر خواہد شد
ووے عند اللہ وعند رسولہ امام برحق است

نزدیک تو حضرت علی رض (خلافت کے لئے) متعین ہو گئے (دیگر) اس قول
میں جو کچھ (ضعف) ہے وہ ہے۔[1] اس مسئلہ کے ضمن میں ایک نکتہ سمجھ
لینا چاہیئے (وہ یہ کہ) اس موقع پر ایک اعتراض ہوتا ہے جس کی تقریر
اس طرح پر ہے کہ (جب تم) اس بات کے قائل ہو کہ حضرات شیخین کی
خلافت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے منصوص تھی (تو)
پھر حضرت صدیق رض کی خلافت کا انعقاد اہل حل وعقد کی بیعت سے
اور حضرت فاروق رض کی خلافت کا تحقق استخلاف سے (کہنا) کیونکر
صحیح ہوا (اس لئے کہ نص کے ہوتے ہوئے اہل حل وعقد کی بیعت یا
استخلاف کی ضرورت ہی کیا تھی) اس کا جواب ہم دیں گے کہ ہمارا
مقصود یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نص سے حضرت صدیق رض
اور حضرت فاروق رض کا مخصوص زمانہ میں خلیفہ بنانا اور ان کی طرف
رجوع کرنا اور ان کے لئے خلافت کو منعقد کرنا اور ان کے ان احکام
کی اطاعت کرنا جو خلیفہ ہونے کی حیثیت سے ہوں لازم ہو گیا تھا
لیکن خلافت کا بالفعل وجود میں آنا اہل حل وعقد کی بیعت سے
یا استخلاف سے ہوا مثال کے طور پر کلام ازلی میں اور شارع کی نص
سے زید پر (پہلے سے) نماز فرض ہو چکی ہے (لیکن) بالفعل (نماز کی)
فرضیت کے حکم کا (زید سے) متعلق ہونا (نماز کے) وقت آنے پر
موقوف ہوا (جیسا) اسی طرح اگرچہ شیخین کی خلافت نص سے ثابت تھی
(لیکن) اسباب وعلل کی حکمت کے اعتبار سے انعقاد خلافت کی نسبت
اہل حل وعقد کی بیعت یا استخلاف کی طرف کی جاتی ہے۔ اسی طرح
(مثلاً) ہم یقین جانتے ہیں کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس
بات پر نص فرمائی ہے کہ قیامت کے قریب امام مہدی ظاہر ہوں گے
اور وہ اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک امام برحق ہوں گے اور

[1] یہ ضعف ہے کہ مشورہ میں یہ بات طے نہ ہوئی تھی کہ ان دونوں کا خلیفہ ہر آخر دوسری کے ایک پہلے ہوا اور ایک بعد بلکہ مشورہ میں یہ بات طے ہو چکی تھی کہ بالفعل ان دونوں میں سے کسی ایک کو خلیفہ ہونا چاہیئے حضرت مصنف کا مذہب قول اول کے موافق معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس پر کوئی اعتراض مصنف نے نہیں کیا

و پُر خواہد کرد زمین را بعدل و انصاف چنانکہ
پیش از وی پُر شدہ باشد بجور و ظلم پس بایما
کما افادہ فرمودہ اند استخلاف امام مہدی را
و واجب شد اتباع وے در آنچہ تعلق بخلیفہ
دارد چون وقت خلافت او آید لیکن این ہمہ
بالفعل نیست مگر نزدیک ظہور امام مہدیؑ و
بیعت با او میان رکن و مقام و از مشورہ قوم
برائے حضرت صدیقؓ در خلیفہ ساختن صدیقؓ
حضرت فاروقؓ را برائے خود و عزم کردن عبد الرحمٰن
بن عوفؓ بر تعیین ذی النورین مستلزم آن نیست
کہ اینجا نصّے نباشد بلکہ ظاہر آن است
کہ این بزرگان نصّے یا اشارتے از شارعؑ
دست آویز خود ساختہ اند و مشہور شد
در میان مردم نسبت بایشان چنانکہ گویند
ابو حنیفہؒ این را واجب ساخت و شافعیؒ
این را واجب نمودہ است یا گویند
حضرت فاروقؓ این را حلال گردانید و
موضعِ تفصیل این بحث فصل سوم است ازین
رسالہ واللہ اعلم **مسئلہ** در بیان آنچہ
بخلیفہ واجب است از اقامتِ مصالح مسلمین

زمین کو عدل اور انصاف سے معمور کر دیں گے جیسا کہ اُن سے پہلے ظلم و
جور سے بھر چکی ہوگی پس (شارعؑ نے فرمایا ہے) اس بیان سے امام مہدیؑ کا
خلیفہ بنانا ظاہر فرما دیا ہے اور جب امام مہدیؑ کی خلافت کا وقت آئے گا
تو (شارعؑ کے اس ارشاد سے) امام مہدیؑ کی اتباع اُن امور میں واجب
ہوگی جو خلیفہ سے متعلق ہیں لیکن یہ باتیں ابھی بالفعل نہیں ہیں بلکہ امام
مہدیؑ کے ظاہر ہونے اور رکن[1] اور مقام[2] کے درمیان اُن کے ہاتھ پر بیعت
کر لینے کے وقت (ہوں گی) پھر (یہ بھی واضح رہے کہ) حضرت صدیقؓ
کی خلافت کے لئے قوم کا مشورہ کرنا یا حضرت صدیقؓ کا اپنی رائے سے
حضرت فاروقؓ کو خلیفہ بنانا اور عبد الرحمٰن بن عوفؓ کا ذی النورینؓ
کو خلافت کے لئے منتخب کرنا اس بات کو مستلزم نہیں ہے کہ خلفائے
ثلاثہ کے لئے (شارعؑ کی طرف سے) کوئی نص نہ ہو بلکہ ظاہر یہی ہے کہ ان
بزرگوں نے شارعؑ کے کسی اشارہ یا نص کو دستاویز بنایا ہے اور لوگوں
میں (خلیفہ بنانے کی) نسبت جو ان بزرگوں کی طرف مشہور ہو گئی ہے
(وہ ایسی ہی ہے) جیسا کہتے ہیں کہ ابو حنیفہؒ نے اس کو واجب کیا اور
شافعیؒ نے اس کو واجب کیا یا کہتے ہیں حضرت فاروقؓ نے اس کو
حلال کیا (حالانکہ ابو حنیفہؒ یا شافعیؒ اپنی طرف سے واجب نہیں کرتے
بلکہ کسی نہ کسی دلیلِ شرعی کو دستاویز بناتے ہیں) اور اس بیان کی تفصیل
کا مقام اس کتاب کی تیسری فصل ہے[3] واللہ اعلم۔

مسئلہ (پنجم) اُن امور کا بیان جو خلیفہ پر واجب ہیں از قسم اجرائے
مصالح اہل اسلام۔

---

[1] رکن حجر اسود کو کہتے ہیں جو کعبہ کریمہ کے ایک گوشہ میں لگا ہوا ہے ۱۲ [2] مقام ایک پتھر ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کعبہ تعمیر کر رہے تھے اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے دیکھنے کو ... [illegible] ... اس پتھر پر ان کے دونوں پاؤں کے نشان اب تک موجود ہیں یہ پتھر بھی کعبہ کے نزدیک مقام پر ہے ۱۲ [3] اصل فارسی مطبوعہ میں باب سوم لکھا ہے مگر ہم نے دیکھا کہ مصنف نے اس کتاب کو ابواب پر تقسیم نہیں کیا ... [illegible] ... کا لفظ غلطی کاتب سمجھ کر بجائے اس کے لفظ فصل لکھ دیا گیا ... [illegible] ... آگاہ فتامل

و اصل دیگر ازین مسئله نظر کردن است در معنی خلافت
و دانستن مقدمات اقامت دین که بغیر آنها اقامت
دین متصور نشود و تکمیلات آنکه بدون آنها علی الکمل
وجه تحقق نپذیرد واجب بر خلیفه نگاه داشتن
دین محمدی صلی الله علیه وسلم بر صفتے که بسنت
مستفیضه آنحضرت صلی الله علیه وسلم ثابت شد
و اجماع سلف صالح بران منعقد گشته با انکار بر
مخالف و انکار آں و چون لازم بود که قتل کند مرتدین
و زنادقه را و زجر نماید مبتدعه را و دیگر اقامت
ارکان اسلام نمودن از جمعه و جماعات و زکوٰة
و حج و صوم چون در محل خود بنفس خود اقامت
نماید و در مواضع بعیده ائمه مساجد و محتسبان
را نصب فرماید و امیر الحج[1] معین نماید و احیائے
علوم دین کند بنفس خود قدرے که میسر
شود و مقرر سازد مدرسین را در هر بلدے
چنانکه حضرت عمر رضی الله عنه عبد الله بن
مسعودؓ را با جماعتے به کوفه فرستاد و معقل
بن یسارؓ و عبد الله بن معقلؓ را به بصره فرستاد و
فیصل کند میان اہل خصومت یعنی قضا
کند در دعاوی و نصب قضاة نماید
برائے آں و نگاه دارد بلاد مسلمین را از شر
کفار و قطاع طریق و متغلبان و سرحدهای
دار الاسلام را بافواج و

اس مسئلہ کی اصل ہے خلافت کے معنی میں غور کرنا۔ اور دین قائم
رکھنے کے مقدمات کا جاننا یعنی جن کے بغیر دین کی اقامت متصور
نہیں ہو سکتی اور دین کے کامل کرنے والے امور کا جاننا جن کے بغیر
دین کامل طور پر تحقق پذیر نہیں ہو سکتا۔ ان باتوں کو پیش نظر رکھنے
سے ظاہر ہوتا ہے کہ خلیفہ پر دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا اس
طرح محفوظ رکھنا واجب ہے جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی سنت مستفیضہ سے ثابت ہو اور سلف صالحین کا اجماع اس پر
منعقد ہو چکا ہو اس کے ساتھ مخالف پر انکار کرنا (بھی خلیفہ پر واجب
ہے) اور اس کی صورت یہ ہے کہ مرتدوں اور زندیقوں کو قتل کرے
اور مبتدع لوگوں کو سزا دے۔ نیز (خلیفہ پر واجب ہے کہ) اسلام
کے ارکان یعنی جمعہ اور جماعت اور زکوٰۃ اور حج اور صوم کو قائم
کرنا اس طرح کہ اپنے مقام پر بذات خود ان ارکان کو قائم کرے
اور مقامات بعیدہ میں مسجدوں کے امام اور صدقہ تحصیل کرنے والے
مقرر فرمائے اور امیر الحج[1] مقرر کرے اور نیز (خلیفہ پر واجب ہے کہ)
جس قدر ہو سکے بذات خود علوم دینیہ کو زندہ رکھے اور ہر شہر میں
مدرسین مقرر کرے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ بن
مسعودؓ کو (صحابہؓ کی) ایک جماعت کے ساتھ کوفہ میں (علم دین تعلیم
کرنے کے لئے) مقرر کیا اور معقل بن یسارؓ اور عبد اللہ بن معقلؓ کو بصرہ
میں (علوم دینیہ سکھانے کے لئے) بھیجا اور نیز (خلیفہ پر واجب ہے
کہ) اہل خصومت کے درمیان تصفیہ کرے یعنی دعووں کا فیصلہ
کرے اور (نیز) اس کام کے لئے قاضیوں کو مقرر کرے اور نیز (خلیفہ
پر واجب ہے کہ) بلاد اسلامیہ کو کافروں اور رہزنوں اور غاصبوں
سے محفوظ رکھے اور دار الاسلام کی سرحدوں کو فوجوں سے اور

[1] امیر الحج اس سردار کو کہتے ہیں جس کے حکم میں حج کے انتظامی امور ہوں۔ سعودی مملکت ہر سال اس کا تقرر کرتی ہے۔ سب سے پہلے جو شخص امیر الحج بنایا گیا وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ تھے خود حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو امیر الحج بنا کر مدینہ منورہ سے بھیجا تھا۔

آلات جنگ مشحون سازد و جہاد نماید بذات خود
یا بنائب و رفقا و ترتیب دہد جیوش را و فرض رزق
کند برای مقاتلہ و اخذ جزیہ و خراج و قسمت آن بر
غزاۃ بعمل آرد و تقدیر عطایای قضاۃ و مفتیان
و مدرسان و واعظان و ائمہ مساجد باجتہاد خود
نماید بغیر اسراف و تقتیر و نائب گیرد در کار ہا امنا
و در ولایات اہل نیکخواہی را و ہمیشہ در شمار ذرہ امور و تصفح
احوال رعیت و انواج و امراء امصار و جیوش و غزاۃ و
قضاۃ و غیر ایشان مقید باشد تا خیانتے و حیفے در میان
نیاید و سپردن کار ہائی بکفار اصلاً درست نیست
حضرت عمرؓ ازیں امر ابی شدید فرمودہ اند اخرج
شیخ الشیوخ السہروردی قدس سرہٗ
فی العوارف عن وشق الرومی قال کنت مملوکاً لعمر
فکان یقول لی اسلم فانک ان اسلمت استعنت
بک علی امانۃ المسلمین فانہ لا ینبغی
لی ان استعین علی امانتہم بمن
لیس منہم قال فابیت فقال عمر
لا اکراہ فی الدین فلما حضرتہ
الوفاۃ اعتقنی فقال اذہب حیث
شئت۔ این است بیان آنچہ واجب است
بر خلیفہ بطریق اختصار و ایجاز

آلات جنگ سے معمور رکھے اور دشمنانِ خدا سے جہاد کرے خواہ بذاتِ خود
خواہ رفقا اور لشکروں کو مرتب کرے اور مجاہدین کے لئے وظیفہ مقرر
کرے اور جزیہ[1] و خراج وصول کرے اور اُس کو غازیوں میں تقسیم کرے
اور قاضیوں اور مفتیوں اور مدرسوں اور واعظوں اور مساجد کے
اماموں کے مشاہرے کی مقدار اپنی رائے سے بغیر اسراف[2] و بخل کے
تجویز کرے اور کاروبار میں بھی امانت داروں اور خیر خواہوں کو نائب
بنائے اور رعایا اور لشکروں اور اُمراء شہر اور غازیوں کی فوجوں
اور حکام وغیرہ کے حالات کی خبرداری رکھے تاکہ خیانت اور ظلم نہ
ہونے پائے اور مسلمانوں کے کام کافروں کو سپرد کرنا ہرگز درست
نہیں ہے حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے اس امر سے سخت ممانعت
فرمائی ہے (چنانچہ) شیخ الشیوخ عارف سہروردی قدس سرہٗ نے
عوارف میں وشق رومی (نصرانی) سے روایت کی ہے۔ اُنھوں نے
کہا کہ میں (حضرت) عمر (رضی اللہ عنہ) کا غلام تھا پس وہ مجھ سے
فرمایا کرتے تھے کہ (اے وشق!) اسلام قبول کرلے کیونکہ اگر تو مسلمان
ہوجائے گا تو میں تجھ سے مسلمانوں کے کام میں مدد لیا کروں گا اس
لئے کہ یہ جائز نہیں ہے کہ میں مسلمانوں کے کام میں اُس شخص سے
مدد لوں جو مسلمانوں میں سے نہ ہو۔ وشق رومی کہتے ہیں کہ میں نے
اسلام لانے سے انکار کیا پس حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ دین میں زبردستی
نہیں ہے پھر جب حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کی وفات کا وقت آیا
تو اُنھوں نے مجھ کو آزاد کردیا اور فرمایا کہ جہاں تیرا جی چاہے چلا جا۔
یہ اُن امور کا مختصر بیان ہے جو خلیفہ پر واجب ہیں۔

[1] ابتدائی وہ جہاد ہے جس کی ابتدا خود مسلمانوں کی طرف سے ہو اور اگر ابتداء کافروں کی طرف سے ہو تو اُس کو دفاع کہتے ہیں [1] جزیہ اُس مال کو کہتے ہیں جو کافروں سے بوجہ اُن کے کفر کے لیا جائے اس مال کی وجہ سے اُن کی جان و مال مسلمانوں کی ذمہ داری میں آجاتے ہیں جزیہ کی مشروعیت سنہ ۸ھ میں ہوئی۔ اور حصول بعض روایات سنہ ۹ ہجری میں ہوا بکوالہ تحقیق الجہاد اور خراج وہ مال ہے جو زمین کا حق قرار دیا گیا ہو وہ زمین اگر مسلمان کے پاس ہو تو بھی خراج پڑے گا گو ایک قسم کی مالگذاری ہے [2] اسراف حاجت سے زیادہ خرچ کرنے کو کہتے ہیں اور بخل حاجت سے کم خرچ کرنے کو۔

مسئلہ در بیان آنکہ بر رعیت واجب ست کہ
اطاعت خلیفہ لازم ست بر ایشان ہر چہ امر فرماید خلیفہ
در مصالح اسلام واز آنچہ مخالف شرع نباشد خواہ خلیفہ
عادل باشد خواہ جائر و اگر قوم در مذاہب فروعیہ مختلف
باشند و خلیفہ حکم فرماید بامرے کہ مجتہد فیہ ست غیر
مخالف کتاب و سنت مشہورہ و اجماع سلف و
قیاس جلی[1] واضح الثبوت لازم است
سمع و تنفیذ آن و بمقتضای آن عمل کردن اگرچہ
موافق مذہب محکوم علیہ نباشد
و حرام ست خروج بر سلطان بعد از آنکہ
مسلمین بر وی مجتمع شدند مگر آنکہ کفر بواح
از وی دیدہ شود اگرچہ آن سلطان مستجمع
شروط نباشد و خروج بر خلیفہ بر سہ نوع
تواند بود یکے آنکہ خلیفہ کافر شود بانکار ضروریات
دین والعیاذ باللہ پس درین صورت واجب ست
خروج بر وی و قتال با وی و این قتال اعظم
انواع جہاد ست تا اسلام متلاشی نگردد و کفر غالب
نشود دیگر آنکہ خروج کنند برای نہب اموال
و قتل نفوس و تحلیل فروج بغیر دلیل شرعی
سیف را حکم سازند نہ قانون شرع را و حکم درین جا
حکم قطاع طریق ست دفع کردن ایشان و از ہم
متفرق ساختن جماعت ایشان واجب ست سوم

مسئلہ (ششم) اس بیان میں کہ رعایا پر خلیفہ کی اطاعت لازم ہے کہ
معاملاتِ اسلام سے متعلق خلیفہ جو کچھ حکم فرمائے اور نیز اس کا جو حکم
شرع کے مخالف نہ ہو (اس کی بجا آوری) مسلمانوں پر لازم ہے خواہ خلیفہ
عادل ہو یا ظالم۔ اور اگر لوگ مذہب کے فروعات میں مختلف ہوں اور خلیفہ
کسی ایسی بات کا حکم دے جو اجتہادی ہے اور کتاب اور سنتِ مشہورہ
اور اجماعِ سلف کے مخالف نہیں ہے۔ اور نیز (اس) قیاسِ جلی کے مخالف
نہیں ہے جو واضح الثبوت ہے۔ پس یہ بھی ہے تو خلیفہ کی اس بات کو سننا
اور اس کے حکم کے موافق چلنا لازم ہے گرچہ (خلیفہ کا یہ حکم) اس شخص
کے مذہب کے موافق نہ ہو (جس کو خلیفہ نے حکم دیا ہو)۔

کسی سلطان کی حکومت پر مسلمانوں کے متفق ہو جانے کے بعد اس
سلطان سے بغاوت کرنا حرام ہے اگرچہ وہ سلطان خلافت کی شرطوں کا
جامع نہ ہو مگر اس صورت میں کہ اس سے صریح کفر ظاہر ہو۔ خلیفہ سے
بغاوت کرنے کی تین صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ خلیفہ ضروریاتِ دین کے انکار
کرنے کی وجہ سے کافر ہو جائے (العیاذ باللہ) (اور اس وجہ سے وہ رعایا
سے مقابلہ کرے تو مقابلہ کرنے والے حق پر ہوں گے کیونکہ) اس
صورت میں خلیفہ پر چڑھائی کرنا اور اس سے جنگ کرنا واجب ہے اور یہ
قتال اعلیٰ قسم کا جہاد ہے تاکہ (خلیفہ کے کافر ہو جانے سے) اسلام پراگندہ اور
کفر غالب نہ ہو جائے۔ دوسری صورت خلیفہ سے بغاوت کرنے کی یہ ہے کہ
لوگ بغیر دلیل شرعی کے مال لوٹنے اور لوگوں کے قتل کرنے اور زنا کاری
کی غرض سے بغاوت کریں اور تلوار کو حَکم بنائیں نہ کہ قانونِ شرع کو ان
لوگوں کا حکم وہی ہے جو رہزنوں کا ہے ان لوگوں کا دفع کرنا اور ان کی
جماعت کو منتشر کر دینا واجب ہے تیسری صورت خلیفہ سے بغاوت کرنے کی

[1] قیاس جلی وہ قیاس ہے جس کی علت ظاہر ہو اور جس کی علت ظاہر نہ ہو بلکہ پوشیدہ ہو اس کو قیاس خفی کہتے ہیں [illegible]
[illegible]
[illegible]

سے بڑی بنیاد بدکی پر ہو جانے گی ایک یہ کہ

صبر نماید و آنچہ آفاتے را کہ بر سر وے می گذرد
از آفات سماویہ شمرد و دست از قتال باز دارد
از انواع جہاد است امر کردن خلیفہ بمعروف و
نہی او از منکر بغیر خروج بسیف و باید کہ بلطف
باشد و بدون عنف و در خلوت باشد دون الجلوۃ تا
فتنہ برنخیزد و چون معنی خلافت و شروط خلیفہ و
آنچہ متعلق است بخلافت دانستہ شد وقت آن رسید
کہ باصل مقصود عود کنیم اثبات خلافت عامہ
برای خلفائے اربعہ از جملہ بدیہیات است چون
مفہوم خلیفہ و شروط او در ذہن تصور نمائیم و از
احوال خلفائے اربعہ آنچہ مستفیض شدہ تدبر
نمائیم بالبداہت ثبوت شروط خلافت در ایشان
و ظہور مقاصد خلافت باکمل وجوہ از ایشان
ادراک کردہ میشود اگر خفائے در ثبوت خلافت
ایشان ہست باعتبار اخذ معانی دیگر است در
مفہوم خلافت چنانکہ شیعہ عصمت و وحی باطنی
در امام شرط می کنند و الا وجود اسلام و
عقل و بلوغ و حریت و ذکورت و سلامت
اعضاء و قرشیت درین بزرگان محل
بحث عاقلے نمی تواند بود و ہیچ عاقلے انکار
نمی تواند کرد کہ مقاتلہ اہل ردت و فتح بلاد عجم
و بلاد روم و مدافعت جیوش کسرے و قیصر

نہ کرے بلکہ صبر کرے اور جو آفتیں اس کے سر پر آئیں ان کو آسمانی
آفتیں سمجھے اور لڑائی سے دستکش رہے۔ تلوار کے ساتھ چڑھائی کئے
بغیر اگر کوئی شخص خلیفہ کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرے تو یہ جہاد
کی اعلیٰ قسم ہے اور چاہیئے کہ (خلیفہ کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر)
نرمی کے ساتھ ہو سختی کے ساتھ نہیں اور خلوت میں ہو سب کے سامنے
نہیں تاکہ فساد نہ اٹھے۔ جب خلافت کے معنی اور خلیفہ کی شرطیں
اور خلافت کے متعلقات معلوم ہو چکے تو اب وقت آگیا کہ ہم اصل
مقصد کی طرف رجوع کریں خلفائے اربعہ کے لئے خلافت عامہ
کا ثابت ہونا بجملہ بدیہیات میں سے ہے (کیونکہ جب ہم خلیفہ کا
مفہوم اور اس کی شرطیں ذہن میں لاتے ہیں اور خلفائے اربعہ کے
حالات پر جو بسند مستفیض معلوم ہوتے ہیں نظر ڈالتے ہیں تو بدیہی
طور پر خلافت کی شرطوں کا ان میں پایا جانا اور خلافت کے مقاصد
کا اکمل طور پر ان سے ظاہر ہونا واضح ہو جاتا ہے (اور کسی طرح کا
خفا باقی نہیں رہتا اور) اگر خلفائے اربعہ کی خلافت کے ثبوت میں
کوئی پوشیدگی ہے تو وہ خلافت کے مفہوم میں (معنے مذکورہ کے
علاوہ) دوسرے معانی شامل کرنے کی وجہ سے ہے جیسے کہ شیعہ
عصمت اور وحی باطنی[1] کو امام کے لئے شرط کرتے ہیں ورنہ اسلام
اور عقل اور بلوغ اور حریت اور ذکورت اور سلامتی اعضاء اور
قرشیت کا ان بزرگوں (یعنے خلفائے اربعہ) میں پایا جانا (کسی
عاقل کے لئے محل بحث نہیں ہو سکتا اور (نیز) کوئی دانشمند
(اس بات سے) انکار نہیں کر سکتا کہ مرتدوں سے جنگ کرنا اور بلاد
عجم اور بلاد روم کو فتح کر لینا اور کسرے اور قیصر کے لشکروں کو

[1] حضرت مصنف نے بمقتضائے کرم طبعی صرف وحی باطنی پر اکتفا کی ورنہ شیعہ تو اپنے ائمہ میں نبوت کے بھی بالفاظ صاف کا دعویٰ کرتے ہیں اور صاف صاف کہتے ہیں کہ ائمہ کو رتبہ انبیائے سابقین سے زیادہ ہے وحی باطنی کا ثبوت تو شیعوں کی ہر کتاب میں موجود ہے تو جنہ کہ اصول کافی میں بھی کئی باب ہیں جن میں فرشتوں کا ائمہ کے پاس آنا اور علم شرعیہ کا مختلف طریقوں سے دیا جانا مروی ہے۔

...بر اعتراف ایشان بودہ است در
ین ہذا کفایۃ لمن اکتفے و شیعہ باین
قدر خود قائل اند کہ حضرات شیخین رض
خلافت را از دست حضرت مرتضے بغصب
بردند و آں متصور نیست الا باکمال جرأت
وتدبیر و استیلاف ناس باخود پس
شجاعت ورائے وکفایت را قائل شدند
ازاں جہت کہ قصد نکردند باقی ماند
شرط اجتہاد و عدالت در تاویل خلفاء
باید تامل کرد و در قضایائے ایشان و مناظرات
ایشان خوض می باید نمود تا اجتہاد ایشان
اظہر من الشمس شود و تا حال ہیچ کس از
مخالفان بر دامن ایشان فسق ظاہر نہ بستہ
است ہر اثرے کہ نمائیدہ اند مرجع
آں مختلف فیہ است کہ جمہور اسلام
آں را نیکی دانستند الا ہمیں فرقہ عاملہم
اللہ بعدلہ پس اثبات خلافت
برائے ایشان بمعنے مذکور مستغنی است از
برہان و آنچہ دریں باب مطلوب
می شود تجرید معنے او است از معانی دیگر

شکست دینا انہی خلفاء کی تدبیر اور انہی کے حکم سے ہوا ہے اور کفایت
کرنے والے کے لئے اس قدر کافی ہے۔ اور یہ تو خود شیعوں کا قول ہے
کہ حضرات شیخین رض نے خلافت کو حضرت (علی) مرتضیٰ (رضی اللہ عنہ)
سے غصب کر لیا تھا اور (جب کہ) خلافت کا غصب کر لینا بدون
جرأت اور تدبیر اور لوگوں کی تالیف کے متصور نہیں ہو سکتا (تو
شیعہ اپنے اس قول سے شیخین رض کی) شجاعت اور رائے اور کارگزاری
کے قائل ہو گئے (اور لطف یہ کہ) اس وجہ سے (قائل ہوئے) کہ انہوں
نے اس کا قصد (بھی) نہیں کیا (بلکہ ان کا مقصود دوسرا تھا) باقی
رہی اجتہاد اور عدالت کی شرط (تو ثبوت اجتہاد معلوم کرنے
کے لئے) خلفاء کے اقوال میں غور کرنا چاہیے اور اُن کے فیصلے اور
مناظرات میں خوض کرنا چاہیے تاکہ ان کا اجتہاد اظہر من الشمس ہو جائے
اور (خلفاء کی عدالت کے ثبوت کے لئے اسی قدر کافی ہے کہ) اب
تک مخالفوں میں سے کسی نے ان کے (مقدس) دامن پر فسق ظاہری
کا داغ نہیں لگایا (بلکہ جو کچھ ژاژخائی کی ہے اس کا مرجع (کوئی
نہ کوئی) مختلف فیہ امر ہے کہ سوا اس فرقہ (شیعہ) (عاملہم
اللہ بعدلہ) کے جمہور اہل اسلام اس کو جانتے ہی نہیں
پس ان خلفاء کے لئے خلافت بمعنے مذکور کا ثابت ہونا برہان
سے مستغنی ہے بلکہ جو کچھ اس مقام میں ضروری ہے (وہ صرف
یہی ہے) کہ خلافت کے معنے کو دوسرے معانی سے (مثل عصمت
وغیرہ کے جو شیعوں نے شامل کئے ہیں) علیحدہ رکھا جائے

لہ بلکہ واقعات سے یہ ہی معلوم ہوتا ہے کہ متعصب سے متعصب شیعوں نے حضرات خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنہم کے تبع شریعت ظاہری ہونیکا اقرار کیا ہے چنانچہ
علم الہدیٰ نے کتاب شافی میں حضرات خلفائے ثلثہ کی نسبت لکھتے ہیں [illegible]
لکھتے ہیں کہ یہ حضرات [illegible]
[illegible]
مطبوعہ طہران [illegible]

وتحریر شروط خلافت وبیان مقاصد نصب خلیفہ وغیر ذالک امور بتوفیق اللہ تعالیٰ دریں عجالہ مبین ساختیم والحمد للہ رب العالمین

اور خلافت کی شرطوں کو اور تقرر خلیفہ کے مقاصد کو بیان کر دیا جائے۔ بس ان سب امور کو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اس عجالہ[1] میں ہم نے بیان کر دیا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

پہلی فصل ختم ہوئی

[1] یہاں از حد عجلت سے مراد ہے یعنی کتاب ازالۃ الخفاء جو مصنف قدس سرہ نے چونکہ یہ کتاب نہایت ہی غیر معمولی محنت کے عجلت کے ساتھ لکھی ہے اس وجہ سے اس کو عجالہ فرمایا

یُحِبُّوْنَہٗ الیٰ غیر ذالک من الآیات. و صحابہؓ در وقت مشاورہ در تعیین خلیفہ بر بعض ازیں اوصاف نطق نمودہ اند چنانکہ گفتند احق بہذا الامر و توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو عنھم راض. از استقراء ایں ادلہ و صفے چند متحصل می شود زیادہ از اوصاف کہ در خلافت عامہ گذشتہ در یں فصل می خواہیم کہ آں اوصاف را بر شمریم و ثبوت آنہا در خلفائے اربعہ رضوان اللہ علیہم بیان کنیم و باستجماع لوازم خلافت خاصہ مقرون بقرشیت نسب تفسیر کردہ است قتادہ شیخ اہل البصرہ از تابعین حواریت را قال معمر قال قتادۃ الحواریون کلھم من قریش ابوبکر و عمر و عثمان و علی و حمزۃ و جعفر و ابو عبیدۃ و عثمان بن مظعون و عبد الرحمٰن بن عوف و سعد بن ابی وقاص و طلحۃ والزبیر و فسر قتادۃ فیما روی عنہ روح بن القاسم الحواریین الذین تصلح لھم الخلافۃ کذا فی استیعاب ابن عبد البر و حاصل عمدۂ استمداد ازیں اوصاف ستہ

(کچھ پروا نہیں) عنقریب اللہ تعالیٰ ایسے لوگ پیدا کر دے گا جن کو وہ دوست رکھے گا اور وہ اس کو دوست رکھیں گے۔ اس کے علاوہ اور بہت سی آیتیں ہیں (جن میں خلافت خاصہ کی صفتیں اور علامتیں مذکور ہیں) اور خلیفہ مقرر کرنے کے مشورہ کرتے وقت صحابہؓ نے (بھی خلافت خاصہ کے) بعض اوصاف بیان کئے ہیں جیسا کہ (مشورہ کے وقت بعض صحابہؓ نے) خلافت کا زیادہ مستحق ان لوگوں کو بتایا جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقت وفات تک خوش رہے۔ ان دلیلوں میں غور کرنے سے (خلافت کے) چند ایسے اوصاف معلوم ہوتے ہیں جو ان اوصاف کے علاوہ ہیں جن کا ذکر خلافت عامہ (کے بیان) میں ہو چکا ہم چاہتے ہیں کہ اس فصل میں ان اوصاف کی تفصیل کریں اور خلفائے اربعہ رضوان اللہ علیہم میں ان اوصاف کا پایا جانا بیان کریں۔ اور حواری کا لفظ جو اکابر صحابہؓ کی نسبت حدیث میں ہے اس سے بھی لوازم خلافت خاصہ کا ان میں پایا جانا ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ قتادہ تابعی نے جو اہل بصرہ کے شیخ تھے حواریت کی تفسیر لوازم خلافت کو قرشیت کے ساتھ ذکر کی ہے۔ معمر کہتے ہیں کہ قتادہ نے کہا کہ حواری قریش میں سے ہیں (یعنی) ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی اور حمزہ اور جعفر اور ابو عبیدہ اور عثمان بن مظعون اور عبد الرحمٰن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص اور طلحہ اور زبیر اور روح بن قاسم نے قتادہ سے جو روایت کی ہے اس میں قتادہ نے (حواری کی) تفسیر اس طرح کی ہے کہ حواری وہ لوگ ہیں جن کے لئے خلافت (خاصہ) صحیح ہو۔ اسی طرح ابن عبد البر کی کتاب استیعاب میں ہے۔

(خلافت خاصہ کے لئے) ان اوصاف کے اختیار کرنے میں دراصل چھ

سلہ حواری کا۔ دھونے کو حور کے معنے سفید کرنا۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے مددگار چونکہ کپڑے کو سفید کرتے یعنے دھوبی کا پیشہ کرتے تھے اس لئے حواری ان کو کہا جاتا تھا مگر اس کے بعد ہر مددگار پر اس کا اطلاق ہونے لگا۔

نکتہ است نکتۂ نخستین آنکہ نفوس قدسیہ
انبیاء علیہم السلام در غایت صفا و علو فطرت آفریدہ
شدہ اند و در حکمت الٰہی بہمان صفا و علو فطرت
مستوجب وحی گشتہ اند و ریاست عالم با ایشان
مفوض شدہ قال اللہ تعالیٰ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ
رِسَالَتَهٗ واز میان امت جمعے ہستند کہ جوہر نفس
ایشاں قریب بجوہر نفوس انبیاء مخلوق شدہ و این
جماعت در اصل فطرت خلفائی انبیاء اند در امت
بمثال آنکہ آئینہ آہنی از آفتاب اثرے قبول میکند کہ
خاک و چوب و سنگ را میسر نیست این فرقہ کہ خلاصہ
امت اند از نفس قدسیہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
بوجہے متأثر میشوند کہ دیگراں را میسر نمی آید و نیز ایشاں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرا گرفتہ اند بشہادت
دل فرا گرفتہ اند گویا دل ایشاں آن چیزہا را
اجمالاً ادراک کردہ بود و کلام آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم شرح و تفصیل
آن معانی اجمالی نمود و بعد
از ایشاں جماعت دیگر اند
پایہ بپایہ فرود تر تا آنکہ نوبت
عوام مسلمین آید پس خلافت
خاصہ آن است کہ این شخص

کہتے ہیں۔

پہلا نکتہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے نفوس قدسیہ نہایت صاف
اور اعلیٰ فطرت[1] پر پیدا کئے گئے ہیں اور وہ اسی صفائی اور علو فطرت کی
وجہ سے حکمت الٰہی میں نزول وحی کے مستحق ہوتے ہیں اور عالم کی ریاست
ان کو تفویض ہوتی ہے (یعنی آدمیوں میں جس کا نفس ایسا پاک اور صاف
ہوتا ہے اس کو خدا ہی جانتا ہے جیسا کہ) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (ترجمہ)
اللہ زیادہ جانتا ہے جس (نفس) میں اپنی رسالت رکھتا ہے۔ اور
امت میں کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کا جوہر نفس (صفائی اور
علو فطرت میں) انبیاء کے جوہر نفوس کے قریب پیدا کیا جاتا ہے۔ یہ
لوگ اصل فطرت کے اعتبار سے امت میں انبیاء کے خلیفہ ہوتے
ہیں (اور ان لوگوں کی یہ حالت ہوتی ہے کہ جس طرح آہنی آئینہ
آفتاب سے وہ اثر قبول کرتا ہے جو مٹی اور لکڑی اور پتھر کو میسر
نہیں (اسی طرح) یہ لوگ جو خلاصۂ امت ہیں پیغمبر صلی اللہ علیہ
وسلم کے نفس قدسی سے ایسا اثر پذیر ہوتے ہیں جو دوسروں کو میسر
نہیں ہو سکتا اور (یہ لوگ) جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
حاصل کرتے ہیں دل شہادت سے حاصل کرتے ہیں گویا ان کے دلوں
نے (خود ہی) ان باتوں کو اجمالاً ادراک کر لیا تھا اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام نے ان اجمالی معانی کی شرح و تفصیل
کر دی (پھر) ان لوگوں کے بعد مرتبہ بمرتبہ تنزل ہوتے ہوئے اور
دوسرے گروہ ہیں یہاں تک کہ (سب سے آخر میں) عوام مسلمین کی
نوبت آتی ہے پس خلافت خاصہ وہ ہے کہ یہ شخص (یعنی خلیفہ)

[1] فطرت اس حالت و کیفیت کو کہتے ہیں جو خدا کی طرف سے ہر شخص کو ملتی ہے یہ حالت کسب سے حاصل نہیں ہو سکتی نہ کسی سبب سے زائل ہو سکتی ہے یہی یہاں مراد ہے اور کبھی فطرت کا اطلاق معرفت الٰہی پر ہوتا ہے جیسے حدیث شریف میں آیا ہے کہ ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے یعنی معرفت الٰہی کی قوت ہر شخص کو عنایت ہوتی ہے مگر صحبت بد اس قوت کو بیکار کر دیتی ہے۔

چنانکہ در ظاہر حال رئیس مسلمین شود بحسب
وضع طبیعی کہ مراتب استعدادات افراد بنی
آدم است در صفا و علو فطرت او مثل ذلک
مثل نیز رئیس است باشد تا ریاست ظاہریہ
دوش بدوش ریاست باطن گردد و ایں جماعت
کہ بوضع طبیعی خلفائے انبیاء اند در شریعت مسمّی
اند بصدیقین و شہداء و صالحین و ایں مضمون
مستفاد میشود از ہر دو آیہ کریمہ قال اللہ تعالیٰ
علی لسان عبادہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ
صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ. و قال تبارک
و تعالیٰ أُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم
مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ
وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا.
پس دریں ہر دو آیہ افادہ فرمود کہ مطلوب
مسلمین و مسئول ایشان در صلوات خویش و
مطمح ہمم ایشان در سلوک مراتب قرب
موافقت با جماعۂ منعَم علیہم است و مراد
از منعَم علیہم ایں چہار فریق اند و در جائے
دیگر يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَن يَرْتَدَّ
مِنكُمْ عَن دِينِهِ الی ان قال إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ
اللَّهُ نیز اشارہ بہمیں معنے ست یعنی در
عوام مسلمین افاضل ایشان اند کہ
بپا داشت صلوٰۃ و وصف محبیت و محبوبیت و غیر آں
متصف اند و ایں معنی را عبداللہ بن مسعود بیان کردہ
اخرج ابو عمر فی خطبۃ الاستیعاب عن ابن مسعودؓ

جس طرح ظاہر میں مسلمانوں کا رئیس ہے (اسی طرح) وضع طبیعی کے
اعتبار سے [یعنے صفائی اور عالی فطرتی کی استعداد جس کے مراتب
ہر انسان میں مختلف ہوتے ہیں کسی میں کم کسی میں زیادہ ان مراتب
کے لحاظ سے] بھی امت کا رئیس ہو (یعنے اس استعداد میں وہ
سب سے فائق ہو) تاکہ ظاہری ریاست باطنی ریاست کے دوش بدوش
ہو جائے اور جو لوگ وضع طبیعی کے اعتبار سے انبیاء (علیہم السلام)
کے خلیفہ ہیں وہ شریعت میں صدیقین اور شہداء اور صالحین کے
لقب سے ملقب کئے گئے ہیں (چنانچہ) یہ مضمون ان دونوں آیتوں سے
مفہوم ہوتا ہے (پہلی آیت یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی
زبان سے فرمایا ہے (ترجمہ) ہم کو سیدھی راہ کی ہدایت کر یعنے
ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا۔ (دوسری آیت یہ ہے کہ) اللہ
تعالیٰ نے فرمایا (ترجمہ) یہ لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہیں جن پر اللہ
نے انعام کیا یعنے انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین
اور یہ لوگ بہت اچھے رفیق ہیں۔ پس ان دونوں آیتوں میں خدا نے
ظاہر فرمایا ہے کہ نمازوں میں مسلمانوں کی دعا اور قرب الٰہی کے
مراتب طے کرنے میں ان کا مدعا (فی الحقیقت) ان لوگوں کے ساتھ
موافقت (حاصل کرنا) ہے جو منعم علیہم (وہ لوگ جن پر انعام کیا
گیا) ہیں اور منعم علیہم سے یہی چار (یعنے انبیاء اور صدیقین اور
شہداء اور صالحین) مراد ہیں۔ اور دوسرے مقام پر آیہ کریمہ
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَن يَرْتَدَّ مِنكُمْ عَن دِينِهِ تا
إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ میں بھی اسی معنے کی طرف اشارہ ہے کہ عوام
مسلمین کے دل ان کے وہ فاضل ترین افراد ہیں جو نماز قائم کرنے
والے اور (اللہ کے) محبوب اور محب ہونے وغیرہ کے وصف کے
متصف ہیں اس نکتہ کو عبداللہ بن مسعودؓ نے بیان
کیا ہے (چنانچہ) ابو عمر نے استیعاب کے خطبہ میں ابن مسعودؓ سے

قال ان اللہ تعالیٰ نظر فی قلوب العباد فوجد قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم خیر قلوب العباد فاصطفاہ وبعثہ برسالتہ ثم نظر فی قلوب العباد بعد قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوجد قلوب اصحابہ خیر قلوب العباد فجعلهم وزراء نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم یقاتلون عن دینہ و بیہقی مثل آن ذکر کردہ۔ الا انہ قال فجعلهم انصار دینہ ووزراء نبیہ فما راٰہ المؤمنون حسنا فهو عند اللہ حسن وما راٰہ قبیحا فهو عند اللہ قبیح وچنانکہ اولویت این فریق در خلافت متحقق است اجتہاد این فریق اولیٰ و احق است از اجتہاد دیگران و ہر وصفے از اوصاف مذکورہ علامات و خواص دارد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در بیان مناقب صحابہ گاہے نص فرمودہ بر ثبات این اوصاف در ایشان و گاہے بیان علامات و خواص کردہ کہ ابلغ من التصریح ادا کردہ

روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے اللہ تعالیٰ نے بندوں کے دلوں کو دیکھا تو تمام دلوں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو بہتر پایا پس ان کو برگزیدہ کیا اور اپنی رسالت کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب کے بعد اور بندوں کے دلوں کو دیکھا تو تمام بندوں کے دلوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کے دلوں کو بہتر پایا پھر صحابہؓ کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وزیر بنایا تاکہ وہ خدا کے دین کے لئے (کافروں سے) مقاتلہ کرتے رہیں۔ بیہقی نے بھی اسی کے مثل (حضرت ابن مسعودؓ سے) روایت کی ہے مگر انھوں نے (روایت کا آخری حصہ) اس طرح نقل کیا ہے کہ صحابہؓ کو اپنے دین کا انصار اور اپنے نبیؐ کا وزیر بنایا پس جس بات کو مومنین[1] (یعنی صحابہؓ) اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہے اور جس بات کو قبیح جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی قبیح ہے۔ (بیہقی کی روایت کا آخری حصہ اس طرف اشارہ کر رہا ہے کہ) جس طرح خلافت (کے استحقاق) میں اس گروہ (صحابہؓ) کی اولویت ثابت ہے اسی طرح اس گروہ (صحابہؓ) کا اجتہاد بھی دوسروں کے اجتہاد سے اولیٰ اور احق ہے۔ اوصاف مذکورہ میں سے ہر ایک وصف کے لئے علامات اور خواص ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کے مناقب میں کبھی ان اوصاف کا پایا جانا صراحتاً ظاہر فرمایا ہے اور کبھی (ان اوصاف کے علامات اور خواص کا پایا جانا کنایۃً (جو تصریح سے زیادہ بلیغ ہے) بیان کیا ہے

[1] اس مقام پر اکثر لوگ دو غلطیاں کرتے ہیں اول یہ کہ اس حدیث کو مرفوع یعنی قول رسول سمجھتے ہیں حالانکہ یہ غلط ہے یہ حدیث موقوف ہے یعنی قول صحابی ہے یہ دوسری بات ہے کہ جو امور عقل سے نہ معلوم ہو سکیں ان میں صحابی کا قول حکم میں حدیث مرفوع کے ہوتا ہے دوسری غلطی یہ ہے کہ مومنین سے عام مومنین مراد لیتے ہیں اور ہزاروں بدعات قبیحہ کا حسن اس حدیث سے ثابت کرتے ہیں حالانکہ یہاں بقرینہ سیاق مومنین سے مراد صحابہ کرام ہیں یہ رتبہ انہی کا ہے کہ وہ جس بات کو اچھی کہیں وہ اچھی جس کو بری سمجھیں وہ بری بشرطیکہ وہ بات مجتہد فیہ ہو ۱۲

نکتہ دوم آنکہ خلیفہ حقیقی پیغامبر مثل نی است
کہ نائی آں را بدہان خود نہد بجہت بلند گردانیدن
آواز و مانند آں و انشاء نغمہ و تعین کیفیت آں راجع
است بنائی ہمچناں از تقاسیم رحمت الٰہی قصصے
بپیغامبر گشتہ و پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم قبل از مباشرت
آں برفیق اعلیٰ پیوستہ بوجہے از وجوہ سببیہ و آلیہ
آں معانی را بدست خلفاء انجام ساختہ اند بحقیقت
آں ہمہ راجع است بپیغامبر و ایشاں بمنزلہ جوارح
پیغامبر شدہ اند لاغیر پس خلافت خاصہ آنست
کہ از خلیفہ کارہائے کہ نصیب آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم و منسوب بایشاں است در قرآن
عظیم و حدیث قدسی بدست وے سرانجام
شود و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نیابت او را
تصریحاً و تلویحاً مرات کثیرہ اظہار فرمودہ باشند
تا ہمہ کارہا در جرائد اعمال حضرت پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم رقم گردد و ایشاں را
شرف وساطت حاصل شود چنانکہ
آیہ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَ
مَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ
شَطْأَهُ الآیہ۔ و ایں حدیث قدسی نیز
شاہد آنست إِنَّ اللّٰهَ نَظَرَ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ
فَمَقَتَهُمْ عَرَبَهُمْ وَعَجَمَهُمْ إِلَّا بَقَايَا مِنْ أَهْلِ
الْكِتَابِ وَقَالَ إِنَّمَا بَعَثْتُكَ لِأَبْتَلِيَكَ وَأَبْتَلِيَ

دوسرا نکتہ یہ ہے کہ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حقیقی خلیفہ مثل
بانسری کے ہے (یعنی جس طرح) کہ بانسری بجانے والا آواز بلند کرنے کے
لئے بانسری کو اپنے منہ سے لگا لیتا ہے اور نغمہ سرائی اور اس کی
خاص کیفیت بانسری بجانے والے کی طرف منسوب ہوتی ہے (نہ کہ بانسری
کی طرف) اسی طرح رحمت الٰہی کے حصے جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو ملے
اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ان کو عمل میں لانے سے پہلے رفیق اعلیٰ کی
طرف چلے گئے اور بطور سببیت و نیابت کے خلفاء کے ہاتھوں سے وہ
کام پورے کئے گئے تو در حقیقت وہ سب کام پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم)
کی طرف منسوب ہیں اور خلفاء بمنزلہ اعضائے پیغمبر کے سمجھے جاتے
ہیں نہ کچھ اور پس خلافت خاصہ یہ ہے کہ خلیفہ سے وہ کام سرانجام
پائیں جو قرآن عظیم اور حدیث قدسی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی طرف منسوب ہیں اور (نیز) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اس (خلیفہ) کی خلافت کو صراحۃً و کنایۃً بہت مرتبہ ظاہر فرمایا
ہو تاکہ تمام کام (جو خلیفہ کے) ذریعے سے سرانجام پائیں (وہ سب)
حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے کارنامہ میں درج ہوں اور
خلفاء نے صرف وسیلہ ہونے کا شرف حاصل کیا ہو نہ کہ کچھ اور جیسا
کہ آیہ کریمہ (ترجمہ) یہ صفت ان کی ہے توریت میں اور انجیل میں
ان کی یہ صفت ہے کہ وہ مثل اس کھیتی کے ہیں جس نے نکالا اپنا پٹھا
(اس پر شاہد ہے) اور یہ حدیث قدسی بھی اس پر شاہد ہے کہ اللہ
تعالیٰ نے اہل زمین کی طرف نظر کی پس تمام زمین والوں کو عرب
کو (بھی) عجم کو (بھی) ناپسند کیا سوا ایک جماعت کے اہل کتاب[1]
سے اور اللہ تعالیٰ نے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے) فرمایا کہ میں
نے تم کو اس لئے مبعوث کیا ہے کہ تمہاری آزمائش کروں اور تمہارے

[1] اہل کتاب یہود و نصاریٰ کو کہتے ہیں نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے پہلے یہود و نصاریٰ اپنے دین میں تحریف کر چکے تھے اور بہت کم لوگ اپنے اصلی مذہب پر قائم تھے انہی کم لوگوں کو اس حدیث میں مستثنیٰ کیا ہے ۱۲

بلکہ رواہ مسلم . و ایں قصہ چناں است کہ
حضرت داؤد علیہ السلام باقصی ہمت متوجہ
بنای مسجد اقصیٰ گشتند و آں کار از دست
ایشاں سرانجام نیافت لابد فرزندے را طلب
کردند کہ بر دست وے تمام شود و ہلا آنکہ
وی حسنہ است از حسنات ایشاں در جریدۂ
اعمال حضرت داؤدؑ ثبت گردد کہ داؤدؑ بانی
مسجد اقصیٰ است نکتۂ سیوم آنکہ خلافت
امر خطیر است و نفوس آدم مجبول بر اتباع ہوا
و شیطان در بنی آدم جاری است مجری الدم
چوں خلافت برائے شخص مستقر شود احتمال
دارد کہ جور پیش گیرد در مقاصد خلافت تہاون
صریح بعمل آرد و تضرر ایں خلیفہ در امت
مرحومہ اشد باشد از تضرر ترک استخلاف و ہمی
و ایں احتمال کثیر الوقوع است نمی بینی کہ
بادشاہان ہمہ الا ماشاء اللہ دریں مہلکہ گرفتار
شدہ اند و می شوند تا وقتیکہ ایں
احتمال برانداختہ نشود بوعدۂ الٰہی
یا باوصافے کہ نزدیک حصول آنہا جور
و تہاون ممتنع عادی گردد و ظن قوی
بعدل و قیام خلیفہ بامر ملت
ظہور رسد استخلاف ایں چنیں
شخص خیر محض نباشد و
نفوس آدم بانتصاب او
اطمینان پیدا نکنند

ذریعے خلق کی آزمائش کروں (اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے) اور اسی کے مثل یہ قصہ ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نہایت بلند ہمتی سے مسجد اقصیٰ کی تعمیر کی طرف متوجہ ہوئے اور (جب) یہ کام ان کے ہاتھ سے سرانجام نہ پایا (تو) ناچار ایک فرزند کی درخواست کی تاکہ اس کے ہاتھ سے (مسجد کی تعمیر) تمام ہوجائے اور چونکہ وہ فرزند حضرت داؤدؑ کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہے (اور نیکی کی نیکی اصل شخص کی طرف منسوب ہوتی ہے لہٰذا ضروری ہوا کہ حضرت داؤدؑ کے کارنامے میں یہ ثبت ہوجائے کہ (حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام) مسجد اقصیٰ کے بنانے والے ہیں۔

تیسرا نکتہ یہ ہے کہ خلافت ایک بڑا کام ہے (اور حالت یہ ہے کہ) بنی آدم کے نفوس میں خواہشات نفسانیہ کی پیروی جبلی طور پر پیدا کی گئی ہے اور انسان کے اندر شیطان مثل خون کے سرایت کئے ہوئے ہے لہٰذا اگر خلافت کسی سے قائم ہو تو (اس کی نسبت) یہ احتمال ہے کہ خلیفہ ظلم اختیار کرے اور خلافت کے مقاصد (پورا کرنے) میں سستی کو کام لے اور (یہ ظاہر ہے کہ) ایسے خلیفہ کا ضرر امت مرحومہ کے لئے اس کے نہ ہونے کے ضرر سے بھی زیادہ شدید ہے اور یہ احتمال کثیر الوقوع ہے (کیں) تم نہیں دیکھتے ہو کہ تمام بادشاہ الا ماشاء اللہ اس مہلکہ میں گرفتار ہوئے اور ہو رہے ہیں (پس) جب تک وعدۂ الٰہی کی وجہ سے یا (خلیفہ میں) ایسے اوصاف (موجود ہونے) کی وجہ سے جن کے ہوتے ہوئے (خلیفہ سے) ظلم و سستی کا ہونا عادۃً محال ہو اور (نیز ان اوصاف کی وجہ سے) خلیفہ کی بابت دین کے کاموں میں مستعد رہنے اور عدل کرنے کا ظن قوی ہو (الغرض جب تک کسی وجہ سے) یہ احتمال دور نہ ہوجائے ایسے شخص کا خلیفہ بنانا خیر محض نہ ہوگا اور نہ بنی آدم کے دلوں میں اس کے خلیفہ بنانے سے اطمینان حاصل ہوگا اور بہ تقریر دیگر یوں

دیگر مرشد خلائق گردد و مربی ایشان در علم ظاہر و باطن تحقیق کرد علم و حال خود تفقد کردہ شد و دیگران بعض قرائن تمسک شدہ جہاں غلط را رواج دادہ باشند ربنا ارنا الذین سے

اے بسا ابلیس آدم روئی ہست
پس بہر دستے نباید داد دست

تا اعتماد بر علم و حال شخصے بحدیث مستفیض صادق مصدوق و اشارات او حاصل نشود کار ناتمام است پس خلافت کاملہ آن است کہ وثوق بصاحب آن داشتہ باشیم بنص شارع و اشارات او و خلافت عامہ اگر بوجود عدالت خلیفہ و علم او اکتفا کنیم چوں این تمہید مبین شد خوض در تفصیل نمائیم. از جملہ لوازم خلافت خاصہ آنست کہ خلیفہ از مہاجرین اولین باشد و از حاضران حدیبیہ و از حاضران نزول سورۂ نور و از حاضران دیگر مشاہد عظیمہ مثل بدر و تبوک و در شرع تنویہ شان آن مشاہد و وعدہ جنت برای حاضران آن مستفیض شدہ. اما آنکہ از مہاجرین اولین باشد از آن جہت مطلوب شد کہ حق تعالیٰ در شان مہاجرین اولین می فرماید اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا بعد از آن فرمود اَلَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ بعد از آن فرمود اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھَوْا عَنِ

سمجھو کہ لوگوں کی رائے ہے، جو شخص خلق کا رہنما اور علم ظاہر و باطن میں لوگوں کا مربی (بن گیا) تو ممکن ہے کہ وہ اپنے علم و حال میں غلطی کرے اور دوسرے لوگ (بھی) بعض قرائن سے تمسک کرکے اس کی غلطی کو حق سمجھ لیں اور اس کو رواج دیدیں۔ کیا اچھا کہا گیا ہے سے ای بسا ابلیس آدم روئی ہست، پس بہر دستے نباید داد دست۔ (لہٰذا) جب تک صادق مصدوق (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حدیث مستفیض اور اس کے اشارات سے کسی شخص کے علم و حال پر اعتماد نہ حاصل ہو جائے (اس وقت تک) کام ناتمام ہے پس خلافت کاملہ (خاصہ) وہی ہے کہ شارع کی نص اور اس کے اشارات سے اس خلیفہ پر ہم وثوق رکھتے ہوں اور خلافت عامہ میں اس کی ضرورت نہیں کیونکہ خلافت عامہ میں یہ ہے کہ خلیفہ کے علم و عدالت پر اپنی رائے سے اکتفا کر لیا جائے۔ جب یہ تمہید بیان ہو چکی تو اب ہم خلافت خاصہ کے لوازم کی تفصیل (شروع) کرتے ہیں۔

منجملہ لوازم خلافت خاصہ کے ایک یہ ہے کہ خلیفہ مہاجرین اولین میں سے ہو اور (نیز) ان لوگوں میں سے ہو جو حدیبیہ میں شریک اور سورۂ نور کے نزول کے وقت موجود تھے اور (نیز) ان لوگوں میں سے ہو جو بدر و تبوک اور دوسرے مشاہد عظیمہ میں موجود تھے جن کی عظمت شان اور جن کے حاضرین کے لئے وعدہ بہشت شرع میں حدیث مستفیض سے ثابت ہے۔ کہ خلیفہ کا مہاجرین اولین میں سے ہونا اس لئے ضروری ہے کہ مہاجرین اولین کی شان میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا پھر اس کے بعد فرمایا اَلَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ پھر اس کے بعد فرمایا اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھَوْا عَنِ

الْمُنْكَرِ حاصل معنی این آیات آنست کہ رب مہاجرین اولین کہ اذن قتال بر حق ایشان دادہ شد تعلیق میفرماید کہ اگر ایشان را تمکین فی الارض دہیم یعنی رئیس گردانیم اقامت صلوٰۃ کنند و ایتاء زکوٰۃ نمایند و امر بمعروف و نہی منکر بعمل آرند و نہی منکر متناول است اقامت جہاد را زیرا کہ اشد منکرات کفر است و نیز نہی منکر متناول است اقامت حدود را و دفع مظالم را و امر بمعروف متناول است احیای علوم دینیہ را پس مقتضای این تعلیق لازم شد کہ ہر شخصے از مہاجرین اولین کہ ممکن فی الارض شود از دست او مقاصد خلافت سرانجام یابد و وعدہ الٰہی تخلف نیست پس خلیفہ اگر از مہاجرین اولین باشد این حاصل شود و بروے اطمینان قلب متحقق گردد از خلافت وے و این خصلت نمونہ عصمتے است کہ برائے انبیاء علیہم السلام ثابت است و نیز می فرماید فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ

الْمُنْكَرِ۔ ان آیتوں کا حاصل مطلب یہ ہے کہ جن مہاجرین اولین کو جنگ کی اجازت دی گئی تھی ان کے حق میں (اللہ تعالیٰ) بطور تعلیق[1] کے فرماتا ہے کہ اگر ان کو ہم زمین میں تمکین دیں یعنی ان کو رئیس بنائیں تو وہ لوگ نماز قائم کریں گے اور زکوٰۃ دیں گے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر عمل میں لائیں گے۔ نہی عن المنکر شامل ہے جہاد کرنے کو کیونکہ (نہی عن المنکر گناہوں سے روکنے کو کہتے ہیں اور) سب گناہوں سے زیادہ سخت کفر ہے اور گناہوں سے روکنے کا سب سے زیادہ سخت طریقہ جہاد ہے اور نیز نہی عن المنکر شامل ہے اقامت حدود اور دفع مظالم کو اور امر بالمعروف شامل ہے احیائے علوم دینیہ کو پس مقتضائی اس تعلیق کے ضروری ہوا کہ مہاجرین اولین میں سے کوئی شخص زمین پر حاکم ہو تو اس کے ہاتھ سے خلافت کے مقاصد سرانجام پا جائیں اور چونکہ سب جانتے ہیں کہ خدا کے وعدہ میں خلف نہیں ہے لہٰذا خلیفہ اگر مہاجرین اولین میں سے ہوگا تو اس پر سب کو اتفاق ہو جائے گا اور اس کی خلافت سے سب کو اطمینان قلب رہے گا اور یہ صفت (جو مہاجرین اولین کے لئے ان آیات سے نکلی) اس عصمت کا نمونہ ہے جو انبیاء علیہم السلام کے لئے ثابت ہے[2] اور نیز مہاجرین اولین کے حق میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے (ترجمہ) پس جن لوگوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے

---

[1] تعلیق کے معنے منطق میں [illegible] کسی چیز کو کسی شرط کے ساتھ مشروط کرنے کو تعلیق اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ گویا شرط مشروط کے ساتھ لٹکائی جاتی ہے یہاں شرط کرنے ہی کے معنے ہیں۔

[2] اللہ تعالیٰ حضرت مصنف کو جزائے خیر دے کہ یہ وہ بات ہے کہ جو شاید ان سے پہلے کسی کے قلم سے نکلی ہو [illegible] عصمت کا نمونہ حضرات خلفائے ثلاثہ کیلئے ثابت ہو [illegible] شیعوں کے بڑے بڑے محققین نے مثل طوسی و حلی کے اپنی ساری محنت ختم کر دی [illegible] مقدمات ترتیب دینے میں کوشش کی کہ کسی طرح ان کے فرضی ائمہ کیلئے عصمت [illegible] مگر کچھ نہ ہو سکا باطل کو حق بنانا اور حق کو باطل بنانا کسی کے امکان میں نہیں ہے۔

وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي وَقَاتَلُوا وَقُتِلُوا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأُدْخِلَنَّهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ثَوَابًا مِّنْ عِندِ اللَّهِ ونیز می فرماید وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَّهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ونیز می فرماید الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ أَعْظَمُ دَرَجَةً عِندَ اللَّهِ۔

و امّا آنکہ از حاضران حدیبیہ باشد از آں جہت مطلوب شد کہ خدائے تعالیٰ می فرماید مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ و در آخر وے می فرماید ذَٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ حاصل معنے ایں آیات آنست کہ بدست جماعت کہ ہمراہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم درین واقعہ مبارکہ حاضر بودند اظہار دین واعلائے کلمۃ اللہ واقع خواہد شد پس چوں ایں وصف در خلیفہ ثابت باشد اعتماد متحقق شود کہ مقاصد خلافت از وے سرانجام خواہد گرفت و در قرآن عظیم اثبات رضا برائے ایں فریق متقرر شد قال اللہ تعالیٰ

اور میری راہ میں ستائے گئے اور انھوں نے (کافروں کو) مارا اور (خود بھی) مارے گئے تو ضرور ضرور ہم ان کے گناہوں کو دور کر دیں گے اور ضرور ضرور ہم ان کو ایسی جنتوں میں داخل کریں گے جن کے (درختوں کے) نیچے نہریں جاری ہیں یہ جزا ہے خدا کے پاس سے اور نیز فرماتا ہے (ترجمہ) اور جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور خدا کی راہ میں جہاد کیا اور جن لوگوں نے جگہ دی اور مدد کی یہی لوگ سچے مومن ہیں ان کے لئے مغفرت اور باعزت روزی ہے اور نیز فرماتا ہے (ترجمہ) جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور خدا کی راہ میں اپنی جانوں اور اپنے مالوں سے جہاد کیا ان کا درجہ خدا کے نزدیک بہت بڑا ہے (المختصر حق تعالیٰ نے مہاجرین اوّلین کے لئے ہر نوع اور ہر قسم کے فضائل بیان کر دیئے ہیں لہٰذا ضروری ہے کہ مہاجرین اوّلین سے ہونا خلافت خاصہ کے لوازم میں قرار دیا جائے)، اور خلیفہ کا حاضرین حدیبیہ میں سے ہونا (بچند وجوہ) ضروری ہے (اوّلاً) اس لئے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ اس کے بعد فرماتا ہے ذَٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ الآیۃ ان آیتوں کا ماحصل یہ ہے کہ جو لوگ اس مبارک واقعہ (یعنے صلح حدیبیہ) میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حاضر تھے ان کے ہاتھوں سے دین کا اظہار اور اعلائے کلمۃ اللہ واقع ہوگا پس یہ وصف (حدیبیہ میں موجود ہونے کا) خلیفہ میں پایا جائے گا تو اس پر اس بات کا اعتماد رہے گا کہ خلافت کے مقاصد (جن کا اصل حصول اظہار دین اور اعلائے کلمۃ اللہ ہے) اس سے سرانجام پائیں گے اور (ثانیاً اس لئے کہ) قرآن عظیم میں اس گروہ کے لئے (خدا کی) رضامندی ثابت ہو چکی ہے (جیسا کہ) اللہ تعالیٰ

افضل صحابہ اہل بدر اند اخرج البخاری عن معاذ بن رفاعۃ بن رافع الزرقی عن ابیہ وکان ابوہ من اہل بدر قال جاء جبرئیل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما تعدون اہل بدر فیکم قال من افضل المسلمین او کلمۃ نحوہا قال وکذلک من شہد بدرا من الملائکۃ و در شان ایشان صحیح شد لعل اللہ اطلع علی اہل بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم او فقد وجبت لکم الجنۃ و در حاضران تبوک نازل شدہ لقد تاب اللہ علی النبی والمہاجرین والانصار الذین اتبعوہ فی ساعۃ العسرۃ و منجملہ بزرگان اصل است کلامی کہ ابن عمرؓ بیان کردہ بود کہ بمعاویۃ بن ابی سفیان بگوید احق بہذا الامر منک من قاتلک وقاتل اباک علی الاسلام اخرجہ البخاری وکلام عبدالرحمن بن غنم اشعری فقیہ شام

دیگر صحابہؓ سے افضل ہیں (چنانچہ) بخاری نے معاذ بن رفاعہ بن رافع زرقی سے اور وہ اپنے والد سے (اُن کے والد اہل بدر میں سے تھے) روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرئیل آئے اور عرض کیا کہ (یا رسول اللہ) آپ اپنے گروہ میں اہل بدر کو کیسا سمجھتے ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام مسلمانوں سے افضل یا اس کے مثل کوئی اور لفظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرئیل نے عرض کیا یہی ہم ان فرشتوں کو تمام فرشتوں سے افضل جانتے ہیں جو جنگ بدر میں شریک ہوئے اور (نیز) اہل بدر کی شان میں صحیح (طور پر ثابت) ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقیناً خدا تعالیٰ اہل بدر کے انجام حال سے مطلع ہوا کہتے (حدیث قدسی میں) فرمایا جو کچھ چاہو کرو میں نے تم کو بخش دیا یا (یہ فرمایا) کہ تحقیق تمہارے واسطے جنت واجب ہو گئی۔ اور جو لوگ جنگ تبوک میں حاضر تھے اُن کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی (ترجمہ) بیشک اللہ نے توجہ کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور مہاجرین اور انصار پر جنھوں نے تکلیف کے وقت اس نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اتباع کی اور اس اصل پر (کہ مشاہد خیر میں شریک ہونا لوازم خلافت خاصہ سے ہے) ابن عمرؓ کا وہ کلام مبنی ہے جو انھوں نے (اپنے ذہن میں) معاویہ بن ابی سفیان سے کہنے کے لئے تجویز کیا تھا کہ تم سے زیادہ خلافت کے لائق وہ ہے جس نے تم سے اور تمھارے باپ سے[1] اسلام پر مقاتلہ کیا یعنی علی مرتضیٰ۔ بخاری نے اس کو روایت کیا ہے اور اسی اصل پر عبدالرحمن بن غنم اشعری فقیہ شام کا کلام مبنی ہے جس کا قصہ اس طرح ہے کہ

[1] یعنی تم اور تمہارے باپ قبل اسلام بحالت کفر کافروں کی طرف سے میدان جنگ میں آتے تھے اور علی مسلمان تھے مسلمانوں کی طرف سے میدان جنگ میں جاتے تھے اور تم لوگوں سے لڑتے تھے۔

چون ابوہریرہؓ و ابودرداءؓ از نزدیک
حضرت مرتضیٰ برگشتند و ایشان
ایلچی بودند میان معاویہ و
حضرت مرتضیٰ و معاویہ طلب
میکرد کہ خلافت بگذارد و شوریٰ
گرداند درمیان مسلمین فکان
ممّا قال لہما عجبًا منکما
کیف جاز علیکما ما جئتما
بہ تدعوان علیًا ان
یجعلہا شوریٰ وقد علمتما
انہ قد بایعہ المہاجرون
والانصار واہل الحجاز
والعراق وانّ من رضیہ خیر
ممّن کرہہ ومن بایعہ خیر
ممّن لم یبایعہ وایّ مدخل
لمعاویۃ فی الشوریٰ وھو من
الطلقاء الذین لا یجوز لہم
الخلافۃ وھو وابوہ رؤوس
الاحزاب فندما علی مسیرہما
وتابا بین یدیہ اخرجہ ابوعمر فی
الاستیعاب و از لوازم خلافت خاصہ آن
است کہ تبلیغ بشارت بہشت باشد یعنی بر زبان
مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کہ حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت ابوالدرداءؓ جو حضرت معاویہؓ
کی طرف سے حضرت علیؓ کے پاس یہ پیغام لے گئے تھے کہ خلافت کو
چھوڑ دو اور اس کو مسلمانوں کے شوریٰ پر دائر کر دو (حضرت
علیؓ کے پاس سے پیغام پہنچا کر) لوٹے (اور مقام حمص میں جو
مسکن حضرت عبدالرحمٰن بن غنم اشعری کا تھا پہنچے) تو حضرت
عبدالرحمٰنؓ نے ان سے منجملہ اور باتوں کے یہ بھی کہا کہ تم دونوں
سے تعجب ہے کیونکہ تم سے یہ پیغام جو تم لائے تھے (حضرت علیؓ
کے سامنے) ادا ہوا تم نے علیؓ کو یہ ترغیب دی کہ خلافت کو
شوریٰ پر دائر کر دیں حالانکہ تم جانتے ہو کہ سب مہاجرین اور انصار
اور اہل حجاز اور اہل عراق نے علیؓ سے بیعت کر لی ہے اور بیشک
جو لوگ علیؓ (کی خلافت) سے راضی ہو گئے وہ ان لوگوں سے
افضل ہیں جو علیؓ (کی خلافت) سے ناخوش ہیں اور جن لوگوں
نے علیؓ سے بیعت کر لی ہے وہ ان لوگوں سے افضل ہیں جنہوں
نے ان سے بیعت نہیں کی، اور معاویہ کو شوریٰ قائم ہونے سے
کیا فائدہ کیونکہ (شوریٰ کی) سے خلافت ملے گی تو مہاجرین میں سے
کسی کو ملے گی اور معاویہ (مہاجرین میں سے نہیں ہیں بلکہ) طلقاء[1]
میں سے ہیں جن کو خلافت خاصہ حاصل نہیں ہو سکتی بلکہ معاویہ
اور ان کے والد غزوہ احزاب (یعنی کافروں) کے سردار تھے
(عبدالرحمٰن بن غنم کا یہ کلام سن کر) ابوہریرہؓ اور ابوالدرداءؓ
اپنے آنے پر نادم ہوئے اور عبدالرحمٰن بن غنم کے سامنے (اپنے
اس فعل) سے توبہ کی ابو عمرؒ نے استیعاب میں اس کو روایت
کیا ہے اور منجملہ لوازم خلافت خاصہ کے ایک یہ ہے کہ خلیفہ
بہشت کی بشارت پا چکا ہو یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

[1] طلقاء جمع ہے طلیق کی اصل میں آزاد کئے ہوئے غلام کو کہتے تھے مگر جو لوگ فتح مکہ میں اسلام لائے تھے چونکہ ان پر رسول اللہ نے احسان
کیا اور غلام نہ بنایا اس لئے ان کے لئے بھی یہ لفظ بولا جاتا ہے اور یہاں اسی معنے میں ہے

گذشته باشد که فلان شخص بخصوص اسم او بغیر تعلیق بشرطے از اہل بہشت است و عاقبت حال او نجات و سعادت است زیرا که این بشارت افاده می فرماید قطعیت سعادت این شخص را ایمان او و تقوای او در آخر حال و آخر حال خلفاء نسبت به امر خلافت بود و ایشان در حالت خلافت از عالم گذشته اند و افاده می فرماید ظن قریب من الیقین که افعال او در سائر عمر خیر باشد و ایشان مجتنب باشند از معاصی و حال بطاعت اگرچه مغفرت مرتکب کبیره پیش اہل سنت و جماعت جائز قلیل الوجود است لیکن اینجا تلبیس عظیم و تدلیس شدید لازم می آید و تلبیس و تدلیس از آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منفی است و بشارت خلفای اربعہ بجنت بحد تواتر رسید بوجهی که احتمال خلاف آن نماند و تو جا افاده آیات مناقب مہاجرین و حاضرین حدیبیہ و جیش العسرة و غیر آن و در احادیث مناقب مطلق صحابہ و مناقب حاضران بدر و مشاہد دیگر آں احادیث طویله وارد

اپنی زبان مبارک سے خاص نام لے کر بغیر کسی تعلیق اور شرط کے فرمایا ہو کہ فلاں شخص اہل بہشت سے ہے اور اس کا انجام کار نجات اور سعادت ہے (یہ شرط) اس لئے (ہے) کہ اس بشارت سے آخر حال میں اس شخص کی سعادت اور اس کے ایمان اور تقویٰ کا قطعی ثبوت ملتا ہے اور چونکہ خلفاء آخر حال میں خلافت کے منصب پر مامور ہوتے تھے اور خلافت ہی کی حالت میں دنیا سے گزر گئے (لہٰذا اگر وہ مبشر بہ بہشت ہوں گے تو معلوم ہوگا کہ خلافت کی حالت میں وہ لوگ متقی اور ایماندار اور نجات یافتہ اور سعادت رہے) اور نیز (اس بشارت سے) یہ ظن جو قریب یقین کے ہے حاصل ہوتا ہے کہ تمام عمر وہ شخص نیک اعمال اور گناہوں سے مجتنب اور طاعت کرنے والا رہے گا اگرچہ اہلسنت والجماعت کے نزدیک گناہ کبیرہ کرنے والے کی مغفرت جائز ہے گو قلیل الوجود ہے لیکن یہاں (یعنی مبشر بہ بہشت سے اگر کبائر کا ارتکاب جائز رکھا جائے تو) تلبیس[1] عظیم و تدلیس شدید لازم آتی ہے (کیونکہ مبشر بہ بہشت ہونا ذہن کو صدور کبائر کے خیال سے باز رکھتا ہے) حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تلبیس و تدلیس کی نفی ہو چکی ہے (اب رہا یہ کہ خلفائے اربعہ مبشر بہشت تھے یا نہیں تو کیفیت یہ ہے کہ) خلفائے اربعہ کے لئے جنت کی بشارت اس درجہ حد تواتر کو پہنچ گئی ہے کہ اس کے خلاف کا احتمال ہی نہیں باقی رہا (ان کے لئے جنت کی بشارت کئی طرح پر ہے) اولاً اجمالی طور مہاجرین اور حاضرین حدیبیہ اور حاضرین جیش العسرۃ (یعنی غزوۂ تبوک) وغیرہ کے مناقب کی آیتوں میں اور مطلقاً صحابہؓ کے مناقب کی حدیثوں میں اور غزوات میں شریک ہونے والوں کے مناقب کی حدیثوں میں جن کا ذکر کرنا طوالت ہے

[1] تلبیس اور تدلیس ایسے مشتبہ الفاظ کا استعمال کرنا جس سے دوسرے شخص کو دھوکا ہو سکے۔

وثانیاً در ضمن عشرهٔ مبشره عن سعید
بن زید وثالثاً برائے خلفائے ثلاثہ عن
ابی موسیٰ وجابر وغیرهما ورابعاً
برائے شیخینؓ در حدیث ابی سعید خدریؓ
وابن مسعودؓ وخامساً فرادیٰ فرادیٰ از جماعة
کثیر از انجمله حدیث عثمان رفیقی فی الجنة
ولعلی بستان فی الجنة واز لوازم خلافت
خاصه آنست که آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نص
فرمایند که وے از طبقهٔ علیای امت است از
صدیقین یا شهداء وصالحین ومحدّث نیز
شعبهٔ صدیق است وبیک اعتبار داخل
در عداد وے یا بیان علو درجهٔ او در بهشت
فرموده باشند وایں لازم بودن شخص
است از طبقهٔ علیای امت یا رائے او
موافق باشد با وحی وآیات کثیره بروفق
رائے او نازل شده باشند وایں معنی نیز
لازم بودن شخص است از طبقهٔ علیا
یا بتواتر ثابت شود که سیرت او در عبادات
وتقرب الی اللہ اکمل است از سیرت
سائر مسلمین ومتحلی باشد بخصال مرضیه
ومقامات علیه واحوال سنیه وکرامات
قویه یعنی چیزها که امروز باسم طریقه
صوفیه مسمی مے گردد وصاحب

اور ثانیاً (حدیث) عشرہ مبشرہ کے ضمن میں جو سعید بن زید سے مروی
ہے اور ثالثاً (خاص طور پر) خلفائے ثلاثہ کے لئے (اس حدیث میں
جو) ابوموسیٰؓ اور جابرؓ وغیرہ سے (مروی ہے) اور رابعاً (بتخصیص)
شیخینؓ کے لئے ابوسعید خدریؓ اور ابن مسعودؓ کی حدیث میں اور
خامساً الگ الگ (ہر ایک خلیفہ کے لئے ان حدیثوں میں جو) ایک
جماعت کثیر سے (مروی ہیں)۔ ازانجملہ یہ حدیث ہے (ترجمہ)
عثمانؓ میرے رفیق ہیں جنت میں (اور یہ حدیث ہے) علیؓ کے
واسطے ایک باغ ہے جنت میں؛ اور منجملہ لوازم خلافت خاصہ
کے ایک یہ ہے کہ (خلیفہ ایسا شخص ہو جس کی نسبت) آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے نص فرمادی ہو کہ وہ امت کے اعلیٰ
طبقہ سے ہے یعنی صدیقین یا شہداء اور صالحین سے اور محدّث[1]
بھی صدیق کا ہم رتبہ ہے اور ایک اعتبار سے (محدّث) اسی
(صدیق) کی تعریف میں داخل ہے (لہذا اگر کسی کی شان میں محدّث
کا لفظ آیا ہو تو وہ بھی کافی ہے) یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے؛ اس کا بہشت میں عالی درجہ ہونا بیان فرمادیا ہو اور اس
سے (بھی) اس شخص کا امت کے اعلیٰ طبقہ سے ہونا لازم آتا ہے
یا اس کی رائے وحی کے موافق ہو اور بہت سی آیتیں اس کی رائے
کے موافق نازل ہوئی ہوں اس سے بھی اس کا (امت کے) اعلیٰ
طبقہ سے ہونا لازم آتا ہے یا بتواتر ثابت ہو گیا ہو کہ عبادات اور
تقرب الی اللہ میں اس کی سیرت تمام مسلمانوں کی سیرت سے اکمل
ہے اور خصائل پسندیدہ اور مقامات عالیہ اور احوال سنیہ
اور کرامات قویہ سے آراستہ یعنی ان تمام اوصاف سے موصوف
ہو، جو آجکل طریقہ صوفیہ کے نام سے موسوم ہیں جن کو صاحب

[1] محدّث بروزن معظّم وہ شخص جس سے بات کی جائے یعنی اس کے دل میں عالم غیب سے الہام ہوتا ہو یا فرشتے اس سے باتیں کرتے ہوں۔
یہ صفت احادیث صحیحہ میں حضرت عمرؓ کے لئے وارد ہوئی ہے۔ مجمع بحار الانوار

قوت القلوب وغیر وے در کتب خویش بیان کردہ اند و ہر مسلم را احادیث و آثار محکم نمودہ و این نیز لازم صدیقیت و شہادت است و این معنی در خلیفہ برائے آن مطلوب شد کہ ریاست ظاہر او مقرون باشد بریاست باطن و تشبہ کامل با آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا کند و در عداد آیۂ کریمہ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ و در عداد يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ الآیۃ داخل شود و ثبوت این معنے برائے خلفائی اربعہ از ضروریات دین است ثابت بہ احادیث بیشمار از آنجملہ حدیث ابی ہریرہؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان علی حراء هو وابو بکر و عمر و عثمان و علیؓ وطلحۃ والزبیر فتحرکت الصخرۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اهدأ فما علیک الا نبی او صدیق او شہید اخرجہ مسلم والترمذی و حدیث انسؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صعد احدا وابو بکر و عمر و عثمان فرجف بهم فقال اثبت احد فانما علیک نبی وصدیق وشہیدان اخرجہ البخاری وابو داؤد

قوت القلوب وغیرہ نے اپنی کتابوں میں بسند احادیث و آثار بیان کیا ہے یہ امور بھی صدیقین و شہداء میں سے ہونے کی دلیل ہیں اور خلیفہ کا ایسا ہونا اس لئے ضروری ہے کہ ظاہری ریاست باطنی ریاست کے ساتھ جمع ہو جائے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کامل مشابہت پیدا کرے اور (ذکر کردہ) آیہ کریمہ (ترجمہ) جو لوگ محمد رسول اللہ کے ساتھ ہیں کافروں پر بہت سخت ہیں اور باہم مہربان ہیں (اے مخاطب!) تو ان کو (کبھی) رکوع میں دیکھتا ہے (کبھی) سجدے میں چاہتے ہیں فضل اللہ کا اور اس کی رضامندی علامت ان کی ان کے چہروں میں سجدہ کے نشان سے ہے (اور آیہ کریمہ) (ترجمہ) اللہ ان کو دوست رکھتا ہے اور وہ اللہ کو دوست رکھتے ہیں مسلمانوں سے فروتنی کرتے ہیں اور کافروں سے سختی) کے تحت میں داخل ہو جائے اور ان تمام باتوں کا خلفائے اربعہ کے لئے ثابت ہونا ضروریات دین سے ہے اور بیشمار حدیثوں سے ثابت ہے ازانجملہ ابوہریرہؓ کی یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (ایک مرتبہ) کوہ حرا پر تھے اور آپ کے ہمراہ ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ بھی تھے پس پہاڑ جنبش کرنے لگا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے حرا) ٹھہر جا (کیونکہ) نہیں ہے تجھ پر مگر نبی یا صدیق یا شہید۔ اس حدیث کو مسلم اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور ازانجملہ انسؓ کی یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کوہ احد پر چڑھے اور آپ کے ہمراہ ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ بھی چڑھے پس پہاڑ جنبش کرنے لگا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا پائے مبارک پہاڑ پر مار کر فرمایا اے احد! ٹھہر جا نہیں ہے تجھ پر مگر نبی اور صدیق اور دو شہید۔ اس حدیث کو بخاری اور ابوداؤد

ومسلم والترمذی. ومن ازانجملہ حدیث عثمانؓ
بمثل حدیث انسؓ وفی آخرہ شہید
معہ رجال اخرجہ النسائی ومن
جملہ حدیث ابی ہریرہؓ اما انک یا ابابکر
اول من یدخل الجنۃ من امتی
اخرجہ ابوداؤد. وحدیث جابرؓ
یا ابابکر اعطاک اللہ الرضوان
الاکبر فقال بعض القوم ما الرضوان
الاکبر یا رسول اللہ قال
یتجلی اللہ لعبادہ فی الآخرۃ
عامۃ ویتجلی لابی بکر
خاصۃ اخرجہ الحاکم وتنوزع
فی صحتہ والحق مع الحاکم
وحدیث عبداللہ بن عمرؓ
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال لابی بکر انت صاحبی علی الحوض
وصاحبی فی الغار وازانجملہ حدیث
جعل اللہ الحق علی لسان
عمر وقلبہ. بروایت ابن عمرؓ وابی ذرؓ
وعلی بن ابی طالبؓ وحدیث لقد
کان فیما کان قبلکم من
الامم ناس محدثون فان
یکن فی امتی احد فانہ عمر۔

اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔ اور ازانجملہ عثمانؓ کی حدیث
ہے جو مثل انسؓ کی حدیث کے ہے لیکن اس کے آخر میں یہ بھی ہے
کہ اس پہاڑ پر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خلفائے
ثلاثہ کے سوا اور لوگ بھی تھے اس حدیث کو نسائی نے روایت کیا ہے
اور ازانجملہ ابوہریرہؓ کی یہ حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا، اے ابوبکرؓ آگاہ رہو کہ تم میری امت میں
سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگے جس حدیث کو ابوداؤد نے
روایت کیا ہے اور (ازانجملہ) جابرؓ کی یہ حدیث ہے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) اے ابوبکرؓ! خدا نے تم کو رضوان
اکبر عطا فرمایا بعض لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ رضوان اکبر کیا
چیز ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آخرت
میں اپنے تمام بندوں پر عام تجلی کریگا اور ابوبکرؓ پر خاص تجلی
کرے گا۔ اس حدیث کو حاکم نے روایت کیا ہے اگرچہ اس حدیث
کی صحت میں نزاع ہے مگر حاکم حق پر ہیں (یعنی یہ حدیث صحیح ہے)
اور (ازانجملہ) عبداللہ بن عمرؓ کی یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ سے فرمایا تم میرے ساتھی ہو حوض
(کوثر) پر اور میرے ساتھی ہو غار میں اور (ازانجملہ) ابن عمرؓ
و ابوذرؓ اور علی ابن ابی طالبؓ کی روایت سے (یہ) حدیث
ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے عمرؓ کی
زبان اور ان کے دل پر حق جاری کر دیا ہے۔ اور (ازانجملہ) ابوہریرہؓ
اور عائشہؓ کی روایت سے (یہ) حدیث ہے کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ تم سے پہلے کی امتوں میں کچھ لوگ
محدث تھے اور میری امت میں اگر کوئی محدث ہے تو وہ عمرؓ ہے اور

لہ لفظ اگر سے شک کا مفہوم نہ سمجھنا چاہیے کیونکہ کبھی شرط و جزا ... [illegible]

[illegible]

بروایت ابی ہریرہؓ وعائشہؓ وشبیہ
آن است حدیث عقبہ بن عامرؓ
لو کان بعدی نبیٌّ لکان عمر
بن الخطاب۔ وحدیث والذی نفسی
بیدہ ما لقیک الشیطان فجًّا
الّا سلک فجًّا غیر فجّک۔ و
حدیث سعد بن ابی وقاصؓ وابی ہریرہؓ
وعائشہؓ وبریدہ اسلمیؓ وحدیث
موافقت فاروقؓ با وحی الٰہی از روایت
عمرؓ وابن عمرؓ وابن مسعودؓ۔ و از آں جملہ
حدیث ھذان سیدا کہول اہل
الجنۃ من الاولین والآخرین الا
النبیین والمرسلین۔ از روایت
علی بن ابی طالبؓ وانسؓ وابی جحیفہؓ
وحدیث انّ اہل الدرجات العلٰی
لیراھم من تحتھم کما ترون
النجم الطالع فی افق السماء
وانّ ابابکر وعمر منھم وانعما اخرجہ
الترمذی وابن ماجۃ وحدیث الا
استحیی ممن یستحیی منہ الملائکۃ
یعنی عثمان اخرجہ مسلم
وحدیث لکل نبی
رفیق ورفیقی فی
الجنۃ عثمان اخرجہ
الترمذی۔

اسی کے مثل عقبہ بن عامرؓ کی (یہ) حدیث ہے (کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا) اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطابؓ
ہوتے۔ اور اسی کے مثل سعد بن ابی وقاصؓ اور ابو ہریرہؓ اور
بریدہ اسلمیؓ کی روایت سے یہ حدیث ہے کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قسم ہے اس کی جس کے قبضہ میں میری جان
ہے (اے عمرؓ) جب کسی راستہ میں تم کو شیطان دیکھ لیتا ہے
تو وہ راستہ چھوڑ کر دوسرے راستہ سے چلا جاتا ہے اور (اسی کے
مثل ہے) عمرؓ اور ابن عمرؓ اور ابن مسعودؓ کی روایت سے (وہ)
حدیث (جس میں) حضرت فاروقؓ کی رائے کا وحی الٰہی کے موافق
ہونا (مذکور ہے) اور (از آنجملہ) علی بن ابی طالبؓ اور انسؓ
اور ابی جحیفہؓ کی روایت سے (یہ) حدیث ہے کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ دونوں (یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ) سردار ہیں
تمام پیران اہل جنت کے، اگلے اور پچھلوں سے سوائے نبیوں اور
رسولوں کے اور (از آنجملہ) یہ حدیث ہے کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اعلیٰ درجات والے نیچے درجہ والوں کو
اس طرح (روشن) نظر آئیں گے جس طرح تم لوگ اس ستارہ کو
دیکھتے ہو جو آسمان کے افق پر چمکتا ہے اور بیشک ابوبکرؓ و عمرؓ
انہی اعلیٰ درجات والوں میں سے ہیں بلکہ اس سے زیادہ۔ اس
حدیث کو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور (از آنجملہ)
یہ حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) کیا میں
اس شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں یعنی عثمانؓ
سے۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے اور (از آنجملہ) (یہ)
حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہر نبی کے لیے
ایک رفیق ہے اور میرا رفیق جنت میں عثمانؓ ہے۔ اس حدیث کو
ترمذی نے روایت کیا ہے اور (از آنجملہ) سعد بن ابی وقاصؓ

وحدیث أَمَا تَرْضٰى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسٰى روایت سعد بن ابی وقاصؓ وجابرؓ وغیرہما وحدیث لأعطين الراية غدًا رجلًا يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله رواه جماعة من الصحابة وقال عليؓ عن النبي صلى الله عليه وسلم إن لكل نبي سبعة نجباء رقباء وأعطيت أنا أربعة عشر قال أنا وابناي وجعفر وحمزة وأبو بكر وعمر ومصعب بن عمير وبلال وسلمان وعمار وعبد الله بن مسعود وأبو ذر والمقداد رواه الترمذي. وپارہ از سیرت مرضیہ خلفای اربعہ کہ بنقل مستفیض المعنی ثابت در فصل آیندہ نقل خواہیم کرد و از لوازم خلافت خاصہ آنست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم با خلیفہ معاملہ فرماید مرات بسیار کرات بے شمار چنانکہ امیر با منتظر الامارہ معاملہ می کند قولاً وفعلاً و ایں معاملہ چند وجہ تواند بود۔ یکے آنکہ استحقاق خلافت او بیان فرماید و فضائل او باعتبار معاملہ با امت ذکر

اور جابرؓ کی روایت سے (یہ) حدیث (ہے کہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہوتے کہ تم میری طرف سے اس مرتبہ پر ہو جس مرتبہ پر ہارونؑ موسیٰؑ کی طرف سے تھے۔ اور (ازاں جملہ) یہ (حدیث) ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خیبر میں فرمایا کل میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ کو اور اس کے رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسولؐ اس شخص کو دوست رکھتے ہیں۔ اس حدیث کو صحابہؓ کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔ ازاں جملہ (یہ حدیث ہے جو) حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کے لئے سات نجباء، رقباء[1] ہوتے ہیں اور مجھ کو چودہ عطا کئے گئے ہیں (جن کی تفصیل حضرت علیؓ نے اس طرح کی ہے) میں اور میرے دونوں بیٹے (حسنؓ و حسینؓ) اور جعفرؓ اور حمزہؓ اور ابوبکرؓ اور عمرؓ اور مصعبؓ بن عمیرؓ اور بلالؓ اور سلمانؓ اور عمارؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ اور ابوذرؓ اور مقدادؓ۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔ خلفائے اربعہ کے کچھ حالات جو بنقل مستفیض المعنی ثابت ہو گئے ہیں فصل آئندہ میں ہم نقل کریں گے۔

اور منجملہ لوازم خلافت خاصہ کے ایک یہ ہے کہ خلیفہ (کوئی ایسا شخص ہو جس) کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قولاً و فعلاً بہت مرتبہ ایسا برتاؤ کیا ہو جیسا کہ کوئی بادشاہ ولیعہد کے ساتھ کرتا ہے اس قسم کا برتاؤ کرنے کی کئی صورتیں ہیں ایک یہ کہ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) اس کا مستحق خلافت ہونا بیان فرمائیں اور امت کے ساتھ اس کے برتاؤ کی خوبیاں ذکر

[1] نجباء جمع ہے نجیب کی اور رقباء جمع ہے رقیب کی، نجیب برگزیدہ کو کہتے ہیں اصل میں نجیب اس حیوان کو کہتے ہیں جو اپنی نوع میں سب سے بہتر و نفیس ہو اور رقیب نگہبان اور محافظ کو کہتے ہیں ۱۲ (مجمع بحار الانوار)

کند دوم آنکہ اظہار فرمود قرائن بسیار
چندانکہ فقہاء صحابہ دانستند کہ لو کان مُستخلفا
لاستخلف فلاناً و دانستند کہ احبّ
الناس الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فلان و گویند توفی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو
عنہم راض و آنچہ دریں باب باشد سوم آنکہ
در حیات خود ایں شخص را بکارے کہ متعلق بنفس
مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم من حیث النبوۃ
امر فرماید دریں نکتہ در خلافت خاصہ از جہت
مطلوب شد کہ وثوق بخلافت خلیفہ از جہت
شرع بہم رسد و حضرت شیخینؓ چوں خواستند
کہ شخصے را بکارے کہ تعلق بخلافت داشتہ باشد
امر کنند تفحص می نمودند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم ایں شخص را بکارے متولی امرے ساختہ
اند از امور مسلمین اگر می یافتند امضا می کردند
می فرمودند والا موقوف می داشتند و ایں
قصص بحد تواتر رسیدہ است انشاء اللہ تعالیٰ ایمہ
ایماں در فصل آیندہ بیان کنیم دیگر تمام ایں
شخص با مور دین نسبت کردہ شود بآنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم چنانکہ منسوب میشود فعل بآمر در
مثل بنی الامیر المدینۃ[1] دوم بیان کردن آں
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حال خلفاء را با وصافے کہ

کردیں **دوسرے** یہ کہ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) بہت سے ایسے
قرائن قائم کردیں جن سے سمجھدار صحابہؓ یہ سمجھ لیں کہ اگر نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کسی کو خلیفہ بناتے تو فلاں شخص کو بناتے۔ اور جان
لیں کہ فلاں شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ
محبوب ہے اور (انہی قرائن کی وجہ سے) کہنے لگیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اس حال میں کہ آپ فلاں فلاں
سے راضی تھے یا اور اسی قسم کی باتیں (لوگوں کی زبان پر آنے
لگیں) **تیسرے** یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی میں اس
شخص کو ان کاموں (کے انجام دینے) کا حکم فرمائیں جو حیثیت
نبوت آپ ہی کی مبارک ذات سے متعلق ہوں۔ یہ بات خلافت
خاصہ میں اس لئے ضروری ہے کہ خلیفہ کی خلافت پر شرع کی جانب
سے لوگوں کو وثوق ہو جاتا ہے اور اسی وجہ سے حضرات شیخینؓ
جب کسی کو خلافت کے متعلق کسی کام پر مامور کرنا چاہتے تھے
تو پہلے یہ تحقیق کر لیتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اس شخص کو مسلمانوں کے کسی کام پر بھی مامور کیا ہے (یا نہیں)
اگر (اس شخص کو) ایسا پاتے تو اپنا عزم پورا کرتے (اور اس
شخص کو اس کام پر مقرر فرماتے) ورنہ موقوف رکھتے۔ اس قسم کے
واقعات تواتر کی حد کو پہنچ گئے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ کسی قدر
فصل آیندہ میں ہم بیان کریں گے اور نیز (یہ امر اس لئے بھی
ضروری ہے کہ خلیفہ کا دینی امور کو انجام دینا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی طرف منسوب ہو سکے جیسے بنی الامیر المدینۃ میں (حکم
کا) فعل حاکم کی طرف منسوب کیا گیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کا خلفاء کے حالات کو ان کے ان اوصاف کے ساتھ بیان

[1] ترجمہ: بنایا امیر نے شہر کو حالانکہ سردار نہیں بناتا بلکہ مزدور وغیرہ بناتے ہیں لیکن چونکہ سردار کے حکم سے شہر بنا ہے اور بنانا اس کے حکم سے ہوا ہے اس وجہ سے بنانے کی نسبت سردار کی طرف کر دی گئی ہے۔

جز خلافت بآں حاصل گردد پس مستفیض
شده است در بیان مناقب جماعه از افاضل
صحابه و تتمیم آنها نیز در بیان آنحضرت بمنزله
اجازت روایت حدیث و اجازت تدریس علم
و فتاوی است چنانکه الیوم علماء جمعی را بخلافت
خود بر می گزینند و نص می نمایند باستحقاق آن
اشخاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم این
منزلت را بفضلائے صحابه دیگر اثبات
تقریر فرموده اند از آن جمله حدیث ابی سعید
خدریؓ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم ارحم امتی بها ابوبکر و
اقواهم فی دین اللہ عمر واصدقهم
حیاءً عثمانُ واقضاهم علیٌ بن ابی
طالب الخ اخرجه ابو عمر فی اول
الاستیعاب وحدیث شیخٍ من
الصحابة یقال له ابو محجن او
محجن بن فلان قال قال رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان ارءف
امتی بامتی فذکر الحدیث وحدیث
انس بن مالکؓ ان ارحم امتی بامتی
ابوبکر فذکره اخرجهما ابو عمر فی الاستیعاب
و از آن جمله حدیث ابن مسعودؓ وحدیث حذیفه
انی لا ادری ما بقائی فیکم فاقتدوا بالذین من بعدی

جن سے (ان کا استحقاق) خلافت محسوس ہو سکے۔ فضلائے صحابہ
کی ایک جماعت کے مناقب میں اور فرداً فرداً بھی حدیث مستفیض
سے ثابت ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بیان (خلافت
کی سند ہے) جس طرح کہ روایت حدیث کی اجازت اور علم پڑھانے
اور فتوای لکھنے کی اجازت ہوتی ہے (یہی) جس طرح کہ آج کل زمانہ
علماء (اپنے تلامذہ میں سے) ایک جماعت کو اپنی جانشینی کے لئے
منتخب کر لیتے ہیں اور (ان کے) استحقاق کو صراحۃً بیان کر دیتے ہیں
(اسی طرح) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس مرتبہ (خلافت) کو
اکابر اور فضلائے صحابہ کے لئے ظاہر فرما دیا ہے۔ از انجملہ ابوسعید
خدریؓ کی (یہ) حدیث (ہے کہ) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا میری امت پر سب سے زیادہ رحیم ابوبکرؓ ہیں اور اللہ کے
دین میں سب سے زیادہ سخت عمرؓ ہیں اور سب سے زیادہ سچے حیادار
عثمانؓ ہیں اور سب سے اچھا فیصلہ کرنے والے علی بن ابی طالبؓ
ہیں۔ اس حدیث کو ابو عمرؒ نے استیعاب کے شروع میں لکھا ہے اور
از انجملہ (یہ) حدیث (ہے) کہ صحابہؓ میں ایک شیخ نے جن کو
ابو محجن یا محجن بن فلاں کہا جاتا تھا بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت پر سب سے زیادہ رحیم ابوبکرؓ الخ
اور انس بن مالکؓ کی (یہ) حدیث (ہے) میری امت پر سب سے
زیادہ رحیم ابوبکرؓ ہیں الخ ان دونوں حدیثوں کو ابو عمرؒ نے
استیعاب میں لکھا ہے اور از انجملہ ابن مسعودؓ اور حذیفہؓ کی
(یہ) حدیث (ہے) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں
نہیں جانتا کہ میں تم میں کب تک رہوں گا پس تم ان دو شخصوں
(یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ) کی متابعت کرنا جو میرے بعد (خلیفہ) ہوں گے

۱؎ اصل (فارسی) مطبوعہ میں دائرہ کے اندر نقطوں سے گھرا ہوا خالی جگہ کے اوپر حاشیہ بنا کر حسن لکھا ہے جو بجائے غلطی کے ہے حالانکہ
غلط محض ہے بروزن حسد بجائے محسوس ہونے کے کیا اس کے لفظ مع ناقل ہے

واخرج احمد حديث مرتضى وحذيفة ان تؤمّروا ابا بكر تجدوه امينا زاهدا في الدنيا راغبا في الآخرة وان تؤمّروا عمر تجدوه قويا امينا لا يخاف في الله لومة لائم وان تؤمّروا عليا ولا اراكم فاعلين تجدوه هاديا مهديا يأخذ بكم الطريق المستقيم وسئلت عائشة من كان رسول الله صلى الله عليه وسلم مستخلفا لو استخلف قالت ابو بكر فقيل ثم من بعد ابي بكر قالت عمر قيل من بعد عمر قالت ابو عبيدة قال عمر ما احد احق بهذا الامر من هؤلاء النفر الذين توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو عنهم راض فسمى عليا وعثمان والزبير وطلحة وسعدا وعبد الرحمن واخرج حديث ابي سعيد قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من نبي الا وله وزيران من اهل السماء ووزيران من اهل الارض فاما وزيراي من اهل السماء فجبرئيل وميكائيل واما وزيراي من اهل الارض فابو بكر وعمر اخرجه الترمذي والحديث

اور ازالۃ الخفاء علی مرتضیٰ اور حذیفہؓ کی (یہ) حدیث ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (فرمایا) اگر تم لوگ ابوبکرؓ کو امیر بناؤ گے تو اُن کو امانت دار اور دنیا سے بے رغبت اور آخرت کا راغب پاؤ گے اور اگر عمرؓ کو امیر بناؤ گے تو اُن کو قوی و امانت دار پاؤ گے کہ وہ خدمت دین میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے اور اگر علیؓ کو امیر بناؤ گے تو اُن کو ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ پاؤ گے وہ تم لوگوں کو سیدھی راہ پر لے چلیں گے اگرچہ میں خیال کرتا ہوں کہ تم لوگ (علیؓ کو خلیفہ) بنانے والے نہیں ہو اور (ازالۃ الخفاء) یہ روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود کسی کو خلیفہ بناتے تو کس کو بناتے حضرت عائشہؓ نے کہا ابوبکرؓ کو پھر پوچھا گیا کہ ابوبکرؓ کے بعد کس کو بناتے حضرت عائشہؓ نے کہا عمرؓ کو پھر پوچھا گیا کہ عمرؓ کے بعد کس کو بناتے تو حضرت عائشہؓ نے کہا ابوعبیدہؓ کو اور ازالۃ الخفاء یہ روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کوئی شخص ان لوگوں سے زیادہ خلافت کا حقدار نہیں ہے جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقت وفات راضی رہے۔ پھر حضرت عمرؓ نے علیؓ اور عثمانؓ اور زبیرؓ اور طلحہؓ اور سعدؓ اور عبدالرحمنؓ کا نام لیا۔ اور ازالۃ الخفاء ابوسعیدؓ کی (یہ) حدیث (ہے) وہ کہتے تھے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر نبی کے لئے دو وزیر اہل آسمان سے اور دو وزیر اہل زمین سے ہوتے ہیں چنانچہ میرے دو وزیر اہل آسمان سے جبرئیلؑ اور میکائیلؑ ہیں اور اہل زمین سے ابوبکرؓ و عمرؓ ہیں۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور حاکم وغیرہ نے اس حدیث کو بہت سندوں سے

له یعنی میرے بعد بلا فصل علیؓ کو خلیفہ نہ بناؤ گے یہ وہی مضمون ہے جو صحیحین کی حدیث میں ان لفظوں سے مذکور ہے یابی اللہ و المؤمنون الا ابا بکر یعنی اللہ اور مسلمان ابوبکرؓ کے سوا کسی کی خلافت سے انکار کریں گے۔

...لحاق عند الغاکر و غیرہ و قال من
...نت مولاہ فعلیٌّ مولاہ ، اخرجہ
...جماعۃ ۔ اما فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم با
...شان معاملہ خلفاء امارۃ پس شاہد آن تفویض
...است صلوٰۃ است در قصہ رفتن بقبیلہ عمرو بن عوف
...در تبوک چون افواج مسلمین بیرون شہر زدند
...حضرت صدیقؓ را برائی عرض لشکر و امامت صلوٰۃ
...معین فرمود و در مرض آخر و آن متواتر معنے است
...امیر الحج ساختن در سال نہم و بجز وات
...فرستادن چندین بار و ہمیشہ مشاورت
...نمودن با شیخین در امور مسلمین و امیر
...ساختن حضرت عمرؓ را در بعض غزوات
...عامل صدقات مدینہ فرمودن او را و
...فرستادن حضرت عثمانؓ را بجانب
...مکہ در مصالحہ حدیبیہ و والی یمن
...گردانیدن حضرت مرتضیٰ را و
...دعا نمودن برائے وے کہ قضا
...برو آسان شود و این احادیث
...بحیثیت مجموعی متواتر بالمعنے
...شدہ است واز لوازم خلافت
...خاصہ آن است کہ آنچہ خدائے
...عزوجل برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ
...وسلم وعدہ فرمودہ است

روایت کیا ہے ۔ اور ازانجملہ (یہ حدیث ہے کہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا میں مولیٰ ہوں علیؓ بھی اُس کے مولیٰ ہیں اس حدیث کو (محدثین کی) ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔

(یہاں تک تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول برتاؤ تھا اب رہا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان (خلفائے اربعہ) کے ساتھ (فعلاً) ولیعہدی کا سا برتاؤ کرنا (وہ بھی قطعی طور پر ثابت ہے۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ ایسے برتاؤ پر) شاہد ہے قبیلہ عمرو بن عوف کی طرف جانے کے واقعہ میں نماز کی امامت تفویض کرنا اور جنگِ تبوک میں جب مسلمانوں کی فوجیں شہر سے باہر گئیں تو حضرت صدیقؓ کو آپ نے لشکر کا جائزہ لینے اور نماز کی امامت کرنے کے لئے معین فرمایا اور آخر مرض میں (بھی انہی کو امام بنانا) یہ روایت متواتر بالمعنے ہے اور ہجرت کے نویں سال میں (ان کو) امیر الحج مقرر کرنا اور کئی مرتبہ غزوات میں (ان کو) بھیجنا اور مسلمانوں کے کاموں میں ہمیشہ شیخینؓ سے مشورہ کرنا اور (حضرت عمرؓ کے ساتھ اس برتاؤ پر شاہد ہے) بعض غزوات میں اُن کو امیر بنانا اور مدینہ میں (ان کو) صدقات کا عامل مقرر کرنا۔ اور (حضرت عثمانؓ کے ساتھ اس پر شاہد ہے) صلح حدیبیہ میں اُن کو اہلِ مکہ کی طرف بھیجنا اور حضرت (علیؓ) مرتضیٰ کے ساتھ اس برتاؤ پر شاہد ہے اُن کو یمن کا حاکم مقرر کرنا اور اُن کے لئے یہ دُعا فرمانا کہ فیصلہ کرنا ان پر آسان ہو جائے۔ یہ تمام احادیث مجموعی حیثیت سے متواتر بالمعنے ہیں۔

اور منجملہ لوازم خلافتِ خاصہ کے ایک یہ ہے کہ جو کچھ خدائے عزوجل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وعدہ فرمایا ہو

...مولیٰ بہت سے معنے میں آتا ہے مگر یہاں محبوب کے سوا اور کوئی معنے مراد نہیں ہو سکتے اور اس حدیث سے حضرت علی مرتضیٰ کی ...کا وجوب ثابت ہوتا ہے اور بس۔ جیسا کہ اپنے مقام پر ثابت ہے ۱۲

بعض آن بدست این خلیفه ظاهر شود و این علامات
خلافت خاصه در وقت خلافت او آن شناخت
نه قبل از خلافت بخلاف علامات دیگر و وجود
این معنی در خلفاء متحقق است در آیه اَلَّذِیْنَ
اِنْ مَّکَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ اقامت
صلوٰۃ و ایتاء زکوٰۃ و امر بمعروف و نهی از منکر مذکور
شده و در آیه وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ تمکین و تقویت دین بدست
ایشان و بر حسب سعی ایشان و حصول اطمینان از کفار
مذکور است و در آیه ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ
وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ اشاره بفتح بلدان
و شیوع اسلام در اقالیم معموره و در آیه لِیُظْهِرَهٗ
عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ غلبه بر دین یهودیت و
نصرانیت و مجوسیت مذکور است و آن در زمان
خلفائے ثلثه بوده است و در آیه مَنْ یَّرْتَدَّ
مِنْكُمْ قتال مرتدین مذکور است و آن در زمان
صدیق اکبر بظهور پیوست و در آیه سَتُدْعَوْنَ
اِلٰی قَوْمٍ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ جمع عساکر
بنفیر عام برائے قتال فارس و روم
مذکور است و آن در زمان مشایخ ثلثه
متحقق شد و در آیه اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ
وَقُرْاٰنَهٗ جمع قرآن در مصاحف

زمانہ میں سے بعض وہ علامتیں جن خلیفہ کے ہاتھ پر پوری ہوں
خلافت خاصہ کی یہ علامت خلافت منعقد ہو جانے کے بعد معلوم ہوتی
ہے خلافت سے قبل معلوم نہیں ہوتی بخلاف دوسری علامتوں
کے کہ وہ خلافت کے پہلے معلوم ہو جاتی ہیں یہ علامت بھی
خلافت خاصہ کی خلفاء راشدین میں موجود ہے (مثلاً) آیہ اَلَّذِیْنَ
اِنْ مَّکَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ الخ میں نماز قائم کرنا
اور زکوٰۃ دینا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مذکور ہے اور
آیہ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ الخ
میں ان خلفاء کے ہاتھ سے اور ان کی کوشش کے موافق دین کی
تقویت اور شوکت اور کافروں کی طرف سے اطمینان کا حاصل
ہونا بیان کیا گیا ہے۔ اور آیہ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ
وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ الخ میں شہروں کے فتح ہونے اور اقالیم
معمورہ میں اسلام کے شائع ہونے کی طرف اشارہ ہے اور آیہ
لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ میں یہودیت اور نصرانیت اور
مجوسیت پر اسلام کا غالب ہونا بیان کیا گیا ہے اور یہ سب
امور خلفائے ثلاثہ کے زمانہ میں ہوئے۔ اور آیہ مَنْ یَّرْتَدَّ
مِنْكُمْ الخ میں مرتدوں سے جنگ کرنا (خلافت خاصہ کی علامت)
بیان کیا گیا ہے اور اس کا ظہور صدیق اکبرؓ کے زمانہ میں ہوا اور
آیہ سَتُدْعَوْنَ اِلٰی قَوْمٍ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ میں فارس
و روم سے جنگ کرنے کے لئے عام طور سے لشکر جمع کرنا بیان
کیا گیا ہے جس کا وقوع مشائخ ثلاثہؓ کے زمانہ میں ہوا اور آیہ
اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ میں قرآن کا مصاحف میں جمع کرنا

له مشائخ ثلاثہ سے مراد حضرت ابوبکر صدیقؓ و حضرت عمر فاروقؓ و حضرت عثمان رضی اللہ عنہم ہیں اور شیخین کا لفظ جب کتب حدیث و سیر و تاریخ وغیرہ میں آئے تو اس سے مراد حضرت صدیقؓ و حضرت فاروقؓ ہوتے ہیں اور جب یہ لفظ کتب اصول حدیث وغیرہ میں ہو تو اس سے امام بخاریؒ و امام مسلمؒ مراد ہوتے ہیں اور جب کتب فقہ حنفیہ میں ہو تو اس سے امام ابوحنیفہؒ و امام ابو یوسفؒ مراد ہوتے ہیں۔

پس لازم شود متابعت او چنانکہ لازم می شود متابعت امرائے جیوش آنحضرت بمقتضائے
امر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم و این خصلت
در خلفائے راشدین ہمچناں می ماند کہ قول زید
بن ثابت را در فرائض مقدم باید ساخت بر
اقوال مجتہدین دیگر و قول عبد اللہ بن مسعود
را در قراءت و فقہ و قول ابی بن کعب را در قراءت
بر قول دیگران و قول اہل مدینہ نزدیک اختلاف
امت بر قول دیگراں آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم بتعلیم اللہ عز وجل دانستند کہ بعد
آنحضرت اختلاف ظاہر خواہد شد و امت
در بعض مسائل بحیرت در مانند رحمت کاملہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم برامت اقتضا فرمود کہ
مخلص آں حیرت برائے ایشاں تعیین فرمایند
و دریں باب حجتے برائے امت قائم کنند و
این صفت ثابت است برائے خلفائے اربعہ زیرا کہ قال اللہ
تبارک وتعالیٰ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي
ارْتَضَىٰ لَهُمْ دریں آیہ افادہ می فرماید آنچہ
بسعی ایشاں متمکن و شائع و مشہور می شود
دین مرتضےٰ است پس آنچہ بکوشش این
جماعت شائع شد انتساب او بشرع معلوم
گشت و نیز فرماید اِنْ مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا
الصَّلَاةَ دریں آیت افادہ فرمود کہ

پس (اس وجہ سے مسلمانوں کو ان امور میں) اس کی متابعت واجب
ہوگی جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم سے آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم کے افسران فوج کی اطاعت (فوج کے لئے) واجب تھی
اور خلفائے راشدین میں اس صفت کا ہونا ایسا ہی ہے جیسا علم فرائض
میں زید بن ثابتؓ کا قول دیگر مجتہدین کے اقوال پر مقدم کرنا چاہیے
اور قراءت اور فقہ میں عبد اللہ بن مسعودؓ کا قول اور قراءت میں
ابی بن کعبؓ کا قول دوسروں کے اقوال پر (مقدم کرنا چاہیے)
اور امتؐ میں اختلاف ہونے کے وقت اہل مدینہ کا قول دوسروں
کے قول پر مقدم کرنا چاہیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ
عز وجل کے بتانے سے یہ معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے بعد (امت میں) اختلاف ظاہر ہوگا اور بعض مسائل میں امت
کو حیرت ہو جائے گی (لہٰذا) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رحمت
کاملہ جو امت پر تھی (اس بات کی) مقتضی ہوئی کہ امت کے لئے
اس حیرت سے زوال کا طریقہ معین فرمادیں اور اس معاملہ میں امت
کے لئے ایک حجت قائم کردیں (چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا) (اب
دیکھیں خلفائے اربعہ کے لئے یہ صفت (کس اعلیٰ درجہ میں) ثابت ہے
کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ
الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ اس آیت میں (اللہ تعالیٰ) فرماتا ہے کہ ان
(خلفاء) کی کوشش سے جو دین قائم اور شائع اور مشہور ہوگا وہی
پسندیدہ دین ہے پس اس جماعت (خلفاء) کی کوشش سے جو دین
شائع ہوا اس کا شرع کی جانب منسوب ہونا (اس آیت سے) معلوم
ہوگیا اور (نیز اللہ تعالیٰ) فرماتا ہے اِنْ مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ
أَقَامُوا الصَّلَاةَ الآیہ۔ اس آیت میں (اللہ تعالیٰ نے) افادہ فرمایا کہ

لہ یعنی فقہی اختلاف کے علاوہ دوسری قسم کے اختلافات میں یہ مذہب حضرت مصنفؒ کا ہے اور سلف کے بعض مجتہدین بھی اسی کے قائل ہیں مگر حنفیہ کے نزدیک کوئی تخصیص اہل مدینہ کی نہیں ہے ۱۲

ہر نماز سے و زکواتے و امر معروفے و نہی منکرے کہ از ممکّنان ظاہر شود محمود و محل رضا است و در حدیث عرباض بن ساریہ عَلَیکُم بِسُنَّتِی وَسُنَّۃِ الخُلَفَاءِ الرَّاشِدِینَ مِن بَعدِی و در حدیث ابن مسعود و حذیفہ اقتدوا بِالَّذَینِ مِن بَعدِی اَبِی بَکرٍ وَعُمَر و ایں معنی از اکابر صحابہ مروی ست اخرج الدارمی عن عبد اللہ ابن ابی یزید قال کان ابن عباس اذا سئل عن الامر فکان فی القراٰن اخبر بہ وان لم یکن فی القراٰن وکان عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخبر بہ فان لم یکن فعن ابی بکر وعمر فان لم یکن قال فیہ برأیہ و مجتہدان تابعین و تبع تابعین بایں اصل قائل شدہ و اہل مذاہب اربعہ بآں رفتہ اند کسیکہ در موطا و آثار محمد بن الحسن تامل نماید یقین بیں داند اگرچہ بعض اصولیان شافعیہ دریں باب تردد دارند و غالباً منشاء تردد عدم اخذ سلف ببعض آثار خلفاء بودہ باشد و تحقیق دریں باب آن است کہ نزدیک تعارض ادلّہ تقدیم بعض ادلّہ شرعیہ بر بعض نفی حجیت دیگر نمی کند چنانکہ خبر واحد نزدیک مخالفت حدیث مشہور یا اجماع

نماز اور زکوٰۃ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے جو طریقے ان لوگوں سے ظاہر ہوں جن کو تمکین دی گئی ہے وہی محمود اور پسندیدہ ہیں اور عرباض بن ساریہ کی حدیث میں ہے (کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) تم لوگ اپنے اوپر لازم کرلو میری سنت کو اور خلفائے راشدین کی سنت کو جو میرے بعد ہوں گے اور ابن مسعودؓ اور حذیفہؓ کی حدیث میں ہے کہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) پیروی کرو ان دونوں کی جو میرے بعد (خلیفہ) ہوں گے (یعنی) ابوبکرؓ اور عمرؓ کی اور یہ امر (یعنے ابوبکرؓ اور عمرؓ کی اقتداء کرنا) اکابر صحابہؓ سے مروی ہے (چنانچہ) دارمی نے عبداللہ بن ابی یزید سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ابن عباسؓ سے جب کوئی مسئلہ دریافت کیا جاتا تو اگر وہ مسئلہ قرآن میں ہوتا تو قرآن سے بتاتے اور اگر قرآن میں نہ ہوتا بلکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (کی حدیث) میں ہوتا تو اُسی (حدیث) سے بتاتے اور اگر (حدیث میں بھی) نہ ہوتا تو ابوبکرؓ و عمرؓ (کے قول) سے (بتاتے) اور اگر (ابوبکرؓ و عمرؓ کے قول میں بھی) نہ ہوتا تو اپنی رائے سے بتاتے اور تابعین اور تبع تابعین کے طبقہ کے) مجتہدین (بھی) اس اصل کے قائل ہوئے ہیں (کہ خلفائے راشدین کا قول حجت ہے) اور ارباب مذاہب اربعہ (بھی) اسی طرف گئے ہیں (چنانچہ) جو شخص موطا اور محمد بن الحسن کی کتاب الآثار میں غور کرے وہ یقیناً اس کو معلوم کرلے گا اگرچہ بعض اصولیین شافعیہ اس باب میں متردد ہیں اور غالباً ان لوگوں کے تردد کی وجہ یہ ہے کہ بعض سلف نے خلفاء کے بعض آثار پر عمل نہیں کیا مگر اس باب میں تحقیق یہ ہے کہ ادلّہ (شرعیہ) میں تعارض ہونے کے وقت بعض ادلّہ شرعیہ کو بعض پر مقدم کرنا دوسری دلیل کے حجت ہونے کی نفی نہیں کرتا ہے جیسے کہ خبر واحد کو حدیث مشہور یا اجماع

عہ اصل مطبوعہ میں اس مقام پر حجت کا لفظ ہے گر صحیح حجیت ہو، کما لا یخفےٰ ۱۲

ست ترک می کنیم آنچہ او را طبقات
است و ہر طبقہ را حکمے اینجا کلام امام
شافعیؒ بعینہ نقل کنیم قال البیہقی فی
السنن الصغریٰ اخبرنا ابو سعید
بن ابی عمرو قال حدثنا ابو العباس
قال اخبرنا الربیع قال قال الشافعی
رحمہ اللہ ما کان الکتاب و
السنۃ موجودین فالعذر عند
من سمعہما مقطوع الا باتباعہما
فاذا لم یکن ذلک صرنا الی
اقاویل اصحاب النبی صلی اللہ
علیہ وسلم او واحد منہم ثم کان
قول الائمۃ ابی بکر و عمر و عثمان
قال فی القدیم و علی رضی اللہ
عنہم اذا صرنا الی التقلید احب
الینا و ذلک اذا لم نجد دلالۃ
فی الاختلاف تدل علی اقرب
الاختلاف من الکتاب والسنۃ
فنتبع القول الذی معہ
الدلالۃ ثم بسط
الکلام فی ترجیح قول الائمۃ

امت کے مخالف ہونے کی حالت میں ترک کر دیتے ہیں (اس کو
یہ لازم نہیں) تاکہ خبر واحد حجت نہ رہے) فقہ کے ماخذ کے کئی
طبقات ہیں اور ہر طبقہ کا جداگانہ حکم ہے۔ یہاں پر ہم امام شافعیؒ
کا کلام بعینہٖ نقل کرتے ہیں (جس سے بخوبی ظاہر ہے کہ امام شافعیؒ
کے نزدیک بھی خلفاء کا قول حجت ہے) سنن صغریٰ میں بیہقیؒ
نے لکھا ہے کہ ہم کو ابو سعید بن ابی عمروؒ نے خبر دی وہ کہتے تھے
ہم سے ابو العباسؒ نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم کو ربیعؒ نے خبر دی وہ
کہتے تھے (امام) شافعیؒ نے فرمایا جب تک (کسی مسئلہ میں) قرآن و
حدیث (کا حکم) موجود رہے تو اس کے سننے والے کو قرآن و حدیث
کی اتباع کے سوا کوئی چارہ نہیں ہو سکتا اگر (کسی مسئلہ میں) قرآن
و حدیث (کا حکم) موجود نہ ہو تو ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے
تمام صحابہؓ کے اقوال کی طرف یا کسی ایک صحابی کے قول کی طرف
رجوع کریں گے (اس کے بعد پھر امام شافعیؒ نے فرمایا کہ) جب ہم تقلید
کی طرف رجوع کریں تو ہم کو ائمہ (یعنے) ابو بکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ
کا قول محبوب تر ہے [اور قول قدیم میں (امام شافعیؒ نے) عثمانؓ
کے بعد علیؓ کو (بھی ذکر) فرمایا تھا] لیکن یہ اس صورت میں جبکہ
(صحابہؓ میں باہم اختلاف نہ ہو یا اختلاف ہو مگر) ہم کسی قول کے
ساتھ کوئی ایسی دلیل نہ پائیں جو قرآن و حدیث سے اس کے قریب
ہونے پر دلالت کرے ورنہ ہم اسی شخص کے قول کی اتباع کریں گے
جس کے ساتھ دلیل ہے پھر (اس کے بعد) امام شافعیؒ نے ائمہ یعنے
ابو بکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ کے قول کو ترجیح دینے میں بسط کے ساتھ

سلہ یعنے جن اصول سے احکام فقہی نکالے گئے ہیں ۱۲ سلہ امام شافعیؒ کو سفر مصر میں بہت سی حدیثیں اپنے مذہب کے خلاف ملیں تو انھوں نے اپنے بہت سے اقوال ترک کر دیئے سفر مصر سے پہلے کے اقوال ان کے قول قدیم اور سفر مصر کے بعد کے اقوال قول جدید ہیں جو امام شافعیؒ نے حضرت علی مرتضیٰؓ کا نام نہیں لیا اس کی وجہ یہ ہے کہ تحقیقات سے ان کو معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ پر ظلم بہت ہوا جب ان کے صحیح اقوال کا دستیاب ہونا مشکل ہو لہٰذا ان کا ذکر بے سود ہے ۱۲

الى ان قال فاذا لم يوجد عن الائمة فاصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم في الدين في موضع الامانة أخذنا بقولهم وكان اتباعهم اولى بنا من اتباع من بعدهم قال والعلم طبقات الاولى الكتاب والسنة اذا ثبتت السنة ثم الثانية الاجماع فيما ليس فيه كتاب ولا سنة والثالثة ان يقول بعض اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم ولا نعلم له مخالفا منهم والرابعة اختلاف اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم والخامسة القياس على بعض هذه الطبقات ولا يصار الى شيء غير الكتاب والسنة وهما موجودان وانما يؤخذ العلم من اعلى

واز لوازم خلافت خاصه آن است که خلیفه افضل امت باشد در زمانه خلافت خود عقلاً ونقلاً از ین جهت که در نکتۂ اولے تقریر کردیم که چون خلافت ظاهره هم دوش خلافت حقیقیه باشد وقوع شی در محل خود ثابت گردد لیکن اینجا هم نکته باید شناخت که غیر اخص خواص ریاست خواص را لائق نیست پس خلافت او مطلق نه باشد

کلام کہاں تک یہاں تک کہ یہ کہا کہ جب ہم کو (یعنے ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ) سے کوئی قول مروی نہ ہو تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دیگر صحابہؓ دین کے امانت دار ہیں ہم ان دیگر صحابہؓ کے قول کو اختیار کریں گے اور ہمارے لئے ان صحابہؓ کی اتباع ان کے بعد والوں کی اتباع سے بہتر ہے (پھر امام شافعیؒ نے) فرمایا علم کی طبقے ہیں پہلا طبقہ قرآن وحدیث ہے بشرطیکہ حدیث صحیح ہو پھر دوسرا طبقہ اجماع ہے ان مسائل میں جن میں قرآن وحدیث (کا حکم موجود) نہ ہو پھر تیسرا طبقہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی کا قول ہے درحالیکہ صحابہؓ میں سے کوئی ان کے مخالف ہم کو معلوم نہ ہو اور چوتھا طبقہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے وہ اقوال ہیں جن میں وہ باہم مختلف ہوں اور پانچواں طبقہ قیاس ہے جو انھیں بعض (مذکورۂ بالا) طبقات پر (کیا گیا ہو) خلاصہ یہ کہ قرآن وحدیث کے ہوتے ہوئے کسی دوسری چیز کی طرف رجوع نہ کیا جائے اور نہ اخذ کیا جائے علم مگر (طبقہ) اعلےٰ سے۔

اور منجملہ لوازم خلافت خاصہ کے ایک یہ ہے کہ خلیفہ (ایسا شخص ہو جو) اپنے عہد میں تمام امت سے افضل ہو عقلاً ونقلاً[1] (یہ بات خلافت خاصہ میں) اس لئے (ضروری ہے) کہ نکتہ اولےٰ میں ہم بیان کر چکے ہیں کہ جب ظاہری خلافت حقیقی خلافت کے ہم دوش ہوگی تو کام اپنے موقع پر رہے گا۔ اب اس جگہ یہ نکتہ بھی معلوم کر لینا چاہیئے کہ خواص پر حکومت کرنا اخص الخواص کے (سوا کسی) غیر کو لائق نہیں ہے پس غیر اخص کی خلافت سب کو شامل نہ ہوگی۔ لہٰذا صحابہؓ جو خواص امت ہیں ان پر حکومت اسی کو سزاوار ہوگی

[1] عقلاً ونقلاً کا مطلب یہ ہے کہ اس خلیفہ کا تمام امت سے افضل ہونا عقل ونقل دونوں سے ثابت ہوتا ہو عقل سے ثابت ہونے کی صورت یہ ہے کہ اس کے افعال واقوال واحوال نہایت شائستہ اور اعلےٰ درجہ میں منطبق بشرع ہوں اور نقل سے ثابت ہونے کی صورت یہ ہے کہ قرآن یا حدیث سے اس کا افضل ہونا معلوم ہوتا ہو۔

ونصب غیر افضل حکم رخصت دارد بہ
نسبت عزیمت و رخصت خالی از
ضعفے نیست و مورد مدح مطلق نمی
تواند شد و آناں جہت کہ در خلافت
خاصہ تمکین دین مرضی من کل وجہ مطلوب
است و آں بغیر استخلاف افضل صورت
نمے بندد چنانکہ حضرت مرتضیٰ نزدیک
استخلاف امام حسنؓ فرمود ان یرد اللّٰہ
بالناس خیرا فسیجمعہم بعدی علی
خیرہم ... بخلاف خلافت
عامہ کہ آنجا تمکین دین مرتضیٰ من وجہ دون
وجہ مطلوب است لا من کل الوجوہ و دیگر آنست
کہ خلافت خاصہ مقیس است بر نبوت زیرا کہ
در حدیث آمدہ خلافۃ علی منہاج
النبوۃ و نیز آمدہ تکون نبوۃ و رحمۃ
ثم خلافۃ و رحمۃ و جامع ہر دو ریاست
عامہ است در دین و دنیا ظاہرا و
باطنا پس چنانکہ استنباء شخص دلالت
مے کند بر افضلیت وے بر امت
تا تبع از مستنبی جل ذکرہ مرتفع گردد
ہمچنیں استخلاف شخصے بر امت دلالت میکند بر افضلیت

جو افضل الناس یعنی اُن سب میں افضل ہو) اور غیر افضل کو خلیفۂ
خاص مقرر کرنا رخصت[1] کا حکم رکھتا ہے بہ نسبت عزیمت کے اور رخصت
ضعف سے خالی نہیں اور نہ مطلقاً تعریف کے لائق ہے اور (نیز اس
لئے بھی خلیفۂ خاص کو تمام امت سے افضل ہونا ضروری ہے) کہ
خلافت خاصہ میں دین کی تمکین ہر طرح مقصود ہوتی ہے: اور یہ
(تمام امت سے) افضل کو خلیفہ بنائے بغیر ممکن نہیں جیسا کہ حضرت
(علیؓ) مرتضیٰ نے امام حسنؓ کو خلیفہ بنانے کے وقت فرمایا تھا کہ اگر
اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ بہتری چاہے گا تو میرے بعد سب لوگوں
کو اس شخص پر متفق کر دے گا جو اُن سب میں بہتر ہو۔ روایت کیا
اس کو حاکم نے۔ بخلاف خلافت عامہ کے کہ اس میں دین پسندیدہ
کی تمکین (ہر طرح نہیں بلکہ) بعض طریقوں کے ساتھ مقصود ہوتی
ہے اور (نیز) اس لئے (بھی خلیفۂ خاص کا افضلِ امت ہونا
ضروری ہے) کہ خلافت خاصہ کو نبوت کے ساتھ مشابہت ہے
جیسا کہ ایک حدیث میں خلافت بر منہاج نبوت آیا ہے اور دوسری
حدیث میں ہے کہ (پہلے دونوں) نبوت و رحمت ہوگی پھر خلافت
و رحمت۔ اور (نبوت کی طرح وہ بھی) دین و دنیا دونوں کی ریاست
ظاہری و باطنی کو شامل ہے پس جس طرح کسی شخص کا نبی بنانا
اس شخص کے تمام امت سے افضل ہونے پر دلالت کرتا ہے تاکہ
نبی بنانے والے جل ذکرہٗ سے قباحت[2] مرتفع ہو جائے اسی طرح
کسی شخص کو امت پر خلیفہ بنانا اس کے تمام امت سے افضل ہونے
پر دلالت کرتا ہے اور (نیز) اس سے (بھی خلیفۂ خاص کا افضل

[1] جب کوئی حکم شرعی کسی عذر کی وجہ سے بدل جائے تو بدلنے سے پہلے جو حالت اس کی تھی وہ عزیمت ہے اور بدلنے کے بعد جو حالت پیدا ہوئی وہ رخصت ہے جیسے رمضان میں روزہ رکھنے کا حکم مرض کی وجہ سے بدل جاتا ہے اور روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہو جاتی ہے پس بدلنے سے پہلے جو حالت تھی یعنی روزہ رکھنا وہ عزیمت ہے اور بدلنے کے بعد جو حالت پیدا ہوئی یعنی روزہ نہ رکھنا یہ رخصت ہے۔ [2] یعنی اگر غیر افضل نبی بنا دیا جائے تو بے انصافی لازم آتی ہے اور بے انصافی سے ذات پاک حق سبحانہٗ بری ہے ۱۲

وآنکہ از آن جہت کہ والی ساختن شخص مفضول خیانت است عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من استعمل رجلا من عصابة وفی تلک العصابة من هو ارضی للہ منه فقد خان اللہ و خان رسوله و خان المؤمنین وعن ابی بکر الصدیق قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ولی من امر المسلمین شیئا فامر علیهم احدا محاباة فعلیه لعنة اللہ لا یقبل اللہ منه صرفا ولا عدلا حتی یدخله جهنم اخرجهما الحاکم۔ وآنجا کہ توان دانست کہ در خلافت کبریٰ چہ خواہد بود آری نزدیک تزاحم امور و اختلاط خیر و شر و عدم انتظام امر خلافت الا بمفضول توان راہ ترخص پیش گرفت۔ و از آن جہت کہ در وقت مشاورت صحابہ مدار استخلاف افضلیت را نہادند و لفظ احق بہذا الامر گفتند و جمعے کہ مناقشہ داشتند در استخلاف صدیق اکبرؓ چون خطائے رائے خود برایشان ظاہر شد قائل شدند بافضلیت او و این مقدمہ مسلّم است و ہرگاہ استخلاف با افضلیت متساوق بود و افضلیت خلفائے اربعہ ثابت است بترتیب خلافت بادلۂ بسیار اینجا بحر مسلک

امت ہونا ضروری ہے) کہ غیر افضل کو عامل بنانا خیانت ہے (جیساکہ) ابن عباسؓ سے مروی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے جماعت میں سے کسی شخص کو عامل بنایا درحالیکہ اس جماعت میں ایسا شخص موجود ہو جو اللہ کو اس (پہلے شخص) سے زیادہ پسندیدہ ہو تو اس نے اللہ کی خیانت کی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خیانت کی اور مومنین کی خیانت کی۔ اور ابوبکر صدیقؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مسلمانوں کے کسی کام کا والی بنایا جائے اور وہ رعایۃً کسی کو کسی عہدہ پر مقرر کردے تو اس پر خدا کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ نہ اس کی توبہ قبول کرے گا نہ اس کا فدیہ۔ یہاں تک کہ اس کو جہنم میں ڈال دیگا۔ ان دونوں حدیثوں کو حاکم نے روایت کیا ہے۔ یہاں سے معلوم ہو سکتا ہے کہ (جب چھوٹے چھوٹے عہدوں پر باوجود قدرت کے مفضول کو مقرر کرنے کی یہ حالت ہے تو) خلافت کبریٰ (میں مفضول کے مقرر کرنے) کا کیا حال ہوگا؟ (ہاں مختلف صورتوں کے درپیش ہوجانے اور خیر و شر کے باہم مل جانے اور جیساکہ چاہئے امر خلافت کا انتظام نہ ہوسکنے کی حالت میں رخصت کی راہ اختیار کرنی چاہیے اور (یہ) اس لئے (بھی خلیفۂ خاص کا افضل امت ہونا ضروری ہے) کہ (خلافت کے متعلق) مشورہ کرتے وقت صحابہؓ نے استخلاف کا مدار افضلیت پر رکھا اور لفظ احق بہٰذا الامر کہا تھا۔ اور جن لوگوں نے صدیق اکبرؓ کے خلیفہ بنائے جانے میں مناقشہ کیا تھا ان کو جب اپنی رائے کی غلطی معلوم ہوگئی تو ابوبکرؓ کی افضلیت کے قائل ہوگئے۔ (اور یہ اسی پر مبنی ہے کہ خلافت خاصّہ افضلیت کے ساتھ ساتھ ہے) خلفائے اربعہ کی افضلیت بہ ترتیب خلافت بہت سی دلیلوں سے ثابت ہے۔ یہاں ہم تین مسلک

اکتفا کنیم **مسلک اول** آنکہ استخلاف
این بزرگواران بنص و اجماع ثابت شد
و استخلاف کذا لازم است افضلیت
را کما مر تقریرہ **مسلک ثانی** احادیث
مرفوعہ دال بر افضلیت ایشان نصاً
از انجملہ حدیث ابن عمرؓ کنا نخیر فی
زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فنقول ابوبکر خیر ھذہ
الامۃ ثم عمر ثم عثمان و از انجملہ
حدیث ھذان سیدا کہول اھل
الجنۃ و تلویحاً مثل حدیث ابی بکرہؓ و
عرفجہ در وزن میزان و رجحان ایشان
بترتیب و حدیث ابی ہریرہؓ اما
انک یا ابابکر اول من یدخل الجنۃ
و حدیث جابرؓ یتجلی اللہ تعالیٰ فی
الآخرۃ للناس عامۃ و یتجلی لابی بکر
خاصۃ رواہ الحاکم و حدیث ان اھل
الجنۃ لیتراءون اصحاب الغرف فی الغر
مسلک ثالث اجماع صحابہؓ اجمالاً و
تفصیلاً و این قصہ بس دراز است از ہر صحابی فقیہ

اکتفاء کرتے ہیں۔

مسلک اول یہ کہ ان بزرگوں کا استخلاف نص سے اور اجماع
سے ثابت ہے اور ایسا استخلاف افضل ہونے کو لازم ہے دلیل افضل
کے لئے نہیں ہو سکتا چنانچہ تقریر اس کی اوپر ہو چکی۔

مسلک ثانی (یہ کہ) بہت سی مرفوع حدیثیں ہیں جو ان بزرگوں
کی افضلیت پر دلالت کرتی ہیں (بعض میں یہ دلالت) بطور نص
کے (ہے) از انجملہ حضرت ابن عمرؓ کی حدیث ہے کہ ہم لوگ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں (جب صحابہؓ کی باہمی فضیلت
کا ذکر کرتے تھے (تو) کہتے تھے کہ ابوبکرؓ اس امت میں سب سے بہتر ہیں
ان کے بعد عمرؓ ان کے بعد عثمانؓ اور از انجملہ یہ حدیث ہے کہ یہ دونوں
(یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ) ادھیڑ عمر والے اہل جنت کے سردار ہیں۔ اور (بعض احادیث
میں یہ دلالت) بطور تلویح کے (ہے) مثل حدیث ابوبکرہ اور
عرفجہ کے جو ترازو میں تولے جانے اور ان حضرات کے بترتیب
خلافت وزنی ہونے کے متعلق ہے اور (مثل) حدیث ابوہریرہؓ
کے (جس کا مضمون یہ ہے) کہ اللہ تعالیٰ آخرت میں اور لوگوں کے لئے
عام تجلی فرمائے گا اور ابوبکرؓ کے لئے خاص تجلی۔ اس حدیث کو
حاکم نے روایت کیا ہے۔ اور (مثل) اس حدیث کے کہ اہل جنت اہل
غرف کو ایسے نظر آئیں گے (جیسے چمکتا ہوا ستارہ)۔

مسلک ثالث (یہ کہ) ان بزرگوں کی افضلیت پر صحابہ کا اجماع
ہے اجمالاً بھی اور تفصیلاً بھی۔ یہ بیان بہت طویل ہے ہر فقیہ

ل استخلاف جب نص سے ثابت کیا جاتا ہے تو وہ بر حقیقت خلافت ہوتی ہے نہ عقد خلافت جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا۔ ایسا ہی جیسے کہ حاتم
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت توریت اور انجیل سے ثابت ہو جائے گو توریت و انجیل میں آپ کا نام مذکور نہیں ہے بلکہ آپ کی خلافت
کی علامات مذکور ہیں جس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جس شخص میں یہ علامتیں پائی جائیں وہی نبی آخر الزمان ہے۔ ۲ تلویح اشارہ کرنے کو کہتے
ہیں۔ ۳ یعنی بعض روایتیں مجمل ہیں کہ ان میں اجماع کرنے والوں کی تفصیل مذکور نہیں ہے اور یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ اجماع کی بعض
روایت میں افضلیت کا مضمون مجمل ہے یعنی یہ نہیں بیان ہوا کہ کن اوصاف کی وجہ سے صحابہ ان حضرات کو افضل سمجھتے تھے اور بعض روایات
مفصل ہیں یعنی ان میں وہ اوصاف مذکور ہیں۔

لفظ خیر ھٰذہ الامۃ واحق بھٰذا الامر وانسب از آں مروی شدہ چنانکہ حضرت فاروق در وقت بیعت حضرت صدیق گفتہ است اَنْتَ اَفْضَلُ مِنِّیْ۔ و ابو عبیدہ گفتہ است تَاْتُوْنِیْ وَفِیْکُمْ ثَالِثُ ثَلٰثَۃٍ اشارہ می کرد بآیۂ کریمہ ثَانِیَ اثْنَیْنِ۔ و چنانکہ حضرت صدیق وقت استخلاف فاروق اعظم در شکایت مردمان از وے گفتند قَدْ وَلَّیْتَ عَلَیْنَا فَظًّا غَلِیْظًا گفتہ است اَبِاللّٰہِ تُخَوِّفُوْنِیْ اَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اِسْتَخْلَفْتُ عَلَیْھِمْ خَیْرَ خَلْقِکَ اخرج ابوبکر بن ابی شیبۃ کل ذالک بیّن مصرح ترین ہمہ حضرت مرتضیٰ است از وے بطریق صحیح ثابت شد کہ بر منبر کوفہ در وقت خلافت خود می فرمود خَیْرُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ اَبُوْبَکْرٍ ثُمَّ عُمَرُ این لفظ را محمد بن الحنفیہ و ابو جحیفہ و علقمہ و نزال بن سبرہ و عبد الخیر و حکم بن جحل وغیر ایشان روایت کردہ اند و از ہر یکے طرق متعددہ منشعب شدہ و بطریق استفاضہ از وی منقول است کہ می فرمود سبق رسول اللّٰہ

صحابی سے (ان بزرگوں کی نسبت) اس امت میں سب سے بہتر، خلافت کا سب سے زیادہ مستحق اور اسی قسم کے الفاظ منقول ہیں چنانچہ حضرت فاروق نے حضرت صدیق کی بیعت کے وقت فرمایا کہ آپ مجھ سے افضل ہیں اور حضرت ابو عبیدہ نے کہا کہ تم ثالث ثلٰثہ کے ہوتے ہوئے میرے پاس آتے ہو[1] انھوں نے آیۂ کریمہ ثانی اثنین کی طرف اشارہ کیا اور حضرت صدیق نے فاروق اعظم کو خلیفہ کرتے وقت {جب کہ لوگوں نے اُن سے شکایت کی کہ خدا کو کیا جواب دیجئے گا) حضرت عمر جب ہم پر خلیفہ بنیں گے تو اور زیادہ سختی و درشتی کریں گے} فرمایا کیا تم مجھے پروردگار کا خوف دلاتے ہو؟ میں خدا کو یہ جواب دوں گا کہ یا اللہ! میں نے امت پر خلیفہ بنایا اس شخص کو جو تیری مخلوق میں سب سے بہتر تھا۔ یہ سب روایتیں ابوبکر بن ابی شیبہ نے (اپنے مصنف میں) لکھی ہیں لیکن مسئلہ افضلیت کو سب سے زیادہ صاف بیان کرنے والے حضرت مرتضیٰ ہیں ان سے بسند صحیح مروی ہے کہ کوفہ میں منبر پر کھڑے ہو کر اپنے عہد خلافت میں فرماتے تھے کہ اس امت میں سب سے بہتر ابوبکر ہیں اور ان کے بعد عمر۔ یہ مضمون (حضرت علی سے) محمد بن حنفیہ اور ابو جحیفہ اور علقمہ اور نزال بن سبرہ اور عبد الخیر اور حکم بن جحل وغیرہم نے روایت کیا ہے اور (ان میں سے) ہر ایک سے متعدد سندیں (اس حدیث کی) چلی ہیں اور (نیز) بسند مستفیض حضرت علی سے مروی ہے کہ فرماتے تھے قول در بیہ میں رسول خدا

[1] یہ جملہ حضرت ابو عبیدہ نے اس وقت فرمایا تھا جب بعض لوگ بیعت صدیق کے وقت ان کے پاس گئے اور ان سے بیعت کی درخواست کی۔ ثالث ثلثہ کے معنے تین میں کے تیسرا شخص مراد ہے کہ صدیق ہیں اس طرح کہ قول در حق سبحانہ کا ہے کہ وہ دو تھے جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تیسرا دوسرا حضرت صدیق کو بیان کیا ہے یہ بہت بڑا رتبہ ہے جو حضرت ابو عبیدہ نے اس مختصر لفظ میں ادا فرمایا۔ [2] شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے منہاج السنۃ جلد چہارم صفحہ ۱۳۸ میں اور حضرت مصنف نے تہذیب مصنفات میں لکھا ہے کہ اس روایت کو حضرت علی مرتضیٰ سے اسی (۸۰) راویوں نے روایت کیا ہے جن میں سے کچھ سندیں صحیح بخاری میں ہیں۔

صلی اللہ علیہ وسلم و ثنّی ابوبکر و
ثلّث عمر ثم خبطتنا فتنۃ رواہ عبداللہ
بن احمد فی زوائد المسند والحاکم
وغیرهما و نیز بطریق استفاضہ مروی
شدہ کہ علی مرتضی بر جنازۂ حضرت عمرؓ
فاروق حاضر شد و گفت ما من الناس
احدٌ احبّ الیّ ان القی اللہ بما فی
صحیفتہ من هذا المسجّی اخرج الحاکم
من طریق سفیان بن عیینۃ عن جعفر
بن محمد عن ابیہ عن جابر و اخرج
محمد بن الحسن عن ابی حنیفۃ عن ابی
جعفر الباقر عن علی مرسلاً و ایضاً روایت
کردہ شد از طریق ابی جحیفۃ و عبداللہ بن عمرؓ
و غیر ایشان بطریق استفاضہ المروی بثبوت
رسید کہ روایت می کرد مرفوعاً هذان
سیدا کهول اهل الجنۃ و روایا امام حسن
و امام حسین ہم ایشان این حدیث را روایت
کردہ اند قال ابوداؤد حدثنا محمد
بن مسکین قال حدثنا محمد یعنی الفریابی
قال سمعت سفیان یقول من زعم
انّ علیاً کان احقّ بالولایۃ منهما
فقد خطّأ ابابکر و عمر والمهاجرین
والانصار رضی اللہ عنهم وما اراہ
یرتفع لہ مع هذا عمل الی السماء و
اخرج البیهقی عن الشافعی بطرق متعددۃ

صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور دوسرے درجہ میں ابوبکرؓ اور تیسرے
درجہ میں عمرؓ ہیں پھر اس کے بعد فتنہ نے ہم پر ہاتھ صاف کیا۔
اس کو عبداللہ ابن احمدؒ نے زوائدِ مسند میں اور حاکم وغیرہ نے
روایت کیا ہے اور نیز بسندِ مستفیض مروی ہے کہ علی مرتضیٰ حضرت
فاروقؓ کے جنازہ پر گئے اور (جنازہ کی طرف اشارہ کرکے) کہا
کہ اس کفن پوش سے زیادہ کوئی نہیں ہے کہ اس کے جیسے اعمال کے
کے ساتھ خدا سے ملنا مجھے محبوب ہو اس حدیث کو حاکم نے
سفیان بن عیینہؒ سے انھوں نے جعفر صادقؒ سے انھوں نے
اپنے والد حضرت باقرؒ سے انھوں نے حضرت جابرؓ سے (انھوں
نے حضرت مرتضیٰ سے) روایت کیا ہے اور امام محمدؒ نے اس حدیث
کو امام ابوحنیفہؒ سے انھوں نے ابو جعفرؒ (یعنے حضرت باقرؒ)
سے انھوں نے حضرت علیؓ سے مرسلاً روایت کیا ہے اور نیز یہ
حدیث ابو جحیفہؓ اور عبداللہ بن عمرؓ وغیرہ کی سند سے بھی مروی
ہے نیز حضرت علیؓ سے بسندِ مستفیض ثابت ہو کر وہ مرفوعاً روایت
کرتے تھے کہ یہ دونوں (یعنے ابوبکرؓ اور عمرؓ) بوڑھے اہل جنت
کے سردار ہیں۔ اس حدیث کو امام حسنؓ اور امام حسینؓ دونوں
کی اولاد نے روایت کیا ہے۔ اور ابوداؤدؒ نے لکھا ہے کہ ہم کو
محمد بن مسکینؒ نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے محمد یعنے فریابی
نے بیان کیا وہ کہتے تھے میں نے سفیانؒ کو یہ کہتے ہوئے سنا
کہ جس شخص نے یہ کہا کہ علیؓ شیخینؓ سے زیادہ مستحق خلافت تھے
اس نے ابوبکرؓ و عمرؓ اور تمام مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم
کو خطا پر اعتقاد کیا اور میں نہیں خیال کرتا کہ اس اعتقاد کے
ساتھ اس کا کوئی عمل آسمان تک جا سکے (یعنے مقبول خدا ہو سکے
کیونکہ اس اعتقاد کے بعد تصدیق رسالت کا کوئی ذریعہ باقی
نہیں رہتا) اور بیہقیؒ نے امام شافعیؒ سے باسانید متعددہ روایت

انہ قال اصطلح الذین بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ابی بکر فلم یجدوا تحت ادیم السماء خیرا من ابی بکر فولوہ رقابہم۔ در ذیل این مسئلہ باید دانست کہ تفضیلے کہ در شرائع مدار افضلیت خلفاء شدہ امور عرفیہ نیست کہ شعراء و مانند آنہا آن را تداول کنند مثل براعت نسب و قوت فصاحت و زیادت شجاعت و کمال صباحت و تناہی در سخاوت گرچہ فی الجملہ شرع استحسان این اخلاق فرمودہ است و نہ علوم غریبہ از رمل و جفر و قیافہ و نہ امورے کہ در شرع تصریح بآن نرفتہ مثل معرفت وحدت وجود و مراتب تنزلات ستہ چون این امور در شرع مذکور نشد افضلیت را بآن دائر ساختن چرا اُثْبِتِ الْعَرْشَ اَوَّلًا ثُمَّ انْقُشْ بلکہ مراد اینجا اوصافی است کہ در قرآن عظیم و سنت صحیحہ اعظم درجۃ و اکثر ثوابا و مانند آن بر آن دائر ساختہ اند کما قال اللہ تعالیٰ لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا وقال تعالیٰ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ

کہا ہے کہ انھوں نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگ ابوبکرؓ کے پاس گئے آسمان کے نیچے انھوں نے ابوبکرؓ سے بہتر کسی کو نہ پایا پس سب نے اُن کو اپنی گردنوں کا مالک بنالیا۔

اسی ضمن میں ایک مسئلہ معلوم کرلینا چاہیئے (وہ یہ) کہ جو اوصاف شرائع (ربانیہ) میں خلفاء کی افضلیت کا مدار ہیں وہ امور عرفیہ نہیں ہیں جن کو شعراء وغیرہ بیان کرتے ہیں مثل عالی نسبی اور قوت فصاحت اور زیادتی شجاعت اور خوبصورتی اور کمال سخاوت کے اگرچہ شریعت نے فی الجملہ ان اوصاف کی عمدگی بھی بیان فرمائی ہے۔ اور نہ (خلفاء کی افضلیت کا مدار) علوم غریبہ ہیں از قسم رمل وجفر و قیافہ اور نہ (خلفاء کی افضلیت کا مدار) وہ امور ہیں جن کی تصریح شریعت میں نہیں ہوئی مثل معرفت وحدت وجود اور (معرفت) مراتب تنزلات ستہ کے جب کہ یہ باتیں شریعت میں مذکور ہی نہیں ہیں تو پھر ان پر افضلیت کو دائر کرنا کیسے ہوسکتا ہے مثل مشہور ہے (ترجمہ) پہلے تخت بناؤ اس کے بعد اُس پر نقش کرو (یہاں سرے سے تخت ہی غائب ہے نقش کس پر ہوں گے) بلکہ یہاں وہ اوصاف مراد ہیں جن پر قرآن عظیم اور احادیث صحیحہ میں اعظم درجۃ اور اکثر ثوابا اور اسی قسم کے الفاظ وارد کئے گئے ہوں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ترجمہ (عام مسلمانوں کے) برابر نہیں ہیں تم میں سے وہ لوگ جنھوں نے قبل فتح (مکہ) کے (راہ خدا میں) خرچ کیا اور جہاد کیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے (ترجمہ) برابر نہیں ہیں (جہاد سے) بیٹھ رہنے والے مسلمان باستثناء معذور لوگوں کے اور جہاد

ؔلہ بخلاف شیعوں کے کہ وہ ابھی شاعرانہ خیالات کے پابند ہیں اور اپنے ائمہ کے فضائل میں یہی چیزیں ذکر کرتے ہیں حالانکہ ان چیزوں میں بھی حضرات مشائخ ثلثہ کسی صحابی سے کم نہیں ہیں جیسا کہ اس کتاب سے ثابت ہوجائے گا۔ ؔلہ شیعہ اپنے ائمہ کے فضائل میں یہ خرافات بھی ذکر کرتے ہیں جن کی شریعت میں کچھ حقیقت نہیں ہے۔

الْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ۔ وقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فضل العالم علی العابد كفضلي علی أدناكم وقال من أفضل المسلمين أهل بدر او کما قال۔ پس این سیاق می باید خاطر را راه داد باز این صفات تفصیلیہ می باید بکلیات آن انتقال نمود و از مقدمات بمقاصد تا واضح شود کہ افضلیت خلفاء بایک دیگر باعتبار زیادت تشبہ بالانبیاء است فیما للانبیاء بحسب نبوت بہم یا گوئیم باعتبار قوت اوصافے کہ در خلافت خاصہ شرح دادہ شد أیا مّا شئت فقل باز تکمیلات و مقدمات قیام بخلافت خاصہ بسیار است اصل مقصود مقاصد خلافت است نہ طرق موصلہ بآن چون مقاصد خلافت حاصل

کرنے والے خدا کی راہ میں اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے اللہ نے فضیلت دی ہے اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر (بہت) بڑے ثواب میں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فضیلت عالم کی عابد پر ایسی ہے جیسی میری فضیلت تم میں سے کسی ادنے پر اور نیز فرمایا کہ سب مسلمانوں سے افضل اہل بدر ہیں یا قریب اس کے فرمایا۔

پس ان مقدمات پر غور کرنا چاہیئے پھر ان فضائل جزئیہ سے ان کے کلیات کی طرف ذہن کو لے جانا چاہیئے اور مقدمات سے مقاصد کی طرف (توجہ کرنی چاہیئے) تاکہ واضح ہو جائے کہ خلفاء کی افضلیت باہم ایک دوسرے پر انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ان اوصاف میں مشابہت کی (کمی) زیادتی پر مبنی ہے جو انبیاء میں بحیثیت نبوت ہوتے ہیں یا یوں کہا جائے کہ (خلفاء کی افضلیت باہم ایک دوسرے پر) ان اوصاف کے قوی (و ضعیف) ہونے کی وجہ سے ہے جن کو خلافت خاصہ (کے لوازم) میں ہم بیان کر چکے جو چاہو کہہ لو (مآل ایک ہے)۔

پھر یہ بھی سمجھ لو کہ خلافت خاصہ (کے فرائض) کی سرانجام دہی جن امور پر موقوف ہے اور جو امور اس کو کامل کرنے والے ہیں بہت ہیں (کہاں تک ذکر کئے جائیں) اصل مقصود مقاصد خلافت (کا حاصل ہو جانا) ہے نہ ان طریقوں کا بیان کرنا جن سے وہ مقاصد حاصل ہوں جب مقاصد کسی خلیفہ سے حاصل

سلہ مطلب یہ ہے کہ ان آیات میں قبل از ہجرت جہاد و انفاق کی فضیلت بیان ہوتی ہو اور پھر یہ سمجھو کہ یہ فضیلت جزئی ہو اس کی کلی کیا ہے وہ کل یہ ہے کہ دین کی بوقت غربت مدد کرنا پھر مقدمات سے مقاصد کی طرف توجہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ مدد یعنی دین کی بوقت غربت کس منشا پر ہے وہ کل ہے ۱۲

سلہ خلاصہ یہ ہے کہ شیعہ جو یہ بحث نکالتے ہیں کہ حضرت علی شجاعت میں مشہور تھے اور شجاعت ان کی ثابت کرتے ہیں مگر یہ بات ثابت نہیں ہو سکتی لیکن سرے سے یہ بحث ہی فضول ہے دیکھنا چاہیئے مقاصد خلافت کس سے زیادہ حاصل ہوئے ہیں کیونکہ کوئی شخص شجاع ہے نہ تھا سوال اس کا ہے کہ مقاصد خلافت کو حسن انجام کو پہنچے یہ بحث فضول ہے کیونکہ شجاعت مقصود بالذات نہیں ہے ۱۲

گفت بمقدمات و تکملات نتوان پرداخت
این ہمسان ست مانند کہ مقصود قتل
عدوے باشد تا شر عام از عالم مرتفع
گردد جوانمردے بہر صفت کہ توانست
بآن قیام نمود سادہ لوحے سے گوید قتل
بشمشیر اولیٰ ہست بر شجاعت از
قتل بتیر و خشب رمح از فلاں درخت
بہتر باشد پس اقوئے وجوہ افضلیت
کمال تمکین فی الارض ہست و ظہور
دین مرتضیٰ بردست خلیفہ زیراکہ اصل
الاصول در ثبوت خلافت عامہ و
خاصہ ہمان ہست و مدار مسائل
خلافت برین آیات و این فضیلت در
مشائخ ثلثہ روشن تر است و نیز اقوے
وجوہ افضلیت در خلفاء نص شریعت
ست باستخلاف ایشان و این معنے
در مشائخ ثلثہ اجلیٰ است زیراکہ در اکثر احادیث
خلافت ذکر مشائخ ثلثہ آمدہ است فقط
و نیز اقوائے وجوہ افضلیت تمام بنمودن
موعودہ برائے پیغامبر است بمثال آنکہ
گردبادگرد باد برمیدارد و گنبدے
مصطنع می فرماید ارادۂ الٰہی نفس پیغامبر
را حرکت داد و بعض کارہا بوجود آوردو
بعضے دیگر ہنوز ناتمام بود کہ حکمت الٰہی

ہوجائیں تو ان مقاصد کی تحصیل و تکمیل کے ذرائع پر بحث نہ
کرنی چاہیئے یہ بالکل ایسا ہی ہے کہ کسی دشمن کا قتل کرنا منظور
ہو جس سے ایک عام مصیبت دنیا سے جاتی رہے ایک جوانمرد
اٹھا اور اس نے جس طرح ہوسکا اس کام کو پورا کردیا اب ایک
بے وقوف کہتا ہے کہ تلوار سے قتل کیا ہوتا تو زیادہ شجاعت
معلوم ہوتی بہ نسبت تیر سے قتل کرنے کے یا یہ کہے کہ (تیر کے
بانس) کی لکڑی فلاں درخت کی اچھی ہوتی (تو یہ اس کی حماقت نہیں
تو اور کیا ہے) لہٰذا سب سے قوی وجہ زمین میں تمکین کا کامل
ہونا اور دین پسندیدہ کا خلیفہ کے ہاتھ سے غالب ہونا ہی کیونکہ
اصل اصول خلافت عامہ اور خلافت خاصہ دونوں میں یہی ہے
اور مباحث خلافت کا مدار انہی باتوں پر ہے۔ اور یہ فضیلت
خلفائے ثلثہ میں خوب ظاہر ہے (نیز) خلفاء کی افضلیت کی
قوی وجہ یہ ہے کہ شریعت میں ان کے استخلاف کی نص موجود
ہے یہ بات بھی خلفائے ثلثہ میں بہت کھلی ہوئی ہے کیونکہ خلافت
کی اکثر حدیثوں میں صرف خلفائے ثلثہ کا ذکر ہے نیز خلفاء
کی افضلیت کی قوی وجہ یہ ہے کہ جو وعدے پیغمبر کے لئے ہوئے
تھے وہ ان کے ہاتھ پر پورے ہوئے جس طرح بگولا غبار کو
اڑا کر ایک گنبد (کی شکل خیال میں) قائم کردیتا ہے مگر وہ
گنبد بالکل ناپائدار ہوتا ہے کہ ہوا کی ذراسی جنبش میں اس کا پتہ
بھی نہیں رہتا ہے یہی حالت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
زمانہ میں دین اسلام کی تھی) ارادۂ الٰہی نے (بگولے کی طرح)
پیغمبر کے نفس کو (مثل اس غبار کے) حرکت دی اور بعض کام
(مثل اس گنبد کے) وجود میں لایا مگر دوسرے کام (مثل اس گنبد
کے محکم و مضبوط کرنے کے) ابھی ناتمام تھے کہ حکمت الٰہی نے

۱؎ یعنی ان کی حقیقت خلافت نص میں مذکور ہو جس طرح حضرت علی کا منصب محبوب خدا و رسول ہونا حدیث رایت میں مذکور ہے ۱۲

پیغامبر را از عالم ادنیٰ برفیق اعلیٰ رسانید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بجہت تسبیب اتمام آں را بخود منسوب گردانیدند وصورت آں کارہا بخلفاء راجع گشت در ایام خلافت بحقیقت ایام نبوت بود لیکن وحی از آسمان فرود نمی آمد وایں وجہ در شیخین ثلثہ زیادہ تر نمایاں گشت ونیز اقوی وجوہ افضلیت اعانت پیغامبر است در تحمل وے اعباء نبوت را بنی نصرۃً وجہاداً وانفاقاً۔ قال اللہ تعالیٰ لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَّنْ اَنْفَقَ الخ ظاہر است کہ پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم تن تنہا بود چوں ارادۂ الٰہی بظہور امر او منعقد گشت الہام در قلوب اذکیائے حاضرین افتاد کہ او را اعانت کنند ودر ضمن ایں اعانات رحمت الٰہی کہ بپیغامبر رسیدہ است شامل حال ایں اذکیاء شد وایں وجہ در شیخین خصوصاً قبل از ہجرت ظاہر تر است ونیز اقوائے وجوہ افضلیت تشبہ است بآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در تالیف قلوب ناس برا سلام واتصاف شیخین بآں واضح تر است واقوائے وجوہ افضلیت واسطہ بودن است درمیان پیغامبر وامت در ترویج علوم از قرآن وسنت وایں معنی در حضرت شیخین آشکارا تر است واقوائے وجوہ افضلیت جہاد غرب وعجم است وایں معنی در شیخین ثلثہ روشن تر

پیغمبر کو عالم ادنیٰ سے رفیق اعلیٰ کی طرف پہنچا دیا (اب اس گنبد کی درستی ومضبوطی خلفاء کے ہاتھ سے ہوئی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کاموں کو (جو خلفاء کے ہاتھ سے ہوتے) بوجہ اس کے کہ آپ ایک طرح پر سبب ان کاموں کے تھے اپنی طرف منسوب فرمایا اور ظاہر میں وہ کام خلفاء کے قرار پاتے اور دراصل (ان خلفاء کا) زمانۂ خلافت (درحقیقت) زمانۂ نبوت تھا لیکن (فرق صرف یہ تھا کہ) وحی آسمان سے نہ آتی تھی یہ فضیلت بھی شیخین ثلثہ میں بہت زیادہ واضح ہے۔ نیز خلفاء کی افضلیت کی قوی وجہ یہ بھی ہے کہ انھوں نے نبوت کے بار اٹھانے میں پیغمبر کی مدد کی زبانی مناظروں سے اور جہاد سے اور مال خرچ کرکے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے برابر نہیں ہیں تم میں سے جنھوں نے خرچ کیا الخ۔ یہ ظاہر ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تن تنہا تھے جب اللہ کا ارادہ آپ کے دین کے غالب کرنے کے ساتھ متعلق ہوا تو اس نے اس زمانہ کے عقلمند لوگوں کے دلوں میں یہ بات ڈال دی کہ پیغمبر کی اعانت کریں ان اعانتوں کے طفیل میں وہ رحمت الٰہی جو پیغمبر پر نازل ہوئی تھی اُن عقلمندوں کے بھی شامل حال ہوگئی۔ یہ فضیلت شیخین رضی اللہ عنہما میں خصوصاً ہجرت سے پہلے بہت ظاہر ہے۔ نیز خلفاء کی افضلیت کی قوی وجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح اسلام کے لئے لوگوں کی تالیف قلوب کرنا ہے اس صفت کے ساتھ شیخین رضی اللہ عنہما کا موصوف ہونا بالکل کھلا ہوا ہے (نیز) خلفاء کی افضلیت کی قوی وجہ پیغمبر کے اور امت کے درمیان علوم دینیہ یعنے قرآن وحدیث کی ترویج کا واسطہ بننا ہے یہ بات بھی حضرات شیخین رضی اللہ عنہما میں خوب ظاہر ہے (نیز) خلفاء کی افضلیت کی قوی وجہ جہاد عرب وعجم ہے یہ بات بھی خلفائے ثلثہ میں خوب واضح ہے۔

چوں لوازم خلافت خاصہ مبین شد اکنوں باید شناخت کہ جمعے کثیر از اصحاب بفیض صحبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم قدرے کثیر ازیں اوصاف حاصل کردہ بودند و ایشاں بخلافت مقیدہ فائز گشتہ مانند عبداللہ بن مسعود در قرارت و فقہ و معاذ بن جبل در قضا و زید بن ثابت در فرائض و ازیں جملہ آنا کہ قریشی بودند و لیاقت تحمل اعبار ریاست داشتند مستحق خلافت مطلقہ گشتند باز مستحقان خلافت در بارگاہ عزت منتظر استادہ بودند تا کدام یک را فضل الٰہی بمرتبہ استخلاف مطلق بالفعل رساند ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ و در آخر ایں فصل باید دانست کہ ہر چند ہر جملہ ازیں فصل ماخوذ است از کتاب و سنت و مؤید است باقوال کبرائے امت و علمائے اہلسنت اما تحریر و ترتیب آں و انتقال از جزئیات بکلیات آں از مستخرجات ایں بندہ ضعیف است اثرے از نور توفیق کہ سابق بآں اشارہ رفتہ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

خلافتِ خاصہ کے لوازم بیان ہوچکے اب جاننا چاہیئے کہ صحابہؓ کی ایک بڑی جماعت نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت سے (اپنے اپنے) نصیب کے موافق ان اوصاف (یعنے لوازم خلافت خاصہ) کو حاصل کرلیا تھا اور ان میں سے بعض حضرات خاص خاص باتوں میں خلافت کے منصب پر فائز بھی ہوگئے تھے مثل حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے کہ (وہ) قرارت و فقہ میں (خلیفہ تھے) اور (مثل) حضرت معاذ بن جبلؓ (کے کہ وہ) فیصلہ خصومات میں (خلیفہ تھے) اور (مثل) حضرت زید بن ثابتؓ (کے کہ وہ) فرائض میں (خلیفہ تھے) اور ان میں سے بعض حضرات جو قریشی تھے اور بار خلافت کے اٹھانے کی قابلیت رکھتے تھے خلافت مطلقہ کے مستحق ہوگئے اب جتنے حضرات خلافت مطلقہ کے مستحق ہیں بارگاہ عزت میں منتظر کھڑے ہوئے ہیں کہ فضل الٰہی کس کو خلافت مطلقہ کے منصب پر فائز کرتا ہے (مگر بارگاہ احدیت سے انھیں چار کو یہ منصب ملتا ہے اور باقی مستحقین اُن کے تابع بنائے جاتے ہیں) یہ خدا کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑا فضل والا ہے۔

اس فصل کے آخر میں یہ بات بھی سمجھ لینی چاہیئے کہ گو ہر مضمون اس فصل کا قرآن و حدیث سے ماخوذ ہے اور کبرائے امت اور علمائے اہلسنت کے اقوال سے مستند ہے لیکن ان مضامین کا حشو و زوائد سے خالی کرنا اور ان کو ترتیب دینا اور جزئیات کے ذریعہ سے کلیات کو فراہم کرنا اسی بندۂ ضعیف کی فکر کا نتیجہ ہے اور اسی نور توفیق کا اثر ہے جس کی طرف اوپر اشارہ کیا گیا۔

(دوسری فصل ختم ہوئی)

والحمد للہ رب العٰلمین۔

ملے ایسے حضرات بھی صحابہ کرام میں بہت سے تھے چنانچہ حضرت ابو عبیدہ ابن الجراحؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ [illegible] معروف ہے کہ [illegible] حضرت [illegible] [illegible] کسی کو خلیفہ بنالیں۔

فصل سوم

در تفسیر آیات دالہ بر خلافت خلفاء

در لوازم خلافت خاصہ

خدای تعالیٰ در سورۂ نور کہ بکلمہ سُوْرَۃٌ اَنْزَلْنٰھَا وَ فَرَضْنٰھَا وَاَنْزَلْنَا فِیْھَآ اٰیٰتٍۢ بَیِّنٰتٍ مصدّر ساختہ میفرماید وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ. یعنی وعدہ دادہ است خدای تعالیٰ آنان را کہ ایمان آوردہ اند از شما و کارہای شائستہ کردہ البتہ خلیفہ سازد ایشان را در زمین چنانکہ خلیفہ ساختہ بود آنان را کہ پیش از ایشان بودہ اند یعنی حضرت یوشع را بعد حضرت موسیٰ و حضرت داؤد و سلیمان را بعد انقضای مدتے از عہد حضرت موسیٰ و البتہ محکم و پا استوار سازد برائے ایشان دین ایشان را آن دین را کہ پسندیدہ است برائے ایشان و البتہ بدل کند در حق ایشان بعد ترس ایشان ایمنے را پرستش کنند مرا

فصل سوم

ان آیات کی تفسیر میں جو خلفائے (راشدین) کی حقیقت خلافت پر اور (ان کیلئے) لوازم خلافت خاصہ (کے ثابت ہونے) پر دلالت کرتی ہیں۔

(پہلی آیت) خدا تعالیٰ نے سورۂ نور (اٹھارویں پارہ) میں جس کو اس نے ان کامل الفاظ سے کہ "یہ ایک سورت ہے جس کو ہم نے نازل کیا اور فرض کیا اور اس میں واضح نشانیاں (اپنی قدرت کاملہ کی) نازل فرمائیں" شروع فرمایا ہے، فرماتا ہے۔ (ترجمہ) وعدہ دیا خدا تعالیٰ نے ان لوگوں کو جو ایمان لا چکے تم میں سے اور نیک کام کر چکے کہ ضرور ضرور خلیفہ بنائے گا انہیں زمین میں جیسے خلیفہ بنایا تھا ان لوگوں کو جو ان سے پہلے تھے [یعنے حضرت یوشعؑ کو بعد حضرت موسیٰؑ کے اور حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ کو حضرت موسیٰؑ کا زمانہ گزرنے کے ایک مدت بعد] اور ضرور ضرور مضبوط اور پائدار کردے گا ان کے لئے دین کو وہ دین جس کو پسند کیا اللہ نے ان کے لئے اور ضرور ضرور بدل دے گا ان کے خوف کو امن سے وہ لوگ (ہمیشہ) میری پرستش کرتے رہیں گے

ف اس آیت کو آیت استخلاف اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس میں استخلاف یعنی خلیفہ بنانے کا ذکر ہے قرآن عظیم کے معجزات ظاہرہ میں سے ایک معجزہ یہ بھی ہے کہ اس میں بہت سی خبریں آئندہ زمانہ کی بطور پیشین گوئی کے بیان کی گئی ہیں اور وہ بے کم و کاست مثل سپیدۂ صبح کے ظہور میں آئیں۔ اسی قسم کی آیتوں میں سے ایک آیت یہ ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم آئندہ زمانہ میں موجودین وقت نزول آیت کو نعمت خلافت سے سرفراز کریں گے ۱۲

شریک مقرر نکنند با من چیزے
را و ہر کہ ناسپاسی داری کند
بعد ازیں پس آں جماعہ ایشان
اند فاسقان۔ حقیقت استخلاف
در عرف قدیم و جدید خلیفہ
ساختن و بادشاہ گردانیدن ست
قال اللہ تعالیٰ یا داؤد انا
جعلناک خلیفۃ فی الارض
و قال صلی اللہ علیہ وسلم ما
من نبی والا خلیفۃ الحدیث
و قال سیکون فی آخر الزمان
خلیفۃ یحثو المال الحدیث
و معنی لیستخلفنہم لیستخلفن
منھم چنانکہ گویند استخلف
بنو العباس و اثری بنو التمیم
اگرچہ متولی خلافت و صاحب
ثروت ازیشان در ہر وقت یکے
باشد بحکم آنکہ فائدۂ خلافت و
ثروت عائد بہمہ قوم است و این ہر
دو نکتہ کہ ذکر کردیم نیست بلکہ ظاہر
استعمال است زیرا کہ امثال این
کلمات اگر استقرا کنی ہمہ
را موافق ہمیں روزمرہ بیابی
وردہ با معنے دیگر در تعیین محتاج
ارتکاب تاویل و معنے ظاہر

اور شریک نہ بنائیں گے میرے ساتھ کسی چیز کو اور جو کوئی ناشکری
کرے گا بعد اس کے تو وہی لوگ فاسق ہیں۔
استخلاف (کے لفظ جس کا مشتق لیستخلفن اس آیت میں ہے
اس) کا معنی عرف قدیم و جدید (دونوں) میں یہی ہیں خلیفہ بنانا اور
بادشاہ بنانا (یہ لفظ اسی معنے کے لئے قرآن و حدیث میں بکثرت
مستعمل ہے) فرمایا اللہ تعالیٰ نے (ترجمہ) اے داؤد! بیشک
بنایا ہم نے تم کو خلیفہ (یعنے بادشاہ) زمین میں اور فرمایا (رسول
صلے اللہ علیہ وسلم نے) کہ ہر نبی کا خلیفہ (یعنے بادشاہ) ہے اور
فرمایا عنقریب آخر زمانہ میں ایک خلیفہ (یعنے بادشاہ) ایسا ہوگا
جو مال کو دونوں ہاتھوں سے سمیٹے گا الخ
لیستخلفنھم (کے لفظی معنے گو یہ ہیں کہ ان سب مسلمانوں کو اللہ
خلیفہ بنائے گا مگر اس سے مراد یہ ہے کہ ان میں سے کچھ لوگوں کو
خلیفہ بنائے گا جس طرح (اہل عرب) کہتے ہیں استخلف بنو
العباس یعنے خلیفہ بنائے گئے بنی عباس اور بولتے ہیں اثری بنو
التمیم یعنے صاحب ثروت ہوگئے بنی تمیم حالانکہ خلیفہ اور صاحب
ثروت ان میں سے ہر زمانہ میں ایک ہی شخص ہوتا ہے (لیکن)
محض اس وجہ سے کہ فائدہ خلافت اور ثروت کا تمام قوم کو
پہنچتا ہے (خلافت اور ثروت کی نسبت تمام قوم کی طرف کی
جاتی ہے۔
یہ دونوں باتیں جو ہم نے بیان کیں نئی نہیں ہیں بلکہ غالب
استعمال یہی ہے اس قسم کے الفاظ کو اگر تم (کلام عرب میں)
تلاش کرو تو ہر جگہ موافق اسی روزمرہ کے پاؤ گے (جو ہم
نے بیان کیا) اور دوسری جگہ (بمشکل) دوسرے معنی میں پاؤ گے
جن طرح کہ بے تاویل اور معنی ظاہر کے بنا سکنے کا ذکر ہو زیادہ مراد
لئے جاتے ہوں وہ معنے ظاہر ہیں اور جو کہ مراد لئے جاتے ہوں

باز معنے لیستخلفنھم ایجاب انقیاد
قوم است در آنچہ حق خلیفہ باشد چنانکہ
اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در حق
شخصے فرمایند أمّرتُهٗ عليكم وخليفہ
گوید جعلتُ فلاناً قاضياً عليكم
او ولّيتُهُ القضاءَ عليكم
دلالت مے کند بر لزوم آنچہ حق امیر ست
بر سریہ یا حق قاضی است بر رعیت
این لفظ گویا مختصر ایجاب جمیع
حقوق تفصیلیہ خلافت است و
ہیچ فرق نیست درمیان آنکہ گویند
استخلفتُ فلاناً عليكم و در
میان آنکہ وعدتُ فلاناً اَنْ
اَستخلفهٗ عليكم غداً چون
غد برسد و موعود منجز گردد باز معنے
لیستخلفنھم آنست کہ خدائے تعالےٰ
مستخلف ایشان است و این استخلاف
منسوب بوست حقیقتش آنست کہ خدائے
تعالےٰ مدبر السموات والارض
ست ولطیفٌ لما یشاء پس وقتے
کہ مصلحت عالم در نصب خلیفہ باشد
الہام می فرماید در قلوب امت تا شخصے
را کہ حکمت الٰہی مقتضی استخلاف اوست
خلیفہ سازند بحقیقت جمیع حوادث

وہ تاویل ہیں)۔

پھر (یہ بھی سمجھ لو کہ) لیستخلفنھم کا مفاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قوم
پر (موعودہ خلفاء کی) اطاعت واجب کردی اُن امور میں جن میں
خلیفہ کی اطاعت کرنی چاہیئے مثلاً اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کسی کے حق میں فرمائیں کہ میں نے اس کو تم پر افسر بنایا یا (مثلاً) خلیفہ
کہے کہ میں نے فلاں شخص کو تم پر قاضی بنایا یا یوں کہے کہ تمہارے
مقدمات کے فیصلہ کرنیکا میں نے فلاں شخص کو اختیار دیا تو ایسا کہنا
اس شخص کے وہ تمام حقوق ثابت کردیتا ہے جو سردار لشکر کو لشکر پر
یا قاضی کو رعیت پر (حاصل) ہوتے ہیں گویا یہ لفظ خلافت کے
تمام تفصیلی حقوق کے وجوب کو بالاجمال ادا کررہا ہے ونیز (بلحاظ
نظر دیکھنے سے) ایسا کہنے میں کہ میں نے فلاں کو تم پر خلیفہ بنایا
اور ایسا کہنے میں کہ میں نے فلاں شخص سے وعدہ کرلیا ہے کہ کل
اس کو خلیفہ بناؤں گا کوئی فرق نہیں ہے بعد اس کے کہ کل کا دن
آجائے اور وہ وعدہ پورا ہوجائے۔ پھر (یہ بھی واضح رہے کہ
لیستخلفنھم کا مفہوم یہ ہے کہ خدا ہی تعالےٰ اُن لوگوں کو خلیفہ بنانے
والا ہے اور ان کا خلیفہ بنانا اسی کی طرف منسوب ہے (لہٰذا اس سے
یہ نہ سمجھنا کہ بغیر اسباب ظاہری کے یہ لوگ خلیفہ بنائے جائیں گے
بلکہ) اس کی حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالےٰ (چونکہ) مدبر السموات و
الارض اور لطیف لما یشاء ہے لہٰذا جس وقت عالم کی بہتری
خلیفہ (خاص) کے مقرر ہونے میں ہوتی ہے تو وہ امت کے دلوں
میں ڈال دیتا ہے کہ جس شخص کو حکمت الٰہی بنانا چاہتی ہے اُس
کو خلیفہ بنائیں (خدا کے کام کرنے کا طریقہ عالم اسباب میں یہی
ہے کہ بندوں کے دل میں اس کام کا شوق پیدا کرکے اُن کے ہاتھ
سے اس کام کو کرالے) در حقیقت تمام عدم سے وجود میں آنیوالی

لہ ترجمہ۔ انتظام درست رکھنے والا آسمانوں کا اور زمین کا اور آسانی کے ساتھ کر دینے والا اس کام کا جس کو چاہے ۱۲

منسوب بحق است یعنی چونکہ در
بعض حوادث اہتمام الٰہی بہ نسبت
کرامت غیب متحقق مے شود و در
بعض تائید او سبحانہ کہ از قبیل
خرق عوائد باشد پیش مے آید و
علی ہذا القیاس معانی دیگر مخصوص
نسبت این حادثہ بحق باشد این
استعمال اختیار مے کنند کما قال
تعالیٰ فَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ وَلَٰكِنَّ
اللَّهَ قَتَلَهُمْ وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ
وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ پس نسبت
استخلاف بخود اظہار کمال تشریف
ایشاں ست و بیان آنکہ استخلاف
نعمتے است عظیم و امریست راسخ
حقیقت چنانکہ لفظ عبادی و
بیت اللہ و نفخت فیہ من روحی
دلالت بر کمال تشریف و نسب
می کند و لفظ منکم محتمل دو معنے است
من الامۃ المحمدیۃ ومن الحاضرین
وقت نزول الآیۃ وعند التحقیق معنے
ثانی متعین است زیرا کہ در معنے اول تکرار
بے فائدہ لازم مے آید لفظ الذین آمنوا
... کلمہ کافی است وچون دانستہ شد کہ
... وقت نزول سورۃ نور بودند حضرت ...

چیزیں حق تعالیٰ کی طرف منسوب ہیں مگر (ہر چیز کو اس کی طرف
منسوب نہیں کرتے بلکہ) جب کسی واقعہ میں اہتمام الٰہی غیرت تام
رکھنے کے لئے ہوتا ہے یا اس کی تائید بطور خرق عادت کے (اس
میں) شامل ہو جاتی ہے یا کوئی بات اسی قسم کی (اس کی جزئیات سے
ہو جاتی ہے) جو اس واقعہ کو حق تعالیٰ کے ساتھ مزید خصوصیت
دیتی ہے وہاں اس قسم کا استعمال کرتے ہیں (اور اس واقعہ کو اس کی
طرف منسوب کرتے ہیں) جیسا کہ (ایک دوسرے موقع پر) اللہ تعالیٰ
فرماتے ہیں کہ اے مسلمانو! تم نے کافروں کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ
نے انھیں قتل کیا اور (اے نبی!) تم نے انہیں (خاک) جب پھینکی
جب پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی۔ پس ایسے ہی مواقع میں کسی
کام کی نسبت خدا کی طرف کی جاتی ہے (مگر اس نسبت کا فائدہ
ہر جگہ جداگانہ ہوتا ہے چنانچہ) خلیفہ بنانے کی نسبت اپنی طرف
خلفاء کی کمال بزرگی ظاہر کرنے کے لئے ہے اور اس امر کے ظاہر
کرنے کے لئے کہ یہ استخلاف ایک بڑی نعمت اور درحقیقت ایک
بڑی مضبوط چیز ہے جیسے عبادی اور بیت اللہ اور نفخت
فیہ من روحی (میرے بندوں) اور گھر کی اور روح کی نسبت
خدا کی طرف ان چیزوں کی کمال بزرگی اور پسندیدگی کی دلیل ہے۔
لفظ منکم دو معنے کا احتمال رکھتا ہے۔ یعنی تم کو خطاب تمام
امت محمدیہ کو ہو یا (صرف) وقت نزول آیت کے مسلمانو
سے مگر عند التحقیق دوسرے ہی معنے مراد ہیں پہلے معنی میں
بیفائدہ تکرار لازم آتی ہے لفظ الذین آمنوا لفظ منکم جیسے
قول کی ضرورت باقی نہیں رکھتا۔
یہ معلوم ہو گیا کہ الذین آمنوا سے مراد وقت نزول سورۃ
نور کے مسلمان ہیں تو (یہ بھی واضح ہو گیا کہ) حضرت معاویہؓ

۵ ترجمہ میری بندے۔ اللہ کا گھر، پھونکی میں نے اس میں اپنی روح۔ یوں تو سب اللہ کے بندے ہیں اور سب گھر اسی کے ہیں اور سب روحیں خدا کی
اس تخصیص سے محض اظہار شرف کے لئے ہے۔

و بنو امیہ و بنو عباس از آں خارج باشند و
قولہ لیمکنن لہم دینہم الذی ارتضیٰ
لہم دلالت می کند بر دو معنی یکی آنکہ ایں خلفا
کہ خلافت ایشاں موعود است چوں وعدہ ظہور
شود دین حق بکمل الوجوہ بظہور آید دوم آنکہ
از جنس عقائد و عبادات و معاملات و مناکحات
و احکام خروج آنچہ در عہد مستخلفین ظاہر
شود و ایشاں باہتمام تمام سعی در اقامت
آں کنند دین مرتضیٰ است پس اگر
اجمالی قضاء مستخلفین در مسئلہ و فتوای
ایشاں در حادثہ ظاہر شود آں دلیل
شرعی باشد کہ مجتہد بآں تمسک نماید
زیرا کہ آں دین مرتضیٰ است کہ تمکین آں
واقع شد ہر چند اجتہاد ہر مجتہدے
و لو کان صحابیا احتمال خطا دارد
در نزدیک کسے کہ می گوید کل مجتہد
مصیب متعدد جواب در ہر حادثہ محتمل
است و نزدیک کسے کہ می گوید المصیب
واحد والآخر معذور غیر آثم احتمال
خطا در ہر دو جانب ممکن است لیکن
بہ ہمہ مضمون ظہور حقیقت

اور دوسرے خلفائے بنی امیہ اور خلفائے بنی عباس اس
آیت کے وعدہ سے خارج ہیں۔
لیمکنن لہم دینہم الذی ارتضیٰ لہم دو معنے پر دلالت کرتا
ہے ایک یہ کہ وہ خلفا جن کی خلافت کا اس آیت میں وعدہ
ہے جب وہ وعدہ پورا ہوگا تو دین نہایت کامل طور پر ظاہر ہوگا
دوسرے یہ کہ عقائد و عبادات و معاملات و مسائل نکاح و احکام
خوارج (سیاسی) جو جو ان خلفاء کے عہد میں ظاہر ہوں گی اور
وہ جن جن چیزوں کی ترویج میں پورے اہتمام کے ساتھ کوشش
کریں گے وہ سب چیزیں پسندیدہ دین ہوں گی نتیجہ یہ ہوا کہ
اس وقت اگر ان خلفاء کا فیصلہ کسی مسئلہ کے متعلق یا ان کا فتویٰ
کسی واقعہ کے متعلق پایۂ ثبوت کو پہنچ جائے تو وہ (فیصلہ اور
فتویٰ) دلیل شرعی ہوگا کہ مجتہد اس سے تمسک کرے گا کیونکہ
وہ فیصلہ اور فتویٰ (بحکم اس آیت کے) وہی دین پسندیدہ دین
ہے جس کی تمکین واقع ہوئی گو اجتہاد ہر مجتہد کا چاہے وہ مجتہد
صحابی کیوں نہ ہو خطا کا احتمال رکھتا ہے اور جو لوگ ہر مجتہد
کو (تمام مسائل میں) صواب ہی پر سمجھتے ہیں ان کے نزدیک ہر
مسئلہ میں کئی کئی جواب ممکن ہیں اور جو لوگ کہتے ہیں کہ صواب
پر ایک ہی مجتہد ہوتا ہے اور دوسرا مجتہد خطا پر مگر معذور اور
بے گناہ ان کے نزدیک احتمال خطا کا دونوں جانب ہے (لہٰذا
چونکہ خلفاء بھی مجتہد تھے لہٰذا ان کے فیصلہ اور فتویٰ میں بھی
احتمال خطا کا ہونا چاہیے) لیکن یہ احتمالات ان مسائل کی حقیقت کو

[1] جیسے حضرت عمر بن خطابؓ نے نماز تراویح کی ترویج میں اور حضرت عثمانؓ نے جمعہ کی دوسری اذان کی ترویج میں کوشش کی اور
یہ کوشش پورے اہتمام کے ساتھ ہو مثلاً حضرت فاروقؓ نے کسی امر کے متعلق معمولی طور پر فرمایا ہو اور لوگوں نے اس پر اختلاف
کیا ہو پھر حضرت فاروقؓ نے اس خاص امر کے مسئلہ کی طرف توجہ نہ کی ہو تو ایسے امور اس سے
خارج رہیں گے۔

آنچہ در زمان ایشان بسعی ایشان شائع شدہ
بہ جنی وارد بہر تقدیر قول ایشان از قیاس
قیاسان و استنباط مستنبطان قوی تر خواہد
بود نہ چنانکہ امامیہ می گویند کہ دین مرتضے
ہمیشہ مستور و مخفی ماند و ائمہ اہل بیت ہمیشہ
تقیہ می کردند و بر اظہار دین خود ہیچگاہ قادر
نشدند بلکہ اینجا افادہ کردہ شد کہ آں ہمہ
غیر مرتضے ست و باطل است زیرا کہ اگر
مرتضے می بود بمقتضائی ایں وعدہ تمکن می شد
وکلمہ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا
دلالت می کند برآنکہ ایں مستخلفین و سائر مسلمین
در وقت انجاز موعود مطمئن باشند و از ترس
از کفار مختلفۃ الادیان ترس داشتہ باشند و نہ از
یک دیگر چنانکہ امامیہ گمان می کنند کہ ائمہ
اہل بیت ہمیشہ ترسان و ہراسان می بودند
و تقیہ می کردند و ہمیشہ از مسلمانان بایشان
و بیاران ایشان عار و جنگ می رسیدے
و ہیچگاہ مؤید و منصور نہ شدند
وکلمہ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ دلالت
می نماید برآنکہ جمیعے کہ ایں وعدہ در باب
ایشان واقع شد در نعمت خلافت متنعم شوند
بکمال ایمان و عمل صالح باشند وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

جو خلفاء کے زمانہ میں اور ان کی کوشش سے شائع ہوئے نہیں
مل سکتے دیکھو کہ ان مسائل کی حقیقت آیۂ قرآنیہ سے ثابت ہو چکی
بہرحال (یہ تو یقینی ہے کہ) ان کا قول دوسروں کے قیاس اور
استنباط سے زیادہ قوی ہوگا (المختصر لیمکنن سے موعود خلفاء
کے زمانہ میں دین حق کا بالکل وجوہ ظاہر ہونا بالکل واضح ہے)
نہ جیسا کہ امامیہ کہتے ہیں کہ دین پسندیدہ ہمیشہ پوشیدہ رہا اور
ائمہ اہل بیت ہمیشہ تقیہ کرتے رہے اور اپنے دین کے ظاہر کرنے
پر کبھی قادر نہ ہوئے بلکہ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جو
دین پوشیدہ رہا وہ غیر پسندیدہ اور باطل ہے کیونکہ اگر پسندیدہ
ہوتا تو اس وعدہ کے موافق اس کو تمکین ملتی۔
وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا اس بات پر دلالت کرتا ہے
کہ یہ خلفاء بلکہ تمام مسلمان اس وعدہ کے پورے ہونے کے
وقت میں مطمئن اور بے خوف ہو جائیں گے نہ کافروں کے کسی
فرقہ سے ان کو خوف رہے گا اور نہ آپس میں[1] ایک دوسرے سے
جیسا کہ امامیہ خیال کرتے ہیں کہ ائمہ اہل بیت ہمیشہ ڈرتے رہے
اور تقیہ کرتے رہے اور ہمیشہ مسلمانوں کی طرف سے ان کو اور ان
کے ساتھیوں کو تکلیف اور ذلت پہنچتی رہی اور کبھی ان کی
تائید اور مدد (خدا کی طرف سے) نہ ہوئی۔
الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ اس بات پر دلالت کرتا ہے
کہ وہ لوگ جن کے متعلق یہ وعدہ ہوا ہے اور جن کو نعمت خلافت
ملے گی کمال ایمان اور (کمال) عمل صالح کے ساتھ موصوف
ہوں گے (وجہ اس کی یہ ہے کہ) وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ (کسی کیلئے)

[1] یہ اس وجہ سے سمجھا گیا کہ خوف کا لفظ قرآن پاک میں مطلق ہے اور مطلق کی نفی جب ہی ہوتی ہے جب اس کے تمام افراد معدوم ہو جائیں نیز
یہ جملہ افادہ نعمت کے لئے ہے پس اگر یہ صورت فرض کر لی جائے کہ کافروں کا خوف تو جاتا رہے مگر خود مسلمانوں کو ایک دوسرے کی طرف سے خوف تھا
تو یہ کوئی نعمت نہ ہوگی بلکہ پہلے سے زیادہ کیونکہ اپنوں سے جس قدر خوف اور خطرہ ہوتا ہے ویسا خوف ایسا نہیں ہوتا۔

ودر عرف عامی استعمال کنند که در محل صالح مرتبه داشته باشد نسبت با مومنین دیگر پس کما استخلف الذین من قبلهم مراد آنست چنانکه یک سفر از تورات وعده فتوح بلاد شام وحکم بلاد مفتوحه نازل شده بنابر حکمت الٰہی این وعده در زمان حضرت موسیٰ منجز نشد وحضرت موسیٰ برای انجاز این وعده حضرت یوشع را خلیفه ساخت تا حضرت یوشع بعد وفات حضرت موسیٰ فتح بست وشش شهر نمود وبنی اسرائیل را مطمئن گردانید وآن شهرها را بر وفق وصیت حضرت موسیٰ بر بنی اسرائیل تقسیم فرمود همچنین پیغامبر ما را صلی اللہ علیہ وسلم وعده فتح بلاد شام وبلاد عجم متحقق شد قال اللہ تعالیٰ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ واین وعده بنابر حکمت الٰہی در زمان آنحضرت بظهور نه رسید لاجرم خلفا را بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منصوب ساخت تا آن موعود منجز گردد وبار حضرت داؤد وسلیمان که بعد غلبه عمالقه ومتفرق شدن قبائل بنی اسرائیل خلیفه شده اند قال اللہ تعالیٰ يَا دَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ بار مسلمین را مطمئن ساختند همچنان این خلفا بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وبعد ظهور ارتداد عرب مسلمانان را مطمئن ساختند بالجمله این تشبیه بیان آنست که خلافت ایشان خلافت راشده خواهد بود ومرضی نزدیک خدا تعالیٰ وآثار خیر ازان ظاهر شود وکلمه لهم فی قوله تعالیٰ و لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دلالت می کند بر یکے از دو

عرفاً اسی وقت استعمال کرتے ہیں جب وہ محلِ صالح میں بہ نسبت عام مسلمانوں کے کچھ فوقیت رکھتا ہو۔ کما استخلف الذین من قبلہم سے یہ مراد ہے کہ جس طرح توراۃ کے ایک باب میں بلادِ شام کے فتح ہو جانے کا وعدہ ہے اور بلادِ مفتوحہ کے احکام نازل ہو گئے تھے مگر بمقتضائے حکمت یہ وعدہ حضرت موسیٰؑ کے زمانہ میں پورا نہ ہوا اور حضرت موسیٰؑ نے اسی وعدہ کے پورا ہونے کے لئے حضرت یوشعؑ کو خلیفہ بنایا اور حضرت یوشعؑ نے بعد وفات حضرت موسیٰؑ کے چھبیس شہر فتح کئے اور بنی اسرائیل کو مطمئن کر دیا اور ان شہروں کو حضرت موسیٰؑ کی وصیت کے مطابق بنی اسرائیل پر تقسیم کیا اسی طرح ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے بلادِ شام اور بلادِ عجم کے فتح کا وعدہ (خدا کی طرف سے) ہوا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (ترجمہ) دینِ اسلام کو تمام دینوں پر غالب کر دے گا مگر یہ وعدہ بمقتضائے حکمتِ الٰہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ظاہر نہ ہوا لہٰذا (اللہ نے) خلفاء کو بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کیا تاکہ وہ وعدہ پورا ہو اور جس طرح حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ (کہ وہ) عمالقہ کے غالب ہو جانے اور بنی اسرائیل کے پراگندہ ہو جانے کے بعد خلیفہ ہوئے تھے (جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یٰدَاوٗدُ یعنے اے داؤدؑ! بے شک بنایا ہم نے تم کو زمین میں خلیفہ) اور انہوں نے مسلمانوں کو مطمئن کر دیا تھا اسی طرح ہمارے پیغمبرؐ کے خلفاء نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اور اہلِ عرب کے مرتد ہو جانے کے بعد مسلمانوں کو مطمئن کر دیا۔ الحاصل اس تشبیہ سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ ان خلفاء کی خلافت راشدہ اور خدا کے نزدیک پسندیدہ ہوگی اور آثارِ خیر اُن سے ظاہر ہوں گے۔ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ میں لفظ لَهُمْ ان دو باتوں میں سے ایک بات پر

یعنی یا این است کہ ایں تمکین از دست ایشان برآید و ایشاں بتوفیق الٰہی سعی عظیم دراں باب صرف کنند و تائید الٰہی شامل حال ایشاں شود و آنچہ می خواستند و بداں اہتمام می نمودند بفضل الٰہی حسب دعا بوقوع پیوست موافق لقولہ تعالیٰ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ یا این است کہ ہمت ایشاں بکلی متوجہ تمکین بود و ہمیشہ از خدائے تعالیٰ آں را درخواست می نمودند تا آنکہ چوں واقع شد بداں منتفع شدند و ایشاں را سرور کلی حاصل گشت و ایں نعمت عظیمہ تمام شد بر مستخلفین در حق آں است کہ ہر دو وجہ متحقق گشت واللہ اعلم۔ باز کلمہ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا دلالت می کند کہ ایں معنے بعد انتقال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بوقوع خواہد شد تا معنے لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ راست شود

دلالت کرتا ہے یا یہ کہ تمکین دین انہی خلفاء کے ہاتھ سے ہوگی اور وہ بتوفیق الٰہی بڑی کوشش اس بارے میں کریں گے اور تائید الٰہی اُن کے شامل حال ہوگی (چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جو کچھ ان خلفاء سے چاہا اور اس کو اہتمام کیا فضل الٰہی سے وہ کام اُن کی مرضی کے موافق (اُن کی کوشش سے زیادہ) پورا ہوا) (یہ مطلب) اللہ تعالیٰ کے اس قول کے موافق ہوجائیگا کہ (اگر ہم اُن کو خلیفہ بنائیں تو) وہ نماز کو قائم رکھیں گے اور زکوٰۃ دیں گے یا یہ کہ ان خلفاء کی توجہ تمامتر تمکین دین کی طرف مبذول رہے گی اور وہ ہمیشہ خدا سے اسی کی درخواست کیتے رہیں گے اور جب تمکین دین ہوجائے گی تو وہ اس سے (بڑے) منافع حاصل کریں گے اور خوش ہوجائیں گے (چنانچہ ایسا ہی ہوا) اور یہ نعمت عظیمہ ان خلفاء پر پوری ہوگئی اور حق یہ ہے کہ لفظ مذکور سے یہ دونوں باتیں مراد ہیں اور خلفاء میں یہ دونوں باتیں پائی گئیں واللہ اعلم۔

پھر (یہ بھی واضح رہے کہ) وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ وعدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد پورا ہوگا (کیونکہ اگر حضرتؐ کے سامنے یہ وعدہ پورا ہوجائے تو اس کی تخصیص اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کے ساتھ بالکل لغو ہوجائے گی معاذ اللہ منہ) اس صورت میں لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ بھی اپنے (اصلی) معنے پر قائم رہے گا۔

لہ کیونکہ حضرتؐ کے بعد ہی رکیس ہاکر یہ وعدہ پورا ہونے والا ہوتا تو وعدہ آپ ہی سے ہوتا نہ کہ مسلمانوں سے یا کوئی ایسا لفظ آتا جس میں آپ بھی داخل ہوجاتے جیسے فرمایا وعدکم اللہ احدی الطائفتین یا فرمایا وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً اب یہاں نہیں کہا جاسکتا کہ یہ وعدہ حضرتؐ کے انتقال کے بعد پورا ہوگا کیونکہ وعدکم میں لفظ [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی مسلمانوں کے ساتھ مراد ہوسکتے ہیں آیت استخلاف کے وعدہ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں پورا نہ ہونا ایک تاریخی واقعہ ہے مگر حضرت مصنفؒ نے اپنی دقت پسندی اور عادت فطری کے مقتضا سے اس مضمون کو آیت کے الفاظ سے ثابت کردیا ہے۔ [illegible]

کلہ استخلاف کے اصلی معنے یہی ہیں کہ کسی کو کسی کے بعد بادشاہ بنایا جائے۔ بہ اس صورت میں یہ معنے بن جائیں گے کیونکہ مطلب یہ ہوجائیگا کہ ہم تم کو ان کے بعد بادشاہ بنائیں گے۔ اور اگر حضرتؐ کے سامنے یہ وعدہ پورا ہوجاتا تو یہ اصلی معنے نہیں بن سکتے بلکہ صرف بادشاہ بنانے کے معنے ہوسکتے ہیں

و کلمۂ مَنْ کَفَرَ بعد ذلک تحقیق استخلاف ایشان می
نماید و افادہ می فرماید کہ استخلاف این بزرگواران
نعمتے ہست عظیم مستوجب شکر منعم حقیقی و اول کسیکہ کفران
نعمت استخلاف نمود قتلۂ امیر المؤمنین عثمان اند
و من بعد فرقۂ امامیہ کہ گمان می کنند کہ خلافت را از
مستحق آن غصب کردہ اند و بلای عظیم فرو ریختہ
فرو ریخت کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ہمہ صحابہ مخالفت کردند با منصوص علیہ بالخلافۃ ہمہ
ہمہ عاصیان شدند سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ
عَظِيْمٌ و اول کسیکہ از مفسران صحابہ این آیہ
را برین معنے فرود آورد و این وعدہ را در
زمان حضرت عمر رضی اللہ عنہ منجز دانست
علی مرتضیٰ است کرم اللہ وجہہ زیرا کہ چون
فاروق اعظم رض طلب مشاورہ کرد از صحابہ
در باب رفتن بجانب عراق علی مرتضیٰ
ہمیں آیت متمسک شد ایذا بالبداہۃ معلوم
گردید کہ خلافت فاروق اعظم رض از جملہ
استخلاف موعود است و این قول مرتضیٰ
بطرق متعددہ ظاہر شد ہم پیش اہل سنت
و جماعت و ہم پیش شیعہ در نہج البلاغۃ
مذکور است اِنَّ هٰذَا الْاَمْرَ لَمْ يَكُنْ[1]
نَصْرُهٗ وَلَا خِذْلَانُهٗ بِكَثْرَةٍ
وَلَا قِلَّةٍ وَهُوَ دِيْنُ اللّٰهِ
الَّذِيْ اَظْهَرَهٗ وَجُنْدُهُ الَّذِيْ

لفظ مَنْ كَفَرَ ان خلفاء کے حقیقت خلافت کی تائید کر رہا ہے اور
ظاہر کر رہا ہے کہ ان بزرگوں کا خلیفہ ہونا ایک بڑی نعمت ہے
جس پر منعم حقیقی کا شکر کرنا واجب ہے۔ اس نعمت کی ناشکری
سب سے پہلے جس نے کی وہ امیر المؤمنین حضرت عثمان رض کے قاتل
ہیں ان کے بعد فرقہ امامیہ نے ناشکری کی (جو یہ خیال کرتے
ہیں کہ خلفاء نے خلافت کو اس کے مستحق سے غصب کر لیا اور
ایک عجیب آسمانی آفت پیش آگئی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کی وصیت کی تمام صحابہ رض نے مخالفت کی اور منصوص الخلافۃ
کی تمام سب نے نافرمانی کی۔ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ
مفسرین صحابہ رض میں سب سے پہلے جس نے اس آیت کو خلفاء سے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر منطبق کیا اور اس وعدہ کا حضرت
عمر رض کے زمانہ میں پورا ہونا سمجھا وہ علی مرتضیٰ ہیں کرم اللہ وجہہ
چنانچہ جب حضرت فاروق اعظم رض نے صحابہ رض سے (جہاد) عراق
میں (خود بنفس نفیس) جانے کی بابت مشورہ لیا تو حضرت علی
مرتضیٰ نے یہی آیت پیش کی (اور ان کو فتح کا اطمینان دلایا
اور بنفس نفیس جانے کے ارادہ سے باز رکھا) یہاں سے بداہۃً
معلوم ہوا کہ فاروق اعظم کی خلافت منجملہ موعودہ خلافتوں کے
ہے حضرت علی رض کا یہ قول متعدد سندوں سے ثابت ہے اہل
سنت کی کتابوں میں بھی اور شیعوں کی کتابوں میں بھی۔
نہج البلاغۃ میں (جو شیعوں کی معتبر ترین کتاب ہے) مذکور ہے
کہ حضرت علی رض نے حضرت فاروق اعظم سے عرض کیا کہ اس
دین کو فتح کثرت (لشکر) سے نہیں ملی اور نہ قلت (لشکر)
سے اس کو شکست ہوئی (بلکہ) یہ خدا کا دین ہے جس کو اس
نے خود غالب کیا اور یہ (جماعت اہل اسلام) اسی کا لشکر ہے

[1] دیکھو نہج البلاغۃ مطبوعہ مصر قسم اول صفحہ ۲۰۸۔

آمنوا ... حتی بلغ ما بلغ و طلع حیث طلع و نحن علی موعود من الله حیث قال وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ الآیۃ فالله منجز وعده و ناصر جنده الی آخر ما قال۔ نہ چنانکہ شیعہ گمان می کنند کہ این وعدہ در زمان امام مہدیؑ متحقق خواہد شد در زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بود و منقضی شد و کلمہ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَهُمْ و کلمہ یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا بیان علت غائیہ استخلاف است کما قال عزّ من قائل ذٰلِکَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْاَهٗ گویا می فرماید کہ استخلاف برائے آن مطلوب شد کہ دین مرتضیٰ ممکن شود و اعلائے کلمۃ اللہ بظہور رسد و ظہور دین حق بر جمیع ادیان متحقق گردد و قال اللہ تبارک و تعالیٰ فی سورۃ الحج اِنَّ اللّٰهَ یُدٰفِعُ عَنِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

دین کو اس نے عزت و قوت دی یہاں تک کہ یہ دین پہنچا جہاں تک پہنچا اور پھیلا جہاں تک پھیلا اور ہم لوگوں سے خدا کا وعدہ ہے [چنانچہ اس نے وعدہ فرمایا ہے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ الآیۃ] پس اللہ اپنا وعدہ پورا کرے گا اور اپنے لشکر کو فتح دے گا الی آخرہ نہ کہ جیسا شیعہ خیال کرتے ہیں کہ یہ وعدہ امام مہدیؑ کے وقت میں پورا ہوگا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پورا ہو چکا۔ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَهُمْ اور یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا میں خلیفہ بنانے کی علت غائیہ کا بیان ہے جیسا کہ اللہ عزوجل نے (ایک دوسرے موقع پر) فرمایا ہے ذٰلِکَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْاَهٗ الآیۃ۔ گویا فرماتا ہے کہ (ان موعودین کے) خلیفہ بنانے سے مقصود یہ ہے کہ دین پسندیدہ تمکین پائے اور کلمۂ الٰہی کی بلندی ظاہر ہو جائے اور دین حق کا غلبہ تمام دینوں پر ثابت ہو جائے۔

(دوسری آیت) اللہ تبارک و تعالیٰ سورۂ حج (سترھویں پارہ) میں فرماتا ہے۔ (ترجمہ)

بیشک خدا دور کرتا ہے مسلمانوں سے (یعنے ان کے دشمنوں کے

له یہ جملہ بطور مدح کے شارحین نہج البلاغہ نے بڑھایا ہے چنانچہ ملا فتح اللہ کاشانی کی شرح سے صاحب [illegible] نے بھی یہ عبارت اسی طرح نقل کر کے خیانت نقل کا بہتان لگانے والوں کا منہ بند کیا ہے تمام شراح نہج البلاغہ متفق ہیں اور نیز عقل سلیم تسلیم کرتی ہے کہ حضرت علیؓ کا اشارہ اسی آیت کی طرف ہے اور اگر کوئی شیعہ باوجود اپنے اکابر کی تصریح کے اس آیت کی طرف اشارہ نہ مانے (یہ جتا) اس کے ذمہ ہے کہ حضرت علیؓ نے خدا کا وعدہ کہاں سے معلوم کیا۔ سله اسی قسم کا کلام حضرت علی مرتضیٰ سے غزوۂ روم کے متعلق بھی منقول ہے جس وقت حضرت فاروقؓ نے بنفس نفیس جانے کا مشورہ لیا (حضرت مرتضیٰ نے فرمایا) قد توکل الله لاهل هذا الدین باعزاز الحوزة وستر العورة الی آخرہ نہج البلاغہ مطبوعہ مصر قسم اول [illegible] یعنے اللہ ضامن ہو گیا ہے اس دین والوں کیلئے ان کی جماعت کے غالب کرنے اور ان کی برہنگی (یعنے [illegible]) [illegible] کا۔ [illegible] اس کی شرح میں لکھتے ہیں و هذا الکلام من قوله تعالی وعد الله الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات [illegible] نے اسی آیت کو بیان کیا ہے۔ سله جو مقصد کسی کام سے ہو اس کو علت غائیہ کہتے ہیں اس آیت کو اس وجہ سے کہ اس میں تمکین کا ذکر ہے آیۃ تمکین کہتے ہیں۔

داده از جانبت یعنی سنت مستمرهٔ ما است
دفع شر کفار از سر مسلمانان و این
معنے در جہاد خواہد بود باز فرمودن اِنَّ اللّٰهَ
لَا یُحِبُّ کُلَّ خَوَّانٍ کَفُوْرٍ و این اشارہ
بمعنے دیگر است یعنی برائے آن سنت ما
دفع شر کفار شد که دوست نمی داریم
ہر خیانت کنندہ ناسپاس دارندہ را و دوست
می داریم ہر متدین شاکر را چون کفار
ہمیشہ متصف بخیانت و کفران نعمت بوده
اند و موحدان پیوستہ متصف بتدین
و شکر لاجرم نصرت موحدان و کبت
کافران سنت مستمرۂ ما است قولہ تعالیٰ
اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ در این آیت
سببے برائے اذن جہاد تقریر کردہ
شد یعنی مظلوم اند و خدائے تعالیٰ
ہمیشہ بر مظلومان رحم می فرماید و بر ظالمان
شکست می آرد و مظلوم را دفع ظالم از خود
در جمیع ملل و نحل جائز است باز تعبیر
مسلمانان بموصولے که صلہ اش یُقٰتَلُوْنَ
است اشارہ می کند که ہم ظالم ہمیشہ از جانب خود
بر ایشان جنگ میکنند قولہ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰی نَصْرِهِمْ لَقَدِیْرٌ
بجائے وَاللّٰهِ لَاَنْصُرَنَّهُمْ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ واقع شد
لکن لفظ قسم [illegible] تسہیل وعدہ [illegible]
[illegible] عادت پادشاہان است کہ
وقت غضب گویند [illegible]

طاقت کا رکھتی ہے مطلب یہ ہوا کہ ہماری دائمی عادت ہے کافروں
کے شر کو مسلمانوں کے سر سے دفع کرنے کی اور یہ بات جہاد میں حاصل
ہوتی ہے (لہٰذا ہم جہاد کی اجازت دیتے ہیں) اس کے بعد فرمایا کہ
اللہ دوست نہیں رکھتا ہر خیانت کرنے والے ناشکر کو یہ ایک دوسری
بات کی طرف اشارہ ہے یعنی ہماری عادت کافروں کے شر کو دفع
کرنے کی اس لئے قائم ہوئی ہے کہ ہم خیانت کرنے والے ناشکر کو
دوست نہیں رکھتے مگر متدین اور شکر گزار کو دوست رکھتے ہیں
اور چونکہ کافر ہمیشہ خیانت اور کفران نعمت (کی بری صفت) کے
ساتھ اور مومن ہمیشہ تدین اور شکر گزاری (کی عمدہ صفت) کے
ساتھ موصوف رہتے ہیں لہٰذا ہماری دائمی عادت موحدوں کو مدد
دینے اور کافروں کو سرنگوں کرنے کی قائم ہو گئی۔

اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ اس آیت میں جہاد کی اجازت دینے کا
سبب بیان کیا گیا ہے یعنی یہ لوگ مظلوم ہیں اور خدا تعالیٰ
ہمیشہ مظلوموں پر رحم کرتا اور ظالموں کو شکست دیتا ہے اور
مظلوم کو ظالم (کا ظلم) اپنے سے دفع کرنا تمام مذاہب میں جائز
ہے۔ پھر مسلمانوں کو اس عنوان سے تعبیر کرنا کہ "وہ لوگ جن سے کافر
لڑتے ہیں" اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ یہ لڑنے والے بڑے
ظالم ہیں۔

وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰی نَصْرِهِمْ لَقَدِیْرٌ بجائے اس کے ہے کہ اپنی قسم میں
مسلمانوں کو ضرور ضرور ظالموں پر فتحیاب کروں گا (مگر قسم میں بھی
زیادہ سختی عبارت نرم کر دی گئی) لیکن عتاب کی نرمی میں تہدید
بڑھ جاتی ہے اور وعدہ کی نرمی میں خوشخبری زیادہ ہو جاتی ہے
کیونکہ کنایہ تصریح سے زیادہ بلیغ ہوتا ہے۔ بادشاہوں کی بول
چال ہے کہ وقت غصہ (کی حالت) میں کہتے ہیں کیا ہم تیرے
برباد کر دینے پر قادر نہیں ہیں۔ اور کمال مہربانی (کی حالت) میں

از معنے ان مکنّٰھم تعلیق یک جزء نفسی خلافت است بجزء دیگر زیرا کہ خلافت شرعی تمکین فی الارض است با اقامت دین ایجا افادہ می فرماید کہ اگر تمکین این جماعت فی الارض متحقق شود البتہ آن تمکین مقترن شدہ بود با اقامت دین و ہمین است معنے خلافت راشدہ پس حضرات خلفاء از مہاجرین اولین بودند کہ یُقَاتَلُوْنَ و اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ وادن جہاد برائے ایشان بالقطع متحقق شد و متمکن شدند در ارض بالقطع پس لازم آمد کہ اقامت دین کردہ باشند بالقطع بمقتضائے این تعلیق پس بالقطع خلفائے راشدین بودند زیرا کہ معنے خلافت راشدہ غیر این دو جزء نیست اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ اشارہ است باقامت ارکان اسلام وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ شامل است احیائے علوم دین را وَنَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ شامل است جہاد کفار و اخذ جزیہ را زیرا کہ منکرے زیادہ تر از کفر نیست و نہیے و ردّے بالاتر از قتل اہل کفر و گرفتن جزیہ نیست و شامل است اقامت حدود و تعزیرات را بر عصاۃ مسلمین و از مفہوم اَقَامُوْا وَاٰتَوْا وَاَمَرُوْا وَنَھَوْا گفتہ است کہ ہرچہ در زمن تمکین در ایام تمکین ایشان از این ابواب ظاہر شود ہمہ معتد بہ خواہد بود شرعاً

ان مکنّٰھم میں (بطور شرط و جزاء کے) حقیقت خلافت کے ایک جزء (یعنے اقامت دین) کو دوسرے جزء (یعنے تمکین) پر معلق کیا ہے (کیونکہ خلافت شرعی اس تمکین فی الارض کا نام ہے جو اقامت دین کے ساتھ ہو) مطلب یہ ہوا کہ ان لوگوں کو اگر زمین میں تمکین ملے گی تو ضرور وہ تمکین اقامت دین کے ساتھ ہوگی اور خلافت راشدہ کا یہی مطلب ہے۔

(یہ ظاہر ہے کہ) حضرات خلفاء مہاجرین اولین میں سے تھے جن کی نسبت یُقَاتَلُوْنَ اور اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ آیا ہے اور جن کے لئے اذن جہاد کا قطعی ثبوت ہے۔ اور ان کو زمین میں تمکین ملنا بھی یقینی ہے پس بمقتضائے تعلیق مذکور یقیناً انھوں نے اقامت دین کی ہوگی (اس سے صاف) نتیجہ یہ نکلا کہ وہ حضرات خلیفۂ راشد تھے کیونکہ خلافت راشدہ انہی دو جزء (یعنے تمکین اور اقامت دین) کا نام ہے اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ میں ارکان اسلام کے قائم کرنے کی طرف اشارہ ہے۔ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ (تمام) علوم دینیہ کے زندہ رکھنے کو شامل ہے۔

وَنَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ کافروں سے جہاد کرنے اور ان سے جزیہ لینے کو شامل ہے۔ کوئی منکر کفر سے زیادہ (قبیح) نہیں ہے اور کوئی نہی کافروں کے قتل کرنے اور ان سے جزیہ لینے سے زیادہ سخت نہیں ہے اور (نیز یہ کلمہ) شامل ہے نافرمانی کرنے والے مسلمانوں پر حدود و تعزیرات قائم کرنے کو۔

پھر (یہ بھی واضح رہے کہ) اَقَامُوا اور اَمَرُوا اور نَھَوا کے الفاظ سے یہ بھی مفہوم ہوتا ہے کہ ان تمکین یافتہ لوگوں سے ان کے تمکین کے زمانہ میں نماز اور زکوٰۃ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے متعلق جو باتیں ظاہر ہوں گی وہ سب شرع میں معتبر ہوں گی (اگر غیر معتبر ہوتیں تو قرآن میں قابل ذکر نہ تھیں)۔

لہ جیسے حضرت عمرؓ کے زمانہ میں نماز تراویح کی ترویج ہوئی تمام مسلمانوں نے اس کو منجانب شرع سمجھا

در آں زمان استخلاف موعود و تمکین موعود متحقق نشد اے یوم القیامۃ بودنی نیست و در آں زمان غیر ایں عزیزان ممکن نشدند و مستخلف نشدند پس مستخلفین و ممکنین ایشان اند بالقطع۔ و آں جاہلان کہ مے گویند خلافت را از مستحق آں غصب کردہ شد و بغیر مستحق رسید مکذب خدا و مکذب رسول او یند زیرا کہ مخالفت امر تشریعی متصور است کہ زید را امر نماز کنند و وے نماز نگزارد و مخالفت وعدہ الٰہی اینجا متقدم وعدہ است و اخبار از آئندہ و تشریع استخلاف ایشاں تابع وعدہ شدہ است کہ ایں تشریف و تصویب غیر مرضی نخواہد بود و چوں وعدہ استخلاف منجز شد یعنے استخلفت علیکم فلانا ثم فلانا ثم فلانا برونق کار آمد و آں ایجاب انقیاد است پس ظاہر وعدہ است و باطن ایجاب انقیاد ہر چند قدر ایں بزرگواران از یں سخن کہ می گوئیم بالاتر است اما بالفرض می تواں گفت کہ اگر خدائے تعالیٰ در باب شخصے فرماید کہ وعدہ کردہ ام کہ خطیب ایں روز جمعہ را فلاں نعمت و فلاں نعمت دہم یا فرماید کہ خطیب ایں روز جمعہ عالم قاری صالح است

اس زمانہ میں استخلاف موعود اور تمکین موعود کا وجود نہ ہوا تو اب قیامت تک نہیں ہو سکتا اور اس زمانہ میں سوا اُن حضرات کے اور کسی کو تمکین نہیں ملی اور استخلاف عطا نہیں ہوا پس یقیناً (معلوم ہوا کہ ان آیتوں کا موعود) استخلاف و تمکین انہی کو عطا ہوا۔[1] وہ جاہل جو کہتے ہیں کہ خلافت مستحق سے غصب کر لی گئی اور غیر مستحق کو مل گئی خدا کی تکذیب کرنے والے اور اس کے رسولؐ کی تکذیب کرنے والے ہیں کیونکہ (تکذیب نہ کرنے والے سے) امر تشریعی کی مخالفت تو ممکن ہے مثلاً زید کو حکم نماز کا دیا اور اس نے نماز نہ پڑھی (مگر تکذیب نہ کرنے والے سے) وعدۂ الٰہی کی مخالفت (ممکن نہیں مثلاً زید سے کوئی وعدہ کیا جائے اور زید اس کے پورا ہونے کا قائل نہ ہو) یہاں (ان آیتوں میں) اصل چیز وعدہ اور پیشین گوئی ہے اس وعدہ کے ضمن میں اُن حضرت کے استخلاف کی تشریع ہے کہ اس تشریف و تعریف کے ساتھ ان کی خلافت غیر پسندیدہ نہیں ہو سکتی اور جب وہ وعدہ پورا ہو گیا تو (اب استخلاف ضمنی نہ رہا بلکہ حتمی) یعنے استخلفت علیکم فلانا ثم فلانا ہو گیا اور اطاعت ان خلفاء کی واجب ہو گئی الحاصل (ان آیتوں کے) ظاہر (میں) وعدہ ہے اور باطن (میں) وجوب اطاعت (خلفاء) ہے (لہٰذا جو لوگ ان خلافتوں کو نہیں مانتے وہ درحقیقت وعدۂ الٰہی کی تکذیب کرتے ہیں) ہر چند ان بزرگوں کا رتبہ اس بات سے جو کہ ہم کہتے ہیں بالاتر ہے مگر (مثال کے طور پر) فرض کر کے کہا جا سکتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ نے کسی شخص کی نسبت فرمایا کہ اب کے جمعہ کے دن جو شخص خطبہ جمعہ پڑھے گا اس کو میں فلاں نعمت اور فلاں نعمت دوں گا یا فرماتے کہ جو شخص اب کے جمعہ کو خطبہ پڑھے گا وہ عالم اور قاری اور صالح ہے

[1] کیونکہ وعدہ تو تھا اُن مہاجرین سے جو اس آیت کے نزول کے وقت موجود تھے جب وہ مہاجرین وفات پا گئے تو اب وعدہ کیونکر پورا ہو سکتا ہے۔

باز در میان دو خطیب تنازع واقع شد و
کار بمشاجرت و مضاربت انجامید آخر
یکے غالب آمد و دست و پائے آن دیگر بر
بست و بر منبر رفت و خطبه خواند مستحق کرامت
همان خطیب خواهد بود نه مقصود ازین مدفوع
خلافت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ
وسلم امرے نیست که آن را عامه را مکلف
ساخته باشند فقط پس اگر بسبب مرض کوتاہی
شدند دیگر عصیان ورزیده مستوجب عقوبت
گشتند بلکه وعده بود از فوق عرش نازل شده
که امکان تخلف نداشت و درین وعده تعلق
بجبرے و اختیار احدے نبود آری
تا وقتیکه اشخاص معینه بر مسند
خلافت ننشسته بودند اذهان مسلمین هر
طرف می رفت چنانکه در قصه خیبر چون آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم فرمود لَأُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ غَدًا
رَجُلًا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ وَيُحِبُّهٗ
اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ مسلمین را علم بالقطع
حاصل شد که عقد رایت برای هر که خواهد بود
محب و محبوب است لیکن نمی دانستند که کدام شخص
معین باین دولت سرافراز گردد روز دیگر چون
عقد رایت برای حضرت مرتضیٰ از جناب
نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کرامت شد

پھر دو خطیبوں کے درمیان میں بحث پڑ گئی اور نوبت لڑائی جھگڑے
کی آ گئی بالآخر ایک غالب آیا اور اس نے دوسرے کے ہاتھ پیر باندھ
دیئے اور منبر پر کھڑا ہو گیا اور خطبہ پڑھا تو اس انعام و وصاف کا مستحق
یہی خطیب ہو گا نہ کہ وہ جو گرا دیا گیا اور ہٹا دیا گیا (لہٰذا جو حضرات خلفائے
موجودہ میں صفات موعودہ کے ساتھ سریر آرائے خلافت ہو گئے خواہ
وہ کسی طرح ہوئے ہوں بقول ان جاہلوں کے کسی کو مجبور و مقہور
کر کے بھی وہی ان آیتوں کے موعود ہم سمجھے جائیں گے نہ کہ وہ
مجبور و مقہور) خلافت حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کی
کوئی حکم نہ تھی کہ لوگوں کو اس کے ساتھ مکلف کیا گیا ہو کہ اگر
انھوں نے اس حکم کے موافق عمل کیا تو مطیع ہوئے اور اگر نافرمانی
کی تو مستحق عذاب ہوئے بلکہ وہ ایک وعدہ تھا جو عرش کے اوپر
سے نازل ہوا تھا جس کا پورا نہ ہونا ناممکن تھا اس وعدہ میں کسی کے
جبر یا کسی کے اختیار کو کچھ تعلق نہ تھا (خدا نے اس کا ایفاء اپنے ذمہ
رکھا تھا اور کسی شرط پر معلق نہ کیا تھا) ہاں (یہ ضرور ہے کہ) جب
تک یہ اشخاص معینہ مسند خلافت پر نہ بیٹھے تھے مسلمانوں کے
خیالات ہر طرف جاتے تھے (کہ دیکھئے کون اس وعدہ کا مصداق
ٹھہرتا ہے یا پایا ہی ہے) جیسے واقعہ خیبر میں جب آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کل میں جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ اور
اس کے رسول کو دوست رکھتا ہو گا اور اللہ اور رسول اس کو دوست
رکھتے ہوں گے (اس ارشاد سے) مسلمانوں کو علم قطعی حاصل ہو گیا کہ
جھنڈا جس کو ملے گا وہ محب و محبوب ہو گا لیکن یہ نہ جانتے تھے کہ
کون شخص خاص اس دولت سے سرافراز ہو گا۔ جب دوسرے دن
جھنڈا حضرت مرتضیٰ کو جناب نبوی سے عنایت ہوا تو سب کو

۱؎ مثلاً حضرت ابوبکرؓ کی بیعت سے پہلے بعض لوگوں نے حضرت ابوعبیدہؓ کی طرف خیال کیا اور انصار نے اپنے میں سے کسی کو
خلیفہ بنانا چاہا ۱۲

تحقیق پیوست کہ آں مرد موصوف حضرت مرتضیٰ است ہمچناں بمقتضاے ایں آیات معلوم بالقطع شد کہ جمعے را استخلاف و تمکین خواہند ساخت ہنوز غموض و اشکال باقی ماندہ بود کہ آں افراد معینہ کدام کدام کس خواہند بود چوں پردہ برانداختہ شد و باہتمام جماعت خلافت اشخاص معینہ بوجود آمد و بردست آں خلفاء فتوح بلاد و تمکین دین مرتضیٰ و اعلاے کلمۃ اللہ تحقق یافت بہ یقین دانستیم کہ وعدہ برائے ایشاں بود و قرعہ استخلاف و تمکین فی الارض بنام ایشاں برآمد اگر بخاطر تو تردد سے راہ دہد از جہت آنکہ امام بغوی در تفسیر ایں آیت می گوید قال قتادۃ کما استخلف داؤد و سلیمان و غیرھما من الانبیاء علیھم السلام وقیل کما استخلف الذین من قبلھم یعنی بنی اسرائیل حیث اھلک الجبابرۃ بمصر والشام واورثھم ارضھم ودیارھم بر قول قتادہ استخلاف خلیفہ ساختن است و بر قول دیگر قومے را بجائے قومے نشاندن و ہمچنیں محتمل است کہ مراد تمکین کافۂ مہاجرین اولین باشد و چنداں استدلال بر خلافت خلفاء بایں آیت درست نشود گوئیم توجیہ قول متصور است باعتبار استعمال عرب

تحقیق ہوگیا کہ وہ مرد موصوف حضرت مرتضیٰ ہیں اسی طرح .... ان آیات سے قطعی طور پر معلوم ہوگیا تھا کہ کچھ لوگوں کو (کارپردازِ قضا و قدر) خلافت و تمکین دیں گے (اور دینِ حق اُن کے ہاتھ سے قائم ہوگا اور ان کی اطاعت منجانب اللہ واجب ہوگی) مگر ہنوز یہ غموض و اشکال باقی رہ گیا تھا (کسی کو معلوم نہ تھا) کہ وہ اشخاص معینہ کون کون ہیں (لیکن) جب یہ پردہ اٹھ گیا اور جماعت (اسلام) کے اہتمام سے اشخاص معینہ کی خلافت منعقد ہوگئی اور ان خلفاء کے ہاتھ سے فتوح بلاد و تمکین دینِ حق اور اعلائے کلمۃ اللہ کا ظہور ہوگیا تو ہم سب نے یقین کے ساتھ جان لیا کہ وہ وعدہ انہی کیلئے تھا اور استخلاف اور تمکین فی الارض کا قرعہ انہیں کے نام نکلا اگر (اس مقام پر) تمہارے دل میں کچھ تردد پیدا ہوتا ہو اس وجہ سے کہ امام بغویؒ اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ قتادہؓ نے بیان کیا ہے کما استخلف (سے مراد یہ ہے کہ) جس طرح داؤد و سلیمان اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کو خلیفہ بنایا تھا اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ (مراد یہ ہے کہ) جس طرح ان سے اگلوں کو یعنے بنی اسرائیل کو مصر اور شام میں جبابرہ کے ہلاک کرنے کے بعد خلیفہ بنایا تھا اور ان کو جبابرہ کی زمین اور گھروں کا وارث کردیا تھا تو قتادہؓ کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ استخلاف (سے مراد) خلیفہ بنانا ہے مگر دوسرے قول سے معلوم ہوا کہ (استخلاف کے معنے یہ ہیں) ایک پوری قوم کو دوسری قوم کا قائم مقام کرنا (ہیں) اسی طرح ممکن ہے کہ شاید تمام مہاجرین اولین کو تمکین دینا مراد ہو نہ صرف چند اشخاص کو یکے بعد دیگرے) اور اس صورت میں خلفاء کی خلافت پر اس آیت سے استدلال کرنا صحیح نہ رہے گا (تو) اس تردد کے دفع کرنے کے لئے ہم کہیں گے کہ توجیہ اول (یعنی قتادہؓ کا قول) استعمال عرب

له استعمال عرب کو مصنف خود بیان کر چکے ہیں کہ کہتے ہیں کہ بنی عباس خلیفہ ہوگئے اور یہ مطلب نہیں ہوتی کہ کل بنی عباس خلیفہ ہوگئے بلکہ مراد یہ ہوتی ہے کہ ان میں سے کوئی ایک شخص خلیفہ ہوا اور عرب کی کچھ تخصیص نہیں اس قسم کا محاورہ تقریباً ہر زبان میں موجود ہے

وباحست به تفسیر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وحیثیت به التفات کردہ نمی شود بقول دیگر وعلی تقدیر التسلیم استخلاف جیب و عطیہ و تمکین ایشان بغیر خلیفہ ممکن فی الارض ممکن عادی نیست وصورت تنا جیمہ مستقر ساختن مسلمین و تمکین مہاجرین نصب خلیفہ و تمکین رئیس ایشان است پس وعدہ استخلاف و تمکین کافہ مسلمین در حقیقت وعدہ خلیفہ ممکن فی الارض است ایک مقدمہ ذکر کنیم کثیر الفوائد۔ حق سبحانہ وتعالی وعدہ فرمود کہ قرآن را علی مر الدہور حفظ فرماید قال تعالی وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ باز در آیۃ دیگر صورت حفظ بیان فرمود إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ پس وعدہ خدای تعالی حق است وحفظ لابد بود لیکن حفظ او سبحانہ در خارج بصفت حفظ بنی آدم اشیاء خود را نباشد نقش بر حجر مثلا ظاہر نمی شود بلکہ صفت ظہور حفظ آن در خارج آن است کہ الہام فرمود در قلوب صالحین از امت مرحومہ کہ سعی در جمع متفرقات آن کنند بین اللوحین وجمیع مسلمین مجتمع شوند بر یک نسخہ

اور تفسیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہے لہٰذا دوسرے قول کی طرف التفات نہ کیا جائے گا اور بر تقدیر تسلیم ذکر کردہ دوسرے قول کے بھی جماعت کو نقصان نہیں کیونکہ) ایک بڑی جماعت کو خلیفہ کرنا اور اس کو تمکین دینا بغیر کسی خاص شخص کو خلیفہ بنائے ہوئے عادۃً ناممکن ہے اور (بنی اسرائیل کو خلیفہ بنانے کا مطلب یہی ہے کہ ان میں سے کسی خاص شخص کو خلیفہ بنایا لہٰذا) مسلمانوں کو استقرار دینے اور مہاجرین کو تمکین دینے کی صورت یہی ہے کہ ان میں سے کوئی خلیفہ مقرر کیا جائے اور اس کو تمکین دی جائے۔ الغرض تمام مسلمانوں کے استخلاف وتمکین کا وعدہ درحقیقت ان میں سے کسی کو خلیفہ متمکن فی الارض بنانے کا وعدہ ہے۔

یہاں ہم ایک مقدمہ ذکر کرتے ہیں جس میں بہت سے فوائد ہیں (وہ یہ کہ) حق سبحانہ وتعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ قرآن کی ہمیشہ ہمیشہ حفاظت فرمائے گا چنانچہ فرمایا وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (ترجمہ: اور بیشک یقیناً ہم اس کی حفاظت کرنے والے ہیں) پھر دوسری آیت میں اس حفاظت کی صورت بھی بیان فرمادی کہ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ (یعنے اس کا جمع کرنا اور پڑھانا ہمارے ذمہ ہے) پس خدا تعالیٰ کا وعدہ حق ہے اور قرآن کی حفاظت ضرور ہونی ہے مگر حق سبحانہ کی حفاظت کی صورت خارج میں ایسی نہیں ہوتی جیسی بنی آدم اپنی چیزوں کی حفاظت کرتے ہیں یا مثلاً اس طرح کہ پتھر پر نقش کردیا جائے بلکہ حفاظت الٰہی کی صورت خارج میں یہ ہے کہ اس نے امت مرحومہ کے نیک بندوں کے دل میں الہام فرمایا کہ وہ اپنی تمام تر کوشش سے اس کو دو دفتیوں کے درمیان میں جمع کریں اور اس بات کے سامان مہیا کر دیئے کہ تمام مسلمان ایک ہی نسخہ پر متفق ہو جائیں اور اس بات کی توفیق دی کہ بڑی

[1] یعنے اس صورت میں ایک ایک شخص تو اس کا خلیفہ ہونا لازم ہے۔

و ہمیشہ جماعات عظیمہ از قراء خصوصاً و سائر مسلمین عموماً بقراءت و مدارست آں مشغول باشند تا سلسلۂ تواتر از ہم گسیختہ نشود و گروہ بگروہ آنرا تلقف شود و ہمیشہ جماعات دیگر در تفسیر و شرح غریب و بیان اسباب نزول آں سعی بلیغ بجا آرند و در ہر زمانے جماعہ قیام کنند بامر تفسیر صورت حفظ ہمیں را متعین فرمودند نہ نقش بر حجر مثلاً چوں صورت حفظ متحقق شد دانستیم کہ محفوظ نیست تلاوت آں مرضی نیست لہٰذا محققین علما باین رفتہ اند کہ در صلوات و غیر آں خواندہ نشود مگر قراءت متواترہ و قراءت متواترہ آنست کہ دروے دو شرط بہم آید یکی آنکہ سلسلۂ روایت آں ثقہ عن ثقۃ تا صحابۂ کرام رسد نہ مجرد مثل خطے دوم آنکہ خط مصاحف عثمانیہ محتمل آں باشد زیرا کہ چوں صورت حفظ آں تدوین بین اللوحین و جمع امت برآں مقرر شد ہر چہ غیر آں است غیر محفوظ است ہر چہ غیر محفوظ است غیر قرآن است ان اللہ تعالیٰ

بڑی جماعتیں قاریوں کی خصوصاً اور تمام مسلمانوں کی عموماً اس کے پڑھنے پڑھانے میں مشغول رہیں تاکہ سلسلۂ تواتر کا ٹوٹنے نہ پائے بلکہ روز بروز بڑھتا جائے اور (اس بات کی توفیق دی کہ) ہمیشہ کچھ جماعتیں اس کی تفسیر اور حل لغات اور بیان اسباب نزول میں اعلیٰ درجہ کی کوشش کرتی رہیں تاکہ ہر زمانہ میں کچھ لوگ تفسیر کی خدمت کرتے رہیں (کارپردازان قضا و قدر نے) حفاظت کی صورت یہی تجویز کی نہ مثل اس کے کہ پتھر پر کوئی کندہ کر دیا جائے جب حفاظت کی (یہ) صورت (خاص) ظاہر ہو گئی تو ہم سب نے جان لیا کہ جس حصہ قرآن کی حفاظت نہیں کی گئی اس کی تلاوت[1] پسندیدہ نہیں ہے اسی لئے محققین علماء اس طرف گئے ہیں کہ نماز وغیرہ میں نہ پڑھی جائے مگر وہی قراءت جو متواتر ہو اور قراءت متواترہ وہی ہے جس میں دو باتیں موجود ہوں ایک یہ کہ اس کی روایت کا سلسلہ بواسطہ ثقہ راویوں کے صحابہ کرام تک پہنچ جائے نہ یہ کہ صرف رسم خط[2] اس کا محتمل ہو۔ دوسرے یہ کہ مصاحف عثمانیہ کا رسم خط بھی اس کا محتمل ہو کیونکہ جب (معلوم ہو گیا کہ) قرآن کی حفاظت کی صورت اس کا جمع ہونا دو دفتیوں کے درمیان میں اور تمام امت کا اس پر متفق ہونا مقرر ہو چکا ہے تو (معلوم ہو گیا کہ) جو کچھ اس کے علاوہ ہے اس کی حفاظت نہیں کی گئی اور جس کی حفاظت نہیں کی گئی وہ قرآن نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے

[1] قرآن کریم کا کچھ حصہ منسوخ ہو گیا ہے تنسیخ تین قسم کی ہوا ہے ایک یہ کہ تلاوت بھی منسوخ اور حکم بھی منسوخ دوسرے یہ کہ صرف تلاوت منسوخ کی گئی تیسرے یہ کہ صرف حکم منسوخ ہے اول اور دوسری قسم قرآن کے اندر لکھی نہیں گئیں جس حصہ قرآن کی حفاظت نہیں کی گئی اس سے منسوخ کی یہی دونوں قسمیں مراد ہیں۔ [2] رسم خط سے مراد طریقۂ کتابت ہے مثلاً مالک اور ملک اور مَلاّک اور مَلَاک یہ سب الفاظ ایک ہی صورت میں لکھے جاتے ہیں جیسے اس طرح ملک پس گویا رسم خط ان تمام لفظوں کا احتمال رکھتا ہے مگر جو انہی قراءتوں میں ثقہ راویوں کے صحابہ کرام سے مروی ہوں وہی پڑھے جائیں گے۔ پس سورۃ فاتحہ میں لفظ مالک، مَلِک پڑھا جائے مَلاّک اور مَلَاک نہ پڑھا جائے۔

قال وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ و قال اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَہٗ وَقُرْاٰنَہٗ پس قراءت وَالذَّکَرِ وَالْاُنْثٰی شاذ است در نماز نمی توان خواند حالی اگر از حدیث ابن مسعود و ابی الدرداء صحیح شدہ است و در وقت استنساخ مصاحف عثمانیہ از اصل شیخین ابن عباس با صحابہ دیگر مباحثہ فرمود در تہجی بعض آیات وَوَصّٰی رَبُّکَ بجای قَضٰی رَبُّکَ گفت اَوَلَمْ یَتَبَیَّنِ بجای اَوَلَمْ یَیْئَسِ خواند آخر جماعہ دیگر تلفظات برایشی او نہ کردہ قَضٰی رَبُّکَ و اَوَلَمْ یَیْئَسِ نوشتند و ہمان نسخ در آفاق شائع شد بہمین قاعدہ دانستیم کہ قول جماعہ صحیح بود و تحری ابن عباس من باب خطاء المعذور بود بچنین جمعے از صحابہ تنافس کردند در جمع قرآن ہر یکے مصحفے مرتب نمود و ہر یکے از اہل آن عصر سور قرآن را بلغت خود نوشت بغیر لغت قریش حضرت ذی النورین بالہام ربانی محو آن کرد و بر یک قرآن ہمہ را جمع نمود و در آن وقت باب قیل و قال مفتوح شد و بعض روایات از ہر دو جانب بمیان آمد چون تمام عالم بر مصاحف عثمانیہ جمع شدند یقین کردیم کہ محفوظ ہمان است و غیر آن مراد المنظور نبود و آنچہ از حفاظت خارج بود حفاظت شدہ نزد کسے امام موہوم الوجود مختفی الحال را عا

نے فرمایا ہے وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ اور فرمایا ہے اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَہٗ وَقُرْاٰنَہٗ اس سے معلوم ہو گیا کہ وَالذَّکَرِ وَالْاُنْثٰی کی قراءت (بجائے وَمَا خَلَقَ الذَّکَرَ وَالْاُنْثٰی) شاذ ہے نماز میں نہ پڑھنی چاہیے گو حضرت ابن مسعودؓ اور ابو الدرداءؓ کی صحیح روایت میں موجود ہے۔ نیز شیخینؓ کی (جمع کی ہوئی) اصل سے مصاحف عثمانیہ کی نقل کرتے وقت حضرت ابن عباسؓ نے دوسرے صحابہؓ سے بعض آیات کے تلفظ میں مباحثہ کیا وہ (سورۂ بنی اسرائیل میں) بجائے قَضٰی رَبُّکَ کے وَوَصّٰی رَبُّکَ کہتے تھے اور (سورۂ رعد میں) بجائے اَفَلَمْ یَیْئَسِ کے اَفَلَمْ یَتَبَیَّنِ پڑھتے تھے مگر جماعت نے ان کے قول کی طرف التفات نہ کیا اور قَضٰی رَبُّکَ اور اَفَلَمْ یَیْئَسِ لکھا اور یہی اطراف عالم میں پھیلا ہم نے اسی قاعدہ سے جان لیا کہ جماعت کا قول صحیح تھا اور حضرت ابن عباسؓ کی رائے از قبیل خطائے معذور تھی۔ اسی طرح صحابہؓ نے اپنی اپنی طرف قرآن کے جمع کرنے کا شوق کیا ہر ایک نے ایک ایک مصحف مرتب کیا اور ہر ایک نے سور قرآنیہ کو اپنے اپنے لغت میں لکھا برخلاف لغت قریش کے۔ حضرت ذی النورینؓ نے الہام ربانی کی ان سب کو مٹا دیا اور ایک قرآن پر سب کو متفق کر دیا اس وقت قیل و قال کا دروازہ کھلا اور کچھ روایات درمیان میں آئیں مگر جب تمام دنیا کے لوگ مصاحف عثمانیہ پر متفق ہو گئے تو ہم نے یقین کر لیا کہ حفاظت اسی کی مقصود ہے اس کے علاوہ جو کچھ ہے اس کی حفاظت مقصود نہیں کیونکہ اگر اس کی حفاظت مقصود ہوتی تو وہ پست نہ ہو سکتا۔ تو اس کو کوئی عقلمند حفاظت سمجھ ہی نہیں سکتا کہ ایک موہوم الوجود مجہول الحال امام کے پاس ذکری

۱؎ شیعوں کا عقیدہ یہ ہے کہ قرآن موجود محرف ہے ناقص ہے غیر صحیح ہے اور کہتے ہیں کہ خدا کا وعدۂ حفاظت اس طرح پورا ہوا کہ صحیح قرآن امام مہدی کے پاس غار میں ہے۔

کنند کہ نہادہ شدہ است سبحانک ھذا بہتان عظیم یا در روایتے غریبہ یا در کتابے نادرے بطریق تعجب آوردہ باشد کہ فلاں چنیں گفت و فلاں چنیں گذشت در اشکال یک جانب صاحب بود و یک جانب خفا افتادہ در حول پردہ از روی کار برداشتہ و حق مثل فلق الصبح پدید آمد گشت محل خلاف نماند بر محل یعنی دیگر مثلاً اگر تنقیح معلوم است رواں باید بقتل رسانید و اگر گوش شنوا و دل دانا داری سخنے باریک تر بشنو خدای تعالیٰ ہمیشہ در تربیہ عالم است بالہام امور حق در قلوب عباد صالحین تا حیثیت مراد او گشتہ موعود او سر انجام دہند حق تعالیٰ قصۂ خضر با حضرت موسیٰ ذکر کردہ برای افادہ ہمیں نکتہ اما چوں ایام نبوت موجود بود وحی مفترض الطاعۃ در قلب پیغمبر می رسید و شک و شبہ را اصلاً گنجائش نہ بود و آنکہ وقتے کہ ایام نبوت منقضی شد و وحی منقطع گشت [illegible] مطلوب بہ تفکر و اجتہاد یا نوعے از رؤیا یا الہام و فراست خواہد بود [illegible] تکلیف ناس نیست چوں کار بانجام رسید [illegible] مثل فلق الصبح ظاہر گشت معلوم ہمہ اہل تحقیق شد کہ آں محض حق بودہ است کما قال عمر [illegible] مع ابی بکر رضی اللہ عنہ فی مسئلۃ مرتدین فعرفت انہ الحق و امثال ذلک قلوب خلفاء را در آں رحمت باین صفت بود

کریں کہ قرآن رکھا ہوا ہے [پاک ہے تیری ذات یہ بہتان بہت بڑا ہے] یا کسی نادر کتاب میں بطور تعجب کے کسی نے لکھا ہو کہ فلاں نے ایسا کہا اور فلاں نے ایسا کیا۔ مقابلہ کے وقت ایک طرف اشتباہ ہوگا دوسری طرف خفا سے معلوم جب پردہ اٹھ گیا اور حق مثل سفیدۂ صبح کے کھل گیا تو اب مخالفت کرنے کی گنجائش نہیں ہے اب اگر کوئی شخص ادھر ادھر بھٹکے تو وہ زندیق ہے اس کو قتل کر دینا چاہیے اگر سننے والا کان اور سمجھنے والا دل رکھتے ہو تو ایک بات اس سے بھی زیادہ باریک سنو۔ خدا تعالیٰ ہمیشہ عالم کی تدبیر کرتا رہتا ہے نیک بندوں کو امور حق کا الہام کرکے تاکہ وہ ٹھیک بنیں اس کے مقصود کو جاری کریں اور اس کے موعود کو سرانجام دیں۔ حق تعالیٰ نے حضرت خضر اور حضرت موسیٰ کا واقعہ اسی بات کے ظاہر کرنے کے لئے بیان فرمایا ہے۔ لیکن جب تک نبوت کا زمانہ موجود تھا پیغمبر کے قلب پر وحی اترتی تھی جس کی اطاعت فرض ہے اور شک و شبہ کو جس میں گنجائش نہیں عقول میں [illegible]۔ پھر جب نبوت کا زمانہ گزر گیا اور وحی موقوف ہوگئی تو اب نیک بندوں کا مقاصد (کی سرانجام دہی) یا تو فکر و اجتہاد سے ہوگا یا ایک قسم کے رؤیا (یعنی خواب) اور الہام و فراست سے یہ سب چیزیں تو (اس وقت) آدمیوں کے مکلف کرنے کا باعث نہ ہوں لیکن جب کام انجام کو پہنچ گیا۔ وہ اس کا حق ہونا مثل سفیدۂ صبح کے کھل گیا تو تمام اہل تحقیق کو معلوم ہوگیا کہ وہ خالص حق تھا جیسا کہ حضرت عمرؓ نے اپنے اس مباحثہ کے متعلق جو ان سے اور حضرت ابوبکر سے مرتدوں کے مسئلہ میں ہوا تھا فرمایا کہ (آخر میں) مجھے معلوم ہوگیا کہ وہی حق ہے (جو حضرت ابوبکرؓ کہتے ہیں) خلفاء کے دل میں جب کسی کام کا ارادہ پیدا ہوتا تو ان کی حالت یہی ہوتی تھی کہ

لے مثلاً بعض روایات میں ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ والذکر والانثیٰ پڑھتے ہے۔

ایام خلافت بقیۂ ایام نبوت بودہ
است گویا در ایام نبوت حضرت
پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم تصریحاً
بزبان مے فرمود و در ایام خلافت
ساکت نشستہ بدست و سر اشارہ
مے فرماید بعضے پے بمقصود بردند
و بعضے را غلط کردند و معنے
اجماع کہ بر زبان علمائے دین
شنیدہ باشی این نیست کہ ہمہ
مجتہدان لا یشذ فرد در عصر
واحد بر مسئلہ اتفاق کنند زیرا کہ
این صورتے ست غیر واقع بل
غیر ممکن عادی بلکہ معنے اجماع
حکم خلیفہ است بچیزے بعد مشاورہ
ذوی الرای یا بغیر آن و نفاذ آن حکم تا آنکہ
شائع شد و در عالم ممکن گشت قال
النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بسنتی
وسنۃ الخلفاء الراشدین من بعدی
الحدیث چون این مقدمہ دانستہ شد
باید دانست کہ خدائے تعالی

سبحانہ الشان کو الہام ہوتا تھا۔
(خلفائے راشدین کی خلافت کا زمانہ بقیۂ زمانۂ نبوت تھا۔
(یوں سمجھو کہ آپ بعد نبوت کے تیئیس برس اپنی عمر شریف
کے اور تیس برس زمانۂ خلافت راشدہ کے کل ترپن برس
دنیا میں رہے فرق صرف یہ تھا کہ) گویا زمانۂ نبوت میں تصریحاً
زبان مبارک سے تمام باتیں بیان فرماتے تھے اور زمانۂ خلافت
میں ساکت بیٹھے ہوئے ہاتھ سے اور سر سے اشارہ کرتے تھے
بعض لوگ (ان اشارات سے) اصل مقصود سمجھ گئے اور بعض
نے سمجھنے میں غلطی کی۔ اجماع (کا لفظ) تم نے علمائے دین
کی زبان سے سنا ہوگا اس کے معنے یہ نہیں ہیں کہ تمام مجتہدین
(اس طرح کہ ان میں سے) ایک بھی علیحدہ نہ رہے سب کے سب
ایک زمانہ میں کسی مسئلہ پر اتفاق کرلیں کیونکہ یہ صورت نہ ہوئی ہے
نہ ہو سکتی ہے بلکہ اجماع کے معنے یہ ہیں کہ خلیفہ (خاص) اہل الرائے
حضرات سے مشورہ کرنے کے بعد یا بغیر مشورہ کے ہوئے کوئی حکم
دے اور وہ حکم نافذ ہو جائے یہاں تک کہ (تمام عالم اسلامی میں)
شائع ہو جائے اور تمام اسلامی دنیا میں ممکن ہو جائے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے (اسی اجماع کی حجیت کی طرف اشارہ کرنے کے لئے)
فرمایا ہے کہ تم پر لازم ہے میری سنت اور خلفائے راشدین
کی سنت جو میرے بعد ہوں گے۔
جب یہ مقدمہ معلوم ہو گیا تو اب جاننا چاہئے کہ خدا تعالیٰ نے

---

[1] اجماع کے یہ معنے مصنف رحمہ اللہ کی فکر رسا کا نتیجہ ہیں واقعی اجماعی جتنے مسائل ہیں وہ سب اسی قبیل سے ہیں کہ خلفائے راشدین ہی کے زمانہ میں بحث ہو کر طے ہو گئے۔ [2] یعنے مضبوطی کے ساتھ رواج پا گئے کوئی اس کا مخالف نہ ہو خلفائے راشدین کے بعض احکام ایسے ہوئے کہ تمام اسلامی دنیا میں ممکن نہیں ہوسکے وہ اجماع کی حد میں نہیں آسکتے ہیں وہ سب اجتہاد ہو سکتے ہیں جیسے حضرت علی نے بیع امہات الاولاد کے جواز کا حکم دیا تھا حالانکہ حضرت عمر نے اسی مجلس میں اختلاف کیا اور وہ حکم رائج نہ ہوا۔ [3] یہ اشارہ اس طرح ہوا کہ سنت اسی عمل کو کہتے ہیں جو طریقہ جاریہ ہو اور طریقہ کے جاری ہونے کا مطلب یہی ہے کہ اس کا رواج ہو جائے۔

وعدہ فرمود و اللہ لا یُخْلِفُ المیعاد
کہ مہاجرین اوّلین را کہ در مضمار ایمان و
عبادت پیش قدم اند خلفاء خواہیم ساخت
و از ایشاں کارہائے معلوم بظہور خواہد آمد و
صورت ظہور ایں وعدہ آنست کہ واحداً بعد
واحد ازیں جماعہ خلیفہ شود بدون نصب خلیفہ
غلبۂ قوم کثیر محال عادی است قال صلی اللہ
علیہ وسلم الامام جُنَّۃٌ یُقَاتَلُ مِنْ وَّرَائِہٖ
وقال قائلہم ع لا یَصْلُحُ النَّاسُ فَوْضٰی
لَا سَرَاۃَ لَہُمْ وَلَا سَرَاۃَ اِذَا جُہَّالُہُمْ
سَادُوْا ایں قدر معلوم بالقطع است
لیکن دریں وقت نوعے از غموض و اشکال
موجود بود کہ کدام کس خلیفہ خواہند شد
و مدت خلافت موصوفہ چہ قدر باشد
و ترتیب خلافت ایشاں بچہ اسلوب
آں وقت وقت مشاورہ بود کہ قرعۂ اختیار
بنام کدام یکے خواہد برآمد و از آں جماعۂ
موصوفہ کرا بایں دولت سرفراز کنند چوں
الہام بتعیین واحداً بعد واحد فرود آمد جمعے
آں الہام را اوّلاً قبول کردند و در اتمام آں
اہتمام نمودند جمعے بعد اللتیّا والتی بعد
تقلیب امور سر فرود آوردند بعد انطباق
اوصاف بر ہمہ منکشف شد کہ آنچہ حق بود واقع
شد و چشم واگشت بر آں فیصل کہ

وعدہ فرمایا ہے (اور وہ وعدہ خلافی نہیں کرتا) کہ مہاجرین اوّلین کو (جو
مضمار ایمان و عبادات میں پیش قدم ہیں) خلیفہ بنائیں گے اور ان
سے فلاں فلاں کام ظاہر ہوں گے۔ اس وعدہ کے پورا ہونے کی
صورت یہی ہے کہ مہاجرین اوّلین میں سے یکے بعد دیگرے (کچھ
لوگ) خلیفہ ہوں (کیونکہ بغیر خلیفہ مقرر کئے ہوئے کسی بڑی قوم
کا غالب ہو جانا عادۃً محال ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ امام (مثل) ڈھال کے ہوتا ہے کہ اس کو سامنے رکھ کے
(یعنی اس کے بل پر) جنگ کی جاتی ہے۔ اور کسی شاعر کا شعر ہے۔
(ترجمہ) جو لوگ بے سر ہوں ان کا کوئی سردار نہ ہو تو ان میں
صلاح (و فلاح) نہیں پیدا ہو سکتی اور جب کسی قوم کے جاہل
سردار بن جائیں تو اس قوم کو بے سر سمجھنا چاہیئے۔ (الحاصل) اس
قدر تو یقینی طور پر معلوم ہے کہ اس وعدے کے پورے ہونے کی
یہی ایک صورت ہے لیکن اس وقت (یعنی بوقت انعقاد خلافت)
ایک قسم کا غموض و اشکال تھا کہ (یہ نہ معلوم تھا کہ) کون کون لوگ
خلیفہ ہوں گے اور اس خلافت کی مدت کس قدر ہوگی اور ان کی
خلافت کی ترتیب کس طرح ہوگی (لہٰذا) وہ وقت مشورہ کرنے
کا وقت تھا کہ (دیکھنا چاہیئے) قرعہ اختیار کا کس کے نام نکلتا ہے
اور (کارپردازان قضا و قدر) مہاجرین اولین میں سے کس
کو اس دولت سے سرفراز کرتے ہیں۔ جب یکے بعد دیگرے خلفاء
کی تعیین کا الہام ہو گیا تو کچھ لوگوں نے فوراً اس الہام کو قبول
کر لیا اور اس کے پورا کرنے میں اہتمام کیا اور کچھ لوگوں نے
بعد کچھ چون و چرا اور بعد کچھ بحث کے سر (اطاعت) خم کیا مگر
جب اوصاف (موعودہ خلفاء) میں منطبق ہو گئے تو سب پر ظاہر
ہو گیا کہ جو حق تھا وہی واقع ہوا اور آنکھیں کھل گئیں کہ یہ فعل

۱؎ مضمار یعنے میدان ہے ۱۲۔ ۲؎ یہ شعر الافوہ الایادی کا ہے ۱۲ مصو

عاجز می شوند و آخر ا بضعف این مسلک
میل می نمایند و حاصل اعتراض آنکہ اگر در
کتب الٰہیہ چیزے از وصف آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم مذکور ہست نہایت کار
آنست کہ ذہن سامع ازاں وصف
بفرد منتشر متعلق شود کہ فردے ما من الکلی
المنتزع من ھذہ الاوصاف الکلیۃ
پیغمبر خواہد بود ہیچگاہ اوصاف کلیہ
بدون اشارہ حسیہ بفرد خاص نخواہد رسید
تا ہر جا کہ اوصاف کلیہ جمع کنند غیر کلی
ثمرہ نخواہد داد بلکہ تعلق ذہن بفرد منتشر
نیز ممنوع ست زیراکہ در کتب الٰہیہ رموز
مذکور ست نہ ذکر عنوان نبوت و در استقصا
در ذکر مشخصات و حینئذ تکلیف ناس
باقرار نبوت فرد خاص گنجائش ندارد
قال الفاضل العضد فی المواقف فان
قیل ان زعمتم مجیئ صفتہ مفصلا انہ
یجیئ فی السنۃ الفلانیۃ فی البلدۃ الفلانیۃ
وصفتہ کیت وکیت فاعلموا انہ
نبی فباطل لانا نجد التوراۃ والانجیل
خالیین عن ذلک وان ذکرہ مجملا
فان سلم فلا یدل علی النبوۃ
بل علی ظہور انسان کامل ولعل
شخصا آخر لم یظہر بعد
قلنا المعتمد ظہور المعجزۃ علی یدہ وھذا

عاجز ہو کر بالآخر اس دلیل کے کمزور ہونے کی طرف مائل ہو جاتے
ہیں (ان کے) اعتراض کا ماحصل یہ ہے کہ کتب الٰہیہ میں جو کچھ
وصف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مذکور ہے انتہائی مرتبہ اس
کا یہ ہے کہ سننے والوں کا ذہن اس وصف سے ایک غیر معین شخص
کی طرف جاتا ہے کہ کوئی فرد اس کلی کا جو ان اوصاف کلیہ سے حاصل
ہوتی ہے پیغمبر ہوگا کیونکہ اوصاف کلیہ بغیر اشارہ حسیہ کے کسی
خاص شخص تک (ذہن کو) نہیں پہنچا سکتے اوصاف کلیہ کو جب
جمع کیا جائے گا تو نتیجہ کلی ہی نکلے گا بلکہ غیر معین شخص (کی
نبوت) کی طرف ذہن کا جانا بھی لازم نہیں کیونکہ اس وجہ سے کہ
کتب الٰہیہ میں اشارات مذکور ہیں نبوت کا بھی عنوان (مذکور)
نہیں ہے اور نہ تمام مشخصات بیان کئے گئے ہیں اس صورت
میں (کتب الٰہیہ کے ان نصوص کی بنا پر) کسی خاص شخص کی
نبوت کے اقرار پر مکلف ہونا ہرگز صحیح نہیں ہو سکتا یہ متاخرین
متکلمین کے اعتراض کا ماحصل ہے (اسی اعتراض کو) قاضی عضد
مواقف میں (اس طرح) بیان کرتے ہیں کہ تم کہو کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کی صفت مفصل (توریت وانجیل میں) آئی ہے کہ
آپ فلاں سن میں فلاں شہر میں پیدا ہوں گے اور آپ کے یہ یہ
حالات ہوں گے (جب آپ پیدا ہوں) تو سمجھ لینا کہ نبی ہیں تو
یہ غلط ہے ہم توریت وانجیل کو ان باتوں سے خالی پاتے ہیں اور
اگر تم یہ کہو کہ آپ کا ذکر (توریت وانجیل میں) مجمل طور پر ہے
تو اگر مان بھی لیا جائے تو وہ نبوت پر دلالت نہیں کرتا بلکہ کسی
انسان کامل کے پیدا ہونے پر دلالت کرتا ہے اور یہ بھی کہہ سکتے
ہیں کہ شاید وہ کوئی اور شخص ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا
جو ابھی پیدا نہیں ہوا تو اس کا جواب ہم یہ دیں گے کہ اصل
دلیل (نبوت کی) معجزہ کا آپ کے ہاتھ پر ظاہر ہونا ہے اور یہ

نوجوہ الآخر للتکملۃ والمزید ۔ قال فقیرے گوید عفا اللہ عنہ ۔ این لغزش قدمی است کہ از متاخرین متکلمین واقع شد عفا اللہ عنا وعنہم عامۂ مسلمین را باید کہ گوش بآن نہند و علماء را باید کہ انکار آں کنند و این سخن ہمان ست مانند کہ علماء متفق اند برآنکہ گر اجتہاد مجتہد و قضائے قاضی بر خلاف صریح قرآن یا صریح سنت مشہورہ یا صریح اجماع یا صریح قیاس جلی واقع شود نافذ نیست و تقلید آں جائز نہ ۔ خدائے تعالیٰ می فرماید اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ و نیز فرماید يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ واز اینجا معلوم شود بالقطع کہ دانندگان کتاب بسبب شناخت پیغمبر آخر الزمان مکلف شدند و حجت شرعیہ بر ایشان قائم شد پس قول بآنکہ این اخبار حجت ملزمہ نیست خلاف قرآن است تحقیق درین باب آنست کہ قدرے کہ در کتب سابقہ بود حجت تمام گشت و تکلیف ثابت شد یقین حاصل می شود بعد چیزے یا قیاسے

باتیں کہ تورات وانجیل میں بھی آپ کی بشارت ہے ، ایک زائد بات ہے اصل دلیل نہیں ہے قاضی عضد کی عبارت ختم ہوئی ۔ یہ فقیر کہتا ہے (خدا اُس سے اور تمام مسلمانوں سے درگزر کرے) یہ ایک لغزش قدم ہے جو متاخرین متکلمین سے ظاہر ہوئی (کہ توراۃ وانجیل کی بشارت سے ذہن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی طرف نہیں جاتا) عام مسلمانوں کو چاہیے کہ ایسی باتوں کو نہ سنیں اور علماء کو چاہیے کہ تردید کریں جس طرح علماء اس بات پر متفق ہیں کہ اگر کسی مجتہد یا کسی قاضی کا فیصلہ صریح قرآن کے یا صریح حدیث مشہور کے یا صریح اجماع یا صریح قیاس جلی کے مخالف ہو تو وہ نافذ نہیں ہوتا اور اس کی تقلید جائز نہیں ہوتی (اسی طرح متاخرین متکلمین کا یہ قول بھی واجب الترديد ہے کیونکہ) خدا تعالیٰ فرماتا ہے (ترجمہ) کیا ان لوگوں کے لئے ہمارے نبی کے سچے ہونے کی یہ نشانی (کافی) نہیں ہے کہ ان کو علمائے بنی اسرائیل جانتے ہیں ۔ اور فرماتا ہے کہ (ترجمہ) وہ (یہود ونصاریٰ) حضرت کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں ۔ ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ توراۃ وانجیل کے جاننے والے پیغمبر آخر الزمان کے وصف سے واقف ہونے کی وجہ سے (آپ پر ایمان لانے کے ساتھ) مکلف ہوئے اور حجت شرعیہ اُن پر قائم ہو گئی پس اس بات کا قائل ہونا کہ یہ خبریں توراۃ وانجیل کی الزام قائم رکھنے والی دلیل نہیں ہیں خلاف قرآن کے ہے ۔ تحقیق اس بارے میں یہ ہے کہ جس قدر اوصاف آپ کے کتب سابقہ میں ہیں اُن سے حجت قائم ہو گئی اور تکلیف (شرعی) ثابت ہو گئی (کیونکہ) یقین دو چیزوں سے حاصل ہوتا ہے یا قیاس[1] سے خواہ

[1] قیاس اصطلاحات منطق میں اس کلام کو کہتے ہیں جو کئی قضیوں یعنی جملوں سے مرکب ہو اور وہ جملے ایسے ہوں کہ جن کے ان لینے سے کسی دوسرے قول کا ماننا لازم آئے جیسے ایک کلام یہ ہے کہ عالم متغیر ہے اور ہر متغیر حادث ہے تو یہ کلام دو جملوں سے مرکب ہے اور دونوں ایسے ہیں کہ اگر مان لیے جائیں تو ایک دوسرے قول کا ماننا لازم آ جاتا ہے یعنی یہ کہ عالم حادث ہے ...

قریب المأخذ مے رسانند و ہمان مکلف مے شوند شک نیست کہ وجود جامع این اوصاف منتشر بہا بعد مدد و متطاولہ یکے خواہد بود ہمیں کہ در فرد خاص یافتہ شد حدس آنجا قرار گرفت چون این حکایت معمور شد باید دانست کہ آیات خلافت خلفاء ہرچند نوعے از غموض داشتہ باشند چون فتح عجم و شام باین طریق کہ از زمان حضرت آدم تا این عصر کاہے نشدہ بود بظہور انجامید و تألیف مسلمین و اطمینان قلوب ایشان و تمکین دین بوجہے متحقق شد کہ در ہیچ ملتے و زمانے عشر عشیر آن بوجود نیامدہ نیز بخاطر رسید کہ مصداق وعدۂ استخلاف کدام خلافت بہتر ازین خواہد بود و ہمچنین قرائن بسیار مثل این صورت باین ملحق شد حدس قریب المأخذ بہم رسید کہ مبشر بہیں عزیزان اند و مردمان بجہالی حدس قریب ماخوذ شدند و این نوع سخن در تفسیر آیات بدان جہت است کہ تتبع احادیث نبویہ پیشتر نگرفتہ اند ورنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مبین قرآن عظیم است ہرجا اشکالے بہم رسد بحدیث آنحضرت رجوع باید کرد قال اللہ تعالیٰ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ

قریب المأخذ کے طریقہ پر ضرور ذہن تعیین تک ذہن کو پہنچا دیتی ہیں اسی وجہ سے (ان نصوص کے جاننے والے آپ پر ایمان لانے کے ساتھ) مکلف ہو جاتے ہیں (اس حدس کی صورت یہ ہے کہ) یہ تو یقینی ہے کہ ان اوصاف موعودہ کا جامع ایک مدت دراز کے بعد یکسر ہی شخص ہوگا۔ پس جیسے ہی یہ اوصاف کسی شخص میں پائے گئے فوراً حدس وہاں جم جاتا ہے (کہ یہی شخص موعود) ہو سکتا ہے

جب یہ حکایت تمام ہو گئی تو اب جاننا چاہئے کہ خلافت خلفاء کی آیتیں گو (بجائے خود) ہیں) کسی قسم کا غموض نہ بھی ہو، مگر جب فتح عجم و شام اس طریقہ پر کہ حضرت آدم کے زمانہ سے اس وقت تک کبھی نہ ہوئی تھی ان کے ہاتھ سے ظاہر ہوئی اور مسلمانوں کی تالیف اور ان کے دلوں کا اطمینان اور دین کی تمکین اس طرح پائی گئی کہ کسی ملت میں اور کسی زمانہ میں اس کا دسواں حصہ بھی نہیں پایا گیا پھر (اس کے ساتھ ہی دل میں یہ خیال آیا کہ وعدہ استخلاف کا مصداق ہونے کے لئے کونسی خلافت بہتر اس سے ہوگی اسی طرح اور بھی بہت سے قرینے اس کے ساتھ مل گئے (تو) حدس قریب المأخذ پیدا ہو گیا کہ (ان آیتوں میں) بشارت انہی بزرگوں کی دی گئی ہے اور اس حدس قریب کے سبب سے آدمیوں پر تکلیف (شرعی) قائم ہوئی (یعنی ماننا ان خلفاء کو ضروری ہو گیا) اس قسم کی گفتگو آیات کی تفسیر میں ان لوگوں کے لئے ہے جنہوں نے احادیث نبویہ کا تتبع نہ کیا ہو ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن عظیم کے (اصلی) مفسر ہیں قرآن کے متعلق جہاں کہیں کچھ اشکال پیش آجائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (ترجمہ) اے نبی! ہم نے تم کو اس لئے بھیجا ہے کہ تم لوگوں

مَا نُزِّلَ اِلَیْھِمْ حالا پردہ برگردانیم وسخن را بقانونِ دیگر سرائیم چوں ایں آیات نازل شد کہ دراصل معنے خفائے نداشت در تعیین آں افراد و ترتیب ایشاں در خلافت و مدت خلافت ایشاں غموضے واقع بود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم منتظرِ عالمِ غیب ماندند کہ چہ افاضت شود خدائے تعالے در رؤیا حل معما فرمود بعض رؤیا خود دیدند و بعض رؤیا اصحاب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دیدند و تعبیر آں را آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرمودند کقصۃ رؤیا الاذان و رؤیا لیلۃ القدر قال صلے اللہ علیہ وسلم بَیْنَا اَنَا نَائِمٌ رَأَیْتُنِیْ عَلٰی قَلِیْبٍ عَلَیْھَا دَلْوٌ فَنَزَعْتُ مِنْھَا مَا شَاءَ اللہُ ثُمَّ اَخَذَھَا ابْنُ اَبِیْ قُحَافَۃَ فَنَزَعَ مِنْھَا ذَنُوْبًا اَوْ ذَنُوْبَیْنِ وَفِیْ نَزْعِہٖ ضَعْفٌ وَاللہُ یَغْفِرُ لَہٗ ثُمَّ اسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَاَخَذَھَا ابْنُ الْخَطَّابِ فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِیًّا مِنَ النَّاسِ یَنْزِعُ نَزْعَ عُمَرَ

سے توضیح کردو اس کی جو نازل کیا گیا ہے اُن کی طرف اُن کے پروردگار کے یہاں سے (لہٰذا) اب ہم پردہ اُلٹتے ہیں اور مضمون کو دوسرے ڈھنگ پر چلاتے ہیں (یعنے احادیث کی مدد سے اِن آیات کی توضیح کرتے ہیں)۔

جب یہ آیتیں نازل ہوئیں (جو اصل معنے میں کسی قسم کی پوشیدگی نہ رکھتی تھیں مگر ان موعودہ خلفاء کی تعیین اور اُن کی ترتیب خلافت اور مدت خلافت میں کچھ غموض تھا) تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم عالم غیب کے منتظر رہے کہ (وہاں سے) کیا افاضہ ہوتا ہے (چنانچہ) خدا تعالیٰ نے خواب میں (جو انبیاء علیہم السلام کے لئے حکم وحی کا رکھتا ہے) اس معمے کو حل کر دیا بعض خواب آپ نے خود دیکھے اور بعض آپ کے اصحابؓ نے اور تعبیر ان خوابوں کی آپؐ نے بیان فرمادی (یہ بالکل ایسا ہی ہے) جیسے اذان کے خواب میں دیکھنے کا واقعہ یا لیلۃ القدر کو خواب میں دیکھنے کا واقعہ (وہ خواب یہ تھا) فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک روز میں سو رہا تھا میں نے اپنے کو ایک کنوئیں کے پاس دیکھا جس پر ایک ڈول رکھا ہوا تھا میں نے اس کنوئیں سے جس قدر ڈول اللہ کو منظور تھے نکالے پھر اُس ڈول کو مجھ سے ابو قحافہ کے بیٹے (یعنے حضرت صدیقؓ) نے لے لیا اور انھوں نے ایک یا دو ڈول نکالے مگر اُن کے نکالنے میں کچھ کمزوری تھی[1] خدا اُن کو معاف کرے۔ پھر وہ ڈول بڑا بن گیا اور اس کو ابنِ خطابؓ نے لے لیا (اور بھرنا شروع کیا) میں نے کسی زور مند آدمی کو اس طرح ڈول نکالتے ہوئے نہیں دیکھا جس طرح عمرؓ (اس بڑے

[1] کمزوری سے مراد یہ ہے کہ ان کا زمانۂ خلافت کم ہوگا اور بعض کاموں کی ابتدا کر کے وہ انجام کو نہ پہنچانے پائیں گے کہ ان کی وفات ہو جائیگی یک قسم کے استثناء [illegible] کمزوری سے تعبیر فرمایا واللہ معاف کرے [illegible] محض تبرک [illegible] یہاں [illegible] کلمہ پڑھتے ہیں [illegible] وغیرہ کو [illegible] دیتے ہیں۔

حتّٰی ضرب النّاس بعطن اخرجہ الشیخان من حدیث ابی ھریرۃ و الترمذی من حدیث ابن عمر واخرج ابن مردویہ عن ابن عمر خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات غداۃ بعد طلوع الشمس قال رأیت قبل الفجر کانی اعطیت المقالید والموازین فاما المقالید فھی المفاتیح واما الموازین فھذہ التی یوزن بھا فوضعت فی کفۃ ووضعت امتی فی کفۃ فوزنت بھم فرجحت ثم جیئ بابی بکر فوزن بھم فرجح ثم جیئ بعمر فوزن بھم فرجح ثم جیئ بعثمان فوزن بھم فرجح ثم رفعت واخرج ابوداؤد عن ابی بکرۃ ان رجلا قال لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأیت کان میزانا نزل من السماء فوزنت انت وابوبکر فرجحت انت ووزن ابوبکر وعمر فرجح ابوبکر ووزن عمر وعثمان فرجح عمر ثم رفع المیزان فاستاء لھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی فساءہ ذالک فقال خلافۃ نبوۃ ثم یؤتی اللہ

نکالتے تھے یہاں تک کر لوگوں نے (خود تو سیراب ہو ہی گئے تھے) اپنے اونٹوں کو (بھی) سیراب کرلیا۔ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے حضرت ابوہریرۃؓ سے اور ترمذی نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا ایک روز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کے پاس بعد طلوع آفتاب کے تشریف لائے اور فرمایا کہ میں نے فجر سے پہلے یہ خواب دیکھ کر مجھے مقالید اور موازین دی گئی ہیں۔ مقالید سے مراد کنجیاں (کہ ان سے تمام دنیا کے خزانے کھول سکوں) اور موازین سے مراد یہی ترازو ہے جن سے تولا جاتا ہے پس مجھ ترازو کے ایک پلے میں میں رکھا گیا اور دوسرے پلے میں میری تمام امت رکھی گئی اور وزن کیا گیا میرا ہی پلہ بھاری رہا۔ اس کے بعد ابوبکرؓ لائے گئے اور وہ (میری جگہ پر رکھ کر) تمام امت کے ساتھ تولے گئے تو انہیں کا پلہ بھاری رہا پھر عمرؓ لائے گئے اور وہ (ابوبکرؓ کی جگہ پر رکھ کر) تمام امت کے ساتھ تولے گئے تو انہی کا پلہ بھاری رہا پھر عثمانؓ لائے گئے اور وہ (عمرؓ کی جگہ پر رکھ کر) تمام امت کے ساتھ تولے گئے تو پلہ انہی کا بھاری رہا۔ اس کے بعد وہ ترازو (آسمان پر) اٹھ گئی۔ اور ابوداؤد نے حضرت ابوبکرۃؓ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں نے (خواب میں) دیکھا کہ گویا ایک ترازو آسمان سے اتری ہے پس آپ اور ابوبکرؓ تولے گئے تو آپ بھاری نکلے پھر ابوبکرؓ و عمرؓ تولے گئے تو ابوبکرؓ بھاری نکلے پھر عمرؓ و عثمانؓ تولے گئے تو عمرؓ بھاری نکلے۔ پھر وہ ترازو اٹھالی گئی۔ اس بات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رنج ہوا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اس کی تعبیر خلافت نبوت ہے بعد خلافت نبوت کے اللہ

الملك من يشاء" و اخرج ابو عمر عن عرفجة نحوه. واخرج ابوداؤد عن جابر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال أُرِيَ الليلة رجل صالح كأن ابابكر نِيط برسول الله صلى الله عليه وسلم ونيط عثمان بعمر قال جابر فلما قمنا من عند رسول الله صلى الله عليه وسلم قلنا اما الرجل الصالح فرسول الله صلى الله عليه وسلم واما تنوط بعضهم ببعض فهم ولاة الامر الذي بعث الله به نبيه صلى الله عليه وسلم واخرج ابوداؤد عن سمرة بن جندب ان رجلا قال يا رسول الله اني رأيت كأن دلوا دُلِّيَ من السماء فجاء ابوبكر فاخذ بعراقيها فشرب شربا ضعيفا ثم جاء عمر فاخذ بعراقيها فشرب حتى تضلع ثم جاء عثمان فاخذ بعراقيها فشرب حتى تضلع ثم جاء علي فاخذ بعراقيها فانتشطت وانتضح عليه منها شيء. العراقي جمع عرقوة والعرقوة الدلو هي الخشبة المعترضة على فم الدلو انتشطت اضطربت. وعن ابن عباس كان ابو هريرة يحدث

جس کو چاہتا ہے گا بادشاہت دے گا (خلافت نبوت نہ دے گا) اور ابو عمر نے (استیعاب میں) حضرت عرفجہؓ سے اسی مضمون کی روایت نقل کی ہے۔ اور ابوداؤد نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک روز صحابہؓ سے) فرمایا کہ آج شب کو ایک نیک مرد کو یہ (خواب) دکھلایا گیا کہ گویا ابوبکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کے دامن سے) لٹکائے گئے ہیں اور عمرؓ (ابوبکرؓ کے دامن) سے لٹکائے گئے ہیں اور عثمانؓ عمرؓ (کے دامن) سے لٹکائے گئے ہیں۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ جب ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اٹھے تو ہم لوگوں نے (بطور خود) کہا کہ وہ نیک مرد تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں (جن کو یہ خواب دکھلایا گیا) اور ایک کا دوسرے کے دامن سے لٹکنا (صاف بتا رہا ہے کہ) یہ لوگ اس دین کے والی ہوں گے جس کے ساتھ اللہ نے اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بھیجا ہے اور ابوداؤد نے حضرت سمرہ بن جندبؓ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے دیکھا کہ ایک ڈول آسمان سے لٹکایا گیا پھر ابوبکرؓ آئے اور انھوں نے اس کی عرقوہ پکڑ لی اور پیا (مگر) کمزور طریقہ[1] سے پیا پھر عمرؓ آئے اور انھوں نے اس کی عرقوہ پکڑ لی اور پیا یہاں تک کہ شکم سیر ہو گئے پھر عثمانؓ آئے اور انھوں نے اس کی عرقوہ پکڑ لی اور پیا یہاں تک کہ شکم سیر ہو گئے پھر علیؓ آئے اور انھوں نے اس کی عرقوہ پکڑی تو وہ کھل گئی[2] اور اس پانی کی کچھ چھینٹیں بھی ان پر پڑیں [عرقوہ اس لکڑی کو کہتے ہیں جو ڈول کے منہ پر جانب عرض میں لگائی جاتی ہے] اور حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے (وہ کہتے تھے) حضرت ابوہریرہؓ بیان

؎۱ کمزور طریقہ سے پینے کا یہی مطلب ہے کہ مدت خلافت کم ہونے کے سبب سے بعض کام ان کے ناتمام رہے۔ ؎۲ کھل جانے سے اشارہ ہے جس امر کی طرف کہ ان کی خلافت منتظم نہ ہوگی اور چھینٹوں کا پڑنا ان فتنوں کی طرف اشارہ ہے جو ان کے زمانہ میں پیش آئے۔

ان رجلاً اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انی اری اللیلۃ ظلۃً ینطف منہا السمن والعسل فاری الناس یتکففون بایدیہم فالمستکثر والمستقل واری سبباً واصلاً من السماء الی الارض فاراک یا رسول اللہ اخذت بہ فعلوت ثم اخذ بہ رجل اٰخر فعلا بہ ثم اخذ بہ رجل اٰخر فعلا بہ ثم اخذ بہ رجل اٰخر فانقطع ثم وصل فعلا بہ فقال ابو بکر بابی انت وامی لتدعنی فاعبرہا فقال اعبرہا فقال اما الظلۃ فظلۃ الاسلام واما ما ینطف من السمن والعسل فہو القراٰن لینتہ وحلاوتہ واما المستکثر والمستقل فہو المستکثر من القراٰن والمستقل منہ واما السبب الواصل من السماء الی الارض فہو الحق الذی انت علیہ تاخذ بہ فیعلیک اللہ ثم یاخذ بہ بعدک رجل فیعلو بہ ثم یاخذ بہ رجل فیعلو بہ ثم یاخذ بہ رجل اٰخر فینقطع ثم یوصل لہ فیعلو بہ ای رسول اللہ لتحدثنی اصبت ام اخطأت

کرتے تھے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اُس نے عرض کیا کہ میں نے آج شب کو (خواب میں) دیکھا کہ ایک ابر کا ٹکڑا ہے اس سے گھی اور شہد ٹپک رہا ہے پھر میں نے لوگوں کو دیکھا کہ دونوں ہاتھوں سے اس کو لے رہے ہیں کسی نے کم لیا کسی نے زیادہ اور میں نے دیکھا کہ ایک رسی آسمان سے زمین تک لٹک رہی ہے پھر میں نے یا رسول اللہ آپ کو دیکھا کہ آپ نے اس رسی کو پکڑ لیا اور (اس کے زور سے آسمان پر) چڑھ گئے پھر ایک اور شخص نے (آکر) اس رسی کو پکڑا اور (اُس کے ذریعہ آسمان پر) چڑھ گیا۔ اس کے بعد پھر ایک اور شخص (آیا اور اس) نے اس رسی کو پکڑا تو وہ رسی ٹوٹ گئی مگر پھر جڑ گئی اور وہ شخص بھی چڑھ گیا۔ ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہو جائیں اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں اس (خواب) کی تعبیر بیان کروں آپ نے فرمایا (اچھا) بیان کرو۔ ابوبکرؓ نے کہا کہ (ابر سے مراد) اسلام ہے اور (اس ابر سے) جو روغن و شہد ٹپکتا ہے وہ قرآن ہے (روغن سے مراد) قرآن کی نرمی اور (شہد سے مراد) قرآن کی حلاوت ہے اور زیادہ لینے والا اور کم لینے والا (اس شہد و گھی کا) وہ ہے جو قرآن کا علم زیادہ حاصل کرے اور کم حاصل کرے اور آسمان سے زمین تک رسی لٹکتی ہوئی (جو اُس شخص نے دیکھی اس سے مراد وہ دین) حق ہے جس پر آپ ہیں آپ اس کو پکڑے ہوئے ہیں پھر (جب) اللہ تعالیٰ آپ کو اٹھا لے گا تو آپ کے بعد ایک اور شخص اس کو پکڑ لے گا اور اس کے ذریعہ سے بلند (مرتبہ) ہو جائے گا پھر ایک اور شخص اس کو پکڑ لے گا اور اس کے ذریعہ سے بلند (مرتبہ) ہو جائیگا پھر ایک دوسرا شخص اس کو پکڑ لے گا تو وہ رسی ٹوٹ جائے گی۔ (مگر) پھر وہ رسی اس کو جوڑ دی جائے گی اور وہ شخص بھی بلند (مرتبہ) ہو جائے گا یا رسول اللہ فرمائیے میں نے ٹھیک بیان کیا یا غلط

فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اصبت
بعضا واخطأت بعضا فقال اقسمت
یا رسول اللہ لتحدثنی ما الذی اخطأت
فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا
تقسم اخرجہ البخاری ومسلم والدارمی
وابوداؤد والترمذی قول اخطأت
بعضا، علماء در وجہ خطا سخنہا گفتہ اند
لیکن آنچہ بذہن این فقیر مقرر شدہ
آنست کہ مراد از خطا ترک تسمیہ این
خلفاء است بوجہے از استعارہ بلفظ خطا
تعبیر کردہ شدہ است وعن الحسن
قال قال ابوبکر یا رسول اللہ ما
ازال ارانی اطأ فی عذرات الناس
قال لتکونن من الناس بسبیل
قال ورأیت فی صدری رقمتین
قال سنتین معنی قول ابن سعد
آں فراست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
در بعض حوادث کار کرد و از انجا استنباط
فرمود کہ این جماعت خلفاء اند اخرج الحاکم
عن سفینۃ قال لما بنی النبی صلی اللہ
علیہ وسلم المسجد وضع حجرا ثم قال
لیضع ابوبکر حجرا الی جنب حجری ثم
قال لیضع عمر حجرہ الی جنب حجر ابی بکر ثم قال
لیضع عثمان حجرہ الی جنب حجر عمر ثم قال ھؤلاء
الخلفاء بعدی واخرج ابو یعلی والحاکم عن

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ ٹھیک اور کچھ غلط۔ ابوبکر
صدیقؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ
کو قسم دیتا ہوں کہ جو کچھ میں نے غلطی کی ہو اس کو آپ بیان کر دیجیے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم مت دلاؤ اس حدیث کو بخاری
اور مسلم اور دارمی اور ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے
(آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ تم نے کچھ غلطی کی علماء
نے اس غلطی کی کئی صورتیں بیان کی ہیں لیکن جو کچھ اس فقیر
کے ذہن میں آیا وہ یہ ہے کہ غلطی سے مراد ان خلفاء کے ناموں کا ذکر
نہ کرنا ہے جس کو ایک طرح کے استعارہ میں غلطی کے لفظ سے تعبیر کیا
گیا ہے) اور حسن (بصریؒ) سے مروی ہے وہ کہتے تھے کہ مجھ کو
خبر ملی ہے کہ ابوبکرؓ نے کہا یا رسول اللہ! میں اپنے کو برابر (خواب
میں) دیکھتا ہوں کہ میں لوگوں کے (بول) و براز میں چل رہا ہوں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اس کی تعبیر یہ ہے کہ) تم
لوگوں میں ممتاز ہو گے (پھر) ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ میں نے یہ بھی
(خواب میں) دیکھا کہ میرے سینہ میں دو تحریریں ہیں۔ آنحضرتؐ نے
فرمایا (اس کی تعبیر ہے) دو سال۔ یہ حدیث ابن سعدؒ سے مروی ہے
پھر (اس قسم کے خوابوں کے علاوہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
فراست نے (بھی) بعض واقعات میں کام کیا اور اس سے آپ نے
استنباط فرمایا کہ یہی لوگ خلیفہ ہیں (چنانچہ حاکم نے سفینہؓ سے
روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد
(اقدس) کی بنیاد ڈالی تو (پہلے) آپ نے ایک پتھر رکھا پھر آپ نے
فرمایا میرے پتھر کے پہلو میں ایک پتھر ابوبکرؓ رکھیں پھر آپ نے فرمایا
کہ ابوبکرؓ کے پتھر کے پہلو میں ایک پتھر عمرؓ رکھیں پھر آپ نے فرمایا
کہ عمرؓ کے پتھر کے پہلو میں ایک پتھر عثمانؓ رکھیں پھر اس کے بعد
فرمایا کہ یہی لوگ میرے بعد خلیفہ ہیں) اور ابو یعلی اور حاکم نے

عائشة لما أسّس رسول الله صلى الله عليه وسلم مسجد المدينة جاء بحجر فوضعه وجاء أبو بكر بحجر فوضعه وجاء عمر بحجر فوضعه وجاء عثمان بحجر فوضعه فسُئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ذلك فقال هم الخلفاء من بعدي.

وأخرج البزار والطبراني في الأوسط والبيهقي عن أبي ذر قال كان النبي صلى الله عليه وسلم جالسا وحده فجلست إليه فجاء أبو بكر فسلّم ثم جاء عمر ثم جاء عثمان وبين يدي رسول الله صلى الله عليه وسلم سبع حصيات فأخذهن فوضعهن في كفه فسبّحن حتى سمعت لهن حنينا كحنين النحل ثم وضعهن فخرسن ثم أخذهن فوضعهن في يد أبي بكر فسبّحن حتى سمعت لهن حنينا كحنين النحل ثم وضعهن فخرسن ثم تناولهن فوضعهن في يد عمر فسبّحن حتى سمعت لهن حنينا كحنين النحل ثم وضعهن فخرسن ثم تناولهن فوضعهن في يد عثمان فسبّحن حتى سمعت لهن حنينا كحنين النحل ثم وضعهن فخرسن فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم

حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد مدینہ (یعنے مسجد نبوی) کی بنیاد ڈالی تو (پہلے) آپ نے ایک پتھر لا کر رکھا پھر ابوبکرؓ نے (آپ کے حکم سے) ایک پتھر لاکر رکھا پھر عثمانؓ نے (آپ کے حکم سے) ایک پتھر لا کر رکھا اور جب اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہی لوگ میرے بعد خلیفہ ہوں گے [اور بزار اور طبرانی نے (کتاب معجم) اوسط میں اور بیہقی نے حضرت ابوذرؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ (ایک روز) نبی صلی اللہ علیہ وسلم تنہا بیٹھے ہوئے تھے کہ میں آیا اور آپ کے پاس بیٹھ گیا پھر ابوبکرؓ آئے اور سلام کیا (اور بیٹھ گئے) پھر عمرؓ آئے پھر عثمانؓ آئے (اور سلام کہہ کے بیٹھ گئے) اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے سات کنکریاں پڑی ہوئی تھیں آپ نے وہ کنکریاں لے کر اپنی ہتھیلی پر رکھیں تو وہ کنکریاں تسبیح پڑھنے لگیں یہاں تک کہ میں نے ان کی آواز سنی مثل شہد کی مکھی کی آواز کے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کنکریوں کو (زمین پر) رکھدیا تو وہ کنکریاں خاموش ہو گئیں پھر آپ نے ان کنکریوں کو اٹھا کر ابوبکرؓ کے ہاتھ میں رکھا تو پھر وہ تسبیح پڑھنے لگیں حتی کہ میں نے ان کی آواز سنی مثل شہد کی مکھی کی آواز کے پھر ابوبکرؓ نے ان کو رکھدیا تو وہ خاموش ہو گئیں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کنکریوں کو اٹھا کر عمرؓ کے ہاتھ میں رکھدیا تو پھر وہ تسبیح پڑھنے لگیں حتی کہ میں نے ان کی آواز سنی مثل شہد کی مکھی کی آواز کے پھر حضرت عمرؓ نے ان کو زمین پر رکھدیا تو وہ خاموش ہو گئیں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اٹھا کر عثمانؓ کے ہاتھ میں رکھا تو وہ تسبیح پڑھنے لگیں حتی کہ میں نے ان کی آواز سنی مثل شہد کی مکھی کی آواز کے پھر حضرت عثمانؓ نے ان کو زمین پر رکھدیا تو وہ خاموش ہو گئیں پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

هذه خلافة نبوة واخرج ابن عساكر عن انس ان النبي صلى الله عليه وسلم اخذ حصيات في يده فسبحن حتى سمعت التسبيح ثم صيرهن في يد ابي بكر فسبحن حتى سمعنا التسبيح ثم صيرهن في يد عمر فسبحن حتى سمعنا التسبيح ثم صيرهن في يد عثمان فسبحن حتى سمعنا التسبيح ثم صيرهن في ايدينا رجلا رجلا فما سبحت حصاة منهن

چوں دل مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ازیں افاضات غیبیہ پر شد لختے از آں در خطابہ ناس گل برگردید تعیین زمان و مکان فرمودند و خبر دادند کہ ایشاں قائم بامر ملت خواہند بود و فی حدیث سفینۃ الخلافۃ بعدی ثلاثون سنۃ وفی حدیث ابن مسعود تدور رحی الاسلام بخمس وثلثین

نے فرمایا یہ (علامت) خلافت نبوت (کی) ہے (کیونکہ جو معاملہ عالم غیب سے نبی کے ساتھ ہوا یعنی کنکریاں اُن کے ہاتھ میں گویا کی گئیں وہی معاملہ ان لوگوں کے ساتھ بھی ہوا) اور ابن عساکر نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ کنکریاں اپنے ہاتھ میں اُٹھالیں تو اُن کنکریوں نے آپ کے ہاتھ میں تسبیح پڑھی یہاں تک کہ ہم نے تسبیح (کی آواز) سُنی پھر آپ نے اُن کو ابوبکرؓ کے ہاتھ میں رکھدیا تو (ان کے ہاتھ میں بھی) کنکریوں نے تسبیح پڑھی یہاں تک کہ ہم نے تسبیح کی آواز سُنی پھر آپ نے وہ کنکریاں عمرؓ کے ہاتھ میں رکھدیں تو (ان کے ہاتھ میں بھی) کنکریوں نے تسبیح پڑھی یہاں تک کہ ہم نے تسبیح (کی آواز) سُنی پھر آپ نے وہ کنکریاں عثمانؓ کے ہاتھ میں رکھدیں تو (ان کے ہاتھ میں بھی) کنکریوں نے تسبیح پڑھی یہاں تک کہ ہم نے تسبیح (کی آواز) سُنی پھر ہم (جتنے بیٹھے ہوئے تھے) سب کے ہاتھ میں فرداً فرداً وہ کنکریاں رکھیں مگر (ہم لوگوں کے ہاتھ میں) اُن میں سے ایک کنکری نے بھی تسبیح نہ پڑھی۔

جب ان افاضات غیبیہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دل مبارک پُر ہوگیا تو اُن کا کچھ حصہ (آپ کی زبان مبارک سے) لوگوں کے سامنے ظاہر ہوا اور آپ نے (تعیین کے طور پر) اس کو بیان فرمایا، اس (خلافت) کی مدت اور مقام کو معین فرما دیا اور خبر دیدی کہ یہی لوگ امت کا کام انجام دیں گے (جیسا کہ تعیین مدت کے متعلق) سفینہ کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) میرے بعد خلافت تیس برس رہے گی اور ابن مسعودؓ کی حدیث میں ہے (کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) اسلام کی چکی پینتیس سال چلتی رہیگی (یعنے نظام اسلام کامل پر رہے گا۔ اس زمانہ کا آغاز ہجرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا تو دس برس آپ کے عہد مبارک کے اس سے

صحیحہ ترتناقض درمیان این دو حدیث
نیست زیرا کہ چون حضرت مرتضیٰ را
یا لخلفاء عد کنند نظر بقوت سوابق اسلامیہ
او و افضل الناس بودن او در زمان خلافت
خود مدت خلافت ثلثین شود و اگر عدد نہ
کنند نظر بآنکہ خلافت ایشان انتظام نیافت
بموت حضرت عثمان خلافت خاصہ منقطع گشت
و اکثر احادیث ہمین مضمون وارد شدہ
در حدیث ابی ہریرۃ وغیرہ
الخلافۃ بالمدینۃ والملک بالشام
و ایراد لفظ خلافت درین احادیث و در
احادیثے کہ من بعد خواہد آمد دلالت می
نماید برآن کہ مراد تفسیر لفظ استخلاف
است کہ در آیۂ کریمہ آمدہ چنانکہ لفظ
خُذُوْا عَنِّیْ خُذُوْا عَنِّیْ قَدْ
جَعَلَ اللّٰہُ لَہُنَّ سَبِیْلًا دلالت
مے کند کہ انجاز وعد حَتّٰی یَجْعَلَ
اللّٰہُ لَہُنَّ سَبِیْلًا بودہ است
و اخرج الحاکم عن انس
بن مالک قال بعثنی
بنو المصطلق اسئل رسول
اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم

تناقض کے بعد مدتِ خلافت پچیس سال رہ جاتی ہے) ان دونوں حدیثوں
میں (بظاہر) تناقض معلوم ہوتا ہے کہ حدیث سفینہ سے مدتِ خلافت
تیس سال ظاہر ہوتی ہے اور حدیث ابن مسعودؓ سے پچیس سال معلوم
ہوتی ہے مگر) درحقیقت کوئی تناقض نہیں ہے کیونکہ اگر حضرت
مرتضیٰ کو (ان کی اسلامی خدمات کی قوت پر نظر کرکے اور ان کے زمانۂ
خلافت میں ان کے افضل الناس ہونے پر نظر کرکے) خلفاء میں شمار
کریں تو خلافت کی مدت (موافق حدیث سفینہ کے) تیس سال ہوتی
ہے اور اگر اس بات پر نظر کرکے کہ حضرت علیؓ کی خلافت نے نظام (کامل)
نہ پایا ان کو خلفاء میں شمار نہ کریں تو حضرت عثمانؓ کی موت پر خلافت
خاصہ منقطع ہوگئی (اور موافق حدیث ابن مسعودؓ کے خلافت کی مدت
چوبیس سال ہوتی ہے) اور اکثر حدیثیں اسی مضمون کی وارد ہوئی ہیں
(اور تعیین مقام خلافت) ابوہریرہؓ وغیرہ کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الخلافت مدینہ میں ہوگی اور سلطنت شام
میں۔ ان حدیثوں میں اور جو حدیثیں اس کے بعد آئیں گی ان میں خلافت
کا لفظ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ مقصود (اس سے) لفظ استخلاف
کی تفسیر ہے جو آیۂ کریمہ میں آیا ہے جیسا کہ حدیث خذوا عنی خذوا
عنی قد جعل اللہ لہن سبیلا[1] اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ
(آیۂ کریمہ حتی یجعل اللہ لہن سبیلا میں جو وعدہ ہے اس کے
پورا ہونے کو آپ بیان فرما رہے ہیں اور امت کا کام سرانجام دینے
کی خبر ان حدیثوں میں ہے حاکم نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت
کی ہے وہ فرماتے تھے مجھے (قبیلہ) بنی مصطلق (کے لوگوں) نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں (یہ) دریافت کرنے کے لئے

[1] ترجمہ: یاد کرو مجھ سے یاد کرلو مجھ سے بیشک اللہ نے عورتوں کے لئے ایک سبیل نکال دی ہے، مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ سبیل نکال دینے کا فرمایا تھا وہ پورا ہوا اسی طرح خلافت کا ذکر جس حدیث میں ہے کہ مدینہ میں ہوگی یا اور اسی طرح کے مضامین اس کا مطلب یہ ہے کہ آیت استخلاف میں جو خلافت کا وعدہ ہے وہ مدینہ میں ہوگی یا ان حالات بیان کی گئی ہو۔

۸/۲

الی من ندفع زکوتنا اذا حدث بک حدث فقال ادفعوها الی ابی بکر فقلت ذلک لهم فقالوا سلہ ان حدث بابی بکر حدث الموت الی من ندفع زکوتنا فقلت له ذلک فقال ادفعوها الی عمر قالوا فالی من ندفعها بعد عمر فقلت له قال ادفعوها الی عثمان وعن سهل بن ابی حثمة قال بایع اعرابی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال علی للاعرابی ایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاسألہ ان اتی علیہ اجلہ من یقضیہ فاتی الاعرابی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسألہ فقال یقضیک ابو بکر فخرج الی علی فاخبرہ فقال ارجع واسألہ ان اتی علی ابی بکر اجلہ من یقضیہ فاتی الاعرابی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسألہ فقال یقضیہ عمر فخرج الی علی فاخبرہ فقال ارجع فاسألہ من بعد عمر فقال یقضیہ عثمان فقال علی للاعرابی ایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسألہ ان اتی علی عثمان اجلہ من یقضیہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتی علی ابی بکر اجلہ وعمر اجلہ وعثمان اجلہ فان استطعت ان تموت فمت اخرجہ الاسماعیلی فی معجمہ واخرجہ ایضا

بھیجا کہ اگر کوئی حادثہ آپ کو پیش آجائے تو ہم اپنی زکوٰۃ کس کو دیں؟ چنانچہ میں نے جا کر آپ سے پوچھا، آپ نے فرمایا جاؤ کہہ دو کہ ابوبکرؓ کو دینا، میں نے جا کر بنی مصطلق کے لوگوں سے کہا، پھر حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے مجھ سے کہا پھر جاؤ اور آپ سے پوچھو کہ اگر ابوبکرؓ کو موت آجائے تو ہم اپنی زکوٰۃ کس کو دیں، چنانچہ میں نے آپ سے پوچھا، آپ نے فرمایا کہہ دو کہ عمرؓ کو دینا، میں نے ان لوگوں سے کہہ دیا، ان لوگوں نے مجھ سے کہا کہ پھر جاؤ اور پوچھو کہ عمرؓ کے بعد کس کو دیں، میں نے آپ سے پوچھا، آپ نے فرمایا جاؤ کہہ دو کہ عثمانؓ کو دینا۔ اور سہل بن ابی حثمہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے کوئی چیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ بطور قرض کے فروخت کی تھی حضرت علیؓ نے اس اعرابی سے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو کہ اگر انہیں موت آجائے تو یہ قرض کون ادا کرے گا؟ چنانچہ وہ اعرابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوا اور اس نے آپ سے پوچھا، آپ نے فرمایا ابوبکرؓ تم کو دیں گے پھر وہ حضرت علیؓ کے پاس گیا اور یہی ان سے بیان کر دیا حضرت علیؓ نے کہا جاؤ پھر پوچھو کہ اگر ابوبکرؓ کو موت آجائے تو اس کو کون ادا کرے گا؟ چنانچہ وہ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور آپ سے پوچھا۔ آپ نے فرمایا عمرؓ ادا کر دیں گے۔ پھر اس اعرابی نے آکر حضرت علیؓ سے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ پھر جاؤ اور پوچھو کہ عمرؓ کے بعد کون ادا کرے گا؟ چنانچہ اس نے جا کر پوچھا، آپ نے فرمایا کہ عثمانؓ ادا کریں گے، اس اعرابی نے یہی جا کر حضرت علیؓ سے بیان کیا، حضرت علیؓ نے اعرابی سے کہا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور پوچھو کہ اگر عثمانؓ کو موت آجائے تو اس کو کون ادا کرے گا؟ چنانچہ وہ اعرابی پھر گیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ابوبکرؓ کو بھی موت آجائے اور عمرؓ کو بھی موت آجائے اور عثمانؓ کو بھی موت آجائے (تو پھر دنیا رہنے کے قابل نہ ہوگی) لہٰذا تم سے ہو سکے تو تم بھی مر جانا۔ اس روایت کو اسمٰعیلی نے اپنی معجم میں لکھا ہے اور نیز

من حديث ابی هريرة وفيه ان النبی صلی الله عليه وسلم بايع اعرابيا بقلائص الی اجل فقال يا رسول الله ان اخترمتك منيتك فمن يقضينی قال ابو بكر قال فان عجلت بابی بكر منيته فمن يقضينی قال عمر قال فان عجلت بعمر منيته فمن يقضينی قال عثمان قال فان عجلت بعثمان منيته فمن يقضينی قال ان استطعت ان تموت فمت. وعن جبير بن مطعم ان امرأة اتت رسول الله صلی الله عليه وسلم فكلمته فی شیء فامرها ان ترجع قالت فان لم اجدك كانها تقول الموت قال ان لم تجدينی فأتی ابا بكر اخرجه البخاری ومسلم والترمذی وابو داؤد وابن ماجة. وعن ابی هريرة ان النبی صلی الله عليه وسلم استسلف من يهودی شيئا الی الحول فقال ارأيت ان جئت فلم اجدك فالی من اذهب قال الی ابی بكر قال فان لم اجده قال الی عمر قال فان لم اجده قال ان استطعت ان تموت اذا مات عمر فمت ذكره المحب الطبری فی الرياض عن الخلعی و اخرج ابن سعد عن ابن شهاب قال رأی النبی صلی الله عليه وسلم رؤيا فقصها علی ابی بكر فقال يا ابا بكر رأيت كانی استبقت انا وانت درجة فسبقتك

انھوں نے اس روایت کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی نقل کر کے لکھا ہے جس میں یہ مضمون ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے کچھ اونٹنیاں (قرض) مول لیں اس اعرابی نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! اگر آپ کو جلد موت آجائے تو میرا قرض کون ادا کرے گا؟ آپ نے فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ اس نے عرض کیا کہ اگر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی جلد موت آجائے تو میرا قرض کون ادا کرے گا؟ آپ نے فرمایا عمر رضی اللہ عنہ۔ اس نے عرض کیا کہ اگر عمر رضی اللہ عنہ کو بھی جلد موت آجائے تو میرا قرض کون ادا کرے گا؟ آپ نے فرمایا عثمان رضی اللہ عنہ۔ اس نے عرض کیا کہ اگر عثمان رضی اللہ عنہ کو بھی جلد موت آجائے تو میرا قرض کون ادا کرے گا؟ آپ نے فرمایا (عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد دنیا رہنے کی جگہ نہ ہوگی لہٰذا) اگر تم سے ہو سکے تو تم بھی مر جانا۔ اور حضرت جبیر بن مطعم سے مروی ہے کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آئی اور اس نے آپ سے کسی معاملہ میں کچھ گفتگو کی۔ آپ نے فرمایا کہ پھر آنا اس نے عرض کیا کہ اگر میں آپ کو نہ پاؤں (اس کا مطلب یہ تھا کہ آپ کی وفات ہو جائے) آپ نے فرمایا اگر مجھے نہ پانا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس جانا۔ اس حدیث کو بخاری اور مسلم اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے لکھا ہے۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے کچھ قرض ایک سال کے وعدہ پر لیا اس یہودی نے کہا اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں تو پھر کس کے پاس جاؤں؟ آپ نے فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس اس نے کہا اگر ان کو بھی نہ پاؤں تو آپ نے فرمایا کہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اس نے کہا اگر ان کو بھی نہ پاؤں۔ آپ نے فرمایا جب عمر رضی اللہ عنہ مر جائیں تو اگر تجھ سے ہو سکے تو تو بھی مر جانا۔ اس روایت کو محب طبری نے ریاض میں خلعی (یعنے ابراہیم بن سعد رضی اللہ عنہ) سے نقل کیا ہے اور ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے ابن شہاب سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خواب دیکھا اس کو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ گویا ہم اور تم دونوں ایک زینہ پر چڑھ رہے ہیں اور میں تم سے

قال اللہ تعالیٰ وإذ أسرّ النبیّ إلی بعض أزواجه حدیثاً قال لحفصة أبوکِ وأبو عائشة والیا الناس بعدی فإیّاکِ أن تخبری به أحداً الثعلبی والواحدی ولما طرق ذکر بعضها فی ریاض النضرة۔ ودر غنیۃ الطالبین مذکور است روی عن أبی هریرة عن النبی صلی اللہ علیه وسلم أنه قال لما عُرج بی سألت ربی أن یجعل الخلیفة من بعدی علی بن أبی طالب فقالت الملائکة یا محمد إن اللہ یفعل ما یشاء الخلیفة من بعدک أبوبکر وفی حدیث البخاری أن عمر قال من یحفظ عن الفتنة التی تموج کموج البحر ماذا حفظ عن النبی صلی اللہ علیه وسلم فیها فقال ما لک ولها یا أمیر المؤمنین إن بینک وبینها باباً مغلقاً قال أیُکسر الباب أو یُفتح قال قلت لا بل یُکسر قال ذلک

میں لکھا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے واذ اسر النبی الآیۃ (ترجمہ) اور جب بطور راز کے کہی نبی نے اپنی بعض زوجہ سے ایک بات (حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں وہ بات یہ تھی کہ) آپ نے حفصہؓ سے فرمایا تھا تمہارے باپ اور عائشہؓ کے باپ میرے بعد لوگوں کے حاکم ہوں گے مگر خبردار کسی سے اس کو بیان نہ کرنا اس حدیث کو واحدی نے لکھا ہے اس کی بہت سی سندیں ہیں جن میں سے بعض ریاض النضرہ میں مذکور ہیں اور غنیۃ الطالبین میں مذکور ہے کہ بروایت ابی ہریرہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا جب مجھے معراج ہوئی تو میں نے اپنے پروردگار سے درخواست کی کہ میرے بعد خلیفہ علی بن ابی طالبؓ کو کرے فرشتوں نے کہا اے محمد! اللہ جو چاہے گا کرے گا (اور اللہ کی مشیت میں) خلیفہ آپ کے بعد ابوبکرؓ ہیں۔ اور بخاری کی حدیث میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے حذیفہؓ سے اس فتنہ کی بابت (جس) کے متعلق حدیث میں آیا ہے کہ وہ دریا کی طرح موج زن ہوگا سوال کیا کہ تم کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کون کونسی حدیثیں اس کے متعلق یاد ہیں تو انھوں نے کہا اے امیر المومنین آپ کو اس فتنہ سے کیا مطلب (آپ کیوں اس کے متعلق پوچھتے ہیں) آپ کے اور اس کے درمیان ایک مقفل دروازہ (حائل) ہے، حضرت عمرؓ نے پوچھا (جب فتنہ چھائے گا تو) وہ دروازہ توڑا جائے گا یا کھولا جائے گا حضرت حذیفہؓ نے کہا کہ کھولا نہیں بلکہ توڑا جائے گا حضرت عمرؓ نے کہا اس صورت

له یہ روایت کتب شیعہ میں بھی ہے چنانچہ تفسیر [illegible] سورۂ تحریم میں بحوالہ تفسیر [illegible] منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہؓ سے کہا تھا کہ ابوبکر میری خلافت کے بعد [illegible] ہوں گے [illegible] تمہارے باپ [illegible] صاحب [illegible] کیا خوب [illegible] تقدیر میں [illegible] حضرت [illegible] ابوبکر صدیقؓ اور ان کے بعد [illegible] خلیفہ ہوں گے تو [illegible] علیؓ کو بلا فصل خلیفہ بنانا [illegible] تقدیر الٰہی کو [illegible] خدا [illegible] نعوذ باللہ [illegible] بلا فصل [illegible] قضا و قدر کو۔

...ی ایشان تو فتر حذیفہ
...باب بعد بعد ازاں تصریحاً و تلویحاً
...امر فرمود باقتدائے ایشان فی حدیث
ابن مسعود اقتدوا بالذین من
بعدی ابی بکر و عمر۔ و در حدیث
حذیفہ انی لا ادری ما بقائی فیکم
فاقتدوا بالذین من بعدی
و اشار الی ابی بکر و عمر
...حدیث و بنائے کلام بر موصول
...ساں دلالت می کند بر آنکہ علم
...ایشان بقیام شیخین بامر امت بعد
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم محیط بود
...یک لا وجہ در حدیث باین
...تخصیص و تعیین شنیدہ بودند۔
و فی حدیث ابن ماجۃ عن عرباض
بن ساریۃ فمن ادرک ذلک منکم
...علیہ بسنتی وسنۃ الخلفاء
الراشدین من بعدی عضوا علیہا
...بالنواجذ و آنحضرت نزدیک وفات قولاً و فعلاً
...خلافت حضرت ابی بکر اشارہ فرمود عن
عائشۃ ان النبی صلے اللہ علیہ و
سلم قال فی مرضہ لقد ھممت او
اردت ان ارسل الی ابی بکر
...و ابنہ فاعھد ان یقول القائلون
او یتمنی المتمنون ثم

معلوم ہوتا ہے کہ کبھی بند نہ ہوگا۔ اس کے بعد حذیفہؓ نے بیان کیا کہ وہ دروازہ خود حضرت عمرؓ کی ذات تھی (اور دروازہ کے توڑے جانے سے اُن کی شہادت کی طرف اشارہ تھا)۔

بعد (بیان فرمانے) اس (تعیین مدت وغیرہ) کے صراحۃً اور اشارۃً آپ نے اُن خلفاء کی اقتداء کا حکم دیا چنانچہ حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث میں ہے (کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) اقتدا کرو ان دونوں کی جو میرے بعد ہوں گے یعنے ابوبکرؓ و عمرؓ کی۔ اور حذیفہؓ کی حدیث میں ہے کہ (آپ نے فرمایا) میں نہیں جانتا کہ میرا قیام تم میں کب تک ہے لہٰذا (میں کہے دیتا ہوں کہ) میرے بعد ان دونوں کی اقتدا کرنا اور آپ نے ابوبکرؓ و عمرؓ کی طرف اشارہ کیا اس حدیث میں اسم موصول (یعنے الذین) کا آنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ صحابہؓ اس بات سے واقف تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد شیخینؓ امت کا کام انجام دیں گے (ورنہ بجائے اس کے ھذین اسم اشارہ ہوتا) اور وہ کیونکر واقف نہ ہوتے اس قدر حدیثیں خلافت کی تخصیص اور تعیین کے متعلق (زبان وحی ترجمان سے) سن چکے تھے۔ اور ابن ماجہ کی حدیث میں حضرت عرباض بن ساریہؓ سے مروی ہے (کہ آپ نے فرمایا) جو شخص تم میں سے میرے بعد کا زمانہ پائے اس کو لازم ہے کہ میری سنت اور میرے خلفائے راشدین کی سنت (اے لوگو!) اس کو دانتوں سے مضبوط پکڑنا۔ پھر (اس پر بھی قناعت نہ فرمائی اور) وفات کے قریب قولاً و فعلاً حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کی طرف اشارہ فرمایا۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض (وفات کی شدت) سے کچھ پہلے فرمایا بیشک میں نے ارادہ کیا کہ ابوبکرؓ اور ان کے بیٹے کو بلوا بھیجوں اور ایک وصیت نامہ لکھ دوں تاکہ کہنے والے نہ کہیں اور تمنا کرنے والے تمنا نہ کریں مگر پھر

واللہ اعلم بالصواب۔ قال اللہ تبارک
وتعالیٰ فی سورۃ الانبیاء، وَلَقَدْ
كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ
أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ۔
یعنی ہرآئینہ نوشتیم در صحیفہا بعد از توریت
کہ زمین معمورہ وارث آں شوند بندگان
شائستۂ من مراد از زبور جنس صحیفہا
است یا زبور حضرت داؤدؑ ولفظ زبور
بمعنے مکتوب است وکلام اللہ بعضی
او مصدق بعض است قال تعالیٰ ذٰلِكَ
مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي
الْإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فائدہ
قصہ واحد است وتعبیر مختلف
اینجا زبور وذکر گفتہ شد آنجا توریت
وانجیل اینجا میراث ارض گفتہ شد آنجا

کی صورت ہے (واللہ اعلم بالصواب۔

(تیسری آیت[۱]) اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورۂ انبیاء
(سترھویں پارہ) میں فرمایا ہے۔ (ترجمہ) بیشک ہم نے لکھدیا
(پیغمبروں کے) صحیفوں میں توریت کے بعد کہ زمین
{معمورہ (کا جس قدر حصہ ہے)} وارث اُس کے ہوں گے
میرے شائستہ بندے۔

مراد زبور سے یا عام صحیفے ہیں یا خاص حضرت داؤدؑ کی زبور۔
لفظ زبور (از روئے لغت) ہر لکھی ہوئی چیز کے معنے میں آتا ہے
کلام خدا کا ایک حصہ دوسرے حصے کی تصدیق کرتا ہے
(جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں یہاں بھی اُس کا نمونہ دیکھو) اللہ
تعالیٰ نے (دوسری جگہ) فرمایا ہے ذٰلک مثلھم فی
التوریۃ ومثلھم فی الانجیل کزرع اخرج شطئہ

فائدہ: ان دونوں آیتوں کا مضمون ایک ہے عبارت مختلف
ہے جس آیت میں زبور اور ذکر کہا گیا اُس آیت میں توریت و
انجیل (کہا) دونوں کا ایک ہی۔ یہاں میراث ارض کہا گیا وہاں

[۱] اس آیت سے بھی بغیر انضمام روایات کے استدلال ہو سکتا ہے۔ دیکھنا چاہیے کہ لفظ ارض سے کیا مراد ہے یہ ظاہر ہے کہ کل زمین مراد نہیں ہو سکتی کیونکہ
ابتک ایسا نہیں ہوا اور چونکہ آیت کا سباق وسیاق بتا رہا ہے کہ مقصود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والوں کو فتوحات کی بشارت دینا اور روم
کو سمجھنے کی ترغیب دینا ہو کیونکہ ابتدا سے سلسلۂ کلام شروع ہوا ہے ان الذین سبقت لہم منا الحسنیٰ سے آیت مذکورہ تک اخروی نعمت کی بشارت ہے اور یہ آیت مذکورہ میں
دنیاوی نعمت کی اسی قسم میں ایک پیشین گوئی بھی مد نظر ہو کر توریت و زبور میں جس زمین کا وعدہ ہو اس کے موجود علم میں یہی توریت اور وہ پیشین گوئی بھی
ان کے زمانے پوری ہوگی بجز یہ کہ [illegible] کے بعد یک بڑا بلیغ مجمد ہے کہ ان فی ھذا لبلاغا لقوم عابدین [illegible] ان بشارتوں میں عبادت کرنے والوں
سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والوں کے لئے بڑی آیات [illegible] اس سیاق وسباق سے [illegible] قطعی کہ ان تمام کا آنحضرت [illegible] وقت نزول
سوا اور کچھ نہیں ورنہ کس ایسی چیز کی بشارت کسی کو سنانا جس میں کچھ حصہ اس کا نہ ہو شان ربانی سے بعید ہے لہذا اس سے وہ زمانہ مراد نہیں ہو سکتا پس لا محالہ
ارض سے کوئی خاص زمین مراد ہو اس کا بھی فیصلہ سیاق وسباق سے ہو گیا کہ وہ کونسی زمین ہے معلوم ہو گیا کہ وہ وہی زمین ہے جس کا وعدہ توریت و زبور میں ہوا اور
توریت و زبور کو جیسا کہ اگلے حاشیہ میں منقول ہوگا نیز قرآن کریم کی شہادت کہ ثابت ہو کہ وہ موعود زمین ملک شام ہے جس کو بیت المقدس اور ارض مبارک کا لقب دیا ہے
سو دیکھنا چاہیے کہ ارض مقدس کا ملک کون ہوا اور کس کے ہاتھ سے فتح ہوا کس نے فتح کیا تو تاریخ سے ظاہر ہو کہ یہ ملک حضرت فاروق اعظمؓ کے ہاتھ پر فتح ہوا لہذا اس آیت
سے آیت کے مصداق صحابہ ہیں جن میں [illegible] اور ان کی خلافت برحق ہوئی نیز جس خلافت کو وہ پہلے [illegible] چکے تھے یعنی خلافت صدیقیہ کے اور جس کو وہ اپنے
مابعد مجوز کر چکے تھے یعنی خلافت عثمانیہ کے۔ ان کا بھی حق ہونا ظاہر ہو گیا۔

عن ابن مسعود قال قال ابوبكر الصديق
خرجتُ الى اليمن قبل ان يُبعَثَ النبي
صلى الله عليه وسلم فنزلتُ على شيخ
من الأزد عالم قد قرأ الكتب واتتْ
عليه اربع مائة سنة الا عشر سنين فقا
ل لي احسبُك حرميًا قلتُ نعم قال واحسبك
قرشيًا قلت نعم قال واحسبك
تيميًا قلت نعم قال بقيتْ لي منك واحدةٌ
قلت ما هي قال تكشفُ لي عن بطنك
قلتُ لِمَ ذاك قال اَجدُ في العلم الصحيح الصادق
ان نبيًا يبعث في الحرم يعاونُ على
امره فتًى وكهلٌ فامّا الفتى فخوّاضُ
غمرات ودفّاعُ مُعضلات وامّا الكهل
فابيضُ نحيفٌ على بطنه شامةٌ وعلى
فخذه اليسرى علامة وما عليك ان تريني
فقد تكاملتْ لي فيك الصفة الا ما خفي
عليّ قال ابوبكر فكشفتُ له عن بطني
فرأى شامة سوداء فوق سُرّتي فقال
انت هو ورب الكعبة واخرج ابن عساكر
عن الربيع بن انس قال مكتوبٌ في
الكتاب الاول مثل ابي بكر الصديق مثل
القطر اينما وقع نفع واخرج ابن عساكر عن
ابي بكرة قال اتيتُ عمر وبين يديه قوم ياكلون

نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ ابوبکر صدیقؓ
فرماتے تھے کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کے پہلے
ایک مرتبہ یمن گیا اور وہاں قبیلۂ ازد کے ایک بوڑھے آدمی کے یہاں
مہمان ہوا وہ عالم تھا اور کتب (سماویہ) پڑھا ہوا تھا۔ اس کی عمر
تین سو نوّے برس کی تھی اُس نے مجھ سے کہا میں سمجھتا ہوں کہ تم
حرم کے رہنے والے ہو میں نے کہا ہاں۔ اُس نے کہا میں سمجھتا ہوں
کہ تم قریشی ہو میں نے کہا ہاں۔ اُس نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ تم
تیمی[۱] ہو میں نے کہا ہاں۔ اُس نے کہا تو اب ایک بات تمہاری مجھے
معلوم نہیں، میں نے کہا وہ کونسی بات رہی؟ کہنے لگا تم اپنا شکم
مجھے دکھلا دو، میں نے کہا کیوں؟ کہنے لگا مجھے علم صادق میں یہ
بات معلوم ہوتی ہے کہ ایک نبی حرم میں مبعوث ہوں گے ان کے کام
میں ایک جوان[۲] اور ایک ادھیڑ عمر والا مدد دے گا، جوان بڑا جفا
کش اور مشکلات کو ٹالنے والا ہوگا اور ادھیڑ گورے رنگ کا اور دُبلا ہوگا
اور اُس کے شکم میں ایک تل ہوگا اور اس کی بائیں ران میں ایک
علامت ہوگی۔ اگر تم مجھے اپنا شکم دکھلا دو تو تمہارا کیا حرج ہے
مجھے جو بات نہیں معلوم وہ معلوم ہو جائے گی حضرت ابوبکرؓ فرماتے
تھے کہ میں نے اپنا شکم اس کے سامنے کھول دیا اُس نے دیکھ کر
ایک سیاہ تل میری ناف کے اوپر ہے کہنے لگا قسم رب کعبہ کی وہ
(ادھیڑ عمر والے) تمہی ہو۔ اور ابن عساکرؒ نے ربیع بن انسؓ سے
روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے اگلی کتابوں میں ابوبکر صدیقؓ کو
باران سے تشبیہ دی گئی ہے کہ وہ جہاں پہنچ جاتا ہے نفع دیتا ہے اور
ابن عساکر نے ابی بکرہؓ سے روایت کی ہے کہ میں (ایک مرتبہ) حضرت
عمرؓ کے پاس گیا تو کچھ لوگ اُن کے پاس کھانا کھا رہے تھے انھوں نے

[۱] قبیلہ بنی تیم کے لوگوں کو تیمی کہتے ہیں۔ حضرت صدیقؓ اسی قبیلہ سے تھے۔ [۲] جوان سے مراد حضرت فاروقؓ اور ادھیڑ سے مراد حضرت صدیقؓ۔

فرأى ببصره في مؤخر القوم رجلا
فقال ما تجد فيما تقرأ من الكتب
قال خليفة النبي صلى الله عليه وسلم
صديقه. وأخرج الدينوري في المجالسة
وابن عساكر من طريق زيد بن أسلم قال
أخبرنا عمر بن الخطاب قال خرجت مع
ناس من قريش في تجارة إلى الشام في
الجاهلية فلما خرجنا إلى مكة نسيت قضاء
حاجة فرجعت فقلت لأصحابي ألحقكم
فوالله إني لفي سوق من أسواقها إذا
أنا ببطريق[1] قد جاء فأخذ بعنقي فذهبت
أنازعه فأدخل كنيسة فإذا تراب متراكب
بعضه على بعض فدفع إلي مجرفة وفأسا
وزنبيلا وقال انقل هذا التراب فجلست
أتفكر في أمري كيف أصنع فأتاني
في الهاجرة فقال لي لم أرك أخرجت
شيئا ثم ضم أصابعه فضرب بها
وسط رأسي فقمت فضربت بها هامته
فإذا دماغه قد انتثر ثم خرجت على
وجهي ما أدري أين أسلك فمشيت بقية
يومي وليلتي حتى أصبحت فانتهيت إلى
دير فاستظللت في ظله فخرج إلي رجل
فقال يا عبد الله ما يجلسك
ههنا قلت ضللت عن أصحابي

سب کے پیچھے ایک شخص کو دیکھا تو اس سے کہا کہ اگلی کتابوں میں تم
نے کیا پڑھا ہے اُس نے کہا (کہ میں نے یہ پڑھا ہے) کہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کا خلیفہ اُن کا صدیق ہوگا۔ اور دینوری نے مجالسہ میں اور ابن
عساکر نے بروایت زید بن اسلم لکھا ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت عمر بن
خطابؓ نے ہم سے بیان کیا کہ میں زمانۂ جاہلیت میں بغرضِ تجارت
قریش کے ایک قافلہ کے ساتھ شام کی طرف گیا پھر جب ہم (وہاں
سے فارغ ہوکر) مکہ کی طرف چلے تو مجھے اپنا ایک کام یاد آیا تو میں
پھر پیچھے لوٹ گیا اور میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میں اگر تم
سے مل جاؤں گا۔ پس میں شام کی ایک بازار میں جا رہا تھا کہ مجھے
ایک بطریق ملا اُس نے میری گردن پکڑ لی میں اس سے لڑنے لگا بالآخر
وہ مجھے اپنے گرجا میں لے گیا وہاں کچھ مٹی ڈھیر تھی مجھے اس نے
ایک بیلچہ اور ایک پھاوڑا اور ایک ٹوکری دی اور کہا اس مٹی کو
یہاں سے ہٹا دے (یہ کہکر وہ تو چلا گیا اور پھاٹک بند کرتا گیا)
میں بیٹھ کر سوچنے لگا کہ اب کیا کروں پھر وہ دوپہر کے وقت میری
پاس آیا اور مجھ سے کہنے لگا کہ میں دیکھتا ہوں کہ تو نے کچھ بھی مٹی
نہیں نکالی پھر اُس نے ایک گھونسا میرے سر میں مارا اب تو مجھ
غصہ آگیا اور) میں نے اُس کے سر پر (پھاوڑہ وغیرہ) دے مارا
جس سے (اس کا سر پھٹ گیا اور) بھیجا اُس کا نکل پڑا اس کے
بعد میں اُسی وقت وہاں سے بھاگا اور میری سمجھ میں نہ آتا تھا کہ
کہاں جاؤں۔ الغرض میں اس دن کا باقی حصہ اور پوری رات چلتا
ہی رہا صبح ہوتے ایک دَیر (گرجا) کے پاس پہنچا اس کے سایہ
میں جاکر بیٹھ گیا اس دَیر سے ایک شخص نکلا اور اُس نے مجھ سے
کہا کہ اے بندۂ خدا! تو یہاں کیوں آیا ہے؟ میں نے کہا کہ میں
اپنے ساتھیوں سے (جدا ہوکر) راستہ بھول گیا ہوں پھر وہ

[1] بطریق عیسائیوں کا عالم پادری ہیں۔

فجاءني بطعام وشراب وصعّد في النظر وخفّضه ثم قال يا هٰذا قد علم أهل الكتاب انه لم يبق على وجه الأرض احدٌ أعلم مني بالكتاب واني أجد صفتك الذي يخرجنا من هٰذا الدير وتغلب على هٰذه البلدة فقلت له ايها الرجل قد ذهبت في غير مذهب قال ما اسمك قلت عمر بن الخطاب قال انت والله صاحبنا غير شك فاكتب لي على ديري وما فيه قلت ايها الرجل قد صنعت معروفا فلا تكدّره فقال اكتب لي كتابا في رقّ ليس عليك فيه شيء فان تك صاحبنا فهو ما نريد وان تكن الآخر فليس يضرك قلت هات فكتبت له ثم ختمت عليه فلما قدم عمر الشام في خلافته اتاه ذلك الراهب وهو صاحب دير القدس بذلك الكتاب فلما رآه عمر تعجب منه فانشأ يحدثنا حديثه فقال أوف لي بشرطي فقال عمر ليس لعمر ولا لابن عمر منه شيء واخرج ابن سعد عن ابن مسعود قال ركض عمر فرسا فانكشف ثوبه

میرے لئے کھانا اور پانی لے آیا اور ایک مرتبہ نیچے سے اوپر تک مجھے بغور دیکھا اس کے بعد کہنے لگا کہ اے شخص! تمام اہل کتاب جانتے ہیں کہ اب روئے زمین پر کوئی مجھ سے زیادہ کتاب (آسمانی) کا عالم نہیں ہے اور میں (اپنے علم سے) تجھ کو وہی شخص سمجھتا ہوں جو ہم کو اس دیر سے نکالے گا اور اس شہر پر قابض ہوگا۔ میں نے اس سے کہا کہ صاحب آپ تو کہیں اور چلے گئے اس نے پوچھا کہ تمہارا کیا نام ہے؟ میں نے کہا عمر بن خطابؓ (یہ سنتے ہی) اس نے کہا خدا کی قسم تم وہی شخص ہو کچھ شک نہیں۔ اچھا اس دیر کا اور جو کچھ (از قسم اراضی و اموال) اس میں ہے اس کا معافی نامہ تو ہمیں لکھ دو۔ میں نے کہا صاحب آپ نے میرے ساتھ ایک احسان کیا ہے اب اس کو اس طرح نہ برباد کیجئے۔ اس نے کہا ایک کاغذ لکھ دو اس میں تمہارا کیا نقصان ہے اگر تم وہی شخص ہو تو ہمارا مقصود حاصل ہو جائے گا اور اگر تم وہ شخص نہیں ہو تو یہ تحریر تمہیں کچھ ضرر نہ دے گی۔ میں نے کہا اچھا لائیے لکھ دوں چنانچہ میں نے ایک تحریر اس کو لکھ دی اور اس پر مہر بھی کر دی (حضرت ابوبکرؓ راوی روایت کرتے ہیں کہ) پھر جب حضرت عمرؓ اپنی خلافت کے زمانہ میں شام تشریف لے گئے تو وہ راہب آپ کے پاس وہی تحریر لایا اور وہ راہب دیر قدس کا متولی تھا حضرت عمرؓ نے اس تحریر کو دیکھ کر تعجب کیا اور اس وقت انھوں نے یہ سب واقعہ ہم لوگوں سے بیان کیا اس راہب نے آپ سے کہا کہ اب میرا وعدہ پورا کیجئے۔ حضرت عمرؓ نے کہا (میں اس وعدہ کو کیسے پورا کر سکتا ہوں) بیت المقدس میں کچھ بھی حصہ نہ عمرؓ کا ہے نہ عمرؓ کے بیٹے کا (عمرؓ یہاں کا مالک نہیں ہے بلکہ خدا کی طرف سے متولی ہے قبضہ رکھتا ہے) اور ابن سعدؒ نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ گھوڑا دوڑاتے ہوئے چلے جا رہے تھے یکایک اُن کی ران

عن فخذه فرآى اهل نجران بفخذه
شامة سوداء فقالوا هذا الذي
نجد في كتابنا انه يخرجنا من ارضنا
واخرج عبد الله بن احمد في زوائد
الزهد من طريق ابي اسحق عن عبيدة
قال ركض عمر فرسا على عهد
النبي صلى الله عليه وسلم فانكشف
فخذه من تحت القباء فابصر رجل من
اهل نجران شامة في فخذه فقال هذا الذي
نجد في كتابنا يخرجنا من ديارنا واخرج ابو نعيم
من طريق شهر بن حوشب عن كعب قال
قلت لعمر بالشام انه مكتوب في هذه
الكتب ان هذه البلاد مفتوحة على يد
رجل من الصالحين رحيم بالمؤمنين
شديد على الكافرين سره مثل علانيته
وقوله لا يخالف فعله القريب والبعيد
سواء في الحق عنده اتباعه رهبان
بالليل واسد بالنهار متراحمون
متواصلون متبارون قال عمر احق
ما تقول قال اي والله قال الحمد لله
الذي اعزنا واكرمنا وشرفنا و
رحمنا بنبينا محمد صلى الله عليه
وسلم واخرج ابن عساكر عن مذهب

قبا کے نیچے سے کھل گئی اہل نجران نے (جو کہ نصرانی تھے) دیکھا کہ
ان کی ران پر سیاہ تل ہے کہنے لگے یہی وہ شخص ہے جس کے متعلق
ہم اپنی کتاب میں دیکھتے ہیں کہ وہ ہم کو ہمارے ملک سے نکالے گا۔
اور عبد اللہ بن احمدؒ نے زوائد زہد میں بروایت ابو اسحٰق عبیدہ
سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے (ایک مرتبہ) حضرت عمرؓ نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کے عہد میں گھوڑا دوڑاتے ہوئے چلے جارہے تھے
کہ یکایک ان کی ران قبا کے نیچے سے کھل گئی تو اہل نجران میں کے
ایک شخص نے دیکھا کہ ان کی ران پر ایک تل ہے کہنے لگا یہی شخص
ہے جس کی نسبت ہم اپنی کتاب میں دیکھتے ہیں کہ وہ ہم کو ہمارے
شہروں سے نکالے گا۔ اور ابو نعیم نے بروایت شہر بن حوشب
حضرت کعبؓ سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت عمرؓ سے شام میں
(جب کہ وہ اپنے عہد خلافت میں تشریف لے گئے تھے) بیان کیا کہ
ان تمام کتابوں (یعنی توراۃ و انجیل) میں لکھا ہوا ہے کہ یہ شہر
صالحین میں سے ایک شخص کے ہاتھ پر فتح ہوں گے وہ ایمانداروں
پر مہربان اور کافروں پر سخت ہوگا اس کا ظاہر و باطن یکساں
ہوگا اس کا قول اس کے فعل کے خلاف نہ ہوگا قریب و بعید سب
اس کے نزدیک حق میں برابر ہوں گے۔ اس کے ساتھ والے رات
کو تارک الدنیا درویش اور دن کو شیران جنگل ہوں گے۔[1] باہم نہایت
مہربان اپنے قرابت داروں کے ساتھ سلوک اور احسان کرتے
ہوں گے۔ حضرت عمرؓ نے (تعجب سے) فرمایا کیا تم سچ کہتے ہو؟ میں
نے کہا ہاں اللہ کی قسم۔ تو انہوں نے فرمایا اللہ کا شکر ہے جس نے
ہم کو ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں عزت دی
بزرگی دی شرافت دی اور ہم پر رحم کیا۔ ابن عساکر نے عبید

---

[1] یعنی راتوں کو خدا کی عبادت ایسی کریں گے جیسے تارک الدنیا درویش کرتے ہیں اور دن کو جواں مردی سے جہاد ہی میں مشغول ہوں گے
یہ دونوں صفتیں ایک ذات میں کم جمع ہوا کرتی ہیں

بن ادم وابی مریم وابی شعیب بن
عمر انّ عمر بن الخطاب کان بالجابیۃ
فقدم خالد بن الولید الی بیت
المقدس فقالوا له ما اسمک قال
خالد بن الولید قالوا وما اسم
صاحبک قال عمر بن الخطاب
قالوا انعتہ لنا فنعتہ قالوا اما انت
فلست تفتحها ولکن عمر فانا
نجد فی الکتاب ان قیساریۃ تفتح قبل
بیت المقدس فاذهبوا فافتحوها
ثم تعالوا بصاحبکم واخرج الطبرانی
وابو نعیم فی الحلیۃ عن مغیث
الاوزاعی ان عمر بن الخطاب
قال لکعب الاحبار کیف
تجد نعتی فی التوراۃ قال
خلیفۃ قرن من حدید امیر
شدید لا یخاف فی الله لومۃ لائم
ثم یکون من بعدک خلیفۃ تقتله
امۃ ظالمون له ثم یقع البلاء بعده
واخرج ابن عساکر عن الاقرع
مؤذن عمر انّ عمر دعا الاسقف فقال
هل تجدونی فی شیء من کتبکم
قال نجد فی کتبنا صفتکم واعمالکم
ولا نجد اسماءکم قال کیف تجدونی قال
قرنا من حدید قال ما قرن من حدید

ابن آدم اور ابو مریم اور ابو شعیب بن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت
عمرؓ جب (بعزم بیت المقدس) مقام جابیہ میں پہنچے تو پہلے
سے خالد بن ولیدؓ کو بیت المقدس بھیجدیا، جب وہ وہاں پہنچے تو
بیت المقدس والوں نے کہا کہ تمھارا کیا نام ہے؟ انھوں نے کہا
خالد بن ولیدؓ۔ پھر انھوں نے پوچھا کہ تمھارے بادشاہ کا کیا نام ہے؟
انھوں نے کہا عمر بن خطابؓ۔ ان لوگوں نے کہا کہ کچھ ان کا حلیہ ہم
سے بیان کرو۔ چنانچہ حضرت خالدؓ نے بیان کیا ان لوگوں نے کہا کہ
تم تو بیت المقدس فتح نہیں کر سکتے ہاں عمرؓ فتح کر لیں گے مگر ہم اپنی
کتابوں سے ہمیں یہ معلوم ہوا ہے کہ بیت المقدس سے پہلے قیساریہ
فتح ہوگا لہٰذا تم لوگ قیساریہ جاؤ اور اس کو فتح کرنے کے بعد اپنے
بادشاہ کو لے کر یہاں آؤ۔ اور طبرانی نے اور ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء
میں مغیث اوزاعی سے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ بن خطاب نے
کعب احبار سے پوچھا کہ میری صفت تم نے توراۃ میں کس طرح دیکھی
ہے؟ انھوں نے کہا (یہ دیکھا ہے کہ) ایک خلیفہ ہوگا رو‌ئیں تن
بہت مضبوط حاکم ہوگا۔ اللہ کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے
کی ملامت سے نہ ڈرے گا پھر (جو شخص) آپ کے بعد خلیفہ ہوگا
(اس کی نسبت لکھا ہے کہ) اس کو ظالم لوگ قتل کر دیں گے اور اس
کے قتل کے بعد فتنہ پھیل جائے گا۔ اور ابن عساکر نے اقرع سے
جو حضرت عمرؓ کے مؤذن تھے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ نے ایک
پادری کو بلوایا اور پوچھا کہ کیا تم لوگ اپنی کتابوں میں مجھ ہمارا
ذکر بھی دیکھتے ہو؟ اس نے کہا ہاں آپ لوگوں کی صفت اور
آپ کے کاموں کا بیان اپنی کتابوں میں دیکھتے ہیں صرف
آپ کے نام نہیں دیکھتے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ میرے متعلق تم
نے کیا دیکھا ہے؟ اس نے کہا (یہ دیکھا ہے) ایک شخص روئیں تن
ہوگا۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا روئیں تن سے کیا مراد ہے؟ اس نے

قال امیر شدید قال عمر الله اکبر
قال فالذی من بعدی قال رجل
صالح یؤثر اقربائه قال عمر یرحم
الله ابن عفان قال فالذی من بعده
قال صدأ من حدید فقال عمر وا
دفراه قال مهلا یا امیر المؤمنین
فانه رجل صالح ولکن تکون خلافته
فی هراقة من الدماء والسیف
مسلول واخرج ابن عساکر عن
ابن سیرین قال قال کعب
الاحبار لعمر یا امیر المؤمنین هل
تری فی منامک شیئا فانتهره
فقال انا نجد رجلا یری
امر الامة فی منامه واخرج
ابن راهویه فی مسنده بسند حسن
عن اسلم مولی ابی ایوب الانصاری قال
کان عبد الله بن سلام قبل ان یأتی
اهل مصر یدخل علی رؤس قریش
فیقول لهم لا تقتلوا هذا الرجل یعنی
عثمان فیقولون والله ما نرید قتله
فیخرج وهو یقول والله لیقتلنه ثم

کہا سخت حاکم ہوگا۔ حضرت عمرؓ نے کہا اللہ اکبر پھر پوچھا جو شخص
میرے بعد ہوگا (اس کی نسبت کیا لکھا ہے) اس نے کہا (یہ لکھا ہے
کہ) ایک نیک آدمی ہوگا اپنے عزیزوں کو ترجیح[1] دے گا حضرت عمرؓ
نے کہا اللہ ابن عفانؓ پر رحم کرے پھر پوچھا جو شخص ان کے بعد
ہوگا (اس کی نسبت کیا لکھا ہے؟) اس نے کہا (یہ لکھا ہے کہ) لوہا
کا میل ہوگا حضرت عمرؓ نے فرمایا آہ کیسی خواری ہوگی اس نے کہا
اے امیرالمومنینؓ! یہ نہ کہیے وہ بھی ایک نیک شخص ہوگا مگر ان
کی خلافت کی یہ حالت ہوگی کہ خونریزی ہو رہی ہوگی اور تلوار
میان سے نکلی ہوگی۔ اور ابن عساکر نے ابن سیرین سے روایت
کی ہے کہ انھوں نے کہا کعب احبارؓ نے حضرت عمرؓ سے (ایک روز)
پوچھا یا امیرالمومنینؓ! کیا آپ خواب میں کچھ دیکھ لیتے ہیں حضرت
عمرؓ نے ان کو ڈانٹا[2]۔ کعب نے کہا ہم (اپنی کتابوں میں) ایک شخص
کا ذکر دیکھتے ہیں کہ وہ امت کے معاملات خواب میں دیکھ لیا کریگا
(اس لئے میں نے آپ سے ایسا پوچھنے کی جرأت کی)۔ اور ابن راہویہ
نے اپنی مسند میں بسند حسن اسلم سے (جو حضرت ابوایوب انصاریؓ
کے غلام تھے) روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت عبداللہ بن
سلامؓ اہل مصر[3] کے آنے سے پہلے سرداران قریش کے پاس تشریف
لے جاتے تھے اور ان سے فرماتے تھے کہ اس شخص یعنے عثمانؓ کو قتل
نہ کرو۔ وہ لوگ جواب دیتے تھے کہ واللہ ہم ان کے قتل کا ارادہ نہیں
رکھتے مگر حضرت عبداللہ بن سلامؓ یہ کہتے ہوئے اٹھتے تھے واللہ
یہ لوگ ان کو ضرور قتل کریں گے پھر (ایک روز) عبداللہ بن سلامؓ

---

[1] ترجیح کا مطلب یہ نہیں ہے کہ دوسروں کی حق تلفی کریگا بلکہ مطلب یہ ہے کہ جو شخص کسی کام کے لئے زیادہ مستحق ہو اس کا عزیز ہوگا اس کو اس کام پر مقرر کرے۔ [2] حضرت عمرؓ ان امور کا اظہار نہ چاہتے تھے کیونکہ یہ باطنی کیفیات ہیں جن کا اخفاء ہونا چاہیے۔

[3] یعنے قبل اس کے کہ باغیان مصر مدینہ منورہ میں آئیں اور حضرت عثمانؓ کا محاصرہ کریں۔

قال لهم لا تقتلوه فوالله ليموتن الى اربعين يوما فابوا فخرج عليهم بعد ايام فقال لهم لا تقتلوه فوالله ليموتن الى خمس عشرة ليلة واخرج ابن سعد وابن عساكر عن طاؤس قال سئل عبد الله بن سلام حين قتل عثمان كيف تجدون صفة عثمان في كتبكم قال نجده يوم القيامة اميرا على القاتل والخاذل واخرج ابن عساكر من طريق محمد بن يوسف عن جده عبد الله بن سلام انه دخل على عثمان فقال له ما ترى في القتال وتحقق قال الكف ابلغ للحجة وانا نجد في كتاب الله انك يوم القيامة امير على القاتل والآمر واخرج من هذا الطريق ان عبد الله بن سلام قال للمصريين لا تقتلوا عثمان فانه لم يستكمل ذا الحجة حتى يأتي على اجله واخرج الحاكم عن ابي الاسود الديلي عن علي رضي الله عنه قال اتاني عبد الله بن سلام وقد وضعت رجلي في الغرز وانا اريد العراق فقال لا تأتي العراق فانك ان اتيته اصابك به ذباب السيف

نے ان سے کہا تم ان کو قتل نہ کرو وہ خود چالیس روز میں ضرور مر جائیں گے ان لوگوں نے انکار کیا۔ پھر عبداللہ بن سلامؓ کچھ دنوں کے بعد ان کے پاس آئے اور ان سے کہا تم ان کو قتل نہ کرو وہ خود پندرہ روز میں مر جائیں گے۔ اور ابن سعدؒ اور ابن عساکرؒ نے طاؤس سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد عبداللہ بن سلامؓ سے پوچھا گیا کہ تم عثمانؓ کی صفت اپنی کتابوں میں کس طرح دیکھتے ہو۔ انھوں نے کہا ہم یہ دیکھتے ہیں کہ وہ قیامت کے دن اپنے قتل کرنے والے اور مخذول کرنے والے[1] سب پر سردار ہوں گے۔ اور ابن عساکرؒ نے بسند محمد بن یوسف کے ان کے دادا عبداللہ بن سلامؓ سے روایت کی ہے کہ وہ حضرت عثمانؓ کے پاس (جب کہ وہ محصور تھے) گئے حضرت عثمانؓ نے ان سے پوچھا کہ تمہاری کیا رائے ہے لڑنے اور نہ لڑنے کے متعلق حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے کہا کہ نہ لڑو، آپ کی حجت زیادہ قوی کر دے گا اور ہم خدا کی (اگلی) کتاب میں دیکھتے ہیں کہ آپ قیامت کے دن قتل کرنے والے اور قتل کا حکم دینے والے دونوں پر سردار ہوں گے۔ نیز انھوں نے اسی سند سے روایت کی کہ حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے (ان) اہل مصر سے جو حضرت عثمانؓ کا محاصرہ کیے ہوئے تھے، فرمایا کہ عثمانؓ کو قتل نہ کرو کیونکہ وہ ذی الحجہ کا مہینہ بھی پورا نہ کرنے پائیں گے کہ اپنی موت سے مر جائیں گے۔ اور حاکم نے ابوالاسود دیلی (دئلی) سے انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے تھے عبداللہ بن سلامؓ میرے پاس آئے اور میں بارادۂ سفر عراق اپنا پیر رکاب میں رکھ چکا تھا انھوں نے کہا کہ عراق نہ جائیے کیونکہ اگر آپ وہاں جائیں گے تو تلوار کی دھار آپ کو لگ جائے گی

[1] یعنی مدد نہ کرنیوالے پر سرداری کا مطلب یہ کہ سب ان کے حق کے مطالبہ میں گرفتہ ہوں گے۔

قال علی وایم الله لقد قالها لی رسول الله صلی الله علیه وسلم قبلک قال ابو الاسود فقلت فی نفسی بالله ما رأیت کالیوم رجلا محاربا یحدث الناس بمثل هذا واخرج ابو القاسم البغوی عن سعید بن عبد العزیز قال لما توفی رسول الله صلی الله علیه وسلم قیل لذی قربات الحمیری وکان من اعلم یهود یا ذا قربات من بعده قال الامین یعنی ابا بکر قیل فمن بعده قال قرن من حدید یعنی عمر قیل فمن بعده قال الازهر یعنی عثمان قیل فمن بعده قال الوضاح المنصور یعنی معاویة واخرج ابن راهویه والطبرانی عن عبد الله بن مغفل قال قال لی ابن سلام قتل علی هذا رأس اربعین سنة وسیکون عندها صلح واخرج ابن سعد عن ابی صالح قال کان الحادی یحدو بعثمان وهو یقول شعر: ان الامیر بعده علی ۔ وفی الزبیر خلف مرضی ۔ فقال کعب لا بل معاویة فاخبر معاویة بذلک قال یا ابا اسحاق انی یکون هذا وههنا اصحاب محمد علی والزبیر

(یعنی شہید ہو جاؤ گے) حضرت علیؓ نے کہا اللہ کی قسم تم سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہی فرما چکے ہیں۔ ابو الاسودؓ کہتے ہیں میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں نے آج کے مانند کبھی نہیں دیکھا کہ جو شخص لڑنے کے لئے تیار ہو اور وہ ایسی باتیں لوگوں کے سامنے کہے۔ اور ابو القاسم بغویؒ نے سعید بن عبد العزیز سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو ذی قربات حمیری سے (جو یہود کے بڑے عالموں میں سے تھا) پوچھا گیا کہ اے ذی قربات! حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کون خلیفہ ہوگا؟ اس نے کہا امین (یعنی ابو بکرؓ) پوچھا گیا پھر ان کے بعد کون؟ تو اس نے کہا ایک [illegible] (یعنی عمرؓ) پوچھا گیا پھر ان کے بعد کون؟ اس نے کہا ایک گورا آدمی (یعنی عثمانؓ) پوچھا گیا پھر ان کے بعد کون؟ اس نے کہا ایک گورے رنگ کا تختمند آدمی (یعنی معاویہؓ) اور ابن راہویہ اور طبرانی نے عبد اللہ بن مغفلؓ سے روایت کی ہے کہ مجھ سے عبد اللہ بن سلامؓ نے کہا جب کہ حضرت علیؓ شہید ہو گئے کہ چالیسویں سال کا آغاز ہے اور عنقریب (اہل عراق اور اہل شام میں) صلح ہونے والی ہے اور ابن سعدؒ ابو صالح سے روایت کی ہے کہ (ایک مرتبہ) حادی (حدی خواں) حضرت عثمانؓ کے متعلق یہ شعر پڑھ رہا تھا (ترجمہ) بیشک خلیفہ بعد عثمانؓ کے علیؓ ہوں گے۔ اور زبیرؓ میں بھی پسندیدہ خلافت کی علامت ہے۔ تو کعبؓ نے کہا زبیرؓ نہیں بلکہ معاویہؓ۔ حضرت معاویہؓ کو اس کی خبر ملی تو انہوں نے کہا کہ اے ابو اسحاقؓ! یہ کیونکر ہو سکتا ہے درانحالیکہ اصحاب محمد مثل علیؓ اور زبیرؓ کے موجود ہیں

[illegible]

قال انت تخبرنیه ! باید دانست که سنة الله جاری شده است بر آنکه چون امرے عظیم در عالم غیب مقدر شود در ملأ اعلیٰ صورت آن مرتسم گردد و ملأ سافل آن را بالتحقیق نه بیند چون نوبت بتجارب رسد کاہنان بجانب خود آن امر را شناسند و اہل اذہان صافیہ رؤیا بلکہ در بعض اجسام و جسمانیات نیز صورت آن واقعہ مرتسم گردد ازین باب نیز نقلے چند بر تجارب ہم از خصائص می آریم قول سطیح بعد ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم یلی امرہ الصدیق اذا قضی صدع وفی رد الحقوق لاخرق ولا نزق ثم یلی امرہ الحنیف مجرب غطریف قد اضاف المضیف واحکم التحنیف ثم یلی امرہ دارع لامرہ مجرب فتجتمع له جموع وعصب فیقتلونه نقمة علیہ وغضب فیوخذ الشیخ فیذبح ارباً فیقوم به رجال خطباء ثم یلی امرہ الناصر یخلط الرأی برأی ماکر یظہر فی الارض العساکر والمراد من الناصر ههنا معاویة بن ابی سفیان واخرج ابن عساکر عن ابی الطیب عبد المنعم بن غلبون المقری قال لما فتحت ششتر

کعب نے کہا (میں) بتاتا ہوں، تم ہی کہو۔

جاننا چاہیے کہ اللہ کی عادت یوں جاری ہوئی ہے کہ جب کوئی بڑا کام عالم غیب میں مقدر ہوتا ہے اور ملأ اعلیٰ[1] میں اس کی صورت منقش ہوجاتی ہے تو ملأ سافل اس صورت کو لے لیتے ہیں اور جب یہاں تک نوبت پہنچ جاتی ہے تو کاہن لوگ بھی کہانت سے اس کام کو معلوم کر لیتے ہیں اور روشن ضمیر لوگ خواب میں اس کو دیکھ لیتے ہیں بلکہ بعض اجسام اور جسمانیات میں بھی اس واقعہ کی صورت منقوش ہوجاتی ہے۔ اس کے متعلق بھی ہم چند روایتیں (اسی کتاب) خصائص سے لکھتے ہیں۔ چنانچہ سطیح[2] کا قول ہے کہ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کر کے کہا کہ ان کے دین کے والی صدیق ہوں گے جب وہ فیصلہ کریں گے تو سچا فیصلہ کریں گے اور (لوگوں کا) حق دلوانے میں نہ متکبر ہوں گے نہ بدحواس ہوں گے پھر ان کا خلیفہ ایک راست باز اور تجربہ کار سردار ہوگا۔ مہمانوں کی مہمان نوازی کرے گا اور اسلام کو مضبوط کر دے گا۔ پھر ان کا خلیفہ ایک پرہیزگار اپنے کام میں تجربہ کار ہوگا مگر بالآخر کچھ لوگ اس کے قتل کے لئے جمع ہوں گے ان پر خدا کا غضب ہوگا وہ خلیفہ ذبح کر دیا جائے گا اور اس کا عضو عضو جدا کر دیا جائے گا۔ پھر کچھ لوگ اس کا انتقام لینے کے لئے اٹھ کھڑے ہوں گے پھر ان کا خلیفہ اس کا مددگار ہوگا اور تدبیر کے ساتھ اپنی رائے کو مخلوط رکھے گا روئے زمین پر لشکروں کو جمع کرے گا (مددگار سے یہاں مراد معاویہ بن ابی سفیان ہیں) اور ابن عساکر نے ابوالطیب عبدالمنعم بن غلبون مقری سے روایت کی ہے کہ جب ششتر فتح ہوا تو

[1] ملأ اعلیٰ سے مراد آسمانوں کی مخلوق اور ملأ سافل سے مراد زمین کی مخلوق۔ [2] سطیح بن ازن بن غسان۔ یہ مشہور کاہن ملک شام میں رہتا تھا کہا جاتا ہے کہ سوتے کی طرح پڑا رہتا تھا اس کے جسم میں کوئی ہڈی نہ تھی کپڑے کی طرح بچھا رہتا تھا۔ مع

رؤياك التي يبعث نبي من قومه تكون وزيره في حياته وخليفته بعد موته فأسرّها أبو بكر حتى بعث النبي صلى الله عليه وسلم فجاءه فقال يا محمد ما الدليل على ما تدعي قال الرؤيا التي رأيت بالشام فعانقه وقبّل ما بين عينيه وقال أشهد أنك رسول الله
وأخرج ابن عساكر عن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلة أسري بي رأيت على العرش مكتوبا لا إله إلا الله محمد رسول الله أبو بكر الصديق عمر الفاروق عثمان ذو النورين
وأخرج أبو يعلى والطبراني في الأوسط وابن عساكر والحسن بن عرفة في جزئه المشهور عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلة عرج بي إلى السماء ما مررت بسماء إلا وجدت اسمي فيها مكتوبا محمد رسول الله وأبو بكر الصديق خلفي وأخرج الدارقطني في الأفراد والخطيب وابن عساكر عن أبي الدرداء عن النبي صلى الله عليه وسلم قال رأيت ليلة أسري بي في العرش فريدة خضراء فيها مكتوب بنور أبيض لا إله إلا الله محمد رسول الله أبو بكر الصديق عمر الفاروق وأخرج ابن عساكر وابن النجار في تاريخهما عن أبي الحسن علي بن عبد الله الهاشمي الرقي

تجا خواب دکھلایا ہے ایک نبی تمہاری قوم سے مبعوث ہوں گے ان کی زندگی میں تم ان کے وزیر ہو گے اور ان کی وفات کے بعد ان کے خلیفہ ہو گے۔ ابوبکرؓ نے اس بات کو سب سے پوشیدہ رکھا یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو ابوبکرؓ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا کہ آپ کے دعوے کی دلیل کیا ہے؟ حضرتؐ نے فرمایا وہی خواب جو تم نے شام میں دیکھا تھا (یہ سنتے ہی) حضرت ابوبکرؓ نے آپ سے معانقہ کیا اور آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان میں بوسہ دیا اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ خدا کے رسول ہیں۔ اور ابن عساکر نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شب کو مجھے معراج ہوئی میں نے دیکھا کہ عرش پر لکھا ہوا ہے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر الصدیق عمر الفاروق عثمان ذوالنورین۔ اور ابویعلیٰ نے اور طبرانی نے (معجم) اوسط میں اور ابن عساکر نے اور حسن بن عرفہ نے اپنے مشہور رسالہ میں حضرت ابوہریرہؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شب کو معراج ہوئی میرا گزر جس آسمان پر ہوا میں نے دیکھا کہ اس میں میرا نام لکھا ہوا ہے یعنی محمد رسول اللہ اور میرے نام کے بعد ابوبکر الصدیقؓ لکھا ہوا ہے۔ اور دارقطنی نے افراد میں اور خطیب وابن عساکر نے حضرت ابوالدرداءؓ سے انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا شب معراج میں میں نے عرش میں ایک سبز رنگ کا جوہر دیکھا جس میں سفید نور سے لکھا ہوا تھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر الصدیق عمر الفاروق۔ اور ابن عساکر اور ابن نجار نے بھی تاریخوں میں ابوالحسن یعنی علی بن عبداللہ ہاشمی رقی سے روایت کی ہے کہ

وقال دخلت بلاد الهند فرأیت فی بعض قراها شجرة ورد اسود ینفتح عن وردة کبیرة طیبة الرائحة سوداء علیها مکتوب بخط ابیض لا اله الا الله محمد رسول الله ابوبکر الصدیق عمر الفاروق فشککت فی ذلک وقلت انه معمول فعمدت الی جنبذة لم تفتح ففتحتها فرأیت فیها کما رأیت فی سائر الورد وفی البلد منه شیء کثیر قال الله تعالی فی سورة المائدة یا ایها الذین آمنوا من یرتد منکم عن دینه فسوف یأتی الله بقوم یحبهم ویحبونه اذلة علی المؤمنین اعزة علی الکافرین یجاهدون فی سبیل الله ولا یخافون لومة لائم ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء والله واسع علیم یعنی ای مؤمنان هر که برگردد از شما از دین خود پس خواهد آورد خدای تعالی گروهی را که دوست میدارد ایشان را و دوست میدارند او را متواضع اند برای مسلمانان درشت طبع بر کافران جهاد کنند در راه خدا و نمی ترسند از ملامت ملامت کننده این بخشش خدا است میدهد هر که را خواهد و خدا واسع دانا است انما ولیکم الله ورسوله والذین آمنوا الذین یقیمون الصلوة ویؤتون الزکوة وهم راکعون یعنی جز این نیست که کارساز و یاری دهندهٔ شما خدا است و رسول او و آن مؤمنان که برپا میدارند نماز را و میدهند زکوة را و ایشان خشوع کنندگان اند یا نماز نفل بسیار خوانندگان اند

وہ کہتے تھے میں ہندوستان کے بعض شہروں میں گیا تو میں نے وہاں کی بعض بستیوں میں سیاہ گلاب کا درخت دیکھا جس کا پھول بہت بڑا اور سیاہ رنگ کا ہوتا ہے اور اس میں بہت ہی عمدہ خوشبو ہوتی ہے اس پر سفید حروف میں لکھا ہوتا ہے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر الصدیق عمر الفاروق۔ مجھے یہ دیکھ کر شبہ ہوا اور میں سمجھا کہ یہ مصنوعی ہے لہٰذا میں نے ایک ناشگفتہ کلی چیر کر دیکھی تو اس میں بھی وہی عبارت دیکھی جو باقی پھولوں میں تھی۔ اس بستی میں اس گلاب کے بہت درخت تھے۔ف۱

(چوتھی آیت)ف۲ اللہ تعالیٰ نے سورۂ مائدہ (چھٹے پارہ) میں فرمایا ہے۔ (ترجمہ) اے مومنو! جو کوئی پھر جائے گا تمہارے گروہ کا اپنے دین سے تو لائے گا خدا ایک ایسے گروہ کو کہ دوست رکھے گا وہ ان کو اور دوست رکھیں گے وہ اس کو تواضع کرنے والے ہوں گے مسلمانوں کے لئے اور سخت طبیعت ہوں گے کافروں پر جہاد کریں گے راہ خدا میں اور نہ ڈریں گے ملامت سے کسی ملامت کرنے والے کی یہ بخشش خدا کی ہے دیتا ہے وہ جسے جس کو چاہتا ہے اور اللہ بخشش والا اور دانا ہے۔ سوا اس کے نہیں کہ کارساز اور مدد دینے والا تمہارا خدا ہے اور رسول اس کا اور وہ مومن جو قائم رکھتے ہیں نماز اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور وہ خشوع کرنے والے ہیں یا نفل نمازیں پڑھنے والے ہیں۔

ف۱ یہ شبہ کرنا کہ اب یہ درخت ہندوستان میں نظر نہیں آتا قابل التفات نہیں کیونکہ بہت چیزیں ایک وقت میں ہوتی ہیں اور چند روز کے بعد ان کا پتہ بھی نہیں ملتا۔ ف۲ اس آیت کو آیۂ قتال مرتدین کہتے ہیں سلسلۂ کلام چونکہ دو آیت چاہتا تھا اس سبب سے مصنف نے بجائے دو آیتیں بھی نقل کر لیں ورنہ استدلال صرف پہلی آیت سے ہے۔

وَمَن يَتَوَلَّ اللهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللهِ هُمُ الْغَالِبُونَ ۝

و ہر کہ دوستی پیدا کند با خدا و با رسول او و با مؤمنان پس ہر آئینہ گروہ خدا ہمون است غالب

قولہ تعالیٰ یٰایہا الذین آمنوا الخ این کلام اخبار است باں حادثہ کہ در مرض موت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیش آمد و بعد انتقال وے صلی اللہ علیہ وسلم کامل شد و اخبار تدبیرے کہ خدا تعالیٰ در غیب الغیب مقرر فرمودہ است تا چون آن حادثہ روبدہد علی البصیرۃ باشند از ان و اضطراب بر دلہای ایشان غالب نیاید و چون آن تدبیر رو نماید در اہتمام آن کوشند و بذل مساعی در اتمام آن سعادت خود دانند شرح این حادثہ آنکہ در اواخر ایام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سہ فرقہ از عرب مرتد شدند و در ہر فرقہ شخصے دعوی نبوت برخاست و قوم وے تصدیق او کردند و فتنہ عظیم برپا شد ذوالخمار عنسی کہ در کہانت و شعبدہ بازی دستے تمام داشت در میان مذحج دعوی نبوت نمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بجانب معاذ بن جبل کہ از یمن بہمراہ او بودند نامہ نوشتند بحرب ذوالخمار آمادہ شوند فیروز دیلمی از نجباء مقتدای قتل او شد و جناب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بر صورت این ماجرا مطلع شدند و فرمودند فاز فیروز و درین خبر

اور جو شخص دوستی پیدا کرے گا اللہ سے اور اس کے رسول سے اور مومنوں سے پس یقیناً (اس کو سمجھ لینا چاہئے کہ) خدا ہی کا گروہ غالب رہتا ہے۔

یٰایہا الذین آمنوا (مقصود اس سے ردہ ہے) اس حادثہ کی خبر دینا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض وفات میں پیش آیا اور آپ کے انتقال کے بعد بہت ترقی کر گیا۔ اس تدبیر کو بتانا جو خدا نے غیب الغیب میں (اس حادثہ کے لئے) مقرر فرمائی ہے تاکہ جس وقت وہ حادثہ پیش آئے لوگ اس سے کچھ واقفیت رکھتے ہوں اور ان کے دلوں پر اضطراب غالب نہ ہونے پائے اور جب وہ تدبیر (غیب سے) ظاہر ہو تو اس کے اہتمام میں کوشش کریں اور اس کے پورا کرنے میں اپنی سعادت سمجھیں۔

اس حادثہ کی شرح یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر زمانہ میں عرب کے تین فرقے مرتد ہو گئے اور ہر فرقہ میں سے ایک ایک شخص دعوی نبوت کرتا ہوا تھا اور اس کی قوم نے اس کی تصدیق کی اور ایک فتنہ عظیم برپا ہو گیا (اول) ذو الخمار عنسی نے (جو کہانت اور شعبدہ بازی میں بڑی مہارت رکھتا تھا) قبیلہ مذحج کے درمیان دعوی نبوت کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو (جو ان دنوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قاضی یمن تھے) اور ان تمام مسلمانوں کو جو ان کے ہمراہ تھے خط لکھا کہ ذوالخمار سے لڑنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ حضرت فیروز دیلمی نے جو ہمراہیان حضرت معاذ سے تھے ذوالخمار کو قتل کر ڈالا اور جناب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اس واقعہ پر بذریعہ وحی کے مطلع ہو گئے اور آپ نے فرمایا کہ "فیروز" کامیاب ہو گئے مگر بظاہر خبر

این واقعہ آخر ربیع الاول بصدیق اکبر رضی اللہ
عنہ رسید واین اول مژدہ فتح بود کہ حضرت صدیق
اکبر بآں مسرور گردید و مسیلمہ کذاب در میان بنی حنیفہ
در شہر یمامہ بدعوی نبوت برخاست و بجناب اقدس
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نامہ نوشت من مسیلمۃ
رسول اللہ الی محمد رسول اللہ اما بعد
فان الارض نصفہا لی ونصفہا لک
و این نامہ را بدست دو کس بحضور مقدس فرستاد
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آن دو کس را فرمودند
اتشہدان ان محمدا رسول اللہ قالا نعم
فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لولا ان
الرسل لا تقتل لضربت اعناقکما بعد از ان جواب
نامہ او نوشتند من محمد رسول اللہ الی مسیلمۃ
الکذاب اما بعد فان الارض للہ یورثہا من
یشاء والعاقبۃ للمتقین بعد این آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم مریض شدند و تدبیر دفع او ناکردہ
برفیق اعلی پیوستند صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
خالد بن ولید را با جیشے کثیر بطرف او روان کرد
وکار او را آخر نمود وحشی آن کذاب را بکشت
وجموع او متفرق گشتند بعضے از ایشان تائب
شدند و طلیحہ اسدی در بنی اسد دعوی نبوت
نمود در حیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و بعد
انتقال وے صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق
رضی اللہ عنہ خالد بن ولید را بر سر جمعیت او
فرستاد و خالد آن جمع را منہزم ساخت واو

یہ واقعہ کی خبر ربیع الاول میں حضرت صدیقؓ کو ملی اور یہ پہلی
خوشخبری فتح کی تھی جس سے حضرت صدیقؓ خوش ہوئے۔ (دوسرا)
مسیلمہ کذاب: یہ قبیلہ بنی حنیفہ کے درمیان شہر یمامہ میں دعوی
نبوت کرنے لگا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب قدس میں
(بہ گستاخی) ایک خط لکھا، جس کا مضمون یہ تھا: مسیلمہ
رسول اللہ کی طرف سے محمد رسول اللہ کو واضح ہو کہ ملک آدھا
میرا ہے اور آدھا آپ کا۔ یہ خط اس نے دو آدمیوں کے ہاتھ حضور
مقدس میں بھیجا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو
پوچھا کہ کیا تم اس بات کی شہادت دیتے ہو کہ مسیلمہ اللہ کا رسول
ہے؟ ان دونوں نے کہا کہ ہاں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اگر یہ نہ ہوتا کہ قاصد قتل نہیں کئے جاتے تو میں تمہاری گردنیں
مارنے کا حکم دیتا۔ اس کے بعد آپ نے اس کے خط کا جواب لکھا
جس کا مضمون حال یہ تھا: محمد رسول اللہ کی طرف سے مسیلمہ کذاب
کو معلوم ہو کہ ملک اللہ کا ہے جس کو چاہتا ہے اس کا مالک بناتا
ہے اور (خیریت) انجام پرہیزگاروں ہی کے لئے ہے۔ اس کے بعد
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوگئے اور اس کے دفعیہ کی
تدبیر کئے بغیر رفیق اعلی سے جا ملے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
نے ایک بڑے لشکر کے ساتھ حضرت خالد بن ولیدؓ کو مسیلمہ کذاب
کی طرف بھیجا، انہوں نے اس کا کام تمام کردیا، وحشی نے اس کذاب
کو (اپنے ہاتھ سے) قتل کیا، اس کی تمام جماعت متفرق ہوگئی
ان میں سے بعض نے توبہ کی۔ (تیسرا) طلیحہ اسدی (یہ)
بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں قبیلہ بنی اسد
کے درمیان مدعی نبوت ہوا تھا۔ آپ کے انتقال کے بعد حضرت
صدیق رضی اللہ عنہ نے خالد بن ولیدؓ کو اس کی جماعت کی
طرف بھیجا حضرت خالدؓ نے اس کی تمام جماعت کو شکست دی

طلیحہ بگریخت و بعد ازاں مسلمان شد و در غزوۂ قادسیہ تردد نمایاں بعمل آورد بعد ازاں فتنۂ ردت بغایت بلند شد اکثر عرب غیر حرمین و قریۂ جواثی راہ ارتداد پیش گرفتند و فرقہ منع زکوٰۃ نمودند در باب ایشاں علمائے فقہائے صحابہ باہم در مباحثہ افتادند کہ اہل قبلہ اند قتال با ایشاں جائز نباشد از آنجملہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ گفت کیف تقاتل الناس وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُمرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الٰہ الا اللہ فمن قالہا فقد عصم منی نفسہ ومالہ الا بحقہ وحسابہ علی اللہ فقال ابوبکر واللہ لاُقاتلن من فرق بین الصلوٰۃ والزکوٰۃ فان الزکوٰۃ حق المال واللہ لو منعونی عناقا کانوا یؤدونہا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقاتلتہم علی منعہا قال عمر فعرفت انہ الحق[1] اخرجہ الشیخان وغیرہما وشرح تدبیرے کہ خدائے تعالیٰ برائے ایں حادثہ مقرر فرمودہ آنست کہ داعیۂ قتال در خاطر صدیق اکبر با اہتمام تمام فرو ریخت وایں سر قول آنحضرت بود صلی اللہ علیہ وسلم دریں فتنہ العصمۃ فیہا السیف رواہ حذیفۃ اکثر صحابہ دریں امر متوقف بودند تا آنکہ فاروق اعظم از صدیق اکبر طلب رفق نمود

اور طلیحہ بھاگا اور اس کے بعد پھر اسلام لایا اور جنگ قادسیہ میں خوب کام کئے۔

اس کے بعد ارتداد کا فتنہ نہایت بلند ہوا حرمین اور قریۂ جواثی کے سوا اکثر عرب مرتد ہوگئے اور ایک فرقہ نے زکوٰۃ موقوف کر دی اس فرقہ کی بابت فقہائے صحابہ میں باہم مباحثہ ہوا کہ یہ لوگ اہل قبلہ ہیں ان کا قتل جائز نہیں ہے۔ انہی لوگوں میں سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ (یا خلیفۂ رسول اللہ) آپ کیونکر ان لوگوں سے لڑ سکتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو فرما چکے ہیں کہ مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے لڑوں یہاں تک کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کہدیں۔ جس نے یہ کہدیا میری طرف سے اس کی جان اور مال محفوظ ہے مگر کسی حق کی وجہ سے اور اس کا حساب خدا پر ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا اللہ کی قسم میں اس شخص سے لڑوں گا جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان میں فرق کرے (نماز اگر حق بدن ہے) تو بیشک زکوٰۃ حق مال ہے واللہ اگر وہ ایک بکری کا بچہ جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو دیا کرتے تھے نہ دیں گے تو میں ان سے اس کی بابت لڑوں گا۔ حضرت عمرؓ نے کہا پھر میں سمجھ گیا کہ یہی حق ہے۔ اس روایت کو بخاری اور مسلم وغیرہما نے لکھا ہے۔

اور اس تدبیر کی شرح جو خدا تعالےٰ نے اس حادثہ میں مقرر فرمائی تھی یہ ہے کہ جہاد کا ارادہ حضرت صدیق اکبرؓ کے دل میں بڑے اہتمام کے ساتھ ڈال دیا۔ یہی مطلب اس حدیث کا ہے کہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس فتنہ کے متعلق فرمایا کہ بچنے کی صورت اس فتنہ میں تلوار (اٹھانا) ہے۔ اکثر صحابہؓ اس معاملہ میں متردد تھے یہاں تک کہ فاروق اعظمؓ نے صدیق اکبرؓ سے نرمی کی درخواست کی

[1] یعنی یہ بات میری سمجھ میں آگئی کہ اس فرقہ کی تاویل بدیہی البطلان ہے ایسی تاویل کی وجہ سے قوی کفر مرتفع نہیں ہو سکتا۔

وحضرت صدیق فرمود اجبار انت فی الجاھلیۃ خوار فی الاسلام و با حضرت مرتضیٰ نیز مانند این جواب سوال درمیان آمد قال انس بن مالک کرہ الصحابۃ قتال مانعی الزکوٰۃ وقالوا اھل القبلۃ فتقلد ابوبکر سیفہ وخرج وحدہ فلم یجدوا بدًا من الخروج وقال ابن مسعود کرھنا ذلک فی الابتداء ثم حمدناہ علیہ فی الانتہاء اخرجھما البغوی وغیرہ واعیۃ کہ در قلب حضرت صدیق منعقد شد ازو چراغے بود ہر کہ محاذی او می افتاد روشن می شد تا آنکہ جموع عظیمہ از مسلمین مہیا برائے قتال شدند وسعی بر وجہ تمام تر بکار بردند قال ابوبکر بن عیاش سمعت ابا حصین یقول ما ولد بعد النبیین افضل من ابی بکر فلقد قام مقام نبی من الانبیاء فی قتال اھل الردۃ اخرجہ البغوی و این بشارت است بہ تمثل داعیۃ الٰہیہ کہ در نفس نفیس او رضی اللہ عنہ مرتسم شد و از آنجا اہتمام بامر جہاد در خاطر مسلمانان مرسوم گشت اخرج ابوبکر عن القاسم بن محمد عن عائشۃ انھا کانت تقول توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنزل بابی بکر ما لو نزل بالجبال لھاضھا اشرأب النفاق بالمدینۃ

اور حضرت صدیقؓ نے فرمایا کہ کیا تم جاہلیت میں سختی کرنیوالے اور اسلام میں سستی کرنے والے بن گئے اور حضرت مرتضیٰؓ سے بھی اسی قسم کا سوال و جواب ہوا۔ حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ ابتداء میں تمام صحابہ مانعین زکوٰۃ سے لڑنے کو برا سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ وہ اہل قبلہ ہیں مگر جب حضرت ابوبکرؓ نے اپنی تلوار زیب دوش کی اور تنہا چلے تو پھر سب نے جانے کے سوا کوئی مفر نہ دیکھا اور کہا یا خلیفۂ رسول اللہ آپ بیٹھیے ہم جاتے ہیں، حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ ہم ابتداء میں اس (ارادہ) کو برا سمجھتے تھے مگر آخر میں ہم نے ابوبکرؓ کی اس معاملہ میں شکر گزاری کی یہ دونوں روایتیں بغوی وغیرہ نے لکھی ہیں۔

حضرت صدیقؓ کے دل میں جو ارادہ (اس معاملہ کے متعلق کا) ازجانب قضا و قدر ہے) وہ مثل ایک چراغ کے تھا کہ جو اس کے سامنے آجاتا تھا روشن ہو جاتا تھا یہاں تک کہ مسلمانوں کی بڑی بڑی جماعتیں آمادہ جہاد ہوگئیں اور سب نے خوب کوشش کی۔ ابوبکر بن عیاشؓ کہتے تھے کہ میں نے ابوحصین کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ بعد پیغمبروں کے کوئی شخص ابوبکرؓ سے افضل پیدا نہیں ہوا اہل ردّت سے لڑنے میں انہوں نے وہ کام کیا جو ایک نبی کرتا۔ اس روایت کو بغوی نے لکھا ہے۔ (ابوحصین) کا یہ قول اشارہ ہے اس ارادۂ الٰہیہ کے تمثل کرنے کی طرف جو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے نفس نفیس میں منقش ہوگیا تھا اور انھیں کے دل سے تمام مسلمانوں کے دل میں ارادۂ جہاد پیدا ہوا۔ ابوبکر (ابن ابی شیبہ) نے قاسم بن محمد سے انھوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتی تھیں جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو ابوبکرؓ پر وہ مصیبت پڑگئی کہ اگر پہاڑوں پر پڑتی تو ان کو ریزہ ریزہ کر دیتی۔ نفاق تمام اہل مدینہ میں پھیل گیا

دو صفت در حضرت ملت یکی فعل جهاد
وفی معناه الامر بالمعروف والنهی عن
المنکر دیگے قوت داعیه او که گفت
مردم یا بسبب قرابت و مانند آن آن
داعیه متلاشی نگردد وَذٰلِكَ فَضْلُ
اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ
عَلِيْمٌ۔ فذلکه است عظیم القدر در تحقیق
و تثبیت این خصال و بیان منزلت
آنها عند الله اینجا معلوم می شود که قتال
مرتدین مثل غزوه بدر و حدیبیه بود و نمونه از
مشاهد عظیم القدر قوله تعالی اِنَّمَا
وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ۔ انما
در کلام عرب برائے دلیل جمله سابقه و
تحقیق و تثبیت اوست آمده یعنی اے مسلمانان
از ارتداد عرب و جموع مجتمعه ایشان
چرا می ترسید جز این نیست که کارساز
و مددگار شما در حقیقت
خدا است که مدد الهام خیر دهد
نماید تدبیر امور و رسول که صورتش
ترغیب بر جهاد در عالم آورده اوست
و برائے امت خود بدعائے خیر دستگیری ایشان
است و در ظاهر محققین اهل ایمان که به اقامت
صلوٰة و ایتاء زکوٰة بوصف خشوع و نیاز
متصف اند و تمکن و نفع آلیه کنند و خدا تعالی
بردست ایشان کارهائے نیک در عالم

بن جاتے ہیں اور دوسری وہ ہیں جو دینی خدمات کے متعلق ہیں
ایک فعل جہاد (جس کے لئے ذریعہ تکمیل ہیں) امر بالمعروف اور
نہی عن المنکر (کا لفظ آیا ہے) اور دوسری قوت الہامیہ ان کی
کہ لوگوں کے کہنے سے یا قرابت کے خیال یا اور ایسے ہی کسی بات
سے ان کا ارادہ الہامی زائل نہیں ہوتا ہے۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ الخ یہ ایک خلاصہ گذشتہ مضامین کا
ہے جو ان صفات مذکورہ کے ثابت کرنے میں اور عند اللہ ان
صفات کی منزلت ظاہر کرنے میں بڑی شان رکھتا ہے۔ یہاں
سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ غزوہ بدر و حدیبیہ کے بعد قتال
مرتدین ہی کا رتبہ ہے اور یہ قتال بھی ان مشاہد عظیمہ کا ایک
نمونہ تھا۔

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ (لفظ) انما کلام عرب میں مضمون سابق کے
مدلل کرنے اور اس کی حقیقت اور تثبیت کے ثابت کرنے کے لئے
آتا ہے مطلب یہ ہوا کہ اے مسلمانو! عرب کے مرتد ہو جانے اور
ان کی مجتمع جماعتوں سے کیوں ڈرتے ہو؟ تحقیق تمہارا کارساز
اور مددگار در حقیقت خدا ہی ہے، خدا کی مدد کی یہ صورت ہے کہ وہ
الہام خیر کرتا ہے اور (بندوں کے شروع کئے ہوئے) کاموں
کو انجام تک پہنچاتا ہے اور مددگار تمہارا رسول اس کا ہے
(رسول کی مدد کی ایک صورت یہ ہے کہ ترغیب جہاد کا سلسلہ
دنیا میں دیا جو آپ ہی کا ہے اور دوسری صورت یہ ہے) کہ
اپنی امت کی دعائے خیر سے دستگیری کرتے ہیں اور (ظاہر
میں) وہ کامل الایمان لوگ (تمہارے مددگار ہیں) جو خشوع
وخضوع کے ساتھ نماز قائم رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دینے کی صفت
رکھتے ہیں (اور ان کی مدد کی صورت یہ ہے کہ) وہ الہام الٰہی کو
قبول کر لیتے ہیں اور خدا تعالیٰ ان کے ہاتھ سے نیک کاموں کو

سرانجام فرماید و سبب نزول و مصداق این آیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ است لفظ عام است شامل ہمہ مخلصین و دخول سبب نزول قطعی و بجہت ہمین عموم جابر بن عبداللہ گفتہ است نزلت فی عبداللّٰہ بن سلام لما ہجرہ قومہ من الیہود اخرج البغوی عن ابی جعفر محمد بن علی الباقر انما ولیکم اللہ و رسولہ والذین امنوا نزلت فی المؤمنین فقیل لہ انہا نزلت فی علیؓ فقال ہو من المؤمنین و چنانکہ شیعہ گمان برند و قصہ موضوعہ روایت کنند و راکعون را حال از یؤتون الزکوۃ گیرند و بر دادن انگشتری بہ نقیرے در حالت رکوع فرود می آرند

سرانجام دیتا ہے۔

اس آیت کے نزول کے سبب اور نیز اس کے مصداق[1] صدیق اکبر ہیں گو الفاظ عام ہیں اور تمام کامل الایمان لوگوں کو (یہ آیات) شامل ہیں مگر (جو شخص) سبب نزول (ہوا اس) کا (آیت کے مصداق میں) داخل ہونا قطعی ہے۔ اسی عموم کی وجہ سے حضرت جابر بن عبداللہؓ نے فرمایا ہے کہ یہ آیت عبداللہ بن سلامؓ کے حق میں نازل ہوئی تھی جب کہ ان کو ان کی قوم یعنی یہودیوں نے (مسلمان ہوجانے کی وجہ سے) چھوڑ دیا تھا (اس موقع پر حضرت علیؓ کا نام لینا بھی اسی عموم کی وجہ سے ہے چنانچہ) بغوی نے ابوجعفر یعنی محمد بن علی (معروف بہ) باقر کی روایت کی ہے کہ آیۃ انما ولیکم اللہ سب ایمانداروں کے حق میں نازل ہوئی ہے ان سے کہا گیا کہ بعض لوگ تو کہتے ہیں کہ یہ علیؓ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ انھوں نے کہا کہ علیؓ بھی مومنوں میں سے ہیں (لہٰذا ان لوگوں کا قول بھی صحیح ہے) نہ جیسا شیعوں نے گمان کیا اور ایک جھوٹا قصہ[2] روایت کرتے ہیں اور (ترکیب نحوی میں) راکعون کو یؤتون الزکوۃ کا حال بناتے ہیں اور حالت رکوع میں (حضرت علیؓ کا) ایک فقیر کی جانب انگوٹھی پھینکنا بیان کرتے ہیں اور (اس آیت کو) محل اور

[1] سبب نزول اور مصداق کبھی جداگانہ ہوتے ہیں کبھی دونوں متحد ہوتے ہیں جس شخص یا جس واقعہ کے سبب سے آیت نازل ہوئی وہ شخص یا وہ واقعہ سبب نزول کہلاتا ہے اب اگر الفاظ آیت اس شخص یا اس واقعہ پر صادق آتے ہیں تو وہی مصداق بھی ہوگا ورنہ نہیں۔ مفسرین جب بولتے ہیں کہ یہ آیت فلاں کے حق میں نازل ہوئی تو کبھی یہ مراد لیتے ہیں کہ وہ فلاں سبب نزول ہے اور کبھی یہ مراد لیتے ہیں کہ وہ فلاں مصداق آیت ہے کبھی دونوں مراد لیتے ہیں۔ [2] وہ جھوٹا قصہ یہ ہے کہ حضرت علیؓ نماز پڑھ رہے تھے کہ سائل نے آکر سوال کیا حضرت علیؓ نے نماز پڑھتے ہی میں حالت رکوع میں انگوٹھی میں انگلیوں کی شکل کر اس کو دے دی اس قصہ کو فتاویٰ مصنفہ کے دوسرے ائمہ فن نے بھی موضوع کہا ہے چنانچہ علامہ ابن کثیر اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ ولیس یصح شئ منہا بالکلیۃ لضعف اسانیدہا وجہالۃ رجالہا۔ اس قصہ کی کوئی روایت صحیح نہیں کیونکہ اس کی سندیں کمزور ہیں اور راوی مجہول ہیں۔

بیان سباق و سیاق آیت را برہم زند خدائے تعالیٰ
اعضائے ایشاں را برہم جدا سازد چنانکہ ایشاں
آیات متسقہ بعضہا ببعض را برہم جدا کردند
و لکن ولیکم اللہ والذین آمنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ الخ
این کلام آنست کہ ولایت مسلمانان و کارسازی
ایشان خصوصاً در مثل این حوادث عظام بسابقین
متصفین بصفات کمال لائق است نہ بغیر ایشان
قولہ تعالیٰ ومن یتول اللہ الخ امر است
بطاعت خدا و رسول و خلیفہ رسول و ترغیب
است برآن و بیان آنکہ غایۃ اسلام موقوف
است برآن و سعادت محصور است درآن
چوں این ہمہ بیان نمودہ شد باید دانست
کہ وعدہ خدائے تعالیٰ راست است و انجاز
این وعدہ در زمان حیات آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم واقع نشد زیرا کہ فوجے مجتمع
برائے قتال اہل ارتداد در آن زمان نہ برآمد
ولکن بعد شیخین نیز بعد تطاول زمان قتال مرتدین بجمع رجال
ونصب الویۃ و تعدیل جیوش واقع نشد لامحالہ مصداق وعدہ
جیش حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کہ بمحاربہ
مرتدین برآمد و لعون الٰہی بسرعت تمام بحسن وجوہ
سرانجام آں امر عظیم دادند و جمع رجال و نصب
الویہ و قتال مرتدین از لوازم خلافت است زیرا کہ خلافت
راشدہ ریاست عامہ است در اقامت دین و جہاد
اعدائے اللہ و اعلائے کلمۃ اللہ بوجہے کہ ... و ...

ا بعد سے بے تعلق کر کے، آیت کے سیاق و سباق کو برہم کر دیتے ہیں
خدا تعالیٰ ان کے اعضاء کو ایک دوسرے سے جدا کر دے جس طرح
انھوں نے آیتوں کو (جو ایک دوسرے سے مرتبط تھیں) جدا کر دیا۔
والذین آمنوا الخ سے مقصود اس کلام کا یہ ہے کہ مسلمانوں کا ولی و کارساز
ہونا اور ہر معاملہ میں خاص کر ایسے بڑے بڑے حادثوں میں (جیسے
فتنہ ارتداد و مقام) انہی سابق القدم لوگوں کو زیبا ہے جو صفات
کمال کے ساتھ موصوف ہوں نہ کہ کسی اور کو۔
ومن یتول اللہ الخ خدا و رسول کی اور خلیفۂ رسول کی اطاعت
کا حکم (دیا جاتا) ہے اور اس کی ترغیب (دی جا رہی) ہے اور
اس بات کا بیان ہے کہ غایت اسلام اسی (اطاعت) پر موقوف ہے
اور سعادت (دارین) اسی (اطاعت) میں منحصر ہے۔
جب یہ سب بیان ہو چکا تو جاننا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ
سچا ہے مگر اس وعدہ کا ایفاء[1] آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
زمانہ میں نہیں ہوا کیونکہ اس زمانہ میں کوئی فوج جمع ہو کر مرتدوں
سے لڑنے کے لئے نہیں نکلی اور شیخین کے بعد بھی اس تمام طویل
مدت میں کبھی فوجوں کو جمع کر کے اور آلات حرب کو درست کر کے
مرتدوں سے لڑائی نہیں ہوئی پس ضروری ہے کہ مصداق اس
وعدہ کا حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فوج (ظفر موج)
ہے جو مرتدوں سے لڑنے کے لئے نکلی تھی جس نے اللہ کی مدد سے
بہت جلد اور بہت عمدہ طریقہ سے اتنے بڑے کام کو انجام دیا
اور چونکہ جمع کرنا فوج کا اور مرتدوں سے لڑنا خلافت خاصہ کے
لوازم سے ہے (اس لئے کہ خلافت راشدہ اسی سرداری کو کہتے
ہیں جو دین کے قائم رکھنے اور دشمنان خدا سے جہاد کرنے اور کلمۃ اللہ
کے بلند کرنے کے لئے ہو) اس طرح پر کہ وہ سب سردار اور اس کے

[1] ایفا کسی کام کے پورا کرنے کو کہتے ہیں۔

و تعلیل وصف دین اقامت ممدوح
باشند و ثنا و رضا بایشان متوجہ
شود و جہاد مرتدین از اعظم انواع
اقامت دین است و تعقیب ثنا
بر ایشان درین آیات اظہر من
الشمس فی رابعۃ النہار و نیز باید
دانست کہ و من یتول اللہ الخ
ترغیب است بتولی
خلیفۂ راشد و صدیق اکبرؓ
مورد نص است و آن قطعی الحکم
است و این اشارہ است بوجوب
انقیاد خلیفۂ راشد و دلالت
است بر تحقق خلافت حضرت صدیق
و نیز باید دانست کہ حق سبحانہ
بتاکید گواہی میدہد بآنکہ آن
جماعہ در وقت قیام بقتال
مرتدین محبوبین و محبین و کذا کذا
باشند و این ہمہ صفات کمال
است پس اگر حضرت صدیق
در خلافت خود برحق نمی بود
جمعے کہ بامر او جہاد کردند و با او
بیعت نمودند و باستخلاف او راضی
شدند محبین و محبوبین و متصفین
باوصاف کمال نمی شدند و نقیض مدلول
باطل بشہادۃ اللہ تعالےٰ

پیرو ہیں اس دین کے قائم رکھنے میں ممدوح ہونا اور (خدا کی)
تعریف و خوشنودی ان کے شامل حال ہو اور یہ ظاہر ہے کہ
مرتدوں سے جہاد کرنا دین قائم رکھنے کی اعلیٰ ترین قسم ہے اور مرتدوں
سے جہاد کرنے والوں کی تعریف اور ان سے خوشنودی ان آیات
میں دوپہر کے آفتاب سے بھی زیادہ روشن ہے (لہٰذا ثابت ہوگیا
کہ حضرت صدیقؓ سے خلافت خاصہ کی مسند کو زیب و زینت تھی)
یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ من یتول اللہ (میں) خلیفۂ راشد سے
محبت کرنے کی ترغیب ہے اور (یہ ثابت ہو چکا کہ) صدیق اکبرؓ
اس آیت کے مصداق ہیں (لہٰذا اس آیت میں ان سے محبت رکھنے
کا حکم نکلا) اور خلیفۂ راشد سے محبت رکھنا اشارہ ہے اس طرف
کہ اس کی اطاعت واجب ہے اور یہ (بھی سمجھ لو کہ اس آیت میں
بھی) حضرت صدیقؓ کی خلافت کے وقوع کی دلالت ہے۔
اور یہ (علاوہ اس تقریر کے بھی ثابت کیا جا سکتا ہے) جاننا چاہیے
کہ حق سبحانہ تاکید کے ساتھ گواہی دیتا ہے کہ وہ لوگ قتال
مرتدین کے وقت میں (خدا کے) محبوب اور محب اور ایسے ایسے
ہوں گے اور یہ سب دینی اعلیٰ درجہ کی خوبیاں ہیں لہٰذا اگر (بقول
اہل باطل) حضرت صدیقؓ اپنی خلافت میں برحق نہ ہوتے تو
وہ لوگ جنہوں نے ان کے حکم سے جہاد کیا اور ان سے بیعت کی
اور ان کے خلیفہ بننے سے راضی تھے (خدا کے) محب اور محبوب
اور اعلیٰ درجہ کی صفات کے ساتھ کیونکر موصوف ہو سکتے ہیں
اور (ان کا ان صفات کے ساتھ موصوف نہ ہونا) اللہ تعالیٰ
کی شہادت کو باطل ہے اور یہ باطل) لازم آتا ہے حضرت صدیقؓ
کی خلافت برحق نہ ہونے سے۔ لہٰذا ان کی خلافت کا برحق نہ ہونا
محال ہوگا کیونکہ جس چیز سے باطل لازم آئے وہ چیز محال
ہوتی ہے۔

ونیز باید دانست کہ وعدہ گفتہ شد فسوف یاتی اللہ بقوم پس مصداق ظاہر صورت اجتماعیہ آوردن مسلمین از دست حضرت صدیق تحقق افتاد واین چنانست کہ فرمود وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی اینجا ہم جمع کردن قوم موصوف فی الحقیقت فعل حق است سبحانہ وتعالیٰ وحضرت صدیق کالجارحہ آمد ومنزلت کدام منزلت بالاتر ازین منزلت خواہد بود بعد منزلۃ الانبیاء صلوات اللہ وسلامہ علیہم وکدام کامل ومکمل مانند او باشد ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ ۚ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ونیز باید دانست کہ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ ہرچند لفظ عام است اما مورد نص صدیق اکبر است ودخول مورد نص در عام قطعی است پس صدیق اکبرؓ ولی مسلمانان وکارساز ایشان است واین ہست معنی خلافت وصدیق اکبر متصف بود باقامت صلوٰۃ وایتاء زکوٰۃ است با وصف خشوع یا با وصف اکثار نوافل صلوٰۃ واین معنی نیز از لوازم خلافت خاصہ است ونیز باید دانست کہ امر جہاد وقتال منسوب میشود بآمر در عرف شائع بلکہ آمر سزاوار تر است کہ متحلی باین صفات باشد تا پرتوے ازان در دل دیگران کار کند پس صفات ششگانہ در صدیق اکبر رضی اللہ عنہ علی اکمل الوجوہ متحقق باشد واین معنی از لوازم خلافت خاصہ است بلکہ میتواند بود کہ ایں ہمہ صفات ششگانہ صفات صدیق باشد کہ بطریق تعریض[1] ادا کردہ شد

اور یہ جو فرمایا کہ عنقریب اللہ ایک ایسی قوم کو لائے گا حالانکہ ظاہر میں مسلمانوں کو (جہاد مرتدین کے لئے) جمع کرنا حضرت صدیقؓ کے ہاتھ سے ہوا بالکل ایسا ہی ہے جیسے فرمایا وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی ان صفات کے ساتھ موصوف لوگوں کو جمع کرنا درحقیقت حق سبحانہ وتعالیٰ کا فعل تھا اور حضرت صدیقؓ تو مثل جارحہ کے تھے (اب بتاؤ) حضرات انبیاء صلوات اللہ وسلامہ علیہم کے مرتبہ کے بعد کون مرتبہ اس سے بڑھ کر ہوگا اور کون کامل ومکمل حضرت صدیقؓ کے مثل ہو سکتا ہے۔ یہ خدا کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑا فضل والا ہے۔

اور یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ آیۂ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ میں گو الفاظ عام ہیں مگر چونکہ مصداق آیت کے صدیق اکبرؓ ہیں اور مصداق آیت کا حکم آیت میں داخل ہونا قطعی ہے لہٰذا صدیق اکبرؓ مسلمانوں کے ولی اور کارساز ہوئے اور خلافت راشدہ کے یہی معنی ہیں اور یہ بھی اس آیت سے ثابت ہو گیا کہ صدیق اکبرؓ خشوع اور خضوع سے نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کے ساتھ یا نوافل کی کثرت کے ساتھ موصوف تھے یہ بات بھی لوازم خلافت خاصہ سے ہے۔

اور یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ عرف عام میں قتال وجہاد کا فعل، حکم دینے والے کی طرف منسوب کیا جاتا ہے بلکہ حکم دینے والے کو ان صفات کے ساتھ زیادہ موصوف ہونا چاہیئے تاکہ اس کے دل کا پرتو دوسروں پر اثر کرے لہٰذا یہ چھ صفتیں کل کی کل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں بدرجۂ کمال ہوں گی یہ بات بھی لوازم خلافت خاصہ سے ہے بلکہ ممکن ہے کہ یہ صفتیں حضرت صدیقؓ ہی کی ہوں یہاں بطور تعریض[1] کے ذکر کی گئی ہوں

[1] تعریض کسی بات کو اشارہ میں بیان کرنا صاف صاف نہ کہنا

کما قال عزّ من قائل وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ
مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ الآیۃ مراد اینجا حضرت صدیق است
رضی اللہ عنہ تعبیرا بلفظ جمع بیان نموده بجہت آنکہ قاعدۂ
تعریض است و از قرائن آنکہ معنی آنست کہ بصورت
قتال مرتدین لوم رسیدے کہ از مسلمانان باشند غیر از آنکہ
ونوم کافران را اعتبار نیست پس گویا لَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ
لَائِمٍ خاص است بصدیق کہ سبب ہو و قتال مانعین
زکوٰۃ صحابہ آنرا مشکل دانستند و ملامت پیش گرفتہ بودند
و نزدیک حضرت صدیق کفر و ارتداد ایشان محقق بود
آن اشکال و ملامت آنہا را التفات نمود در بحبوحۂ
ایشان خوفی بردل مبارک وے راہ نیافت و از امضاء
رأی خود باز نماند اینست معنی قول تعالی لَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ
لَائِمٍ وقال اللہ تعالی فی سورۃ الفتح قُلْ لِلْمُخَلَّفِينَ
مِنَ الْأَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ إِلَىٰ قَوْمٍ أُولِي بَأْسٍ
شَدِيدٍ تُقَاتِلُونَهُمْ أَوْ يُسْلِمُونَ فَإِنْ تُطِيعُوا
يُؤْتِكُمُ اللَّهُ أَجْرًا حَسَنًا وَإِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا
تَوَلَّيْتُمْ مِنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا بگو
یا محمد پس ماندگان را از بادیہ نشینان کہ عنقریب خوانده
خواہید شد بسوی جنگ قومی خداوند کارزار سخت کہ
جنگ کنید با ایشان یا آنکہ ایشان مسلمان شوند پس اگر
فرمان برداری کنید بدہد خدائے تعالی شما را
مزد نیک و اگر رو گردانید چنانکہ رو گردانیده
بودید پیش از ان دعوت عقوبت کند
شما را عقوبت درد دہنده

جیسا کہ ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَلَا يَأْتَلِ
أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ یہاں حضرت صدیقؓ ہی مراد
ہیں مگر لفظ جمع لایا گیا ہے جیسا کہ قاعدہ تعریض کا ہے حضرت
صدیقؓ کے ساتھ ان صفات کے خاص ہونے کا ایک قرینہ
یہ بھی ہے کہ مرتدوں سے جہاد کرنے میں کسی مسلمان کی ملامت
سوا حضرت صدیقؓ کے کسی کو پیش نہیں آئی اور کافروں کی
ملامت کا تو کچھ اعتبار ہی نہیں لہٰذا لا یخافون لومۃ
لائم تو حضرت صدیقؓ کے ساتھ (قطعاً) خاص ہوگا۔ (پس
جب یہ ایک جملہ حضرت صدیقؓ کے ساتھ خاص ہوا تو
اور دوسرے جملوں کا بھی خاص ہونا بعید نہیں) جب مانعین زکوٰۃ
سے لڑنے میں صحابہؓ نے اعتراض کیا اور ملامت کرنے
لگے اور (چونکہ) حضرت صدیقؓ کے نزدیک ان کا کفر و
ارتداد ثابت ہو چکا تھا لہٰذا صحابہؓ کے اعتراض و ملامت
سے آپ کے دل مبارک میں کچھ بھی خیال پیدا نہ ہوا اور
وہ اپنی رائے کی تنفیذ سے باز نہ آئے ملامت کرنے والے کی
ملامت سے نہ ڈرنے کا یہی مطلب ہے۔

(پانچویں آیت)[11] اللہ تعالیٰ نے سورۂ فتح (چھبیسویں پارہ)
میں فرمایا ہے۔ (ترجمہ) کہہ دو اے محمدؐ! پیچھے چھوڑے ہوئے
گنواروں (جو) بادیہ نشینوں سے (ہیں) کہ عنقریب بلائے جاؤ گے
تم ایک ایسی قوم (کی لڑائی) کی طرف (جو) سخت لڑنے
والی ہوگی، تم ان سے لڑو گے یا وہ مسلمان ہو جائیں گے۔
پس اگر اطاعت کرو گے تم تو دے گا خدا تم کو اچھا بدلہ
اور اگر تم پھرو گے جیسے منہ پھیرا تھا اس
زمانے سے پہلے تو عذاب کریگا تم پر درد دینے والا عذاب۔

۱۱؎ اس آیت کو آیۂ دعوت اعراب کہتے ہیں۔

سبب نزول آیہ در وقت باجماع مفسرین ودلالت سیاق وسیاق آیات وبرطبق مضمون احادیث صحیحہ آنست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سال حدیبیہ ارادہ نمودند کہ عمرہ بجا آرند پس دعوت فرمودند اعراب را ال بوادی را تا درین سفر ہمرکاب آنجناب صلے اللہ علیہ وسلم سعادت اندوز باشند زیرا کہ احتمال قوی بود کہ قریش از دخول مکہ مانع آیند وبسبب کینہ ای کہ از جہت قتل بدر واحد واحزاب در دلہا ایشان متمکن بود مستعد حرب شوند ودرین ہنگام بحسب تدبیر عقل لا بد است از استصحاب جمعے کثیر تا از شر قریش ایمن حاصل شود بسیارے از اعراب دعوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم گوش نکردہ ازین سفر تخلف نمودند وبعض باشغال ضروریہ ونیا مال تعلل کردند ومخلصین مسلمین کہ سراپا بشاشت ایمان متحلی بودند مرافقت وموافقت را سعادت دانستہ صحبت اختیار نمودند چون نزدیک بحدیبیہ رسیدند قریش بحمیت جاہلیت جنگ کردہ مستعد قتال وجدال شدند بعد التقیا والتی صلح مغلوبانہ وا نجا اتفاق افتاد وبیرون مکہ ہم احصار ادا کردند وبازگشتند چون درین سفر اخلاص مخلصان مکشوف گشت وبرخواطر ایشان کرب عظیم مستولی شدہ بود بسبب فوت عمرہ وازجہت صلح مغلوبانہ

اس آیت کا سبب نزول باجماع مفسرین اور بدلالت سیاق وسباق آیات اور موافق مضمون احادیث صحیحہ کے یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے سال ارادہ کیا کہ عمرہ[1] بجالائیں لہٰذا آپ نے اعراب اور دیہات وبادیہ نشینوں کو بلایا تاکہ وہ بھی اس سفر میں آنجناب صلے اللہ علیہ وسلم کی ہمرکابی کی سعادت حاصل کریں کیونکہ قوی احتمال تھا کہ قریش مکہ کے اندر داخل ہونے سے روکیں گے۔ اور بدر واحد واحزاب میں جو ان کے عزیز واقارب مارے گئے تھے اس کا کینہ ان کے دلوں میں بھرا ہوا تھا لہٰذا آمادۂ جنگ ہو جائیں گے اس وقت بمقتضائی تدبیر عقل ایک بڑی جماعت کا ساتھ لے جانا ضروری تھا تاکہ قریش کے شر وفساد کا خوف نہ رہے۔ بہت سے اعراب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے کا کچھ خیال نہ کیا اور اس سفر مقدس سے پیچھے بیٹھ رہے اور بعض اپنے خانگی اور مالی کاموں کا بہانہ کر کے ہٹ گئے صرف ان باخلاص مسلمانوں نے جو سر سے پیر تک بشاشت[2] ایمان سے لبریز تھے آپ کی ہمرکابی ومعیت کو سعادت سمجھ کر رفاقت اختیار کی جب یہ حضرات مقام حدیبیہ میں پہنچے تو قریش اپنی حمیت جاہلیت میں مبتلا ہو کر آمادۂ جنگ ہو گئے۔ بعد بہت کچھ جد وکد کے مسلمانوں کو مغلوبانہ صلح وہاں کرنی پڑی اور انجام یہ ہوا کہ مکہ سے باہر احصار[3] کی قربانی دے کر لوٹ آئے۔ چونکہ اس سفر میں مخلصوں کا اخلاص بالکل کھل گیا اور ان کے دلوں پر بڑی بے چینی بھی بہت غالب تھی عمرہ کے فوت ہو جانے کی وجہ سے اور صلح مغلوبانہ کے سبب سے

[1] عمرہ بھی حج کی قسم ہے ایک عبادت ہے جس طرح عبادت نماز میں کچھ عبادتیں فرض وواجب ہیں اور کچھ نفل اسی طرح حج میں بھی۔ جو فرض ہے اس کو حج کہتے ہیں اور جو فرض نہیں ہے اس کو عمرہ کہتے ہیں حج اور عمرہ کے ارکان میں بھی فرق ہے جو کتب فقہ میں مذکور ہے [2] بشاشت خوشی اور مسرت کو کہتے ہیں۔ [3] جو شخص حج یا عمرہ کو جانے کا احرام باندھ لے پھر کوئی مانع پیش آجائے کہ حج یا عمرہ نہ کر سکے اسی کو احصار کہتے ہیں ایسے شخص پر قربانی لازم ہوتی ہے۔

حکمت الٰہی تقاضا فرمود کہ جبر قلوب ایشان
نماید بہ غنائم خیبر کہ عنقریب بدست ایشان فتح شد
و آن غنائم را خاص بحاضرین حدیبیہ گردانید
غیر ایشان را اذن خروج ندادند و در آن مغانم
شریک نگردانید قال اللہ تعالیٰ سَيَقُولُ
الْمُخَلَّفُونَ إِذَا انْطَلَقْتُمْ إِلَىٰ مَغَانِمَ
لِتَأْخُذُوهَا ذَرُونَا نَتَّبِعْكُمْ يُرِيدُونَ
أَنْ يُبَدِّلُوا كَلَامَ اللَّهِ قُلْ
لَنْ تَتَّبِعُونَا كَذَٰلِكُمْ قَالَ اللَّهُ
مِنْ قَبْلُ و بجہت اظہار رضائے خود
را بجماعہ کہ در حدیبیہ بیعت نمودند
قال اللہ تعالیٰ لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ
عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ
تَحْتَ الشَّجَرَةِ الآیۃ و ہیچکس از
حاضران حدیبیہ ازین بیعت تخلف[1]
نکرد الا جد بن قیس منافق تنہا
و اخرج البغوی و غیرہ عن جابر
أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قال لا یدخل النار أحد
ممن بایع تحت الشجرۃ
و این مشہد یکے از مشاہد خیر است کہ صحابہ
کرام دران مشہد بمقامات عالیہ فائز
گشتند و حکمت خواست کہ بعد فتح بدست
ایشان اقسام مانند غنائم حنین

لہٰذا حکمت الٰہی نے چاہا کہ ان کے دلوں پر مرہم رکھے، غنائم خیبر سے
جو عنقریب ان کے ہاتھ میں آئیں گی اور ان غنیمتوں کو حاضرین حدیبیہ
کے ساتھ خاص کر دے۔ لہٰذا حق تعالیٰ نے غزوۂ خیبر میں جانے
کی اجازت حاضرین حدیبیہ کے سوا کسی کو نہ دی اور خیبر کی غنیمت
میں کسی کو حصہ نہ دیا چنانچہ (اس آیت سے پہلے) فرمایا ہے
سَيَقُولُ الْمُخَلَّفُونَ الخ (ترجمہ) عنقریب (اے نبی) کہیں گے
پیچھے چھوڑے ہوئے (اعراب مسلمانوں سے) جب چلو گے تم مال
غنیمت کی طرف تاکہ تم اس کو لے لو ہم کو بھی اجازت دو ہم بھی تمہارے
ساتھ چلیں یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کی بات کو بدل دیں (اے
نبی) کہہ دو کہ تم ہمارے ساتھ ہرگز نہ آؤ اللہ نے پہلے سے ایسا
فرما دیا ہے اور (حکمت الٰہی نے چاہا کہ ان کے دلوں پر مرہم رکھے)
اپنی خوشنودی بیان کر کے ان لوگوں سے جنہوں نے حدیبیہ میں
بیعت کی چنانچہ (اسی سورت میں ہے) لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ
الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ۔ بیشک اللہ راضی
ہو گیا مومنوں سے جب کہ وہ بیعت کر رہے تھے (اے نبی) تم
سے درخت کے نیچے۔ حاضران حدیبیہ میں سے اس بیعت سے
کسی نے تخلف نہ کیا سوا جد بن قیس منافق کے فقط۔ اور بغوی
وغیرہ نے حضرت جابر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ داخل ہوگا دوزخ میں ان لوگوں میں سے کوئی جنہوں
نے درخت کے نیچے بیعت کی۔ یہ واقعہ حدیبیہ ایک (عظیم
الشان) مشہد ہے مشاہد خیر سے کہ صحابہ کرام اس مشہد میں اعلیٰ
درجہ کے مراتب پر پہنچ گئے اور (حکمت الٰہی نے چاہا کہ ان کے
دلوں پر مرہم رکھے) ان غنیمتوں سے جو کچھ دن کے بعد ان کو
حاصل ہوں گی مثل غنائم حنین کے اور (نیز مرہم رکھے) ان

[1] تخلف پیچھے رہ جانے کو کہتے ہیں۔

و مغانم اُخرٰی آنکہ گفتہ است عرب بران قادر نشده بودند و آن مغانم فارس و روم است کہ بسبب قوت و شوکت و کثرت عدد دلاوران ایشان اصلاً غلبہ بران بخاطر عرب نمی گذشت قال اللہ تعالیٰ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً مغانم عرب است مثل حنین و امثال آن فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ مغانم خیبر است کہ متصل حدیبیہ بدست ایشان آمد وَأُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا مغانم فارس و روم است نیز حکمت الٰہیہ تقاضا نمود کہ تہدید متخلفین و تقبیح حال ایشان کرده شود قال اللہ تعالیٰ قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ الآیہ و آئندہ دعوت ایشان است برائے قتال اولی بأس شدید اعلام کرده آمد تا پیش از وقوع واقعہ تامل وافی در عواقب قبول دعوت و عدم قبول آن کرده باشند و چون آمدے دعوت بر بصیرت احتمالات و احتمالات عقلیہ مشوش حال ایشان نگردد فذلک قولہ سَتُدْعَوْنَ بطریق اقتضاء

غنیمتوں سے جن پر اہل عرب کو کبھی قدرت نہ ملی تھی (اور دو) مغانم فارس و روم ہیں کہ اہل فارس و روم کی قوت و شوکت اور کثرت افواج و آلات حرب کی وجہ سے ان پر غالب آجانے کا خیال بھی اہل عرب کو نہ ہوتا تھا چنانچہ (اسی سورۃ میں ہے) وعدکم اللہ مغانم کثیرۃ (یعنی اللہ نے تم سے بہت غنیمتوں کا وعدہ کیا ہے) اس سے ملک عرب کی غنیمتیں مراد ہیں مثل غنیمت حنین کے فعجل لکم ھذہ (یعنی یہ غنیمتیں تم کو جلد عطا فرمادیں) مراد اس سے غنائم خیبر ہیں جو حدیبیہ کے بعد علی الاتصال ان کو ملیں واُخریٰ لم تقدروا علیہا (یعنی کچھ غنیمتیں اور ہیں جن پر تمہیں ابتدا پردوا کے وقت سے آج تک کبھی قابو نہیں ملا) مراد اس سے فارس و روم کی غنیمتیں ہیں۔ نیز حکمت الٰہیہ نے چاہا کہ جو لوگ حدیبیہ میں شریک نہیں ہوئے ان کی تہدید کی جائے اور ان کی حالت کی خرابی بیان کی جائے (لہٰذا) فرمایا قل للمخلفین الخ (یہی اس آیت کا سبب نزول ہے)۔

(اس آیت میں) آگے چل کر سخت لڑنے والی قوم سے لڑنے کے لئے ان کو بلائے جانے کا ذکر اس لئے کر دیا ہے کہ اس واقعہ کے ظہور سے پہلے بلانے کے منظور کرنے یا انکار کرنے کے انجام پر غور کر لیں تاکہ جب وہ واقعہ پیش آئے (اور وہ بلائے جائیں) تو ناواقف رہیں اور احتمالات عقلیہ ان کے دل کو پریشان نہ کریں یہی مضمون ستدعون سے بیان ہو رہا ہے۔ ستدعون سے بطور اقتضاء النص کے

ملہ یعنی [illegible]

[illegible]

ازیں کلمہ مفہوم شد کہ در زمانِ مستقبل داعیے خواہد بود اعراب را بسوئے جہاد کفار و دریں دعوت تکلیف شرعی متحقق خواہد شد اگر قبول دعوت کنند ثواب آن بیابند و اگر رد کنند معذّب شوند و ایں لازم بیّن خلیفۂ راشد است و دعوت بسوئے جہاد اعظم صفات خلیفہ است پس ازیں آیت وعدۂ وجودِ داعی بسوئے جہاد و اثبات خلافت او مفہوم شد و نتفکّر آنچہ کہ ایں داعیان کہ بودند و ایں اوصاف بر کدام شخص منطبق شد یکے ازاں اوصاف آنست کہ دعوت برائے اعراب باشد کہ بادیہ نشینان اند گو اہل شہر را نیز دعوت کنند دوم آنکہ دعوت بقتال کفار اولی بأس شدید باشد و معنے اولی بأس شدید آنست کہ از جماعۂ کہ مستعد قتال شدہ اند داعیان و مدعوان در شدت بأس بیشتر داشتہ باشند و الا شدت و ضعف امر نسبتی است ہر ضعیفے شدید است بہ نسبتِ اضعف ازو ولیکن عرف عام باستعمالِ قتال مے سنجد اگر بہ نسبت ایں مستعدان اکثر و قوی و ادب حرب تر باشند ایشاں را اولی بأس شدید گویند واللہ معنی اولی بأس شدید آن است

یہ بھی سمجھا گیا کہ زمانۂ آیندہ میں کوئی بلانے والا اعراب کو جہاد کفار کی طرف بلائے گا اور اس کے بلانے سے تکلیف شرعی قائم ہو جائے گی یعنے اگر وہ لوگ اس کے بلانے کو مان جائیں گے تو ثواب پائیں گے ورنہ عذاب کیا جائے گا یہ (وصف) خلیفۂ راشد کا لازم بیّن[1] ہے اور جہاد کی طرف بلانا خلیفہ کے اعظم صفات سے ہے لہٰذا اس آیت سے جہاد کی طرف بلانے والے کے ظہور کا وعدہ ہے اور اس سے بلانے والے کی خلافت کا ثبوت مفہوم ہوتا ہے۔

اب ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ یہ بلانے والے کون تھے اور یہ (مذکورہ) اوصاف کس میں پائے گئے۔ ایک وصف یہ کہ اعراب (جہاد کے لئے ضرور) بلائے جائیں خواہ اہل شہر بھی بلائے گئے ہوں یا نہیں۔ دوسرا وصف یہ کہ جن کفار سے لڑنے کے لئے بلائے جائیں وہ اولی بأس شدید ہوں۔ اولی بأس شدید کا مطلب یہ ہے کہ جس قدر لڑائیاں اس سے پہلے ہو چکی ہیں ان لڑائیوں کے فریقین سے قوت و شوکت زیادہ رکھتے ہوں اگر یہ مطلب نہ لیا جائے تو اولی بأس شدید کی کوئی ایک حد نہ ہوگی کیونکہ قوت و ضعف امر نسبتی ہے کمزور آدمی بھی بہ نسبت اپنے سے کمزور کے قوی کہا جا سکتا ہے لیکن عرف عام یہی ہے کہ جس قدر لڑائیاں اب تک ہو چکی ہیں ان کے فریقین کی بہ نسبت جمعیت میں زیادہ اور قوی ہوں اور آلات حرب زیادہ رکھتے ہوں تو اولی بأس شدید کہا جائے گا ورنہ نہیں۔ اولی بأس شدید کی پہچان یہ نہیں ہے کہ بزدلی کی وجہ سے کسی قوم کی دہشت غالب ہو جائے اور اس کو اولی بأس شدید سمجھا جائے

[1] لازم بیّن وہ لازم ہے کہ جب اس کا اور اس کے ملزوم کا تصور کیا جائے تو صرف انہی دونوں کے تصور سے عقل ان دونوں کے درمیان میں لزوم کا یقین کر لے جیسے دو جو برابر کے حصوں پر منقسم ہونا چار کے عدد کو لازم ہے یہ لازم بیّن ہے اور جو لازم ایسا نہ ہو یعنی اس کے لزوم کا یقین کرنے کے لئے عقل کو صرف اس کے اور اس کے ملزوم کے تصور کے سوا کسی تیسری چیز کی بھی حاجت ہو وہ لازم غیر بیّن ہے۔

کہ بمقتضائے قیاس و بحکم عقول فطورہ در بنی آدم اقرب بغلبہ دیدہ شود گرچہ نفس الٰہی بخرق عادت آں مجموع مجموعہ را بدست اولین برہم زند۔ سوم آنکہ دعوت بجانب غیر قریش باشد زیراکہ تنکیر قوم بے نہاد کہ ہم غیر الاولین الذین دعا الیہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الحدیبیۃ و در صورتے کہ مدعو الیہم قریش باشند نظم کلام چنیں باید ساخت ستدعون الیہم مرۃ اخرے وگفتہ شود ستدعون الی قوم چہارم آنکہ ایں دعوت برائے قتالے باشد کہ منتہی نگردد الا باسلام یا قتال ایں قوم اولی باس شدید نہ دعوت برائے احکام خلافت خلیفہ و شکست جماعۃ مسلمین چنانکہ حضرت مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ دعوت فرمود اہل مدینہ را برائے ترسانیدن دشمن و تحول ہیبت آنت و باز گرداند بدون قتال چنانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

بلکہ اولی باس شدید وہ قوم ہے کہ بمقتضائے قیاس اور بحکم عقل خاص جو بنی آدم میں پیدا کی گئی ہے (میدان جنگ میں) اس قوم کے غالب ہو جانے کے قرائن زیادہ ہوں یہ دوسری بات ہے کہ (انجام کار) فضل الٰہی بطور خرق عادت کے اس پُرشوکت قوم کو ان کمزوروں کے ہاتھ سے درہم برہم کردے

تیسرا وصف یہ گروہ کافروں سے لڑنے کے لئے اعراب بلائے جائیں قریش کے علاوہ ہوں کیونکہ قوم کا (بقاعدہ علم نحو) نکرہ لانا بتا رہا ہے کہ یہ قوم علاوہ ان لوگوں کے ہے جس کی (لڑائی کی) طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ میں بلایا تھا اگر اس قوم سے جس کی طرف بلائے جانے کا ذکر اس آیت میں ہے قریش مراد ہوتے تو عبارت یوں ہونی چاہیے تھی- ستدعون الیہم مرۃ اخری (یعنی تم پھر دوبارہ ان (کی لڑائی) کی طرف بلائے جاؤ گے) یہ نہ کہا جاتا کہ ستدعون الی قوم (یعنی تم کسی ایسی قوم کی طرف بلائے جاؤ گے)۔

چوتھا وصف یہ ہے کہ یہ بلانا ایسی جنگ کے لئے ہوگا جو بغیر اسلام لانے یا بغیر قوم اولی باس شدید سے جنگ کئے ختم نہ ہوگی یہ بلانا خلیفہ کی خلافت مضبوط کرنے یا مسلمان باغیوں کو شکست دینے کے لئے نہ ہوگا جیسا کہ حضرت مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے اہل مدینہ کو اپنی خلافت مضبوط کرنے کے لئے اور جمل و صفین والوں کو شکست دینے کے لئے بلایا تھا نیز اس بلانے کا انجام یہ نہ ہوگا کہ دشمن ہیبت کھا جائے اور بغیر نوبت جنگ تک آئے پلٹ جائے اور مسلمان لوٹ آئیں جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

[1] اسم کی دو قسمیں ہیں ایک معرفہ دوسری نکرہ۔ نکرہ وہ اسم ہے جو غیر معین چیز پر دلالت کرے جیسے لفظ گھوڑا کہ ہر گھوڑے کو گھوڑا کہہ سکتے ہیں کسی خاص گھوڑے پر دلالت نہیں کرتا جیسے ناقہ [illegible] قوم کہہ سکتے ہیں تو یہ قوم قریش کی ہو خواہ اہل فارس کی خواہ اہل شام کی۔ اور معرفہ وہ اسم ہے جو معین چیز پر دلالت کرے جیسے لفظ زید کہ جس کا نام زید ہے اسی پر دلالت کرتا ہے۔

در تبوک دعوت فرمودند بہ شروع بسوئے روم بر چون قیصر از جائے خود حرکت نکرد باز گشتند و در آنجا قتالے واقع نشد چون این مقدمہ دانستہ شد باید دانست کہ این داعی صادق است بر خلفائے ثلاثہ لا غیر زیرا کہ بحسب احتمالات عقلیہ این داعی یا جناب مقدس نبوی ست صلے اللہ علیہ وسلم یا خلفائے ثلاثہ یا حضرت مرتضیٰ رضوان اللہ علیہم یا بنی امیہ یا بنی عباس یا اتراک کہ بعد دولت عرب سر بر آوردند لا یتصور وراء الامر من ذلک از آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دعوت کذا واقع نشد زیرا کہ نزول آیت در قصۂ حدیبیہ است و غزوات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد حدیبیہ محصور و معلوم است بر ہیچ یک دعوت کذا صادق نمی آید متصل حدیبیہ غزوۂ خیبر و فتح شد و ہیچکس را از اعراب دران غزوہ دعوت نفرمودند بلکہ غیر حاضرین حدیبیہ ممنوع بودند از حضور دران مشہد کما قال قل لن تتبعونا کذالکم قال اللہ من قبل و بعد ازان غزوۃ الفتح پیش آمد فی الجملہ دعوتے در پیش شد اما بر آنکہ قتال قوم اولی باس شدید زیرا کہ ایشان ہمان بودند کہ دعوت حدیبیہ برائے ایشان بود و نظم کلام دلالت بر تغایر بین

سے تبوک میں اہلِ روم سے لڑنے کے لئے بلایا تھا مگر انجام یہ ہوا کہ قیصر (روم) نے اپنی جگہ سے جنبش نہ کی اور مسلمان لوٹ آئے لڑائی نہ ہوئی۔

جب یہ بات معلوم ہوگئی تو اب جاننا چاہیئے کہ یہ بلانے والے خلفائے ثلاثہ تھے ان کے سوا کوئی نہ تھا کیونکہ موافق احتمالات عقلیہ کے یہ بلانے والے یا جناب مقدس نبوی صلے اللہ علیہ وسلم ہوں گے یا خلفائے ثلاثہ یا حضرت مرتضیٰ یا بنی امیہ یا بنی عباس یا ترک جنھوں نے سلطنت عرب کے ختم ہو جانے کے بعد سر اٹھایا تھا ان (چھ احتمالوں) سے زیادہ کوئی احتمال نہیں نکلتا۔ اب دیکھو خلفائے ثلاثہ کے سوا جس قدر احتمال ہیں سب باطل ہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قسم کا بلانا کبھی ظاہر نہیں ہوا۔ اس لئے کہ یہ آیت حدیبیہ میں نازل ہوئی اور حدیبیہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات گنتی کے ہیں اور معلوم ہے کہ ان میں سے کسی میں اس قسم کا بلانا نہیں ہوا حدیبیہ کے بعد ہی علی الاتصال غزوۂ خیبر ہوا اس غزوہ میں اعراب کے کسی متنفس کو آپ نے نہیں بلایا بلکہ اس غزوہ میں تو سوا ان لوگوں کے جو حدیبیہ میں شریک تھے کسی اور کا شریک کرنا منع تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے قل لن تتبعونا کذالکم قال اللہ من قبل (یعنے اے نبی! (اعراب سے) کہدو کہ تم (خیبر میں) ہمارے ساتھ نہ آؤ تمہارے متعلق پہلے ہی اللہ نے ایسا فرما دیا ہے) خیبر کے بعد غزوۂ فتح پیش آیا اس غزوہ میں کچھ اعراب بلائے گئے مگر اہلِ مکہ قوم اولی باس شدید نہ تھے کیونکہ یہ وہی لوگ تھے جن سے لڑنے کے لئے حدیبیہ میں بلائے جا چکے تھے اور الفاظ آیت بتا رہے ہیں کہ قوم اولی باس شدید سوا اہلِ مکہ

دو قوم ست شدید و غزوۂ حنین نیز مراد نیست زیرا کہ مؤلفان آنجا داخل بودند لکن بہ نسبت دوازدہ ہزار مرد جنگی کہ در رکاب شریف حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم از مہاجرین و انصار و اعراب و مسلمۃ الفتح نہضت کردہ بودند ایشان را اولی باس شدید گفتہ شود و ہرچند حکمت الٰہی در مقابلہ اعجبتکم کثرتکم شکستے در کار ایشان کردہ باشد و غزوۂ تبوک نیز مراد نیست زیرا کہ تقاتلونہم او یسلمون در انجا متحقق نشد غرض آنجا ایقاع ہیبت بود در قلوب شام و روم چوں ہرقل جنبش نکرد و فوجے نہ فرستاد باز مراجعت فرمودند و بنو امیہ و بنو عباس و من بعد ایشان اعراب حجاز و یمن را بقتال کفار نخواندہ اند کما ہو معلوم من التاریخ قطعاً ایں دعوت متحقق در ایام متطاولہ غیر از خلفائے ثلاثہ

کے علاوہ کوئی دوسری قوم مراد ہے۔ غزوۂ حنین بھی مراد نہیں ہو سکتا کیونکہ اہل ہوازن (جن سے اس غزوہ میں لڑائی تھی) بہت ہی قلیل و ذلیل تھے ایسے نہ تھے کہ ان کو بارہ ہزار مردان جنگی کے مقابلہ میں (جو حنین میں ہمرکاب حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تھے یعنے مہاجرین و انصار و مسلمین فتح) اولی باس شدید کہا جائے یہ دوسری بات ہے کہ حکمت الٰہی نے میدان جنگ میں بوجہ اس کے کہ مسلمانوں کو اپنی کثرت پر کچھ ناز پیدا ہو گیا تھا۔ دوسرا رنگ دکھا دیا۔ غزوۂ تبوک بھی مراد نہیں ہو سکتا کیونکہ وہاں تقاتلونہم او یسلمون نہیں پایا جاتا (یعنے اس غزوہ کا انجام یہ نہیں ہوا کہ حریف یا اسلام لاتا یا اس سے جنگ کی نوبت آتی) (مقصود الٰہی) اس غزوہ سے صرف اہل شام و روم کے دلوں میں ہیبت کا پیدا کر دینا تھا جب ہرقل نے جنبش نہ کی اور فوج نہ بھیجی تو مسلمان لوٹ آئے (باقی رہے حضرت مرتضیٰ) اور بنی امیہ اور بنی عباس اور ان کے بعد والے تو ان لوگوں نے حجاز اور یمن کے اعراب کو کافروں سے لڑنے کے لئے بلایا ہی نہیں جیسا کہ تاریخ سے ثابت ہے یقیناً یہ خاص قسم کا بلانا (جس میں چار مذکورہ اوصاف پائے جائیں) اتنی طویل مدت میں سوائے خلفائے ثلاثہ کے

۱؎ جیسا کہ قرآن کریم میں وارد ہوا ہے کہ یوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم اس آیت کے الفاظ صاف بتا رہے ہیں کہ جنگ حنین میں شریک مسلمان [illegible] قلیل و ذلیل تھا۔

۲؎ دوسرا رنگ یہ تھا کہ مسلمانوں کو ہزیمت ہوئی اور باوجود کثرت و قوت کے شکست ہوئی مگر آخر کار نصرت ایزدی نے دستگیری فرمائی اور فتح مسلمانوں کی رہی جیسا کہ آیت مذکورہ کے الفاظ و سیاق سے واضح ہے۔ بعض کوتاہ اندیش اس غزوہ کی ہزیمت کو فرار سے تعبیر کرتے ہیں اور صحابہ کرام پر جو حسن ظن رکھنا چاہئے تھا [illegible] واقعات کو دیکھئے صاف ظاہر ہے کہ یہ ہزیمت فرار نہ تھی بلکہ حالت اضطراری تھی جیسا کہ طبری میں مروی ہے کہ اس غزوہ میں مسلمانوں کو ایک ایسے نشیب تنگ کے اندر جانا پڑا کہ جس میں اترنے کے بعد جو حصہ لشکر کا اتر جاتا تھا وہ باقی حصہ کی نظر سے غائب ہو جاتا تھا پھر نشیب میں قدم رکھا تو دشمن کمین گاہوں میں بیٹھے تھے وہ حملہ آور ہوئے جو حصہ لشکر کا اتر چکا تھا اس نے مناسب سمجھا کہ پیچھے لوٹ جائے اور باقی حصہ لشکر کو اس نشیب میں اترنے سے روک دے کہ اس لوٹنے میں لشکر کو گھبراہٹ پیدا ہو گئی کسی کو یہ معلوم نہ تھا کہ حضرت کہاں تشریف رکھتے ہیں حضرت نے یہ حالت ملاحظہ فرمائی تو پکارے آؤ اور ندا دی کہ میں یہاں ہوں اس آواز کو سن کر لوگ آپ کے پاس آ گئے

تحقق ذلک. قال الواقدی لما قبض رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم استخلف ابوبکر رضی اللہ عنہ قتل فی خلافتہ مسیلمۃ الکذاب بن قیس الذی ادعی النبوۃ وقاتل بنی حنیفۃ وقتل ایضا سجاح والاسود العنسی وھرب طلیحۃ الی الشام وفتح الیمامۃ واطاعت العرب لابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ فعوّل بعد ذلک ان یبعث جیوشا الی الشام وصرف وجھہ الی قتال الروم فجمع الصحابۃ رضی اللہ عنھم فی المسجد وقام فیھم فحمد اللہ واثنی علیہ وذکر النبی صلے اللہ علیہ وسلم ثم قال ایھا الناس اعلموا ان اللہ تعالی قد فضلکم بالاسلام وجعلکم من امۃ محمد علیہ الصلوۃ والسلام وزادکم ایمانا ویقینا ونصرکم نصرا مبینا فقال فیکم الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا واعلموا ان الرسول صلے اللہ علیہ وسلم کان یوجہ وھمتہ الی الشام فقبضہ اللہ تعالی واختار لہ ما لدیہ صلے اللہ علیہ وسلم الا وانی عازم ان اوجہ المسلمین باھلیھم واموالھم الی الشام فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخبرنی بذلک قبل موتہ فقال زویت لی الارض فرأیت مشارقھا ومغاربھا

اور کسی سے ظہور میں نہیں آیا۔ واقدی نے لکھا ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے ان کے عہد میں مسیلمہ کذاب ابن قیس مارا گیا جس نے دعوی نبوت کیا تھا اور انہی نے بنو حنیفہ سے قتال کیا۔ نیز انہی کے زمانہ میں سجاح اور اسود عنسی مارے گئے اور طلیحہ شام کی طرف بھاگ گیا اور انہی نے یمامہ کو فتح کیا اور تمام عرب ان کا مطیع ہوگیا اس وقت انھوں نے ارادہ کیا کہ ملک شام پر لشکر کشی کریں اور ان کی توجہ غزوۂ روم کی طرف مائل ہوئی چنانچہ انھوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو مسجد (نبوی) میں جمع کیا اور (منبر پر) کھڑے ہوکر اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو یاد کیا اس کے بعد فرمایا کہ اے لوگو! تم کو واضح ہو کہ اللہ تعالے نے تم کو اسلام کے سبب فضیلت دی ہے اور تم کو محمد علیہ الصلوۃ والسلام کی امت میں کیا ہے اور تمہارے ایمان اور یقین کو ترقی دی ہے اور کھلم کھلا تمہاری مدد کی ہے اور تمہارے ہی حق میں فرمایا ہے کہ الیوم اکملت الخ یعنے آج میں نے کامل کردیا تمہارے لئے دین تمہارا اور پوری کردی میں نے تم پر نعمت اپنی اور پسند کیا میں نے اسلام کو تمہارے لئے دین۔ اور یہ بھی تم کو واضح رہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی توجہ اور ہمت ملک شام کی طرف تھی مگر اللہ نے ان کو اٹھالیا اور ان کے لئے اپنا قرب پسند کیا صلے اللہ علیہ وسلم۔ لہٰذا اب میں ارادہ رکھتا ہوں کہ تمام مسلمانوں کو جمع کرکے شام کی طرف بھیجوں کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے پہلے (اشارۃً) مجھے اس کا حکم دیا تھا اور فرمایا تھا کہ زمین کی مشرق و مغرب سب میرے لپیٹ دی گئی ہے اور جس قدر حصہ زمین کا میرے لئے

وسيبلغ ملك امتي ما زوي لي منها فما تقولون
رحمكم الله قالوا يا خليفة رسول الله صلى الله
عليه وسلم مرنا بامرك ووجهنا حيث شئت فان الله
عز وجل فرض طاعتك علينا فقال تعالى
واطيعوا الله واطيعوا الرسول واولي الامر
منكم قال ففرح ابو بكر رضي الله عنه
بقولهم وسر سرورا عظيما ونزل عن المنبر
فكتب الكتاب الى ملوك اليمن وامراء
العرب والى اهل مكة وكانت الكتب
كلها يومئذ نسخة واحدة بسم الله الرحمن
الرحيم من عبد الله عتيق بن ابي قحافة الى
سائر المسلمين سلام عليكم فاني احمد الله
الذي لا اله الا هو واصلي على نبيه محمد
صلى الله عليه وسلم واني قد عزمت على
ان اوجهكم الى الشام لتأخذوها من يدي
الكفار فمن عول منكم على الجهاد فليبادر الى
طاعة الله وطاعة رسوله ثم كتب انفروا
خفافا وثقالا الاية ثم بعث الكتاب اليهم
واقام منتظرا جوابهم وقدومهم فكان
اول من بعث الى اليمن انس بن مالك
خادم رسول الله صلى الله عليه وسلم
انتهى كلامه۔ وتردد ایشان در بلوانیدن حضرت صدیق رضی
الله عنه کامل در بیان دعوت وظهور مصداق حدیث قدسی
که در خطاب آنحضرت صلی الله علیه وسلم واقع است
ابعث جيشا نبعث خمسة مثله درین واقعه

بھیجا گیا وہاں تک میری امت کی سلطنت پہنچے گی۔ پس اب تم
لوگ (اس بارے میں) کیا کہتے ہو اللہ تم پر رحم کرے ان لوگوں
نے کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ (ہم تو ہر وقت آپ کے سامنے کیا سب
ہے) آپ اپنے حکم سے ہمیں اطلاع دیں اور جہاں چاہیں ہمیں
بھیج دیں کیونکہ اللہ عز وجل نے آپ کی اطاعت ہم پر فرض
کی ہے چنانچہ فرمایا ہے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول و
اولی الامر منکم یہ سنکر حضرت ابوبکرؓ خوش ہوئے اور بہت
مسرور ہوئے اس کے بعد منبر سے اتر آئے اور بادشاہان یمن
اور سرداران عرب اور اہل مکہ کے نام خطوط لکھے ان تمام خطوط
کا مضمون یہ تھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم عبد اللہ ملقب
بہ عتیق بن ابی قحافہ کی طرف سے تمام مسلمانوں کو واضح ہو
سلام ہو تم پر۔ میں اللہ کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی
معبود نہیں اور درود پڑھتا ہوں اس کے نبی محمد صلے اللہ علیہ
وسلم پر۔ میں نے ارادہ کیا ہے کہ تم کو ملک شام کی طرف بھیجوں
تاکہ تم لوگ اس کو فتح کرو پس جو شخص تم میں سے جہاد کا ارادہ
کرے اس کو چاہیئے کہ سبقت کرے (کیونکہ) طاعت خدا و
طاعت رسول (اسی پر) موقوف ہے (مختصرے) آخر میں یہ آیت
لکھی تھی انفروا خفافا وثقالا اس کے بعد یہ خطوط سب کے
پاس بھیجدیئے اور ان کے جواب کا انتظار کیا سب سے پہلے جو
شخص یمن بھیجا گیا وہ حضرت انسؓ بن مالک تھے جو رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے۔ واقدی کا کلام ختم ہوا۔
حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا ان کو بلانے میں متامل ہونے کے
ہونا اور ان کا اس واقعہ میں اس حدیث قدسی کا مظہر ہونا جو
اللہ تعالیٰ نے بخطاب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمائی
کہ تم ایک لشکر بھیجو تو ہم ویسے ہی پانچ لشکر بھیجدیں گے بالکل

ظاہر می شود تا این نامہ در دل مردم کار رسے کہ از میزان عقل معاشی بیرون است تا آنکہ در غزوۂ یرموک چہل ہزار کس مجتمع شدند و کوشش عجیب از دست ایشاں بر روی کار آمد و فتحے کہ ہیچگاہ از زمان حضرت آدم تا ایں دم واقع نہ شدہ بود ظہور نمود کشود کار اضعاف مضاعف از کوشش و اہتمام ظاہر گردید و ایں فعل حضرت صدیق دستور العمل فاروق اعظم شد رضی اللہ عنہما بہمیں اسلوب در واقعۂ قادسیہ دعوت اعراب فرمود فی کتاب روضۃ الاحباب می فرماید کہ در غزوۃ القادسیۃ چوں خبر رسید کہ عجم یزدگرد را بپادشاہی برداشتند و امور خود مہیا ساختند امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ بہر یک از عمال خود نامہ نوشت بدیں مضمون کہ باید در آں ناحیہ ہر کرا اسپ و سلاح دارد و از اہل نجدت و شجاعت و مقاتلہ بود ساختگی نمودہ و تجہیز تمام بجانب مدینہ رواں سازد و ہمچنیں دعوت امیر المؤمنین عثمان برائے کمک عبد اللہ بن ابی سرح چوں در افریقیہ با ملک آنجا مقاتلہ در پیش کرد مشہور است چوں ثابت شد کہ ایں خلفا داعی بودند بدعوت موصوفہ فی القرآن ثابت شد کہ خلفائے راشدین بودند دعوت ایشان موجب تکلیف ناس شد و قبول آں مستحق ثواب و بعدم قبول مستوجب عذاب گشتند

کھلا ہوا ہے چنانچہ (ان کے) اس خط نے لوگوں کے دلوں میں ایسا اثر کیا جو دنیاوی عقل سے بالاتر ہے۔ یہاں تک غزوۂ یرموک میں چالیس ہزار آدمی جمع ہو گئے اور ان کے ہاتھ سے عجیب کوشش ظاہر ہوئی اور ایسی فتح حاصل ہوئی جو حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے اس وقت تک کبھی نہ ہوئی تھی بمقابلہ کوشش اور اہتمام کے دوگنا چوگنا نتیجہ حاصل ہوا۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا یہی کام فاروق اعظم کے لئے دستور العمل بن گیا۔ انھوں نے اسی طریقہ سے غزوۂ قادسیہ میں اعراب کو دعوت دی۔ روضۃ الاحباب میں ذکر غزوۂ قادسیہ میں لکھا ہے کہ جب یہ خبر ملی کہ اہل عجم نے یزدگرد کو بادشاہ بنایا ہے تو انھوں نے اپنے عمّال کو اس مضمون کا خط بھیجا کہ ان اطراف میں جس کو تم جانتے ہو کہ اس کے پاس گھوڑا اور ہتھیار ہے اور ہمت و شجاعت بھی رکھتا ہے اور فن حرب سے بھی واقف ہے اس کو فوراً سامان درست کر کے مدینہ بھیج دو۔ اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی عبد اللہ بن ابی سرح کی کمک کے لئے جب کہ انھوں نے وہاں کے بادشاہ سے جنگ چھیڑی۔ اعراب کو بلایا اور یہ واقعہ مشہور ہے۔

جب ثابت ہو گیا کہ وہ بلانا جس کا ذکر قرآن میں ہے انہی خلفائے ثلاثہ سے ظاہر ہوا تو ثابت ہو گیا کہ وہ خلیفۂ راشد تھے اور ان کا (لوگوں کو جہاد کی طرف) بلانا موجب تکلیف شرعی تھا یعنے ان کا حکم ماننے سے مستحق ثواب اور ان کا حکم نہ ماننے سے مستوجب عذاب ہوتے۔

وقال الله تعالیٰ فی سورة الفتح مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا

یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیغامبر خداست و آنکه همراه اویند سخت اند بر کافران مهربان اند در میان خود می بینی ایشان را رکوع کنندگان سجده کنندگان طلب می کنند فضل را از خدا و خوشنودی را علامت صلاح ایشان در روی ایشان است از اثر سجده این حال ایشان است در تورات و حال ایشان در انجیل مانند کشتی است که بر آورده است گیاه خود را پس قوت داد آن را پس سطبر شد پس راست ایستاد بر ساقهای خود به شگفت می آرد زراعت کنندگان را و عاقبت حال غلبہ اسلام آنست که بخشم آرد خدای تعالیٰ بسبب ایشان کافران را وعده داده است خدای تعالیٰ آنان را که ایمان آوردند و کارهای شایسته کردند از ایشان آمرزش و مزد بزرگ

(چوتھی آیت) اللہ تعالیٰ نے (اسی) سورۂ فتح (چھبیسویں پارہ) میں فرمایا ہے۔ (ترجمہ)

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پیغمبر خدا ہیں اور جو لوگ اُن کے ہمراہ ہیں سخت ہیں کافروں پر مہربان ہیں باہم (اے دیکھنے والے!) تو دیکھتا ہے اُن کو رکوع کرنے والا اور سجدہ کرنے والا طلب کرتے ہیں بخشش کو خدا سے اور خوشنودی کو علامت ان (کے نیک ہونے) کی اُن کے چہروں میں ظاہر ہے سجدوں کے نشان سے یہ (جو کچھ ذکر کیا گیا ہے) اُن کی (وہ) حالت ہے جو توریت میں بیان ہوئی) اور اُن کی وہ حالت ہے (جو) انجیل میں بیان ہوئی ہے۔ (یہ لوگ) مثل اُس کھیتی کے ہیں جس نے نکالا اپنا انکھوا پھر اُس کو قوی کیا اُس نے پھر وہ فربہ ہو گیا پھر کھڑا ہو گیا اپنی ڈنڈی پر کاشتکاروں کو خوش کرتا ہے۔ (غلبہ اسلام کی حالت) کا انجام یہ ہے کہ غصہ میں لاتے خدا بسبب اُن کے کافروں کو۔ وعدہ دیا ہے خدا تعالیٰ نے اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور اُنھوں نے نیک کام کئے اُن سے بڑی بخشش کا۔

۱؎ اس آیت کو آیۃ محمد رسول اللہ بھی کہتے ہیں اور آیۃ معیت بھی کہتے ہیں۔ ۲؎ بعض علماء لفظ تورات پر وقف کرنے کو اولیٰ کہتے ہیں اور بعض مثلاً انجیل پر جس کے نزدیک تورات پر وقف ہوگا ان کے نزدیک کھیتی والی مثال صرف انجیل میں ہوگی تورات و انجیل کے تتبع سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ کھیتی والی مثال صرف انجیل میں ہے چنانچہ موجودہ انجیل میں جو بروایت متی ہے اس تمثیل کے الفاظ یہ ہیں کہ آسمان کی بادشاہت خردل کے دانہ کے مانند ہے جسے ایک شخص نے لے کے اپنے کھیت میں بویا وہ سب بیجوں میں چھوٹا پر جب اگا تو سب ترکاریوں سے بڑا ہوتا اور ایسا پیڑ ہوتا کہ ہوا کی چڑیاں آکے اس کی ڈالوں پر بسیرا کرتی ہیں۔

سَوق کلام برائے تشریف آں مخلصان است کہ در سفر حدیبیہ ہمراہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بودند وبشارت بغلبۂ ایشان بر جمیع اُمم قولہ تعالیٰ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ چوں سخن در ستایش ایں قوم افتاد لازم شد اوّلاً ذکر امام ایشان ودر ستودن پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم ہمیں کلمہ اکتفا کردہ شد محمد رسول اللہ یعنے کدام فضیلت ست کہ در ضمن رسول اللہ نیامدہ وکل الصید فی جوف الفرا قولہ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ مراد ازیں جماعت آنانند کہ در سفر حدیبیہ ہمراہ آنحضرت بودند صلے اللہ علیہ وسلم زیرا کہ سَوق کلام برائے تشریف ایں جماعہ است وحقیقت معیت معیت در رحلہ ست یا در سفرے ومعیت دینیہ مثلاً مجاز ست لایلتفت الیہ مادام الحقیقۃ مساغ وردر حدیث مستفیض فضیلت اہل حدیبیہ آمدہ

یہ کلام خاص انہی مخلصوں کی بزرگی ظاہر کرنے کے لئے ہے جو سفرِ حدیبیہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے اور اُن کے تمام فرقوں پر غالب آجانے کی بشارت بھی ہے۔

محمد رسول اللہ۔ جب اُس گروہ کی تعریف کی جاتی ہے تو اُس گروہ کے سردار کا ذکر بھی ضروری ہے۔ (لہٰذا ابتداء آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کی گئی) اور آپ کی تعریف میں صرف اسی ایک کلمہ رسول اللہ پر قناعت کی گئی جس سے یہ بات معلوم ہو گئی کہ کوئی فضیلت ایسی نہیں ہے جو لفظ رسول اللہ کے ضمن میں نہ آگئی ہو (مثل ہے کہ) جتنے شکار ہیں سب گورخر کے پیٹ میں سما ہیں (یعنے گورخر کے مقابلہ میں حقیر ہیں۔ اسی طرح وصف رسالت کے مقابلہ میں باقی اوصاف کی حالت ہے)۔

وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ۔ مراد اس سے وہی لوگ ہیں جو سفر حدیبیہ میں آنحضرت کے ہمراہ تھے کیونکہ (اوّل تو) اُدپر سے کلام انہی لوگوں کی تعریف میں چلا آرہا ہے (دوسرے) معیت کے معنے حقیقی کسی مقام میں ساتھ ہونے یا کسی سفر میں ساتھ ہونے کے ہیں (اس کے علاوہ دوسرے قسم کی معیت) مثلاً معیت دینیہ معنی مجازی ہیں اور جب تک حقیقی معنے بن سکیں مجازی معنے مراد نہیں لئے جاتے (تیسرے) حدیث مستفیض میں اہلِ حدیبیہ کی فضیلت بھی وارد ہوئی ہے۔

سلہ امام یافعی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ اس مثل کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ ایک مرتبہ چند آدمی شکار کھیلنے گئے کسی نے خرگوش مارا کسی نے ہرن کسی نے کوئی اور شکار، ایک شخص نے گورخر مارا۔ ان لوگوں کی عورتیں جو ہم پیشہ اپنے شوہروں کے شکار کا ذکر کرنے لگیں تو جس عورت کے شوہر نے گورخر مارا تھا اس نے کہا کل الصید فی جوف الفرا یعنی تم سب کے شوہروں کے شکار میرے شوہر کے شکار کے مقابلہ میں حقیر ہیں۔ یہ مثل حدیث شریف میں آئی ہے ایک مرتبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوسفیانؓ کو اندر آنے کی اجازت نہیں دی اور لوگوں کو دے دی۔ تو حضرت ابوسفیانؓ سے فرمایا کہ تم کو اجازت دینے میں یہ مصلحت تھی کہ اور لوگ جن کو اجازت نہ ملے برا نہ مانیں کیونکہ کل الصید فی جوف الفرا۔

قوله أشداء الخ فضائل مجموع اند در دو نوع حسن معامله که در میان ابنای جنس خود باشد و حسن معامله که در تهذیب نفس خود بود خدای تعالیٰ هر دو قسم را برای ایشان جمع می فرماید در میان ابنای جنس خود این وضع معامله می کنند که قوت غضبیه را مقتدی بغضب الٰہی ساخته اند و رحمت و رأفت را موافق رحمت الٰہیه گردانیده اند هر که مردود اوست شدت غضب ایشان بر وست و هر که مقبول اوست رأفت و رحمت ایشان برای اوست وهذا کمال التخلق باخلاق الله تعالیٰ و برای تهذیب فیما بینهم و بین الله باکثار صلوات مشغول اند که الصلوٰة معراج المؤمن یبتغون فضلا بیان کمال خلوص ایشان است باطن ایشان موافق با ظاهر است سیماهم فی وجوههم یعنی خشوع و نیایش ایشان در بارگاه الٰہی نه خطره ایست که از یک طرف می آید و طرف دیگر می رود بلکه ملکه ایست راسخ که عمرے در تحصیل این صفت صرف کرده اند و دلهای ایشان از صلوات ایشان حظ وافر گرفته و رنگ مناجات محیط بواطن ایشان شده

اشداء (یہاں سے ان لوگوں کے فضائل کا آغاز ہے) فضائل دو قسم کے ہوتے ہیں (اول) حسن معاملہ کا اچھا ہونا جو ہم جنسوں میں ہوتا ہے اور (دوسرے) حسن معاملہ کا اچھا ہونا جو اپنی تہذیب نفس کے لئے ہو۔ خدا تعالیٰ نے ان دونوں قسم کے فضائل ان حضرات کے لئے جمع کر دیئے ہیں۔ (اشداء اور رحماء میں قسم اول کے فضائل کی طرف اشارہ ہے) یہ اپنے ہم جنسوں سے اس طرح کا معاملہ کرتے ہیں کہ اپنے غصہ کو بھی انہوں نے غضب الٰہی کا تابع کر دیا ہے اور اپنی مہربانی اور نرمی کو بھی انہوں نے رحمت الٰہی کا تابع کر دیا ہے جو اس کا مردود ہے اس پر ان کا بھی غصہ رہتا ہے اور جو اس کا مقبول ہے اس پر ان کی بھی مہربانی رہتی ہے یہ اخلاق الٰہی سے متصف ہونے کا اعلیٰ درجہ ہے اور (تراھم رکعا سجدا سے قسم دوم کے فضائل کی طرف اشارہ ہے کہ) یہ اپنے اور خدا کے درمیان میں جو معاملات ہیں ان کی درستی کے لئے نمازوں کی کثرت میں مشغول ہیں کہ نماز مومن کی معراج ہے۔

یبتغون فضلا ان کے کمال اخلاص کا بیان ہے کہ ان کا ظاہر و باطن یکساں ہے۔

سیماھم فی وجوھھم یعنی ان (اصحاب حدیبیہ) کا خشوع اور خضوع بارگاہ الٰہی میں ایسا نہیں ہے کہ عارضی طور پر ایک وقت ہو جائے اور دوسرے وقت باقی نہ رہے وہ ایک مضبوط ملکہ ہے جس کے حاصل کرنے میں انہوں نے عمریں خرچ کر دی ہیں ان کے دلوں نے ان کی نمازوں سے حظ کامل اٹھایا ہے اور ان کی مناجات کے رنگ نے ان کے باطن کو ایسا گھیر لیا ہے کہ

ملکہ اس کیفیت کو کہتے ہیں جو نفس انسانی میں مضبوط جم گئی ہو جس کے سبب سے وہ کام جو اس کیفیت کو مناسب ہیں بسہولت صادر ہوتے ہیں مثلاً فن نجاری کا کہ جس کے نفس میں ہوگا اس کو جیسی سہولت ہر فن کے کام سوچنے میں ہوگی دوسرے کو ویسی سہولت نہیں ہو سکتی جب تک وہ فن نجاری کا نہ جانتا ہو۔

تا آنکہ بر چہرۂ ایشاں طفاحۃ از دل ایشاں جوشیدہ و پرتوے از انوار باطن ایشاں بر ظاہر افتادہ کہ کل اناء یترشح بما فیہ

قولہ تعالیٰ ذٰلِکَ مَثَلُھُمۡ فِی التَّوۡرٰىةِ وَمَثَلُھُمۡ فِی الۡاِنۡجِیۡلِ کَزَرۡعٍ. و ذٰلک اینجا اشارہ ست بکلمۂ کزرع کقولہ تعالیٰ وَقَضَیۡنَاۤ اِلَیۡہِ ذٰلِکَ الۡاَمۡرَ اَنَّ دَابِرَ ھٰۤؤُلَآءِ مَقۡطُوۡعٌ مُّصۡبِحِیۡنَ

قولہ تعالیٰ کَزَرۡعٍ اَخۡرَجَ شَطۡـَٔهٗ

اینجا چہار کلمہ گفتہ شد اول دلالت مے کند بر ابتدائے امر و آخر دلالت مے نماید بر کمال نمو او کہ بعد ازاں نموے نیست و شک نیست کہ ترقی آنحضرت علیہ السلام از حالے بحالے تدریجا بوقوع آمد بوجہے کہ چہار مرتبہ ضبط آں نتواند کرد نمی نماید اما مراد اینجا انتقالات کلیہ است کہ در چہار عدد محصور شود این است دلالت لفظ و چوں مصداق ایں کلام را تامل

اس کا کچھ حصہ ان کے دل سے جوش زن ہو کر ان کے چہرے پر آگیا ہے اور ان کے انوار باطن کا پرتو ان کے ظاہر پر بھی آشکار ہے (مثل ہے کہ ہر ظرف سے وہی ٹپکتا ہے جو اس میں ہوتا ہے)۔

ذٰلک مثلھم۔ ذٰلک (اسم اشارہ ہے کلمہ کزرع[1] (جو اس کے بعد مذکور ہے اس) کا (مشار الیہ ہے۔ اسم اشارہ کا مشار الیہ سے پہلے آنا برابر رائج ہے جیسے کہ خود کلام پاک میں اس کی مثل قول حق تعالیٰ کے وقضینا الیہ ذٰلک الامر ان دابر ھٰؤلاء مقطوع مصبحین[2]۔ (یہاں بھی ذٰلک کا مشار الیہ ان دابر ھٰؤلاء لخ ہے جو اس کے بعد ہے)

کزرع اخرج شطأہ۔ یہاں چار باتیں بیان کی گئی ہیں سب سے پہلی بات (یعنی کھیتی کا نکھوا نکلنا) کلام کے آغاز پر دلالت کرتی ہے اور اخیر بات (یعنی درخت کا ڈنڈی پر کھڑا ہو جانا) اس کام کی انتہائے ترقی پر دلالت کرتی ہے جس کے بعد پھر کوئی زینہ ترقی کا باقی نہیں رہتا۔ اور اس میں شک نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ترقیاں بتدریج اس قدر رہیں کہ صرف چار درجے ان کے لئے کافی نہیں ہو سکتے۔ لا محالہ یہاں بڑی بڑی ترقیاں مراد ہیں اور ان بڑی ترقیوں کے چار درجے نکلتے ہیں (جس طرح کھیتی کی ترقی کے بے شمار مدارج ہیں ہر آن میں اس کو کچھ ترقی حاصل ہوتی ہے مگر بڑی بڑی ترقیاں اس کی یہی چار ہیں جو آیت میں بیان ہوئیں) یہ تو الفاظ کے معنے تھے اب جو ہم مصداق اس کلام کا تلاش

[1] بعض علماء ذٰلک کا مشار الیہ کلمہ کزرع کو نہیں بتاتے بلکہ مضمون سابق کو اس کا مشار الیہ کہتے ہیں پھر اس کی دو صورتیں ہیں۔ اول یہ کہ تورات پر وقف کیا جائے دوسرے یہ کہ انجیل پر وقف کیا جائے تورات پر نہ کیا جائے تو دوسری صورت میں کزرع والی مثال کا تورات و انجیل میں مذکور ہونا ثابت نہ ہوگا۔

[2] ترجمہ۔ اور ہم نے لوط پیغمبر کو یہ فیصلہ سنا دیا کہ صبح ہوتے ہوتے ان سب لوگوں کی جڑ کاٹ ڈالی جائے گی۔

کنیم انتقالات کلیہ چہار عدد مے بینیم
اول آنکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در مکہ
مبعوث شدند واہل مکہ ہمہ مشرک بودند بتحریفات
آبائے خود مطمئن گشتہ بانکار وانضرار
برخاستند اینجا اسلام نو پیدا شد واظہار
آن قادر نبودند دوم آنکہ از دست مشرکین
خلاص شدہ بمدینہ ہجرت کردند وبجہاد
اعداء اللہ مشغول شدند بمقابل قریش قصداً
وبمقابل غیر ایشان تبعاً تا آنکہ فتح مکہ نمودند
وتمام حجاز در اطاعت آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم راست گشت اینجا صورت بادشاہی
ناحیہ از نواحی زمین پیدا شد ودر
انتہاء این حال آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم از دار دنیا برفیق اعلیٰ انتقال فرمودند
حرکت سوم آن بود کہ شیخین با دو بادشاہ
ذو شوکت کہ بر تمام عالم غالب بودند کسریٰ
وقیصر قصد جہاد نمودند تا آنکہ ہر دو دولت
پامال شوکت اسلام گشت وازانہا نامے و
نشانے نماند حرکت چہارم خرد کاریہا کہ ملوک
نواحی کہ در اصل باج دہ کسریٰ وقیصر بودند
ودر حد ذات خود نیز قوتے وشوکتے بہم
رسانیدہ بودند برانداختہ شود ورواج اسلام
در بلاد مفتوحہ پدید آید ودر ہر شہرے مساجد
بنا شوند وقضاۃ منصوب گردند ورواۃ
حدیث ومفتیان فقہ متمکن گردند

کرتے ہیں تو بڑی بڑی تبدیلیوں کے چار درجے پاتے ہیں **اول**
وہ حالت تھی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مکہ میں مبعوث
ہوئے تمام اہل مکہ مشرک تھے اور اپنے باپ دادا کی تحریفات
پر قناعت کئے ہوئے تھے وہ سب لوگ مخالفت اور ضرر رسانی
پر آمادہ ہوگئے اس وقت گویا اسلام نیا پیدا ہوا (اور اخراج
شطأہ کا مرتبہ ظہور میں آیا) حضرت اس کے ظاہر کرنے پر بھی
قادر نہ تھے **دوسری** وہ حالت تھی کہ مشرکوں کے ہاتھ سے
رہائی پاکر آپ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور دشمنانِ خدا سے
جہاد کرنے میں مشغول ہوئے قریش سے قصداً اور غیر قریش سے
تبعاً آپ نے جہاد کیا یہاں تک کہ مکہ کو فتح کرلیا اور تمام حجاز
آپ کی اطاعت میں اچھی طرح آگیا اس وقت ایک چھوٹی سی
ریاست کی صورت پیدا ہوگئی (اور فآزرہ کا درجہ حاصل ہوا)
مگر اسی حالت کے آخر میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
دنیا سے رفیق اعلیٰ کی طرف انتقال فرمایا **تیسری** حالت وہ
تھی کہ شیخین نے دو پر شوکت بادشاہوں سے کہ تمام دنیا پر
غالب تھے یعنے کسریٰ وقیصر سے قصد جہاد کیا یہاں تک کہ
یہ دونوں سلطنتیں شوکتِ اسلام سے پامال ہوگئیں اور ان کا نام
ونشان باقی نہ رہا (اب فاستغلظ کا درجہ حاصل ہوا) **چوتھی**
حالت وہ تھی کہ چھوٹی چھوٹی لڑائیاں بھی فتح ہوگئیں اطراف
وجوانب کے بادشاہ جو در اصل کسریٰ وقیصر کے باج گزار
تھے اور اپنی جگہ پر خود انھوں نے بھی قوت وشوکت حاصل
کرلی تھی وہ ہم برہم کر دیئے گئے اور اسلام کا رواج مفتوحہ
شہروں میں پیدا ہوگیا اور ہر شہر میں مسجدیں بن گئیں اور
قاضی مقرر ہوگئے اور حدیث کے راوی اور فقہ کے مفتی سکونت
پذیر ہوئے (اور فاستویٰ علیٰ سوقہ کا درجہ حاصل ہوگیا)

چوں خبر و باخبر عنہ در اتحادات کلیہ مطابقت
یافتیم معلوم شد کہ ہمہ بشارت
قرآن ہمیں انقلابات بودہ است چوں
ایں مقدمہ واضح شد باید دانست کہ
خلفاء از جملہ وَالَّذِينَ مَعَهُ بودند
بالقطع پس بمنزلہ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ
بَيْنَهُمْ الخ وصف ایشاں باشد. و ایں
یکے از لوازم خلافت خاصہ است و صریح
اشارت فَاسْتَغْلَظَ بخلافت شیخین است
و کر من بعد در فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ
نیز بکار ہا است کہ در زمان حضرت عثمانؓ
بوقوع آمد و نیز بسیجہ بمذاہب فرقہ مسلمین و
وجود کہ ایشاں بقصد خلیفہ وقت یا بغیر قصد
او بکار و تدبیر الٰہی صورت گرفتہ است اینجا
معلوم شد عظمت شان خلفاء و رسوخ قدم
ایشاں در تائید اسلام و آنکہ بدست ایشاں
جہاد واقع شد اعلائے کلمۃ اللہ نمودند. و تحقیق شد کہ بسبب
جذب ربوبیت شد و موجب ثنائے جمیل بر ود
قولہ تعالیٰ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ. و تحمیل رضا است
تا آنکہ در تفسیر مسلمین است حضرت الوہیت
قولہ تعالیٰ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
مِنْهُمْ۔ ضمیر منہم راجع است بجماعۂ از آخر ذکر

پس جب ہم نے اس مثال کو (جو آیت میں مذکور ہے) اسلام
کے ساتھ بڑی بڑی تبدیلیوں میں مطابق پایا تو معلوم ہو گیا
کہ قرآن کے اشارات انہی تبدیلیوں کی طرف تھے۔

جب یہ بات واضح ہو گئی تو اب جاننا چاہیے کہ خلفاء کا الَّذِينَ
مَعَهُ (یعنے ہمراہیان محمدیہ) سے ہونا قطعی ہے لہٰذا أَشِدَّاءُ
عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ بھی ان کا وصف ہوگا اور یہ
بات (یعنے کافروں پر سخت اور دوستوں پر نرم ہونا) خلافت
خاصہ کے لوازم سے ہے اور یہ بھی واضح ہو گیا کہ فَاسْتَغْلَظَ
خلافت شیخین کی طرف اشارہ ہے اور فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ
کا اشارہ ان چھوٹی چھوٹی لڑائیوں کی طرف ہے جو حضرت عثمانؓ
کے زمانہ میں واقع ہوئیں۔ نیز ان فتوحات کی طرف اشارہ ہے
جو مسلمانوں کے کسی مقام پر جانے اور ان کے باہمی تعلق سے
حاصل ہوئیں بقصد خلیفہ وقت یا بغیر قصد خلیفہ وقت محض
تفضل الٰہی سے۔

اس آیت سے خلفاء کی شان کی عظمت اور تائید اسلام میں
ان کا راسخ القدم ہونا بھی معلوم ہوا اور یہ کہ ان کے ہاتھ سے
دشمنان خدا پر جہاد اور کلمۂ خدا کی بلندی اس طرح واقع ہوئی
کہ جناب پروردگار میں مقبول ہوئی اور عمدہ تعریف کی مستحق
قرار پائی۔ لِيَغِيظَ بِهِمُ کا لفظ (غصہ کی) کمال خوشنودی
پر دلالت کرتا ہے کیونکہ اسلام کی کھیتی کا کاشتکار وہی معبود برحق ہے۔

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ۔ مِنْهُمْ کی ضمیر
(مجرور متصل) اس جماعت کی طرف پھرتی ہے جو انفرادی اور

لہ منہم کی ضمیر مجرور متصل کو اگر کوئی شیعہ صاحب الذین معہ کی طرف پھیر کر بیانیہ قرار دے [illegible] ممکن ہو
کیونکہ اس صورت میں آیت کا یہ مطلب [illegible]
[illegible] کی طرف پھیرنے کی جو بیان سابق سے مستنبط ہوتی ہو۔

فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ مفہوم گشت یعنی اسلام غالب خواہد آمد و جمعی کثیر در اسلام داخل خواہند شد و مذکور است وعدۂ حق تعالیٰ مر جمعے را که ازیں جماعہ ایمان آوردند و عمل صالح نمودند اجر عظیم کرامت فرمودنی است قال اللہ تعالیٰ فی سورۃ التوبۃ بعد امر بقتال اہل کتاب حتی یعطوا الجزیۃ عن ید وهم صاغرون وبعد ذکر من کفرہم واتخاذہم اربابا من دون اللہ مقتضی غضب اللہ علیہم والامر بقتلہم یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَیَاْبَى اللّٰهُ اِلَّاۤ اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝ وقال فی سورۃ الصف بعد ذکر المفترین علی اللہ عزوجل یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝ می خواہند مشرکان و نصاریٰ و غیر ایشاں کہ فرو نشانند نور خدا بدہان خویش و قبول نمی کند خدا تعالیٰ مگر آنکہ تمام گرداند نور خود را اگرچہ ناخوش دارند آں را کافران اوست آنکہ فرستاد پیغامبر خود را بہدایت و دین درست[۱] تا غالب سازد آں را بر ادیان ہمہ آں اگرچہ ناخوش باشند آں مشرکان

استغلظ اور استوا سے سمجھی جاتی ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ اسلام جب غالب ہو جائے گا اور ایک بہت بڑی جماعت اسلام میں داخل ہو جائے گی تو خدا تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ اس بڑی جماعت میں سے جو لوگ ایمان اور عمل صالح کے ساتھ موصوف ہوں گے ان کو بڑا اچھا بدلہ یعنے ہمیشگی کی نعمت عنایت فرمائے گا۔

(**ساتویں آیت**) اللہ تعالیٰ نے سورۂ توبہ (دسویں پارہ) میں بعد اس کے کہ حکم دیا ہے کہ اہل کتاب سے لڑو یہاں تک کہ وہ ذلیل ہو کر ہاتھ سے جزیہ دیں اور بعد اس کے کہ ان کے کفر کا اور غیر اللہ کے معبود بنانے کا ذکر کیا ہے جو اللہ کے غضب کو اور ان کے قتل کا حکم دینے کو مقتضی ہے۔ فرمایا ہے: (**ترجمہ**) چاہتے ہیں مشرک اور نصاریٰ وغیرہ کہ بجھا دیں نور خدا کو اپنے منہ سے اور قبول نہیں کرتا خدا مگر اس بات کو کہ پورا کرے نور اپنا اگرچہ ناپسند کریں اس کو کافر۔ وہی ہے جس نے بھیج دیا اپنا رسول ہدایت اور دین حق کے ساتھ تاکہ غالب کر دے وہ اس کو تمام دینوں پر اگرچہ ناخوش ہوں اس سے مشرک۔

(یہی آیت بتغییر الفاظ دوسرے مقام پر بھی ہے چنانچہ) اللہ تعالیٰ نے سورۂ صف (اٹھائیسویں پارہ میں) اللہ عزوجل پر افترا کرنے والوں کا ذکر کر کے فرمایا ہے۔

[۱] اس آیت کو آیت اظہار دین کہتے ہیں۔

درزمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صورت نگرفت زیراکہ ہنوز نصارے و مجوس با طرائق خود قائم بودند عامہ مفسرین در تفسیر این آیہ فرو ماندند قال الضحاک ذلک عند نزول عیسیٰ علیہ السلام وقال الحسن بن الفضل لیظہرہ علی الدین کلہ بالحجج الواضحۃ امام شافعیؒ سخنے ازیں ہمہ استوار تر آوردہ قال اظہر اللہ رسولہ علی الادیان بان لکل من سمعہ انہ الحق وما خالفہ من الادیان باطل وقد اظہرہ بان جماع الشرک دینان دین اہل الکتاب ودین الامیین فقہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الامیین حتی دانوا بالاسلام واعطی بعض اہل الکتاب الجزیۃ صاغرین وجری علیہم حکمہ فہذا ظہورہ علی الدین کلہ فقیر میگوید ہر جا کہ در معنے آیتے اشکالے بہم میرسد دو چیز ضرورست یکی آنکہ کتاب اللہ را بمعنے کہ تقریر میکنند در میزان صراح عقل کہ از شوب اوہام نباشد بسنجیم اگر ہر دو باہم موافق شدند فبہا والا آن معنے را ترک نمائیم دیگر آنکہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیشوائی خود سازیم زیرا کہ وے صلی اللہ علیہ وسلم مبین قرآن است

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حاصل نہیں ہوا کیونکہ نصاریٰ و مجوس اُس وقت تک اپنے طریق پر قائم تھے لہٰذا اکثر مفسرین اس آیت کی تفسیر میں عاجز ہوگئے ہیں۔ ضحاک نے کہا کہ یہ بات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت ہوگی۔ حسن بن فضلؒ نے کہا ہے کہ غلبہ سے مراد حجت و برہان کا غلبہ ہے۔ امام شافعیؒ نے ان سب سے زیادہ مضبوط بات بیان کی ہے انھوں نے کہا ہے کہ اپنے رسولؐ کو تمام دینوں پر غالب کر دیا (اس طرح) کہ جن لوگوں نے آپؐ کا کلام سنا ان پر واضح کر دیا کہ یہی حق ہے اور جس قدر دین اس کے خلاف ہیں باطل ہیں اور نیز آپؐ کو اس طرح غالب کر دیا کہ گروہ ہائے شرک میں دو دین تھے[1] ایک دین اہل کتاب کا دوسرا دین اُمیوں کا تو اُمیوں کو تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مغلوب کر لیا یہاں تک کہ وہ لوگ اسلام میں داخل ہوگئے اور اہل کتاب (کی یہ حالت ہوئی کہ ان) میں سے بعض نے ذلت کے ساتھ جزیہ دینا منظور کیا اور آپؐ کا حکم ان پر جاری ہوگیا۔ یہی مطلب آپؐ کے دین کا تمام دینوں پر غالب آجانے کا ہے۔

یہ فقیر کہتا ہے کہ جب کسی آیت کے معنی میں کچھ مشکل پیش آجائے تو وہاں دو باتوں کی ضرورت ہے۔ اول یہ کہ ہم الفاظ قرآن کو لوگوں کے بیان کئے ہوئے معنے کے ساتھ عقل خالص کی ترازو میں (جو اوہام کی آفت سے محفوظ ہو) تولیں اگر دونوں میں موافقت ظاہر ہو تو فبہا ورنہ اس معنے کو ہم چھوڑ دیں دوسری بات یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو ہم اپنا پیشوا بنالیں کیونکہ آپ قرآن کے (حقیقی اور اصلی) مفسر ہیں

[1] عرب کے لوگ زمانۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں مختلف مذہب رکھتے تھے بعض مشرک تھے بعض نصرانی بعض یہودی۔ نصرانی اور یہود کو اہل کتاب کہے جاتے ہیں اور مشرکین کو اُمی کہا جاتا ہے اس لیے کہ ان میں لکھنے پڑھنے کا رواج نہ تھا۔

چون غلبۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بر نصارای نجران و مجوس ہجر و یہود خیبر واقع شد جزیہ و خراج از ایشان ستد یک پلہ نہیم و کلمۂ لیظہرہ علی الدین کلہ در پلۂ دیگر گذاریم باہم موافق نشوند غلبہ بر طائفۂ قلیلہ از اہل دین غلبہ بر ادیان نباشد غلبۂ تحت ہمہ آن است کہ بیضۂ آن دین مستباح گردد و حامیانش بہم برہم خورند تا آنکہ ہیچ کس داعی آن دین نماند و عز و شرف آن دین مطلقاً زائل گردد اما حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقد اخرج مسلم عن عیاض بن حمار المجاشعی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ذات یوم فی خطبتہ الا ان ربی امرنی ان اعلمکم ما جہلتم مما علمنی یومی ھذا کل مال نحلتہ عبدا حلال و انی خلقت عبادی حنفاء کلہم و انہم اتتہم الشیاطین فاجتالتہم عن دینہم وحرمت علیہم ما احللت لہم وامرتہم ان یشرکوا بی ما لم انزل بہ سلطانا وان اللہ نظر الی اہل الارض فمقتہم عربہم

(اس قاعدہ کے موافق) جب ہم (لوگوں کے بیان کئے ہوئے معنے یعنی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلبہ کو جو (مقام) نجران کے نصرانیوں اور ہجر کے مجوسیوں اور خیبر کے یہودیوں پر آپ کو حاصل ہوا اور آپ نے ان سے جزیہ اور خراج لیا (عقل خالص کی ترازو کے) ایک پلہ میں رکھتے ہیں اور (الفاظ قرآنی یعنی) لیظہرہ علے الدین کلہ کو دوسرے پلہ میں رکھتے ہیں تو دونو میں باہم کچھ مناسبت نہیں پاتے ایک تھوڑے سے گروہ پر غالب آجانا تمام دینوں پر غلبہ نہیں ہوسکتا تمام دینوں پر غلبہ کے معنے تو یہ ہیں کہ تمام دینوں کی جڑ کھد جائے اور ان کے حامی درہم برہم ہوجائیں اور کوئی شخص ان دینوں کی طرف بلانے والا نہ رہے اور ان دینوں کی عزت و بزرگی بالکل زائل ہوجائے (لہذا ہم نے ان تمام معانی کو چھوڑدیا) باقی رہی حدیث نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی (تو وہ حسب ذیل ہے) مسلم نے عیاض بن حمار مجاشعی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک روز اپنے خطبہ میں فرمایا کہ سنو میرے پروردگار نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں وہ باتیں بتادوں جو تم نہیں جانتے اور آج اللہ نے مجھے ان کا علم دیا ہے (اللہ فرماتا ہے کہ) جس قدر مال میں نے کسی بندہ کو دیا وہ حلال ہے اور (فرماتا ہے) میں نے اپنے سب بندوں کو عقیدۂ شرک سے خالی پیدا کیا ہے مگر شیاطین ان کے پاس آئے اور ان کو ان کے (فطری) دین سے ہٹادیا۔ اور (فرماتا ہے کہ) میں نے بندوں کے لئے جو چیزیں حلال کی تھیں شیاطین نے ان پر حرام کردیں اور شیاطین نے انھیں سکھایا کہ وہ میرے ساتھ اس کو شریک بنائیں جس کی کوئی سند میں نے نہیں اتاری اور (فرماتا ہے کہ) اللہ نے تمام روئے زمین کے لوگوں کو دیکھا اور سب کو ناپسند کیا یا عرب

لا یکونُ قیصرُ بعدہٗ ولتقسِمُنَّ کنوزَھما فی سبیل اللہ واخرج مسلم عن جابر بن سمرۃ قال سمعتُ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لتفتحنَّ عصابۃٌ من المسلمین او من المؤمنین کنزَ آلِ کسریٰ الذی فی الابیض واخرج الترمذی فی حدیث طویل عن عدی بن حاتم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لا اخاف علیکم الفاقۃ فان اللہ ناصرکم ومعطیکم حتی یسیر الظعینۃ فیما بین یثرب والحیرۃ اکثر ما تخاف علی مطیتھا السرق قال فجعلت اقول فی نفسی فاین لصوص طیٔ واخرج احمد عن المقداد انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یبقی علی ظھر الارض بیتُ مدرٍ ولا وبرٍ الا ادخل اللہ کلمۃ الاسلام بعز عزیز وذل ذلیل اما یعزھم اللہ فیجعلھم من اھلھا او یذلھم فیدینون لھا قلت فیکون الدین کلہ للّٰہ۔ ہمہ مقتضائی ایں احادیث صحیحہ است آنست کہ تمام ظہور دین بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خواہد بود

بعد کوئی قیصر نہ ہوگا اور تم لوگ ان دونوں (بادشاہوں) کے خزانے اللہ کی راہ میں تقسیم کرو گے۔ اور مسلم نے حضرت جابرؓ بن سمرہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ یقیناً ایک جماعت مسلمانوں کی یا (فرمایا) مومنوں کی آلِ کسریٰ کے خزانے کو جو سپید محل میں ہیں فتح کرے گی اور ترمذی نے ایک بڑی حدیث میں حضرت عدی بن حاتمؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے لوگو:) میں تم پر فاقہ (کی مصیبت) کا خوف نہیں رکھتا کیونکہ اللہ تمھارا مددگار اور تمھارا دینے والا ہے (تمھاری دولتمندی اس حد تک پہنچے گی کہ) ایک بڑھیا یثرب سے لے کر حیرہ تک جہاں اکثر چوروں کا خوف ہوتا ہے تنہا سفر کرے گی (اور کوئی اس سے مزاحمت نہ کرے گا) حضرت عدیؓ کہتے ہیں اس وقت میرے دل میں یہ خیال آیا کہ قبیلہ طے کے ٹھگ (اس زمانہ میں) کہاں چلے جائیں گے۔ اور امام احمدؒ نے حضرت مقدادؓ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے روئے زمین پر کوئی گھر اور کوئی خیمہ باقی نہ رہے گا جس میں اللہ کلمۂ اسلام کو داخل نہ کرے کسی سعادتمند کو عزت دے کر کسی بدنصیب کو ذلت دے کر عزت دینے کی صورت یہ ہے کہ اللہ ان کو اہلِ اسلام میں سے کر دے اور ذلت دینے کی صورت یہ ہے کہ وہ اسلام کے محکوم بن جائیں۔ حضرت مقدادؓ کہتے ہیں کہ میرے دل میں آیا کہ اس وقت ہر جگہ دین اللہ کا ہوگا۔ ان احادیث صحیحہ کا مقتضا یہ ہے کہ پورا غلبہ دین کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوگا (لہٰذا انہی احادیث کو ہم نے پیشِ‌نظر

اگر عائد تظہرہ بہدیٰ و دین حق راجع گردانیم معنے چنیں باشد کہ ارسال رسول بہدیٰ و دین حق مفضی خواہد بود بظہور آں ہدیٰ و دین حق بر جمیع ادیان اینجا لازم نیست کہ بحضور آنحضرتؐ باشد ارسال مفضی بظہور بودہ است گو بعض ظہور بر دست نوّاب آنجناب بوقوع آید صلے اللہ علیہ وسلم و اگر عائد راجع برسول باشد نیز دور نیست ظہور دین کہ بر دست نوّاب آنحضرتؐ واقع شود ظہور آنحضرت است صلی اللہ علیہ وسلم بلاشبہ اگر بحوالی شنید نکتہ باریک بشنو خدائے تعالیٰ چوں پیغامبرے را برائے اصلاح عالم و تقریب ایشاں بخیر و تبعید ایشاں از شر مبعوث گرداند و در غیب الغیب آں اصلاح را صورتے معین فرماید تا در ہماں صورت ظاہر شود لاجرم آں صورت در بعثت پیغامبر ملفوف خواہد بود باز چوں حکمت الٰہی اقتضا فرماید انتقال پیغامبر از عالم ادنیٰ برفیق اعلیٰ پیش از تکمیل آں صورت لامحالہ آں پیغامبر بجہت اتمام آں مقاصد کہ مضمون و ملفوف در بعثت او ست شخصے از امت خود را جارحۂ خود سازد و او را تربیت کند تا دل او شایستۂ حلول داعیۂ الٰہی گردد باز وصیت نماید او را باں

بتایا ہو آیتِ کریمہ کو آپ کے زمانۂ حیات سے متعلق نہ رکھا الفاظ قرآنی بھی اس کو نہیں چاہتے کہ حضرتؐ کی حیات ہی میں دین حق کو غلبہ کامل ہو جائے چنانچہ) اگر لیظہرہ کی ضمیر منصوب متصل ھدای اور دین حق کی طرف پھیریں تو مطلب یہ ہوگا کہ رسول کا ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجنا سبب ہو جائے گا اس ہدایت اور دین حق کے تمام دینوں پر غالب ہونے کا۔ اس صورت میں کچھ ضروری نہیں کہ وہ غلبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہو جائے آپؐ کا مبعوث ہونا غلبہ کا سبب ہو گیا گو تمام اس غلبہ کا آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے نائبوں کے ہاتھ پر ہوا اور اگر یہ ضمیر رسول کی طرف پھیری جائے تب بھی کچھ بعید نہیں ہے کیونکہ دین حق کا غلبہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نائبوں کے ہاتھ سے ہوا بلاشبہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا غالب ہونا ہے۔

اگر تم سن سکتے ہو تو ایک باریک نکتہ سنو، خدا تعالیٰ جب کسی پیغمبر کو اصلاحِ عالم کے لئے اور بنی آدم کو نیکیوں سے نزدیک کرنے اور بدیوں سے دور کرنے کے مبعوث فرماتا ہے اور غیب الغیب میں کوئی خاص صورت اس اصلاح کی مقرر کر دیتا ہے تاکہ وہ اصلاح اسی صورت میں ظاہر ہو تو لامحالہ وہ صورت خاص اس پیغمبر کی بعثت میں پوشیدہ ہوتی ہے پھر جب حکمت الٰہی اس پیغمبر کو عالم ادنیٰ سے رفیقِ اعلیٰ کی طرف قبل اس صورت کی تکمیل کے لیجانا چاہتی ہے تو لامحالہ وہ پیغمبر ان مقاصد کے پورا کرنے کے لئے جو اس کی بعثت میں مندرج ہیں اپنی اُمت میں سے کسی شخص کو اپنا آلہ بناتا ہے اور اس کو تربیت کرتا ہے تاکہ اس کا دل الہام خداوندی کے نزول کے قابل ہو جائے اور پھر اس شخص کو ان مقاصد کی وصیت کر دیتا ہے اور ان کی

وتحصیل ثواب زیادہ برآں وو مانند براتی تمام آں چنانکہ شخصے استطاعت بدنی نداشتہ باشد کہ قصد حج نماید و استطاعت مالی دارد واجب شود بروی کہ حج از جہت حج بتاج دہد واز نامہ عمل او ایں حج ثبت گردد و بسبب ایں بمعیت مطیع شود و سہم وافی از ثواب حج تحصیل نماید ایں قسم استخلاف بہر امتے واقع شد حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت یوشع را خلیفہ خود ساختند و حضرت عیسیٰ حواریین را خلیفہ گردانیدند در انجیل مذکور است کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نانے بدست خود گرفتند و گفتند ایں گوشت و پوست عیسیٰ است باز آں را در میان حواریین قسمت فرمودند چوں ایشاں آں نان را خوردند حضرت عیسیٰ بمناجات فرمودند کہ ایشاں آں نان را خوردند و در بدن ایشاں فرو رفت ہمچناں عیسیٰ در بدن ایشاں در آید خداوند نظر رحمتے کہ بمن داری در کار ایشاں کن ہ بندگان ترا بسوئے تو خواندند موافق ہمیں قاعدہ چوں عالم با عقیدہ ربوبیت منتقل شد در جناب ربوبیت و عقیدہ رجا یعنے تاثیر عمل از رتبہ اعتبار و عدم خوف از عواقب آں کہ مخالف مذاہب جمیع انبیاء ست علیہم السلام غضب الٰہی بجوشید و عزیمہ اختصام در ملکوت پدید گشت

ترغیب دیتا ہے اور ان مقاصد کے پورا ہونے کی دعا مانگتا ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص بدنی قوت نہ رکھتا ہو کہ حج کا ارادہ کر سکے مگر مالی طاقت رکھتا ہو تو اس پر ضروری ہو کہ فریضۂ حج کے پورا کرنے کے لئے دوسرے سے حج کرائے اور اس کے نامۂ اعمال میں دوسرے کا حج لکھا جائے اور یہ شخص بوجہ سبب ہونے کے حکم الٰہی کا مطیع ہو اور ثواب حج کا پورا حصہ حاصل کرے۔ اس قسم کا خلیفہ بنانا ہر دین میں ہوا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت یوشع کو اپنا خلیفہ بنایا تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں کو اپنا خلیفہ بنایا تھا (حضرت عیسیٰ کے خلیفہ بنانے کا ایک عجیب طریقہ تھا) انجیل میں مذکور ہے کہ حضرت عیسیٰ نے ایک روٹی اپنے ہاتھ میں لی اور فرمایا کہ یہ عیسیٰ کا گوشت اور پوست ہے پھر وہ روٹی آپ نے حواریوں میں تقسیم کر دی جب انھوں نے اس روٹی کو کھایا تو حضرت عیسیٰ مناجات کرنے لگے اور فرمایا کہ (یا اللہ) جس طرح انھوں نے یہ روٹی کھا لی اور وہ ان کے بدنوں میں حلول کر گئی اسی طرح عیسیٰ ان کے بدن میں حلول کر جائے۔ اے خداوندا جو نظر رحمت تو میری طرف رکھتا ہے وہی ان پر مبذول فرما کہ یہ لوگ تیری بندوں کو تیری طرف بلاتے ہیں۔ اسی قاعدہ کے موافق جب عالم میں جناب الوہیت کے متعلق برے اعتقاد پھیل گئے اور عقیدۂ ارجاء کا رواج ہو گیا[1] یعنے اعمال کو ساقط از درجۂ اعتبار سمجھنا اور (برے) کاموں کے (بد) انجام سے خوف نہ کرنا جو تمام انبیاء علیہم السلام کی شریعتوں کے خلاف ہے تو غضب الٰہی جوش میں آیا اور ارادۂ انتقام (عالم) ملکوت میں پیدا ہوا

[1] مشرکین کا دین تو ظاہر ہو گیا وہ جزا و سزا ہی کے قائل نہ تھے اعمال کا کیا اعتبار کرتے رہ گئے یہود و نصاریٰ ان کا یہ خیال تھا کہ ہم برے کام کریں گے تب بھی جنت میں جائیں گے کیونکہ ہم خدا کے دوست ہیں۔

بعد از آں اہلاک و اتلاف ایشاں را اجلے باز بست کما قال تعالیٰ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ چوں آں وقت در رسید افضل افراد بشر را مبعوث گردانید کہ ذاتِ مقدس آنحضرت باشد صلی اللہ علیہ وسلم و وحی خود بر وی صلے اللہ علیہ وسلم نازل فرمود و آنجناب باقصی الغایۃ بجانب آں ہدی و دین حق دعوت نمود مستعدّاں سعادت اندوز گشتند و اشقیا ملعون ابدی شدند و در ضمن ایں بعثت معنی انتقام ازاں جماعات کہ سوء اعتقاد در جناب الوہیت داشتند ملفوف شد و آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم و اصحاب او دریں انتقام بمنزلۂ جارحہ بودند مانند جبرئیل در صیحۂ ثمود لہٰذا حربے کہ بامر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واقع شد مظنۂ نزول برکات عظیمہ بر حاضرین و قعہ گشت یک ساعت حضور در آں مشابہ خیر کار در نصب صد سالہ میکند در تہذیب باطن لہٰذا در شریعت ثواب جہاد بالاترین ثواب سائر قربات است و فضل اہل بدر و احد و حدیبیہ محقق و مقرر پس صورت اصلاح عالم و گرفتن انتقام

پھر ان لوگوں کے ہلاک و برباد کرنے کا ایک وقت مقرر ہوا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ (ترجمہ) ہر گروہ کے لئے ایک وقت ہے جب وہ وقت آجاتا ہے تو ایک ساعت کے لئے بھی وہ گروہ نہ پیچھے ہٹ سکتا ہے نہ آگے۔ چنانچہ وہ وقت آگیا تو حق تعالیٰ نے افضل افراد بشر یعنے ذاتِ مقدس خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور اپنی وحی آپ پر نازل فرمائی اور آنجناب نے اپنی انتہائی کوشش کے ساتھ اس ہدایت اور دین حق کی طرف لوگوں کو بلایا۔ قابلیت رکھنے والے سعادت اندوز ہوئے اور بدبخت لوگ ملعون ابدی بن گئے۔ اسی بعثت کے ضمن میں وہ ارادۂ انتقام ان لوگوں سے جو جناب الوہیت کے متعلق برے اعتقادات رکھتے تھے قائم کیا گیا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب (باوجود سراپا رحمت ہونے کے) اس انتقام میں بمنزلۂ جارحۂ الٰہی کے ہو گئے جس طرح حضرت جبرئیل (باوجود سراپا رحمت ہونے کے) صیحۂ[1] ثمود کے وقت جارحۂ الٰہی بنے تھے۔ اسی وجہ سے جو لڑائیاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم سے واقع ہوئیں وہ ان لڑائیوں میں شریک ہونے والوں کے لئے موجب نزول برکات عظیمہ تھیں اور ان لڑائیوں میں ایک ساعت کی شرکت صد سالہ عبادت کی برابر تہذیب باطن میں کارگر ہوتی۔ اسی وجہ سے ہماری شریعت میں جہاد کا ثواب تمام عبادات کے ثواب سے بالاتر ہے اور اہل بدر و اہل احد و اہل حدیبیہ کی فضیلت ثابت کی گئی ہے۔

خلاصہ یہ کہ (اس آخر زمانہ میں) اصلاح عالم کی اور دشمنان خدا

---

[1] صیحہ بلند آواز کو کہتے ہیں قوم ثمود ایسی آواز سے ہلاک کی گئی تھی۔ ثمود وہی قوم ہے جس کی طرف حضرت صالح علیہ السلام پیغمبر بنا کر بھیجے گئے تھے جب قوم نے اونٹنی کو ہلاک کر ڈالا جو معجزہ سے پیدا ہوئی تھی تو یہ عذاب نازل ہوا۔

از انتقام اللہ نزدیک خدا بوضعے خاص معین شد غیر خسف ایشاں بزمین یا نزول مطر حجارہ یا ہلاک بصیحہ وذالک لحکمۃ لا یعلمہا الا ھو۔ وآں وضع خاص ظہور دین ایشان است بر ادیان ہمہ آں در ضمن غلبہ حامیان ادیان و داعیان آنہا بقتل و سبی و نہب و اخذ خراج و جزیہ و ازالہ دولت و شوکت ایشاں و پامال و بے مقدار ساختن ایشاں و ایں وضع خاص در اصل بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ملفوف شد و بعثت آنجناب متضمن آں صورت است قولہ تعالیٰ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ○ وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم انما بعثتک لابتلیک وابتلی بک در تواریخ عجم و روم بالبداہہ معلوم می شود کہ ایشاں یقین داشتند کہ عنقریب دولت ایشاں برہم خورد و دولت عرب متمکن گردد منجمان ایں را از نحوست طالع سلطنت و از اخلاک و نظر عداوت ذہب دو سیارگان خود، و قوت کوکب عرب را غلبہ آں دانستند و کاہنان بکہانت خود و ساتر

سے انتقام لینے کی ایک خاص صورت مقرر ہو گئی تھی اور وہ صورت یہ نہ تھی کہ وہ (مثل قوم قارون کے) زمین میں دھنسا دیئے جائیں یا (مثل قوم ہود وغیرہ کے) ان پر آسمان سے پتھر برسائے جائیں یا (مثل قوم ثمود کے) صیحہ سے ہلاک کئے جائیں اس خاص صورت کی تعیین کسی ایسی حکمت کے سبب سے ہوئی جس کو سوا اللہ کے کوئی نہیں جانتا اور وہ خاص صورت یہ تھی کہ ادیان (باطلہ) کے حامیوں اور دعوت دینے والوں کو بذریعہ قتل و گرفتاری و تاراج و بندش و خراج و جزیہ سرنگوں کر کے اور ان کی دولت و شوکت کو پامال اور بے حقیقت کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے دین کو غلبہ دیا جائے اور یہ صورت خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ساتھ لپٹی ہوئی تھی اور آنجناب کی بعثت اس خاص صورت پر متضمن تھی یہی مطلب اس آیت کا ہے کہ اللہ نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ اس لئے بھیجا تاکہ اس دین کو تمام دینوں پر غالب کرے اور یہی مطلب اس حدیث قدسی کا ہے کہ (اے محمد!) تم کو میں نے اس لئے بھیجا ہے کہ تمہاری آزمائش کروں اور تمہارے ذریعہ سے (ان لوگوں کی) آزمائش کروں۔

عجم اور روم کی تواریخ سے یہ بات بدیہی طور پر معلوم ہوتی ہے کہ وہ لوگ اس بات کا یقین رکھتے تھے کہ عنقریب ہماری دولت درہم و برہم ہو جائے گی اور دولت عرب (عالم) میں جاگزین ہو گی۔ نجومیوں نے یہ بات اوضاع فلکی کو اپنی سلطنت کے حق میں منحوس دیکھ کر اور اس سلطنت کے ستاروں کی باہمی عداوت کو دیکھ کر اور ستارۂ عرب کی قوت کو دیکھ کر اور کاہنوں نے اپنی کہانت کے ذریعے اور عام

پس بر تو یاد دہ وقتے دانستند آں شناختند اما ایں نکتہ بر کل
جماہیر مخفی ماند کہ داعیۂ انتقام از فوق سبع سموات
نازل شدہ و ملأ اعلیٰ و ملأ سافل ہمہ باں رنگ رنگین
گشتہ ایں اوضاع فلکیہ علامت است برائی انتقام
ایں جماعات نہ مؤثر حقیقی اگر داعیۂ نازلہ از
غیب الغیب می شناختند حق را از باطل جدا
می دیدند بالجملہ در آں وقت جمیع ارض
تحت حکم دو بادشاہ ذی شوکت مجتمع
بود کسریٰ و قیصر و دین ایں ہر دو بادشاہ
بر ادیان دیگر غالب و ہر دو دین باباحت
میل داشتند و عقیدۂ ارجاء بر ہر دو غالب
است کسریٰ و قیصر حامیان ایں دو
دین بودند و داعیان بسوئے آں قولاً و
فعلاً و تسبب کہ الناس علیٰ دین
ملوکہم. روم و روس و فرنگ و
المان و افریقیہ و شام و مصر و
بعض بلاد مغرب و حبشہ در دین نصرانیت بودند بموافقت
قیصر و خراسان و توران و ترکستان و زاولستان
و باختر و غیرہا مجوس بودند بمتابعت کسریٰ سائر ادیان
مثل دین یہودیت و دین مشرکین و دین ہنود و دین
صابئین پامال شوکت ایں ہر دو پادشاہ شدہ بودند و
ضعیف گشتہ و ستدیان ایں مذاہب
برہم خوردہ ناچار ہم داعیۂ ظہور دین برحق

آدمیوں نے خواب سے اور غیبی آوازوں سے اور اسی قسم کی
چیزوں سے معلوم کر لی تھی مگر یہ نکتہ ان لوگوں کو معلوم نہ تھا
کہ ساتوں آسمانوں کے اوپر سے ارادۂ انتقام نازل ہوا ہے اور
ملأ اعلیٰ اور ملأ سافل سب اس رنگ میں رنگے گئے ہیں یہ
اوضاع فلکی اس انتقام کا وقت آجانے کی علامت ہیں نہ کہ
مؤثر حقیقی اگر اس ارادہ کو جو غیب الغیب سے نازل ہوا تھا
وہ لوگ سمجھ لیتے تو حق اور باطل کی ان کو تمیز ہو جاتی۔
الحاصل اس وقت تمام ملک دو پر شوکت بادشاہوں
یعنے کسریٰ و قیصر کے زیر حکم تھا یہ دونوں بادشاہ تمام دوسرے
مذاہب پر غالب تھے یہ دونوں بادشاہ (مذہب) اباحت[1]
کی طرف میل رکھتے تھے اور عقیدۂ ارجاء ان دونوں پر غالب
تھا کسریٰ اور قیصر ان دونوں مذہبوں کے حامی تھے اور
قولاً و فعلاً ان دونوں مذہبوں کی طرف لوگوں کو بلاتے تھے
اور ان دونوں مذہبوں کی ترویج کا سبب بنے ہوئے تھے
کیونکہ لوگ اپنے بادشاہوں کے دین پر ہوتے ہیں روم و
روس اور فرنگ اور جرمن اور افریقیہ اور شام اور مصر
اور بعض بلاد مغرب وحبش قیصر کی موافقت میں نصرانیت
کے مذہب پر تھے اور خراسان و توران و ترکستان و زاولستان
و باختر وغیرہ کے لوگ بہ تبعیت کسریٰ مجوسی تھے اور باقی
مذاہب مثل مذہب یہود و مذہب مشرکین و مذہب ہنود
و مذہب صابئین کے انہی دونوں بادشاہوں کی شوکت
میں پامال اور کمزور ہو رہے تھے اور ان مذاہب کے معتقدین
درہم و برہم ہو چکے تھے لہٰذا ارادۂ الٰہی نے (جو کہ دین برحق

[1] اباحت کا مطلب یہ ہے کہ ہر چیز کو جائز و حلال سمجھ لینا نیز اس مذہب کو یہ بھی لازم ہے کہ خالق کی تعظیم کا داعیہ انسانوں میں باقی نہ رہ جاتا
ہے اور احکام حلال و حرام مفقود ہو جاتے ہیں۔

و قصد انتقام از کفرۂ فجرہ برہم زدن دولت کسرٰے و قیصر را آشیانۂ خود گردانید تا چوں ایں ہر دو دولت برہم خورد اعظم ادیان موجودہ و اشہر آنہا برہم خوردہ باشد و چوں سطوت اسلام بجائے سطوت ایں دو دولت نشیند سائر ادیان خود بخود پامالِ شوکتِ اسلام شوند مانند پامال بودنِ آنہا بایں دو دولت بعد مستقر بودن ملت حقہ در قطعۂ حجاز کہ نہ در تصرف کسرٰے بود و نہ در تصرف قیصر ہر دو ازاں غافل بودند و غلبہ بر طور غلبۂ ملوک در غیر ایں قطر متصور نبود۔ چوں خدائے تعالےٰ برائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نعم روحانیہ کہ جز بلحوق رفیق اعلےٰ میسر نباید اختیار فرمود لازم شد کہ بجہت اکمالِ ظہور دینِ حق و اتمام کبت اعداء اللہ استخلاف فرماید تا آں ہمہ در جریدۂ اعمال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مثبت شود و انتقاف انتقام کہ در بعثتِ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کارخود کردہ باشد مثل آنکہ بندۂ خاص از بندگان بادشاہ خود در مجالس انس و محافل قدس ہمنشین بادشاہ شود و فتح بعض قلاع کہ بادشاہ بکن قدغن بلیغ نمودہ است بیکے از خدام خود بانگذارد و بفتح کردن آں قلعہ ہماں بندۂ خاص بزیادتِ زرو خلع و عطایا مخصوص گردد چوں ایں ہمہ گفتہ شد باید دانست کہ

کے غالب کرنے اور کفار نابکار سے انتقام لینے کے متعلق تھا} سرزمین حجاز میں {جو نہ کسرٰی کے تصرف میں تھی نہ قیصر کے دونوں اس سے غافل تھے اور (ابتداءً) شاہانہ غلبہ سوائے اس سرزمین کے دوسری جگہ ممکن نہ تھا} دینِ برحق کے قائم ہوجانے کے بعد کسرٰی و قیصر کی سلطنت کو اپنا آشیانہ بنایا کہ جب یہ دونوں دولتیں درہم برہم ہوجائیں گی جو موجودہ مذاہب میں سب سے بڑی اور سب سے زیادہ مشہور ہیں اور سطوتِ اسلام ان دونوں سلطنتوں کے قائم مقام ہوجائے گی تو باقی مذاہب شوکتِ اسلام سے خود بخود پامال رہیں گے جس طرح ان دونوں سلطنتوں سے پامال تھے اور چونکہ خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ان روحانی نعمتوں کو جو بغیر رفیقِ اعلےٰ سے ملے ہوئے حاصل نہیں ہوسکتیں پسند فرمایا اس لئے ضروری ہوا کہ دینِ حق کے غلبہ کو کامل کرنے اور دشمنانِ خدا کی سرکوبی کو پورا کرنے کے واسطے آپ کسی کو خلیفہ بنائیں تاکہ یہ سب باتیں آپ کے صحیفۂ اعمال میں درج ہوجائیں اور وہ ارادۂ انتقام جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ضمن میں لپٹا ہوا تھا اپنا کام پورا کرے اسکی مثال یہ ہے کہ کوئی خاص اور مقرب ملازم کسی بادشاہ کا (ترقی پاکر) صحبت کی مجالس اور مقدس محافل میں بادشاہ کا ہمنشین ہوجائے اور بعض قلعوں کا فتح کرنا جن کے لئے بادشاہ نے بہت کچھ تاکید کی ہے اپنے کسی اچھے کارگزار کے متعلق کردے اور جب وہ قلعہ (اس کارگزار کے ہاتھ پر) فتح ہوجائیں تو اس ملازم کی عزت بڑھ جائے اور خلعتیں اور بخششیں اس کو ملیں جب یہ سب باتیں بیان ہوچکیں تو اب سمجھ لینا چاہیئے کہ

توجیہ صحیح دریں آیت آنست کہ ہر ظہور کہ دین حق را
حاصل شد ہمہ در کلمہ لیظہرہ علی الدین کلہ مندرج
است و اعظم انواع آں کہ برہم زدن دولت کسریٰ
و قیصر است بالاولیٰ داخل ہمہ است و حاصل کنانے
ایں مرتبہ خلفا بودند رضی اللہ عنہم مساعی ایں
بزرگواران مقتضائے ارسال آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم بود و مندرج دراں و ایشاں در حکم
جارحہ تدبیر غیب بودند در ظہور آں دین ہست معنی
خلافت خاصہ از معنے هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ
بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ
کُلِّهِ آنست کہ ہدی و دین حق کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم بآں مرسل بودند ظاہر
و غالب باشد و جلی و مشہور نہ مخفی و مستور
و ایں آیہ محکم است درمیان اہل سنت
و اہل بدعت خدائے تعالیٰ ہدی و دین حق
نزد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نازل فرمود
و وے صلی اللہ علیہ وسلم آں را بصحابہ
تبلیغ نمود و صحابہ آں معنے کہ مراد حضرت
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بود فہمیدند
و بقرن تابعین رسانیدند ہم و ہم زیرا کہ
ارادۂ الٰہی نہ محض تعلیم آنحضرت بود صلی
اللہ علیہ وسلم و نہ خروج آنجناب
از عہدۂ تبلیغ اگرچہ سامعان

صحیح مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ جس قدر غلبہ دین حق کو حاصل
ہوا وہ سب لیظہرہ میں داخل ہے اور اس غلبہ کے تمام اقسام
میں اعلیٰ درجہ کی قسم یعنے دولت کسریٰ و قیصر کا درہم و برہم کرنا
بدرجۂ اولےٰ داخل ہوگا اور اس قسم اعلےٰ کے حاصل کرنے والے
خلفاء رضی اللہ عنہم تھے انہی بزرگواروں کی کوششیں آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے بھیجنے سے (حق تعالیٰ کو) مقصود تھیں
اور ان کی کوششیں آپ کی بعثت کے ساتھ لپٹی ہوئی تھیں
اور یہ بزرگوار تدبیر غیبی کے لئے اس کے ظہور کے آلات تھے
خلافت خاصہ کے یہی معنے ہیں۔
پھر (یہ بھی سمجھ لو کہ) آیت مذکورہ میں لیظہرہ کے لفظ
سے ظاہر ہے کہ وہ ہدایت اور دین حق جس کے ساتھ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم بھیجے گئے تھے ظاہر اور غالب اور روشن
اور مشہور ہوگی نہ کہ مخفی و پوشیدہ۔
یہ آیت محکم ہے درمیان اہل سنت و اہل بدعت کے (اہل
سنت اسی آیت کے موافق کہتے ہیں کہ) خدا تعالیٰ نے ہدایت
اور شریعت حقہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی
اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو صحابہؓ تک پہنچایا
اور صحابہؓ نے ان معانی کو جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے (اپنے الفاظ سے) مراد لئے تھے سمجھ لیا اور انھوں نے وہ
تمام باتیں تابعین تک پہنچائیں (اور تابعین نے بھی ان کی
مراد سمجھ کر تبع تابعین تک پہنچایا) وعلیٰ ہذا کیونکہ مقصود
الٰہی صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم نہ تھی نہ یہ
مقصد تھا کہ آپ فرض تبلیغ سے سبکدوش ہو جائیں گو سننے والے

لہ برخلاف اس کے شیعہ اس دین حق کو ہمیشہ مغلوب و مستور بتاتے ہیں چنانچہ ان کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ امر ولایت کو خدا نے صرف جبریل سے بتایا اور
جبریل نے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور حضرت نے صرف علی مرتضےٰ سے۔ ہکذا فی نہج

نفہمند بلکہ مراد ظہور دین حق است قرناً بعد قرن پس کسیکہ گوید کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دین حق را بصحابہ رسانیدند لیکن ایشان معنے کہ مراد بود نفہمیدند یا فہمیدند اما غرض نفسانی حائل شد ایشان را بر کتمان آں دیدہ مبتدع است پس معتزلہ و شیعہ کہ می گویند انکم سترون ربکم الحدیث معنے آں علم یقینی بود صحابہ از جہت غموض آں معنے آں نفہمیدند و شیعہ کہ می گویند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بر خلافت حضرت مرتضےٰ نصے فرمودہ بودند صحابہ بغرض نفسانی خود کتمان کردند و عصیان امر ورزیدند مبتدع اند اینجا مراد حق ظہور دین است مراد او را خلق رعلا برہم نمی تواں زد سبحانک ھذا بھتان عظیم

قال اللہ تعالیٰ فی سورۃ آل عمران۔

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ۔

ہستید شما بہترین گروہے کہ بیروں آوردہ شدند برائے صلاح مردماں می فرمائید بکار پسندیدہ و منع مے نمائید از ناپسندیدہ و ایمان

(آپ کی مراد) نہ سمجھیں بلکہ مقصود الٰہی ظہور (اور غلبہ) دین برحق کا تھا ہر زمانہ میں لہٰذا جو شخص کہتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دین برحق صحابہؓ کو پہنچایا مگر صحابہؓ ان معانی کو نہ سمجھے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مراد لیتے تھے یا سمجھے مگر غرض نفسانی ان کو اس دین کے پوشیدہ کرنے پر باعث ہوئی وہ شخص بدعتی ہے۔

معتزلہ اور شیعہ جو کہتے ہیں کہ حدیث انکم سترون ربکم (ترجمہ۔ بے شک تم دیکھو گے اپنے پروردگار کو) میں معنے دیکھنے کے یہ ہیں کہ (قیامت کے دن) علم یقینی (وجود خدا کا حاصل) ہو جائے گا مگر صحابہ اس معنے کو بوجہ دقیق ہونے کے نہ سمجھ سکے اور شیعہ جو کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت مرتضےٰ کی خلافت پر نص فرما دی تھی مگر صحابہؓ نے غرض نفسانی کی وجہ سے اس کو چھپا ڈالا اور خلاف حکم کیا یہ سب لوگ بدعتی ہیں۔

جب دین حق کا غلبہ خدا کو مقصود تھا تو اس کے مقصود کو کوئی برہم نہیں کر سکتا۔ سبحانک ھذا بھتان عظیم۔

(آٹھویں آیت) اللہ تعالیٰ نے سورۃ آل عمران (چوتھے پارہ) میں فرمایا ہے۔ (ترجمہ):۔

تم ہو بہترین اس گروہ کے جو نکالے گئے واسطے (اصلاح) آدمیوں کے حکم دیتے ہو پسندیدہ کام کا اور منع کرتے ہو ناپسندیدہ (کام) سے اور ایمان

مے آرید بخدا و اگر ایمان مے آوردند
اہل کتاب بہتر بودے ایشاں را
طائفہ از ہمہا مومنان اند و اکثر آنہا
از حد بیرون رفتہ اند قولہ کُنْتُمْ
خَيْرَ أُمَّةٍ بدو وجہ مفسر است یعنی شید
شما باین صفت یا بودید در علم الٰہی
باین صفت قولہ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ این
برآوردن نہ چنان است کہ از عدم
یا از مضیقے برآوردہ باشند بلکہ
معنیش آنست کہ باطن مقدس آنحضرت
را صلے اللہ علیہ وسلم بداعیہ
اصلاح ناس ممتلی ساختند و شعاع
نور از دل وے صلے اللہ علیہ وسلم
بیرون افتاد جمعے کہ مستعد بودند
باں نور متنور گشتند و ہماں داعیہ
از باطن ایشاں سر برآورد از میان
افراد بشر این طائفہ باین دولت سرفراز
شدند و باین نعمت مخصوص گشتند
پس این جماعہ برآوردگان حق اند
از میان مردم و للناس این افادہ
مے فرماید کہ این تدبیر الٰہی است برائے
اصلاح عباد تا عالمے بواسطہ این گروہ
متنور و متأدب گردد و اخرج البغوی
وغیرہ عن ابی سعید الخدری عن النبی
صلے اللہ علیہ وسلم الا وان

لاتے ہو خدا پر اور اگر ایمان لے آتے اہل کتاب تو بہتر ہوتا
ان کے لئے کچھ لوگ ان میں سے مومن ہیں اور بہت لوگ ان
میں سے حد سے باہر نکل گئے ہیں۔
کنتم خیر امۃ کے دو معنے بیان کئے گئے ہیں (اول یہ کہ) تم
اس صفت کے ساتھ (فی الحال) موصوف ہو (دوم یہ کہ) تم علم
الٰہی میں (پہلے ہی سے) اس صفت کے ساتھ موصوف تھے
(کنتم کا مصدر کینونہ بمعنے ہستی بھی آتا ہے اور بمعنے بودن
بھی اسی لحاظ سے یہ دو معنے ہوئے)۔
اخرجت للناس یہ نکالا جانا ایسا نہیں ہے کہ عدم سے (وجود
میں) یا کسی تنگ مقام سے (وسیع میدان میں) نکالے گئے ہوں
بلکہ مطلب اس کا یہ ہے کہ یہ لوگ حق تعالے کے آوردہ ہیں (آوردہ
ہونے کی صورت یہ ہوئی کہ (کارپردازان قضا و قدر نے) آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کا باطن مقدس اصلاح بنی آدم کے ارادہ
سے لبریز کردیا اور (اس ارادہ کی) ایک شعاع نور آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے دل مبارک سے نکلی جس قدر لوگ قابلیت
رکھتے تھے وہ اس نور سے منور ہوگئے اور اسی ارادہ نے ان کے
اندر بھی جوش کیا لہذا تمام افراد بشر میں وہی لوگ اس
دولت سے سرفراز ہوئے اور اس نعمت کے ساتھ مخصوص ہوئے
پس یہ لوگ افراد بشر کے درمیان حق تعالے کے آوردہ ہوئے
اور للناس (کا لام جو بقاعدہ لغت نفع کے معنے دیتا ہے)
ظاہر کر رہا ہے کہ یہ تدبیر الٰہی بندوں کی اصلاح کے لئے ہے۔
مقصود یہ ہے کہ ایک عالم اس گروہ کے ذریعہ سے نورانی اور
باادب ہوجائے۔ (اب اس آیت کی تفسیر میں چند حدیثیں سنو)۔
بغوی وغیرہ نے حضرت ابو سعید خدری رض سے انھوں نے نبی
صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا آگاہ رہو کہ

هٰذِهِ الْاُمَّةُ تُوَفِّي سَبْعِيْنَ اُمَّةً هِيَ خَيْرُهَا وَاَكْرَمُهَا عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَاَخْرَجَ الْبَغَوِيُّ عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ قَوْلِهٖ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ قَالَ اَنْتُمْ تُتِمُّوْنَ سَبْعِيْنَ اُمَّةً اَنْتُمْ خَيْرُهَا وَاَكْرَمُهَا عَلَى اللّٰهِ وَاَخْرَجَ اَبُوْ عُمَرَ فِي الْاِسْتِيْعَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ نَظَرَ فِيْ قُلُوْبِ الْعِبَادِ فَوَجَدَ قَلْبَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرَ قُلُوْبِ الْعِبَادِ فَاصْطَفَاهُ وَبَعَثَهٗ بِرِسَالَتِهٖ ثُمَّ نَظَرَ فِيْ قُلُوْبِ الْعِبَادِ بَعْدَ قَلْبِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ قُلُوْبَ اَصْحَابِهٖ خَيْرَ قُلُوْبِ الْعِبَادِ فَجَعَلَهُمْ وُزَرَاءَ نَبِيِّهٖ يُقَاتِلُوْنَ عَنْ دِيْنِهٖ وَاَخْرَجَ اَبُوْ عُمَرَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ قَالَ خَيْرُ النَّاسِ لِلنَّاسِ يَجِيْئُوْنَ بِهِمْ فِي السَّلَاسِلِ يُدْخِلُوْنَهُمْ فِي الْاِسْلَامِ قَوْلُهٗ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ اِسْتِيْنَافٌ مُّبَيِّنٌ لِّوَجْهِ الْخَيْرِيَّةِ قَالَ مُجَاهِدٌ كَانُوْا خَيْرَ النَّاسِ عَلَى الشَّرْطِ الَّذِيْ ذَكَرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ الْاٰيَةَ بِالْاٰيَةِ دو وصف ذکر کردہ شد

یہ امت ستروں امت ہے اور گزشتہ تمام امتوں سے اللہ عزّ وجل کے نزدیک بہتر اور بزرگ تر ہے۔ اور بغوی نے بہز بن حکیم سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے ان کے دادا سے روایت کی ہے کہ انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کنتم خیر امۃ کے متعلق فرماتے ہوئے سنا کہ تم لوگ ستروں امت ہو اور ان سب امتوں سے اللہ کے نزدیک بہتر اور بزرگ ہو۔ اور ابو عمر نے (کتاب) استیعاب میں حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے فرمایا اللہ نے تمام بندوں کے دل کو دیکھا تو ان میں سب سے بہتر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو پایا لہٰذا ان کو اللہ نے برگزیدہ کیا اور اپنی رسالت کے ساتھ ان کو مبعوث فرمایا۔ پھر (دوبارہ) اللہ نے بندوں کے دلوں کو دیکھا تو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد سب بندوں کے دلوں سے آپ کے اصحابؓ کے دلوں کو بہتر پایا لہٰذا ان کو اپنے نبی کا وزیر بنایا کہ وہ اس کے دین (کی طرف) سے لڑتے ہیں۔ اور ابو عمر نے حضرت ابو ہریرہؓ سے کنتم خیر امۃ کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ اس امت کے لوگ بنی آدم کے لئے سب آدمیوں سے زیادہ نافع ہیں کہ ان کو (میدان جنگ سے پکڑ کر) زنجیروں میں جکڑ کر لاتے ہیں اور اسلام میں داخل کرتے ہیں۔

تامرون بالمعروف۔ یہ ایک نیا جملہ ہے ان لوگوں کے بہترین امت ہونے کی دلیل ہے (یعنی ان اوصاف جمیلہ کے سبب سے تم بہترین ہو) مجاہد (امام المفسرین) نے کہا ہے کہ (بے شک) وہ لوگ سب سے بہتر تھے ان اوصاف کے سبب سے جو اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمائے ہیں (یعنی) تامرون بالمعروف الآیۃ پھر (دیکھو کہ) یہاں دو وصف بیان کئے گئے ہیں۔

یکے فیما بینہم و بین الناس و آں امر بمعروف و نہی عن المنکر است دیگرے فیما بینہم و بین اللہ و آں ایمان است کہ متضمن عقود و چند شعبہ است قولہ وَلَوْ اٰمَنَ اَھْلُ الْکِتَابِ افادہ مے فرمایند سبب برآوردن ایں امت و آں آن است کہ اہل کتاب وقتے از اوقات اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ بودند صفت ایشاں متغیر شد لہٰذا حکمت الٰہی تقتضا نمود اخراج امتے دیگر از عرب قال البغوی روی عن عمر رضی اللہ عنہ قال کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تکون لاولنا و لا تکون لآخرنا وقال ابو عمر جاء عن عمر بن الخطاب مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّکُوْنَ مِنْ تِلْکَ الْاُمَّةِ فَلْیُؤَدِّ شَرْطَ اللہِ تعالیٰ فیہا و ہر دو قول باہم تزاحم ندارند زیرا کہ مفہوم آیت عام است برائے ہر کہ روح داعیہ اصلاح عالم در قلب او نفخ کنند اول امت باشد یا آخر آں لیکن مصداق آں در خارج اول امت است فقط

ایک (وہ جو اُن معاملات کی درستی پر دلالت کرتا ہے جو) ان کے اور دوسرے لوگوں کے درمیان میں رہتے ہیں) اور وہ (وصف) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے دوسرا وہ (جو ان معاملات کی پاکیزگی پر دلالت کرتا ہے جو) ان کے اللہ کے درمیان میں رہتے ہیں؛ اور وہ ایمان ہے جس میں عقیدے اور کچھ شاخیں ہیں (یہ دونوں وصف جس میں موجود ہوں اس کے جامع اوصاف اور بہترین ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے)۔

ولو آمن (میں) اس امت مرحومہ کے لانے کا سبب بیان فرماتا ہے وہ یہ کہ اہل کتاب بھی کسی وقت میں امة اخرجت للناس (کے مصداق) تھے چونکہ ان کی حالت متغیر ہو گئی لہٰذا حکمتِ الٰہی نے عرب سے ایک دوسری امت کے ظاہر کرنے کا تقاضا کیا بغوی (مفسر) نے کہا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا کنتم خیر امة (کی فضیلت) صرف ہمارے اگلوں کے لئے ہے پچھلوں کے لئے نہیں۔ اور ابو عمرؒ نے کہا ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ سے مروی ہے کہ جس کو خواہش ہو کہ اس گروہ میں (جس کی شان خیر امة ہے) داخل ہو جائے اس کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو اوصاف ہم میں بیان کئے ہیں ان کو حاصل کرے۔ حضرت عمرؓ کے ان دونوں قولوں میں باہم مخالفت نہیں ہے کیونکہ مفہوم آیت کا تمام ان لوگوں کو شامل ہے جن کے دل میں ارادہ اصلاح عالم کی روح (کارکنان قضا و قدر) پھونک دیں خواہ وہ امت کے اگلوں سے ہوں یا پچھلوں سے (لہٰذا یہ کہنا صحیح ہوا کہ جس کو خواہش ہو وہ ویسا کرے) لیکن (چونکہ) مصداق ان اوصاف کے خارج میں صرف اس امت کے اگلے لوگ تھے۔

جماعت بزرگ ترانند در رفعت مراتب
ازاں جماعہ کہ صرف مال نمودند وکارزار
کردند بعد فتح و ہر یکے را وعدہ دادہ
است خدائے تعالیٰ خصلت نیک
کہ نجات است و خدائے بآنچہ مے
کنید داناست ایں آیت افادہ
مے فرماید کہ ہمہ صحابہ در یک مرتبہ
نیستند بعضے از بعضے افضل و
اکمل اند بحسب تقدم و تأخر انفاق
و قتال اخرج الحفاظ من حدیث
ابی سعید الخدری عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال
لا تسبوا اصحابی فوالذی نفسی بیدہ
لو ان احدکم انفق مثل احد ذھبا
ما ادرک مد احدھم ولا نصیفہ۔
من قبل الفتح مفسراں دو وجہ است یکی
فتح مکہ وھو قول الاکثر دوم دیگر صلح
حدیبیہ وھو اوفق باحادیث فضائل
الحدیبیۃ وایں اختلاف مبنی
است بر تفسیر کلمہ انا فتحنا لک
فتحا مبینا کہ بریں دو وجہ تفسیر
کردہ اند وایں آیت بطریق منطوق افادہ
مے فرماید تفضیل جماعہ کہ قبل فتح

لوگ (جو فتح سے پہلے یہ کام کر چکے) بزرگ تر ہیں [بلندیٔ]
مراتب میں اُن لوگوں سے جنھوں نے (راہ خدا میں) مال خرچ
کیا اور جہاد کیا بعد فتح کے، اور ہر ایک کو وعدہ دیا ہے اللہ
نے اچھی چیز (یعنے نجات) کا۔ اور خدا جو تم کرتے ہو اُس
سے واقف ہے۔

یہ آیت ظاہر کر رہی ہے کہ سب صحابہؓ ایک مرتبہ میں نہیں ہیں
بعض بعض سے افضل واکمل ہیں موافق مقدم و متأخر ہونے
کے خرچ کرنے اور جہاد کرنے میں تمام ائمہ محدثین نے بواسطہ
حضرت ابو سعید خدریؓ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا میرے صحابہؓ کو برا نہ کہو قسم
اُس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر کوئی شخص تم میں
سے کوہ اُحد کے برابر سونا (راہ خدا میں) خرچ کرے تو وہ اُن
کے ایک مُد[1] یا نصف (کے خرچ) کے برابر (ثواب میں) نہیں پہنچ سکتا
من قبل الفتح (میں فتح) کے دو معنے بیان کئے گئے ہیں اوّل
فتح مکہ اور یہی اکثر مفسرین کا قول ہے۔ دوسرے صلح حدیبیہ
اور یہ معنی احادیث فضائل حدیبیہ کے زیادہ مناسب ہیں
یہ اختلاف (فتح کے معنی میں) کلمہ انا فتحنا لک فتحا مبینا
کی تفسیر پر مبنی ہے کہ اس کے بھی یہی دو معنے بیان کئے گئے
ہیں (جو لوگ فتح مبین سے فتح مکہ مراد لیتے ہیں وہ یہاں بھی
فتح کے معنے فتح مکہ بیان کرتے ہیں اور جو لوگ فتح مبین سے
صلح حدیبیہ مراد لیتے ہیں وہ یہاں بھی فتح کے معنے صلح
حدیبیہ کہتے ہیں)۔

یہ آیت بطور منطوق[2] کے بتا رہی ہے کہ جن لوگوں نے فتح سے پہلے

[1] ایک پیمانہ کا نام ہے اس کا وزن قریب آدھ سیر کے ہوتا ہے۔ [2] جو مضمون کسی کلام میں صاف صاف مذکور ہو اس کو منطوق کہتے ہیں اور جو اس سے مستنبط ہوتا ہو اس کو مفہوم کہتے ہیں۔ مفہوم دو قسم کا ہوتا ہے ایک مفہوم موافق دوسرے مفہوم مخالف تفہیم موافق و (باقی صفحہ)

انفاق و قتال از ایشان بظہور آمد
بر جماعۂ کہ بعد از فتح انفاق و قتال
نمودہ اند و بطریق مفہوم موافق مے
فہمند کہ ہر کہ انفاق و قتال او مقدم
تر افضل تر و قتالے کہ در مکہ بود
بدست و عصا بود و قتالے کہ بعد
ہجرت واقع شد بشمشیر و سلاح
در لغت ہر دو را قتال مے توان
گفت بملاحظہ ہمیں مفہوم موافق
گفتہ اند کہ نزلت فی ابی بکر الصدیق
قال البغوی و روی محمد بن فضیل
عن الکلبی ان ہذہ الآیۃ نزلت فی
ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ فانہ
اول من اسلم و اول من انفق فی
سبیل اللہ عزوجل قال عبد اللہ بن
مسعود رضی اللہ عنہ اول من اظہر
اسلامہ بسیفہ ابوبکر رضی اللہ عنہ
والنبی صلی اللہ علیہ وسلم
وروی عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال کنت
عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مال خرچ کیا اور جہاد کیا اُن لوگوں سے افضل ہیں جنھوں نے
بعد فتح کے خرچ کیا اور جہاد کیا۔ اور بطور مفہوم موافق کے
بتا رہی ہے کہ جس نے (فتح سے پہلے) زیادہ خرچ کیا ہو اور
زیادہ جہاد کیا ہو اس کا مرتبہ (ان لوگوں میں بھی) سب سے اقدم
و افضل ہوگا اور (یہ بھی سمجھنے کے قابل ہے کہ) جو جہاد مکہ
میں (قبل از ہجرت) تھا وہ ہاتھ سے اور لاٹھی سے تھا اور جو
جہاد بعد ہجرت کے واقع ہوا وہ تلوار سے اور نیزوں سے تھا اور
لغت میں دونوں کو قتال کہتے ہیں۔ (لہٰذا جو جہاد قبل از ہجرت
ہوتا رہا اس کا بھی لحاظ کیا جائے گا) اسی مفہوم کے لحاظ سے
(چونکہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا جہاد قبل از ہجرت سب سے زیادہ تھا)
لوگوں نے کہا ہے کہ یہ آیت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق
میں نازل ہوئی ہے۔ بغوی نے لکھا ہے کہ محمد بن فضیل نے
کلبی سے روایت کی ہے کہ یہ آیت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
کے حق میں نازل ہوئی ہے کیونکہ سب سے پہلے وہی اسلام لائے
اور سب سے پہلے انہی نے اللہ عزوجل کی راہ میں (اپنا مال)
خرچ کیا۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ سب سے
پہلے جس نے تلوار ہاتھ میں لے کر اپنا اسلام ظاہر کیا وہ
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے
اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ کہتے ہیں
کہ میں (ایک روز) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھا

(بقیہ صفحہ) مفہوم ہے جو خود اس عبارت سے نکلتا ہو۔ اور مفہوم مخالف وہ مفہوم ہے جو اس عبارت کی جانب مخالف سے نکلتا ہو جیسے اللہ تعالیٰ
کا قول: ومن لم یستطع منکم طولا ان ینکح المحصنت المؤمنت فمما ملکت ایمانکم من فتیاتکم المؤمنت ترجمہ: جو شخص طاقت نہ رکھے تم میں سے کہ نکاح
کرے آزاد مسلمان عورتوں سے تو مسلمان لونڈیوں سے نکاح کرے۔ منطوق اس آیت کا لونڈی سے نکاح کا جواز ہے۔ اور مفہوم موافق اس کا لونڈی
سے نکاح کا افضل ہونا ہے کہ آزاد سے نکاح کرنے کا مقدور نہ ہو اور مفہوم مخالف اس کا یہ ہے کہ جب آزاد عورت سے نکاح کا مقدور
ہو تو لونڈی سے نکاح جائز نہیں۔ حنفیہ کے نزدیک مفہوم مخالف قابل استدلال نہیں ہوتا۔

وعنده ابو بكر الصديق رضي الله عنه وعليه عباءة قد خللها في صدره بخلال فنزل جبرئيل عليه السلام فقال ما لي أرى ابا بكر عليه عباءة قد خللها في صدره بخلال فقال انفق ماله علي قبل الفتح قال فان الله يقول اقرأ عليه السلام وقل له أراض انت عني في فقرك هذا أم ساخط فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا ابا بكر ان الله عز وجل يقرأ عليك السلام ويقول لك أراض انت في فقرك هذا أم ساخط فقال ابو بكر رضي الله عنه أأسخط على ربي أنا عن ربي راض أنا عن ربي راض اخرجه الحاكم وابو نعيم عن هشام بن عروة عن ابيه قال اسلم ابو بكر وله اربعون الفا انفقها كلها على رسول الله صلى الله عليه وسلم في سبيل الله. في الرياض النضرة عن عائشة رضي الله عنها قالت لما اجتمع اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم وكانوا تسعة وثلاثين رجلا الح ابو بكر

اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی (اس وقت) آپ کے پاس (بیٹھے ہوئے) تھے اور ان (کے جسم) پر (اس وقت) ایک کملی تھی جس کے دونوں کنارے انھوں نے اپنے سینہ کے پاس (ایک کانٹے سے) اٹکا رکھے تھے اسی حالت میں جبرئیل علیہ السلام آئے اور انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ کیا سبب ہے میں دیکھتا ہوں کہ ابوبکرؓ (کے جسم پر) ایک کملی ہے جس کے دونوں کنارے انھوں نے اپنے سینہ پر اٹکا رکھے ہیں، حضرت نے فرمایا (وجہ یہ ہے کہ) وہ اپنا مال قبل فتح کے میرے اوپر خرچ کر چکے حضرت جبرئیل نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابوبکرؓ سے میرا سلام کہئے اور ان سے پوچھئے کہ اپنی اس فقر کی حالت میں مجھ سے خوش ہو یا ناخوش پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکر! اللہ عز وجل تم کو سلام فرماتا ہے اور تم سے پوچھتا ہے کہ تم اپنی اس فقر کی حالت میں مجھ سے خوش ہو یا ناخوش۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ (میں) کیا (ہو سکتی ہے) میں اپنے پروردگار سے ناخوش ہوں میں اپنے پروردگار سے خوش ہوں میں اپنے پروردگار سے خوش ہوں۔ اس کو حاکم اور ابونعیم نے ہشام بن عروہ سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ابوبکر صدیقؓ جب اسلام لائے تو ان کے پاس چالیس ہزار (اشرفیاں) تھیں وہ سب انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر راہ خدا میں خرچ کر دیں (یہ تو حضرت صدیقؓ کے خرچ کرنے کی کیفیت تھی اب ان کے جہاد کی حالت سنو)۔ ریاض النضرہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی تھیں کہ (ایک روز) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ جمع ہوئے وہ کل انتالیس مرد تھے تو ابوبکرؓ نے

على رسول الله صلى الله عليه
في الظهور فقال يا أبا بكر
إنا قليل فلم يزل يلح على
رسول الله صلى الله عليه و
سلم حتى ظهر رسول الله صلى
الله عليه وسلم وتفرق المسلمون
في نواحي المسجد وقام أبو بكر
في الناس خطيبا ورسول الله
صلى الله عليه وسلم
جالس وكان أول خطيب دعا
إلى الله عز وجل وإلى
رسوله صلى الله عليه وسلم
وثار المشركون على أبي بكر
وعلى المسلمين فضربوهم
في نواحي المسجد ضربا
شديدا ووطئ أبو بكر
وضرب ضربا شديدا ودنا
منه الفاسق عتبة بن ربيعة
فجعل يضربه بنعلين
مخصوفتين ويحرفهما بوجهه
وأثر ذلك حتى ما يعرف أنفه
من وجهه وجاءت بنو تيم
تتعادى فأجلوا المشركين
عن أبي بكر وحملوا أبا بكر في
ثوب حتى أدخلوه في بيته ولا يشكون

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلان اسلام کی بابت اصرار کیا آپ نے فرمایا اے ابوبکرؓ ابھی ہم لوگ بہت تھوڑے ہیں، مگر وہ برابر آپ سے اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور تمام مسلمان کعبہ کے اندر ادھر ادھر بیٹھ گئے اور ابوبکرؓ وعظ کہنے کھڑے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بیٹھے ہوئے تھے وہ سب سے پہلے واعظ ہیں جنھوں نے اللہ عز وجل اور اس کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف لوگوں کو بلایا (حضرت صدیقؓ کا وعظ کہنا تھا کہ) مشرکوں نے ان پر اور نیز اور مسلمانوں پر بھی ہجوم کرلیا اور ان کو مارنا شروع کیا کعبہ کے اندر جس قدر مسلمان تھے سب کو بہت سخت مارا اور ابوبکرؓ تو پیروں سے روندے گئے اور بہت ہی سخت مارے گئے اور اسی حالت میں عتبہ بن ربیعہ خبیث ان کے قریب گیا اور اس نے دو سلی ہوئی جوتیوں سے ان کو مارنا شروع کیا اور ان کے منہ کے چہرہ پر مارتے مارتے پھٹنے کے قریب پہنچا دیا چہرہ پر اس قدر ورم آگیا کہ ناک اور منہ معلوم نہ ہوتا تھا۔

(مترجم کہتا ہے کہ اللہ اکبر کیسی خوش نصیبی اور اقبال مندی حضرت صدیقؓ کی تھی آقائے نامدار حبیب مختار صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے ان کی محبت میں جان فدا کر رہے ہیں اس دن کی تمنا تو ہر جانباز کو ہوتی ہے مگر ہر ایک کی ایسی قسمت کہاں ہے

بجرم عشق توام می کشند و غوغائیست
تو نیز بر سر بام آ کہ خوش تماشائی ست)

اتنے میں (حضرت صدیقؓ کے قبیلہ) بنی تیم کے لوگ دوڑتے ہوئے آئے اور انھوں نے مشرکوں کو ابوبکرؓ کے پاس سے ہٹایا اور ان کو کپڑے میں لاد کر ان کے گھر لے گئے ان سب کو یقین تھا کہ

فی موتہ ورجع بنو تیم فدخلوا المسجد وقالوا واللہ لئن مات ابوبکر لنقتلن عتبۃ ورجعوا الی ابی بکر فجعل ابو قحافۃ وبنو تیم یکلمون ابا بکر حتی اجابھم فتکلم اٰخر النھار ما فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنالوہ بألسنتھم وعذلوہ ثم قاموا وقالوا لأم الخیر بنت صخر انظری ان تطعمیہ شیئا او تسقیہ ایاہ فلما خلت بہ والحت جعل یقول ما فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت واللہ ما لی علم بصاحبک فقال اذھبی الی ام جمیل بنت الخطاب فاسألیھا فخرجت حتی جاءت ام جمیل فقالت ان ابابکر یسألک عن محمد بن عبد اللہ قالت ما اعرف ابابکر ولا محمد بن عبد اللہ وان تحبی ان امضی معک الی ابنک فعلت قالت نعم فمضت معھا حتی وجدت ابابکر صریعا دنفا فدنت منہ ام جمیل واعلنت بالصیاح وقالت ان قوما نالوا منک ھذا لاھل فسق وانی لارجو ان ینتقم اللہ لک قال

اب یہ زندہ نہ رہیں گے پھر بنی تیم کے لوگ واپس ہو کر کعبہ میں آئے اور کہنے لگے کہ اللہ کی قسم اگر ابوبکرؓ مر گئے تو ہم ضرور ضرور عتبہ کو مار ڈالیں گے۔ اس کے بعد پھر وہ ابوبکرؓ کے پاس آگئے۔ ابو قحافہ (ان کے والد) اور قبیلہ بنی تیم کے اور لوگ برابر ان کو پکارتے تھے (مگر وہ جواب نہ دیتے تھے) بالآخر شام کے قریب جواب دیا اور یہ بات کہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے ہیں تمام بنی تیم کے لوگوں نے ان کو ملامت کی اور طعنے دیئے (کہ دیکھو تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اپنی جان و آبرو سب تباہ کر دی) اس کے بعد وہ لوگ اٹھ گئے اور (حضرت صدیقؓ کی والدہ) ام الخیر بنت صخر سے کہہ گئے کہ دیکھو ان کو کچھ کھلا پلا دینا چنانچہ وہ ان کے پاس گئیں اور انھوں نے بہت اصرار کیا مگر وہ یہی پوچھتے رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے ہیں؟ ام الخیر نے کہا واللہ مجھے تمہارے صاحب کی کچھ خبر نہیں حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ تم ام جمیل بنت خطاب کے پاس جاؤ اور ان سے حضرتؐ کا حال پوچھو چنانچہ وہ ام جمیل کے پاس گئیں اور کہا کہ ابوبکرؓ تم سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بن عبد اللہ کا حال پوچھتے ہیں ام جمیل نے (براہ رازداری صاف انکار کر دیا) کہا نہ میں ابوبکرؓ کو جانتی ہوں نہ محمد بن عبد اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اور اگر تم چاہو تو میں تمہارے ہمراہ تمہارے بیٹے کے پاس چل سکتی ہوں ام الخیر نے کہا اچھا چلو۔ چنانچہ ام جمیل ان کے ہمراہ گئیں اور انھوں نے دیکھا کہ ابوبکرؓ پڑے ہوئے ہیں اور بہت سقیم حالت ہے ام جمیل ان کے قریب گئیں اور (ضبط نہ کر سکیں) چلا اٹھیں کہ جن لوگوں نے تمہارے ساتھ ایسا کیا ہے بڑے نابکار لوگ ہیں مجھے یقین ہے کہ اللہ تمہارا انتقام ان سے لے گا حضرت ابوبکرؓ نے کہا (یہ باتیں تو پھر کرنا) پہلے یہ بتاؤ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ما فعل رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت هذه أمك تسمع قال فلا عين عليك منها قالت سالم صحيح قال فأين هو قالت في دار الأرقم قال فإن لله علي ألية أن لا أذوق طعاما أو شرابا أو آتي رسول الله صلى الله عليه وسلم فأمهلتا حتى إذا هدأت الرجل وسكن الناس خرجتا به يتكئ عليهما حتى أدخلتاه على النبي صلى الله عليه وسلم قالت فأكب عليه فقبله وأكب عليه المسلمون ورق له رسول الله صلى الله عليه وسلم رقة شديدة فقال أبو بكر بأبي أنت وأمي ليس بي ما نال الفاسق من وجهي هذه أمي برة بوالديها وأنت مبارك فادعها إلى الله تعالى وادع الله عز وجل لها عسى أن يستنقذها بك من النار قالت فدعا لها رسول الله صلى الله عليه وسلم فأسلمت

کیسے ہیں؟ ام جمیل نے (آہستہ سے) کہا کہ تمہاری والدہ سن رہی ہیں (ابھی نہ پوچھو) حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ میری والدہ سے تم کچھ اندیشہ نہ کرو۔ ام جمیل نے کہا (بحمد اللہ) صحیح و سالم ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا کہ کہاں تشریف رکھتے ہیں؟ ام جمیل نے کہا کہ ارقم کے گھر میں (اس کے بعد ام جمیل اور حضرت صدیقؓ کی والدہ دونوں نے ان سے کھانے کے لئے اصرار کیا) حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ میں نے اللہ سے عہد کیا ہے کہ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں نہ پہنچوں گا کچھ نہ کھاؤں گا نہ پیوں گا۔ ان دونوں نے (یہ سنکر) توقف کیا یہاں تک کہ جب (رات بہت آگئی اور) پہروں کی چاپ موقوف ہوگئی اور سب لوگ اپنی اپنی جگہ پر سو رہے تھے تو دونوں ان کو لے چلیں۔ حضرت ابوبکرؓ ان دونوں پر ٹیک لگائے ہوئے چل رہے تھے یہاں تک کہ دونوں نے ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا دیا۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ پہنچتے ہی حضرت ابوبکرؓ آپ پر جھک پڑے اور آپ کی جبین مبارک پر بوسہ لیا اور تمام مسلمان ابوبکر صدیقؓ پر جھک پڑے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی حالت دیکھ کر بہت سخت رقت طاری ہوئی۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہو جائیں اُس خبیث نے جو میرے منہ پر مارا تھا اب اُس کا کچھ بھی اثر مجھے نہیں معلوم ہوتا (اس وقت ایک عرض یہ ہے کہ) میری یہ والدہ اپنے ماں باپ کی بڑی قدر گزار ہیں اور آپ مورد برکت ہیں لہٰذا ان کو اللہ کی طرف بلایئے اور اللہ عز وجل سے ان کے لئے دعا کیجئے امید ہے کہ اللہ ان کو آپ کی برکت سے دوزخ سے بچالے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعا کی اور وہ اسلام لے آئیں

فاقاموا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم شهرا وهم تسعة وثلاثون رجلا وكان اسلام حمزة يوم ضرب ابو بكر واخرج البخاري عن عروة ابن الزبير قال سألت عبد الله ابن عمرو عن اشد ما صنع المشركون برسول الله صلى الله عليه وسلم قال رأيت عقبة بن ابي معيط جاء الى النبي صلى الله عليه وسلم فوضع رداءه في عنقه فخنقه به خنقا شديدا فجاء ابو بكر حتى دفعه عنه فقال اتقتلون رجلا ان يقول ربي الله وقد جاءكم بالبينات من ربكم واخرج الحاكم عن انس قال لقد ضربوا رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى غشي عليه فقام ابو بكر فجعل ينادي ويقول ويلكم اتقتلون رجلا ان يقول ربي الله قالوا من هذا قالوا هذا ابن ابي قحافة المجنون وقال ابن اسحق حدثني نافع عن ابن عمر قال لما اسلم عمر قال اي قريش انقل للحديث قيل له

ایک مہینہ تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صرف انتالیس مسلمان تھے جس روز حضرت ابوبکرؓ پیٹے گئے اسی دن حضرت حمزہؓ اسلام لے آئے اور بخاری نے عروہ بن زبیرؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے عبداللہ بن عمرو (بن عاصؓ) سے پوچھا کہ سب سے زیادہ سخت کام جو مشرکوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا وہ کیا تھا۔ انھوں نے کہا (سب سے زیادہ سخت نظارہ جو) میں نے دیکھا (وہ یہ تھا کہ) عقبہ بن ابی معیط نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کی چادر آپ کے گلے میں لپیٹ کر اس سے آپ کا گلا گھونٹنا شروع کیا حضرت ابوبکرؓ (کو خبر ہوئی تو وہ) آئے اور انھوں نے عقبہ کو آپ کے پاس سے ہٹایا اور کہا کیا تم ایک شخص کو قتل کیے ڈالتے ہو اس بات پر کہ وہ کہتا ہے میرا پروردگار اللہ ہے اور وہ تمھارے پاس کھلی ہوئی نشانیاں تمھارے پروردگار کے پاس سے لایا اور حاکم نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ کافروں نے (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر مارا کہ آپ بے ہوش ہو گئے (راستے میں) ابوبکرؓ (آ گئے اور انھوں نے آپ کو بچا لیا اس کے بعد وہ) کھڑے ہو گئے اور پکار کر کہنے لگے تم لوگوں کی خرابی ہو کیا تم ایک شخص کو قتل کیے ڈالتے ہو صرف اس بات پر کہ وہ کہتا ہے میرا پروردگار اللہ ہے اور بیشک وہ معجزات بھی تمھارے پاس تمھارے پروردگار کے یہاں سے لایا۔ کافروں نے پوچھا یہ کون ہے؟ کسی نے کہا کہ یہ ابو قحافہ کا مجنون بیٹا ہے۔ اور (حضرت عمرؓ کے جہاد کی حالت سنو) ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ مجھ سے نافع نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کر کے بیان کیا کہ جب حضرت عمرؓ اسلام لائے تو انھوں نے (لوگوں سے) پوچھا کہ قریش کا کون شخص بات کو جلد مشہور کرتا ہے؟ کسی نے کہا کہ

جميل بن معمر الجمحي قال فغدا عليه قال عبد الله بن عمر وغدوت أتبع أثره وأنظر ما يفعل وأنا غلام أعقل كل ما رأيت حتى جاءه فقال أعلمت يا جميل أني أسلمت ودخلت في دين محمد صلى الله عليه وسلم قال فوالله ما راجعه حتى قام يجر رداءه واتبعه عمر واتبعت أبي حتى إذا قام على باب المسجد صرخ بأعلى صوته يا معشر قريش وهم في أنديتهم حول الكعبة ألا إن ابن الخطاب قد صبأ قال يقول عمر من خلفه كذب ولكن قد أسلمت وشهدت أن لا إله إلا الله وأن محمدا عبده ورسوله وثاروا إليه فما برح يقاتلهم ويقاتلونه حتى قامت الشمس على رؤوسهم قال وطلح فقعد وقاموا على رأسه وهو يقول افعلوا ما بدا لكم فأحلف بالله لو قد كنا ثلاث مائة رجل لقد تركناها لكم أو تركتموها لنا قال فبينا هو على ذلك إذ أقبل شيخ من قريش عليه حلة حبرة وقميص

جمیل بن معمر جمحی چنانچہ حضرت عمرؓ اس کے پاس گئے عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے گیا اس زمانہ میں میں بچہ تھا مگر جو کچھ دیکھتا تھا اس کو سمجھ لیتا تھا حضرت عمرؓ نے اس کے پاس پہنچ کر فرمایا کہ اے جمیل! کیا تمہیں معلوم ہے میں اسلام لے آیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں داخل ہو گیا۔ حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ اس نے اس کا کچھ جواب نہ دیا اور اپنی چادر گھسیٹتا ہوا چلا اور حضرت عمرؓ بھی اس کے ساتھ ہو لئے میں بھی اپنے والد کے ساتھ تھا یہاں تک کہ وہ جا کر کعبہ کے دروازہ پر کھڑا ہوا اور نہایت بلند آواز سے اس نے پکارا کہ اے گروہ قریش! [اور وہ سب لوگ کعبہ کے گرد اپنی اپنی نشستگاہ میں تھے] سنو! ابن خطاب بے دین ہو گیا۔ حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ اس کے ساتھ ساتھ کہتے جاتے تھے کہ یہ جھوٹا ہے میں بے دین نہیں ہوں بلکہ مسلمان ہو گیا ہوں اور شہادت دیتا ہوں کہ سوا اللہ کے کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں (یہ سنتے ہی) کافروں نے ان پر ہجوم کیا اور میرے والد کافروں کو مارنے لگے اور کافر میرے والد کو یہاں تک کہ دوپہر ہو گئی۔ بالآخر میرے والد تھک کر بیٹھ گئے اور وہ سب لوگ سر پر ان کے پاس کھڑے ہوئے (اور مارنا شروع کیا) میرے والد یہ فرماتے جاتے تھے کہ جو تم سے ہو سکے کر دو۔ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر ہم لوگ تین سو بھی ہوتے تو یا تو ہم مکہ کو تمہارے لئے خالی کر دیتے یا تم مکہ ہمارے لئے خالی کر دیتے۔ حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ اسی اثنا میں قریش کا ایک بوڑھا آدمی آیا اور وہ (مقام) حیرہ کی بنی ہوئی چادر اور تہبند اور ایک عمدہ قمیص

مُوَشّى حتى وقف عليه فقال
ما شأنكم قالوا صبا عمر قال فمه
رجل اختار لنفسه امرًا فماذا
تريدون أترون بني عدي
بن كعب يُسْلِمُون لكم صاحبهم
هذا خلّوا عن الرجل قال
فوالله لكأنما كانوا ثوبًا كُشط عنه
قال فقلت لأبي بعد أن هاجر إلى
المدينة يا أبت من الرجل الذي زجر
القوم عنك بمكة يوم أسلمت و
هم يقاتلونك قال ذاك أي بُني
العاص بن وائل السهمي. چون
این همه بیان نمودیم ست گوئیم
چون افضلیت شیخین بر جماعه
که بعد فتح مسلمان شده بالمنطوق
ثابت شد و بر جماعه متقدمه
بالمفهوم خلافت ایشان خلافت
راشده باشد و یکی از لوازم
خلافت خاصه افضلیت خلیفه
است بجامه مسلمین بتفضیل کلی و به نسبت
خواص ایشان که مستعد خلافت اند
و آنحضرت صلی الله علیه وسلم با ایشان معامله
شغل لائقه میفرمود بتفضیل جزئی متحد به که
در حکم تفضیل کلی باشد خصوصاً در امورے که
منصب ریاست و خلافت باشند

پہنے ہوئے تھا اس نے کہا کہ تم لوگ یہ کیا کر رہے ہو؟ ان
لوگوں نے کہا کہ عمر بے دین ہو گیا ہے۔ اس نے کہا اچھا چھوڑو
ایک شخص نے اپنے نفس کے لئے جو چاہا کیا اب تم کیا چاہتے ہو
کیا تم سمجھتے ہو کہ بنی عدی اپنا آدمی تمہارے حوالہ کر دیں گے
(کہ تم اس کو قتل کر ڈالو لہٰذا) اس شخص کو چھوڑ دو۔ حضرت
ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ وہ لوگ (چاروں طرف سے) مثل چادر
کے حضرت عمرؓ کو لپٹے ہوئے تھے (جب ہٹائے گئے تو
معلوم ایسا ہوا کہ چادر) آپ کے اوپر سے اتار لی گئی۔ حضرت
ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ پھر میں نے بعد میں کہ حضرت عمرؓ مدینہ
ہجرت کر گئے آپ سے پوچھا کہ اے باپ! وہ کون شخص تھا جس
نے مکہ میں آپ کے لئے جب آپ اسلام لائے کافروں کو
ڈانٹا تھا کہ اس شخص کو کیوں قتل کئے ڈالتے ہو۔ حضرت عمرؓ
نے کہا اے بیٹے! وہ عاص بن وائل سہمی تھا۔

جب ہم یہ بیان کر چکے تو اب کہتے ہیں کہ در صورتیکہ شیخینؓ
کا ان لوگوں سے افضل ہونا جو بعد فتح کے مسلمان ہوئے
منطوق آیت سے ثابت ہو گیا اور فتح سے قبل اسلام لانے
والوں سے ان کا افضل ہونا مفہوم آیت سے ثابت ہوا تو
(یقیناً معلوم ہو گیا کہ) خلافت ان کی خلافت راشدہ ہے اور
(یہ اس لئے کہ اوپر بیان ہو چکا کہ) خلافت خاصہ کے لوازم
سے ہے کہ خلیفہ عام مسلمانوں پر تفضیل کلی رکھتا ہو اور
خواص پر یعنے ان لوگوں پر جو خلافت کی قابلیت رکھتے ہوں
اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ وہ برتاؤ
کیا جو ولیعہد کے ساتھ ہونا چاہئیے۔ تفضیل جزئی رکھتا ہو مگر
ایسی کہ قریب تفضیل کلی کے ہو خصوصاً ان امور میں
جو ریاست و خلافت کے لئے ضروری ہیں۔ اور شیخینؓ کے لئے

واللہ اعلم قال اللہ تعالیٰ فی سورۃ الحجر إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۝ ہر آئینہ ما فرود آوردیم قرآن را و ہر آئینہ ما نگاہ دارندۂ اویم وقال فی سورۃ القیامۃ لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ۝ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ ۝ یعنے مجنبان بقرآن زبان خود را تا شتابی کنی بحفظ آں ہر آئینہ وعدہ است بر ما بہم آوردن وخواندن آں پس چوں بخوانیم قرآن را یعنے نازل گردانیم آں را پس در پئے رو قرءۃ او را یعنی استماع آں کن باز ہر آئینہ بر ما وعدہ است واضح ساختن او را اخرج مسلم فی حدیث عیاض بن حمار عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم عن ربہ تبارک وتعالیٰ وانزلت علیک قرآنا لا یغسلہ الماء۔ وایں کنایہ است از آنکہ اگر مساعی بنی آدم صرف شوند در محو قرآن تا در نشوند بر آں وایں تفسیر حفظ قرآن است باز در آیۂ دیگر صورت حفظ

اس قسم کی فضیلت عوام و خواص سب پر اس آیت سے ثابت ہوگئی ابتداءً ان کی خلافت کے خلافت خاصہ راشدہ ہونے میں کیا شک رہا)۔ واللہ اعلم۔

(دسویں آیت) اللہ تعالیٰ نے سورۂ حجر (چودھویں پارہ) میں فرمایا ہے۔ (ترجمہ):۔

تحقیق ہم نے اتارا قرآن اور تحقیق ہم حفاظت کرنے والے اس کے ہیں۔[1]

(گیارھویں آیت) اللہ تعالیٰ نے سورۂ قیامۃ (انتیسویں پارہ) میں فرمایا ہے۔ (ترجمہ):۔

(اے نبیؐ!) نہ حرکت دو قرآن کے ساتھ اپنی زبان کو اس لئے کہ جلدی کرو اس کے یاد کرنے میں۔ تحقیق (وعدہ) ہے ہم پر اس کے جمع کرنے اور پڑھے جانے کا پس جس وقت ہم اس کو پڑھیں (یعنے نازل کریں) تو پیچھے رہو اس کے پڑھنے کے (یعنے اس کو سنو) پھر یقیناً ہم پر (وعدہ) ہے اس کے واضح کرنے کا۔ مسلم نے بواسطہ حضرت عیاض بن حمار کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا اللہ بزرگ و برتر فرماتا ہے کہ میں نے تم پر ایسی کتاب نازل کی ہے جس کو پانی نہیں دھو سکتا۔ مطلب یہ ہے کہ اگر قرآن کے معدوم کرنے میں تمام بنی آدم کی کوششیں صرف ہو جائیں تب بھی کامیاب نہ ہوں گے۔ حفاظت قرآن کی یہی تفسیر ہے۔ پھر دوسری (گیارھویں) آیت میں اس حفاظت کا طریقہ بھی

---

[1] بعض مفسرین لہ کی ضمیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پھیرتے ہیں۔ اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ ہم نے قرآن کو نازل کیا اور ہم محمدؐ کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ ولیکن [illegible] سیاق و سباق اس تفسیر کے مناسب نہیں اسی وجہ سے جمہور مفسرین نے لہ کی ضمیر قرآن ہی کی طرف پھیری ہے اور لطف یہ ہے کہ شیعوں نے بھی اپنی تفسیر میں یہی لکھا ہے حالانکہ وہ حفاظت قرآن کے منکر اور تحریف قرآن کے معتقد ہیں۔

بیان فرمود اخرج البخاری عن ابن عباس فی قولہ عز وجل لا تحرک بہ لسانک الآیۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعالج من التنزیل شدۃ وکان مما یحرک شفتیہ فانزل اللہ عز وجل لا تحرک بہ لسانک لتعجل بہ ان علینا جمعہ وقرآنہ قال جمعہ فی صدرک وتقرأہ فاذا قرأناہ فاتبع قرآنہ قال فاستمع لہ وانصت ثم ان علینا بیانہ ثم ان علینا ان تقرأہ فکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد ذلک اذا اتاہ جبرئیل استمع فاذا انطلق جبرئیل قرأہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کما قرأ و مرفوع دریں حدیث قصۂ آنحضرت است صلی اللہ علیہ وسلم فقط و تفسیر جمعہ ای جمعہ فی صدرک تفسیر ابن عباس است تقریرے گوید عفی عنہ دریں تفسیر نظر است زیرا کہ ہر سہ کلمہ را بر معانی متغایرہ حمل کردن بعید مے نماید

بیان فرمادیں (کہ اس کو مصاحف میں جمع کرا دیں گے اور لوگوں کے دل میں اس کی تلاوت اور تفسیر کا بے اندازہ شوق پیدا کر دیں گے)۔ بخاری نے حضرت ابن عباسؓ سے آیت لا تحرک بہ لسانک کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نزول وحی کے وقت بہت محنت اپنے اوپر گوارا کرتے تھے چنانچہ ایک محنت یہ تھی کہ آپ (وحی) سنتے جاتے تھے اور ساتھ ہی پڑھتے بھی جاتے تھے مگر (آواز نہیں بلکہ صرف) اپنے ہونٹوں کو ہلاتے تھے لہٰذا اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل کی لا تحرک بہ الخ جمع کرنے سے مراد سینہ میں جمع کرنا ہے اور پڑھنے سے مراد آنحضرت کا پڑھنا ہے۔ فاتبع قرآنہ کا مطلب یہ ہے کہ اس کو سنو اور سکوت کرو ثم ان علینا بیانہ میں بیان کا مطلب یہ ہے کہ اے محمدؐ! ہم اس کو تمہیں پڑھا دیں گے لہٰذا اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حالت تھی کہ جب جبریلؑ آپ کے پاس (وحی لے کر) آتے تو آپ اس کو سنتے پھر جب جبریل چلے جاتے تو آپ اس کو پڑھتے جس طرح جبریلؑ نے پڑھا تھا (بخاری کی روایت ختم ہوئی) اس روایت میں مرفوع حدیث اسی قدر ہے جس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت کے متعلق ہے۔ جمع کی تفسیر حضرت ابن عباسؓ کی ذاتی رائے ہے۔

یہ فقیر کہتا ہے (اللہ اس سے درگزر کرے) کہ اس تفسیر میں اعتراض ہے کیونکہ (حضرت ابن عباسؓ نے لفظ جمع اور لفظ قرآن اور لفظ بیان کا مآل ایک کر دیا سینہ میں جمع کرنا، زبان سے پڑھوا دینا سب کا مآل ایک ہی) کیونکہ تینوں لفظوں کو قریب قریب معانی پر محمول کرنا (بلاغت کی شان سے) بعید معلوم ہوتا ہے۔

آری در تفسیر سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى این تقریر کردن گنجائش میدارد باز فرمودہ‌اند ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ بر معنے کہ بغیر تراخی معتد بہ واقع شدہ باشد بعدے دارد آنچہ در تفسیر آیت آں می نماید کہ معنے إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ آن است کہ لازم است وعدہ جمع کردن قرآن برما در مصاحف وَقُرْاٰنَهُ یعنے توفیق دہیم قراء امت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و عوام ایشاں را بر تلاوت آں تا سلسلۂ تواتر از ہم گسستہ نشود و خدا تعالیٰ می فرماید کہ در فکر آں مباش کہ قرآن از دل تو فراموش شود و مشقت تکرار آں مکن یکے از خرق عوائد است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صعوبت تکرار کہ جمہور مسلمین در حفظ قرآن می کشند نمی کشیدند و بمجرد تبلیغ جبرئیل بخاطر مبارک متمکن می شد چہ جائے این تکرار کہ ابر خود لازم گردانیدہ ایم آنچہ بمرتب از تبلیغ تو متاخر است و آں جمع قرآن است در مصاحف و خواندن امت ہست آں را چہ خواص و چہ عوام پس خاطر خود را مشغول مشقت حفظ آں مگردان بلکہ چوں بر زبان جبرئیل تلاوت کنیم دل بہ استماع آں باش باز بر ماست توضیح قرآن در ہر عصرے جمعے را موفق بشرح غریب قرآن و بیان سبب نزول آں

(اور) سورۂ سبّح اسم کی آیت «سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى» کی تفسیر میں یہ تقریر صحیح ہو سکتی ہے۔ پھر ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ کا ایسا مطلب بیان کرنا جو بغیر معقول تاخیر کے واقع ہوا ہو اور بھی زیادہ (شانِ بلاغت سے) بُعد رکھتا ہے (کیونکہ لفظ ثم کلام عرب میں تاخیر کے لئے آتا ہے لہٰذا) زیادہ مناسب اس آیت کی تفسیر میں یہ ہے کہ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ کا یہ مطلب لیا جائے کہ قرآن کو مصاحف میں جمع کرنے کا وعدہ ہمارے ذمہ ہے اور قُرْاٰنَهُ کا مطلب یہ لیا جائے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کے قاریوں کو اور نیز عوام کو ہم قرآن کی تلاوت کی توفیق دیں گے تاکہ سلسلہ تواتر کا ٹوٹنے نہ پائے (گویا) خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم یہ فکر نہ کرو کہ قرآن تمہارے دل سے فراموش ہو جائے گا اور اس کے یاد کرنے کی محنت نہ اٹھاؤ چنانچہ یہ ایک معجزہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کے یاد کرنے کی محنت جس طرح سب مسلمان اٹھاتے ہیں نہ اٹھاتے تھے حضرت جبرئیل کے سناتے ہی فوراً آپ کے دل میں جاگزیں ہو جاتا تھا الغرض تم اے نبی! یہ فکر نہ کرو اس فکر کا کیا موقع ہے (دیکھو تو) ہم نے (قرآن کے لئے) وہ بات اپنے ذمہ لازم کر لی ہے جو تمہارے (فرضِ منصبی یعنی) تبلیغ سے بھی پیچھے ہے یعنے قرآن کو مصاحف میں جمع کرا دینا اور امت سے اس کا پڑھوانا کیا خواص کیا عوام لہٰذا تم اپنا دل اس کے یاد کرنے میں نہ لگاؤ بلکہ جب ہم (جبرئیل کی زبان سے) اس کو پڑھیں تو تم سنتے رہو) پھر (ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ کا یہ مطلب لیا جائے کہ) ہمارے ذمہ ہے قرآن کی توضیح یعنے ہر زمانے میں ہم ایک جماعت کو قرآن کی لغات کی شرح کرنے اور اس کے شان نزول بیان

(راتیم تا مصداق حکم آں
بیان کنند واین ہمہ بمراتب
متاخر است از حفظ و تبلیغ
آں را چوں آیات قرآن متشابہ
اند بعض آں مصدق بعض ست
وآنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم مبین قرآن عظیم است
حفظ قرآن کہ موعود حق است
بایں صورت ظاہر شد کہ
جمع آں در مصاحف کنند و
مسلمانان توفیق تلاوت آں شرقاً
وغرباً لیلاً ونہاراً یابند
وہمین است معنے لایغسلہ
الماء یا از جمعہ و قرآنہ
یک جا یاد فرمودن و در وعدہ
بیان کلمۂ ثم کہ برائے
تراخی است ذکر نمودن مے
نماید کہ وقت جمع قرآن در مصاحف
اشتغال بتلاوت آں شائع شد و تفسیر
آں من بعد بظہور آمد و در خارج ہمچنیں
متحقق شد اول شروع حفظ آں
از جانب اُبی بن کعب وعبداللہ
بن مسعود بودہ است در زمان حضرت عمر
رضی اللہ عنہ و اول اشتغال بہ تفسیر از
ابن عباس واقع شد بعد انقضائی ایام خلافت

کرنے کی توفیق دیں گے تاکہ وہ لوگ (آیات قرآنی کے حکم کا مصداق
بیان کرتے رہیں اور یہ بات تو اسے یاد کرنے سے اور تمام لوگوں کی
تبلیغ سے بدرجہا بعد کی ہے چونکہ آیات قرآنیہ متشابہ (یعنے ایک
دوسرے سے ملتی جلتی اور) ایک دوسرے کی تصدیق کرنے والی
ہیں (لہٰذا ان دونوں یعنے دسویں و گیارھویں آیت کو ایک
دوسرے کی تفسیر قرار دینا نہایت مناسب ہے) اور آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم قرآن عظیم کے (حقیقی) مفسر ہیں (لہٰذا
احادیث سے بھی تفسیر میں مدد لینی چاہیئے) اور احادیث سے
ظاہر ہوتا ہے کہ) حفاظت قرآن کا وعدہ حق تعالے نے کیا
ہے اس طریقہ سے ظاہر ہوگی کہ لوگ اس کو مصاحف میں جمع
کریں اور تمام مسلمان کیا اہل مشرق کیا اہل مغرب رات دن
اس کی تلاوت کی توفیق پائیں (چنانچہ حدیث) لا یغسلہ
الماء سے یہ بات مفہوم ہوتی ہے۔

پھر (ایک بات یہ بھی سمجھو کہ) جمعہ اور قرآنہ کو (بذریعہ
واو عطف کے) ایک جگہ ذکر کرنا اور وعدۂ بیان میں ثم لانا
جو تاخیر کے لئے ہے اس بات کو بتا رہا ہے کہ قرآن کی تلاوت
کا کام تو اس کے مصاحف میں جمع ہونے کے ساتھ ساتھ
جاری ہو جائے گا اور تفسیر قرآن (کا علم) کچھ زمانے کے بعد
ظاہر ہوگا چنانچہ خارج میں ایسا ہی واقع ہوا قرآن کے
حفظ (کرانے) کا کام حضرت اُبی بن کعبؓ اور عبداللہ بن
مسعودؓ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں شروع ہوا
اور تقریباً یہی زمانہ قرآن کے مصاحف میں جمع ہونے کا بھی
تھا۔ اور علم تفسیر کی ترویج حضرت ابن عباسؓ سے زمانہ
خلافت (خاصہ) کے گزر جانے (یعنے جمع قرآن سے ایک معقول
تاخیر) کے بعد شروع ہوئی۔

چوں ایں ہمہ ذکر کردیم باید دانست کہ جمع کردن شیخین قرآن عظیم را در مصاحف سبیل حفظ آں شد کہ خدائے تعالیٰ برخود لازم ساختہ بود و وعدۂ آں فرمودہ و فی الحقیقت ایں جمع فعلِ حق است و انجازِ وعدۂ وست کہ بردستِ شیخین ظہور یافت و ایں یکے از لوازم خلافتِ خاصّہ است

اکنوں ایں فصل را بر نکتۂ باریکے ختم کنیم پیش اہل حق نبوّت مکتسب نیست کہ بریاضت نفسانیہ و بدنیہ آں را توں یافت در امرے ست جبلی کہ نفس پیغمبر را نفس قدسیہ آفریدہ اند پس بضرورتِ جبلیہ مندفع شود بافاعیل مناسبۂ قدس بلکہ چوں حالِ عالم بر جہے باشد کہ حکمتِ الٰہیہ مقتضی آں شود کہ خدائے تعالیٰ از فوق سمٰوات سبع ارادہ فرماید اصلاح بنی آدم و اقامتِ عوجِ ایشاں بالقیہ و اعیہ در قالب اذکی بنی آدم دمیّم و اندر دل ایشاں تا بعلوم و اعمالے کہ صلاح ایشاں دراں خواہد بود امر فرماید و برایشاں الزام کند آں را بحجّۃ

جب یہ سب باتیں ہم بیان کرچکے تو اب جاننا چاہیے کہ شیخین رضی اللہ عنہما کا قرآنِ عظیم کو مصاحف میں جمع کرنا قرآن کی اس حفاظت کا ذریعہ بنا جس کو خدا تعالیٰ نے اپنے ذمہ لازم کیا تھا اور جس کا وعدہ فرمایا تھا پس درحقیقت یہ جمع کرنا خدا کا کام تھا اور اسی کے وعدہ کا انجاز تھا جو شیخین رضی اللہ عنہما کے ہاتھ سے ظاہر ہوا (لہٰذا شیخین رضی اللہ عنہما جارحۂ الٰہی ہوئے) اور یہ بات (یعنے جارحۂ الٰہی ہونا) خلافتِ خاصّہ کے لوازم سے ہے (جیسا کہ اوپر بیان ہوا)۔

اب ہم اس فصل کو ایک باریک نکتے پر ختم کرتے ہیں۔

(وہ نکتۂ باریک یہ ہے کہ) اہلِ حق کے نزدیک نبوّت کسبی چیز نہیں ہے کہ نفسانی اور بدنی ریاضتوں سے اس کو حاصل کرسکیں تو پیدائشی چیز ہے کہ کارکنانِ قضا و قدر نے (نفس) پیغمبر کو آفرینش کے وقت نفسِ قدسی بنادیا ہو جس کی وجہ سے خود بخود (بالاضطرار) پیغمبر سے ایسے ہی افعال صادر ہوں جو تقدّس کے مناسب ہوں بلکہ (نبوّت ایک اعلیٰ درجہ کا مرتبہ ہے جو عین وقت پر عنایت ہوتا ہے اس مرتبہ کے عنایت ہونے کے اسباب و شرائط یہ ہیں کہ) جب دنیا کی حالت ایسی ہوجائے کہ حکمتِ الٰہیہ اس بات کا تقاضا کرنے لگے کہ خدا تعالیٰ نے سات آسمانوں کے اوپر سے بنی آدم کی اصلاح کا اور ان کی کج رفتاریوں کو راست کرنے کا ارادہ فرمائے اس طرح کہ جو شخص بنی آدم میں سب سے زیادہ پاکیزہ اور عالی ہمت (اور راستباز) ہو اس کے دل میں (اپنا) ارادہ ڈالے تاکہ وہ ان علوم و اعمال کا (جن میں بنی آدم کی اصلاح ہوگی) حکم دے اور حجّت و برہان سے ان کو ملزم کرے اگر وہ لوگ

گردند بهیسا و اگر نه کسند متخاصمه
نماید یا مجاهده تا اگر سُعَدا از اشقیا
ممتاز گردند و عالم به نور ہدایت منور
شود و مقتضای عالم ایں کیفیت
خاص رو چنان است کہ جمعیت صغری
و کبرے مقتضی نقش نتیجه گردد
بر نفس شخص به تعیین و مقتضی گردد
انقلاب آں را بہوا چوں عالم ایں را
اقتضا کند قضائی الٰہی نازل شود از فوق
سبع سمٰوات بملاء اعلیٰ و ملاء اعلیٰ
ہمہ بآں رنگ رنگین شوند و سیل سیل
برکات ملاء اعلیٰ بریں نفس
قدسیہ فرو ریزند و ملاء اعلیٰ برائے ایں
نفس بصور مناسبہ متمثل شوند و علوم شرعیہ
و احسانیہ وغیرہا در ایں نفس بیندازند و ایں
نفس قدسیہ بتدبیر مجرد از فوق سبع
سمٰوات نازل شدہ در سدرۃ المنتہیٰ
باحکام مثالیہ متلبس گشتہ در ملاء اعلیٰ شائع
شدہ در زمین فرود آمدہ است مطلع شود
و بوحی متلو یا غیر متلو کہ از عالم مجرد
بشایست ایں ارادہ نزول فرمود لباس
مناسب ملاء اعلیٰ پوشیدہ باز دیگر
لباس الفاظ و حروف شہادی در بر کردہ بر
قلب ایں پیغامبر نزول فرمود دریں وقت در
اصطلاح شرع گفتہ شود بعث اللہ فلاناً

بن جائیں تبلیغ اور اگر نہ مانیں تو ان سے لڑائی یعنی جہاد کرے
یہاں تک کہ سعادت مند لوگ بدنصیبوں سے ممتاز ہو جائیں
اور دنیا نور ہدایت سے منور ہو جائے تو دنیا کا (اس حالت پر
آجانا) اس خاص کیفیت (یعنی اصلاح بنی آدم کے متعلق
ارادۂ خداوندی کے قائم ہونے) کو مقتضی (ہوتا ہے اور
یہ مقتضی) ہونا ایسا (ضروری) ہے جیسے صغریٰ و کبریٰ
کا (کسی شخص کے ذہن میں) جمع ہونا اس بات کو مقتضی ہوتا
ہے کہ نتیجہ اس شخص کے نفس پر منقش ہو جائے یا پانی کا گرم
کرنا اس بات کو مقتضی ہوتا ہے کہ وہ پانی ہوا بن کر اڑ
جائے (المختصر) جب (حالت) دنیا اس کو مقتضی ہوتی ہے
تو قضائے الٰہی سات آسمانوں کے اوپر سے ملاء اعلیٰ میں
اترتی ہے اور ملاء اعلیٰ سب اس رنگ سے رنگین ہو جاتے
ہیں اور بے حساب برکتیں ملاء اعلیٰ کی اس نفس قدسی پر
(جس کے نبی بنانے کا ارادہ ہے) نازل ہوتی ہیں اور ملاء اعلیٰ
کے لوگ اس نفس قدسی کے سامنے مناسب شکلوں میں
متشکل ہو کر آتے ہیں اور علوم ظاہری و باطنی وغیرہ اس نفس
میں ڈالتے ہیں اور یہ نفس قدسی اس غیر مادی تدبیر سے جو
سات آسمانوں کے اوپر سے اتر کر سدرۃ المنتہیٰ میں احکام
مثالیہ کے لباس میں جلوہ گر ہو کر ملاء اعلیٰ میں شہرت پا کر
زمین میں اتری ہے واقف ہو جاتا ہے اور (پھر) وہی تدبیر
اس وحی متلو یا غیر متلو کے ذریعہ سے جو عالم مجرد سے اس
ارادہ (یعنی متعلق باصلاح عالم) کے ساتھ نازل ہوئی ہے
ملاء اعلیٰ کے مناسب لباس پہننے کے بعد دوبارہ الفاظ و حروف
ظاہری کا لباس زیب تن کر کے اس پیغمبر کے دل میں اترتی ہے
اس وقت اصطلاح شریعت میں کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص کو

نبوت او را امر کرد بہ تبلیغ احکام و
وحی انزل بسوے او پس نبوت امریست عارض
بسبب خلق ارادہ بہ بعثت این پیغامبر
بجہت اصلاح عالم نہ امر جبلی و نہ مکتسب
بریاضت آرے این دولت نمے دہند
مگر کسے را کہ نفس او نفس قدسیہ باشد و در اصل
جبلت معدود از ملاء اعلیٰ و قوای ملکیہ کہ
در وے مندرج است در غایت ظہور و غلبہ
و صفا و صلاح و سعادت و مزاج بدن
او در نہایت اعتدال انسانی طبیعت
تو یہ در وے انقیاد اسمعنا و قلب قلب
او در شدت متانت و شہامت آما
منقاد عقل و عقل او در کمال جودت و شتاب
ما استقامۃ اعلیٰ و نحوے از ایشان و آئینہ برائے
ایشان قوت عاقلہ او شبیہ ادراک ملاء اعلیٰ
است و لہٰذا قبول وحی میفرماید و قوت عاملہ او
در غایت صلاح و لہٰذا عصمت صفت او میباشد
و این امور لازم نبوت است سنۃ اللہ بآں
جاری شدہ کہ نبوت بغایت افراد نمیگردد مگر کسے
را کہ چنین آفریدہ باشد و بسا مردم از جنس
نفوس قدسیہ کہ بعض این اوصاف یا اکثر آں
متصف باشند و نبوت نصیب ایشان نشدہ
چنانچہ مثل مشہور است ؎

گور نگرفت مگر آنکہ دوید
نہ ہر آنکہ دوید گور گرفت

اللہ نے نبی بنا کر بھیجا اور اس کو تبلیغ احکام کا حکم دیا اور
اس پر وحی نازل کی۔ خلاصہ یہ کہ نبوت ایک صفت ہے
جو ارادۂ بعثت پیغمبر (بنا بر اصلاح عالم) کے سبب سے
(عالم وقت پر شخص مقصود میں) پیدا ہو جاتی ہے کوئی پیدائشی
چیز نہیں ہے نہ کوئی کسبی چیز ہے ہاں یہ ضرور ہے کہ کارپردازان
قضا و قدر یہ دولت نہیں دیتے مگر اسی شخص کو جس کا نفس
نفس قدسی ہو اور اصل پیدائش میں ملاء اعلیٰ میں اس کا
شمار ہو اور قوائے ملکیہ جو اس میں ہیں نہایت درجہ ظاہر
اور غالب ہوں اور اس کی صفائی اور صلاحیت اور سعادت
اور اس کا جسمانی مزاج نہایت معتدل ہو طبیعت اس
کی حد درجہ کی قوی ہو مگر قلب کی مطیع ہو قلب اس کا
نہایت متین اور دلیر ہو مگر عقل کا فرمانبردار ہو اور عقل اس
کی نہایت تیز اور صحیح ہو مگر ملاء اعلیٰ کی مطیع ہو بلکہ انہی
میں سے ایک فرد اور ان کا آئینہ ہو اس کی قوت عاقلہ ملاء اعلیٰ
کے ادراک کے مشابہ ہوتی ہے اسی وجہ سے وہ وحی کو قبول
کرتا ہے اور اس کی عملی طاقت نہایت صلاحیت میں ہوتی
ہے اسی سبب سے عصمت اس کی صفت ہوتی ہے یہ باتیں نبوت
کے لئے نہایت ضروری ہیں۔ عادت الٰہی یوں ہی قائم ہے کہ
نبوت نہیں عنایت ہوتی مگر ایسے ہی شخص کو کہ جس کو کارکنان
قضا و قدر نے ایسا پیدا کیا ہو اور بہت سے نفوس قدسیہ
والے ایسے ہوتے ہیں جن میں یہ بعض اوصاف یا کل اوصاف
پائے جاتے ہیں مگر نبوت ان کو نصیب نہیں ہوتی۔ چنانچہ یہ
مثل مشہور ہے ؎

گور نگرفت مگر آنکہ دوید نہ ہر آنکہ دوید گور گرفت

اور ایک عربی شاعر اسی مضمون کو کہتا ہے: ؎

وَلَا كُلُّ مَنْ يَسْتَحِقُّ حَبِيبًا تَوَلَّهُ
وَلٰكِنْ مَنْ صَادَ الْعَنْقَاءَ فَقَدْ سَعِدَ

قال الله تعالى اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ، وچنانکہ نبوت کسب و جبلی نیست ہمچنین خلافت خاصۂ پیغمبر نیز مکتسب و جبلی نیست ارادۂ الٰہی از فوق سبع سمٰوات نازل می شود برائے تمشیت ہدایت پیغامبر درمیان مردم و اتمام نور او و اظہار دین او و انجاز موعود برائے او ، ایں داعیہ را اصالۃً می فرماید در قلب خلیفہ ہر چند حواریانِ پیغمبر کہ داعیۂ نصرت دین پیغامبر از قبیل الہامات غیبیہ در دل ایشاں متمکن شدہ ہزارہا باشند ، ایں خلیفہ بمنزلۂ دل است و آں جماعہ بمنزلۂ جوارح اول محل حلول داعیہ الٰہیہ دل خلیفہ است و از آنجا بمنزلۂ نور چراغ کہ در آئینہائے منصوبۂ دیوار منعکس شود بدیگراں فرود می آید و ایں ہمہ بحدس قریب المأخذ ادراک کردہ می شود گویا امرے ست بدیہی بلکہ محسوس بحاسۂ بصر

ولا كل من يعطى يصيد غزالة ولكن من صاد العنقاء فقد سعد
(غرض یہ کچھ ضروری نہیں ہے کہ ہر نفس قدسیہ والے کو نبوت مل جائے) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللّٰہ اعلم الآیۃ (ترجمہ) اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ کس نفس میں قائم کرے رسالت اپنی۔

جسطرح نبوت کسبی اور پیدائشی چیز نہیں ہے اسی طرح پیغمبر کی خلافت خاصہ بھی کسبی اور پیدائشی چیز نہیں ہے (بلکہ وہبی) ارادۂ الٰہی جو سات آسمانوں کے اوپر سے ہدایت پیغمبر کو لوگوں میں جاری کرنے ، ور نور پیغمبر کو کامل کرنے اور اُن کے دین کو غالب کرنے اور جو وعدے پیغمبر سے ہوتے ہیں اُن کے پورا کرنے کے لئے نازل ہوتا ہے ایک داعیہ خلیفہ کے دل میں پیدا کرتا ہے (اس داعیہ کا پیدا ہونا ہی خلافت خاصہ ہے تو یہ داعیہ نہ کسبی ہے نہ پیدائشی) پیغمبر کے حواری جن کے دل میں دین پیغمبر کی مدد کرنے کا داعیہ الہامات غیبیہ کی وجہ سے جاگزیں ہو ہزاروں ہوں مگر یہ خلیفہ (ان میں) بمنزلہ دل کے ہوتا ہے اور باقی سب لوگ بمنزلہ ہاتھ پیر کے۔ سب سے پہلے داعیہ الٰہیہ کے حلول کرنے کا مقام خلیفہ کا دل ہے پھر خلیفہ کے دل سے وہ داعیہ (مثل روشنی چراغ کے کہ چراغ سے نکل کر) دیواروں میں لگے ہوئے آئینوں میں چھپ جاتی ہے) دوسروں کے دل میں اترتا ہے اور یہ سب باتیں حدس[1] قریب المأخذ سے معلوم ہوجاتی ہیں گویا ایک بدیہی چیز ہے بلکہ (ایسا سمجھو کہ) آنکھوں سے دکھائی

[1] حدس اس بات کو کہتے ہیں جس کے معلوم کرنے میں فکر کی ضرورت نہ ہو بلکہ مقدمات سے مطالب کی طرف دفعۃً ذہن منتقل ہوگیا ہو ایسی حدس کو حدس کا ماخذ کہتے ہیں یہ مقدمات اگر ایسے ہیں کہ ہر شخص ان کا ادراک کر سکتا ہے تو حدس قریب الماخذ ہوگا ورنہ بعید الماخذ۔ حدس قریب الماخذ کی مثال یہ ہے کہ چاند کی روشنی کی کمی بیشی آفتاب کے قرب و بعد کو دیکھ کر ہم نے یہ معلوم کیا کہ چاند کی روشنی آفتاب سے حاصل ہوتی ہے

کلمۃ النبی من امر بتبلیغ شریعۃ اللہ ظہرے دارد و بطنے ظہر رسانیدن شریعت است بمردم و بطن او داعیہ است قوی کہ از میان فؤاد او جوشیدہ است دہمچنیں کلمۃ الخلیفۃ من ینشی شریعۃ النبی فی الناس و یظہر علی یدہا موعود اللہ لنبیہ ظہرے دارد و بطنے ظہرش صورت تنفیذ است و بطنش داعیہ ایست قویہ کہ بواسطہ پیغامبر در دل او متمکن شدہ بلکہ از جذر دل او جوشیدہ و اگر ایں داعیہ از دل کسے نجوشد اورا خلیفۂ خاص نتواں گفت اگر فاجر است مصداق ان اللہ یؤید ھذا الدین بالرجل الفاجر گردد و اگر فاجر نیست مثل سنگ و چوب اورا تحریک کنندہ و بتحریک او کار مطلوب باتمام رسانند و اورا ہیچ فضیلتے نہ و وجدس قریب المأخذ کہ بمنزلۂ بدیہی است یا بمنزلۂ محسوس در خلیفۂ خاص اثبات آں داعیہ میکند ہر چند احتمال عقلی تجویز مے نماید کہ شخصے در آخر ایام حیات پیغمبر مسلمان شود و ایں داعیہ از دل او بجوشد

دکھائی دیتی ہے۔

(جس طرح نبی کی تعریف کے یہ الفاظ" نبی وہ ہے جو شریعت الہیہ کی تبلیغ پر مامور ہو" ایک ظاہری صورت رکھتے ہیں اور ایک باطنی۔ ظاہری صورت اُن کی شریعت کا لوگوں میں پہنچا دینا اور باطنی صورت اُن کی وہ داعیۂ قویہ ہے جو اس کے دل کے درمیان سے جوش کرتا ہے اسی طرح (خلیفۂ خاص کی تعریف کے یہ) الفاظ " خلیفہ وہ ہے جو نبی کی شریعت کو لوگوں میں جاری کرے اور اُس کے ہاتھ پر خدا کے وہ وعدے جو اُس کے نبی کے ساتھ تھے پورے ہوں " ایک ظاہری صورت رکھتے ہیں اور ایک باطنی۔ ظاہری صورت ان کی احکام نبی کا نافذ کرنا اور باطنی صورت اُن کی وہ داعیۂ قویہ ہے جو بواسطہ پیغمبر کے اس کے دل میں جاگزیں ہو گیا ہے بلکہ اُس کے دل کی جڑ سے جوش مارتا رہتا ہے۔

یہ داعیہ جس کے دل سے جوش نہ کرے اُس کو خلیفۂ خاص نہ کہیں گے (گو اس سے دین کی خدمت ظاہر ہوتی ہو بلکہ) اگر وہ فاجر ہے تو اس حدیث کا مصداق ہوگا کہ اللہ (کبھی) اپنے دین کی مدد فاجر آدمی سے کر دیتا ہے اور اگر وہ فاجر نہیں ہے تو (یوں) سمجھنا چاہیے کہ کارکنان قضا و قدر) اُس کو پتھر یا لکڑی کی طرح حرکت دے رہے ہیں اور اس کو حرکت دلا کر کار مطلوب کو پورا کر رہے ہیں اس شخص کی کوئی فضیلت اس میں نہ ہوگی۔ اور (یہ بھی سمجھ لو کہ) خلیفۂ خاص میں اس داعیہ کا موجود ہونا حدس قریب المأخذ سے (جو مثل بدیہی کے یا مثل محسوس کے ہوتا ہے) ثابت ہوتا ہے۔

ہر چند احتمال عقلی اس بات کو جائز رکھتا ہے کہ کوئی شخص آخر زمانۂ حیات پیغمبر میں مسلمان ہو اور یہ داعیہ اس کے دل کو جوش کرنے لگے

و با این احتمال هرگز واقع نیست سنۃ اللہ
چنیں رفتہ است ولن تجد
لسنۃ اللہ تحویلا این داعیہ قویہ
نازل از فوق سبع سموات بکثیر ہمم
ملاء اعلیٰ در دل کسے نمی ریزند مگر آنکہ جوہر نفس
او شبیہ بجوہر نفس انبیاء آفریدہ باشند در
قوت عاقلہ او نمونہ وحی ودیعت نہادہ
باشند وآں محدثیت است ودر قوت عاملہ
او نمونہ از عصمت گذاشتہ وآں صدیقیت
است وفرار شیطان از ظل او الا آنکہ استعداد
نفس او خواب کردہ است تا پیغامبر ایقاظ آن
نکند بیدار نشود وقابلیت نفس او بالقوہ
است جز بتائید نفس پیغمبر بفعل نیاید و
این کلامی است مجمل کہ شرح آن بسط دارد

عمرے باید کہ یار آید بکنار
این دولت سرمد ہمہ کس را ندہند

سالہا سال باید کہ در سایہ پیغمبر زندگی
کردہ باشد وبارہا پرتو نفس قدسیہ
پیغامبر انانیت او را زیر و زبر
ساختہ وبا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
محبت عظیم بہم رسانیدہ باشد کہ لا یؤمن احدکم
حتی اکون احب الیہ من نفسہ ومالہ و
ولدہ والماء الزلال للعطشان ودر اعانت
پیغامبر بنفس ومال خود
گوئے مسابقت ربودہ

مگر ایسا واقع نہیں ہوا خدا کی عادت یوں جاری ہے (ولن
تجد لسنۃ اللہ تحویلا) (ترجمہ، اور خدا کی عادت میں تم ہرگز تبدیلی نہ
پاؤ گے) کہ (کارکنان قضا وقدر) یہ داعیہ قویہ (جو سات
آسمانوں کے اوپر سے ملاء اعلیٰ کی توجہات کا سبب بن کر نازل
ہوتا ہے) نہیں ڈالتے مگر اس شخص کے دل میں جس کا جوہر
نفس انبیاء کے جوہر نفس کے مشابہ پیدا کیا ہو اور اس کی قوت
عاقلہ میں نمونہ وحی ودیعت رکھا ہو جو محدثیت (کے نام
سے مشہور) ہو اور اس کی عملی قوت میں عصمت کا نمونہ رکھا ہو
جو صدیقیت (کے نام سے مشہور ہے اور شیطان کا اس کے
سایہ سے بھاگنا (بھی اسی عملی قوت کا نتیجہ ہے) مگر (نبی میں
اور اس شخص میں فرق) یہ ہے کہ اس کے نفس کی استعداد
سوئی ہوئی ہے جب تک کہ پیغمبر اس کو نہ جگائے گا بیدار نہ ہوگی
اس کے نفس کی قابلیت بالقوہ ہے بغیر نفس پیغمبر کی مدد کے
فعل میں نہیں آتی۔ یہ مجمل طور پر ہم نے بیان کیا اس کی شرح
بہت بسط چاہتی ہے

عمرے باید کہ یار آید بکنار   این دولت سرمد ہمہ کس را ندہند

سالہا سال جس نے پیغمبر کے سایہ میں زندگی بسر کی ہو اور بارہا
پیغمبر کے نفس قدسی کے پرتو نے جس کی انانیت کو زیر و زبر کر دیا ہو
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس نے بڑی (عظیم)
محبت حاصل کی ہو۔ کیونکہ (حدیث شریف میں آیا ہے کہ)
تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ میں اس کے
نزدیک اس کی جان اور اس کے مال اور اس کی اولاد سے
بھی زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں اور (اس سے بھی زیادہ محبوب
ہو جاؤں) جس قدر آب شیریں پیاسے کو محبوب ہوتا ہے)
اور پیغمبر کی مدد کرنے میں اپنی جان و مال سے سبقت لے گیا ہو

و تعلیم پیغمبر در تحمل اعبائے جہاد و غیر آن بمرتبہ
تحقیق رسیدہ در شدائد و مکارہ شریک پیغمبر گشتہ
و آں حضرت ما گویا بالاصالۃ خود برداشتہ و در
تہذیب نفس از درجہ اصحاب الیمین در گذشتہ
بر صدر مسند سابقین جا گرفتہ نفس قدسیہ پیغامبر
بارہا فرو رفتن اعمال نجیہ در جوہر نفس وی تجربہ
فرمودہ و اجتناب نفس او از الوان اعمال خسیسہ
مہلکہ و اخلاق ذمیمہ دانستہ و کرات و مرات
بشارت نجات و فوز بجنت دادہ و باحوال
سنیہ و مقامات علیہ وی اخبار فرمودہ و بشرف
عظمت و بزرگی و لیاقت وی بخلافت قولاً و فعلاً
از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ترشح نمودہ
مثل این کس قابلیتی پیدا کردہ است کہ
داعیہ آسمانی از فوق سبع سموات ملتبسہ بالوان
ملاء اعلیٰ در جوہر نفس خود محکم کند و بآن داعیہ
تثبیت دین پیغامبر و انجاز موعود او فرماید ذٰلِكَ
فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ این خلافت
خاصہ است کہ بقیہ ایام نبوت است و این خلافت خاصہ
نوعی است از انواع ولایت کہ شبیہ بکمالات انبیاء
است تشبہ بالنبی من حیث ھو نبی بر این نوع
بالاصالۃ صادق می آید و اینہمہ لوازم ایجہ خلافت
خاصہ است پس شخص عزیز القدر کہ
سوابق اسلامیہ و خصائص آن ہمہ

اور فرائض جہاد کے بجالانے میں پیغمبر کی تقلید اس کے
حق میں (تقلید نہ رہی ہو بلکہ) مرتبہ تحقیق کو پہنچ گئی ہو
اور سختی اور مصیبت کے وقت پیغمبر کا شریک رہا ہو گویا
ان مصائب کو اس نے پیغمبر کی وجہ سے نہیں بلکہ اصالۃً[1]
خود اٹھایا ہو۔ تہذیب نفس میں اصحاب الیمین کے درجہ سے
بھی گزر کر مسند سابقین پر جلوہ افروز ہو گیا ہو پیغمبر کے نفس
قدسی نے بارہا اس کا تجربہ کیا ہو کہ اس باعزت کے نفس میں
وہی اعمال جگہ پاتے ہیں جو نجات دینے والے ہیں اور خسیس
اور ہلاکت میں ڈالنے والے افعال سے اس کا نفس مجتنب
رہتا ہے اور پیغمبر نے بار بار اس کے جنتی اور عالی مدارج
ہونے کی بشارت دی ہو اور اس کے اوصاف حسنہ اور
درجات عالیہ بیان فرمائے ہوں اور اس کی بزرگی اور عظمت
اور اس کی قابلیت خلافت پیغمبر کے قول و افعال سے ظاہر
ہوتی ہو ایسا شخص اس قابل ہوتا ہے کہ اس داعیہ کو جو
سات آسمانوں کے اوپر سے ملاء اعلیٰ کے رنگ کا ملبوس پہن کر
اترا ہے اپنے جوہر نفس میں اٹھائے اور اس داعیہ کی وجہ سے
دین پیغمبر کا اجراء اور اس کے وعدوں کا ایفاء کرے (الغرض)
یہ خدا کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے یہ خلافت خاصہ
بقیہ ایام نبوت ہے یہ خلافت خاصہ ولایت کے اقسام میں
سب سے زیادہ کمالات انبیاء سے مشابہت رکھتی ہے نبی
کے ساتھ بحیثیت نبوت مشابہ ہونا اس قسم پر صادق آتا ہے
یہ سب اوصاف جو ذکر کئے بیان کئے خلافت خاصہ کے لازم
عام ہیں (کیونکہ) اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کوئی بزرگ یہ تمام اوصاف

۱؎ جو بلا واسطہ اصالۃً یعنی خود کرتا ہو جس طرح کہ پیغمبر ولایت در شغل ولایت ہوتی ہے ویسی اس کا ہے نہیں ہوتی جس کو دوسرے کا سمجھ کرتا ہو وہی واسطہ اصالۃً کی قید کا مطلب۔ ۲؎ ایک جنت کے تین درجے ہیں مقربین، اصحاب الیمین، سابقین، سابقین کا مرتبہ سب سے اعلیٰ ہے۔

وارد لیکن ارادۂ الٰہیہ بخلافت او
منعقد نشد و تدبیر غیب او را
بریں مسند عالی ننشاند و سبب
تخصیص بعض کاملان بارادۂ الٰہیہ
ازاں قبیل نیست کہ علوم بشر
محیط آں توانند شد چناں کہ
تخصیص بعضے منہیین دون بعضے
بہ نبوت ازاں قبیل نیست
کہ ادراک عامہ جز امورے آں گردد
الا آنکہ ایں شخص منصوب مستخلف
را دو نوع افضلیت است بر جمیع
رعیت خود یکے بعد استخلاف
زیرا کہ ریاست عامہ او را عطا
فرمودند نہ غیر او را و قائم مقام پیغمبر
او را گردانیدند نہ غیر او را دیگے قبل
استخلاف کہ فعل الحکیم لا یخلو
عن الحکمۃ و آں بہ نسبت غیر
مستحقین خلافت فضل کلی است
و بہ نسبت مستحقان خلافت کہ خلاصۂ اصحاب
پیغامبر اند فضل جزئی معتد بہ کہ در حکم
فضل کلی باشد۔ و اگر سوائے
تمکن شخص در حسن سیاست
و تالیف قلوب مسلمین دیگر نباشد
آں ہم بسیار است شخص واحد ہم

رکھتا ہے مگر ارادۂ الٰہیہ اس کی خلافت کے متعلق تو تم نہ ہوا اور
تدبیر غیب نے اس کو اس مسند عالی پر نہ بٹھلایا (یعنے یہ داعیہ
اس کے دل میں نہ ڈالا) اور سبب بعض کاملوں کی تخصیص کا
(کہ بعض کاملوں کی خلافت کے ساتھ ارادۂ الٰہیہ متعلق
ہو، بعض کے ساتھ نہ ہوا) منجملہ ان امور کے نہیں جن کو علوم
بشریہ احاطہ نہیں کر سکتے، جس طرح کہ بعض منہیین[1] کو نبوت
کے ساتھ خاص کرنا بعض کو اس سے محروم رکھنا منجملہ ان امور
کے ہے کہ عام لوگوں کا ادراک اس کے قریب تک نہیں جا سکتا، ہم
سوا اس کے کہ یہ شخص جو خلیفہ بنایا گیا ہے دو طرح کی فضیلت
اپنی تمام رعیت پر رکھتا ہے ایک (فضیلت اس کی) بعد خلیفہ
بن جانے کے (معلوم ہوتی ہے وہ یہ) کہ ریاست عامہ کی (کارخانۂ
قضا و قدر نے) اس کو دی اور دوں کو نہ دی تو تم مقام پیغمبر کا
اس کو بنایا اور دوں کو نہ بنایا اور دوسری (فضیلت اس کی) خلیفہ
بننے سے پہلے (بھی معلوم ہوتی ہے) (کیونکہ فعل حکیم کا حکمت
سے خالی نہیں ہوتا (جیسا کہ حکیم اعلیٰ کا فعل جل برہانہ) ہم
وہ یہ کہ یہ شخص بہ نسبت ان لوگوں کے جو خلافت کی قابلیت
نہیں رکھتے فضیلت کلی رکھتا ہے اور بہ نسبت ان لوگوں
کے جو خلافت خاصہ کی قابلیت رکھتے ہیں (یعنے خواص اصحاب
پیغمبر) فضیلت جزئی رکھتا ہے مگر ایسی کہ قریب فضیلت کلی
کے ہوتی ہے۔

اور اگر اس شخص میں (جس کو تدبیر غیب نے خلافت پیغمبر کی مسند پر
بٹھلایا ہے) سوا حسن سیاست اور اہل اسلام کی تالیف قلب
میں دستگاہ کامل رکھنے کے دوسرا کوئی وصف نہ ہو تو وہ بھی
(خلیفہ خاص ہے) کیونکہ ایسا بہت ہوتا ہے۔ الغرض بعیت الٰہیہ کا

لہ منہیین جمع ہے منہیٰ کی، منہی اس شخص کو کہتے ہیں جو غیبی باتوں کے واقف ہو بواسطہ القاء کے۔

در وجود اعلائے کلمۃ اللہ بر دست این شخص
اصل است و لوازم دیگر فروع زیادت
اوصاف معتبرہ در لوازم خلافت اگر شخصی
آں داعیہ ندارد و تشییت دین حق بر
دست او نکنند مرورا بالا نمی نشاند و اگر
آں داعیہ در دل شخصے فرو ریزند و دین را
بر دست او ظاہر کنند و اصل این لوازم
قدرے کہ بدوں آں این داعیہ فرود نمی آید
داشتہ باشد او خلیفہ است چنانکہ مطلوب قتل
شریرے باشد شخصے او را بخنق یا بضرب
حجر کشت و در بارگاہ سلطنت عزت یافت
سادہ لوحے اعتراض می نماید کہ فن تیر اندازی
یا اسپ تازی فلاں کس از وے بہتر
میداند آں شخص جوابش مے دہد کہ قوت
شجاعت کہ برائے قتل آں شریر در کار
بود در من موجود است زیادہ از آں در
تحصیل من در کار نیست و نیز اصل قتل ہم
منظور نیست الا بالعرض بلکہ اصل قوت
و شجاعت ہم منظور نیست الا بالعرض مدعی
من رضائے سلطان بود و ہمانست کہ حاصل
چوں ایں مقدمہ باین آب و تاب در کتب کلام
نخواندہ محتمل کہ وحشتے بخاطر تو راہ یابد لہذا
میخواہیم کہ حدیثے کہ شاہد مقصد تواند بود بنگاریم
اما آنکہ جبلت بنی آدم از جہل و غوایت
و سوء الاعتقاد در جناب الوہیت

اُس کے دل میں پایا جانا اور کلمۂ خدا کا اس کے ہاتھ سے بلند ہونا
اصل ہے اور دوسرے لوازم فروع ہیں۔
دیکھئے کہ جو اوصاف خلافت کے لوازم میں شمار کئے گئے ہیں
ان کا کسی شخص میں زیادہ پایا جانا در صورتیکہ وہ داعیہ اس
کے دل میں نہ ڈالیں اور دین حق کا اجراء اس کے ہاتھ سے نہ کرائیں
اس شخص کو بالا دستے مسند خلافت پیغمبر نہیں بٹھلا سکتا اور
اگر وہ داعیہ کسی کے دل میں ڈالیں اور دین کو اس کے ہاتھ سے
غالب کرائیں اور یہ لوازم اس میں (زیادہ نہیں بلکہ) صرف اس
مقدار پر جس کے بغیر یہ داعیہ نزول نہیں کرتا موجود ہوں یہ
شخص خلیفہ (خاص پیغمبر) ہو جائے گا (مثال اس کی ایسی ہے
جیسے کسی شریر کا قتل (بادشاہ کو) مقصود ہوا ایک شخص
نے اس کو گلا گھونٹ کر یا پتھر مار کر مار ڈالا اور دربار شاہی
میں اُس نے عزت پائی ایک بیوقوف اعتراض کرتا ہے کہ
فلاں شخص تیر اندازی یا شہسواری کا فن تم سے زیادہ جانتا
ہے وہ (عزت یافتہ) شخص جواب دیتا ہے کہ جس قدر قوت و
شجاعت اس شریر کے قتل کے لئے درکار تھی مجھ میں موجود ہے
اس سے زیادہ اس کام میں درکار نہیں ہے بلکہ اصل مقصود
میرا کسی کو قتل کرنا نہیں ہے بلکہ اصل مقصود قوت و شجاعت
بھی نہیں میرا مقصود بادشاہ کی خوشنودی تھی جو حاصل ہو گئی۔
چونکہ یہ مضمون (جو اس نکتۂ باریک میں ہم نے بیان کیا ہے)
آب و تاب کے ساتھ تم نے علم کلام کی کتابوں میں نہ پڑھا ہوگا
لہذا احتمال ہے کہ (اس سے) کچھ وحشت تمہارے دل میں
آئے اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ کچھ حدیثیں جو ہمارے اس مقصد
کی شاہد ہو سکیں (اس مقام پر) لکھ دیں۔
یہ جو ہم نے بیان کیا کہ بنی آدم میں جہل و گمراہی اور جناب الوہیت

و انند آں اقتضا می کند بعث رسل را پس از اجن بدیہیات ملت است قال اللہ تعالیٰ لِتُنذِرَ قَوْمًا مَّا أُنذِرَ آبَاؤُهُمْ و فی حدیث عیاض عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ربہ تبارک و تعالیٰ كُلُّ مَالٍ نَحَلْتُهُ عَبْدًا حَلَالٌ وَ إِنِّي خَلَقْتُ عِبَادِي حُنَفَاءَ كُلَّهُمْ وَ إِنَّهُمْ أَتَتْهُمُ الشَّيَاطِينُ فَاجْتَالَتْهُمْ عَنْ دِينِهِمْ وَحَرَّمَتْ عَلَيْهِمْ مَا أَحْلَلْتُ لَهُمْ وَأَمَرَتْهُمْ أَنْ يُشْرِكُوا بِي مَا لَمْ أُنْزِلْ بِهِ سُلْطَانًا وَإِنَّ اللَّهَ نَظَرَ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ فَمَقَتَهُمْ عَرَبَهُمْ وَعَجَمَهُمْ إِلَّا بَقَايَا أَهْلِ الْكِتَابِ وَقَالَ إِنَّمَا بَعَثْتُكَ لِأَبْتَلِيَكَ وَأَبْتَلِيَ بِكَ الحدیث اخرجہ مسلم و آنکہ گفتیم قضائے الٰہی اول بملاء اعلیٰ فرود می آید از شواہد آں حدیث القائے محبت است اخرجہ مالک عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا احب اللہ العبد قال لجبرئیل علیہ السلام یا جبرئیل قد احببت فلانا فاحبہ فیحبہ جبرئیل

کے متعلق بڑے اختلافات کا پیدا ہونا اور اسی قسم کے دوسرے امور بعثت انبیاء کو مقتضی ہوتے ہیں اسلئے دین کی بدیہیات مذہب ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لتنذر قوما الآیۃ (ترجمہ) اے نبی ہم نے تم کو اس لئے بھیجا ہے کہ تم ان لوگوں کو ڈراؤ جن کے باپ دادا نہیں ڈرائے گئے۔ (مطلب یہ ہوا کہ جو کہ جہل و گمراہی ان میں بڑھ گئی ہے اس لئے ہم نے تم کو بھیجا) اور بواسطۂ حضرت عیاض نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس قدر مال میں نے کسی بندہ کو دیا وہ اس کے لئے حلال ہے اور میں نے اپنے سب بندوں کو (اصل فطرت میں) شرک سے پاک پیدا کیا ہے مگر شیاطین ان کے پاس آئے اور ان کو ان کے (اصلی وفطری) دین سے ہٹا دیا اور انہی شیاطین نے ان پر حرام کر دیں وہ چیزیں جو میں نے ان کے لئے حلال کی تھیں اور شیاطین نے انہیں سکھایا کہ میرے ساتھ اس کو شریک بنائیں جس کی کوئی سند میں نے نہیں اتاری۔ اور بیشک اللہ نے تمام اہل زمین کو دیکھا اور سب کو ناپسند کیا عرب کو بھی اور عجم کو بھی سوا چند اہل کتاب کے۔ اور فرمایا کہ اے محمد! میں نے تم کو اس لئے بھیجا ہے کہ تمہاری آزمائش کروں اور تمہارے ذریعہ سے (دوسروں کی) آزمائش کروں۔ اس حدیث کو مسلم نے لکھا ہے۔

اور یہ جو ہم نے بیان کیا کہ قضائے الٰہی پہلے ملاء اعلیٰ میں اترتی ہے اس کی شاہد محبت ڈالنے کی حدیث ہے جو دی گئی ہے امام مالک نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ کسی بندہ کو دوست رکھتا ہے تو جبرئیل علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ اے جبرئیل میں فلاں شخص کو دوست رکھتا ہوں تم بھی اس کو دوست رکھو پس جبرئیل بھی

ثم ینادی جبریل فی اهل السماء
ان الله قد احب فلانا فاحبوه
فیحبه اهل السماء ثم یوضع
له القبول فی الارض اما آنکہ
انبیاء علیهم السلام در اخلاق جبلیہ
خود فوقیت دارند بر غیر خویش
این نیز از بدیهیات ملت است
دیگر سیده بقوانین حکمت خلقیہ مطلع
است بضرورت میداند کہ انتظام
اخلاق جمیلہ باین روش کہ در انبیاء
ظاہر شد بدون انقیاد نفس قلب را
وقلب عقل را میسر نیست از شواہد
آں حدیث انس است کان رسول
الله صلی الله علیه وسلم
احسن الناس واشجع الناس
واجود الناس اخرجه الشیخان و
اخرج البخاری عن محمد بن جبیر بن
مطعم عن ابیه بینما هو یسیر
مع رسول الله صلی الله علیه
وسلم ومعه الناس مقفله من
حنین فعلقه الاعراب یسألونه حتی
اضطروه الی سمرة فخطفت رداءه فوقف
النبی صلی الله علیه وسلم فقال اعطونی
ردائی لو کان لی عدد هذه العضاه نعما

اس کو دوست رکھنے لگتے ہیں پھر جبرئیل تمام آسمان والوں
میں اعلان کر دیتے ہیں کہ اللہ نے فلاں شخص کو دوست رکھا
ہے پس تم لوگ بھی اس کو دوست رکھو چنانچہ تمام آسمان
والے اس کو دوست رکھنے لگتے ہیں پھر اللہ اس کی مقبولیت
زمین میں پیدا کر دیتا ہے۔

اور یہ جو ہم نے بیان کیا کہ انبیاء علیہم السلام اپنے پیدائشی
اخلاق میں دوسروں سے فوقیت رکھتے ہیں یہ بھی مذہب
کے بدیہیات سے ہے جو شخص حکمت پیدائش کے قوانین سے
واقف ہے وہ یقین جانتا ہے کہ اخلاق جمیلہ کا انتظام اس روش
کے ساتھ جو کہ انبیاء علیہم السلام سے ظاہر ہوتی ہے بغیر اس
کے کہ نفس قلب کا اور قلب عقل کا مطیع ہو ناممکن ہے نیز
حضرت انس کی حدیث سے بھی اس کی شہادت نکلتی ہے
کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے
زیادہ حسین اور سب سے زیادہ بہادر اور سب سے زیادہ سخی
تھے اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے اور بخاری
نے محمد بن جبیر بن مطعم سے انھوں نے اپنے والد سے روایت
کی ہے کہ وہ حنین سے واپسی کے وقت ایک دن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ چل رہے تھے اور آپ کے ساتھ
اور لوگ بھی تھے کہ راستے میں بدوی آئے اور آپ کو
لپٹ گئے اور آپ سے سوال کرنے لگے یہاں تک کہ مجبور
ہوکر چلتے چلتے آپ درخت سمرہ کے پاس پہنچے وہ
آپ کی چادر اڑا لے گئی ان لوگوں نے آپ کی چادر اتار لی پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم
ٹھہر گئے اور فرمایا کہ مجھے میری چادر دیدو خدا کی قسم اگر میرے
پاس اس درخت کے کانٹوں کے برابر اونٹ ہوتے تو میں سب

سمرہ ایک قسم کا درخت ہے جو عرب کے ریگستان میں ہوتا ہے اس میں کانٹے بہت ہوتے ہیں۔

القسط بینکم ثم لا تجدونی بخیلا ولا کذابا ولا جبانا واخرج الدارمی عن الزهری قال ان جبرئیل قال ما فی الارض اهل عشرة ابیات الا قلبتهم فما وجدت احدا انفق لماله من رسول الله صلی الله علیه وسلم واما آنکه غیر انبیاء ہم گاہے در اصل جوہر نفس شبیہ میباشند بجوہر نفس انبیاء علیہم السلام پس شاہد آں قال رسول الله صلی الله علیه وسلم رؤیا المؤمن جزء من ستة واربعین جزءا من النبوة اخرجه البخاری وقال السمت الصالح جزء من خمسة وعشرین جزءا من النبوة اخرجه مسلم واما آنکه خلفاء شبیه بودند بجوهر انبیاء اخرجه ابوعمر عن عبد الله بن مسعود قال ان الله نظر فی قلوب العباد فوجد قلب محمد صلی الله علیه وسلم خیر قلوب العباد فاصطفاه وبعثه برسالته ثم نظر فی قلوب العباد بعد قلب محمد صلی الله علیه وسلم فوجد قلوب اصحابه خیر قلوب العباد فجعلهم وزراء نبیه صلی الله علیه وسلم یقاتلون عن دینه واخرج ابوعمر عن ابن عباس فی قول الله عز وجل قل الحمد

تم میں تقسیم کر دوں اور تم مجھے نہ بخیل پاؤ نہ جھوٹ بولنے والا اور نہ بزدل۔ اور دارمی نے زہری سے روایت کی ہے کہ حضرت جبرئیل نے ایک روز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ زمین میں دس آدمی بھی ایسے نہیں ہیں جن کو میں نے آزمایا نہ ہو مگر میں نے (اے) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم (آپ) سے زیادہ مال کا خرچ کرنے والا کسی کو نہیں پایا (دستہ بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری)۔

اور یہ جو ہم نے بیان کیا کہ انبیاء علیہم السلام کے سوا اور لوگ بھی کبھی اصل جوہر نفس میں انبیاء علیہم السلام کے جوہر نفس کے مشابہ ہوتے ہیں پس شاہد اس کا یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مؤمن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے اس روایت کو بخاری نے لکھا ہے۔ اور نیز آپ نے فرمایا نیک روش نبوت کا پچیسواں حصہ ہے اس روایت کو مسلم نے لکھا ہے۔

اور یہ جو ہم نے بیان کیا کہ خلفاء راشدین (جوہر نفس) انبیاء علیہم السلام کے مشابہ تھے (اس کی سند وہ روایت ہے جو) ابو عمر نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے نقل کی ہے کہ انھوں نے فرمایا اللہ نے بندوں کے دل کو دیکھا تو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے دل کو سب بندوں کے دل سے بہتر پایا لہٰذا ان کو برگزیدہ کیا اور اپنی رسالت کے ساتھ مبعوث فرمایا پھر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے قلب کے بعد (دوبارہ) بندوں کے دل کو دیکھا تو آپ کے اصحابؓ کے دل کو اور بندوں سے بہتر پایا لہٰذا ان کو اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا وزیر بنایا کہ وہ آپ کے دین کی طرف سے لڑتے ہیں اور ابوعمر نے حضرت ابن عباسؓ سے اللہ عزوجل کے قول قل الحمد

لله وسلام على عباده الذين اصطفى قيل هم أصحاب محمد صلى الله عليه وسلم قاله الحسن البصري وابن عيينة والثوري. أخرج البخاري ومسلم عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لقد كان فيما قبلكم من الأمم محدثون فإن يك في أمتي أحد فإنه عمر. وأخرج الترمذي عن عائشة رضي الله عنها قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم جالسا فسمعنا لغطا وصوت صبيان فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم فإذا حبشية تزفن والصبيان حولها فقال يا عائشة تعالي فانظري فجئت فوضعت لحيي على منكب رسول الله صلى الله عليه وسلم فجعلت أنظر إليها ما بين المنكب إلى رأسه فقال لي أما شبعت أما شبعت فجعلت أقول لا لأنظر منزلتي عنده إذ طلع عمر فارفض الناس عنها فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم إني لأنظر إلى شياطين الجن والإنس قد فروا من عمر قالت فرجعت. وأما [illegible]

لله وسلام على عباده الذين اصطفى (کی تفسیر) میں روایت کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا ان برگزیدہ بندوں سے مراد اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یہی حسن بصری اور (سفیان) ابن عیینہ اور ثوری کا قول ہے۔ اور بخاری اور مسلم نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے کی امتوں میں کچھ لوگ محدث ہوتے تھے میری امت میں اگر کوئی محدث ہے تو بیشک وہ عمر بن خطابؓ ہیں۔ اور ترمذی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ وہ کہتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز گھر کے اندر بیٹھے ہوئے تھے کہ کچھ شور اور کچھ بچوں کی آواز سنائی دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر (دیکھنے کے لئے) تشریف لے گئے تو آپ نے دیکھا کہ ایک حبشی عورت کچھ کھیل رہی ہے اور بچے اس کے گرد جمع ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اے عائشہؓ! آؤ اور دیکھو چنانچہ میں آئی اور میں نے اپنا منہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شانے پر رکھ دیا اور شانے اور سر مبارک کی درمیانی جگہ سے میں اس کو دیکھنے لگی آپ نے مجھ سے فرمایا تم ابھی سیر نہیں ہوئیں کیا تم ابھی سیر نہیں ہوئیں۔ میں برابر یہی کہتی جاتی تھی کہ نہیں مقصد یہ تھا کہ دیکھوں حضرتؐ کے دل میں میری کتنی قدر ہے۔ اسی اثنا میں یکایک عمرؓ آ گئے تو سب لوگ اس حبشی عورت کے پاس سے بھاگ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں شیاطین جن و انس دونوں کو دیکھتا ہوں کہ عمرؓ سے بھاگتے ہیں (اس کے بعد میں لوٹ آئی)۔

اور یہ جو ہم نے بیان کیا کہ انبیاء علیہم السلام کو ہدایت قوم

داعیۂ قویہ می دہند در ہدایت قوم خود شاہد آں حدیث والذی نفسی بیدہ لاقاتلنھم علی امری حتی تنفرد سالفتی اولینفذن اللہ امرہ اخرجہ البخاری ہمیں لفظ را آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در مکہ بمخاطبۂ ابوطالب ارشاد فرمود ودر مخاطبۂ ابوجہل نیز ہمیں لفظ در حدیبیہ فرمودہ اما آنکہ حواری را ایں داعیہ می دہند شاہد آں قال اللہ تعالیٰ قال عیسیٰ ابن مریم للحواریین من انصاری الی اللہ قال الحواریون نحن انصار اللہ وایں اشارہ است بظہور داعیۂ نصرت در قلوب ایشاں وداعی شیخین در تثبیت دین حق اظہر ازاں است کہ بشاہدی احتیاج افتد واز جلی بدیہیات است کہ سالہا افعال متقاربہ مستمرہ لیلاً ونہاراً از شخصے ظاہر نے شود الا بداعیۂ قویہ در اصل نفس شخص ہیچ عاقلی باور کند کہ خواجہ حافظ دیوان خود را بغیر بصیرت در فن شعر وبدون صرف ہمت بسوئے نظم ایں غزلہا مدون کردہ باشد یا ابو علی قانون را بغیر بصیرت در فن طب

کی بابت ایک مضبوط داعیہ (کارکنان قضا و قدر) عنایت کرتے ہیں اس کی سند یہ حدیث ہے (کہ حضرت نے فرمایا) قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں کافروں سے دین کے لئے لڑتا رہوں گا یہاں تک کہ میری گردن جدا ہو جائے یا اللہ اپنا کام پورا کرے۔ اس روایت کو بخاری نے لکھا ہے۔ یہی لفظ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں ابوطالب سے مخاطب ہو کر فرمائے تھے اور ابوجہل سے بھی یہ لفظ حدیبیہ میں فرمائے تھے۔

اور یہ جو ہم نے بیان کیا کہ (پیغمبر کے) حواری کو بھی (کارکنان قضا و قدر) یہ داعیہ دیتے ہیں اس کی سند یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قال عیسیٰ ابن مریم الآیۃ (ترجمہ عیسےٰ بن مریمؑ نے حواریوں سے کہا کہ کون خدا کے لئے میرا مددگار بنتا ہے؟ حواریوں نے کہا کہ ہم خدا کے مددگار ہیں) یہ اشارہ ہے اس طرف کہ (پیغمبر کی) مدد کا داعیہ ان کے دلوں میں غالب تھا۔ (باقی رہا) شیخینؓ کے دل میں اجرائے دین کا داعیہ ہونا اس قدر ظاہر ہے کہ کسی دلیل کے پیش کرنے کی حاجت نہیں۔ یہ بات اعلیٰ درجہ کے بدیہیات سے ہے کہ کسی شخص سے سالہا سال شب و روز ایک قسم کے افعال خاص ترتیب کے ساتھ ظاہر نہیں ہو سکتے جب تک کہ اس کے اصل نفس میں (ان افعال کا) داعیہ قویہ موجود نہ ہو۔ کون عقلمند باور کر سکتا ہے کہ خواجہ حافظ نے اپنا دیوان لکھ ڈالا بغیر اس کے کہ ان کو فن شعر میں مہارت ہو اور انھوں نے ان غزلوں کے نظم کرنے میں پوری توجہ خرچ کی ہو یا ابو علی (ابن سینا) نے (اپنی مشہور کتاب) قانون کو تصنیف کر دیا بغیر اس کے کہ اس کو فن طب میں بصیرت ہو

و جمع ہمت بر تحقیق و ترتیب مسائل
این فن تصنیف نمودہ باشد بجائے آنکہ
خلفا بہمت آنہا عظیمہ اگر داعیہ نے
بود این افعال متقاربہ در زمنہا متطاولہ
چگونہ ظاہر مے شد واگر داعیہ دنیا
بود چرا بر لسانِ غیب ترجمان آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم مدح ایشان
جاری گشت تا بحد تواتر رسید
واگر داعیہ مستتر از قوائے نفس
بود وابستہ آمد از فوق نازل شود
این ہمہ برکات ظہور نے نمود
وکشایش زیادہ از کوشش بروی
کار نے آمد واما آنکہ گفتیم کہ
بمجرد تعلق ارادہ بخلافت ایشان
فضیلتے حاصل مے شود از
شواہد آن حدیث ابی ذر است
اخرج الدارمی عن ابی ذر
الغفاری قال قلت یا رسول
اللہ کیف علمت انک نبی حین
استنبئت فقال یا ابا ذر
اتانی ملکان وانا ببعض بطحاء
مکۃ فوقع احدہما الی الارض
وکان الاخر بین السماء
والارض فقال احدہما لصاحبہ
اھو ھو قال نعم قال فزنہ برجل

اور اس نے اس فن کے مسائل کی تحقیق و ترتیب میں پوری
محنت کی ہو یہیں تک خلفا کی ہمتیں عظیمہ اگر شیخین
کے دل میں داعیہ نہ تھا تو یہ ایک قسم کے افعال مدت دراز
تک زمانہ سے کیونکر ظاہر ہوتے رہے۔ اور اگر (کہو کہ
داعیہ تھا مگر نہ داعیہ الٰہیہ بلکہ) داعیہ دنیا تھا تو (پھر اس کا
کیا جواب ہے کہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان غیب
ترجمان پر ان کی تعریف کیوں جاری ہوئی (اور وہ تعریف
بھی) یہاں تک کہ حد تواتر کو پہنچ گئی اور اگر کہو کہ وہ داعیہ
(خالص دینی کا بھی نہ تھا بلکہ) قوائے نفس سے مرکب
تھا پھر مل کے اوپر سے نازل ہوا ہو تو یہ سب برکات
جو شیخین کے ہاتھوں سے ظاہر ہوئیں ہرگز ظاہر نہ ہوتیں
اور کوشش سے زیادہ نتیجہ کبھی نہ نکلتا۔
اور یہ جو ہم نے بیان کیا کہ کسی شخص کی خلافت (حقہ)
کے منعقد ہونے کے ارادہ الٰہی قائم ہوتے ہی (قبل از وقوع خلافت)
اس شخص کو فضیلت حاصل ہو جاتی ہے اس کی سند
(میں چند حدیثیں ہیں منجملہ ان کے) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی
حدیث ہے (جس کو) دارمی نے حضرت ابوذر غفاری سے
روایت کیا ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ
آپ جب نبی بنائے گئے تو آپ نے کیسے جانا کہ میں نبی ہوں
حضرت نے فرمایا اے ابوذر! میرے پاس دو فرشتے آئے
اور میں اس وقت میں بطحائے مکہ میں تھا ایک فرشتہ تو زمین پر
آیا اور دوسرا آسمان و زمین کے درمیان میں معلق رہا ایک
نے دوسرے سے کہا کہ کیا وہ (جس کی نبوت کا فرمان ملاء اعلیٰ
میں شائع ہوا ہو) یہی ہے؟ دوسرے نے جواب دیا کہ ہاں
تو اس نے کہا اچھا اس کو ایک آدمی کے ساتھ وزن کرو چنانچہ

فوزنت به فوزنته ثم قال
زنه بعشرة فوزنت بهم فرجحتهم
ثم قال زنه بمائة فوزنت بهم
فرجحتهم ثم قال زنه بألف
فوزنت بهم فرجحتهم كأني أنظر
إليهم ينتثرون من خفة الميزان
قال فقال أحدهما لصاحبه
لو وزنته بأمته لرجحها وأخرج
الدارمي من حديث عتبة بن
عبد السلمي قصة طويلة فيها شق
صدره صلى الله عليه وسلم عند
ظئره حليمة قال أحدهما
لصاحبه اجعله في كفة
واجعل ألفا من أمته في
كفة قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم فإذا أنا أنظر إلى
الألف فوقي أشفق أن يخر علي
بعضهم فقال لو أن أمته
وزنت به لمال بهم
ثم انطلقا وتركاني وأخرج
أحمد بن مردويه عن ابن
عمر خرج علينا رسول الله
صلى الله عليه وسلم ذات
غداة بعد طلوع الشمس قال
رأيت قبل الفجر كأني أعطيت

میں ایک آدمی کے ساتھ وزن کیا گیا میں اس سے وزنی نکلا پھر اس نے
کہا اس کو دس آدمیوں کے ساتھ وزن کرو چنانچہ میں دس کے ساتھ
وزن کیا گیا ان دس سے بھی میں وزنی نکلا پھر اس نے کہا اس کو
سو آدمیوں کے ساتھ وزن کرو چنانچہ میں سو کے ساتھ وزن کیا گیا
ان سو سے بھی وزنی نکلا پھر اس نے کہا اس کو ہزار آدمی کے ساتھ
وزن کرو چنانچہ میں ہزار آدمی کے ساتھ وزن کیا گیا میں ان ہزار
سے بھی وزنی نکلا گویا اب بھی میں ان کو دیکھ رہا ہوں کہ پلے کے
ہلکے ہونے کے سبب سے وہ گرے جاتے ہیں۔ پھر ایک فرشتہ نے
دوسرے سے کہا کہ اگر اس کو تمام امت کے ساتھ وزن کرو گے تب
بھی یہی وزنی رہے گا۔ اور دارمی نے عتبہ بن عبد سلمی سے ایک طویل
قصہ کے ذیل میں (جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس
شق صدر کا بیان ہے جو آپ کی دایہ حلیمہ کے یہاں ہوا تھا) یہ
روایت کی ہے کہ (دو فرشتے آئے اور) ایک نے دوسرے سے
کہا کہ اس شخص (یعنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کو (ترازو کے) ایک
پلہ میں رکھو اور اس کی امت کے ہزار آدمی دوسرے پلہ میں رکھو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ (ایسا ہی کیا گیا) ان ہزار
آدمیوں کا پلہ ہلکے ہونے کے سبب اس قدر اونچا ہو گیا کہ میرے سر
کے برابر آگیا یہاں تک کہ میں دیکھنے لگا کہ وہ ہزار آدمی میرے سر پر
آگئے اور مجھ کو خوف ہوا کہ کہیں ان میں سے کوئی میرے اوپر نہ
گر پڑے تو دوسرے فرشتے نے کہا کہ اگر اس کی تمام امت اس شخص
کے ساتھ وزن کی جائے تو بھی اس شخص کا پلہ بھاری رہے گا اس
کے بعد وہ دونوں فرشتے مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔ اور احمد بن مردویہ نے
حضرت ابن عمر سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ایک روز رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم آفتاب نکلنے کے بعد باہر تشریف لائے اور آپ
نے فرمایا مجھ سے پہلے میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا مجھے بہت سی

المقالید والموازین فاما المقالید فهی المفاتیح و اما الموازین فهذه التی یوزن بها فوضعت فی کفة ووضعت امتی فی کفة فوزنت بهم فرجحت ثم جیئ بابی بکر فوزن بهم فرجح ثم جیئ بعمر فوزن بهم فرجح ثم جیئ بعثمان فوزن بهم فرجح ثم رفعت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از وزن با امت و رجحان خود برایشان نبوت خود را شناختند و این وزن و رجحان دلالت کرد بر افضلیت بفضل کلی معتبر عند اللہ پس آن لازم نبوت است و ہمیں رؤیا را آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در باب خلفاء دیدند پس اینجا دانستہ شد کہ افضلیت خلفاء بر رعیت خود عند اللہ در زمان ایشان رضی اللہ عنہم بران بحد لازم خلافت خاصہ است چنانکہ حقیقت استخلاف بمجرد تعلق ارادۂ الٰہیہ

مقالید اور موازین دی گئی ہیں مقالید کنجیوں کو کہتے ہیں اور موازین ترازوؤں کو کہتے ہیں جن میں تولا جاتا ہے پھر (میں نے دیکھا کہ) میں (ترازو کے) ایک پلڑے میں رکھا گیا اور میری امت دوسرے پلڑے میں رکھی گئی میں سب سے وزنی نکلا اس کے بعد ابوبکرؓ لائے گئے اور وہ سب امت کے ساتھ وزن کئے گئے تو وہ سب سے وزنی نکلے پھر عمرؓ لائے گئے اور وہ سب امت کے ساتھ وزن کئے گئے تو وہ سب سے وزنی نکلے پھر عثمانؓ لائے گئے اور وہ سب امت کے ساتھ وزن کئے گئے تو وہ سب سے وزنی نکلے اس کے بعد وہ ترازو آسمان پر اٹھالی گئی (ان حدیثوں سے ہمارا استدلال اس طرح پر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے ساتھ وزن کئے جانے اور بہ نسبت ان کے اپنے وزنی نکلنے سے اپنے نبی ہونے کو سمجھ لیا (کیونکہ حضرت ابوذرؓ کے اس سوال کے جواب میں کہ آپ نے اپنا نبی ہونا کیسے جانا، آپ نے یہ واقعہ ذکر فرمایا تھا) اور اس وزن کئے جانے اور وزنی نکلنے نے آپ کے افضل بفضل کلی ہونے پر دلالت کی (اور فضل کلی بھی وہ) جو عند اللہ معتبر ہو پس (معلوم ہوا کہ) یہ فضل کلی لازم نبوت ہے (یعنی کسی شخص کے نبی بنانے کا ارادۂ الٰہیہ قائم ہوتے ہی فضل کلی تمام رعیت سے عند اللہ اس کو حاصل ہو جاتا ہے گو ہنوز وہ مبعوث نہ ہوا ہو (کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک مبعوث نہ ہوئے تھے) اور یہی خواب (بعینہٖ) آپ نے خلفاء کے متعلق بھی دیکھا لہٰذا یہاں سے یہ بات (بھی) معلوم ہو گئی کہ (کسی شخص کی خلافت کا ارادۂ الٰہیہ قائم ہوتے ہی فضل کلی تمام رعیت پر اس کو حاصل ہو جاتا ہے گو ہنوز اس کو خلافت نہ ملی ہو) ان خلفاء کا اپنی رعیت سے عند اللہ افضل ہونا در عہد خلافت میں بدرجہ اتم خلافت خاصہ کو لازم ہے جس طرح خلیفہ بننے کی حقیقت ارادۂ الٰہیہ

ثابت است و امور دیگر بحسب عادت
اللہ لازم الوجود خلافت سے باشد
ہمچنیں ایں نوع از افضلیت بمجرد ارادہ
ثابت است در ضمن استخلاف و
ہمراہ او افضلیتے کہ بنا بر سوابق اسلامیہ
یا احکام جبلیہ از حسن سیاست
وغیر آں باشد امرے است
عادی. واللہ اعلم بحقیقۃ
الحال. ولیکن ہذا آخر
الفصل الثالث.

کے متعلق ہوتے ہی ثابت ہو جاتی ہے اور دوسری باتیں (مثل
بیعت اہل حل وعقد کے یا نفاذ احکام خلیفہ کے) موافق عادت الٰہی
کے خلافت کے وجود (خارجی) کو لازم ہوتی ہیں اسی طرح یہ قسم
افضلیت کی بھی (ارادہ و انتخاب) کے متعلق ہوتے ہی خلیفہ بننے
کے ضمن میں ثابت ہو جاتی ہے اور اس کے ہمراہ وہ افضلیت جو
بوجہ اوصاف خلقیہ کے مثل حسن سیاست وغیرہ کے ہو ایک چیز
ہے جو موافق عادت الٰہی کے (خلیفہ بننے کی حقیقت کو لازمی) ہے

(تیسری فصل ختم ہوئی)
والحمد للہ رب العالمین

تعریض نوعے ست از بیان تفہیم و تفہم آنہا حاصل مے شود[1] أخرج مالك عن عمرة بنت عبد الرحمن أن رجلين استبّا في زمن عمر بن الخطاب فقال أحدهما للآخر والله ما أبي بزان ولا أمي بزانية فاستشار في ذلك عمر بن الخطاب فقال قائل مدح أباه وأمه وقال آخرون قد كان لأبيه وأمه مدح غير هذا نرى أن تجلده الحد فجلده عمر بن الخطاب الحد ثمانين. پس تعریض ملحق بصریح ست و تحقیق در تعریض آن ست کہ دلالت نے کند بعض الفاظ لیکن دلالت مے کند بمساعدت قرائن شک نیست کہ قرائن زوائدے است

عام ملزوم کے وجود پر دلالت نہیں کرتا مگر تعریض ضرور کرتا ہے (د) تعریض بھی بیان کی ایک قسم ہے سمجھنا اور سمجھانا (دونوں) اس سے حاصل ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا اس تعریض سے ان حضرات کی خلافت راشدہ کا سمجھا دینا شارع کی طرف سے اور سمجھ لینا امت کی طرف سے حاصل ہو گیا تعریض سے سمجھنے سمجھانے کی ایک مثال بھی سن لو: امام مالکؒ عمرہ بنت عبد الرحمن سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ بن خطاب کے زمانہ میں دو شخصوں میں باہم گالی گلوچ کی نوبت پہنچی ایک نے دوسرے سے کہا واللہ میرا باپ زانی نہیں ہے نہ میری ماں زانیہ ہے (یہ) مقدمہ حضرت عمرؓ کے سامنے پیش ہوا تو حضرت عمرؓ نے اس کے متعلق صحابہؓ سے مشورہ لیا۔ کسی نے کہا کہ اس نے اپنے ماں باپ کی تعریف کی، کسی کو گالی نہیں دی لہٰذا اس کو کوئی سزا نہ دی جائے، اور کسی نے کہا کہ اس کے ماں باپ کی تعریف علاوہ زانی نہ ہونے کے اور بھی ہو سکتی تھی (خاص اسی تعریف کا بیان کرنا اس موقع پر ضرور گالی دینے کی نیت سے ہے) لہٰذا ہماری رائے یہ ہے کہ اس کو آپ سزا دیں چنانچہ حضرت عمرؓ نے اس کو اسی درے لگائے جانے کا حکم دیا حالانکہ اس نے صرف گالی کی تعریض کی تھی، پس معلوم ہوا کہ تعریض بھی تصریح کے حکم میں ہے۔

تعریض کے بارے میں تحقیق یہ ہے کہ وہ بعض الفاظ کی وجہ سے تو دلالت نہیں کرتی لیکن قرائن کی مدد سے ضرور وہ دلالت کرتی ہے اس میں شک نہیں کہ قرائن کچھ نہ کچھ دلالت کرتے ہیں خواہ

[1] [illegible]

دو قطعیہ و ظنیہ مثل دلالت دخان بر وجود نار و دلالت ابر در ہوائے رطب بر باران و ہمچنین لفظ را نیز دلالت ہست بر معنے منطوق خود پس در تعریفین ہر دو جمع میشوند ابہام بعض با بعض دیگر منجر مے گردانند و ہمچنین تحقیق نزدیک فقیر در دلالات دخول و غیرہ این ہمین است کہ دلالت لفظ فقط نیست بلکہ لفظ مع القرائن و آن قرائن گاہے خفی مے باشد و گاہے جلی میزان در استنباط معانی از مثل این دلائل فہم اہل لسان است و از مثل این جانست لہٰذا مفہوم وصف نزدیک امام شافعیؒ کہ رأس و رئیس مستنبطان است موقوف آمد بر شروط چنداں کہ آں محقق قرائن معنے مقصود باشد و چوں ملتی برین منوال ہست دلالت وجود لازم اعم بر وجود ملزوم اخص مستبعد و مستنکر نیست چوں این قدر ممہد شد خوض در مقصود نمائیم

مسند ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ

أخرج ابن أبي شيبة عن حبيبة بنت أبي حبيبة عن أبي بكر الصديق في قصة قالت فذكرت غزوتنا خثعم ودخولنا بعضنا في أبيات أهلها

وہ دلالت قطعی ہو یا ظنی جیسے دھوئیں کی آگ کے وجود پر (یہ دلالت قطعی ہے) یا ابر اور ہوا کی رطوبت مینہ برسنے پر دلالت کرتی ہے (مگر یہ دلالت ظنی ہے) اسی طرح لفظ بھی اپنے معنے منطوق پر دلالت کرتا ہے (اور یہ دلالت کبھی قطعی ہوتی ہے اور کبھی ظنی) ایسی تعریفیں ان دونوں چیزوں میں جمع ہو جاتی ہیں (لفظ بھی اور قرینہ بھی) ایک کی کمی دوسرے سے پوری ہو جاتی ہے۔ اس فقیر کے نزدیک ایماء اور فحاوی کی بابت بھی تحقیق یہی ہے کہ ان میں بھی صرف لفظ کی دلالت نہیں ہوتی بلکہ لفظ قرینہ کے ساتھ مل کر دلالت کرتا ہے قرینہ کبھی خفی ہوتا ہے کبھی جلی (غرض) اس قسم کے دلائل سے معانی کے استنباط کرنے میں (دلالت کے جلی یا خفی ہونے کی) پہچان اہل زبان کو اس قسم کے موقع میں سمجھ لینا ہے (یعنی اگر اہل زبان اس قسم کے موقع میں اس معنے کو سمجھ لیتے ہوں تو دلالت جلی ہے ورنہ خفی) اسی وجہ سے امام شافعیؒ کے نزدیک جو کہ استنباط کرنے والوں کے سردار ہیں مفہوم وصف کی دلالت چند شرائط پر موقوف ہے جیسے جیسے وہ شرطیں پائی جائیں گی معنی مقصود کے قرینے بنتے جائیں گے۔ اس تحقیق کی بنا پر لازم عام کا ملزوم خاص کے وجود پر دلالت کرنا کچھ بعید و نادر نہیں ہے۔ اس تحقیقات کے بعد اب ہم اصل مقصود شروع کرتے ہیں۔

مسند ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (۹- روایت)

ابن ابی شیبہ نے حبیبہ بنت ابی حبیبہ سے انہوں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ایک (طویل) قصہ (کے ذیل) میں روایت کیا ہے وہ کہتی تھیں کہ میں نے خثعم کی لڑائی اور جاہلیت کی بعض دوسری لڑائیوں کا ذکر کیا

لہ ایماء کے معنی اشارہ اور فحاوی یعنی جو تحریر کی منشاء اس کے درمیان کلام

وما جاء الله به من الالفة واطناب الفساطيط وشبك ابن عون اصابعه ووصفه لنا معاذ وشبك احمد فقلت يا عبد الله متى ترى امر الناس هذا قال ما استقامت الائمة قلت ما الائمة قال ما رأيت الشيخ يكون في الحواء فيتبعونه ويطيعونه فما استقام اولئك واخرج الدارمي عن قيس بن ابي حازم قال دخل ابو بكر على امرأة من احمس يقال لها زينب قال فراها لا تتكلم فقال ما لها لا تتكلم قالوا نوت حجة مصمتة فقال تكلمي فان هذا لا يحل هذا من عمل الجاهلية قال فتكلمت فقالت من انت قال انا امرؤ من المهاجرين قالت اي المهاجرين قال من قريش قالت فمن اي قريش انت قال انك لسؤول انا ابو بكر قالت ما بقاءنا على هذا الامر الصالح الذي جاء الله به بعد الجاهلية

اور زبیر اسلام کی وجہ سے) اللہ نے جو الفت اور فراخی پیدا کر دی ہے (اس کا ذکر کیا) تو ابن عون (راوی) نے (الفت کی کیفیت بیان کرنے کے لئے) اپنی انگلیوں کے درمیان میں تشبیک[1] کی اور معاذ (راوی) نے بھی تشبیک کی اور احمد (راوی) نے بھی تشبیک کی) پھر میں نے پوچھا کہ یا امیر المومنین! لوگوں کی یہ کیفیت (الفت و محبت کی) آپ کی رائے میں کب تک باقی رہے گی؟ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا جب تک ائمہ سیدھی راہ پر چلیں گے۔ میں نے پوچھا کہ ائمہ کون؟ انھوں نے فرمایا کیا تم نے نہیں دیکھا کہ سردار اپنی خرگاہ میں ہوتا ہے اور لوگ اس کی راہ پر چلتے ہیں اور اسکی اطاعت کرتے ہیں پس وہ سردار جب تک سیدھی راہ پر رہیں گے (یہی حالت باقی رہے گی)۔ اور دارمی نے قیس بن ابی حازم سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ ایک مرتبہ قبیلۂ احمس کی ایک عورت کے پاس تشریف لے گئے دیکھا تو وہ عورت کلام نہیں کرتی۔ حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا کہ یہ عورت کلام کیوں نہیں کرتی؟ لوگوں نے کہا کہ اس نے سکوت[2] کے حج کی نیت کی ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا تجھ کو کلام کرنا چاہیئے یہ جاہلیت کا کام ہے چنانچہ اس نے کلام کیا پھر اس نے حضرت ابوبکرؓ سے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ انھوں نے فرمایا کہ میں مہاجرین میں سے ایک شخص ہوں اس نے پوچھا کہ آپ کن مہاجرین میں سے ہیں فرمایا کہ قریشیوں سے اس نے پوچھا کہ آپ قریش کے کس خاندان سے ہیں؟ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ تو بڑی پوچھنے والی ہے (تیرے سوالات ختم ہی نہیں ہوتے) میں ابوبکرؓ ہوں۔ اس عورت نے کہا (اچھا یہ تو بتلایئے کہ) ہمارا قیام اس نیک کام پر جو اللہ نے زمانۂ جاہلیت کے بعد ظاہر فرمایا (یعنی اسلام پر) کب تک

[1] انگلیوں کا انگلیوں کے درمیان میں ڈالنا جس طرح نماز پڑھنے کے وقت کرتے ہیں مطلب یہ ہو کہ جس طرح یہ انگلیاں آپس میں ایک دوسرے میں ملی ہوئی ہیں اسی طرح آدمی آپس میں ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں۔ [2] یعنی اس نے نذر مانی تھی کہ حالت حج میں کلام نہ کرے گی۔ زمانۂ جاہلیت میں اس قسم کی جو باتوں کا رواج تھا۔

فقال بقاؤكم عليه ما استقامت بكم ائمتكم قالت وما الايمة قال اما كان لقومك رؤس واشراف يأمرونهم فيطيعونهم قالت بلى قال فهم مثل اولئك على الناس قوله ما استقامت دين استقامت شامل است علم و عدالت وكفايت و شجاعت وغير آن را اخرج البخاري في حديث عمر الطويل ان ابابكر قال للانصار ما ذكرتم فيكم من خير فانتم له اهل ولن يعرف هذا الامر الا لهذا الحي من قريش هم اوسط العرب نسبا ودارا اخرج ابوبكر ابن ابي شيبة في حديث طويل فقال ابوبكر على رسلكم فحمد الله واثنى عليه ثم قال يا معشر الانصار انا والله ما ننكر فضلكم ولا بلاءكم في الاسلام ولا حقكم الواجب علينا ولكنكم قد عرفتم ان هذا الحي من قريش بمنزلة من العرب

رہے گا، حضرت صدیقؓ نے فرمایا کہ جب تک تمہارے ائمہ راہِ راست پر رہیں گے اُس عورت نے کہا ائمہ سے کیا مراد ہے؟ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ کیا تیری قوم میں کچھ سردار اور بزرگ لوگ نہ تھے جو لوگوں پر حکومت کرتے ہوں اور لوگ اُن کی اطاعت کرتے ہوں، اس عورت نے کہا ہاں تھے حضرت صدیقؓ نے فرمایا ائمہ ایسے ہی لوگوں کو کہتے ہیں جو آدمیوں پر حکومت کریں۔ (راہِ راست پر رہنا جس کا ذکر اس روایت میں ہے علم اور عدالت اور کفایت و شجاعت وغیرہ کو شامل ہے) اور بخاری نے حضرت عمرؓ کی طویل حدیث میں روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے (سقیفۂ[1] بنی ساعدہ میں) انصار سے فرمایا کہ جو کچھ تم نے اپنے متعلق فضائل بیان کئے بیشک تم اس کے مستحق ہو مگر یہ کام (خلافت کا) ہرگز معلوم نہیں ہوا مگر اسی قبیلہ قریش کے لئے جو تمام عرب پر نسب میں اور (شرافت) مسکن میں فوقیت رکھتے ہیں اور ابوبکر ابن ابی شیبہ نے ایک طویل حدیث (کے ضمن) میں روایت کی ہے کہ (سقیفۂ بنی ساعدہ میں) حضرت ابوبکرؓ نے (اُن لوگوں سے جو انتخاب خلیفہ کے متعلق ادھر اُدھر بھٹک رہے تھے) فرمایا کہ ٹھہر جاؤ اس کے بعد انھوں نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا کہ اے گروہِ انصار اللہ کی قسم ہم تمہاری بزرگی کا انکار نہیں کرتے نہ تمہاری اسلامی خدمات کا انکار ہے نہ جو حق تمہارا ہم پر واجب ہے اس کا انکار کرتے ہیں مگر (خلافت تم میں نہیں ہو سکتی کیونکہ) تم جانتے ہو کہ یہ قبیلہ قریش کا عرب میں جو عزت رکھتا ہے اور کسی قبیلہ کو حاصل

---

[1] سقیفہ سائبان کو کہتے ہیں یہ سائبان قبیلہ بنی ساعدہ کے لوگوں کا تھا انصار کے لوگ اس جگہ میں اپنے جھگڑوں کے فیصلے کرنے اور ضروریات میں مشورہ کرنے کے لئے جمع ہوا کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد انتخاب خلافت کے لئے بھی انصار اسی مقام میں جمع ہوئے جب حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو اس کی خبر ملی اور معلوم ہوا کہ امت میں تفرقہ پڑنے کا اندیشہ ہے تو وہ حضرات وہاں تشریف لے گئے اور امت کو تفرقے سے بچالیا فجزاهما اللہ عنا وعن الاسلام خیرًا۔

لیس بہا غیرُھم وان العرب لن تجتمع الا علی رجل منہم فخن الامراء و انتم الوزراء فاتقوا اللہ ولا تصدعوا فی الاسلام ولا تکونوا اول من احدث فی الاسلام اشتراط نسب قریش و خلیفہ مجمع علیہ اہل سنت است اخرج البخاری و مسلم والدارمی وغیرھم عن ابن عباس کان ابوھریرۃ یحدث ان رجلا اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انی اری اللیلۃ ظلۃ تنطف منہا السمن والعسل واری الناس یتکففون بایدیہم فالمستکثر والمستقل واری سببا واصلا من السماء الی الارض فاراک یا رسول اللہ اخذت بہ فعلوت ثم اخذ بہ رجل اخر فعلا بہ ثم اخذ بہ رجل اخر فعلا بہ ثم اخذ بہ رجل اخر فانقطع ثم وصل بہ فعلا بہ۔ فقال ابوبکر بابی انت وامی لتدعنی فاعبرھا فقال اعبرھا فقال اما الظلۃ فظلۃ الاسلام واما ما ینطف من السمن والعسل فہو القرآن لینہ وحلاوتہ واما المستکثر والمستقل فہو المستکثر من القرآن والمستقل منہ

نہیں ہے اور (یہ بھی تم جانتے ہو کہ) تمام عرب تو متفق ہوں گے مگر اسی شخص پر جو قریش میں سے ہو لہٰذا ہم قریشی لوگ خلیفہ ہوں اور تم لوگ (ہمارے) وزیر رہو۔ اللہ سے ڈرو اور اسلام میں تفرقہ نہ ڈالو۔ اور اسلام میں پہلے رخنہ انداز نہ ہو (خلیفہ کے لئے قریشی النسب ہونے کی شرط پر تمام اہل سنت کا اجماع ہے) اور بخاری اور مسلم اور دارمی وغیرہم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے تھے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میں نے آج شب کو (خواب میں) دیکھا کہ ایک ابر کا ٹکڑا ہے اس سے روغن اور شہد ٹپک رہا ہے پھر میں نے لوگوں کو دیکھا کہ دونوں ہاتھوں سے اس کو لے رہے ہیں مگر کسی نے زیادہ لیا اور کسی نے کم اور میں نے ایک رسی آسمان سے زمین تک لٹکتی ہوئی دیکھی اور میں نے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ کو دیکھا کہ آپ اس رسی کو پکڑ کر اوپر چڑھ گئے پھر ایک اور شخص نے اس رسی کو پکڑا اور وہ بھی اوپر چڑھ گیا پھر ایک اور شخص نے اس رسی کو پکڑا اور وہ بھی اوپر چڑھ گیا پھر ایک اور شخص نے اس رسی کو پکڑا تو وہ رسی کٹ گئی مگر پھر جڑ گئی اور وہ شخص بھی اوپر چڑھ گیا (یہ خواب سن کر) حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر فدا ہو جائیں مجھے اجازت دیجئے تو میں اس کی تعبیر بیان کروں آپؐ نے فرمایا اچھا تم ہی اس کی تعبیر کہو۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ ابر سے مراد اسلام ہے اور روغن و شہد جو اس سے ٹپک رہا ہے اس سے مراد قرآن ہے نرمی اس کی گویا بمنزلہ روغن کے ہے اور حلاوت اس کی گویا بمنزلہ شہد کے ہے، اور کسی نے اس روغن و شہد کو زیادہ لیا اور کسی کم

وأما السبب الواصل من السماء إلى الأرض فهو الحق الذي أنت عليه تأخذ به فيعليك الله ثم يأخذ به بعدك رجل فيعلو به ثم يأخذ به رجل فيعلو به ثم يأخذ به رجل آخر فينقطع ثم يوصل له فيعلو بأبي رسول الله لتخبرني أصبت أم أخطأت فقال النبي صلى الله عليه وسلم أصبت بعضا وأخطأت بعضا فقال أقسمت يا رسول الله لتحدثني ما الذي أخطأت فقال النبي صلى الله عليه وسلم لا تقسم۔ از ین حدیث معلوم می شود کہ حضرت صدیقؓ می دانست کہ خلافت بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بر کسی علی الترتیب خواہد رسید و ایشان بر منہاج پیغمبر خواہند گذشت باقی ماند آنکہ ہرگاہ موافق تعبیر حضرت صدیقؓ در خارج بوقوع آمد پس خطا بچہ وجہ ثابت است فقیر می گوید سکوت از تسمیۂ آن اشخاص با وجود قدرت بر تسمیۂ ایشان بطریق مشاکلت منسوب بخطا شد و شاہد آں کہ حضرت صدیقؓ ایشان را باسمائہم می شناخت آثارے چند است کہ در خصائص مذکور است

تو وہ رسی جو آسمان سے زمین پر لٹک رہی ہے اس سے مراد وہ (دین) حق ہے جس پر آپ ہیں آپ اس کو پکڑے ہوئے ہیں اللہ اس کی وجہ سے آپ کو بلند رتبہ کرے گا پھر آپ کے بعد ایک اور شخص اس کو پکڑے گا وہ بھی اس کے سبب سے بلند رتبہ ہو جائے گا اس کے بعد ایک اور شخص اس کو پکڑے گا وہ بھی اس کے سبب سے بلند رتبہ ہو جائے گا اس کے بعد ایک اور شخص اس کو پکڑے گا تو وہ (دین) حق منقطع ہو جائے گا مگر پھر اس کے لئے جوڑ دیا جائے گا اور وہ اس کے سبب سے بلند رتبہ ہو جائے گا۔ یا رسول اللہ آپ مجھ سے فرما دیجئے کہ میں نے صحیح تعبیر کی یا غلط۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ صحیح کہی اور کچھ غلط۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں آپ کو قسم دلاتا ہوں کہ آپ مجھ سے بیان کر دیجئے کہ میں نے کیا غلطی کی۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم نہ دلاؤ۔ (اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صدیقؓ جانتے تھے کہ خلافت بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تین آدمیوں کو علی الترتیب حاصل ہوگی اور وہ تینوں پیغمبر کی روش پر ہوں گے اور وہ پیغمبر کی روش پر دنیا سے گزر جائیں گے۔ باقی رہی یہ بات کہ جب کہ حضرت صدیقؓ کی تعبیر کے موافق خارج میں واقع بھی ہوا تو پھر تعبیر میں غلطی کس طرح ہوئی؟ یہ فقیر کہتا ہے کہ ان خلفاء کا نام نہ لینا باوجودیکہ ان کے نام لینے پر قدرت تھی ظاہری طور پر خطا کی طرف نسبت کیا گیا اور اس بات کی دلیل کہ حضرت صدیقؓ ان خلفاء کو مشخص طور پر جانتے تھے چند روایتیں ہیں جو (کتاب) خصائص (تالیف علامہ سیوطی) میں مذکور ہیں

لے اشارہ ہے حق و امر خلافت کی طرف جو حضرت عثمانؓ کو اپنے آخر زمانہ میں پیش آئے جن سے اندیشہ زوال خلافت کا تھا مگر ان کے حق میں انجام بخیر ہوا اور شہادت پائی۔ ملے یعنے کامل تعبیر یہ تھی کہ ان خلفاء کا نام بھی بتلا دیتے باعتبار اس کے یہ تعبیر ناقص رہی اسی نقصان کو خطا کے ساتھ تعبیر فرمایا۔

أخرج ابن عساكر عن كعب قال كان إسلام أبي بكر الصديق سببه وحي من السماء وذلك أنه كان تاجرا بالشام فرأى رؤيا فقصها على بحيراء الراهب فقال من أين أنت قال من مكة قال من أيها قال من قريش قال فأيش أنت قال تاجر قال صدق الله رؤياك فإنه يبعث نبي من قومك تكون وزيره في حياته وخليفته بعد موته فأسرها أبو بكر حتى بعث النبي صلى الله عليه وسلم فجاءه فقال يا محمد ما الدليل على ما تدعي قال الرؤيا التي رأيت بالشام فعانقه وقبل ما بين عينيه وقال أشهد أنك رسول الله وأخرج ابن عساكر عن ابن مسعود قال قال أبو بكر الصديق خرجت إلى اليمن

(وہ یہ ہیں) (۱) ابن عساکر نے حضرت کعبؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے اسلام کا باعث ایک وحی آسمانی تھی اس کی کیفیت اس طرح پر ہے کہ حضرت ابوبکرؓ ملک شام میں تجارت کیا کرتے تھے (وہاں) انھوں نے ایک خواب دیکھا تو بحیرا راہب سے بیان کیا بحیرا نے اس خواب کو سنکر پوچھا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو حضرت ابوبکرؓ نے کہا مکہ کا رہنے والا ہوں اس نے پوچھا کہ مکے کے کس خاندان سے ہو؟ حضرت صدیقؓ نے کہا خاندان قریش سے پھر اس نے پوچھا کہ تمھارا پیشہ کیا ہے؟ حضرت صدیقؓ نے فرمایا تاجر ہوں بحیرا نے کہا اللہ نے تمھیں سچا خواب دکھایا ہے ایک نبی تمھاری قوم میں مبعوث ہوں گے ان کی زندگی میں تم ان کے وزیر ہوگے اور ان کی وفات کے بعد ان کے خلیفہ ہوگے۔ حضرت صدیقؓ نے اس خواب کو پوشیدہ رکھا یہاں تک کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو حضرت ابوبکرؓ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا کہ اے محمد! آپ جو دعوی کرتے ہیں اس پر کیا دلیل ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہی خواب جو تم نے شام میں دیکھا تھا (یہ سنتے ہی) حضرت ابوبکرؓ نے آپ سے معانقہ کیا اور آپ کی دونوں (مقدس) آنکھوں کے درمیان میں بوسہ دیا اور کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اور ابن عساکر نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ فرماتے تھے کہ میں (ایک مرتبہ) یمن کی طرف قبل بعثت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گیا

لہ یہ مضمون روایات شیعہ میں بھی ہے چنانچہ حملہ حیدری مطبوعہ مطبع سلطانی لکھنؤ کے صفحہ اول [illegible] میں ہے کہ ابوبکر [illegible] گذشت و گرگفتہ [illegible] بود کہ چنت [illegible] ہمی [illegible] شیعہ [illegible] خاتم خیاتے الانبیا [illegible] ۔ ان روایت میں صرف اس قدر تصرف کیا گیا ہے کہ [illegible] ہیں۔

قبل ان يبعث النبي صلى الله عليه وسلم فنزلت على شيخ من الازد قد قرأ الكتب واتت عليه اربع مائة سنة الا عشر سنين فقال لي احسبك حرميا قلت نعم قال واحسبك قرشيا قلت نعم قال واحسبك تيميا قلت نعم قال بقيت لي منك واحدة قلت ما هي قال تكشف لي عن بطنك قلت لم ذاك قال اجد في العلم الصادق ان نبيا يبعث في الحرم يعاون على امره فتى وكهل فاما الفتى فخواض غمرات ودفاع معضلات واما الكهل فابيض نحيف على بطنه شامة وعلى فخذه اليسرى علامة وما عليك ان تريني فقد تكاملت لي فيك الصفة الا ما خفي علي قال ابو بكر فكشفت له عن بطني فرأى شامة سوداء فوق سرتي فقال انت هو ورب الكعبة واخرج ابن سعد عن الحسن قال قال ابو بكر يا رسول الله ما ازال اراني اطأ عذرات الناس قال لتكونن من الناس بسبيل قال ورأيت في صدري كالرقمتين قال سنتين

اور قبیلۂ ازد کے ایک شخص کے یہاں جو کتب (آسمانی) پڑھا ہوا تھا۔ اور اُس کی عمر تین سو نوے برس کی تھی فروکش ہوا اُس نے مجھ سے کہا کہ میں تم کو حرم کا رہنے والا خیال کرتا ہوں۔ (کیا یہ صحیح ہے؟) میں نے کہا ہاں۔ اُس نے کہا میں تم کو قریشی سمجھتا ہوں (کیا یہ صحیح ہے؟) میں نے کہا ہاں۔ اُس نے کہا میں تم کو تیمی سمجھتا ہوں (کیا یہ صحیح ہے؟) میں نے کہا ہاں۔ تو اُس نے کہا اب صرف ایک بات تمہاری باقی رہ گئی ہے جو مجھے نہیں معلوم۔ میں نے کہا وہ کیا بات ہے؟ اُس نے کہا تم میرے سامنے اپنا شکم کھول دو۔ میں نے کہا کیوں؟ اُس نے کہا میں ایک علم صادق کی (یعنی آسمانی کتابوں) میں دیکھتا ہوں کہ ایک نبی حرم میں مبعوث ہوگا اس کے کام پر ایک جوان اور ایک ادھیڑ عمر کا آدمی مدد کریگا جوان بڑا جفاکش اور حلال مشکلات ہوگا اور ادھیڑ گورے رنگ کا اکہرے بدن کا ہوگا اس کے شکم پر ایک تل ہوگا اور اُس کی بائیں ران پر ایک نشانی ہوگی۔ تمہارا اس میں کیا حرج ہے اگر تم مجھے (اپنا شکم) دکھا دو کیونکہ سب باتیں میری تم میں پائی جاتی ہیں سوا اس بات کے جو مجھے نہیں معلوم حضرت ابوبکرؓ فرماتے تھے کہ میں نے اپنا شکم اُس کے سامنے کھول دیا تو اُس نے ایک سیاہ تل میری ناف کے اُوپر دیکھ کر کہا قسم رب کعبہ کی وہ تم ہی ہو۔ اور ابن سعد نے حضرت حسن (بصریؒ) سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں ہمیشہ اپنے کو خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں لوگوں کے بول و براز میں چل رہا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا تم ضرور ضرور تم لوگوں میں با عزت ہوگے۔ نیز حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ میں نے اپنے سینہ میں دو نشان سے دیکھے ہیں حضرتؐ نے فرمایا (اس کی تعبیر) دو برس۔[1] (اگر کوئی کہے کہ حضرت

[1] یعنی تمہاری خلافت دو برس رہے گی چنانچہ حضرت صدیقؓ کی خلافت کچھ مہینے اوپر دو برس رہی کسر کا اعتبار نہیں کیا گیا۔

واگر کسے گوید کہ صدیق رضی اللہ عنہ اگر مے دانست کہ مبشر بخلافت است در وقت بیعت چرا توقف فرمود وچرا اشارت بفاروق ؓ وابو عبیدہ ؓ نمود کہ بایعوا احد ھذین گوئیم بشارت بچیزے مقتضی آں نیست کہ البتہ آں را طلب نماید چنانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم معلوم فرمودند کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ آنجناب خواہد بود سعی نکردند در تزوج او نمودند وفرمودند ان یکن ھذا من عند اللہ یمضہ
احوال اہل اللہ در مثل این صورت مختلف است گاہے سعی در میسر مے کنند باوثوق بوجود آں وگاہے تن مے زنند ومنتظر تدبیر غیب مے باشند کہ لطف الٰہی در کدام قالب آں روح را مشروح مے سازد حضرت صدیق ؓ راہ توقف را اختیار نمود تا ابعد باشد از حظ نفس یا بسببے دیگر مانند ایں

اما اثبات حضرت صدیق ؓ خلافت خود را بسوابق اسلامیہ فقد اخرج الترمذی عن ابی سعید الخدری قال قال ابوبکر الست احق الناس بھا الست اول من اسلم الست صاحب کذا الست

صدیق رضی اللہ عنہ جب جانتے تھے کہ اُن کو خلافت کی بشارت مل چکی ہے تو پھر بیعت کے وقت اُنھوں نے کیوں توقف کیا اور کیوں حضرت فاروق ؓ اور حضرت ابو عبیدہ ؓ کی طرف اشارہ کیا کہ ان دو میں سے کسی کے ہاتھ پر بیعت کر لو تو ہم جواب دیتے ہیں کہ کسی چیز کی بشارت ملنا اس بات کو مقتضی نہیں ہے کہ اس کو طلب بھی کریں جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہو گیا تھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کی زوجہ ہوں گی[1] مگر باوجود اس کے آپ نے اُن سے نکاح ہو جانے کی کوشش نہ کی۔ اور فرمایا کہ اگر یہ بات خدا کی طرف سے ہے تو وہ اس کو پورا کرے گا (اصل یہ ہے کہ) بافضل لوگوں کی حالت ایسے مواقع میں مختلف ہوتی ہے۔ کبھی جس چیز کی بشارت ملی ہے اس کے حاصل کرنے میں کوشش کرتے ہیں باوجودیکہ ان کو اس چیز کے حاصل ہو جانے کا یقین ہوتا ہے اور کبھی خاموشی اختیار کرتے ہیں اور تدبیر غیب کے منتظر رہتے ہیں کہ (دیکھیں) لطف الٰہی کس قالب میں روح کو پھونکتا ہے (یعنے کس طریقہ سے اس بشارت کو پورا کرتا ہے) حضرت صدیق ؓ نے (اسی اصل کے موافق) توقف کی راہ اختیار کی تاکہ شرکت نفس سے دُور رہے یا اور کسی وجہ سے جو مثل اس کے ہو۔

حضرت صدیق ؓ کا اپنی خلافت کو سوابق[2] اسلامیہ سے ثابت کرنا۔

ترمذی نے حضرت ابو سعید خدری ؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت ابوبکر ؓ نے فرمایا کیا میں خلافت کا سب سے زیادہ مستحق نہیں ہوں؟ کیا میں سب سے پہلے اسلام نہیں لایا؟ کیا میں نے فلاں کام نہیں کیا؟ کیا میں نے فلاں

---

[1] چنانچہ روایت ہے کہ حضرت جبرئیل نے ایک ریشمی کپڑا حضور کی خدمت میں حاضر کیا جس میں حضرت عائشہ صدیقہ ؓ کی شبیہ مبارک تھی اور کہا کہ یہ آپ کی زوجہ ہوں گی۔ [2] سوابق جمع ہے سابقہ کی سابقہ کہتے ہیں پہلے کی چیز کو مراد یہاں وہ اسلامی خدمات ہیں جو زمانہ سابق میں ابتدائے ہجرت میں ظاہر ہوئے

صاحب گفت آمدیم استدلال صدیق بر منع توقف
از بیعت بعد انعقاد بیعت عامہ بلزوم شق
عصا المسلمین فقد اخرج الحاکم عن
ابی سعید فی قصۃ طویلۃ فلما
قعد ابوبکر علی المنبر نظر فی
وجوہ القوم فلم یر علیا فسأل
عنه فقام ناس من الانصار
فاتوا به فقال ابوبکر ابن
عم رسول الله صلی الله علیه و
سلم وختنه اردت ان تشق عصا
المسلمین فقال لا تثریب یا خلیفة
رسول الله صلی الله علیه وسلم
فبایعه ثم لم یر الزبیر بن العوام فسأل
عنه حتی اتوا به فقال ابن عمة رسول
الله صلی الله علیه وسلم وحواریه
اردت ان تشق عصا المسلمین فقال
لا تثریب یا خلیفة رسول الله
صلی الله علیه وسلم مثل قوله
فبایعاه اما اثبات صدیق رضی الله عنه
خلافت حضرت فاروق را بافضلیت او
فقد اخرج الترمذی عن جابر بن عبدالله
قال قال عمر لابی بکر یا خیر الناس بعد رسول
الله صلی الله علیه وسلم فقال ابوبکر
اما انک ان قلت ذاک فلقد سمعت رسول
الله صلی الله علیه وسلم یقول

کام نہیں کیا (حضرت صدیق رضی کا بیعت عامہ ہو جانے کے بعد
(اپنی) بیعت میں توقف کرنے سے (لوگوں کو) روکنا یہ کہہ کر کہ
مسلمانوں کی قوت پراگندہ ہو جائے گی) حاکم نے حضرت ابو سعید
سے ایک طویل قصہ میں روایت کی ہے کہ جب حضرت ابوبکر رضی منبر پر
رونق افروز ہوئے تو لوگوں کو دیکھ علی رضی کو ان میں نہ پایا پوچھا
کہ وہ کہاں ہیں؟ پس کچھ لوگ انصار میں سے اٹھے اور حضرت
علی رضی کو لے آئے حضرت ابوبکر رضی نے فرمایا اے ابن عم و داماد رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیا تم یہ چاہتے ہو کہ مسلمانوں کی قوت
پراگندہ کردو؟ حضرت علی رضی نے عرض کیا کہ اے خلیفہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سرزنش نہ کیجیے (مجھے ایک عذر تھا) اس کے
بعد حضرت علی رضی نے اُن سے بیعت کرلی، پھر حضرت صدیق رضی نے
زبیر بن عوام کو نہ دیکھا تو پوچھا کہ وہ کہاں ہیں؟ یہاں تک کہ
کچھ لوگ اُن کو لے آئے۔ حضرت صدیق رضی نے (اُن سے) فرمایا کہ
اے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی کے بیٹے اور آپ
کے حواری! کیا تم یہ چاہتے ہو کہ مسلمانوں کی قوت پراگندہ کردو
انھوں نے بھی حضرت علی رضی کی طرح عرض کیا کہ اے خلیفہ رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سرزنش نہ کیجیے۔ الغرض دونوں نے
حضرت صدیق رضی سے بیعت کرلی (حضرت صدیق رضی اللہ عنہ
کا حضرت فاروق رضی کی خلافت کو اُن کی افضلیت سے ثابت کرنا)
ترمذی رح نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی سے روایت کی ہے کہ
وہ کہتے تھے حضرت عمر رضی نے حضرت ابوبکر رضی سے (ایک
مرتبہ) کہا کہ آپ بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کے سب سے بہتر ہیں، حضرت ابوبکر رضی نے فرمایا کہ اگر
تم نے یہ کہا تو (سنو) بیشک میں نے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ

ما طلعت الشمس علی رجل خیر من عمر۔ واخرج ابوبکر بن ابی شیبۃ عن زید بن الحارث ان ابا بکر حین حضرہ الموت ارسل الی عمر یستخلفہ فقال الناس تستخلف علینا فظا غلیظا ولو قد ولینا کان افظ واغلظ فما تقول لربک اذا لقیتہ وقد استخلفت علینا عمر قال ابوبکر ابربی تخوفونی اقول اللھم استخلفت علیھم خیر خلقک انتہی۔ واخرج ابوبکر بن ابی شیبۃ عن محمد عن رجل من بنی زریق فی قصۃ طویلۃ قال ابوبکر لعمر انت اقوی منی فقال عمر انت افضل منی تا انصاف پیش نظر میشود اگر این اوصاف را علامت ثبوت خلافت خاصہ کرد در طبقۂ اولی بود والا ذکر این کلمات در بحث اثبات خلافت خارج از قانون مناظرات باشد

آفتاب نے طلوع[1] نہیں کیا کسی ایسے شخص پر جو بہتر ہو عمرؓ سے۔ اور ابوبکرؓ بن ابی شیبہ نے زید بن حارث سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انھوں نے حضرت عمرؓ کو بلوا بھیجا تاکہ ان کو خلیفہ بنائیں لوگوں نے عرض کیا کہ آپ ہم پر ایسے شخص کو خلیفہ بناتے ہیں جو (دیسے ہی) تند خو اور درشت گو ہے اور جب وہ ہم پر حاکم بنے گا تو اور زیادہ تند خو اور درشت گو ہو جائے گا پس اگر آپ نے حضرت عمرؓ کو ہم پر خلیفہ بنا دیا تو جب آپ اپنے پروردگار سے ملیں گے اس کا کیا جواب دیں گے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کیا تم مجھے میرے پروردگار کا خوف دلاتے ہو (اچھا سنو میں) یہ جواب دوں گا کہ اے اللہ میں نے ان پر اس شخص کو خلیفہ بنایا جو سب میں بہتر ہے الی آخرہ اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے محمد سے انھوں نے قبیلہ بنی زریق کے ایک شخص سے ایک طویل قصہ کے ذیل میں روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ تم مجھ سے زیادہ قوی ہو۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ (قوت دوسری چیز ہے مگر) آپ مجھ سے افضل ہیں تو بانصاف نظریں ان آثار کو دیکھ کر اس (نتیجہ کے نکالنے) میں مجبور ہو جاتے ہیں کہ ان اوصاف کو جنس خلافت خاصہ کے مثبات ہیں جو (اس) امت کے طبقہ اولیٰ میں تھی کچھ دخل ہے ورنہ ان باتوں کو خلافت ثابت کرنے کے موقع میں ذکر کرنا قاعدہ گفتگو کے خلاف ہوگا۔

[1] یعنی کوئی مخلوق ان سے بہتر نہیں، یہ عرب کا محاورہ ہے کہ جب کسی شخص کی کسی وصف میں کمال ہو بیان کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اس سے بہتر پر آفتاب نے طلوع نہیں کیا اس سے بہتر کو زمین نے نہیں اٹھایا اور نہ آسمان نے سایہ کیا مثلاً اس سے بہتر کسی سواری پر کوئی سوار نہیں ہوا [illegible] اس سے بہتر کوئی نہیں، انبیاء علیہم السلام بہر حال حضرت صدیقؓ اس سے مستثنیٰ ہیں ان کا مرتبہ حضرت فاروقؓ سے زیادہ ہے۔

مسند عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

ما شروط الخلافة فقد اخرج ابو يوسف عن ابي المليح بن اسامة الهذلي قال خطب عمر بن الخطاب رضي الله عنه فقال ايها الرعاة ان لنا عليكم حق النصيحة بالغيب والمعاونة على الخير ايها الرعاة انه ليس من حلم احب الى الله ولا اعم نفعا من حلم امام ورفقه و ليس من جهل ابغض الى الله و اعم ضررا من جهل امام وخرقه و انه من يأخذ بالعافية فيما بين ظهرانيه يعط العافية من فوقه واخرج ابو يوسف عن عثمان بن عطاء الكلاعي عن ابيه قال خطب عمر الناس فحمد الله واثنى عليه ثم قال اما بعد فاني اوصيكم بتقوى الله الذي يبقى ويهلك من سواه الذي بطاعته ينفع اولياءه وبمعصيته يضر اعداءه فانه ليس لهالك هالك معذرة في تعمد ضلالة حسبها هدى

مسند عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ (۲۷۔ روایت)

شرائط خلافت (کے متعلق یہ روایات ہیں) (امام) ابو یوسفؒ نے ابو الملیح بن اسامہ ہذلی سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے (ایک روز) خطبہ پڑھا جس میں انھوں نے بیان کیا کہ اے سرداران قوم! بتحقیق ہمارا حق تم پر یہ ہے کہ پیٹھ پیچھے ہماری خیر خواہی کرو اور نیک کام میں ہماری مدد کرو۔ اے سرداران قوم! (خوب سمجھ لو کہ) اللہ کے نزدیک امام (یعنے خلیفۂ وقت) کے حلم اور اس کے خوش خلق ہونے سے زیادہ کوئی چیز محبوب و نافع تر نہیں ہے اور امام کے جاہل اور بے وقوف ہونے سے زیادہ کوئی چیز اللہ کے نزدیک ناپسندیدہ اور ضرر رساں نہیں ہے اور جو شخص اپنے آپس میں عافیت کو اختیار کرتا ہے اس کو (آسمان کے) اوپر سے عافیت عطا ہوتی ہے۔ اور (امام) ابو یوسفؒ نے عثمان بن عطاء کلاعی سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت عمر بن خطابؓ نے (ایک روز) لوگوں کے سامنے خطبہ پڑھا جس میں اللہ کی حمد و ثنا کے بعد بیان کیا کہ (اے لوگو!) میں تمھیں نصیحت کرتا ہوں اللہ سے ڈرنے کی جو ہمیشہ باقی رہے گا اور اس کے سوا سب فنا ہو جائیں گے جو اپنی اطاعت کے وسیلہ سے اپنے دوستوں کو نفع پہنچاتا ہے اور اپنی نافرمانی کے سبب سے اپنے دشمنوں کو ضرر پہنچاتا ہے (سنو) جو شخص تباہ کار ہو جائے اس کا کوئی عذر (مسموع) نہ ہوگا اس ضلالت کے ارتکاب میں جس کو اس نے (اپنی کج فہمی سے) ہدایت سمجھا

؎ یعنے احکام شریعت کی خلاف ورزی کرکے اپنی نجات آخرت کو تباہ و برباد کرے مقصد یہ ہے کہ احکام شریعت سے ناواقف ہونا عذر نہیں ہے اور یہ عذر اللہ کے یہاں نہ سنا جائے گا۔

ولا فی ترک حق حسبه ضلالة و ان حق ما تعاهد الراعی من رعیته تعاهدهم بالذی لله علیهم فی وظائف دینهم الذی هداهم الله له و انما علینا ان نامرکم بما امرکم الله به من طاعته و ان ننهاکم عما نهاکم الله عنه من معصیته و ان نقیم امر الله فی قریب الناس و بعیدهم ولا نبالی بشئ من قال الحق[1] الا وان الله فرض الصلوٰة و جعل لها شروطا من شروطها الوضوء والخشوع والرکوع والسجود واعلموا ایها الناس ان الطمع فقر و ان الیاس غنی و فی العزلة راحة من خلطاء السوء و اعلموا انه من لم یرض عن الله فیما کره من قضائه لم یؤد الیه فیما یحب کنه شکره واعلموا ان لله تعالیٰ عبادا یمیتون الباطل بهجره و یحیون الحق بذکره رغبوا و رهبوا فرهبوا ان خافوا فلم یامنوا

نہ اس امرِ حق کے ترک کر دینے میں (وہ معذور سمجھا جائے گا) جس کو اُس نے (اپنی جہالت سے) ضلالت سمجھا (سنو) حاکم اپنی رعیت کی خبرگیری جن امور میں کرے ان سب میں خبرگیری کے زیادہ حقدار وہ امور ہیں جو اللہ نے اُن پر فرض کئے ہیں یعنے اُن کے دینی فرائض کے متعلق جن کی ہدایت اللہ نے اُن کو کی ہے اور ہم پر فرض ہے کہ ہم تم کو اس چیز کا حکم دیں جس کا حکم اللہ نے تم کو دیا ہے یعنے اس کی عبادت کا اور تم کو منع کریں اس چیز سے جس سے اللہ نے تمھیں منع کیا ہے یعنے اس کی نافرمانی سے اور یہ کہ اللہ کا حکم قریب و بعید سب پر یکساں جاری کریں اور یہ کہ ہم کچھ گرفت نہ کریں اُس شخص پر جو حق بات کہے (مسلمانو!) خبردار رہو کہ اللہ تعالیٰ نے (تم پر) نماز فرض کی ہے اور اس کے لئے کچھ شرطیں مقرر کی ہیں۔ منجملہ اُس کی شرائط کے وضو اور خشوع اور رکوع اور سجود ہیں۔ اے لوگو! (خوب) سمجھ لو کہ (غیر اللہ سے) طمع رکھنا فقر (کا سبب) ہے اور (غیر اللہ سے) ناامید ہو جانا غنا (کا سبب) ہے اور عزلت میں بُرے ہمنشینوں سے نجات ملتی ہے اور (یہ بھی) جان لو کہ جو شخص کسی حکم الٰہی سے جو اُس کی طبیعت کے خلاف ہو راضی نہ ہوا تو وہ اُن امور میں جو اس کی طبیعت کے موافق ہوں خدا کا حق شکر ادا نہیں کر سکتا اور (یہ بھی) جان لو کہ اللہ کے کچھ بندے (ہر زمانہ میں ایسے ہوتے) ہیں کہ جو باطل کو ترک کر کے بالکل مٹا دیتے ہیں اور حق کو ذکر کر کے اُسے رواج دیتے ہیں امید اور خوف کی حالت میں رہتے ہیں (اس کے ملا بے) خوف نہیں ہو جاتے۔

[1] یعنے حق بات جو شخص کہے چاہے کوئی کیسا ہی ہو اور چاہے اُس کے لفظ کیسے ہی تلخ کیوں نہ ہوں ہم اس پر کچھ گرفت نہ کریں۔ واقعی یہ صفت حضرت فاروق میں ایسی کامل تھی کہ ان کے بعد پھر کسی میں ویسی دیکھی نہیں گئی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

تبصروا من اليقين ما لم يعاينوا فخلصوا بما لم يزايلوا أخلصهم الخوف فهجروا ما ينقطع عنهم الحيوة عليهم نقمة والموت لهم كرامة وأخرج أبو يوسف عن الزهري قال جاء رجل إلى عمر بن الخطاب رضي الله عنه فقال يا أمير المؤمنين لا أبالي في الله لومة لائم أم أقبل على نفسي فقال أما من ولي من أمر المسلمين شيئا فلا يخاف في الله لومة لائم ومن كان خلوا من ذلك فليقبل على نفسه ولينصح لولي أمره وأخرج أبو يوسف عن سعيد بن أبي بردة قال كتب عمر بن الخطاب إلى أبي موسى أما بعد فإن أسعد الرعاة عند الله من سعدت به رعيته وإن أشقى الرعاة عند الله من شقيت به رعيته وإياك أن ترتع فترتع عمالك

(اب اس وقت ان کا یہ حال ہوتا ہے کہ) وہ (چشم بصیرت سے دیکھ کر ایسا کامل) یقین حاصل کرتے ہیں جو سر کی آنکھوں کے دیکھنے سے نہ حاصل ہو اب وہ ایسے مقام تک پہنچ گئے جہاں سے ہٹ نہیں سکتے۔ ان کو خوف (الٰہی) نے خالص کر دیا لہٰذا جو چیز منقطع ہونے والی ہے اسے انھوں نے چھوڑ دیا (ان کا یہ حال ہے کہ) زندگی ان پر وبال ہے اور موت ان کے حق میں کرامت (کا سبب) ہے۔ اور (امام) ابو یوسفؒ نے زہری سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا اس نے آپ سے پوچھا کہ یا امیر المومنینؓ! آیا میں (امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیا کروں اور) کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈروں یا صرف اپنے ہی نفس کی اصلاح کی طرف متوجہ رہوں۔ آپ نے فرمایا کہ جو مسلمانوں کے کام میں کچھ بھی اختیار رکھتا ہو تو اسے اللہ (کے دین) کے متعلق حق بات کہنے میں کسی کی ملامت سے نہ ڈرنا چاہئے اور جو شخص (مسلمانوں کے کام اور ان کی حکومت سے) بالکل بے تعلق ہو تو اسے لازم ہے کہ بس اپنے نفس (کی اصلاح) کی طرف متوجہ ہو اور اپنے حاکم کی خیر خواہی کرتا رہے۔ اور (امام) ابو یوسفؒ نے سعید بن بردہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ (اشعری) کو (اس مضمون کا فرمان) لکھا کہ خدا کے نزدیک سرداروں میں بڑا نیک بخت سردار وہ ہے کہ جس سے اس کی رعیت آرام پائے اور سرداروں میں بڑا بد بخت وہ ہے جس سے اس کی رعیت تکلیف اٹھائے تم اس سے بچتے رہنا کہ فراغت اور خوش عیشی کے ساتھ کھانے پینے میں مشغول ہو جاؤ اور تمہیں دیکھ کر تمہارے (ماتحت) عامل بھی تمہاری طرح عیش میں معروف ہو جائیں اگر (تم نے ایسا کیا تو

فيكون مثلكم عند الله مثل
البهيمة نظرت الى خضرة من
الارض فرتعت فيها تبتغي
بذلك السمن وانما حتفها
في سمنها والسلام واخرج
ابو يوسف عن رجل عن عمر قال لا يقيم
امر الله الا رجل لا يصانع ولا يضارع
ولا يتبع المطامع ولا يقيم امر الله
الا رجل لا ينتقص عزيمته ولا
يكظم في الحق على حزبه وقال
ابو يوسف حدثني محمد بن اسحق قال
وحدثني من سمع طلحة بن معدان اليعمري
قال خطبنا عمر بن الخطاب رضي الله عنه
فحمد الله واثنى عليه ثم صلى
على النبي صلى الله عليه وسلم
وذكر ابا بكر الصديق فاستغفر
له ثم قال ايها الناس انه
لم يبلغ ذو حق في حقه ان
يطاع في معصية الله واني
لم اجد هذا المال يصلحه
الا خلالا ثلثا ان يؤخذ بالحق ويعطى
بالحق ويمنع من الباطل وانما انا
ومالكم كولي اليتيم ان

خدا کے نزدیک تمہاری وہی مثل ہوگی کہ ایک جانور (مثل بکری
وغیرہ کے) کسی زمین کی سبزی اور شادابی کو دیکھ کر اس میں چرنے
لگا اس کا مقصود (اس چرائی سے) اپنے کو فربہ کرنا تھا مگر اس کا
فربہ ہونا ہی اس کی ہلاکت کا باعث ہے (کیونکہ جب فربہ ہوگا
لوگ اسے ذبح کرکے کھالیں گے) والسلام اور (امام) ابو یوسفؒ
بواسطہ ایک شخص کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے
ہیں کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اللہ کے حکم کو وہی شخص قائم کرسکتا
ہے جو نہ مضارعت[1] کرے اور نہ مصانعت کرے اور نہ طمع کے
درپے ہو اور اللہ کے حکم کو وہی شخص قائم کرسکتا ہے جس
کی ہمت پست نہ ہوتی ہو اور امر حق میں اپنی جماعت کے
لوگوں کی رعایت نہ کرے۔ اور (امام) ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہا
مجھ سے محمد بن اسحٰق نے بیان کیا وہ کہتے تھے مجھ سے اس شخص
نے بیان کیا کہ جس نے طلحہ بن معدان یعمری سے سنا تھا وہ کہتے
تھے کہ ہم لوگوں کے سامنے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ
نے خطبہ پڑھا تو (پہلے) اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی پھر نبی
صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا بعدہٗ حضرت ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ کو ذکر کرکے ان کے لئے بھی دعائے مغفرت کی
پھر فرمایا کہ اے لوگو! کسی حقدار کا حق اس درجہ تک نہیں ہوسکتا
کہ اللہ کی نافرمانی میں بھی اس کی اطاعت کی جائے اور میں
اس (بیت المال کے) مال میں تین باتیں مناسب سمجھتا ہوں
کہ حق کے موافق لیا جائے اور حق کے مد میں خرچ کیا جائے
اور ناحق خرچ سے محفوظ رکھا جائے اور میرے لئے تمہارا
مال ایسا ہے جیسا والی یتیم (کے لئے یتیم کا مال) اگر میں (اس

[1] مضارعت کہتے ہیں مشابہ بننے کو اور مصانعت کہتے ہیں کسی کے ساتھ نیکی کرنے کو اس نیت سے کہ وہ بھی اس کا معاوضہ کرے مطلب
یہ ہو کہ نہ طمع دبے غرض ہو عوض اور وضع کی غرض سے کوئی کام نہ کرتا ہو۔

اِسْتَغْنَيْتُ عَنْهُ اِسْتَعْفَفْتُ وَاِن
افْتَقَرْتُ اَكَلْتُ بِالْمَعْرُوْفِ وَ
لَسْتُ اَدَعُ اَحَدًا يَظْلِمُكُمْ وَلَا
يَعْتَدِيْ عَلَيْهِ حَتّٰى اَضَعَ خَدَّهٗ
عَلَى الْاَرْضِ وَاَضَعَ قَدَمِيْ عَلَى الْخَدِّ
الْاٰخَرِ حَتّٰى يُذْعِنَ بِالْحَقِّ وَلَكُمْ عَلَيَّ
اَيُّهَا النَّاسُ خِصَالٌ اَذْكُرُهَا لَكُمْ
فَخُذُوْنِيْ بِهَا لَكُمْ عَلَيَّ اَنْ لَا اَجْتَبِيَ
شَيْئًا مِنْ خَرَاجِكُمْ وَلَا مَا اَفَاءَ
اللّٰهُ عَلَيْكُمْ اِلَّا مِنْ وَجْهِهٖ
وَلَكُمْ عَلَيَّ اِذَا وَقَعَ فِيْ
يَدِيْ اَلَّا يَخْرُجَ مِنِّيْ اِلَّا فِيْ حَقِّهٖ
وَلَكُمْ عَلَيَّ اَنْ اَزِيْدَ عَطِيَّاتِكُمْ وَ
اَرْزَاقَكُمْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ
وَاَسُدَّ لَكُمْ ثُغُوْرَكُمْ وَلَكُمْ
عَلَيَّ اَنْ لَا اُلْقِيَكُمْ فِي الْمَهَالِكِ
وَلَا اُجَمِّرَكُمْ فِيْ ثُغُوْرِكُمْ وَقَدِ
اقْتَرَبَ مِنْكُمْ زَمَانٌ قَلِيْلُ
الْاُمَنَاءِ كَثِيْرُ الْقُرَّاءِ قَلِيْلُ
الْفُقَهَاءِ كَثِيْرُ الْاُمَرَاءِ يَعْمَلُ
فِيْهِ اَقْوَامٌ لِلْاٰخِرَةِ يَطْلُبُوْنَ
بِهٖ دُنْيَا عَرِيْضَةً تَاْكُلُ
دِيْنَ صَاحِبِهَا كَمَا تَاْكُلُ
النَّارُ الْحَطَبَ اَلَا فَمَنْ اَدْرَكَ
ذٰلِكُمْ مِنْكُمْ فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ

مال سے) بے نیاز ہوں گا تو (اس سے) بالکل علیحدہ رہوں گا
اور اگر میں (تمھارے مال کا) محتاج ہوں گا تو حسب دستور
(بقدر ضرورت اس میں سے) کھاؤں گا اور میں کسی کو کسی
پر ظلم و تعدی نہ کرنے دوں گا۔ اگر کوئی ایسا کرے تو میں اُس کے
ایک رخسارے کو زمین پر رکھ کر دوسرے رخسارہ پر اپنا پیر رکھوں گا
یہاں تک کہ وہ حق کو مان لے (اور اپنے ظلم و تعدی سے باز آئے)
اور اے لوگو! میرے ذمہ تمھارے چند حقوق ہیں وہ حقوق تم
سے ذکر کرتا ہوں۔ تم کو لازم ہے کہ اُن حقوق کے متعلق مجھ سے
مواخذہ کرو (منجملہ ان کے) تمھارا حق میرے ذمہ یہ ہے کہ میں نہ
تمھارے خرج کے مال سے کچھ اپنے واسطے لوں اور نہ غنیمت کے
مال سے جو اللہ نے تم کو دیا ہے کچھ لوں مگر اسی طور سے کہ جس کا
مستحق ہونا اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے (اور منجملہ ان کے) میرے ذمہ یہ بھی واجب ہے کہ جب کوئی (مال) میرے ہاتھ آئے تو اس کو صحیح مصرف
میں خرچ کروں اور (منجملہ ان کے) میرے ذمہ یہ بھی واجب ہے کہ تمھارے عطایا اور وظائف (تنخواہوں) میں اضافہ
کروں اگر اللہ نے چاہا اور تمھارے امن کے لئے تمھارے دشمنوں کی سرحدوں کی حفاظت
کروں۔ اور منجملہ ان کے) تمھارے لئے مجھ پر لازم ....
ہے کہ تمھیں ہلاکت میں نہ ڈالوں اور نہ تمھیں ہمیشہ کے لئے دشمن
کے مقابلہ پر متعین رکھوں اور اب تم سے ایسا زمانہ قریب ہو گیا
ہے کہ جس میں امانت دار کم ہوں گے۔ قرآن کے پڑھنے والوں کی
کثرت ہوگی (مگر) سمجھدار لوگ کم ہو جائیں گے (اور ایسے لوگ
زیادہ ہوں گے کہ) اُن کی کارروائیاں بکثرت ہوں گی۔ اس زمانہ میں
بعضے لوگ آخرت کے لئے عمل کریں گے (مگر) اپنے عمل سے دنیا
کی وسعت و فراخی (رزق) طلب کریں گے (اور وہ دنیا حاصل
ہو گی مگر) جس کے پاس ہو گی اس کے دین کو اس طرح کھائیگی کہ
جس طرح آگ (خشک) ایندھن کو کھا لیتی ہے۔ (اے لوگو!) ہوشیار
رہنا جو کوئی تم میں ایسا زمانہ پائے تو اُسے چاہیئے کہ اپنے پروردگار سے ڈرتا رہے

والذی بعث بہ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم وانی قد علمت ان اقواماً سیطعنون فی ھذا الامر انا ضربتھم بیدی ھذہ علی الاسلام فان فعلوا فاولئک اعداء اللہ الکفار الضلال فان عجل بی امر فالخلافۃ شوریٰ بین ھؤلاء النفر الذین توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو عنھم راض الحدیث قولہ و ان اللہ لم یکن لیضیع دینہ ھذا فیما اری مشیر الخلافۃ الخاصۃ فقط والا ففی ایام الخلافۃ العامۃ قال قد اقترب زمان قلیل الامناء الخ قولہ ان اقواماً سیطعنون فی ھذا الامر ھذا فیما اری شارح الی انتقال الخلافۃ الخاصۃ الی العامۃ وان یتصدی لھا من لیس من المھاجرین الاولین وقولہ اولئک اعداء اللہ الضلال تھدید وتخویف فلم یتحقق کفرھم واللہ اعلم واخرج البخاری وابو یعلی وغیرھم عن عبد الرحمن بن ابی لیلی قال خرجت مع عمر بن الخطاب الی مکۃ فاستقبلنا امیر مکۃ نافع بن علقمۃ فقال لہ یا نافع

اور قسم اس (روشن طریقہ اسلام) کی جس کے ساتھ اس نے اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا ہے اور میں یہ (بھی) یقیناً جانتا ہوں کہ بعضے لوگ اس کام (خلافت) میں طعن کریں گے (مگر وہ لوگ قابل اعتبار نہیں ہیں) میں نے اپنے ہاتھوں سے انھیں اسلام پر (قائم رہنے کے لئے) مارا ہے پس اگر وہ لوگ طعن کریں گے تو وہ خدا کے دشمن کافر سخت گمراہ ہوں گے۔ اگر میرے ساتھ امر (الٰہی) نے عجلت کی (اور میں مرگیا) تو خلافت انہی لوگوں میں سے کسی کو باہمی مشورہ سے ملنی چاہیئے جن سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بوقت وفات خوش گئے تا آخر حدیث (حضرت عمرؓ کا یہ فرمانا کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کو ضائع نہ کرے گا میرے نزدیک اس میں صرف خلافت خاصہ کی طرف اشارہ ہے (یعنے خلافت خاصہ کے زمانہ میں امور دینی کے اجراء میں کسی طرح کا نقص نہ آنے پائیگا) ورنہ خلافت عامہ کے متعلق تو خود حضرت عمرؓ نے فرمایا ہے کہ وہ زمانہ قریب آگیا ہے کہ جس میں امانت دار کم ہوں گے الی آخرہ۔ اور حضرت عمرؓ کا یہ فرمانا کہ لوگ اس کام میں طعن کریں گے میرے نزدیک خلافت خاصہ کے خلافت عامہ کی طرف منتقل ہوجانے کا اشارہ ہے اور نیز اس (خلافت خاصہ) کے لئے ایسے لوگ منتخب ہوں گے جو مہاجرین اولین سے نہ ہوں گے۔ اور آپ کا یہ فرمانا کہ یہ لوگ خدا کے دشمن اور سخت گمراہ ہیں صرف (بطور) تہدید و تخویف (کے) ہے اس کلام سے حقیقت کفر آپ کی مراد نہ تھی واللہ اعلم) اور (امام) بخاری اور ابو یعلی وغیرہم عبد الرحمن بن ابی لیلی سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے تھے کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مکہ کی طرف روانہ ہوا (حضرت عمرؓ کے آنے کی خبر سن کر) امیر مکہ نافع بن علقمہ استقبال کے لئے آئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ اے نافع

من استخلفت علے مكة قال استخلفت عليهم عبد الرحمن بن ابزى قال عمدت الى رجل من الموالي فاستخلفته علے من بها من قريش و اصحاب رسول الله صلے الله عليه وسلم قال نعم وجدته اقرأهم بكتاب الله ومكة ارض محتضرة فاحببت ان يسمعوا كتاب الله من رجل حسن القراءة قال نعم ما رأيت ان الله يرفع بالقرآن اقواما ويضع بالقرآن اقواما وان عبد الرحمن بن ابزى ممن رفعه الله بالقرآن وفي رواية فغضب عمر حتى قام في الغرز فقال استخلفت علے آل الله عبد الرحمن بن ابزى قال اني وجدته اقرأهم لكتاب الله و افقههم في دين الله فتواضع لها عمر حتى اطمأن علے راحلته فقال لئن قلت ذالك لقد سمعت رسول الله صلے الله عليه وسلم يقول ان الله

تم اپنی جگہ یہاں کس کو حاکم کر کے آئے ہو؟ انھوں نے جواب دیا کہ عبد الرحمٰن بن ابزیٰ کو۔ آپ نے دریافت کیا، فرمایا کہ تم نے ایک شخص کو غلاموں میں سے (وہ رتبہ دیا کہ) اسے اہل مکہ پر جن میں قریش اور اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں حاکم کر دیا؟ نافعؓ نے جواب دیا ہاں! بیشک میں نے ان کو خلیفہ کر دیا ہے مگر میں نے ان کو دیگر اشخاص کی بہ نسبت کتاب اللہ کا اچھا قاری پایا اور مکہ ایسی جگہ ہے کہ وہاں لوگ آتے رہتے ہیں تو میں نے یہ مناسب سمجھا کہ آنے والے لوگ ایک ایسے شخص سے جو (قرآن کا) پڑھنا اچھی طرح جانتا ہو کتاب الٰہی کو سنیں (اور اس کے برکات سے فائدہ مند ہوں یہ سن کر) حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تمہاری رائے صحیح ہے بیشک اللہ کچھ لوگوں کو قرآن کے ذریعے بلند (مرتبہ) کرتا ہے اور کچھ لوگوں کو اسی کی (تعظیم نہ کرنے کی شامت کے) سبب پست اور ذلیل کرتا ہے اور عبد الرحمٰن بن ابزیٰ ان لوگوں میں ہیں کہ جن کو اللہ نے قرآن کی بدولت بلند (مرتبہ) کیا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت عمرؓ نے نافعؓ کو ان کی دار الحکومت سے باہر دیکھا تو آپ ان پر ایسے غصہ ہوئے کہ مارے غصہ کے (اونٹ کی) رکابوں پر کھڑے ہو گئے اور (کمال غضب) فرمایا کہ اے نافعؓ! کیا تم نے اہل (بیت) اللہ پر عبد الرحمٰن بن ابزیٰ کو خلیفہ بنا دیا اور خود یہاں چلے آئے؟ انھوں نے جواب دیا بیشک میں نے ایسا کیا ہے مگر میں نے انھیں کتاب اللہ کا خوب پڑھنے والا اور اللہ کے دین میں خوب سمجھدار پایا لہٰذا انھیں خلیفہ کر دیا۔ اس (کلام) کے سننے سے حضرت عمرؓ نرم ہوئے یہاں تک کہ اپنی سواری پر اطمینان کے ساتھ بیٹھ گئے پھر فرمایا کہ تم نے ایسا کیا ہے تو (سنو) میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ اس دین کے ذریعے

سیرفع بھذا الدین اقواماً و یضع بہ آخرین اما افضلیت صدیق رضی اللہ عنہ پس از قول عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ متواتر است فمن حدیث عائشۃ اخرج البخاری عن عائشۃ رضی اللہ عنہا فی قصۃ الاتفاق علی ابی بکر ثم تکلم ابوبکر فتکلم ابلغ الناس فقال فی کلامہ نحن الامراء و انتم الوزراء فقال حباب بن المنذر لا واللہ لا نفعل منا امیر و منکم امیر فقال ابوبکر لا ولکنا الامراء وانتم الوزراء ھم اوسط العرب داراً واعربھم احساباً فبایعوا عمرؓ او اباعبیدۃ بن الجراح فقال عمر بل نبایعک انت فانت سیدنا وخیرنا واحبنا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخذ عمر بیدہ فبایعہ وبایعہ الناس واخرج الحاکم عن ھشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ عن عمرؓ

سے بعضوں کو بلند کرے گا اور بعضوں کو اسی کے ذریعہ سے پست کردے گا۔ (حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول سے بتواتر ثابت ہے از انجملہ بروایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) بخاری ؒ نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت پر اتفاق ہونے کے قصہ میں حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے (کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ) پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نہایت بلاغت کے ساتھ گفتگو شروع کی اور انھوں نے اپنے کلام میں یہ بھی فرمایا کہ ہم لوگ (یعنے اہل قریش) سردار ہیں اور تم لوگ ہمارے وزیر ہو۔ اس (فقرے) پر حباب بن منذر نے کہا کہ قسم خدا کی ہم ایسا نہ کریں گے (بلکہ) ہم میں سے ایک سردار ہو اور تم میں سے ایک سردار ہو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ نہیں (ایسا نہیں ہو سکتا) بلکہ ہم لوگ سردار ہیں اور تم لوگ (ہمارے) وزیر ہو (تم میں سرداری نہ ہوگی کیونکہ) وہ (یعنے اہل قریش) باعتبار خاندان کے سب سے بہتر اور حسب میں معروف و مشہور ہیں (لہٰذا امارت انھیں کا حق ہے تم کیسے پاسکتے ہو تم کو مناسب ہے کہ) عمرؓ یا ابوعبیدہ بن جراحؓ سے بیعت کرلو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں بلکہ ہم (سب) آپ کی بیعت کرتے ہیں کیونکہ آپ ہمارے سردار ہیں اور ہم سب میں بہتر ہیں اور ہم سب سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک آپ زیادہ محبوب ہیں (یہ فرماکر) پھر حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے بیعت کرلی اور (ان کے بعد) سب نے بیعت کرلی۔ اور حاکم نے ہشام بن عروہ سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے انھوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے

لہ یہ ایک ٹکڑا ہے بڑی حدیث کا جس کو بخاری نے کتاب المناقب میں لکھا ہے حضرتؐ کی وفات کے وقت جو واقعات پیش آئے تھے اور سقیفہ بنی ساعدہ جانے کی نوبت حضرات شیخین کو جس طرح پیش آئی اور وہاں جو گفتگو ہوئی اس کو اس حدیث میں بیان کیا ہے۔

قال كان ابو بكر سيدنا و
خيرنا و احبنا الى رسول
الله صلى الله عليه و سلم
و من حديث ابن عباس
اخرج البخاري عن ابن عباس
قول عمر رضي الله عنه في
قصة الاتفاق على ابي بكر
ثم انه بلغني ان قائلا منكم
يقول والله لو مات عمر بايعت
فلانا فلا يغترن امرؤ
ان يقول انما كان بيعة ابي بكر
فلتة وتمت الا وانها قد
كانت كذلك ولكن الله وقى
شرها وليس فيكم من يقطع
الاعناق اليه مثل ابي بكر
و في هذا الحديث ايضا قال ابو بكر
و قد رضيت لكم احد
هذين الرجلين فبايعوا
ايهما شئتم فاخذ بيدي
ويد ابي عبيدة بن الجراح وهو جالس بيننا

روایت کی وہ فرماتے تھے کہ ابوبکرؓ ہمارے سردار اور ہم میں (سب سے) بہتر تھے اور ہم سب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک محبوب تر تھے اور ازانجملہ بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے امام بخاریؒ نے بروایت حضرت ابن عباسؓ کے حضرت ابوبکرؓ (کی بیعت) پر اتفاق کرنے کے قصہ میں حضرت عمرؓ کا قول نقل کیا ہے کہ آپ نے لوگوں کو مخاطب کرکے (اپنے عہد خلافت میں) فرمایا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تم میں سے کوئی شخص کہتا ہے کہ خدا کی قسم اگر عمرؓ مر گئے تو میں فلاں شخص سے بیعت کرلوں گا (اے لوگو!) تم میں سے کوئی شخص دھوکے میں آکر یہ نہ کہے کہ ابوبکرؓ کی بیعت (ابتداء میں) دفعۃً[1] واقع ہوئی اور (اس کے بعد) کامل ہوگئی (سنو) بیشک ایسا ہی ہوا ہے لیکن اللہ نے اس (قسم کی) بیعت (میں) جو شر اور فتنہ ہوتا ہے اُس کے شر سے (سب کو) محفوظ رکھا اور (اے لوگو!) تم میں ابوبکرؓ کے مثل کوئی نہیں ہے جس کے آگے (لوگوں کی) گردنیں جھکیں اور اسی حدیث میں ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ (اے جماعت مسلمین!) میں تمہارے لئے ان دونوں آدمیوں میں سے ایک کو پسند کرتا ہوں ان دونوں میں سے جس کے ہاتھ پر چاہو بیعت کرلو پھر حضرت ابوبکرؓ نے میرا اور ابوعبیدہ بن جراحؓ کا ہاتھ پکڑا (اور فرمایا کہ یہ دونوں شخص موجود ہیں) اور اس وقت وہ ہمارے درمیان میں بیٹھے ہوئے تھے مجھے

[1] یہ مضمون حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک خطبہ میں بیان فرمایا تھا حضرت صدیق اکبرؓ کی بیعت کے دفعۃً ہونے کا مطلب یہ ہے کہ پہلے سے کوئی ذکر ان کی خلافت کے متعلق نہ ہوا تھا بلکہ سقیفہ بنی ساعدہ میں دفعۃً اس کی صورت پیش آگئی اور حضرت عمرؓ کی تحریک پر ان کی بیعت شروع ہوگئی اور وجہ اس کی یہ تھی کہ حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت تمام صحابہ پر بزبان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز میں ان کو مقدم کرنا اور دوسری نصوص سے مستحق خلافت ہونا ایسا ظاہر تھا کہ حاجت مشورہ اور رائے زنی کی نہیں سمجھی گئی اور چونکہ کوئی دوسرا شخص ان اوصاف میں مثل حضرت ابوبکرؓ کے نہ تھا اس لئے حضرت عمرؓ نے اس طرح بغیر مشورت اہل کسی اور کی بیعت کو منع فرمایا چنانچہ حضرت عثمانؓ کی خلافت مشورہ کامل کے بعد منعقد ہوئی۔

فلم أتكلم أما كان غيره فكان والله أن أقدم فتضرب عنقي لا يقربني ذلك من إثم أحب إلي من أن أتأمر على قوم فيهم أبو بكر اللهم إلا أن تسول لي نفسي عند الموت شيئا لا أجده الآن ومن حديث أنس أخرج البخاري عن أنس أنه سمع خطبة عمر الآخرة حين جلس على المنبر وذلك الغد من يوم توفي النبي صلى الله عليه وسلم فتشهد وأبو بكر صامت لا يتكلم قال كنت أرجو أن يعيش رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى يدبرنا يريد بذلك أن يكون آخرهم فإن يك محمد صلى الله عليه وسلم قد مات فإن الله قد جعل بين أظهركم نورا تهتدون به هدى الله محمدا صلى الله عليه وسلم وإن أبا بكر صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم وثاني اثنين وإنه أولى المسلمين بأموركم فقوموا فبايعوه وكانت طائفة منهم قد بايعوه قبل ذلك في سقيفة بني ساعدة وكانت بيعة العامة على المنبر ومن حديث شيبة أخرج البخاري عن أبي وائل قال جلست

حضرت ابوبکرؓ کی کوئی بات سوا اس فقرہ کے ناپسند نہیں ہوئی خدا کی قسم اگر میں بلاقصور قتل کردیا جاؤں تو میرے نزدیک اس سے اچھا ہے کہ ایسی قوم پر جس میں ابوبکرؓ ہوں سردار بنایا جاؤں ہاں (اگر خدانخواستہ) میری موت کے قریب میرا نفس اس بات کو میری نظر میں اچھا کرکے دکھلائے کہ جسے اس وقت اچھا نہیں جانتا (تو یہ دوسری بات ہے) (از انجملہ روایت حضرت انسؓ) امام بخاریؒ نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے حضرت انسؓ کہتے تھے کہ میں نے حضرت عمرؓ کو دوسرا خطبہ سنا جبکہ حضرت عمرؓ منبر پر بیٹھے۔ یہ خطبہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دوسرے دن کا ہے۔ سب سے پہلے حضرت عمرؓ نے کلمۂ شہادت پڑھا اور حضرت ابوبکرؓ اس وقت خاموش بیٹھے تھے پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میری آرزو تھی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کچھ دن اور زندہ رہتے (اور ہم سب آپ کے سامنے راہی ملک عدم ہوتے) آپ ہم سب کے بعد اس عالم سے تشریف لے جاتے (لیکن ہماری آرزو کے خلاف) اگر محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو بھی دین کا نقصان نہیں ہوا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان اس نور کو باقی رکھا ہے کہ تم ہدایت پاؤ اللہ نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی اسی نور سے ہدایت دی تھی اور دوسرا فضل خدا کا یہ ہے کہ ابوبکرؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے یار اور ثانی اثنین ہیں (وہ تم میں موجود ہیں) اور وہ سب مسلمانوں سے زیادہ تمہارے کاموں کے حقدار ہیں لہٰذا اے مسلمانو! اٹھو اور بیعت کرلو۔ اس سے قبل سقیفہ بنی ساعدہ میں بہت سے صحابہؓ آپ سے بیعت کرچکے تھے مگر بیعت عام (اس دن) منبر پر ہوئی۔ از انجملہ روایت شیبہؒ امام بخاریؒ نے ابووائلؒ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں

مع شيبة على الكرسي في الكعبة فقال لقد جلس هذا المجلس عمر فقال لقد هممت أن لا أدع فيها صفراء ولا بيضاء إلا قسمته قلت إن صاحبيك لم يفعلا قال هما المرءان أقتدي بهما ومن حديث رجل من بني عدي في قصة الإنكار على أبي بكر أخرج أبو بكر بن أبي شيبة قال عمر بايعوا أبا بكر فقال أبو بكر لعمر أنت أقوى مني فقال عمر أنت أفضل مني فقالاها الثانية فلما كانت الثالثة قال له عمر إن قوتي لك مع فضلك قال فبايعوا أبا بكر ومن حديث جابر بن عبد الله أخرج الترمذي عن جابر بن عبد الله قال قال عمر لأبي بكر يا خير الناس بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال أبو بكر أما إنك إن قلت ذاك فلقد سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ما طلعت الشمس على رجل خير من عمر ومن حديث علقمة بن قيس وقيس بن مروان أخرج أبو يعلى عن علقمة وقيس بن مروان كليهما في فضائل عبد الله بن مسعود عن عمر قال فغدوت إليه لأبشره فوجدت أبا بكر قد سبقني إليه

شیبہ کے ساتھ کعبہ کے اندر کرسی پر بیٹھا تھا تو شیبہ نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی (ایک دفعہ) یہاں بیٹھے ہوئے تھے اور یہ فرمایا تھا کہ میں نے قصد کیا کہ خانۂ کعبہ میں سونا چاندی بالکل باقی نہ رکھوں۔ اس پر میں نے کہا کہ آپ کے صاحبین (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیقؓ) نے تو ایسا نہیں کیا فرمایا وہی دونوں تو ہیں جن کی اقتدا کی جا سکے (یہ کہہ کر حضرت عمرؓ نے ارادہ فسخ کر دیا)۔ (از انجملہ قبیلۂ بنی عدی کے ایک شخص کی روایت جو حضرت ابوبکرؓ کی بیعت پر اتفاق کے بارے میں ہے) ابوبکر بن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اے لوگو! حضرت ابوبکرؓ سے بیعت کر لو حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ تم مجھ سے قوی ہو (لہٰذا میرے ہاتھ پر نہیں بلکہ تمہارے ہاتھ پر بیعت کرنی چاہیے) حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ آپ مجھ سے افضل ہیں۔ پھر دوبارہ دونوں میں اسی قسم کی گفتگو ہوئی پھر جب تیسری مرتبہ نوبت آئی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میری قوت آپ کی فضیلت کے ساتھ مل جائے گی (یعنی میں آپ کا ہر کام میں شریک اور ہر طرح آپ کا مطیع ہوں) راوی کا قول ہے کہ پھر سب نے حضرت ابوبکرؓ سے بیعت کی۔ (از انجملہ بروایت جابر بن عبد اللہؓ) ترمذی نے حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ اے سب سے بہتر بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا تم مجھ سے یہ کہتے ہو (سنو!) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے آفتاب نے عمرؓ سے بہتر کسی شخص پر طلوع نہیں کیا۔ (اور از انجملہ بروایت علقمہ بن قیس و قیس بن مروان) ابو یعلیٰ نے علقمہ اور قیس بن مروان سے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے فضائل میں حضرت عمرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ فرماتے تھے میں ایک دن علی الصباح ابن مسعودؓ کے پاس انہیں بشارت دینے گیا (وہاں پہنچ کر) میں نے ابوبکرؓ کو پایا کہ مجھ سے پہلے ان کے پاس پہنچ گئے تھے اور انہیں

بَشَّرَهُ وَلَا وَاللهِ مَا سَبَقْتُهُ إِلَىٰ خَيْرٍ قَطُّ إِلَّا سَبَقَنِي إِلَيْهِ وَفِي الْمِشْكٰوةِ عَنْ عُمَرَ ذُكِرَ عِنْدَهُ أَبُوبَكْرٍ فَبَكَىٰ وَقَالَ وَدِدْتُ أَنَّ عَمَلِي كُلَّهُ مِثْلُ عَمَلِهِ يَوْمًا وَاحِدًا مِنْ أَيَّامِهِ وَلَيْلَةً وَاحِدَةً مِنْ لَيَالِيهِ أَمَّا لَيْلَتُهُ فَلَيْلَةٌ سَارَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْغَارِ فَلَمَّا انْتَهَيَا إِلَيْهِ قَالَ وَاللهِ لَا تَدْخُلُهُ حَتَّىٰ أَدْخُلَ قَبْلَكَ فَإِنْ كَانَ فِيهِ شَيْءٌ أَصَابَنِي دُونَكَ فَدَخَلَ فَكَسَحَهُ وَوَجَدَ فِي جَانِبِهِ ثُقْبًا فَشَقَّ إِزَارَهُ وَسَدَّهَا بِهِ وَبَقِيَ مِنْهَا اثْنَانِ فَأَلْقَمَهُمَا رِجْلَيْهِ ثُمَّ قَالَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ادْخُلْ فَدَخَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَضَعَ رَأْسَهُ فِي حِجْرِهِ وَنَامَ فَلُدِغَ أَبُوبَكْرٍ فِي رِجْلِهِ مِنَ الْجُحْرِ وَلَمْ يَتَحَرَّكْ

بشارت دے چکے تھے۔ قسم خدا کی میں نے جب کسی نیک کام میں ابوبکرؓ پر سبقت لے جانے کا ارادہ کیا تو ناکام ہی رہا اور وہی مجھ سے اس میں سبقت لے گئے۔ اور مشکوٰۃ میں حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ (ایک مرتبہ) ان کے سامنے حضرت ابوبکرؓ کا ذکر کیا گیا تو وہ رو دیئے اور فرمایا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ میرے سارے اعمال خیر ان کے ایک دن اور ان کی ایک رات کے اعمال کے مثل ہوتے۔ رات[1] تو وہ جس میں حضرت ابوبکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار کو گئے تھے اور جب دونوں اس غار تک پہنچے تو حضرت ابوبکرؓ نے کہا اے رسول اللہ! خدا کی قسم آپ اس غار میں نہ تشریف لے جائیں جب تک میں آپ سے پہلے اس میں نہ جاؤں تاکہ اگر کوئی (موذی) چیز ہو تو مجھ کو صدمہ پہنچائے (یہ کہہ کر) حضرت صدیقؓ غار میں داخل ہوئے اور اسے جھاڑا اور غار کے ایک جانب چند سوراخ پائے تو اپنی چادر پھاڑ کر سوراخوں کو بند کر دیا لیکن دو سوراخ بند ہونے سے رہ گئے جن میں انھوں نے اپنے دونوں پیر لگا دیئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اب آپ تشریف لائیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غار میں تشریف لے گئے اور حضرت ابوبکرؓ کے زانو پر سر مبارک رکھ کر سو رہے (آپ ابھی مصروف خواب تھے کہ) حضرت ابوبکرؓ کے پاؤں میں کسی زہریلے جانور نے کاٹ لیا مگر انھوں نے

[1] واقعی اس رات کو جیسی جانبازی حضرت صدیقؓ سے ظاہر ہوئی اس کی نظیر نہیں مل سکتی اس جان نثاری کے واقعہ نے ایسا قبول عام و حسن پیدا کیا کہ [illegible] [illegible]

مخافة ان ينتبه رسول الله صلى
الله عليه وسلم فسقطت دموعه
على وجه رسول الله صلى الله
عليه وسلم فقال مالك
يا ابا بكر قال لُدِغْتُ فداك
ابي وامي فتفل رسول الله صلى
الله عليه وسلم فذهب ما يجده
ثم انتقض عليه وكان سبب
موته واما يومه فلما قبض
رسول الله صلى الله عليه وسلم
ارتدت العرب وقالوا لا نؤدي
زكوة فقال لو منعوني عقالا
لجاهدتهم عليه فقلت
يا خليفة رسول الله تألف
الناس وارفق بهم فقال لي
اجبار في الجاهلية وخوار
في الاسلام انه قد انقطع الوحي وتم
الدين اينقص وانا حي رواه
رزين (استدلال او بر خلافت صدیق
بتفویض امامت صلوٰۃ بار) فقد
اخرج الحاكم وابو بكر عن
عاصم عن زر عن عبد الله
قال لما قبض رسول الله صلى
الله عليه وسلم قالت الانصار
منا امير ومنكم امير قال

فیصلہ کیا اور) اس خوف سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار نہ ہو جائیں
اپنے پیر کو حرکت نہ دی (پھر بھی اُس کے کاٹنے کے صدمہ سے بے چین
ہو گئے اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگے) اور چند قطرے آنسو کے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک پر گر گئے آپ (بیدار ہو کر) فرمایا کہ
اے ابوبکرؓ ! تمھیں کیا ہوا (کیوں روتے ہو) حضرت ابوبکرؓ نے عرض
کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں کسی جانور نے مجھے کاٹ لیا ہے ۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن ان کے پیر میں لگا دیا
جس سے وہ کیفیت زائل ہو گئی ۔ پھر اسی زہر نے (آخر میں) عود کیا اور
وہی اُن کی وفات کا سبب ہوا (یہ تو حضرت ابوبکرؓ کی رات تھی) اب
اُن کے دن کی فضیلت سنو) اور اُن کا دن وہ ہے کہ جب رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم اس عالم سے تشریف لے گئے تو عرب (کے بعض قبائل)
مرتد ہو گئے اور کہا کہ ہم زکوٰۃ نہ دیں گے (یہ خبر سُن کر) حضرت ابوبکرؓ
نے فرمایا کہ اگر مجھے (زکوٰۃ کے اونٹ تو بڑی چیز ہیں) اونٹ کے پیر کا
بندھن (جو وہ دیا کرتے تھے) نہ دیں تو میں اُس کے نہ دینے پر بھی اُن سے
ضرور جہاد کروں گا ۔ میں نے عرض کیا کہ اے خلیفہ رسول اللہ کے (اس
وقت موقع تو یہ ہے کہ) آپ لوگوں کی تالیف کیجیے اور اُن کے ساتھ
نرمی فرمایئے ۔ فرمایا (اے عمرؓ !) تم تو جاہلیت میں بڑے سخت تھے کیا
اسلام میں نرم ہو گئے ۔ (اے عمرؓ !) وحی منقطع ہو چکی ، دین پورا ہو گیا ،
کیا دین کم ہو جائے اور میں زندہ رہوں ؟ (یہ نہیں ہو سکتا) اس
حدیث کو رزین نے روایت کیا ہے (حضرت عمرؓ کا خلافت صدیقہ
پر استدلال کرنا اس بات سے کہ امامت نماز ان کو تفویض ہوئی) ۔
حاکم اور ابوبکر نے عاصم سے انھوں نے زر سے انھوں نے عبد اللہ
(بن مسعودؓ) سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ جب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو انصار نے کہا ہم (مہاجرین) میں سے
ایک امیر ہو اور ایک امیر تم میں سے ہو حضرت عمرؓ (اس اختلاف کی خبر

فأتاهم عمر رضي الله عنه فقال يا معشر الأنصار ألستم تعلمون أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قد أمر أبا بكر يؤم الناس فأيكم تطيب نفسه أن يتقدم أبا بكر فقالت الأنصار نعوذ بالله أن نتقدم أبا بكر. وأخرج أحمد عن رافع الطائي رفيق أبي بكر في غزوة السلاسل قال وسألته عما قيل من بيعتهم فقال وهو يحدث عما تكلمت به الأنصار وما كلمهم به عمر بن الخطاب الأنصار وما ذكرهم به من إمامتي إياهم بأمر رسول الله صلى الله عليه وسلم في مرضه فبايعوني لذلك وقبلتها منهم وتخوفت أن تكون فتنة تكون بعدها ردة. وأما استدلاله على خلافة الصديق بسوابقه الإسلامية فقد أخرج أبو بكر عن ابن عباس في قصة الاتفاق على بيعة أبي بكر ثم قلت يا معشر الأنصار يا معشر المسلمين إن أولى الناس بأمر رسول الله صلى الله عليه وسلم من بعده ثاني اثنين إذ هما في الغار أبو بكر السباق المبين ثم أخذت بيده وبادرني رجل من الأنصار فضرب على يده قبل أن أضرب

سن کر) انصار کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اے گروہ انصار! کیا تم لوگ نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنے مرض وفات میں) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا کہ وہ لوگوں کی امامت کریں؟ اب تم میں سے کس کا دل اس بات کو گوارا کرے گا کہ وہ ابوبکرؓ سے مقدم ہو جائے۔ پھر انصار نے جواب دیا کہ ہم خدا کی پناہ مانگتے ہیں اس سے کہ ابوبکرؓ پر مقدم ہوں۔ اور امام احمدؒ نے رافع طائی سے جو غزوۂ سلاسل میں حضرت ابوبکرؓ کے رفیق تھے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوبکرؓ سے مسلمانوں کی بیعت کے متعلق جو گفتگو پیش آئی تھی دریافت کی تو انھوں نے مجھ سے وہ تمام گفتگو بیان کی جو انصار نے کی تھی اور جو کچھ حضرت عمرؓ نے انصار کو ان کی تقریر کا جواب دیا تھا اور فرمایا کہ عمرؓ نے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے آپ کے مرض وفات میں میرا امام نماز بننا یاد دلایا تھا اسی پر سب نے مجھ سے بیعت کر لی اور میں نے ان کی بیعت قبول کر لی اور میں اس بات سے ڈرا کہ مبادا (میرے انکار سے) کوئی فتنہ پیدا ہو کہ جس کا نتیجہ ارتداد تک پہنچے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خلافت حضرت صدیقؓ پر ان کے سوابق اسلامیہ سے استدلال کرنا، ابوبکر (بن ابی شیبہ) نے حضرت ابن عباسؓ سے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت پر اتفاق کرنے کے قصہ میں روایت کی ہے (کہ حضرت عمرؓ فرماتے تھے) میں نے کہا کہ اے گروہ انصار! اے اہل اسلام! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی جانشینی کا سب سے زیادہ مستحق وہ ہے جو مصداق ثانی اثنین اذ هما في الغار کا ہے یعنی ابوبکرؓ جو سب سے (اسلام میں) کھلم کھلا سبقت لے جانے والے ہیں پھر (یہ کہہ کر) میں نے بیعت کے لئے حضرت ابوبکرؓ کا ہاتھ پکڑنا چاہا مگر انصار میں سے ایک شخص نے مجھ پر سبقت کی اور قبل اس کے کہ میں اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں

قال الله اكبر شهدوا لي ورب الكعبة اني شهيد ثلاثا واخرج البخاري عن عبيد الله بن عدي بن الخيار في قصة قال عثمان اما بعد فان الله بعث محمدا صلى الله عليه وسلم بالحق فكنت ممن استجاب لله ولرسوله وآمنت بما بعث به وهاجرت الهجرتين كما قلته وصحبت رسول الله صلى الله عليه وسلم وبايعته فوالله ما عصيته ولا غششته حتى توفاه الله عز وجل ثم ابوبكر مثله ثم عمر مثله ثم استخلفت افليس لي من الحق مثل الذي لهم قلت بلى قال فما هذه الاحاديث التي تبلغني عنكم الحديث

(۱۱) استدلال بر منع خروج بروئے سوابق اسلامیہ خود پس متواتر است جمعے کثیر آنرا از ذی النورین روایت کردہ اند فمن روایۃ ابی اسحٰق عن ابی عبدالرحمٰن السلمی عنہ اخرج الترمذی عن ابی عبدالرحمٰن السلمی قال لما حصر عثمان اشرف علیہم فوق دارہ ثم قال اذکرکم باللہ ہل تعلمون ان حراء

نے (یہ سنکر) تین مرتبہ فرمایا اللہ اکبر قسم رب کعبہ کی کہ ان لوگوں نے میرے شہید ہونے کی تصدیق کردی۔ اور (امام) بخاری نے عبید اللہ بن عدی بن خیار سے ایک قصہ میں روایت کی ہے کہ حضرت عثمانؓ نے فرمایا۔ امابعد اللہ نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو (دین) حق کے ساتھ بھیجا (اور آپ نے خدا کے دین کی طرف اس کے سب بندوں کو دعوت دی) پس میں ان لوگوں میں بھی ہوں کہ جنھوں نے اللہ اور اس کے رسولؐ (کی دعوت) کو قبول کیا اور جس (امر حق) کے ساتھ آپ مبعوث ہوئے تھے اس پر ایمان لایا اور میں نے دو ہجرتیں کیں (اول بجانب حبشہ۔ دوم بجانب مدینہ منورہ) جیسا کہ میں نے بار بار بیان کیا اور میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہا اور آپ کی بیعت کی (پھر بیعت کرکے) خدا کی قسم میں نے (کبھی) آپ کی نافرمانی نہیں کی اور نہ (کبھی) آپ کی خیانت کی (اور میں اس اطاعت اور بیعت پر قائم رہا) یہاں تک کہ اللہ عز وجل نے آپ کو اپنے پاس بلالیا پھر (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد) ابوبکرؓ (خلیفہ ہوئے اور میں ان کا بھی مطیع رہا) پھر حضرت عمرؓ کا زمانہ آیا (اور میں ان کا بھی فرمانبردار رہا) پھر ان دونوں کے بعد میں خلیفہ کیا گیا تو کیا میرا وہ حق نہیں ہے کہ جو ان (بزرگوں) کا تھا۔ مخاطبین نے جواب دیا کیوں نہیں (آپ کا بھی حق ہم پر ویسا ہی ہے) فرمایا پھر کیا باتیں ہیں جو تم لوگوں کی طرف سے مجھے پہنچتی ہیں الیٰ آخرہ۔

(۱۱) حضرت عثمانؓ کا اپنی بغاوت کے ممنوع ہونے پر اپنے سوابق اسلامیہ سے استدلال کرنا۔ یہ استدلال متواتر ہے بہت لوگوں نے اس کو حضرت ذی النورین سے روایت کیا ہے از انجملہ ابو اسحٰق کی روایت بواسطہ ابو عبدالرحمٰن سلمی کے حضرت عثمانؓ سے ہے۔ ترمذی نے ابو عبدالرحمٰن سلمی سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ جب حضرت عثمانؓ کا محاصرہ کیا گیا تو وہ اپنے گھر کی چھت پر چڑھ کر محاصرہ کرنے والوں کے سامنے آئے اور ان سے فرمایا کہ میں تمھیں یاد دلاتا ہوں اللہ کے واسطے (بتادو) تم جانتے ہو یا نہیں کہ جب کوہ حرا پر میں اور شیخین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

حين انتفض قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم اثبت حراء فليس عليك الا نبي او
صديق او شهيد قالوا نعم قال اذكركم الله هل
تعلمون ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال في
جيش العسرة من ينفق نفقة متقبلة والناس
مجهدون معسرون فجهزت ذلك الجيش
قالوا نعم ثم قال اذكركم بالله هل تعلمون ان
رومة لم يكن يشرب منها احد الا بثمن
فابتعتها فجعلتها للغني والفقير وابن السبيل
قالوا اللهم نعم واشياء عددها ومن
رواية احنف بن قيس اخرج النسائي
عن الاحنف بن قيس قال خرجنا
حجاجا فقدمنا المدينة ونحن نريد
الحج فبينا نحن في منازلنا نضع
رحالنا اذ اتانا ات فقال ان الناس
قد اجتمعوا في المسجد وفزعوا فانطلقنا
فاذا الناس مجتمعون على نفر في
وسط المسجد واذا علي والزبير وطلحة
وسعد بن ابي وقاص فانا لكذلك اذ
جاء عثمان بن عفان عليه ملاءة
صفراء قد قنع بها رأسه فقال اههنا
علي اههنا طلحة اههنا الزبير اههنا
سعد قالوا نعم قال فاني انشدكم
بالله الذي لا اله الا هو اتعلمون ان
رسول الله صلى الله عليه وسلم قال

ہموار ہوگئے تو اس نے جنبش کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
اے حرا ٹھہر جا تیرے اوپر نبی ہیں یا صدیق یا شہید۔ لوگوں نے جواب
دیا کہ ہاں (ہم جانتے ہیں) پھر حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ میں تمہیں یاد دلاتا ہوں
اللہ کے واسطے (بتاؤ) تم جانتے ہو یا نہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے جیش عسرت (یعنے غزوۂ تبوک) میں فرمایا تھا کہ کون ہے جو (اس
لشکر کے سامان کے لئے) کچھ قابل قبول خرچ دے اس وقت سب صحابہ
مفلس اور تنگدست تھے میں نے (اپنے پاس سے) اس لشکر کا سامان
کر دیا۔ لوگوں نے کہا ہاں (ہمیں یاد ہے) پھر حضرت عثمانؓ نے فرمایا میں
تمہیں یاد دلاتا ہوں اللہ کے واسطے (بتاؤ) تم جانتے ہو یا نہیں کہ رومہ
(نامی کنوئیں) سے کوئی شخص بغیر قیمت دیئے ہوئے پانی نہ پی سکتا تھا میں
نے اس کو مول لے کر غنی اور فقیر اور مسافر سب کے لئے وقف کر دیا۔ لوگوں
نے کہا بار خدایا ہاں (یاد ہے) اسی طرح کی اور بھی چند باتیں حضرت عثمانؓ
نے ذکر فرمائیں (انتہیٰ) از انجملہ احنف بن قیس کی روایت ہے۔ نسائی نے احنف
بن قیس سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ہم حج کرنے کے لئے چلے جب مدینہ
پہنچے تو ہم نے چاہا کہ یہاں دو ایک روز قیام کریں) پس اس حال میں کہ ہم اپنی
منزلوں میں اپنے اسباب رکھ رہے تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے بیان کیا
کہ لوگ مسجد میں جمع ہیں اور کچھ گھبرائے ہوئے ہیں (یہ سنکر) ہم لوگ (مسجد
کو) چل گئے دیکھا تو بیچ مسجد میں کچھ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں اور بہت لوگ ان کو گھیرے ہوئے ہیں وہ لوگ
جو بیٹھے ہوئے تھے علیؓ اور زبیرؓ اور طلحہؓ اور سعد بن ابی وقاص تھے ہم کھڑے ہوئے تھے کہ یکایک
حضرت عثمان بن عفانؓ تشریف لائے ان کے جسم پر ایک زرد رنگ کی چادر تھی اور
اسی چادر سے اپنا سر بند کئے ہوئے تھے انہوں نے آتے ہی پوچھا کہ کیا علیؓ
یہاں ہیں؟ کیا طلحہؓ یہاں ہیں؟ کیا زبیرؓ یہاں ہیں؟ کیا سعد یہاں ہیں؟ لوگوں
نے کہا ہاں (ہیں) حضرت عثمانؓ نے (صحابۂ مذکورین سے مخاطب ہو کر) کہا
اے لوگو میں تمہیں اللہ کی قسم دلاتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں
(بتاؤ) تم جانتے ہو یا نہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ

من يبتع مربد بني فلان بئر رومة غفر الله له فابتعته بكذا وكذا فأتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت قد ابتعتها بكذا وكذا قال اجعلها سقاية للمسلمين واجرها لك قالوا اللهم نعم فانشدكم بالله الذي لا اله الا هو أتعلمون ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نظر في وجوه القوم فقال من جهز هؤلاء غفر الله له يعني جيش العسرة فجهزتهم حتى ما يفقدون عقالا ولا خطاما قالوا اللهم نعم قال اللهم اشهد اللهم اشهد وعن ثمامة بن حزن القشيري عنه اخرج الترمذي والنسائي وهذا لفظ النسائي عن ثمامة بن حزن القشيري قال شهدت الدار حين اشرف عليهم عثمان فقال انشدكم بالله والاسلام هل تعلمون ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قدم المدينة وليس بها ماء يستعذب غير بئر رومة فقال من يشتري بئر رومة فيجعل دلوه فيها مع دلاء المسلمين بخير له منها في الجنة فاشتريتها من صلب مالي فجعلت دلوي فيها مع دلاء المسلمين

جو شخص چاہ رومہ کو فلاں شخص سے خریدے گا اللہ اس کو بخش دے گا۔ چنانچہ میں نے اس کو اس قدر روپیہ دے کر خرید لیا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے اس کو اس قدر روپیہ میں خرید لیا۔ حضرت نے فرمایا تم اس کو مسلمانوں کے لئے وقف کر دو ثواب اس کا تمہیں ملے گا۔ ان لوگوں نے کہا بار خدایا! ہاں ہم جانتے ہیں۔ پھر حضرت عثمانؓ نے کہا میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں (بتاؤ) تم جانتے ہو یا نہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جیش العسرۃ (یعنے غزوۂ تبوک) میں مسلمانوں کی طرف دیکھ کر فرمایا اگر جو کوئی ان کو سامان جہاد درست کر دے اللہ اس کو بخش دے گا تو میں نے اُن کا سامان درست کر دیا اور ایسا کامل سامان دیا کہ اونٹ کے پیر کا باندھن اور نکیل بھی ان کو ڈھونڈنا نہ پڑا لوگوں نے کہا بار خدایا ہاں ہم جانتے ہیں، حضرت عثمانؓ نے (یہ سنکر) فرمایا یا اللہ گواہ رہ (یہ میرے فضائل کا اقرار کر رہے ہیں)[اور ترمذی اور ثمامہ بن حزن قشیری کی روایت حضرت عثمانؓ سے ہے] ترمذی اور نسائی نے ثمامہ بن حزن قشیری سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے (اور یہ عبارت جو ہم نقل کرتے ہیں) نسائی کی ہے کہ میں حضرت عثمانؓ کے گھر میں موجود تھا جب کہ وہ مکان کی چھت پر چڑھ کر بلوائیوں کے سامنے آئے اور فرمایا کہ میں تمہیں اللہ کی اور (دین) اسلام کی قسم دیتا ہوں (سچ سچ کہنا) کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب مدینہ میں ہجرت کر کے تشریف لائے ہیں اور اس وقت مدینہ میں بجز چاہ رومہ کے میٹھا پانی کہیں نہ تھا تو آپ نے فرمایا۔ کون ایسا (خدا کا بندہ) ہے کہ چاہ رومہ کو (اس کے مالک سے) خرید کرے اور بعوض اس کے جنت میں اس سے کنوئیں سے بہتر معاوضہ لے گا اپنا ڈول اس میں مسلمانوں کے ڈول کے برابر کر دے (یعنے اس کو تمام مسلمانوں کے لئے وقف کر دے) پھر میں نے خاص اپنے مال سے اسے خرید لیا اور اپنا ڈول بھی مسلمانوں کے ڈول کے برابر کر دیا اور یہ بھی کچھ کم

[illegible]

وانتم اليوم تمنعوني من الشرب منها حتى
اشرب من ماء البحر قالوا اللهم نعم قال
فانشدكم بالله والاسلام هل تعلمون
اني جهزت جيش العسرة من مالي قالوا
اللهم نعم قال فانشدكم بالله والاسلام
هل تعلمون ان المسجد ضاق باهله
فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم
من يشتري بقعة آل فلان فيزيدها
في المسجد بخير له منها في الجنة
فاشتريتها من صلب مالي فزدتها
في المسجد وانتم تمنعوني ان اصلي فيه
ركعتين قالوا اللهم نعم قال فانشدكم
بالله والاسلام هل تعلمون ان رسول الله
صلى الله عليه وسلم كان على ثبير
ومعه ابو بكر وعمر وانا فتحرك الجبل
فركضه رسول الله صلى الله عليه وسلم
برجله وقال اسكن ثبير فانما عليك
نبي وصديق وشهيدان قالوا اللهم
نعم قال الله اكبر شهدوا لي ورب الكعبة
يعني اني شهيد ومن رواية ابي سلمة
بن عبد الرحمن بن عوف اخرج النسائي
عن ابي سلمة بن عبد الرحمن ان عثمان
اشرف عليهم حين حصروه فقال
انشدكم بالله من شهد رسول الله
صلى الله عليه وسلم يقول يوم الجبل

عجیب بات نہیں ہے کہ آج تم لوگ مجھے اس کنویں کے پانی سے روکتے ہو
اور میں (مجبوراً) کھاری پانی پیتا ہوں۔ سب نے جواب دیکر کہا ہاں (ہم اسے
خوب جانتے ہیں) پھر حضرت عثمانؓ نے فرمایا۔ میں تمہیں اللہ کی اور دین
(اسلام) کی قسم دیتا ہوں (بھلا یہ تو بتاؤ) کیا تم جانتے ہو کہ میں نے
اپنے مال سے جیش العسرۃ کا سامان درست کر دیا تھا؟ لوگوں نے جواب دیا
ہاں (ہم جانتے ہیں) پھر حضرت عثمانؓ نے فرمایا میں تمہیں اللہ اور دین
(اسلام) کی قسم دے کر پوچھتا ہوں (ذرا انصاف سے کہنا) کیا تم جانتے ہو
کہ مسجد (نبوی جماعت اسلام کے بڑھ جانے سے) مسلمانوں پر تنگ ہو گئی
تھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون ہے جو فلاں گھرانے
کی زمین خرید کرکے اس مسجد میں زیادہ کر دے بعوض اس کے جنت میں اسے
اس زمین سے بہتر معاوضہ ملے گا پھر میں نے اس زمین کو خاص اپنے مال
سے خریدا اور مسجد نبوی میں اضافہ کر دیا اور آج تم لوگ مجھی کو اس مسجد
میں دو رکعت نماز پڑھنے سے منع کرتے ہو سب نے کہا ہاں (ہم جانتے ہیں)
پھر حضرت عثمانؓ نے فرمایا میں تمہیں خدا کی قسم اور دین اسلام کی دیکر
پوچھتا ہوں کیا تم نہیں جانتے کہ (ایک دفعہ) رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم (کوہ) ثبیر پر تشریف فرما تھے اور آپ کے ساتھ ابوبکرؓ اور عمرؓ تھے اور
میں (بھی) کہ ناگاہ پہاڑ نے حرکت کی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے اپنا پائے مبارک اس پر مارا اور فرمایا اے ثبیر! ٹھہر جا کیوں مضطرب
ہوتا ہے، تجھ پر تو (صرف) ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔
لوگوں نے کہا ہاں (ہم یہ بھی خوب جانتے ہیں) حضرت عثمانؓ نے (یہ
سنکر) فرمایا رب کعبہ یہ لوگ اس کی شہادت دیتے ہیں کہ میں شہید ہوں
{اور از انجملہ ابوسلمہ بن عبدالرحمن بن عوف کی روایت ہے} نسائی نے ابو
سلمہ بن عبدالرحمن سے روایت کیا ہے کہ حضرت عثمانؓ محاصرہ کے زمانہ میں
(ایک دن) اپنے مکان کی چھت پر چڑھے اور محاصرین کو مخاطب کرکے فرمایا
کہ میں اس شخص کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جو یوم الجبل میں رسول اللہ

بن عوف الوليد بن عقبة فقال له الوليد مالي أراك قد جفوت أمير المؤمنين عثمان فقال له عبد الرحمن أبلغه أني لم أفر يوم عينين قال عاصم يقول يوم أحد ولم أتخلف يوم بدر ولم أترك سنة عمر قال فانطلق فخبر ذلك عثمان فقال أما قوله إني لم أفر يوم عينين فكيف يعيرني بذنب قد عفا الله عنه فقال إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا وَلَقَدْ عَفَا اللَّهُ عَنْهُمْ وأما قوله إني تخلفت يوم بدر فإني كنت أمرض رقية بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى ماتت وقد ضرب لي رسول الله صلى الله عليه وسلم بسهمي ومن ضرب له رسول الله صلى الله عليه وسلم بسهمه فقد شهد

بن عوف نے ولید بن عقبہ سے ملاقات کی، ولید نے اُن سے کہا کیا وجہ ہے میں دیکھتا ہوں کہ آپ نے حضرت عثمانؓ سے قطع تعلق کر دیا۔ عبدالرحمٰن نے ولید بن عقبہ کو جواب دیا کہ (وہ اس قابل ہیں) تم میری طرف سے اُن سے کہہ دینا کہ میں یوم عینین میں (جنگ کے میدان سے) نہیں بھاگا۔ [عاصم کہتے ہیں کہ یوم عینین سے یوم اُحد مراد ہے] اور نہ میں جنگ بدر سے (اپنے گھر) بیٹھا اور نہ میں نے حضرت عمرؓ کے طریقہ کو چھوڑا (اور آپ میں یہ سب باتیں ہیں لہٰذا میں آپ سے نہیں ملتا) راوی کا بیان ہے کہ ولید بن عقبہ نے حضرت عثمانؓ کو جا کر (اس گفتگو سے) خبر دی حضرت عثمانؓ نے (ان الزاموں کا) یہ جواب دیا۔ عبدالرحمٰن کا یہ کہنا کہ وہ یوم عینین میں نہیں بھاگے (اور میں بھاگا) تو وہ کس طرح مجھ پر طعن کرتے ہیں اُس گناہ کے متعلق جسے اللہ نے معاف کر دیا اور اُس کے بارے میں فرما دیا ہے کہ إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ الخ (ترجمہ بیشک جو لوگ اُس دن جب کہ دو جماعتیں (میدان جنگ میں) مقابل ہوئیں جنگ سے پیٹھ پھیر کر بھاگے (ان پر کوئی گناہ نہیں کیونکہ شیطان نے انہیں اُن کے بعض اعمال کے سبب (مقام استقامت سے) پھسلا دیا تھا اور بیشک اللہ نے تو (اُن کے قصور سے) درگزر فرمائی۔ اور عبدالرحمٰن کا یہ الزام کہ میں جنگ بدر کے دن حاضر نہ ہوا (اس کا جواب سن لو کہ) میں (بحکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیمارداری میں مصروف رہا اور مجھے اس کا موقع ہی نہ ملا کہ جنگ میں شریک ہوتا۔ یہاں تک کہ انھوں نے انتقال کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جنگ بدر کے مال غنیمت کا حصہ عنایت فرمایا اور جس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حصہ مقرر فرمایا وہ گویا جنگ بدر میں حاضر رہا (لہٰذا مجھے جنگ بدر کے حاضرین

لہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وأما قوله ان لم اعتراه سرقة شعر
فان لا أطيقها ولا هو فأيه فعن ته
بذلك . وتا آن كه خودرا بالقطع سے
دانست كه از اهل جنت است نقل احمد
احمد عن زيد بن اسلم عن ابيه
قال شهدت عثمان يوم حوصر في موضع
الجنائز ولو ألقي حجر لم يقع الا على
رأس رجل فرأيت عثمان اشرف
من الخوخة التي تلي مقام جبريل
عليه السلام فقال ايها الناس أفيكم
طلحة فسكتوا ثم قال ايها الناس
أفيكم طلحة فسكتوا ثم قال ايها
الناس أفيكم طلحة فسكتوا ثم
قال ايها الناس أفيكم طلحة
فقام طلحة بن عبيد الله فقال له
عثمان ألا أراك ههنا ما كنت أرى
أنك تكون في جماعة قوم تسمع
ندائي آخر ثلاث مرات ثم لا
تجيبني أنشدك الله يا طلحة تذكر
يوم كنت انا وانت مع رسول الله
صلى الله عليه وسلم في موضع كذا
وكذا وليس معه احد من اصحابه غيري
وغيرك قال نعم فقال لك رسول الله صلى
الله عليه وسلم يا طلحة انه ليس من نبي
الا ومعه من اصحابه رفيق من امته معه

میں شمار کرنا ظلم صریح ہے) اور ان کا یہ الزام دینا کہ انھوں نے سنت عمرؓ کو
ترک نہیں کیا اور میں نے ان کی سنت (دوروش) ترک کی تو اس کا جواب یہ
ہے کہ حضرت عمرؓ کی سنت پر عمل کرنے کی (پوری) پوری طاقت نہ انھیں تھی
اور نہ مجھے ہے (اور...) اب تم عبدالرحمن کے پاس جاؤ اور میری طرف
سے یہ جواب ان سے بیان کردو۔ (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے جنتی
ہونے کو یقین کے ساتھ جانتے تھے) امام احمدؒ نے زید بن اسلم سے انھوں نے
اپنے والد سے روایت کی کہ وہ کہتے تھے کہ جس دن حضرت عثمانؓ
محصور ہوئے میں موضع جنائز میں موجود تھا (اس دن لوگوں کا اس قدر
ہجوم تھا کہ) اگر (اوپر سے) پتھر ڈالا جاتا تو یقیناً کسی نہ کسی شخص کے سر پر
گرتا میں نے دیکھا کہ حضرت عثمانؓ نے اس کھڑکی سے سر نکالا جو مقام جبرئیل
علیہ السلام کے متصل تھی پھر آپ نے فرمایا اے لوگو! کیا تم میں طلحہؓ ہیں؟
(اس کا) کسی نے جواب نہ دیا۔ پھر انھوں نے فرمایا اے لوگو! کیا تم میں
طلحہؓ ہیں؟ اس پر بھی سب خاموش رہے۔ پھر انھوں نے فرمایا اے لوگو!
کیا تم میں طلحہؓ ہیں؟ لوگ پھر بھی چپ رہے (اور کسی نے جواب نہ دیا)
پھر انھوں نے (چوتھی بار) فرمایا اے لوگو، کیا تم میں طلحہؓ ہیں؟ (اس پر)
حضرت طلحہؓ بن عبیداللہ کھڑے ہوئے حضرت عثمانؓ نے ان سے
فرمایا کیا میں تمھیں یہاں موجود نہیں دیکھتا مجھے یہ خیال نہ تھا کہ تم ایسی
قوم میں ہو گے جو میری پکار تین بار سنے اور ایک بار بھی مجھے جواب نہ
دے۔ اے طلحہؓ! میں تمھیں خدا کی قسم دیتا ہوں (سچ کہنا) کیا تمھیں
یاد ہے کہ میں اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فلاں
مقام میں تھے میرے اور تمھارے سوا اس وقت کوئی صحابی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ تھا۔ حضرت طلحہؓ نے جواب
دیا ہاں مجھے یاد ہے۔ پھر حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ اچھا یہ بھی یاد ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اے طلحہؓ! ہر نبی کے ساتھ
اس کی امت میں سے کچھ صحابی جنت میں اس کے رفیق ہوں گے (اور)

قال ابو بكر وعمر سيدا كهول اهل الجنة من
الاولين والآخرين ما خلا النبيين والمرسلين
لا تخبرهما يا علي. ومن طريق ولد الحسن بن علي
اخرج عبد الله ابن احمد في زوائد المسند
عن الحسن بن زيد بن حسن قال
حدثني ابي عن ابيه عن علي قال كنت
عند النبي صلى الله عليه وسلم فاقبل
ابو بكر وعمر فقال يا علي هذان سيدا
كهول اهل الجنة وشبابها بعد النبيين و
المرسلين. ومن طريق ولد الحسين بن علي
اخرج الترمذي عن الزهري عن علي بن
حسين عن علي ابن ابي طالب قال كنت
مع رسول الله صلى الله عليه وسلم اذ طلع ابو بكر
وعمر فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم
هذان سيدا كهول اهل الجنة من الاولين و
الآخرين الا النبيين والمرسلين يا علي
لا تخبرهما. وقد وافق عليا رضي الله عنه غيره
من الصحابة فقد اخرج الترمذي عن
انس قال قال رسول الله صلى الله عليه و
سلم لابي بكر وعمر هذان سيدا كهول اهل
الجنة من الاولين والآخرين لا تخبرهما يا علي
واخرج ابن ماجة عن ابي جحيفة قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم ابو بكر وعمر
سيدا كهول اهل الجنة من الاولين والآخرين
الا النبيين والمرسلين. ومن موقوفها

کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ انبیاءؑ اور
مرسلین کے سوا باقی تمام پیران اہل جنت کے اگلے اور پچھلے سب کے
سردار ہیں۔ اے علیؓ! تم ان دونوں کو اس کی خبر نہ دینا۔ اور اولاد حضرت حسن
نے بھی اس کو حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے جس کو عبداللہ بن احمد نے
زوائد مسند میں حسن بن زید بن حسن سے نقل کیا ہے کہ زید بن حسن (مثنیٰ)
کہتے تھے مجھ سے میرے والد نے بیان کیا وہ اپنے والد (حضرت حسنؓ) سے
وہ حضرت علیؓ سے روایت کرتے تھے وہ فرماتے تھے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ اتنے میں ابوبکرؓ اور عمرؓ تشریف لائے تو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھ سے خطاب کرکے) فرمایا اے علیؓ!
یہ دونوں انبیاءؑ اور مرسلین کے بعد جملہ اہل جنت کے بوڑھوں کے اور جوانوں
کے سردار ہیں۔ اور اولاد حضرت حسین بن علیؓ نے بھی اس کو حضرت علیؓ
سے روایت کیا ہے (جیسے) ترمذی نے زہریؒ سے انھوں نے حضرت علی
بن ابی طالبؓ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے (ایک دفعہ) میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ تشریف لائے (تو ان کو
دیکھ کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دونوں بجز انبیاءؑ
اور مرسلین کے باقی سب اگلے اور پچھلے پیران اہل جنت کے سردار
ہیں۔ اے علیؓ! تم ان کو (اس کی) خبر نہ دینا۔ [اور صحابہؓ نے بھی اس
روایت میں حضرت علیؓ کی موافقت کی ہے چنانچہ] ترمذی نے حضرت
انسؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی شان میں فرمایا ہے کہ یہ دونوں اہل
جنت کے اگلے اور پچھلے لوگوں میں بوڑھوں کے سردار ہیں۔ اے علیؓ!
تم ان دونوں کو اس کی خبر نہ کرنا۔ اور ابن ماجہ نے ابو جحیفہ سے روایت
کرکے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوا انبیاءؑ و
مرسلین کے جنت کے اگلے اور پچھلوں میں بوڑھوں کے سردار ابوبکرؓ
اور عمرؓ ہیں۔ اور اس مسئلہ میں حضرت علیؓ کی موقوف حدیث بکثرت

خير هذه الامة ابوبكر ثم عمر وأن ما
يشبه كثير رواية كبره اثر فمن رواية ابنه
محمد بن الحنفية عنه اخرج البخاري وابوداؤد
من طريق سفيان الثوري عن جامع
بن راشد قال حدثنا ابو يعلى عن
محمد بن الحنفية قال قلت لابي
اي الناس خير بعد النبي صلى الله عليه
وسلم قال ابوبكر قلت ثم من قال ثم
عمر فخشيت ان يقول عثمان قلت
ثم انت قال ما انا الا رجل من المسلمين
ومن رواية عبدالله بن سلمة عنه اخرج ابن ماجة
عن عبدالله بن سلمة قال سمعت عليا
يقول خير الناس بعد رسول الله صلى الله
عليه وسلم ابوبكر وخير الناس بعد ابي بكر عمر
ومن رواية علقمة بن قيس اخرج احمد
ومن رواية عبد خير صاحب لواء
علي عنه وفي طرقها انه قد روي عنه
حبيب بن ابي ثابت عن عبد خير قال سمعت
عليا يقول على المنبر الا اخبركم
بخير هذه الامة بعد نبيها قال فذكر
ابابكر ثم قال الا اخبركم بالثاني

اس امت کے سب لوگوں سے بہتر ابوبکرؓ اور عمرؓ ہیں اس حدیث کو (علی مرتضٰے سے) بہت زیادہ لوگوں نے روایت کیا ہے۔ بجملہ ان کے حضرت علیؓ کے بیٹے محمد بن حنفیہ کی روایت ہے (جسے امام) {بخاری اور ابوداؤد} بروایت سفیان ثوری جامع بن راشد سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتے تھے ہم سے ابو یعلےٰ نے محمد بن حنفیہ سے روایت کرکے بیان کیا کہ وہ کہتے تھے میں نے اپنے والد (حضرت علیؓ) سے پوچھا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد بہتر کون ہے؟ انھوں نے فرمایا ابوبکرؓ۔ پھر میں نے پوچھا ان کے بعد کون؟ فرمایا عمرؓ۔ پھر میں ڈرا کہ اس کے بعد عثمانؓ کو ذکر کریں (لہٰذا میں نے کہا کہ پھر (ان دونوں کے بعد) آپ ہیں فرمایا نہیں میں تو مسلمانوں میں سے ایک شخص ہوں} اور بجملہ ان کے عبداللہ بن سلمہ نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے (جسے) {ابن ماجہ نے عبداللہ بن سلمہ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے حضرت علیؓ سے سنا فرماتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر ابوبکرؓ ہیں اور ابوبکرؓ کے بعد سب سے بہتر عمرؓ ہیں} اور بجملہ ان کے علقمہ بن قیس نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے (جسے امام) {احمدؒ نے نقل کیا ہے} اور بجملہ ان کے حضرت علیؓ کے علم بردار عبد خیر نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے۔ عبد خیر سے متعدد راویوں نے اس کو نقل کیا ہے چنانچہ {حبیب بن ابی ثابت نے عبد خیر سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے حضرت علیؓ سے سنا آپ منبر پر فرماتے تھے واسطے لوگو کیا میں تمھیں اس شخص کو جو امت میں نبی کے بعد سب سے بہتر ہے نہ بتاؤں پھر انھوں نے حضرت ابوبکرؓ کو ذکر کیا پھر فرمایا کیا میں دوسرے شخص کو

قال فذكر عمر ثم قال لو شئت لأنبأتكم بالثالث قال وسكت فرأينا أنه يعني نفسه قال سعيد فقلت أنت سمعت عليا يقول هذا قال نعم ورب الكعبة وإلا صمّتا وروى عطاء بن السائب عن عبد خير عن علي قال ألا أخبركم بخير هذه الأمة بعد نبيها أبو بكر وخيرها بعد أبي بكر عمر ثم يجعل الله الخير حيث أحب وروى عن المسيب بن عبد خير عن أبيه قال قام علي فقال خير هذه الأمة بعد نبيها أبو بكر وعمر وإنا قد أحدثنا بعدهم أحداثا يقضي الله فيها ما يشاء وعن أبي إسحق عن عبد خير عن علي خير هذه الأمة بعد نبيها أبو بكر وعمر ومن رواية أبي جحيفة عنه وفي طرقها العدة عن عاصم بن أبي النجود عن زر بن حبيش عن أبي جحيفة قال سمعت عليا يقول ألا أخبركم بخير هذه الأمة بعد نبيها أبو بكر ثم قال ألا أخبركم بخير هذه الأمة بعد أبي بكر عمر وعن الشعبي قال حدثني أبو جحيفة الذي كان علي يسميه وهب الخير

بھی نہ بتا دوں (جو ان کے بعد سب سے بہتر ہیں) پھر حضرت عمرؓ کو ذکر کیا پھر فرمایا کہ اگر میں چاہوں تو تمھیں تیسرے شخص کے نام سے بھی آگاہ کردوں یہ فرما کر آپ نے سکوت کیا[1] (آپ کے سکوت کرنے سے) ہم لوگوں نے سمجھا کہ آپ اپنے کو مراد لیتے ہیں (مگر اپنی زبان سے کہنا پسند نہیں کرتے) سعید کہتے ہیں میں نے عبد خیر سے پوچھا کہ کیا خود تم نے حضرت علیؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے انھوں نے کہا ہاں رب کعبہ کی قسم میں نے سنا ہے اور اگر نہ سنا ہو تو (خدا کرے) میرے (یہ) دونوں (کان) بہرے ہوجائیں۔ اور (چنانچہ) عطاء بن سائب نے عبد خیر سے انھوں نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کیا میں تمھیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد بہترین اُمت سے آگاہ نہ کردوں (سنو وہ) ابوبکرؓ ہیں اور بہترین امت ابوبکرؓ کے بعد عمرؓ ہیں پھر اللہ بہترین امت جسے چاہے بنادے۔ اور (چنانچہ) مسیب بن عبد خیر سے مروی ہے وہ اپنے والد سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ حضرت علیؓ نے کھڑے ہوکر (ہم لوگوں میں) فرمایا کہ اس امت میں سب سے بہتر نبی کے بعد ابوبکرؓ اور عمرؓ ہیں اور ہم نے تو ان کے بعد بہت سے نئے کام کیے ہیں اللہ جو چاہے ان کے متعلق حکم دے۔ اور (چنانچہ) ابو اسحاق نے عبد خیر سے انھوں نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ اس امت میں نبی کے بعد سب سے بہتر ابوبکرؓ اور عمرؓ ہیں۔ اور (منجملہ ان کے) ابو جحیفہؓ نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے ابو جحیفہؓ سے بھی متعدد راویوں نے اس کو نقل کیا ہے (چنانچہ) ابن ابی النجود سے مروی ہے وہ زر بن حبیش سے وہ ابو جحیفہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتے تھے میں نے حضرت علیؓ سے سنا کہ وہ فرماتے تھے کیا میں تمھیں اس شخص سے آگاہ نہ کردوں جو امت میں نبی کے بعد سب سے بہتر ہو (سنو) وہ ابوبکرؓ ہیں پھر فرمایا کیا میں تمھیں اس شخص سے آگاہ نہ کردوں جو ابوبکرؓ کے بعد بہترین امت ہو (سنو) وہ عمرؓ ہیں۔ اور (جیسا کہ) امام شعبیؒ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں مجھ سے ابو جحیفہ نے جن کا نام حضرت علیؓ نے وہب خیر رکھا تھا

[1] تیسرے شخص کا نام نہ بتایا حضرت عثمانؓ تھے ... [illegible]

قال علي يا أبا جحيفة ألا أخبرك بأفضل هذه الأمة بعد نبيها قال قلت بلى قال ولم أكن أرى أن أحدا أفضل منه قال أفضل هذه الأمة بعد نبيها أبو بكر وبعد أبي بكر عمر وبعدهما آخر ثالث ولم يسمه. وعن أبي إسحاق عن أبي جحيفة قال قال علي خير هذه الأمة بعد نبيها أبو بكر وبعد أبي بكر عمر ولو شئت أخبرتكم بالثالث. وعن عون بن أبي جحيفة قال كان أبي من شرط علي وكان تحت المنبر فحدثني أبي أنه صعد المنبر يعني عليا فحمد الله وأثنى عليه وصلى على النبي صلى الله عليه وسلم وقال خير هذه الأمة بعد نبيها أبو بكر والثاني عمر وقال يجعل الله الخير حيث أحب. وعن سفيان الثوري عن الأسود بن قيس عن رجل عن علي أنه قال يوم الجمل إن رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يعهد إلينا عهدا نأخذ به في الإمارة ولكنه شيء رأيناه من قبل أنفسنا ثم استخلف أبو بكر رحمة الله على أبي بكر فأقام واستقام ثم استخلف عمر رحمة الله على عمر فأقام واستقام حتى ضرب

بیان کیا وہ کہتے تھے کہ حضرت علیؓ نے مجھ سے فرمایا اے ابوجحیفہ! کیا میں تمھیں آگاہ نہ کردوں ایسے شخص سے جو اس امت میں نبی کے بعد سب میں افضل ہو میں نے کہا ضرور آگاہ کیجئے (ابوجحیفہ کہتے ہیں مجھے اس کا گمان بھی نہ تھا کہ کوئی شخص حضرت علیؓ سے افضل ہوگا (مگر میرے گمان کے خلاف) انھوں نے فرمایا کہ نبی کے بعد سب سے افضل ابوبکرؓ ہیں اور ابوبکرؓ کے بعد عمرؓ ہیں۔ ان دونوں کے بعد ایک تیسرا شخص ہے مگر حضرت علیؓ نے اس تیسرے کا نام نہ بتایا (اور) (جیسا کہ) ابواسحاق نے ابوجحیفہ سے روایت کرکے بیان کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا اس امت میں سب سے بہتر نبی کے بعد ابوبکرؓ اور ان کے بعد عمرؓ ہیں اور اگر میں چاہوں تمھیں تیسرے شخص کے نام سے آگاہ کردوں (اور) (جیسا کہ) عون بن ابی جحیفہ سے روایت ہے عون کہتے ہیں کہ میرے والد حضرت علیؓ کے سپاہیوں میں سے تھے اور وہ منبر کے قریب ہی تھے (وہ) بیان کرتے تھے کہ حضرت علیؓ منبر پر رونق افروز ہوئے اور انھوں نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا پھر فرمایا کہ بہترین امت نبیؐ کے بعد ابوبکرؓ ہیں اور دوسرے (درجہ میں) عمرؓ ہیں اور فرمایا کہ (ان کے بعد) اللہ جس کو چاہے گا بہترین امت بنائے گا۔ اور سفیان ثوری نے اسود بن قیس سے انھوں نے ایک شخص سے انھوں نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ حضرت علیؓ نے بروز جنگ جمل فرمایا کہ دربارۂ امارت (و خلافت) نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم کو کچھ وصیت نہیں کی کہ ہم اس کے مطابق عمل کریں بلکہ یہ ایسی بات تھی کہ ہم سب نے اپنی ذاتی رائے سے اس کو ضروری سمجھا چنانچہ ابوبکرؓ خلیفہ کئے گئے خدا ان پر رحمت نازل فرمائے۔ انھوں نے (کامل) اقامت (دین) فرمائی اور خود بھی راہ مستقیم پر رہے پھر حضرت عمرؓ خلیفہ بنائے گئے اللہ ان پر رحم کرے انھوں نے (بھی کامل) اقامت دین کی اقامت فرمائی اور خود بھی مستقیم رہے یہاں تک کہ رکھ دیا

رضی اللہ عنہ علی سریرہ فتکنفہ
الناس یدعون ویصلون قبل
ان یرفع وانا فیہم فلم یرعنی
الا رجل آخذ منکبی فاذا
علی رضی اللہ عنہ فترحم
علی عمر وقال ما خلفت احدا
احب الی ان القی اللہ بمثل عملہ
منک وایم اللہ ان کنت لاظن
ان یجعلک اللہ مع صاحبیک
وحسبت انی کنت کثیرا اسمع
النبی صلی اللہ علیہ وسلم
یقول ذھبت انا وابوبکر وعمر
ودخلت انا وابوبکر وعمر و
اخرج احمد عن نافع عن ابن
عمر قال وضع عمر بن الخطاب
بین المنبر والقبر فجاء علی
بن ابی طالب حتی قام بین
یدی الصفوف فقال ھو ھذا
ثلث مرات ثم قال رحمۃ اللہ
علیک ما من خلق اللہ احد
احب الی من ان القی بصحیفتہ
بعد صحیفۃ النبی صلی اللہ
علیہ وسلم من ھذا المسجی
علیہ ثوبہ واخرج احمد
عن عون بن ابی جحیفۃ عن
ابیہ قال کنت عند عمر و
ھو مسجی بثوبہ قد قضی نحبہ
فجاء علی فکشف الثوب عن وجہہ ثم قال
رحمۃ اللہ علیک ابا حفص فواللہ

رضی اللہ عنہ (غسل وتکفین کے بعد) چارپائی پر رکھے گئے تو قبل
اس کے کہ ان کا جنازہ اٹھایا جائے (چاروں طرف سے) لوگوں نے
انہیں گھیر لیا سب ان کے لئے دعائے رحمت کرتے تھے اور میں
بھی ان لوگوں میں تھا (اس وقت) یکایک اچانک کسی نے (پیچھے
سے آکر میرے) دونوں شانے پکڑ لئے میں نے دیکھا تو وہ حضرت
علی رضی اللہ عنہ تھے انہوں نے حضرت عمرؓ کے لئے دعا کی اور
(بکمال حسرت وافسوس) فرمایا کہ (اے عمرؓ) آپ نے اپنے بعد کسی
ایسے شخص کو نہ چھوڑا کہ اس کے جیسے اعمال نامہ کے ساتھ خدا سے
ملنا آپ (کے اعمال نامہ) سے زیادہ مجھے محبوب ہو قسم خدا کی مجھے
یہی خیال تھا کہ اللہ آپ کو آپ کے دونوں مصاحبوں کے ساتھ کرے گا
کیونکہ میں اکثر (اوقات) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کرتا تھا کہ
آپ فرماتے تھے میں گیا اور ابوبکرؓ اور عمرؓ اور میں داخل ہوا
اور ابوبکرؓ اور عمرؓ اور میں نکلا اور ابوبکرؓ اور عمرؓ (غرض کہ
ہر کام میں آپ دونوں کو اپنے ساتھ شریک کر لیا کرتے تھے) اور
(امام) احمدؒ نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے روایت
کی ہے وہ کہتے تھے کہ جب لوگوں نے حضرت عمر بن خطاب کے جنازے
کو نماز پڑھنے کے لئے منبر اور قبر (نبوی) کے درمیان رکھا تو
حضرت علی بن ابی طالب تشریف لائے اور صفوں کے درمیان کھڑے
ہوئے اور فرمایا کہ یہ وہی ہیں اس کلمہ کو تین بار فرمایا پھر فرمایا
(اے عمرؓ) آپ پر خدا کی رحمت (نازل) ہو اللہ کی مخلوق
میں سے مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمالنامہ کے بعد اس
شخص کے اعمالنامہ سے زیادہ جو کپڑوں میں ڈھکا ہوا ہے کسی
دوسرے کے جیسے اعمالنامہ کے ساتھ خدا سے ملنا محبوب نہ تھا
اور (امام) احمدؒ نے عون بن ابی جحیفہ سے انہوں نے اپنے
والد سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں حضرت عمرؓ کے (جنازہ
کے) پاس تھا ان کو چادر ڈالدی گئی تھی کہ
اتنے میں حضرت علیؓ تشریف لائے اور حضرت عمرؓ کے منہ پر سے
کپڑا ہٹایا پھر فرمایا کہ اے ابوحفصؓ آپ پر خدا کی رحمت ہو قسم
خدا کی کہ اس شخص سے زیادہ جو چادر اوڑھے ہوئے لیٹا ہے

ان خیر ھذہ الامۃ بعد نبیہا ابوبکر ثم عمر ثم اللہ اعلم بالخیر بعد قال و فی المجلس الحسن بن علی فقال واللہ لو سمی الثالث لسمی عثمان واخرج ابو القاسم عن عبد خیر صاحب لواء علی ان علیا قال الا اخبرکم باول من یدخل الجنۃ من ھذہ الامۃ بعد نبیہا فقیل لہ بلی یا امیر المؤمنین قال ابوبکر ثم عمر قیل فندخل معہما یا امیر المؤمنین فقال ای والذی فلق الحبۃ وبرأ النسمۃ لیدخلانہا وان لمعاویۃ موقوف فی الحساب وما یدل علی بشارتہما بالجنۃ من حدیثہ

اخرج البخاری من حدیث الحسن بن محمد بن علی انہ سمع عبید اللہ بن ابی رافع کاتب علی عن علی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فی قصۃ حاطب بن ابی بلتعۃ انہ قد شہد بدرا وما یدریک لعل اللہ اطلع علی اھل بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم وما یدل علی کونہما من السابقین المقربین من حدیثہ اخرج الترمذی عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لکل نبی سبعۃ نجباء رقباء واعطیت اربعۃ عشر قلنا من ھم قال انا وابنای وجعفر وحمزۃ وابوبکر وعمر ومصعب بن عمیر وبلال

اس امت کے بہترین اشخاص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکرؓ پھر عمرؓ ہیں ان کے بعد خدا جانے بہترین امت کون ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ اس مجلس میں حضرت حسن بن علیؓ تھے وہ فرماتے تھے کہ اگر حضرت علیؓ تیسرے شخص کا نام لیتے تو ضرور حضرت عثمانؓ کا نام لیتے۔ اور ابو القاسمؒ نے حضرت علیؓ کے علم بردار عبد خیر سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں تمہیں اس شخص سے آگاہ نہ کردوں جو اس امت میں نبی کے بعد سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگا۔ اس پر کسی نے کہا ہاں کیوں نہیں اے امیر المومنین (ہمیں ضرور آگاہ فرمائیے) حضرت علیؓ نے فرمایا (وہ) ابوبکرؓ ہیں پھر عمرؓ۔ کسی نے کہا اے امیر المومنینؓ! کیا وہ دونوں آپ سے پہلے جنت میں جائیں گے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا ہاں قسم اس ذات کی جس نے دانے سے درخت اگایا اور روح کو پیدا کیا بیشک یہ دونوں جنت میں داخل ہوں گے اس حال میں کہ میں معاویہ کے ساتھ (موقوف) حساب میں رکا ہوا ہوں گا۔ [حضرت علیؓ کی وہ حدیث جو شیخینؓ کے جنتی ہونے کی بشارت پر دلالت کرتی ہے] بخاری نے بروایت حسن بن محمد بن علی نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حاطب بن ابی بلتعہ کے واقعہ[1] میں فرمایا کہ وہ (یعنی حاطب) جنگ بدر میں شریک ہوئے ہیں اور کیا تمہیں نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ اہل بدر کے انجام سے مطلع ہے اور اس نے فرما دیا کہ (اے اہل بدر) جو چاہو کرو میں نے تمہیں بخش دیا۔ [حضرت علیؓ کی وہ حدیث جو شیخینؓ کے سابقین مقربین ہونے پر دلالت کرتی ہے] ترمذی نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کے سات نجباء اور رقباء ہوتے ہیں مگر مجھے چودہ (نجباء اور رقباء) عطا ہوئے ہیں۔ ہم لوگوں نے (حضرت علیؓ سے) پوچھا کہ وہ کون ہیں؟ انھوں نے فرمایا کہ میں اور میرے دونوں بیٹے (حسنؓ اور حسینؓ) اور جعفرؓ اور حمزہؓ اور ابوبکرؓ اور عمرؓ اور مصعب بن عمیرؓ اور بلالؓ

[1] وہ واقعہ یہ ہے کہ حضرت حاطبؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارادہ کو کہ مکہ والوں کو مطلع کرنا چاہا ایک خط [illegible] لکھا جس کی حضرت ﷺ کو معلوم ہو گیا اور [illegible] قاصد [illegible] واپس لایا گیا حضرت عمرؓ نے [illegible] عرض کیا کہ حکم ہو تو اس منافق کی گردن اڑا دوں [illegible]

عن الحسن البصري عن قيس بن
عباد قال قال لي علي بن أبي طالب إن
رسول الله صلى الله عليه وسلم
مرض ليالي وأياما ينادى بالصلاة
فيقول مروا أبا بكر يصلي بالناس
فلما قبض رسول الله صلى
الله عليه وسلم نظرت فإذا
الصلاة علم الإسلام وقوام
الدين فرضينا لدنيانا من رضي رسول
الله صلى الله عليه وسلم لديننا
فبايعنا أبا بكر. أما ثناءه على
الصديق بعد موته ذكر أبو عمر
في ترجمة أسيد بن صفوان أنه
أدرك رسول الله صلى الله عليه
وسلم وروى عن علي حديثا حسنا
في ثنائه على أبي بكر يوم مات
رواه عمر بن إبراهيم بن خالد عن
عبد الملك بن عمير عن أسيد
بن صفوان وكان قد أدرك النبي
صلى الله عليه وسلم قال لما قبض
أبو بكر رحمه الله وسجي بثوب ارتجت
المدينة بالبكاء ودهش القوم كيوم
قبض رسول الله صلى الله عليه وسلم
فأقبل علي بن أبي طالب مسرعا باكيا
مسترجعا حتى وقف على باب البيت فقال
رحمك الله يا أبا بكر وذكر الحديث بطوله
ثم وجدت هذا الحديث في الرياض النضرة
وهذا لفظه عن أسيد بن صفوان

حسن البصری سے روایت کیا ہے وہ قیس بن عبادؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتے تھے مجھ سے حضرت علی بن ابی طالبؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مرض وفات میں کچھ دن اور کچھ راتیں ایسی تھیں کہ جب اذان ہوتی تو آپ فرماتے کہ (اے لوگو!) ابوبکرؓ سے کہدو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھادیں۔ پھر جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو میں نے اس امر پر غور کیا کہ نماز اسلام کی علامت ہے اور دین کا ستون ہے لہٰذا (جب ابوبکر دین میں ہمارے امام ہو چکے تو) ہم سب نے اپنی دنیا کے (سردار ہونے کے) لئے اس شخص کو پسند کرلیا جس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمارے دین کی (سرداری کے) لئے پسند فرمایا تھا پس بلاتکلف ہم سب نے حضرت ابوبکرؓ سے بیعت کرلی۔ (حضرت علی مرتضےٰ کا حضرت صدیقؓ کی وفات کے بعد ان کی تعریف کرنا) ابوعمرؓ نے حضرت اسید بن صفوان کے تذکرہ میں ذکر کیا ہے کہ حضرت اسیدؓ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (کے زمانہ) کو پایا ہے اور ایک حدیث حسن[1] حضرت علیؓ سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی تعریف میں روایت کی ہے کہ حضرت علیؓ نے جس دن حضرت ابوبکر صدیقؓ نے وفات پائی ہے وہ حدیث بیان کی تھی (وہ حدیث حسب ذیل ہے) عمر بن ابراہیم بن خالد نے عبدالملک بن عمیرؓ سے انہوں نے اسید بن صفوان سے روایت کیا ہے اور اسید نے عہد نبوی کو پایا تھا وہ کہتے تھے کہ جب حضرت ابوبکر رحمہ اللہ نے وفات پائی اور ان پر چادر اڑھا دی گئی تو (ان کی موت کے سبب) سارا مدینہ رونے (کی آواز) سے گونج اٹھا اور تمام لوگ (شدت غم سے) ایسے مدہوش ہوگئے جیسے اس دن مدہوش ہوئے تھے جس دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا تھا (اس حادثہ کی خبر پاکر) حضرت علی بن ابی طالب تیز رفتاری سے چلتے ہوئے روتے ہوئے إنا للہ کہتے ہوئے تشریف لائے اور دروازہ پر ٹھہر گئے۔ پھر فرمایا اے ابوبکرؓ! خدا آپ پر رحمت نازل فرمائے پھر پوری حدیث ذکر کی (پھر میں نے کتاب ریاض النضرہ میں یہی حدیث پائی جسکے الفاظ یہ ہیں) اسید بن صفوانؓ

[1] حدیث حسن حفاظ محدثین کے نزدیک وہ حدیث ہے جس کی سند حدیث صحیح کی سند سے قوت میں کم گو ضعیف سے بالاتر ہو۔

وكان قد ادرك النبي صلى الله
عليه وسلم قال لما قبض
ابوبكر سجي عليه وارتجت المدينة
بالبكاء عليه كيوم قبض رسول الله
صلى الله عليه وسلم جاء علي
مسترجعا وهو يقول اليوم انقطعت
خلافة النبوة حتى وقف على
باب البيت الذي فيه ابوبكر
وهو مسجى فقال يرحمك الله
يا ابابكر كنت الف رسول الله
صلى الله عليه وسلم وانسه
ومسترجعه وثقته وموضع سره
ومشاورته كنت اول القوم
اسلاما واخلصهم ايمانا واشدهم
يقينا واخوفهم لله واعظمهم غناء
في دين الله واحوطهم على رسول
الله صلى الله عليه وسلم وآمنهم
على الاسلام وايمنهم على اصحابه
واحسنهم صحبة واكثرهم مناقب
وافضلهم سوابق وارفعهم درجة
واقربهم وسيلة واشبههم
برسول الله صلى الله عليه وسلم
هديا وسمتا ورحمة وفضلا
واشرفهم منزلة واكرمهم عليه
واوثقهم عنده فجزاك الله
عن الاسلام خيرا وعن رسوله
خيرا كنت عنده بمنزلة السمع
والبصر صدقت رسول الله
صلى الله عليه وسلم حين

سے روایت کی ہے انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو پایا تھا وہ
کہتے تھے کہ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ نے انتقال فرمایا تو (ان پر) ایک چادر
اڑھادی گئی اور مدینہ (رونے والوں کی) آواز سے گونج اٹھا جیسا
کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دن (رونے والوں
کی آواز سے) گونج اٹھا تھا۔ پھر حضرت علیؓ تشریف لائے اس حال
میں کہ آپ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ پڑھتے جاتے تھے اور
کہتے جاتے تھے کہ آج خلافت نبوت کا خاتمہ ہوگیا۔ یہاں تک کہ آپ
اس مکان کے دروازہ پر جس میں حضرت ابوبکرؓ رہتے تھے وہاں پہنچ کر
ٹھہر گئے اور حضرت ابوبکرؓ (کے جسم اطہر) پر ایک چادر پڑی تھی پھر
حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اے ابوبکرؓ! آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کے دوست تھے اور آپ اُن کے مونس تھے اور آپ اُن کے مرجع
و معتمد تھے اور آپ اُن کے رازدار اور مشورہ دینے والے تھے آپ
سب سے پہلے اسلام لائے اور سب سے زیادہ خالص الایمان تھے اور
سب سے زیادہ مضبوط یقین کے تھے اور سب سے زیادہ خدا کا خوف کرتے
تھے اور سب سے زیادہ اللہ کے دین کے لئے نافع تھے اور رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کی نگہداشت میں سب سے فائق تھے اور سب سے
زیادہ اسلام پر شفقت کرنے والے تھے اور اصحاب رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں بہت بابرکت تھے اور سب سے زیادہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حق رفاقت ادا کرنے والے تھے
اور سب سے زیادہ مناقب میں اور سب سے افضل سوابق اسلامیہ میں
اور سب سے بلند مرتبہ اور سب سے زیادہ (بارگاہ رسالت میں) مقرب
اور سب سے زیادہ روش اور عادت اور مہربانی اور بزرگی میں رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے اور سب میں مرتبہ کے لحاظ
سے اشرف تھے اور سب سے زیادہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کے نزدیک باعزت تھے اور سب سے زیادہ آپ کے نزدیک قابل وثوق تھے
اللہ تعالیٰ آپ کو اسلام کی طرف سے اور اپنے رسول کی طرف
سے جزائے خیر عطا فرمائے (اے ابوبکرؓ) آپ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کے نزدیک بمنزلہ کان اور آنکھ کے تھے آپ نے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کی تصدیق اس وقت کی تھی جب تمام لوگ آپکی

كذبه الناس فسماه الله عز وجل في تنزيله صديقاً فقال والذي جاء بالصدق وصدق به الذي جاء بالصدق محمد صلى الله عليه وسلم وصدق به ابوبكر واسيته حين بخلوا وقمت به عند المكاره حين عنه قعدوا وصحبته في الشدة اكرم الصحبة ثاني اثنين وصاحبه في الغار المنزل عليه السكينة والوقار ورفيقه في الهجرة وخليفته في دين الله وامته احسنت الخلافة حين ارتد الناس وقمت بالامر ما لم يقم به خليفة نبي فنهضت حين وهن اصحابك وبرزت حين استكانوا وقويت حين ضعفوا ولزمت منهاج رسول الله صلى الله عليه وسلم اذ هموا كنت خليفة حقا لم تنازع ولم تصدع برغم المنافقين وكبت الكافرين وكره الحاسدين وغيظ الباغين وقمت بالامر حين فشلوا وثبت اذ تتعتعوا ومضيت بنور الله اذ وقفوا فاتبعوك فهدوا وكنت اخفضهم صوتاً واعلاهم فوقاً واقلهم كلاماً واصوبهم منطقاً واطولهم صمتاً وابلغهم قولاً

تکذیب کرتے تھے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں آپ کا نام صدیق رکھا۔ چنانچہ فرمایا وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِہٖ (ترجمہ:۔ اور وہ شخص جو سچ کو لایا اور وہ شخص جس نے اس کی تصدیق کی) سچ کو لانے والے محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور اس کی تصدیق کرنے والے ابوبکرؓ ہیں۔ اے ابوبکرؓ آپ نے رسول خدا کی (اپنے جان و مال سے) غمخواری اُس وقت کی جب کہ اور لوگ (مال سے) بخل کرتے تھے اور آپ نے حضرتؐ کی رفاقت مصائب کے وقت کی جب کہ اور لوگ آپؐ (کی اعانت) سے بیٹھ رہے تھے۔ اور آپ نے سختی کے زمانہ میں اُن کی صحبت اختیار کی آپ صحابہ میں سب سے مکرم (مصداق) ثانی اثنین۔ اور غار میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وہ ساتھی تھے جن پر (خدا کی طرف سے) سکینہ اور وقار اُترا گیا۔ اور آپ ہجرت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے رفیق اور خدا کے دین میں اور اُمّت میں اُن کے خلیفہ (تھے) آپ نے فرض خلافت کو خوب (ادا) کیا اور اُس وقت آپ نے وہ کام کیا جو کسی نبی کے خلیفہ نے نہ کیا تھا آپ مستعد رہے جب کہ آپ کے ساتھی سستی ظاہر کرنے لگے اور آپ میدان میں آگئے جب کہ وہ چھپ رہنا چاہتے تھے اور آپ قوی رہے جب کہ وہ ضعف ظاہر کرنے لگے اور آپ نے طریقۂ رسول کو مضبوط پکڑا جب کہ وہ لوگ اِدھر اُدھر بھٹکنے لگے تھے۔ آپ کی خلافت منافقوں کی ذلت کافروں کی ہلاکت حاسدوں کی ناگواری باغیوں کی ناخوشی کا سبب تھی۔ اور آپ اس وقت امر حق کے اجرا میں قائم ہوئے ہیں جب کہ اور لوگوں نے ہمتیں پست کر دی تھیں۔ اور آپ ثابت (قدم) رہے جب کہ اور لوگوں میں تردد پیدا ہوا اور آپ نورِ الٰہی کے ساتھ (خطرناک راستوں سے) گزر گئے جب کہ اور لوگ توقف پذیر ہوئے تھے پھر (آپ کو زندہ بر دیکھ کر) سب نے آپ کی پیروی کی اور سب نے راہ پائی اور آپ آواز میں سب سے پست تھے (کسی کو سختی و درشتی سے ساتھ جھڑکتے نہ تھے) اور فوقیت (مراتب) میں سب سے برتر تھے۔ اور آپ کلام کرنے میں سب سے بہتر تھے۔ اور آپ کی گفتگو سب کی گفتگو سے زیادہ ٹھیک ہوتی تھی اور آپ کی خاموشی سب سے بڑھی ہوئی تھی۔ اور آپ کا قول سب

واشجعهم نفساً واعرفهم بالامور
واشرفهم عملاً كنت والله للدين
يعسوباً اولاً حين نفر عنه
الناس وآخراً حين اقبلوا كنت
للمؤمنين اباً رحيماً حتى صاروا
عليك عيالاً فحملت اثقال
ما ضعفوا ورعيت ما اهملوا و
حفظت ما اضاعوا وعلمت ما
جهلوا وشمرت اذ خنعوا وصبرت
اذ جزعوا فادركت اوتار
ما طلبوا وراجعوا رشدهم برأيك
فظفروا ونالوا بك ما لم يحتسبوا
كنت على الكافرين عذاباً صباً ولهباً
وللمؤمنين رحمة وانساً و
حصناً فطرت والله بعنائها و
فزت بحبائها وذهبت بفضائلها
وادركت سوابقها ولم تفلل
حجتك ولم تضعف بصيرتك
ولم تجبن نفسك ولم يزغ
قلبك ولم تخر كنت كالجبل
الذي لا تحركه القواصف
ولا تزيله العواصف و
كنت كما قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم امن
الناس علينا في صحبتك وذات
يدك وكنت كما قال ضعيفاً في بدنك قوياً
في امر الله متواضعاً في نفسك عظيماً عند
الله جليلاً في اعين الناس كبيراً في
انفسهم لم يكن لاحد فيك مغمز ولا

طبع ہوتا تھا اور آپ لوگوں میں سب سے زیادہ شجاع تھے اور سب سے زیادہ
امور (دینی و دنیوی) کے پہچاننے والے تھے اور عمل کے لحاظ سے سب
میں اشرف تھے (اے صدیقؓ) قسم خدا کی آپ دین کے سردار تھے
ابتدا میں بھی جب کہ لوگ دین سے بھاگے تھے اور آخر میں بھی جبکہ
لوگ (دین کی جانب) متوجہ ہوئے آپ مسلمانوں کے مہربان باپ تھے
یہاں تک کہ سب مسلمان آپ کے بال بچے ہو گئے اور جس بار کے اٹھانے
سے وہ ضعیف تھے وہ بار آپ نے (اپنے سر پر) اٹھا لیا اور جو امور ان سے
فروگذاشت ہوئے تھے آپ نے ان کی نگہداشت کی اور جس کو انھوں نے
ضائع کیا آپ نے اس کی حفاظت کی اور جس بات سے وہ جاہل تھے آپ نے
اسے جان لیا اور جس وقت وہ (کاروبار) امور دین میں سست ہو گئے تو
آپ (ان کاموں میں) کمربستہ ہو کر مستعد ہو گئے اور جب وہ لوگ گھبرا گئے
تو آپ نے صبر و استقلال سے کام لیا پس ان کے مطالبے تصور کو
معلوم کر لیا اور وہ آپ کی رائے سے اپنے مقصد کی طرف راہ یاب ہوئے
تو انھوں نے اپنی مراد کو پا لیا اور آپ کے سبب سے (ان مدارج علیا کو پہنچ گئے)
جس کا انھیں گمان بھی نہ تھا (اے ابوبکرؓ!) آپ کافروں پر (تو) عذاب
آسمانی اور غضب الٰہی کی آگ تھے اور ایمانداروں کے لئے (خدا کی)
رحمت اور انس اور (ایک مضبوط) قلعہ تھے پس (ان محامد و کمالات
کے سبب) آپ اس خلافت (کے دریا) میں داخل ہوئے اور اس تک
پہنچ گئے اور اس کے فضائل حاصل کرتے اور اس کے سوابق پا لئے اور
(باوجودیکہ یہ کام مشکل تھا مگر) آپ کی حجت میں کمی نہ آئی اور آپ کی بصیرت
ضعیف نہ ہوئی اور آپ کے دل نے بزدلی نہ کی اور آپ کا قلب نہ گھبرایا تو
آپ (خلافت میں) آگے حیران نہیں ہوئے آپ تو مثل پہاڑ کے تھے جسے
بادلوں کا گرجنا اور تیز آندھیاں اپنی جگہ سے نہ ہٹا سکیں اور (اے
ابوبکرؓ درحقیقت) آپ موافق ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے اپنی رفاقت اور مال سے سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم پر احسان کرنے والے تھے اور نیز حسب ارشاد نبوی آپ اپنے
بدن میں ضعیف تھے مگر خدا کے کام میں قوی تھے منکسر النفس تھے مگر خدا
کے نزدیک باعظمت تھے۔ لوگوں کی نظروں میں جلیل (القدر) تھے ان
کے دلوں میں بزرگ تھے کسی شخص کو آپ پر موقع نہ ملتا تھا اور نہ

لقائل فيك مهمز ولا لأحد فيك مغمز ولا لأحد عندك هوادة الضعيف الذليل عندك قوي عزيز حتى تأخذ بحقه والقوي عندك ضعيف ذليل حتى تأخذ منه الحق القريب والبعيد عندك في ذلك سواء اقرب الناس اليك اطوعهم لله واتقاهم له شأنك الحق والصدق والرفق قولك حكم وحتم وامرك حلم وحزم ورأيك علم وعزم فاقلعت وقد نهج السبيل وسهل العسير واطفئت النيران واعتدل بك الدين وقوي بك الايمان وثبت الاسلام والمسلمون وظهر امر الله ولو كره الكافرون فسبقت والله سبقا بعيدا واتعبت من بعدك اتعابا شديدا وفزت بالخير فوزا مبينا فجللت عن البكاء وعظمت رزيتك في السماء وهدت مصيبتك الانام فانا لله وانا اليه راجعون رضينا عن الله قضاءه وسلمنا له امره والله لن يصاب المسلمون بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم بمثلك ابدا كنت للدين عزا وحرزا وكهفا وللمؤمنين فئة وحصنا وغيثا وعلى المنافقين غلظة وغيظا فالحقك الله بنبيك صلى الله عليه وسلم ولا حرمنا

کوئی گرفت کرنے والا آپ میں عیب نہیں نکال سکتا تھا اور نہ کوئی آپ کی غلط چینی کی طرح کر سکتا تھا اور نہ کسی کی آپ کے یہاں (بیجا) رعایت تھی زبردست ضعیف و ذلیل تھا وہ آپ کے نزدیک قوی غالب تھا یہاں تک کہ اس کا حق دلا دیتے تھے اور قوی (ظالم) آپ کے نزدیک ذلیل تھا یہاں تک کہ آپ اس سے حقدار کا حق لے لیتے تھے اس بارہ میں قریب و بعید آپ کے نزدیک یکساں تھے سب سے زیادہ مقرب آپ کے یہاں وہ تھا جو اللہ کا زیادہ مطیع اور سب سے زیادہ ڈرنے والا تھا آپ کی شان حق (کا کام کرنا) اور سچ بولنا اور نرمی کرنا تھی۔ آپ کی بات (لوگوں کے لئے) محکم اور قطعی (حکم) تھی اور آپ کا کام سراسر حلم و ہوشیاری تھا۔ آپ کی رائے علم اور عزم (مستحکم) تھی۔ آپ نے جب (ہم سے) مفارقت کی تو ہم کو اس حال میں چھوڑا کہ راہ صاف تھی اور دشواریاں آسان ہو چکی تھیں اور (ظلم و تعدی کی) آگ بجھ چکی تھی اور آپ (کی ذات) سے ایمان قوی ہو گیا تھا اور اسلام و مسلمان ثابت قدم ہو گئے تھے۔ اور خدا کا حکم ظاہر ہو گیا تھا اگرچہ کافروں کو ناگوار گزرا۔ پس خدا کی قسم (اے ابوبکرؓ) آپ (مسافت میں بہت) آگے بڑھ گئے اور بہت دور پہنچ گئے اور آپ نے اپنے بعد کے لوگوں کو سخت تعب (و تکلیف) میں ڈال دیا (کیونکہ امور خلافت میں آپ کی جیسی کوئی شخص کوشش نہیں کر سکتا) اور واضح طور پر خیر تک پہنچ گئے اب آپ (اپنی وفات کے بعد) سب کی رونے (اور غم کرنے) سے مستغنی ہیں۔ آپ کی مصیبت (وفات) آسمان میں بڑی عظمت ہے اور آپ کے (فراق) کی مصیبت نے لوگوں کو شکستہ (دل) اور ویران کر دیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہم اللہ تعالیٰ کے حکم پر راضی ہوئے اور اس کا کام اسی کے سپرد کیا خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کبھی مسلمان آپ جیسے شخص (کی وفات) کی مصیبت میں نہ پڑیں گے آپ دین کی عزت اور دین کی حفاظت اور دین کی پناہ تھے اور مسلمانوں کے مرجع و ماویٰ اور ان کے قرار (گاہ) تھے اور منافقوں پر سخت اور ان کے غصہ کا سبب تھے اللہ آپ کو آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملائے اور ہمیں آپ کے (اجر) سے محروم نہ کرے

اجرك ولا أضحك بعده فانا لله وانا اليه راجعون قال وسكت الناس حتى انقضى كلامه ثم بكوا حتى علت اصواتهم وقالوا صدقت يا ختن رسول الله صلى الله عليه وسلم اما تبرئته على نفسه من قتل عثمان والشهادة على فضله فقد اخرج الحاكم من طريقين من حديث هارون بن اسمعيل الخزاز عن قرة بن خالد عن قيس بن عباد قال سمعت علي رضي الله عنه يوم الجمل يقول اللهم اني ابرأ اليك من دم عثمان ولقد طاش عقلي يوم قتل عثمان وانكرت نفسي وجاؤني للبيعة فقلت والله اني لاستحيي من الله ان ابايع قوما قتلوا رجلا قال له رسول الله صلى الله عليه وسلم الا استحيي ممن تستحيي منه الملائكة واني لاستحيي من الله ان ابايع وعثمان قتيل في الارض لم يدفن بعد فانصرفوا فلما دفن رجع الناس فسألوني البيعة فقلت اللهم اني مشفق مما اقدم عليه ثم جاءت عزيمة فبايعت فلقد قالوا يا امير المؤمنين فكأنما صدع قلبي

اجر سے محروم نہ کیجیو اور آپ کے بعد ہمیں گمراہ نہ کرے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ راوی کا بیان ہے کہ سب لوگ (اس تقریر کے وقت) خاموش رہے یہاں تک کہ حضرت علیؓ نے اپنی تقریر ختم کی (اور جب آپ نے تقریر ختم کی) تو پھر سب روئے یہاں تک کہ ان کے رونے کی آواز بلند ہوئی۔ پھر سب نے کہا اے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے داماد! آپ نے سچ فرمایا۔

حضرت علیؓ کا حضرت عثمانؓ کے قتل سے اپنی برأت ظاہر فرمانا اور حضرت عثمانؓ کی فضیلت پر شہادت دینا

حاکم نے دو سندوں سے روایت کیا ہے (ایک سند یہ ہے) ہارون بن اسمٰعیل خزاز نے قرہ بن خالد سے انھوں نے قیس بن عباد سے روایت کیا ہے وہ کہتے تھے میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ بروز جنگ جمل فرماتے تھے۔ خداوندا! میں عثمانؓ کے خون سے تیرے سامنے اپنی بریت ظاہر کرتا ہوں اور بیشک جس دن عثمانؓ شہید ہوئے تھے میری تو عقل زائل ہو گئی تھی اور میں نے اپنے دل کی حالت متغیر پائی میرے پاس بیعت کے لئے آئے تو میں نے ان سے کہا کہ خدا کی قسم مجھے خدا سے شرم آتی ہے کہ اس قوم سے بیعت لوں جس نے ایک ایسے شخص کو شہید کیا جس کے لئے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کیا میں اس شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں اور بیشک میں خدا سے شرم کرتا ہوں کہ میں (اس قوم سے) بیعت لوں اس حال میں کہ عثمانؓ زمین میں مقتول (پڑے ہوئے) ہیں اور ہنوز دفن نہیں ہوئے (میرے اس کہنے سے) وہ لوگ واپس گئے پھر جب حضرت عثمانؓ دفن کر دیئے گئے تو وہ لوگ پھر میرے پاس آئے اور مجھ سے بیعت کی درخواست کی میں نے (اپنے دل میں) کہا خدایا میں اس چیز (یعنے خلافت) سے ڈرتا ہوں جس پر میں (لوگوں کے کہنے سے) جانا چاہتا ہوں (الغرض میں نے بیعت سے پہلو تہی کی) مگر ضرور عزم پیش ہوئی اور میں نے (لوگوں سے) بیعت لی پھر لوگوں نے مجھے یا امیر المؤمنین کہا تو گویا میرا دل

لہ اس مضمون کی روایتیں حضرت علیؓ سے [illegible] حضرت معاویہؓ [illegible] حضرت عثمانؓ [illegible] خون سے بری ہیں۔

وقلت اللهم خذ مني لعثمان حتى يرضى واخرج الحاكم عن الاوزاعي حدثني ميمون بن مهران يذكر عن علي بن ابي طالب رضي الله عنه قال ما يسرني ان اخذت سيفي فقتلت عثمانؓ وان لي الدنيا وما فيها واخرج الحاكم من حديث اسماعيل بن ابي خالد عن حصين الحارثي قال جاء علي بن ابي طالب الى زيد بن ارقم رضي الله عنه يعوده وعنده قوم فقال علي اسكتوا او انصتوا فوالله لا تسألوني عن شيء الا اخبرتكم فقال زيد انشدك الله انت قتلت عثمان فاطرق ساعة ثم قال والذي فلق الحبة وبرأ النسمة ما قتلته ولا امرت بقتله ولما شهدت على عثمن بانه من الذين آمنوا ثم اتقوا وآمنوا ثم اتقوا واحسنوا الآية وانه من اهل الجنة ممن قال الله تعالى فيهم ونزعنا ما في صدورهم من غل الآية فقيل اخرج الحاكم من حديث الحاضي جعفر بن محمد عن ابيه قال لما كان يوم الجمل خرجت انظر في القتلى قال فقام علي والحسن ابن علي وعمار بن ياسر ومحمد بن ابي بكر و زيد بن صوحان يدورون في القتلى

(اس) کے کہنے سے راضی ہوتا تھا اور میں پہلے (یا کہ وہی) میں کہتا ہوں مجھے دنیا میں چاہیے کہ خداوندا مجھ سے عثمانؓ کا بدلہ لیجئے یہاں تک کہ وہ راضی ہو جائیں۔ اور حاکمؒ نے اوزاعی سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے میں نے میمون بن مہران سے سنا وہ ذکر کرتے تھے کہ (حضرت) علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے (کبھی) یہ امر گوارا نہ ہوتا کہ میں عثمانؓ کے قتل کرنے میں اپنی تلوار اپنے ہاتھ میں لینا چاہے مجھے اس کے عوض میں دنیا و مافیہا (کی دولت دے دی جاتی)۔ اور حاکمؒ نے بروایت اسمٰعیل بن ابی خالد حصین حارثی سے نقل کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بغرض عیادت حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے اس وقت ان کے پاس اور لوگ بھی تھے اور حضرت عثمانؓ کا کچھ ذکر کر رہے تھے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا سب خاموش رہو یا سب چپ رہو خدا کی قسم تم مجھ سے جس چیز کے متعلق سوال کرو گے میں تمہیں جواب دوں گا۔ زیدؓ نے کہا میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں بتلائیے تو فرمایئے کیا آپ نے حضرت عثمانؓ کو قتل کیا ہے یہ سن کر حضرت علیؓ کچھ دیر تک سر جھکائے (خاموش) رہے پھر فرمایا قسم اس ذات کی کی جس نے دانہ سے درخت نکالا اور روح کو پیدا کیا میں نے ان کو قتل نہیں کیا اور نہ کسی کو ان کے قتل کا حکم دیا (یہ اشارہ کیا) حضرت علیؓ کو اس امر پر شہادت دی کہ حضرت عثمانؓ (بمصداق آیۂ کریمہ) ان لوگوں میں سے ہیں جو ایمان لائے پھر (تمام زندگی) ڈرتے رہے ایمان لائے پھر (خدا سے) ڈرے اور اچھے کام کرتے رہے۔ آخر تک اور یہ کہ حضرت عثمانؓ اہل جنت سے ہیں یعنی ان لوگوں میں سے کہ جن کی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم مِّنْ غِلٍّ الآیۃ (ترجمہ: اور ہم نے نکال لیا ان کے سینوں سے جنت کے دلوں سے کینہ) حاکمؒ نے بروایت امام جعفر بن محمد ان کے والد سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ جب جنگ جمل ہو چکی تو میں مقتولین کو دیکھنے نکلا۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت علیؓ اور حضرت حسنؓ بن علیؓ اور عمار بن یاسرؓ اور محمد بن ابی بکرؓ اور زید بن صوحان مقتولین کی لاشوں کو دیکھتے پھر رہے تھے

قال فأبصر الحسن بن علي قتيلاً مكبوباً على وجهه فقلبه على قفاه ثم صرخ ثم قال إنا لله وإنا إليه راجعون فرخ قريش والله فقال له أبوه من هو يا بني قال محمد بن طلحة بن عبيد الله فقال إنا لله وإنا إليه راجعون أما والله لقد كان شاباً صالحاً ثم قعد كئيباً حزيناً فقال الحسن يا أبت قد كنت أنهاك عن هذا المسير فغلبك على رأيك فلان وفلان قال قد كان ذاك يا بني ولوددت أني مت قبل هذا بعشرين سنة قال محمد بن حاطب فقمت فقلت يا أمير المؤمنين إنا قادمون المدينة والناس سائلونا عن عثمان فماذا نقول فيه قال فتكلم عمار بن ياسر ومحمد بن أبي بكر فقالا وقالا فقال لهما علي يا عمار ويا محمد تقولان إن عثمان استأثر وأساء الإمرة وعاقبتم والله فأسأتم العقوبة وستقدمون على حكم عدل يحكم بينكم ثم قال يا محمد بن حاطب إذا قدمت المدينة وسئلت عن عثمان فقل كان والله من الذين آمنوا ثم اتقوا وآمنوا ثم اتقوا وأحسنوا

اتنے میں حضرت حسن بن علیؓ نے ایک مقتول کو دیکھا جو منہ کے بل پڑا تھا[1] انہوں نے سیدھا کر کے دیکھا تو ایک چیخ ماری کہا إنا لله وإنا إليه راجعون قسم خدا کی یہ تو قریش کا بچہ ہے (ان کی یہ آواز سن کر) ان کے والد حضرت علیؓ نے فرمایا کون ہے اے میرے بیٹے؟ حضرت حسنؓ نے جواب دیا اے والد بزرگوار یہ محمد بن طلحہ بن عبید اللہ ہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا إنا لله وإنا إليه راجعون قسم خدا کی جوان تھا اور (مرد) صالح تھا یہ فرما کر آپ غمگین (اور) ملول وہاں بیٹھ گئے حضرت حسنؓ نے فرمایا اے والد بزرگوار میں نے تو پہلے ہی آپ کو اس سفر سے منع کیا تھا مگر آپ پر فلاں اور فلاں کی رائے غالب آگئی حضرت علیؓ نے فرمایا (ہاں) بے شک اے بیٹے ایسا ہی ہوا اور مجھے تو یہ آرزو ہے کہ کاش اس روز (واقعہ) کے پیش آنے سے بیس برس پہلے مر چکا ہوتا۔ محمد بن حاطبؓ کہتے ہیں کہ پھر میں نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ اے امیر المومنینؓ! ہم لوگ مدینہ جاتے ہیں اور وہاں ہم سے لوگ حضرت عثمانؓ کی بابت سوال کریں گے کہ وہ کیسے تھے تو ہم ان کو (اس کا) کیا جواب دیں گے (یہ سن کر) اس مجلس میں حضرت عمار بن یاسر اور محمد بن ابی بکر آزردہ خاطر ہوئے اور ان دونوں نے (حضرت عثمانؓ کے خلاف) بہت کچھ کہا۔ اس پر حضرت علیؓ نے ان دونوں سے فرمایا کہ اے عمار اور اے محمد! کیا تم یہ کہتے ہو کہ عثمانؓ نے اپنی رائے سے کام لیا اور حکومت بری طرح کی اور تم نے اس کا بدلہ (ان سے) لیا تو (سنو) واللہ تم نے بہت برا بدلہ لیا اور عنقریب تم ایک حاکم عادل کے روبرو پیش ہو گے جو تمہارے (اور ان کے) درمیان ٹھیک فیصلہ کر دے گا۔ پھر (محمد بن حاطب) سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے محمد بن حاطبؓ! جب تم مدینہ میں جاؤ اور تم سے (حضرت) عثمانؓ کی نسبت پوچھا جائے تو تم کہنا کہ خدا کی قسم (حضرت) عثمانؓ ان لوگوں میں تھے جو ایمان لائے پھر خدا سے ڈرے اور ایمان لائے پھر خدا سے ڈرتے رہے اور نیکی

[1] [illegible]

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ.
وَاَخْرَجَ الْحَاكِمُ مِنْ حَدِيْثِ هَارُوْنَ بْنِ عَنْتَرَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَاَيْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِالْخَوَرْنَقِ وَهُوَ عَلٰى سَرِيْرٍ وَعِنْدَهُ اَبَانُ بْنُ عُثْمَانَ فَقَالَ اِنِّيْ لَاَرْجُوْا اَنْ اَكُوْنَ اَنَا وَاَبُوْكَ مِنَ الَّذِيْنَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ.

کرتے رہے اور اللہ دوست رکھتا ہے نیک کام کرنے والوں کو اور اللہ چاہیئے کہ اللہ ہی پر توکل کریں توکل کرنے والے۔ اور حاکم نے بروایت ہارون بن عنترہ اُن کے والد سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے خورنق (نامی محل) میں حضرت علیؓ کو ایک تخت پر بیٹھے ہوئے دیکھا اور ابان بن عثمان بھی اُن کے پاس تھے حضرت علیؓ نے فرمایا میں امید رکھتا ہوں کہ (جنت میں) میں اور تمہارے والد اُن لوگوں میں ہوں گے جن کی شان میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ونزعنا ما فی صدورهم الآیة (ترجمہ۔ اور ہم نکال لیں گے اس چیز کو جو اُن کے دلوں میں ہے یعنی کینہ کو (اور وہ) بھائی بھائی بنے ہوئے (جنت میں) ایک دوسرے کے مقابل تختوں پر بیٹھے ہوں گے

وَمِنْ مُسْنَدِ اَبِیْ عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہما

اَمَّا مَا يُسْتَدَلُّ بِهٖ مِنْ حَدِيْثِهِمَا عَلٰى خِلَافَتِهِمُ الْخَاصَّةِ مِنْ جِهَةِ وُقُوْعِ خِلَافَتِهِمْ فِيْ مَرْتَبَةٍ سَمَّاهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِلَافَةً وَّرَحْمَةً فَقَدْ اَخْرَجَ اَبُوْ يَعْلٰى مِنْ حَدِيْثِ اللَّيْثِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَابِطٍ عَنْ اَبِيْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ قَالَ كَانَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ يَتَنَاجَيَانِ بِحَدِيْثٍ فَقُلْتُ لَهُمَا مَا حَفِظْتُمَا وَصِيَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيْ قَالَ وَكَانَ اَوْصَاهُمَا بِيْ قَالَا مَا اَرَدْنَا اَنْ نَنْتَجِيَ بِشَيْءٍ دُوْنَكَ اِنَّمَا ذَكَرْنَا حَدِيْثًا حَدَّثَنَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَا يَتَذَاكَرَانِهٖ قَالَ اِنَّهٗ بَدَاَ هٰذَا الْاَمْرُ نُبُوَّةً وَّرَحْمَةً ثُمَّ كَائِنٌ خِلَافَةً

مسند ابو عبیدہ بن جراح و معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما (۲ روایات)

(ان دونوں کی وہ حدیث جس سے خلفاء کی خلافت خاصہ پر اس وجہ سے استدلال کیا جاتا ہے کہ اُن کی خلافت اُس درجہ میں واقع ہوئی جس کا نام نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے خلافت اور رحمت رکھا تھا) ابو یعلےٰ نے بروایت لیث عبد الرحمن بن سابط سے انہوں نے ابو ثعلبہ خشنی سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ (ایک مرتبہ حضرت) ابو عبیدہ بن جراحؓ اور معاذ بن جبلؓ باہم آہستہ آہستہ کوئی بات کر رہے تھے میں نے اُن دونوں سے کہا کہ کیا آپ دونوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وہ وصیت جو آپؐ نے میرے واسطے آپ دونوں سے کی تھی یاد نہیں رکھی ہے (اس لئے آپ مجھ سے علیحدہ ہو کر مخفی باتیں کر رہے ہیں) عبد الرحمن کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو میرے لئے وصیت فرمائی تھی ان دونوں نے جواب دیا کہ (اس وقت) ہمارا ارادہ یہ نہ تھا کہ تم سے چھپا کر آپس میں کوئی بات کہیں بلکہ ہم کو اس وقت ایک حدیث یاد آئی جسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا پھر دونوں اس حدیث کا ذکر کرنے لگے اور کہنے لگے کہ (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ) یہ دین نبوت اور رحمت (کے ساتھ ظاہر ہو کر) شروع ہوا ہے پھر (ایک زمانہ میں) خلافت

ورحمة ثم كائن ملكا عضوضا ثم كائن عتوا وجبرية وفسادا في الأمة يستحلون الحرير والخمور والفروج والفساد في الأمة ينصرون على ذلك ويرزقون أبدا حتى يلقوا الله فهذا استدلال أبي عبيدة على خلافة أبي بكر رضي الله عنه بسوابقه الإسلامية

فقد أخرج أبو بكر بن أبي شيبة عن ابن عون عن محمد يعني ابن سيرين في حديث طويل قال جاء ناس حين بيعة أبي بكر إلى أبي عبيدة بن الجراح فقال أتأتوني وفيكم ثالث ثلاثة يعني أبا بكر فقلت لمحمد من ثالث ثلاثة قال فوالله ثاني اثنين إذ هما في الغار

ومن مسند عبد الرحمن بن عوف رضي الله عنه

تمسكه به في بشارة العشرة بالجنة فقد أخرج أبو يعلى من حديث قتيبة بن سعيد عن مالك بن انس عن عبد العزيز بن محمد عن عبد الرحمن بن حميد عن أبيه عن عبد الرحمن بن عوف قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عشرة في الجنة أبو بكر في الجنة وعمر في الجنة وعثمان في الجنة وعلي في الجنة وطلحة في الجنة والزبير في الجنة وعبد الرحمن بن عوف وسعد بن أبي وقاص في الجنة وسعيد بن زيد بن عمرو في الجنة وأبو عبيدة بن الجراح في الجنة وأما رأيه في خلافة أبي بكر رضي الله عنه فقد أخرج الحاكم

اور رحمت ہوجائے گا پھر اس کے بعد شل درندہ کے (کاٹنے والی) بادشاہت ہوگی پھر سرکشی و جبر ہو جائے گا اور امت میں فساد ہوجائیگا لوگ حریر (پہننے کو) شراب (پینے کو) اور (حرام) شرمگاہوں کو اور امت (مرحومہ) میں فساد (کرنے کو) حلال سمجھیں گے (اور باوجود اس) کے انکو انھیں (اعمال (قبیحہ) پر فتح دی جانے گی اور رزق ملتے رہیں) یہاں تک کر (دنیا سے کوچ کر کے) خدا سے مل جائیں [حضرت ابو عبیدہ بن جراح کا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر ان کے سوابق اسلامیہ سے استدلال کرنا] ابوبکر بن شیبہ نے ابن عون سے انھوں نے محمد یعنے ابن سیرین سے ایک حدیث طویل میں روایت کیا ہے محمد کہتے تھے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کے وقت کچھ لوگ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کے پاس آئے (کہ ہم لوگ آپ سے بیعت کرنا چاہتے ہیں) انھوں نے جواب دیا تم میرے پاس (بیعت کرنے) آئے ہو حالانکہ تم میں ثالث ثلاثہ یعنے ابوبکرؓ موجود ہیں۔ ابن عون کہتے ہیں کہ میں نے محمد سے پوچھا ثالث ثلاثہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا قسم خدا کی (وہی) جن کو ثانی اثنین اذ ھما فی الغار (کہا گیا ہے)۔

مسند عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ (۳ روایت)

[ان کی حدیث دس صحابہؓ کے جنتی ہونے کی بشارت میں] ابو یعلےٰ نے بروایت قتیبہ بن سعید مالک بن انسؓ سے انھوں نے عبد العزیز بن محمدؓ سے انھوں نے عبد الرحمٰن بن حمید سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے عبد الرحمٰن ابن عوفؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دس شخص جنتی ہیں ابوبکرؓ جنتی ہیں اور عمرؓ جنتی ہیں اور عثمانؓ جنتی ہیں اور علیؓ جنتی ہیں اور طلحہؓ جنتی ہیں اور زبیرؓ جنتی ہیں اور عبد الرحمٰن بن عوف جنتی ہیں اور سعد ابن ابی وقاص جنتی ہیں اور سعید بن زید بن عمرو جنتی ہیں اور ابو عبیدہ بن جراح جنتی ہیں (رضی اللہ عنہم اجمعین) [حضرت عبد الرحمٰنؓ کی رائے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں] حاکم نے

لہ مطلب یہ ہے کہ تم لوگ کے تیسرا شخص اللہ تعالیٰ نے حضرت صدیقؓ کو قرآن شریف میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ثانی (فرمایا) اور چونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ثانی ہیں یعنے ان کا درجہ انہی کے بعد ہے اس لئے حضرت ابو عبیدہؓ نے حضرت صدیقؓ کو ثالث ثلاثہ کہا۔

عن موسى بن عقبة عن سعد بن ابراهيم قال حدثني ابراهيم بن عبد الرحمن بن عوف ان عبد الرحمن بن عوف كان مع عمر بن الخطاب رضي الله عنه وان محمد بن مسلمة كسر سيف الزبير ثم قام ابوبكر فخطب الناس واعتذر اليهم وقال والله ما كنت حريصًا على الامارة يومًا ولا ليلة قط ولا كنت فيها راغبًا ولا سألتها الله عز وجل في سر وعلانية ولكني اشفقت من الفتنة وما لي في الامارة من راحة ولكن تقلدت امرًا عظيمًا ما لي به من طاقة ولا يدان الا بتقوية الله عز وجل ولوددت ان اقوى الناس عليها مكاني اليوم فقبل المهاجرون منه ما قال الحديث واما رأيه في خلافة عثمان فقد اخرج البخاري في قصة مقتل عمر والاتفاق على عثمان فلما فرغ من دفنه اجتمع هؤلاء الرهط فقال عبد الرحمن اجعلوا امركم الى ثلاثة منكم قال الزبير قد جعلت امري الى علي فقال طلحة قد جعلت امري الى عثمان وقال سعد قد جعلت امري الى عبد الرحمن فقال عبد الرحمن ايكما تبرأ من هذا الامر فنجعله اليه

موسیٰ بن عقبہ سے انھوں نے سعد بن ابراہیم سے روایت کیا ہے وہ کہتے تھے مجھ سے ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف نے بیان کیا کہ کہ عبدالرحمٰن بن عوف حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور محمد بن مسلمہ نے حضرت زبیرؓ کی تلوار توڑ ڈالی تھی پھر حضرت ابوبکرؓ کھڑے ہوئے اور انھوں نے خطبہ پڑھا اور یہ معذرت آمیز تقریر کی کہ خدا کی قسم کبھی تھوڑی دیر کے لئے بھی مجھے حکومت کی خواہش نہیں ہوئی اور نہ مجھے خلافت کی کچھ رغبت تھی اور نہ میں نے ظاہر و باطن میں کبھی اللہ عزّ وجلّ سے خلافت کو طلب کیا بلکہ میں نے فتنہ کا اندیشہ (کرکے خلافت کو قبول) کیا حالانکہ مجھے حکومت میں کوئی راحت نہیں بلکہ میں نے (اس وقت) ایک (ایسے) بڑے امر (کے بار) کو (اپنے سر پر) اٹھا لیا کہ بدون اللہ عزّ وجلّ کی تائید کے مجھے کوئی طاقت اس (بار) کے اٹھانے کی نہیں ہے اور میں (اب بھی) چاہتا ہوں کہ کوئی شخص جو مجھ سے زیادہ اس کام پر قدرت رکھتا ہو وہ آج میری جگہ (اس کام پر مقرر) ہو جائے تو حضرت ابوبکرؓ کی اس بات کو سب مہاجرین نے تسلیم کر لیا۔ آخر حدیث تک

{حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی رائے حضرت عثمانؓ کی خلافت کے متعلق} امام بخاریؒ قصہ شہادت حضرت عمر بن خطاب میں اور حضرت عثمانؓ پر سب کے اتفاق کرنے میں روایت کرتے ہیں کہ جب (سب نے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دفن سے فراغت پائی تو وہ لوگ (جن کو حضرت عمرؓ نے منتخب کیا تھا) ایک جگہ جمع ہوئے حضرت عبدالرحمٰنؓ نے فرمایا کہ تم لوگ (منجملہ چھ آدمیوں کے) تین کو اس کام کے لئے منتخب کر لو (تاکہ مستحقین کی کمی ہو جائے اور تعیین میں آسانی ہو) حضرت زبیرؓ نے کہا کہ میں اپنی طرف سے حضرت علیؓ کو منتخب کرتا ہوں اور حضرت طلحہؓ نے کہا میں حضرت عثمانؓ کو منتخب کرتا ہوں اور حضرت سعدؓ نے فرمایا میں حضرت عبدالرحمٰنؓ کو منتخب کرتا ہوں پھر حضرت عبدالرحمٰنؓ نے (حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ سے) کہا کہ آپ دونوں میں سے جو اپنے لئے خلافت نہ چاہتا ہو ہم خلیفہ کا انتخاب اسی کے متعلق کر دیں اور ہم اس کو

لہ یعنے میں نے یہ لیا کہ بیشک آپ کو خلافت کی خواہش نہ تھی تو آپ نے اس کے حاصل ہونے کی کوشش کی۔

والله عليه والاسلام لينظرن افضلهم في نفسه فأسكت الشيخان فقال عبد الرحمن افتجعلونه الىّ والله علىّ ان لا آلو عن افضلكم قالا نعم فاخذ بيد احدهما فقال لك قرابة من رسول الله صلى الله عليه وسلم والقدم في الاسلام ما قد علمت فالله عليك لئن امرتك لتعدلن و لئن امرت عثمان لتسمعن ولتطيعن ثم خلا بالآخر فقال له مثل ذلك فلما اخذ الميثاق قال ارفع يدك يا عثمان فبايعه وبايع له علي وولج اهل الدار فبايعوه۔

ومن مسند الزبير ابن العوام رضي الله عنه

اما رجوعه الى القول بخلافة ابي بكر بعد توقف ما والقول بفضله واستحقاقه الخلافة فقد اخرج الحاكم من حديث ابراهيم بن عبد الرحمن بن عوف في حديث طويل فقبل المهاجرون منه ما قال وما اعتذر به قال علي رضي الله عنه والزبير ما غضبنا الا انا قد أُخّرنا عن المشاورة وانا نرى

خدا کی اور اسلام کی قسم دیتے ہیں کہ وہ خلافت کے لئے ایسے کو منتخب کرے جو اس کے نزدیک افضل ہو۔ پس یہ دونوں خاموش رہے پھر حضرت عبدالرحمن نے فرمایا کہ کیا آپ لوگ اس انتخاب کو میری رائے پر چھوڑ سکتے ہیں؟ اور میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ سب سے افضل شخص کے انتخاب کرنے میں کوتاہی نہ کروں گا۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ہاں ہم آپ کی رائے پر چھوڑتے ہیں۔ پھر حضرت عبدالرحمنؓ ان دونوں میں سے ایک کا (یعنی حضرت علیؓ کا) ہاتھ پکڑ کر کہا کہ آپ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہ قرابت حاصل ہے اور اسلام لانے میں (دیگر صحابہؓ پر) وہ تقدم (اور سبقت) ہے کہ جسے آپ خوب جانتے ہیں میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ اگر میں آپ کو خلیفہ بناؤں تو آپ (رعایا پر) عدل کریں اور اگر عثمانؓ کو خلیفہ بناؤں تو آپ ان کا حکم سنیں اور اطاعت کریں۔ پھر دوسرے (یعنی حضرت عثمانؓ) سے بھی اسی طرح کہا۔ پھر جب دونوں سے اقرار کرالیا تو کہا کہ اے عثمانؓ آپ اپنا ہاتھ (لوگوں سے بیعت لینے کے لئے) اٹھایئے یہ کہہ کر پہلے خود (حضرت عثمانؓ سے) بیعت کرلی پھر اُن کے بعد حضرت علیؓ نے بیعت کی پھر سب اہل مدینہ آگئے اور بیعت کرنے لگے۔

مسند زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ (ایک روایت)

{حضرت زبیرؓ کا کسی قدر توقف کے بعد حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کا قائل ہوجانا اور اُن کی فضیلت اور استحقاق خلافت کو تسلیم کرلینا} حاکم نے بروایت ابراہیم بن عوف ایک طویل حدیث نقل کی ہے (کہ حضرت ابوبکرؓ نے جب اپنے رغبتِ خلافت سے اور بمجبوری امر پر اپنی رضامندی بیان کی) تو مہاجرین نے حضرت ابوبکرؓ کا فرمانا تسلیم کرلیا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم کسی امر سے ناخوش نہیں ہوئے مگر صرف اسی بات سے کہ ہم مشورہ میں مؤخر رکھے گئے حالانکہ ہم خود بھی اس کو جانتے تھے کہ رسول اللہ

لکھو یہاں راوی نے مختصر کر دیا ہے کہ بعد کا واقعہ یہ ہے کہ حضرت عبدالرحمن نے تین روز کی مہلت لی اور ان تین روز میں تمام مسلمانوں کا مشورہ لیا [illegible] ہر قسم کے لوگوں [illegible] حضرت عبدالرحمن بن عوف [illegible] حضرت علیؓ [illegible] حضرت عثمانؓ کو ترجیح دیا۔

أبا بكر أحق الناس بها بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم إنه لصاحب الغار وثاني اثنين وإنا لنعلم بشرفه وكبره ولقد أمره رسول الله صلى الله عليه وسلم بالصلاة بالناس وهو حي۔

ومن مسند طلحة بن عبيد الله رضي الله عنه

أما ثناؤه على عمر رضي الله عنه فذكر المحب الطبري عن ابن مسعود رضي الله عنه أن عمر شاور الناس في الزحف إلى قتال ملوك فارس التي اجتمعت بنهاوند فقام طلحة بن عبيد الله وكان من خطباء الصحابة فتشهد ثم قال أما بعد يا أمير المؤمنين فقد أحكمتك الأمور وجرستك البلايا وأحنكتك التجارب وأنت وشأنك وأنت ورأيك إليك هذا الأمر فمرنا نطع وادعنا نجب واحملنا نركب وقدنا ننقد فإنك ولي هذا الأمر وقد بلوت واختبرت وجربت فلم ينكشف لك عن شيء من عواقب قضاء الله عز وجل إلا عن خيار ثم جلس

وأما حديثه في فضل عثمان أخرج الحاكم عن زيد بن أسلم عن أبيه قال شهدت عثمان يوم حوصر في موضع الجنائز

صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکرؓ سب سے زیادہ خلافت کے مستحق ہیں کیونکہ وہ صاحب غار ہیں اور ثانی اثنین ہیں اور ہم ان کی شرافت اور بزرگی خوب جانتے ہیں۔ اور یہ بھی جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات میں انھیں لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا۔

مسند طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ (۳ روایت)

{ حضرت طلحہؓ کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ثنا (وصفت) بیان کرنا } محب طبری نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرکے ذکر کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شاہان فارس کی لڑائی کے لئے جو بمقام نہاوند جمع ہوئے تھے لشکر روانہ کرنے کی بابت مسلمانوں سے مشورہ لیا حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ کھڑے ہوئے اور وہ ان اصحاب میں تھے جو خطبہ عمدہ پڑھتے تھے انھوں نے حمد وثنائے الٰہی کے بعد کہا کہ اے امیر المومنینؓ! آپ کو امور (اور واقعات زمانہ) نے پختہ کر دیا اور محنت وجفاکشی آپ کے خمیر میں داخل ہوگئی ہے اور (مختلف) تجربوں نے آپ کو ہوشیار کر دیا ہے آپ خود اپنے کام کو سمجھ سکتے ہیں اور آپ کی رائے اس امر میں کافی ہے اس کام کا مدار بھی آپ (ہی) کی رائے پر ہے آپ ہم سے کیا مشورہ لیتے ہیں) آپ ہمیں حکم دیں ہم آپ کی اطاعت کریں گے۔ آپ ہمیں (چاہے جس سخت کام کی طرف) بلائیے ہم حاضر ہوں گے اور ہمیں (چاہے جس مہم پر) بھیج دیجئے ہم (ابھی) اس مہم کے لئے آمادہ ہوتے ہیں اور ہمیں (جہاں چاہئے) کھینچ لے جائیے ہم آپ کے پیچھے ہیں کیونکہ آپ ان تمام کاموں کا اختیار رکھتے ہیں اور آپ نے تو (بارہا) امتحان کر لیا اور آزما لیا اور تجربہ سے معلوم کیا تو آپ کو نتیجہ قضاء الٰہی کا خیر ہی ظاہر ہوتا رہا (یہ کہکر) حضرت طلحہؓ بیٹھ گئے { حضرت طلحہؓ کی حدیث حضرت عثمانؓ کی فضیلت میں } حاکم نے زید بن اسلمؓ سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے جس دن حضرت عثمانؓ موضع جنائز میں محصور ہوئے (تھے)

خلاصہ یہ کہ آپ کا [illegible]

فقال انشدك الله يا طلحة اتذكر يوم كنت انا وانت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في مكان كذا وكذا وليس معه من اصحابه غيري وغيرك فقال لك يا طلحة انه ليس من نبي الا وله رفيق من امته معه في الجنة وان عثمان رفيقي معي في الجنة فقال طلحة اللهم نعم۔ واخرج ابو يعلى عن طلحة بن عبيد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لكل نبي رفيق ورفيقي عثمان۔

تو انھوں نے فرمایا کہ اے طلحہؓ! میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں اور پوچھتا ہوں کیا تم کو وہ دن یاد ہے کہ میں اور تم دونوں فلاں جگہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور اس وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بجز میرے اور تمھارے کوئی دوسرا صحابی نہ تھا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اے طلحہؓ! کوئی نبی ایسا نہیں گزرا ہے کہ اس کی امت میں کوئی رفیق اس کے ساتھ جنت میں نہ ہو چنانچہ عثمانؓ جنت میں میرے رفیق ہونگے حضرت طلحہؓ نے جواب دیا ہاں (مجھے یاد ہے) اور ابو یعلیٰ نے حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کے لئے جنت میں ایک رفیق ہوگا اور میرے رفیق (جنت میں) عثمانؓ ہونگے۔

ومن مسند سعد بن ابي وقاص رضي الله عنه

مسند سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (۵۔ روایت)

اما حديث ما لقيك الشيطان الخ فقد اخرج مسلم من حديث ابن شهاب قال اخبرني عبد الحميد بن عبد الرحمن بن زيد ان محمد بن سعد بن ابي وقاص اخبره ان اباه سعدا قال استأذن عمر على رسول الله صلى الله عليه وسلم وعنده نساء من قريش يكلمنه ويستكثرنه عالية اصواتهن فلما استأذن عمر رضي الله عنه قمن يبتدرن الحجاب فاذن له رسول الله صلى الله عليه وسلم ورسول الله صلى الله عليه وسلم يضحك فقال عمر رضي الله عنه اضحك الله سنك يا رسول الله فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم عجبت من هؤلاء اللاتي كن عندي فلما سمعن صوتك ابتدرن الحجاب قال عمر رضي الله عنه فانت احق يا رسول الله

{حدیث ما لقیک الشیطان یعنی حضرت عمرؓ سے شیطان کا بھاگنا}

(امام) مسلم نے بروایت ابن شہاب (زہری) نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے مجھے عبد الحمید بن عبد الرحمن بن زیدؓ نے خبر دی وہ کہتے تھے کہ (ایک مرتبہ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی اس وقت خدمت نبوی میں قریش کی کچھ عورتیں موجود تھیں وہ آپ سے بلند آواز میں کچھ باتیں کر رہی تھیں جب حضرت عمرؓ نے اپنے حاضر ہونے کی اجازت چاہی تو وہ عورتیں (خدمت نبوی سے) اٹھ کر جلدی سے پردہ میں ہو گئیں پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو اجازت دی (وہ اندر تشریف لے گئے تو) دیکھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مسکرا رہے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے رسول اللہ (آپ کیوں ہنس رہے ہیں؟) خدا آپ کے دانتوں کو ہمیشہ ہنستا رکھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے ان عورتوں کی گھبراہٹ سے ہنسی آئی جو (ابھی) میرے پاس تھیں جب تمھاری آواز سنی تو جلدی سے پردہ میں چھپ گئیں۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ اس کے مجھ سے زیادہ مستحق تھے کہ وہ آپ سے

أن يهبن ثم قال عمر رضي الله عنه
أي عدوات أنفسهن أتهبنني ولا
تهبن رسول الله صلى الله عليه وسلم
قلن نعم أنت أفظ وأغلظ من رسول
الله صلى الله عليه وسلم قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم
والذي نفسي بيده ما لقيك الشيطان
قط سالكا فجا إلا سلك فجا غير
فجك وأخرج أبو بكر بن أبي شيبة
من حديث أبي سلمة قال قال
سعد أما والله ما كان بأقدمنا إسلاما
ولا أقدمنا هجرة ولكن قد عرفت بأي
شيء فضلنا كان أزهدنا في الدنيا
يعني عمر بن الخطاب إنما منعه من
الخروج على عثمان فقد أخرج
أبو يعلى عن بسر بن سعيد أن
سعد بن أبي وقاص قال عند
فتنة عثمان أشهد لسمعت رسول
الله صلى الله عليه وسلم قال
إنها ستكون فتنة القاعد فيها
خير من القائم والقائم خير من
الماشي والماشي خير من الساعي
قال أرأيت إن دخل علي بيتي و
بسط يده ليقتلني قال كن كابن
آدم وأخرج أبو يعلى من حديث عامر
بن سعد بن أبي وقاص أن أباه حين رأى
اختلاف أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم
وتفرقهم اشترى له ماشية ثم خرج
فاعتزل فيها بأهله على ماء قال

خوف کرتی ہیں۔ پھر حضرت عمرؓ نے (ان عورتوں سے) کہا کہ اے اپنی جانوں کی دشمنو! کیا تم مجھ سے ڈرتی ہو اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نہیں ڈرتیں۔ ان عورتوں نے جواب دیا ہاں (ادھر) سے کہ تم بہ نسبت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بڑے تند خو اور سخت گو ہو پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اس ذات کی کہ میری جان اس کے ہاتھ میں ہے (اے عمرؓ!) جب تمہیں شیطان کسی راستہ میں چلتا ہوا دیکھتا ہے تو اس راستہ کو چھوڑ کر دوسرے راستہ میں چلنے لگتا ہے اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے بروایت ابوسلمہ نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت سعدؓ نے کہا قسم خدا کی وہ یعنی حضرت عمرؓ بن خطاب اسلام لانے میں ہم سے پہلے نہیں اور ہجرت کرنے میں (بھی) ہم پر مقدم نہیں مگر میں خوب جانتا ہوں کہ کس چیز کے سبب سے وہ ہم سے افضل ہیں وہ ہم سب سے زیادہ دنیا سے بے تعلق تھے { حضرت سعدؓ کا حضرت عثمانؓ کی بغاوت سے لوگوں کو روکنا } ابو یعلے نے بسر بن سعیدؓ سے روایت کیا ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے حضرت عثمانؓ کے فتنہ کے زمانہ میں لوگوں سے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے عنقریب (ایک ایسا) فتنہ (پیدا) ہوگا کہ اس میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ راوی کا قول ہے کہ حضرت سعدؓ فرماتے تھے پس میں نے عرض کیا کہ (اے رسول اللہ! بتلائیے) ارشاد ہو کہ اگر کوئی شخص اس زمانہ میں میرے گھر کے اندر داخل ہو اور اپنا ہاتھ میرے قتل کے لئے بڑھائے (تو میں اس وقت کیا کروں) حضرتؐ نے فرمایا کہ تم (اس وقت) مثل فرزند آدم (علیہ السلام یعنی ہابیل) کے ہو جانا۔ اور ابو یعلے نے بروایت عامر بن سعد بن ابی وقاص نقل کیا ہے کہ جب ان کے والد نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کا باہمی اختلاف اور افتراق دیکھا تو انہوں نے بکریوں کا ایک گلہ خرید کیا اور مع اپنے اہل و عیال کے (مدینہ سے) نکل کر (کسی جنگل میں) ایک چشمہ پر اقامت اختیار کی۔ ان کے بیٹے کہتے

وکان سعد من احد الناس بصرًا فرای ذات یوم شیئًا یزول فقال لمن معہ ترون شیئًا قالوا نری شیئًا کالطیر قال اری راکبًا علی بعیر ثم جاء بعد قلیل عمر بن سعد علی بختی او بختیۃ ثم قال اللّٰھم انا نعوذ بک من شر ما جاء بہ فسلم عمر ثم قال لابیہ ارضیت ان تتبع اذناب ھذہ الماشیۃ بین ھذہ الجبال واصحابک یتنازعون فی امر الامۃ فقال سعد بن ابی وقاص سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول انھا ستکون بعدی فتن او قال امور خیر الناس فیھا الغنی الخفی التقی فان استطعت یا بنی ان تکون کذلک فکن فقال لہ عمر اما عندک غیر ھذا فقال سعد لا یا بنی فوثب عمر لیرکب ولم یکن حط عن بعیرہ فقال لہ سعد امھل حتی نغدیک قال لا حاجۃ لی بغدائکم قال سعد فنحلب لک فنسقیک قال لا حاجۃ لی بشرابکم ثم رکب فانصرف مکانہ وانما استأنس بہ من حدیث ولایۃ الخلافۃ لقریش فقد اخرج ابو یعلی عن محمد بن سعد بن ابی وقاص عن ابیہ

حضرت سعدؓ کی نظر بہت تیز تھی چنانچہ ایک روز انھوں نے (بہت دور سے) ایک چیز آتی ہوئی دیکھی اپنے ہمراہیوں سے (اس جانب اشارہ کرکے) فرمایا کہ کیا تم کسی چیز کو دیکھتے ہو انھوں نے جواب دیا کہ (ہاں) ہم کو ایک چیز مثل پرندہ کے نظر آتی ہے آپ نے فرمایا میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک سوار اونٹ پر آرہا ہے پھر تھوڑی دیر کے بعد (ان کا بیٹا) عمر بن سعد ایک عراقی اونٹ یا اونٹنی پر (سوار) آیا۔ حضرت سعدؓ نے اُسے دیکھ کر فرمایا خداوندا میں تیری پناہ مانگتا ہوں اُس چیز کے شر سے جو اس کو یہاں لائی ہے اس کے بعد عمر (مذکور پاس گئے اور انھوں نے) سلام کیا اور اپنے والد سے عرض کیا کہ کیا آپ نے اسے بہتر سمجھا ہے کہ آپ اپنے مویشیوں کے پیچھے ان پہاڑوں میں پڑے رہیں اور آپ کے اصحاب (یعنے صحابۂ کرام) امت کے کاموں میں جھگڑتے رہیں (میری رائے میں تو ایسی حالت میں آپ کی بادیہ نشینی اچھی نہیں) حضرت بن ابی وقاصؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ عنقریب میرے بعد کچھ فتنے ہوں گے یا فرمایا کہ کچھ واقعات پیش آئیں گے اس زمانہ میں سب سے بہتر وہ شخص ہوگا جو مالدار ہو اور چھپا رہے اور پرہیزگار ہو لہٰذا (میں نے جب فتنہ کے آثار دیکھے تو اپنے کو اس حالت میں رکھنا سب سے بہتر جانا۔ میری رائے تو یہ ہے کہ) اے بیٹے اگر تجھ سے ہو سکے تو تو بھی ایسا ہی بن جا۔ عمر نے کہا کہ کیا آپ کے پاس اس کے سوا اور کچھ نہیں۔ حضرت سعدؓ نے فرمایا نہیں اے بیٹے (اور کچھ نہیں ہے) یہ سنتے ہی عمر کھڑا ہوگیا اور اپنے اونٹ پر سوار ہونے لگا ہنوز اونٹ کا کجاوہ اس نے کھولا نہ تھا حضرت سعدؓ نے فرمایا ذرا ٹھیر جاؤ ہم تم کو کچھ کھلادیں۔ اس نے کہا مجھے آپ کے کھانے کی کچھ حاجت نہیں ہے۔ حضرت سعدؓ نے کہا اچھا ہم تمھارے لئے کچھ دودھ ہی دوھ دیں اور تم کو پلا دیں اس نے کہا مجھے آپ کے پلانے کی بھی کچھ حاجت نہیں۔ اس کے بعد وہ سوار ہوگیا اور اپنے مقام پر لوٹ گیا۔ (حضرت سعدؓ کی وہ حدیث جس میں خلافت کا قریش کے ساتھ مخصوص ہونا مفہوم ہوتا ہے) ابو یعلے نے محمد بن سعد بن ابی وقاصؓ سے انھوں نے اپنے والد سے

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من يرد هوان قريش أهانه الله عز وجل۔

ومن مسند سعيد بن زيد رضي الله عنه

أما حديثه في بشارة العشرة بالجنة فقد أخرج أبو يعلى عن عبد الرحمن بن الأخنس قال خطبنا المغيرة بن شعبة فنال من علي فقام سعيد بن زيد فقال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول النبي في الجنة وأبو بكر في الجنة وعمر في الجنة وعثمان في الجنة وعلي في الجنة وطلحة في الجنة والزبير في الجنة وعبد الرحمن بن عوف في الجنة وسعد في الجنة ولو شئت أن أسمي العاشر لسميت وأخرج الترمذي عن عبد الرحمن بن حميد عن أبيه أن سعيد بن زيد حدثه في نفر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال عشرة في الجنة أبو بكر في الجنة وعمر في الجنة وعثمان في الجنة وعلي في الجنة والزبير وطلحة وعبد الرحمن وأبو عبيدة وسعد بن أبي وقاص قال فعد هؤلاء التسعة وسكت عن العاشر فقال القوم ننشدك الله يا أبا الأعور من العاشر قال نشدتموني بالله أبو الأعور في الجنة وأما بيان كون أبي بكر صديق وسائرهم شهداء فقد أخرج أبو يعلى عن عاصم عن زر عن سعيد بن زيد قال أقبلنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم على حراء فلما استوى [illegible] بنا

روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص قریش کے ذلیل کرنے کا ارادہ کرے اللہ اس کو ذلیل کرے۔

مسند سعید بن زید رضی اللہ عنہ (۴ روایت)

{ان کی حدیث جو دس صحابیوں کے لئے بشارت جنت کے متعلق ہے} ابو یعلےٰ نے عبد الرحمن بن اخنس سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا ایک مرتبہ ہمارے سامنے مغیرہ بن شعبہؓ نے خطبہ پڑھا جس میں انھوں نے حضرت علیؓ کی کچھ برائی بیان کی تو حضرت سعید بن زیدؓ اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ نبی جنتی ہیں اور ابوبکرؓ جنتی ہیں اور عمرؓ جنتی ہیں اور عثمانؓ جنتی ہیں اور علیؓ جنتی ہیں اور طلحہؓ جنتی ہیں اور زبیرؓ جنتی ہیں اور عبد الرحمن بن عوفؓ جنتی ہیں اور سعد (بن ابی وقاصؓ) جنتی ہیں اور اگر میں چاہوں تو دسویں شخص کا نام بھی بتا دوں۔ اور ترمذی نے عبد الرحمن بن حمید سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ ان سے سعید بن زیدؓ نے اور بہت سے اشخاص سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دس آدمی جنتی ہیں ابوبکرؓ جنتی ہیں اور عمرؓ جنتی ہیں اور عثمانؓ جنتی ہیں اور علیؓ جنتی ہیں اور طلحہؓ جنتی ہیں اور زبیرؓ جنتی ہیں اور عبد الرحمنؓ جنتی ہیں اور ابو عبیدہؓ جنتی ہیں اور سعد بن ابی وقاصؓ جنتی ہیں (راوی کہتے ہیں کہ) انھوں نے انھیں نو کا نام بتایا اور دسویں کے نام سے سکوت کیا۔ لوگوں نے کہا ہم آپ کو خدا کی قسم دلاتے ہیں کہ اے ابو اعور بتا دیجئے دسویں شخص کا کیا نام ہے تب انھوں نے فرمایا کہ تم نے مجھے خدا کی قسم دلائی ہے تو سنو (دسواں شخص) ابو اعور (ہے وہ بھی) جنتی ہے۔ {حضرت ابوبکرؓ کا صدیق اور باقی خلفاء کا شہید ہونا} ابو یعلےٰ نے عاصمؒ سے انھوں نے زرؒ بن حبیش سے انھوں نے حضرت سعید بن زیدؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ہم ایک مرتبہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کوہ حرا پر چڑھنے کے لئے چڑھے جب ہم لوگ پہاڑ پر پہنچ گئے تو پہاڑ ہلنے لگا

فان لم يكن فيه اجمع عليه المسلمون
فاجتهد رأيك ولا تعدل الى الخلاف
ولتخط الحديث واخرج الدارمي من
حديث ابي عوانة وجرير كليهما
عن الاعمش نحوا من ذلك في
اخرج الدارمي من طريق الاعمش
عن ابراهيم قال قال عبد الله
كان عمر اذا سلك بنا طريقا
فوجدناه سهلا وانه قال في
زوج وابوين للزوج النصف و
للام ثلث ما بقي واخرج الدارمي
من هذا الطريق ايضا قال
عبد الله كان عمر اذا سلك
طريقا اتبعناه فيه ووجدناه
سهلا وانه قضى في امرأة
وابوين من اربعة فاعطى المرأة
الربع والام ثلث ما بقي و
الاب سهمين اما قوله بافضلية
ابي بكر رضي الله عنه فقد اخرج
ابو عمر في الاستيعاب عن ابن
مسعود اجعلوا امامكم افضلكم
فان رسول الله صلى الله عليه وسلم
جعل ابا بكر امامهم واما ثناؤه على عمر
وذكر سوابقه فقد اخرج ابو عمر عنه انه قال
لان اجلس مع عمر ساعة خير من عبادة
سنة واخرج الحاكم من طريق هلال عن الشعبي
عن مسروق عن ابن مسعود قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم اللهم اعز
الاسلام بعمر بن الخطاب او بابي جهل بن

اگر مسلمانوں کے اجماع سے بھی وہ مسئلہ نہ ملے تو اپنی رائے سے
اجتہاد کرو اور کچھ پرواہ نہ کرو الخ۔ دارمی نے بواسطہ ابو عوانہ
اور جریر کے دونوں نے اعمش سے اسی کے قریب روایت کی ہے اور
دارمی نے اعمش سے انھوں نے ابراہیم نخعی سے روایت کی ہے کہ
وہ کہتے تھے حضرت عبداللہ (ابن مسعودؓ) فرمایا کرتے تھے کہ عمرؓ جب
ہم کو کسی رستہ میں چلاتے تھے تو ہم اس کو آسان پاتے تھے (اس لئے
میں حضرت عمرؓ کے قول کو ترجیح دیتا ہوں) اور بیشک انھوں نے اس
صورت میں کہ کوئی عورت شوہر اور ماں باپ کو چھوڑ کر مر جائے یہ
فتویٰ دیا تھا کہ شوہر کو آدھا مال ملے گا اور ماں کو باقی مال کی ایک
تہائی (اور باپ کو دو تہائی) اور نیز دارمی نے اسی سند سے روایت
کی ہے کہ حضرت عبداللہ (ابن مسعودؓ) فرماتے تھے کہ جب حضرت
عمرؓ کسی رستہ کو اختیار کرتے تھے تو ہم بھی اس میں ان کے پیچھے
ہو لیتے تھے اور ہم اس کو آسان پاتے تھے اور انھوں نے اس صورت
میں کہ کوئی شخص ایک زوجہ اور ماں باپ کو چھوڑ کر مر جائے مال کے
چار حصے کر دیئے تھے (ایک حصہ یعنی) چوتھائی زوجہ کو دلایا تھا اور
(ایک حصہ یعنی) باقی کی تہائی ماں کو اور (دو حصے یعنی) دو تہائی
باپ کو (حضرت ابن مسعودؓ کا قائل بافضلیت حضرت ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ ہونا) ابو عمر نے استیعاب میں حضرت ابن مسعودؓ سے
روایت نقل کی ہے کہ وہ فرماتے تھے اے لوگو! اپنا امام (تم لوگ)
اس شخص کو بناؤ جو تم سب میں افضل ہو کیونکہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کا امام (نماز) حضرت ابوبکر صدیقؓ کو بنایا
تھا (جو تمام صحابہؓ سے افضل تھے) (حضرت ابن مسعودؓ کا حضرت
عمرؓ کی تعریف کرنا اور ان کے سوابق اسلامیہ کا ذکر کرنا) ابو عمر نے
حضرت ابن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے۔ وہ فرماتے تھے میرا
حضرت عمرؓ کی صحبت میں گھڑی بھر بیٹھنا میرے نزدیک ایک سال
کی عبادت سے بہتر ہے۔ اور حاکم نے بہ روایت ہلال انھوں نے شعبی سے
انھوں نے مسروق سے انھوں نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت
کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا
کرتے تھے کہ یا اللہ! اسلام کو عزت دے عمر بن خطاب یا ابو جہل بن

هشام فجعل الله دعوة رسول الله صلى الله عليه وسلم لعمر فبنى عليه ملك الاسلام وهدم به الاوثان وأخرج الحاكم من طريق المسعودي عن القاسم بن عبد الرحمن عن أبيه عن عبد الله قال والله ما استطعنا أن نصلي عند الكعبة ظاهرين حتى أسلم عمر وأخرج الحاكم من طريق سفيان عن إسمعيل بن أبي خالد عن أبي حازم عن ابن مسعود قال ما زلنا أعزة منذ أسلم عمر وأخرج الحاكم عن أبي إسحق عن أبي عبيدة قال قال عبد الله إن أفرس الناس ثلاثة العزيز حين تفرس في يوسف فقال لامرأته أكرمي مثواه والمرأة التي رأت موسى عليه السلام فقالت لأبيها يا أبت استأجره وأبو بكر حين استخلف عمر وأخرج الحاكم من طريق شهاب عن يزيد بن أبي زياد عن أبي جحيفة عن عبد الله بن مسعود قال إن كان عمر حصنا حصينا يدخل الاسلام فيه ولا يخرج منه فلما أصيب عمر انثلم الحصن فالاسلام يخرج منه ولا يدخل فيه إذا ذكر الصالحون فحيهلا بعمر ما كان يته دفع الانصار بحديث امامة الصديق

ہشام (کے اسلام) سے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا حضرت عمرؓ کے حق میں قبول فرمائی اور ملک اسلام کی بنیاد (کی عمارت) ان (کی ذات) پر قائم فرمائی اور ان کی ذات سے بتوں (کی پرستش کی بنیاد) منہدم کر دی۔ اور حاکم نے مسعودی سے انھوں نے قاسم بن عبدالرحمٰن سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے حضرت عبداللہ (ابن مسعودؓ) سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے اللہ کی قسم ہم کعبہ کے پاس ظاہر ہو کر نماز نہ پڑھ سکتے تھے یہاں تک کہ حضرت عمرؓ اسلام لائے۔ اور حاکم نے سفیانؓ سے انھوں نے اسمعیل بن ابی خالد سے انھوں نے ابو حازم سے انھوں نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے تھے ہم اس وقت سے مسلمان غالب ہوتے چلے گئے جب سے اسلام لائے عمرؓ۔ اور حاکم نے ابو اسحق سے انھوں نے ابو عبیدہؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے حضرت عبداللہ (ابن مسعودؓ) فرماتے تھے تین آدمی فراست میں سب سے بڑھے ہوئے تھے عزیز (مصر) کہ اس نے اپنی فراست سے حضرت یوسف علیہ السلام کا حال معلوم کر لیا اور اپنی بی بی (زلیخا) سے کہا اس کو عزت سے رکھو۔ وہ عورت (یعنی حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادی) جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر اپنی فراست سے ان کا امین ہونا معلوم کیا اور اپنے والد سے کہا کہ اے باپ! ان کو مزدوری پر لگا لیجئے یہ قوی اور امین ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کہ انھوں نے اپنی فراست سے حضرت عمرؓ کو (کامل و مکمل جان کر) خلیفہ بنایا۔ اور حاکم نے زہیر سے انھوں نے یزید بن ابی زیاد سے انھوں نے ابو جحیفہ سے انھوں نے حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے تھے یقیناً حضرت عمرؓ ایک مضبوط قلعہ تھے جس میں اسلام داخل ہوتا تھا اور اس سے نکل نہ سکتا تھا مگر جب حضرت عمرؓ شہید ہو گئے تو اس قلعہ میں رخنہ ہو گیا کہ اب اسلام اس قلعہ سے خارج ہوتا جاتا ہے اور اس میں داخل نہیں ہوتا۔ جب نیک لوگوں کا ذکر کیا جائے تو سب سے پہلے حضرت عمرؓ کا نام آنا چاہیے۔ حضرت ابن مسعودؓ کو بیان کرتے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت صدیقؓ کی امامت کی

رضی اللہ عنہ۔ فقد اخرج الحاکم عن عاصم عن زر عن عبد اللہ قال لما قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت الانصار منا امیر ومنکم امیر قال فاتاہم عمر فقال یا معشر الانصار الستم تعلمون ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد امر ابا بکر ان یؤم الناس فایکم تطیب نفسہ ان یتقدم ابا بکر فقالت الانصار نعوذ باللہ ان نتقدم ابا بکر۔ واما استدلالہ علی خلافۃ الصدیق بالاجماع فقد اخرج الحاکم من حدیث عاصم عن زر عن عبد اللہ قال ما رأی المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن وما رأوا سیئا فہو عند اللہ سیئ وقد رأی الصحابۃ جمیعا ان یستخلف ابا بکر۔ واما استدلالہ بخطبۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قبل وفاتہ بخمس لیال بمناقب الصدیق فہو تعریض ظاہر علی خلافتہ وعلی ہذہ الطریقۃ اعتمد ابو عمر فی الاستیعاب فقد اخرج مسلم عن ابی الاحوص قال سمعت عبد اللہ بن مسعود یحدث عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لو کنت متخذا خلیلا لاتخذت ابا بکر خلیلا ولکنہ اخی وصاحبی وقد اتخذ اللہ صاحبکم خلیلا۔ واما ما یستدل بہ علی خلافۃ الخلفاء الثلثۃ من بیان مدۃ ملک صرح النبی صلی اللہ علیہ وسلم بان رحی الاسلام تدور علی تلک المدۃ فقد اخرج الحاکم

حدیث پیش کر کے انصار کو خلافت سے باز رکھا [حاکم نے زر (ابن حبیش) سے انھوں نے حضرت عبد اللہ (ابن مسعودؓ) سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو انصار نے (مہاجرین سے) کہا کہ ایک خلیفہ ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے پھر حضرت عمرؓ ان کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ اے گروہ انصار کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کو حکم دیا تھا لوگوں کے امام (نماز) بنیں پس تم میں سے کس کا نفس اس بات کو گوارا کر سکتا ہے کہ ابوبکرؓ کا پیشوا بنے۔ سب نے کہا ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اس بات سے کہ ابوبکرؓ کا پیشوا بنیں۔] حضرت ابن مسعودؓ کا خلافت صدیقیہ پر اجماع سے استدلال کرنا۔ [حاکم نے عاصم سے انھوں نے زر سے انھوں نے حضرت عبد اللہ (ابن مسعودؓ) سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے جس بات کو سب مسلمان (یعنے صحابہؓ) اچھا سمجھیں وہ بات اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہے اور جس بات کو سب مسلمان برا سمجھیں وہ بات اللہ کے نزدیک بھی بری ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہؓ نے اسی کو اچھا سمجھا کہ ابوبکرؓ خلیفہ بنائے جائیں۔] حضرت ابن مسعودؓ کا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اس خطبہ سے (خلافت صدیقیہ پر) استدلال کرنا جو آپ نے اپنی وفات سے پانچ دن پہلے فرمایا تھا جس میں حضرت صدیقؓ کے مناقب تھے اور مناقب بھی اس قسم کے جن میں ان کی خلافت پر کھلی تعریض ہو۔ اس استدلال پر ابو عمرؓ نے استیعاب میں اعتماد کیا ہے [مسلم نے ابو الاحوص سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے عبد اللہ بن مسعودؓ سے سنا وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے کہ آپ فرماتے تھے اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو یقیناً ابوبکرؓ کو بناتا (لہٰذا ابوبکرؓ میرے خلیل تو نہیں ہیں) مگر وہ میرے بھائی اور میرے ہمنشین ہیں اور اللہ نے تمہارے صاحب کو (یعنے مجھے اپنا) خلیل بنایا ہے۔] حضرت ابن مسعودؓ کی وہ حدیث جس سے خلفائے ثلاثہؓ کی خلافت پر استدلال کیا جاتا ہے اس وجہ سے کہ اس حدیث میں اس مدت کا بیان ہے جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی چکی کے گھومنے کے لئے بیان فرمائی تھی اور خلافت ان خلفاء کی اسی مدت کے اندر واقع ہوئی۔ [حاکم

وقرن ثالث قرن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ودر ہر قرنے قریب بدوازدہ سال بود قرن در لغت قوم متقاربین در السن بعد ازاں قومے کہ در ریاست وخلافت متقارب باشند قرن گفتہ شد چوں خلیفہ دیگر باشد ووزرا وحضور دیگر وامرائے دیگر وزوسپاہ جیوش دیگر وسپاہان دیگر وحربیان دیگر وذمیان دیگر تفاوت قرون بہم مے رسد

اما قولہ فی خلافۃ عثمان فقد اخرج الحاکم من طریق الاعمش عن عبید اللہ بن بشر قال لما جاءت بیعۃ عثمان قال عبد اللہ ما الونا عن اعلانا ذا فوق ولم منعہ الخروج علی عثمان فقد اخرج ابوبکر بن ابی شیبۃ عن ابی سعید مولی ابن مسعود قال قال عبد اللہ واللہ لئن قتلوا عثمان لا یصیبوا منہ خلفا.

ومن مسند عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

اما ان الخلافۃ فی قریش فقد اخرج احمد وابو یعلی وغیرہما من طرق شتی ان عبد اللہ بن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال ھذا الامر فی قریش ما بقی فی الناس اثنان واما ان المہاجرین الاولین الذین جاھدوا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریشا فی اول الاسلام ولاۃ الخلافۃ فقد اخرج البخاری من طریق معمر عن الزھری عن سالم عن ابن عمر حدیثا فیہ فلما تفرق الناس خطب معاویۃ فقال من کان یرید ان یتکلم فی ھذا الامر فلیطلع لنا قرنہ.

اور تیسرا قرن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ اور ہر قرن بارہ سال کا ہوا ہے۔ قرن لغت میں اس قوم کے لوگوں کو کہتے ہیں جو سن میں باہم قریب قریب ہوں (پھر یہ لفظ) ان لوگوں میں بھی مستعمل ہے جو ریاست وخلافت میں قریب قریب ہوں جب خلیفہ دوسرا ہو اور اس کے وزیر اور سرداران ملک بھی اور چھوٹے اور افسران فوج بھی دوسرے سپاہی بھی دوسرے حربی بھی دوسرے ذمی بھی دوسرے ہوئے تو قرن بدل گیا۔ {حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کا قول حضرت عثمانؓ کی خلافت کے متعلق} حاکم نے اعمش سے انھوں نے عبید اللہ بن بشار سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ جب حضرت عثمانؓ کی بیعت کی خبر ملی تو حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ لوگوں نے ہمارے اعلیٰ وافضل کے بنانے میں کوتاہی نہیں کی دیکھئے اسی کو خلیفہ بنایا جو سب میں اعلیٰ وافضل تھا۔ {حضرت ابن مسعودؓ کا حضرت عثمانؓ کی بغاوت سے لوگوں کو روکنا} ابوبکر بن ابی شیبہ نے ابوسعید مولیٰ حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا واللہ اگر یہ لوگ عثمانؓ کو شہید کردیں گے تو پھر ان کا مثل نہ پائیں گے۔

مسند عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ (دو روایت) {خلافت قریش میں رکھی گئی ہے} احمد اور ابو یعلیٰ وغیرہما نے مختلف سندوں سے روایت کی ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کام (خلافت کا) ہمیشہ قریش میں رہے گا جب تک کہ ان میں سے دو آدمی بھی باقی رہیں۔ {وہ مہاجرین اولین جنھوں نے ابتدائے اسلام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہو کر کفار قریش سے جہاد کیا خلافت کے لئے ہوتے ہیں} بخاری نے معمر سے انھوں نے زہری سے انھوں نے سالم سے انھوں نے اپنے والد (حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ) سے ایک روایت نقل کی ہے جس میں یہ مضمون ہے کہ جب لوگ متفرق ہو گئے حضرت معاویہؓ نے خطبہ پڑھا اور کہا کہ جو شخص کچھ کہنا چاہے وہ ہمارے سامنے آئے (دیکھو حضرت حسنؓ و

فنحن احق به منه ومن ابيه قال حبيب بن مسلمة فهلا اجبته قال عبد الله فحللت حبوتي وهممت ان اقول احق بهذا الامر منك من قاتلك واباك على الاسلام فخشيت ان اقول كلمة تفرق بين الجمع وتسفك الدم ويحمل عني غير ذلك فذكرت ما اعد الله في الجنان قال حبيب حفظت وعصمت. اما افضلية الخلفاء على ترتيب الخلافة فقد اشتهر عن ابن عمر بروايات فيها العدد والثقة فقد اخرج البخاري من طريق يحيى بن سعيد عن نافع عن ابن عمر قال كنا نخير بين الناس في زمان رسول الله صلى الله عليه وسلم فنخير ابا بكر ثم عمر ثم عثمان بن عفان رضي الله عنهم واخرج البخاري وابوداود عن عبد العزيز بن ابي سلمة الماجشون عن عبيد الله عن نافع عن ابن عمر قال كنا في زمن النبي صلى الله عليه وسلم لا نعدل بابي بكر احدا ثم عمر ثم عثمان ثم

علی مرتضیٰ پر تعریض کر کے فرمایا) بیشک ہم اُن سے اور اُن کے باپ سے زیادہ مستحق خلافت ہیں حبیب بن مسلمہؓ نے (جو حضرت ابن عمرؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ان سے) کہا کہ آپ نے حضرت معاویہ کو جواب کیوں نہ دیا؟ حضرت عبداللہ (بن عمرؓ) نے فرمایا میں مستعد ہوا تھا اور میں نے ارادہ کیا تھا کہ کہوں آپ سے زیادہ حقدار خلافت کا وہ شخص ہے جس نے آپ سے اور آپ کے والد سے (جب آپ دونوں کافر تھے) اسلام کے لئے قتال کیا (یعنی علی مرتضیٰ) مگر مجھے خوف ہوا کہ کہیں میرے منہ سے ایسی بات نہ نکل جائے جو جماعت میں افتراق پیدا کر دے اور خونریزی کی نوبت آجائے اور میری بات کسی دوسرے طریقہ سے مشہور کی جائے اس کے ساتھ ہی مجھے وہ نعمتیں یاد آگئیں جو اللہ نے جنت میں (نیکوں کے لئے) مہیا فرمائی ہیں (کہ وہ حضرت علیؓ کے لئے کافی ہیں اگر دنیا میں ان کی کوئی تنقیص کرے تو کیا پروا) لہٰذا میں نے اپنی زبان روک لی) حبیب (مذکور) نے کہا آپ (منجانب اللہ فتنہ سے) محفوظ رہے اور بچا لئے گئے۔ [خلفائے راشدین کی افضلیت بترتیب خلافت حضرت ابن عمرؓ سے بروایات صحیحہ کہ معتبرہ حد شہرت کو پہنچ گئی ہے چنانچہ) بخاری نے یحییٰ بن سعید سے انھوں نے نافعؒ سے انھوں نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ہم لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جب اس کا چرچا کرتے تھے کہ سب سے بہتر کون ہے؟ تو یہ کہا کرتے تھے کہ ابوبکرؓ سب سے بہتر ہیں ان کے بعد عمرؓ ان کے بعد عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم۔ اور بخاری اور ابوداؤد نے عبدالعزیز بن ابی سلمہ ماجشون سے انھوں نے عبید اللہ سے انھوں نے نافعؒ سے انھوں نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ہم لوگ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ابوبکرؓ کے برابر کسی کو نہ سمجھتے تھے پھر عمرؓ کو (ایسا ہی جانتے تھے) پھر عثمانؓ کو اس کے بعد

له ملاحظہ کے تتبع سے یہ امر معلوم ہوتا ہے کہ شیخین کا افضل امت ہونا تو اجماعیات سلف قدیمہ سے ہے اس کے بعد حضرت عثمانؓ کی افضلیت کا عقیدہ عام ہو گیا [illegible] علی مرتضیٰ کی افضلیت کا [illegible] بعض میں حضرت عثمانؓ کا اور بعض حضرت علیؓ کی افضلیت کا [illegible] انشاء اللہ تعالیٰ اس کو مفصل بیان کریں گے۔

عبقريًا يفري فريه حتى روى الناس
وضربوا بعطن ثم التعريض الظاهر
على خلافتهم من جهة ذكر فضائلهم
على الترتيب فقد اخرج ابو يعلى من
طريق محمد بن عبد الرحمن عن ابيه
عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم ارأف امتي بامتي ابو بكر
واشدهم في الاسلام عمر واصدقهم
حياءً عثمان بن عفان واقضاهم
علي بن ابي طالب وافرضهم زيد
بن ثابت واعلمهم بالحلال والحرام
معاذ بن جبل واقرأهم ابي بن كعب
ولكل امة امين وامين هذه الامة
ابو عبيدة بن الجراح ومن تبشير الشيخين
بانهما يبعثان مع النبي صلى الله عليه
وسلم فقد اخرج الترمذي والحاكم
من طريق عاصم بن عمر العمري عن
عبد الله ابن دينار عن ابن عمر قال
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
انا اول من تنشق عنه الارض ثم ابو بكر
ثم عمر ثم اتي اهل البقيع فيحشرون
معي ثم انتظر اهل مكة حتى احشر
بين الحرمين واخرج ابن ماجة والحاكم
من طريق اسمعيل بن امية عن نافع عن
ابن عمر قال خرج رسول الله صلى الله عليه
وسلم بين ابي بكر وعمر فقال هكذا نبعث
واما مناقب الصديق رضي الله عنه فقد
اخرج البخاري من طريق موسى بن
عقبة عن سالم عن ابيه قال

کے ساتھ ڈول نکالے یہاں تک کہ لوگ سیراب ہوگئے اور انھوں
نے اپنے اونٹوں کو بھی سیراب کرلیا اور پانی کے گرد بٹھلایا اور خلفاء
کی خلافت پر کھلی ہوئی تعریض کرنا ان کے فضائل علی الترتیب بیان
کرکے [ابو یعلی نے محمد بن عبد الرحمن سے انھوں نے اپنے والد
سے انھوں نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں میری
امت پر سب سے زیادہ مہربان ابو بکرؓ ہیں اور سب سے زیادہ سخت اسلام
میں عمرؓ ہیں اور حیا میں سب سے کامل عثمان بن عفانؓ ہیں اور سب سے
عمدہ فیصلہ کرنے والے علی بن ابی طالبؓ ہیں اور فرائض کے سب سے
زیادہ عالم زید بن ثابتؓ ہیں اور حلال و حرام کے سب سے زیادہ
عالم معاذ بن جبلؓ ہیں اور قرأت میں سب سے بڑھے ہوئے ابی
بن کعبؓ ہیں اور ہر امت کے لئے ایک امین ہوا ہے اس امت
کے امین ابو عبیدہؓ بن جراح ہیں۔ [شیخینؓ کے لئے یہ بشارت
کہ وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قبر سے اٹھیں گے] ترمذی
اور حاکم نے عاصم بن عمر عمری سے انھوں نے عبد اللہ بن دینار
سے انھوں نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں پہلا شخص ہوں جس کی قبر شق
ہوگی (یعنے سب سے پہلے قبر سے میں اٹھوں گا) پھر ابو بکرؓ پھر عمرؓ
پھر میں مدفونان جنت البقیع کے پاس جاؤں گا اور ان کو بھی ساتھ لوں گا
تو وہ بھی میرے ساتھ اٹھائے جائیں گے۔ اس کے بعد میں مکہ والوں
کا انتظار کروں گا الغرض حرمین کے درمیان میں (جس قدر لوگ
مدفون ہیں) وہ سب اٹھائے جائیں گے۔ اور ابن ماجہ اور حاکم
نے اسمٰعیل بن امیہ سے انھوں نے نافعؒ سے انھوں نے حضرت
ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے (ایک روز) رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان میں
چلے جاتے تھے پس آپ نے فرمایا کہ ہم (قیامت کے دن) اسی
طرح (ساتھ ساتھ) مبعوث ہوں گے۔ [مناقب صدیق رضی اللہ
عنہ] بخاری نے موسیٰ بن عقبہؓ سے انھوں نے سالم سے انھوں
نے اپنے والد (حضرت ابن عمرؓ) سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من جر ثوبه خيلاء لم ينظر الله اليه يوم القيمة فقال ابو بكر رضي الله عنه ان احد شقي ثوبي يسترخي الا ان اتعاهد ذلك منه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم انك لست تصنعه خيلاء واخرج الترمذي من حديث جميع بن عمير عن ابن عمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لابي بكر انت صاحبي على الحوض وصاحبي في الغار ومناقب عمر بن الخطاب رضي الله عنه فقد اخرج البخاري ومسلم وغيرهما بطرق متعددة عن ابن عمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال بينا انا نائم شربت يعني اللبن حتى انظر الى الري يجري في ظفري او في اظفاري ثم ناولت عمر قالوا فما اولته قال العلم واخرج البخاري من طريق عمر بن محمد ان زيد بن اسلم حدثه عن ابيه قال سالني ابن عمر عن بعض شانه يعني عمر فاخبرته فقال ما رايت احدا قط بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم من حين قبض كان اجد واجود حتى انتهى من عمر بن الخطاب واخرج الترمذي من طريق خارجة بن عبد الله الانصاري عن نافع عن ابن عمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اللهم اعز الاسلام باحب هذين الرجلين اليك بابي جهل او بعمر بن الخطاب قال فكان احبهما اليه عمر واخرج الترمذي ايضا من هذا الطريق عن ابن عمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان الله جعل الحق على لسان عمر وقلبه قال وقال ابن عمر ما نزل

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ازراہِ تکبر اپنا کپڑا پہنے گا اللہ اس کی طرف قیامت کے دن نظر رحمت نہ فرمائیگا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میرا کپڑا ایک جانب سے نیچے سرک جایا کرتا ہے مگر یہ کہ اس کی خوب احتیاط کروں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکرؓ تم ازراہِ تکبر اس کو نہیں کرتے۔ ترمذی نے جمیع بن عمیر سے انھوں نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا کہ تم میرے ساتھی ہو حوض (کوثر) پر اور تم میرے ساتھی تھے غار میں۔ [مناقب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ] بخاری و مسلم وغیرہما نے متعدد سندوں کے ساتھ حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خواب میں دودھ پیا یہاں تک کہ اس کی تری میرے ناخون میں دوڑنے لگی اس کے بعد (اپنا پس خوردہ) میں نے عمر بن خطاب کو دے دیا صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ اس کی تعبیر آپ نے کیا فرمائی (دودھ کی تعبیر) علم۔ اور بخاری نے عمر بن محمد سے روایت کی ہے کہ زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کرکے بیان کیا کہ وہ کہتے تھے مجھ سے حضرت ابن عمرؓ نے حضرت عمرؓ کے کچھ حالات پوچھے چنانچہ میں نے بیان کئے پھر وہ خود کہنے لگے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد یعنی جب کہ آپ کی وفات ہوئی کسی کو نہیں دیکھا جو عمر بن خطابؓ سے زیادہ نیکی کرنے والا اور سخی ہو۔ اور ترمذی نے خارجہ بن عبد اللہ انصاری سے انھوں نے نافع سے انھوں نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ ابوجہل یا عمر بن خطابؓ میں سے جو تجھے محبوب ہو اس سے اسلام کو عزت دے چنانچہ حضور کی دعا حضرت عمرؓ کے حق میں قبول ہوئی معلوم ہوا کہ ان دونوں میں خدا کو محبوب حضرت عمرؓ تھے۔ اور نیز ترمذی نے اسی سند کے ساتھ حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے عمرؓ کی زبان اور قلب پر حق کو جاری کیا ہے۔ حضرت ابن عمرؓ یہ بھی فرماتے تھے کہ جب کوئی معاملہ

بالناس امر قط فقالوا فيه وقال فيه عمر الا نزل فيه القرآن بنحو ما قال عمر. واخرج الحاكم من طريق خالد بن ابي بكر بن عبيد الله بن عبد الله بن عمر عن سالم بن عبد الله عن عبد الله بن عمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم ضرب صدر عمر بن الخطاب بيده حين اسلم ثلاث مرات وهو يقول اللهم اخرج ما في صدره من غل وابدله ايمانا يقول ذلك ثلاثا. واخرج الحاكم من حديث عبيد الله عن نافع عن ابن عمر ان النبي صلى الله عليه وسلم قال اللهم ايد الدين بعمر ابن الخطاب. واما بشارة اهل بدر فاخرج ابو يعلى من طريق عمر بن حمزة عن سالم عن ابيه قصة حاطب بن ابي بلتعة وفيه فقال عمر ائذن لي فيه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم او كنت قاتله قال نعم ان اذنت لي فيه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم وما يدريك لعل الله اطلع على اهل بدر فقال اعملوا ما شئتم. واما ذبه عن عثمان فقد اخرج البخاري عن عثمان بن موهب قال جاء رجل من اهل مصر وحج البيت فرأى قوما جلوسا فقال من هؤلاء القوم فقالوا هؤلاء قريش قال فمن الشيخ فيهم قالوا عبد الله بن عمر قال يا ابن عمر اني سائلك عن شيء فحدثني هل تعلم ان عثمان فر يوم احد

لوگوں پر پیش آتا تھا اور لوگ اس میں رائے دیتے تھے تو اس معاملہ کے متعلق قرآن حضرت عمرؓ ہی کی رائے کے موافق نازل ہوتا تھا۔ اور حاکم نے خالد بن ابی بکر بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمرؓ سے انھوں نے سالم بن عبد اللہ (ابن عمرؓ) سے انھوں نے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت عمرؓ اسلام لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار ان کے سینہ پر اپنا دست مبارک پھیرا اور تین مرتبہ دعا کی کہ یا اللہ! ان کے سینہ میں جس قدر کینہ تھا اس کو ایمان سے بدل دے۔ اور حاکم نے عبید اللہؓ سے انھوں نے نافعؒ سے انھوں نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی کہ یا اللہ! عمر بن خطابؓ سے دین کو قوت دے۔ {اہل بدر کو بشارت} ابو یعلیٰ نے بروایت عمر بن حمزہ سالم سے انھوں نے اپنے والد سے حاطب بن ابی بلتعہ کا قصہ نقل کیا ہے جس میں یہ مضمون ہے کہ حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے حاطب کے متعلق اجازت دیجیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم حاطب کو قتل کر دوگے؟ حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ ہاں بشرطیکہ آپ مجھے اجازت دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمھیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے انجام کار سے واقف ہے اور اس نے فرما دیا ہے کہ (اے اہل بدر!) تم جو چاہو کرو (میں نے تمھیں بخش دیا)۔ {حضرت ابن عمرؓ کا حضرت عثمانؓ کے اوپر سے اعتراضات کا دفع کرنا} بخاری نے عثمان بن موہب سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ایک شخص اہل مصر سے آیا اور اس نے کعبہ کا طواف کیا اس کے بعد اس نے دیکھا کہ کچھ لوگ (کعبہ میں) بیٹھے ہوئے ہیں اس نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ لوگوں نے کہا یہ قریش کے لوگ ہیں پھر اس نے پوچھا کہ یہ بوڑھے جو ان میں بیٹھے ہوئے ہیں کون ہیں؟ لوگوں نے کہا عبد اللہ بن عمرؓ ہیں پھر اس شخص نے کہا اے ابن عمرؓ! میں آپ سے ایک بات پوچھتا ہوں کیا آپ جانتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ غزوۂ احد سے بھاگ گئے تھے

قال نعم قال تعلم انه تغيب عن بدر ولم يشهدها قال نعم قال تعلم انه تغيب عن بيعة الرضوان فلم يشهدها قال نعم قال الله اكبر قال ابن عمر تعال ابين لك اما فراره يوم احد فاشهد ان الله عفا عنه وغفر له واما تغيبه عن بدر فانه كان تحته بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم وكانت مريضة فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم ان لك اجر رجل ممن شهد بدرا وسهمه واما تغيبه عن بيعة الرضوان فلو كان ببطن مكة اعز من عثمان لبعثه مكانه فبعث رسول الله صلى الله عليه وسلم عثمان وكانت بيعة الرضوان بعد ما ذهب عثمان الى مكة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم بيده اليمنى هذه يد عثمان فضرب بها على يده فقال هذه لعثمان فقال له ابن عمر اذهب بها الآن معك ومما رواه في عثمان انه يقتل مظلوما فقد اخرج الترمذي عن كليب بن وائل عن ابن عمر قال ذكر رسول الله صلى الله عليه وسلم فتنة فقال يقتل فيها مظلوما لعثمان واخرج الحاكم عن ايوب عن نافع عن ابن عمر ان عثمان اصبح فحدث قال

انھوں نے فرمایا کہ ہاں۔ اس شخص نے کہا کیا آپ جانتے ہیں کہ وہ بدر میں شریک نہ تھے؟ اور غزوۂ بدر میں حاضر نہیں ہوئے انھوں نے فرمایا ہاں۔ پھر اس شخص نے کہا آپ جانتے ہیں کہ وہ بیعۃ الرضوان میں بھی شریک نہ تھے انھوں نے فرمایا ہاں تو اس شخص نے (خوش ہوکر) کہا اللہ اکبر (اور چلنے لگا) حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا آؤ میں تم سے بیان کروں اُحد سے اُن کے بھاگنے کے متعلق تو میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ نے اُن کو معاف کر دیا اور بخش دیا اور بدر میں اُن کے شریک نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اُن کے نکاح میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تھیں اور وہ بیمار تھیں لہٰذا اُن سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم (بدر میں نہ شریک ہو بلکہ اپنی زوجہ کی تیمارداری کرو) تم کو اُس شخص کے برابر ثواب اور مال غنیمت ملے گا جو بدر میں شریک رہا ہو۔ اور بیعۃ الرضوان میں اُن کے شریک نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کو سفیر بنا کر مکہ بھیجا تھا؛ اگر مکہ میں حضرت عثمانؓ سے زیادہ کسی کی عزت ہوتی تو آپ اُسی کو بجائے حضرت عثمانؓ کے بھیجتے اور بیعۃ الرضوان حضرت عثمانؓ کے مکہ جانے کے بعد ہوئی ہے (اس بیعۃ الرضوان میں) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے داہنے ہاتھ کی نسبت فرمایا کہ یہ عثمانؓ کا ہاتھ ہے اور اسی کو اپنے بائیں ہاتھ پر رکھ کر بیعت کر لی اور فرمایا کہ یہ بیعت عثمانؓ کی ہے۔ اس کے بعد حضرت ابن عمرؓ نے اُس شخص سے فرمایا کہ اب ان باتوں کو اپنے ساتھ لیتے جاؤ۔

حضرت ابن عمرؓ کی حضرت عثمانؓ کے متعلق یہ روایت کہ وہ مظلومیت کی حالت میں شہید کیے جائیں گے

ترمذی نے کلیب بن وائل سے انھوں نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنہ کو ذکر کیا اور حضرت عثمانؓ کی نسبت فرمایا کہ وہ اس فتنہ میں مظلومیت کے ساتھ شہید کیے جائیں گے۔ اور حاکم نے ایوب سے انھوں نے نافع سے انھوں نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت عثمانؓ نے ایک روز صبح کو لوگوں سے بیان کیا

رأيت النبي صلى الله عليه وسلم في المنام الليلة فقال يا عثمان أفطر عندنا فأصبح عثمان صائما فقتل في يومه رضي الله عنه وأمثاله تعوده من لقصته فأخرج أبو يعلى من حديث عمر بن محمد أن أباه حدثه عن عبد الله ابن عمر قال كنا نتحدث في حجة الوداع ورسول الله صلى الله عليه وسلم بين أظهرنا لا ندري ما حجة الوداع فحمد الله ——— وأثنى عليه ثم ذكر المسيح الدجال فأطنب في ذكره ثم قال ما بعث الله من نبي إلا وأنذره أمته لقد أنذره نوح والنبيون من بعده وإنه يخرج فيكم وما خفي عليكم من شأنه فلا يخفى عليكم أنه أعور عين اليمنى كأنها عنبة طافية ثم قال إن الله حرم عليكم دماءكم وأموالكم كحرمة يومكم هذا في بلدكم هذا في شهركم هذا ألا هل بلغت قالوا نعم قال اللهم اشهد ثم قال ويلكم أو ويحكم انظروا لا ترجعون بعدي كفارا يضرب بعضكم رقاب بعض وأخرج أبو يعلى عن ابن فضيل عن أبيه عن سالم عن ابن عمر قال سمعت رسول الله

میں نے آج شب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ فرماتے تھے کہ اے عثمانؓ: آج افطار ہمارے ساتھ کرنا چنانچہ حضرت عثمانؓ نے اس دن روزہ رکھا اور اسی دن شہید ہوئے رضی اللہ عنہ

{ حضرت ابن عمرؓ کا فتنہ سے علیحدہ رہنا } ابو یعلے نے بروایت عمر بن محمد نقل کیا ہے کہ اُن سے اُن کے والد نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرکے بیان کیا کہ وہ کہتے تھے ہم لوگ حجۃ الوداع میں باہم کچھ باتیں کرتے تھے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان میں موجود تھے ہم اس وقت یہ بھی نہ جانتے تھے کہ حجۃ الوداع کیا چیز ہے کہ اتنے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور آپ نے خدائے واحد کی حمد و ثنا بیان کی اس کے بعد آپ نے مسیح دجال کا ذکر کیا اور اس کے ذکر میں طول دیا اس کے بعد فرمایا کہ اللہ نے جس نبی کو مبعوث کیا ہے اس نے اپنی امت کو مسیح دجال سے ضرور ڈرایا ہے حتے کہ نوحؑ نے اور اُن کے بعد کے نبیوں نے بھی (اپنی امت کو) اس سے ڈرایا ہے حالانکہ وہ اُن کے زمانہ میں نکلنے والا نہ تھا بلکہ تمھارے زمانہ میں نکلے گا اور جو حالات اس کے تم سے پوشیدہ ہیں وہ پوشیدہ نہ رہنے چاہئیں (سنو) اس کی داہنی آنکھ پھولی ہوئی (اور ابھری ہوئی) مثل اس انگور کے ہے جو اپنے خوشہ میں سب سے ابھرا ہوا ہو۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اللہ نے تمھارے اوپر اپنے بھائی مسلمانوں کے خون اور اپنے (بھائی مسلمانوں کے) مال (ہمیشہ کے لئے) حرام کر دیئے ہیں جس طرح تمھارے اس دن میں تمھارے اس شہر میں تمھارے اس مہینہ میں حرام ہیں آگاہ ہو جاؤ (اور بتاؤ) کیا میں نے احکام الٰہیہ کو پہنچا دیئے (یا نہیں) سب نے عرض کیا ہاں آپ نے پہنچا دیئے۔ آپ نے فرمایا: اے اللہ تو گواہ رہ۔ اس کے بعد فرمایا: اے لوگو! تمھاری خرابی آنے والی ہے دیکھو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم میرے بعد کافر ہو جاؤ ایک دوسرے کی گردن زنی کرنے لگو۔ اور ابو یعلے نے ابن فضیل سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے سالم سے انھوں نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم یقول إن الفتنۃ تجیء من ہاہنا وأومأ بیدہ نحو المشرق من حیث یطلع قرن الشیطان وأنتم یضرب بعضکم رقاب بعض وإنما قتل موسیٰ الذی قتل من آل فرعون خطأ فقال اللہ وقتلت نفساً فنجیناک من الغم وفتناک فتوناً۔

ومن مسند عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ

فمما یستدل بہ علی خلافۃ الصدیق رضی اللہ عنہ من خطبۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم قبل وفاتہ فقد اخرج البخاری من حدیث ایوب عن عکرمۃ عن ابن عباس عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال لو کنت متخذاً من امتی خلیلاً لاتخذت ابا بکر ولکن اخی وصاحبی واخرج احمد من حدیث جریر عن یعلی بن حکیم عن عکرمۃ عن ابن عباس قال خرج علینا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی مرضہ الذی مات فیہ عاصباً رأسہ فی خرقۃ فقعد علی المنبر فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال انہ لیس من الناس احد امن علیّ فی نفسہ ومالہ من ابی بکر بن ابی قحافۃ ولو کنت متخذاً من الناس خلیلاً لاتخذت ابا بکر خلیلاً ولکن خلۃ الاسلام افضل سدوا عنی کل خوخۃ فی ہذا المسجد غیر خوخۃ ابی بکر ومما یستدل بہ علی خلافۃ الصدیق رضی اللہ عنہ من حدیث الامامۃ فقد اخرج احمد

صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ فتنہ اس طرف سے آئے گا اور آپ نے مشرق کی طرف اشارہ کیا جہاں سے شیطان کا سینگ[1] طلوع ہوتا ہے اور فرمایا اسی حالت میں تم لوگ ایک دوسرے کی گردن زنی کروگے! کہیں موسیٰ کے فعل سے تمسک نہ کرنا کیونکہ موسیٰ نے جو آل فرعون میں سے ایک شخص کو قتل کیا تھا وہ انھوں نے غلطی سے کیا تھا (چنانچہ) اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا وقتلت الآیۃ (ترجمہ) قتل کیا تم نے (اے موسیٰ!) ایک شخص کو پھر نجات دی ہم نے تم کو غم (قصاص) سے اور آزمائش کی تمہاری خوب۔

مسند عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت

(اُن) نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا وہ خطبہ جس سے صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر استدلال کیا گیا ہے جو آپ نے اپنی وفات سے پہلے فرمایا تھا۔ بخاری نے بروایت ایوب عکرمہ سے انھوں نے حضرت ابن عباسؓ سے انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا اگر میں اپنی امت میں کسی کو خلیل بناتا تو یقیناً ابوبکرؓ کو بناتا لیکن ابوبکرؓ میرے بھائی اور میرے ہمنشین ہیں۔ امام احمد نے بروایت جریر یعلی ابن حکیم سے انھوں نے عکرمہ سے انھوں نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اپنے مرض وفات میں (ایک روز) اپنے سر کو کپڑے سے لپیٹے ہوئے باہر تشریف لائے اور منبر پر رونق افروز ہوئے پھر آپ نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور فرمایا کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس نے ابوبکر بن ابی قحافہ سے زیادہ اپنی جان اور مال سے مجھ پر احسان کیا ہو اور اگر میں کسی آدمی کو اپنا خلیل بناتا تو بیشک ابوبکرؓ کو خلیل بناتا مگر ابوبکرؓ کے ساتھ مجھے اسلامی محبت (زیادہ) ہے میری مسجد سے سب کی کھڑکیاں بند کر دو سوا ابوبکر کی کھڑکی کے۔ امامت نماز کی حدیث جس کو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر استدلال کیا جاتا ہے امام احمد نے

[1] شیطان کا سینگ آنا آپ کو فرمایا یعنی جہاں سے آفتاب طلوع ہوتا ہے چونکہ بوقت طلوع وغروب آفتاب کی عبادت ہوتی ہے ...

من حديث ابي اسحٰق عن ارقم بن شرحبيل عن ابن عباس في قصة مرضه صلى الله عليه وسلم فجاء بلال يؤذنه بالصلوٰة فقال مُرُوا ابابكر يصلي بالناس الحديث و اٰمّا مناقب عمر بن الخطاب رضي الله عنه فقد اخرج ابن ماجة من حديث عوام بن حوشب عن مجاهد عن ابن عباس قال لمّا اسلم عمر نزل جبرئيل فقال يا محمد لقد استبشر اهل السماء باسلام عمر واخرج الحاكم عن ابن عباس رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال اللهم اعز الاسلام بعمر واخرج الترمذي من حديث النضر ابي عمر عن عكرمة عن ابن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم قال اللهم اعز الاسلام بابي جهل بن هشام او بعمر قال فاصبح فغدا عمر على رسول الله صلى الله عليه وسلم فاسلم واخرج البخاري من حديث ايوب عن ابن ابي مليكة عن المسور بن مخرمة قال لما طعن عمر جعل يألم فقال له ابن عباس وكانه يجزعه يا امير المؤمنين ولا كل ذلك لقد صحبت رسول الله صلى الله عليه وسلم فاحسنت صحبته ثم فارقته وهو عنك راضٍ ثم صحبت ابابكر فاحسنت صحبته ثم فارقته وهو عنك راضٍ ثم صحبت صحبتهم فاحسنت صحبتهم ولئن فارقتهم لتفارقنهم وهم عنك راضون فقال اما ما ذكرت من صحبة رسول الله صلى الله عليه وسلم

بروایت ابو اسحاق ارقم بن شرحبیل سے انھوں نے حضرت ابن عباسؓ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مرض وفات کے متعلق روایت کی ہے کہ بلالؓ آپ کے حضور میں نماز کی اطلاع کے لئے حاضر ہوئے حضرتؐ نے فرمایا ابوبکرؓ سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھادیں الی آخرہ

[حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے مناقب] ابن ماجہ نے بروایت عوام بن حوشب مجاہد سے انھوں نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت عمرؓ اسلام لائے تو جبرئیلؑ نازل ہوئے اور انھوں نے کہا کہ اے محمدؐ عمرؓ کے اسلام سے آسمان والے خوش ہوئے۔ اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ دعا فرماتے تھے کہ یا اللہ! اسلام کو عمرؓ سے عزت دے۔ اور ترمذی نے بروایت نضر یعنی ابو عمر عکرمہ سے انھوں نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے (ایک روز) دعا مانگی کہ یا اللہ! اسلام کو عزت دے ابوجہل بن ہشام سے یا عمرؓ سے۔ چنانچہ اس کے دوسرے روز صبح کو حضرت عمرؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے۔ اور بخاری نے بروایت ایوب ابن ابی ملیکہ سے انھوں نے مسور بن مخرمہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ جب حضرت عمرؓ زخمی ہوئے تو (خوف الٰہی سے) بہت بےچین تھے حضرت ابن عباسؓ نے ان کا خوف دور کرنے کے لئے عرض کیا کہ یا امیر المؤمنینؓ! آپ اس قدر کیوں بےچین ہوتے ہیں۔ آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے اور ان کا حق صحبت ادا کیا پھر جب آپ ان سے جدا ہوئے تو وہ آپ سے راضی تھے پھر ابوبکرؓ کی صحبت میں رہے اور ان کا حق صحبت خوب ادا کیا پھر جب آپ ان سے جدا ہوئے تو وہ آپ سے راضی تھے اس کے بعد آپ اصحاب نبی کی صحبت میں رہے اور آپ نے ان کا حق صحبت خوب ادا کیا اور جس وقت آپ ان سے جدا ہوں گے تو وہ بھی آپ سے راضی ہوں گے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تم نے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت

ورضاه فإن ذلك منٌّ من الله تعالى منّ به علي وأما ما ذكرت من صحبة أبي بكر ورضاه فإنما ذلك منٌّ من الله تعالى منّ به علي وأما ما ترى من جزعي فهو من أجلك ومن أجل أصحابك والله لو أن لي طلاع الأرض ذهبا لافتديت به من عذاب الله عز وجل قبل أن أراه ولما جعله قول الشيخين رضي الله عنهما في ترتيب الأدلة بعد حديث النبي صلى الله عليه وسلم وقبل القياس فقد أخرج الدارمي عن عبيد الله ابن يزيد قال كان ابن عباس إذا سئل عن الأمر فكان في القرآن أخبر به فإن لم يكن في القرآن وكان عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أخبر به فإن لم يكن فعن أبي بكر وعمر فإن لم يكن قال برأيه وأما ما يستدل به على خلافة الخلفاء من حديث رؤيا الظلة فقد أخرج أحمد وغيره من حديث سفيان عن الزهري عن عبيد الله بن عباس قال رأى رجل رؤيا فجاء النبي صلى الله عليه وسلم فقال إني رأيت كأن ظلة تنطف سمنا وعسلا وكان الناس يأخذون منها فبين مستكثر وبين مستقل وبين ذلك وكأن سببا متصلا إلى السماء فجئت فأخذت به فعلوت فعلاك الله ثم جاء رجل من بعدك فأخذ به فعلا فعلاه الله

اور آپ کی رضامندی کا ذکر کیا تو بیشک یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے جو اس نے مجھ پر کیا اور جو تم نے ابوبکرؓ کی صحبت اور ان کی رضامندی کا ذکر کیا یہ بھی اللہ کا احسان ہے جو اس نے مجھ پر کیا مگر یہ بے چینی جو تم دیکھ رہے ہو محض تمہاری اور تمہارے ساتھ رہنے والے مسلمین کے سبب سے ہے (نہیں معلوم کہ ان کے حقوق میں مجھ سے کیا کیا قصور ہوئے) اگر مجھے زمین بھر کر سونا مل جائے تو میں اس کو اللہ عزوجل کے عذاب کے معاوضہ میں دیدوں قبل اس کے کہ وہ عذاب مجھے دکھایا جائے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا شیخین رضی اللہ عنہما کے قول کو ادلہ (شرعیہ) کی ترتیب میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے بعد اور قیاس سے پہلے رکھنا

دارمیؒ نے عبد اللہ بن یزید سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ حضرت ابن عباسؓ سے جب کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تھا تو اگر وہ قرآن میں ہوتا تھا تو اس کو (بحوالہ قرآن) بیان کرتے اور اگر قرآن میں نہ ہوتا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہوتا تو (بحوالہ حدیث رسولؐ) اس کو بیان کر دیتے تھے اگر (حدیث میں بھی) نہ ہوتا تو ابوبکرؓ و عمرؓ کے اقوال میں تلاش کرتے اگر مل جاتا تو ان کے حوالہ سے بیان کر دیتے، پھر اگر (ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے اقوال میں بھی) نہ ہوتا تو اپنی رائے سے (قیاس کرکے) فتویٰ دیتے۔

ابر والے خواب کی حدیث جس سے خلافت خلفاء پر استدلال کیا جاتا ہے

امام احمدؒ وغیرہ نے بروایت سفیان زہری سے انہوں نے عبید اللہ بن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ایک شخص نے خواب دیکھا اور وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے (خواب میں) دیکھا کہ ایک ابر کا ٹکڑا ہے جس سے شہد اور گھی ٹپک رہا ہے اور لوگ اس شہد اور گھی کو اٹھاتے ہیں کسی نے زیادہ اٹھایا کسی نے کم کسی نے متوسط درجہ میں اور میں نے دیکھا کہ ایک رسی آسمان سے لٹک رہی ہے آپ تشریف لائے اور آپ اس رسی کو پکڑ کر اوپر چڑھے اللہ نے آپ کو اوپر چڑھا لیا پھر آپ کے بعد ایک شخص آیا اور اس رسی کو پکڑ کر اوپر چڑھا اللہ نے اس کو بھی اوپر چڑھا لیا

ثم جاء رجل من بعدكما فأخذ به فعلا فعلاه الله ثم جاء رجل من بعدكم فأخذ به فقطع به ثم وصل له فعلا فعلاه الله قال ابوبكر ائذن لي يارسول الله فأعبرها فأذن له فقال اما الظلة فالاسلام واما السمن والعسل فحلاوة القرآن فمن مستكثر ومستقل وبين ذلك واما السبب فانت عليه تعلو فيعليك الله ثم يكون رجل من بعدك على منهاجك فيعلو ويعليه الله ثم يكون من بعدكما رجل فيأخذ كما فيعلو فيعليه الله ثم يكون من بعدكم رجل يقطع به ثم يوصل له فيعلو فيعليه الله قال اصبت يارسول الله ام اخطأت قال اصبت و اخطأت قال اقسمت يارسول الله لتخبرني قال لا تقسم واما ان النبي صلى الله عليه وسلم لم ينص بالخلافة لعلي خاصة ولا لبني هاشم عامة فقد اخرج احمد من حديث ابن المبارك عن يونس عن الزهري عن عبد الله بن كعب عن ابن عباس رضي الله عنه قال خرج علي من عند رسول الله صلى الله عليه وسلم في مرضه فقالوا

پھر آپ دونوں کے بعد ایک شخص آیا اور وہ اس رسّی کو پکڑ کر اوپر چڑھا اللہ نے اس کو بھی اوپر چڑھا لیا۔ پھر آپ تینوں کے بعد ایک اور شخص آیا اور اس نے اس رسّی کو پکڑا تو وہ رسّی کٹ گئی مگر پھر جوڑ دی گئی اور وہ اوپر چڑھا اللہ نے اس کو بھی اوپر چڑھا لیا ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مجھے اجازت دیجئے تو میں اس کی تعبیر کہوں حضرتؐ نے ان کو اجازت دی انھوں نے بیان کیا کہ ابر (جو اس شخص نے دیکھا وہ) اسلام ہے اور گھی اور شہد (جو اس سے ٹپک رہا ہے) وہ قرآن کی حلاوت ہے قرآن کا علم کسی نے زیادہ حاصل کیا کسی نے کم کسی نے متوسط درجہ میں۔ اور رسّی (جو اس نے دیکھی) وہ دین ہے جس پر آپ ہیں آپ بلند ہوں گے پھر اللہ آپ کو بلند کر دے گا پھر ایک اور شخص آپؐ کے بعد آپ ہی کے طریقہ پر ہوگا وہ بھی بلند ہوگا اور اللہ اس کو بلند کر دے گا پھر آپ دونوں کے بعد ایک اور شخص ہوگا وہ بھی آپ ہی دونوں کے طریقے پر چلے گا اور بلند ہوگا اللہ اس کو بلند کر دے گا پھر آپ تینوں کے بعد ایک اور شخص ہوگا کہ وہ رسّی اس کے لئے کٹ جائے گی مگر پھر اس کے لئے جوڑ دی جائے گی اور وہ بھی بلند ہوگا اللہ اس کو بلند کر دے گا یا رسول اللہ! میں نے صحیح کہا یا غلط۔ حضرتؐ نے فرمایا کچھ تم نے صحیح کہا اور کچھ غلطی کی۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں قسم دلاتا ہوں کہ آپ مجھے بتا دیجئے۔ حضرتؐ نے فرمایا قسم نہ دلاؤ۔ [نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے نہ علیؓ کی خلافت پر بہ تخصیص نص کی نہ بنی ہاشم کی خلافت پر] امام احمدؒ نے بروایت ابن مبارک یونسؒ سے انھوں نے زہری سے انھوں نے عبد اللہ بن کعبؓ سے انھوں نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت علیؓ (ایک روز) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سے آپؐ کے مرض (وفات کے زمانہ) میں آئے تو لوگوں نے ان سے

لے رسّی کے کٹ جانے سے انتظام کا بگڑ جانا مراد ہے اور پھر جڑ جانے سے انتظام کا ٹھیک ہونا۔ مقصود ہے حضرت عثمانؓ کے آخر زمانے میں ایسا ہی ہوا کہ انتظام بگڑ گیا اور بغاوت کی صورت پیدا ہوئی مگر انہیں کے انجام پھر بحال رہا [illegible] عزت ان سے زائل نہ ہوا

كيف اصبح رسول الله صلى الله عليه وسلم يا ابا الحسن
فقال اصبح بحمد الله بارئا فقال له العباس الا ترى
انى لاعرف رسول الله صلى الله عليه وسلم سيتوفى
من وجعه وانى لاعرف فى وجوه بنى عبد المطلب
الموت فانطلق بنا الى رسول الله صلى الله عليه
وسلم فلنسأله فان كان الامر فينا بينه وان كان
فى غيرنا كلمناه فاوصى بنا فقال على لئن كان
الامر فى غيرنا لم يعطناه الناس ابدا وانى والله
لا اكلم رسول الله صلى الله عليه وسلم
فى هذا ابدا واما ان ابا بكر صديق وسائرهم
شهيد فقد اخرج ابو يعلى باسناد غريب
عن عكرمة عن ابن عباس قال كان
النبى صلى الله عليه وسلم على حراء
فتزلزل الجبل فقال رسول الله صلى
الله عليه وسلم اثبت حراء فما عليك الا
نبى او صديق او شهيد وعليه رسول الله صلى
الله عليه وسلم وابو بكر وعمر وعلى وعثمان وطلحة و
الزبير وعبد الرحمن بن عوف وسعد بن ابى وقاص
وسعيد بن زيد بن عمرو بن نفيل واما قوله فى
عثمان فقد اخرج ابو عمر فى الاستيعاب عن عبد الله
بن عباس قال لو اجتمع الناس على قتل عثمان
لرموا بالحجارة كما رمى قوم لوط۔

ومن مسند ابى موسى الاشعرى عبد الله بن قيس رضى الله عنه

اما ان الخلافة فى قريش فقد اخرج
احمد عن ابى موسى الاشعرى عن النبى
صلى الله عليه وسلم انه قال ان هذا الامر
فى قريش ما داموا اذا استرحموا رحموا واذا

پوچھا کہ یا ابا الحسنؓ! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیسے ہیں؟
انھوں نے کہا بحمد اللہ اچھے ہیں۔ حضرت عباسؓ نے کہا تم کو معلوم
نہیں میرا خیال ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس مرض
میں وفات پائیں گے کیونکہ میں عبد المطلب کی اولاد کے چہرے
دیکھکر موت کے آثار معلوم کرلیتا ہوں لہٰذا آؤ ہم تم دونوں
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس چلیں اور آپ سے کہیں کہ
اگر خلافت ہم میں (ہونے والی ہو) تو اس کو بیان کردیں اور
اگر اور لوگوں میں (ہونے والی ہو) ہو تو ہم آپ سے کہیں کہ
ہماری سفارش کردیجیے۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ اگر حضرتؐ نے خلافت
اور لوگوں میں بیان کردی تو پھر لوگ ہم کو کبھی خلافت نہ دیں
لہٰذا میں اس بارہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کچھ نہ
کہوں گا۔ (ابو بکرؓ صدیق ہیں اور باقی خلفاء شہید ہیں) ابو یعلےٰ
نے بسند غریب عکرمہ سے انھوں نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت
کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم (ایک مرتبہ) کوہ حراء پر تھے کہ پہاڑ
کو جنبش ہوئی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے حراء
قائم رہ تیرے اوپر ایک نبی ہیں اور صدیق اور شہید حالانکہ اس
پہاڑ پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تھے اور ابو بکرؓ و عمرؓ
و علیؓ و عثمانؓ و طلحہؓ و زبیرؓ و عبد الرحمنؓ بن عوف و سعدؓ
بن ابی وقاص و سعیدؓ بن زید بن عمرو بن نفیل۔ (حضرت
ابن عباسؓ کا قول حضرت عثمانؓ کے متعلق) ابو عمرؒ نے استیعاب
میں روایت کی ہے کہ عبد اللہ بن عباسؓ نے فرمایا اگر سب لوگ
حضرت عثمانؓ کے قتل پر متفق ہوجاتے تو ان پر آسمان سے پتھر
برستے جیسے قوم لوط پر برسائے گئے تھے۔

(خلافت قریش)

مسند ابو موسیٰ اشعری یعنی عبد اللہ بن قیس رضی اللہ عنہ

(من روایات)

میں (لکھی گئی ہے) (اما) احمدؒ نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے انھوں
نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا یہ
کام (خلافت کا) قریش میں رہے گا جب تک ان کی یہ حالت رہے
کہ جب ان سے رحم کی خواہش کی جائے تو رحم کریں اور جب وہ

حکموا عدلوا وإذا قسموا أقسطوا فمن لم یفعل ذلک فعلیه لعنة الله والملائکة والناس أجمعین لا یقبل منه صرف ولا عدل

وأما بشارة الخلفاء بالجنة والتعریض الظاهر علی خلافتهم وابتلاء عثمان بالبلوی فقد أخرج الشیخان وغیرهما بروایات فیه العدد والثقة من ذلک ما أخرجه البخاری من حدیث سعید بن المسیب عن أبی موسی الأشعری أنه توضأ فی بیته ثم خرج فقلت لألزمن رسول الله صلی الله علیه وسلم ولأکونن معه یومی هذا قال فجاء المسجد فسأل عن النبی صلی الله علیه وسلم فقالوا خرج وجه ههنا فخرجت علی أثره أسأل عنه حتی دخل بئر أریس فجلست عند الباب وبابها من جرید حتی قضی رسول الله صلی الله علیه وسلم حاجته فتوضأ فقمت إلیه فإذا هو جالس علی بئر أریس وتوسط قفها وکشف عن ساقیه ودلاهما فی البئر فسلمت علیه ثم انصرفت فجلست عند الباب فقلت لأکونن بواب النبی صلی الله علیه وسلم الیوم فجاء أبو بکر رضی الله عنه فدفع الباب فقلت من هذا فقال أبو بکر فقلت علی رسلک ثم ذهبت فقلت یا رسول الله هذا أبو بکر یستأذن فقال

حکم بنائے جائیں تو انصاف کریں اور جب وہ تقسیم کریں تو برابر کریں (قریش میں اس صفت کے ہوتے ہوئے) جو ایسا نہ کرے (یعنے ان کو خلیفہ نہ بنائے) اس پر لعنت اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب آدمیوں کی اس سے نہ کوئی پرہیزگاری قبول ہوگی نہ عبادت۔ (خلفاء کے لئے جنت کی بشارت اور ان کی خلافت پر کھلی ہوئی تعریض اور حضرت عثمانؓ کو بلوے سے ڈرانا) شیخین (یعنے بخاری و مسلم) وغیرہ نے بروایات متعددہ صحیحہ (اس مضمون کو) روایت کیا ہے۔ منجملہ ان کے وہ روایت ہے جو بخاری نے سعید بن مسیبؓ سے انھوں نے ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت کی ہے کہ (ایک روز) وہ وضو کرکے اپنے گھر سے چلے اور (وہ بیان کرتے تھے کہ) میں نے اپنے دل میں یہ ارادہ کیا کہ آج میں دن بھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہوں گا۔ اس کے بعد وہ مسجد گئے اور انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو پوچھا لوگوں نے کہا کہ آپ فلاں جانب تشریف لے گئے ہیں (حضرت ابو موسیٰؓ کہتے ہیں کہ) میں آپ کے نشان قدم پر آپ کو پوچھتا ہوا چلا یہاں تک کہ (یہ معلوم ہوا کہ) آپ بیر اریس (نامی کنویں) پہ تشریف لے گئے ہیں میں دروازے کے پاس بیٹھ گیا اس کا دروازہ کھجور کی شاخوں کا تھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جب قضائے حاجت سے فراغت پائی اور آپ وضو کر چکے تو میں آپ کے پاس گیا دیکھا کہ آپ بیر اریس پر بیٹھے ہوئے اور اس کی جگت کے بیچ میں تشریف رکھتے ہیں اور اپنی دونوں پنڈلیاں کھولے ہوئے اور دونوں پیر کنویں کے اندر لٹکائے ہوئے ہیں میں نے آپ کو سلام کیا اس کے بعد پھر میں لوٹ آیا اور دروازہ کے پاس بیٹھ گیا اور اپنے دل میں کہا کہ آج میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا دربان بنوں گا اسی اثنا میں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آکر دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے پوچھا کہ کون شخص؟ انھوں نے کہا ابوبکرؓ۔ میں نے کہا اچھا ٹھہرو۔ اس کے بعد میں حضرتؐ کے پاس گیا اور میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! ابوبکرؓ اندر آنے کی اجازت مانگتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا

ائذن له وبشره بالجنة فاقبلت
حتى قلت لابي بكر ادخل و
رسول الله صلى الله عليه وسلم
يبشرك بالجنة فدخل ابوبكر
فجلس عن يمين رسول الله صلى
الله عليه وسلم معه في القف
ودلى رجليه في البئر كما صنع
النبي صلى الله عليه وسلم وكشف
عن ساقيه ثم رجعت فجلست
وقد تركت اخي يتوضأ ويلحقني
فقلت ان يرد الله بفلان يريد
اخاه خيرا يأت به فاذا انسان
يحرك الباب فقلت من هذا فقال
عمر بن الخطاب فقلت على رسلك
ثم جئت الى رسول الله صلى الله
عليه وسلم فسلمت عليه فقلت هذا
عمر بن الخطاب يستأذن فقال
ائذن له وبشره بالجنة فجئت فقلت
ادخل وبشرك رسول الله صلى
الله عليه وسلم بالجنة فجلس
مع رسول الله صلى الله عليه
وسلم في القف عن يساره ودلى
رجليه في البئر ثم رجعت
فجلست فقلت ان يرد الله بفلان
خيرا يأت به فجاء انسان
يحرك الباب فقلت من هذا
فقال عثمان بن عفان فقلت على
رسلك وجئت الى النبي صلى الله عليه وسلم
فاخبرته فقال ائذن له وبشره بالجنة

ان کو اجازت دو اور ان کو جنت کی بشارت دو چنانچہ میں گیا
اور میں نے ابوبکرؓ سے کہا کہ اندر آجائیے رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم آپ کو جنت کی بشارت دیتے ہیں۔ پس ابوبکرؓ گئے
اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی داہنی جانب آپ کے
ساتھ ہی جگت پر بیٹھ گئے اور انھوں نے بھی اپنے پاؤں کنوئیں
میں لٹکائے جس طرح نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا اور اپنی
پنڈلیاں بھی انھوں نے کھول دیں اس کے بعد میں جاکر اپنی
جگہ پر بیٹھ گیا میں (گھر میں) اپنے بھائی کو وضو کرتا ہوا چھوڑ آیا
تھا اور وہ بھی میرے پاس آنے کا ارادہ رکھتا تھا پس (اس
وقت) میں نے (اپنے دل میں) کہا کہ اگر اللہ اس کے ساتھ نیکی
کرنا چاہے گا تو اُسے بھی یہاں لے آئے گا (میرے دل میں یہ
آرزو پیدا ہو رہی تھی) کہ یکایک شخص (آکر) دروازہ کو ہلانے
لگا میں نے پوچھا کہ کون؟ اس نے کہا عمر بن خطابؓ۔ میں نے
کہا اچھا ٹھہریئے اس کے بعد میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم کے پاس گیا اور میں نے سلام کیا اور عرض کیا کہ عمر بن
خطاب اندر آنے کی اجازت مانگتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا انکو
اجازت دو اور جنت کی بشارت دو چنانچہ میں (دروازے
کے پاس گیا اور میں نے کہا اندر آیئے آپ کو رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی ہے پھر وہ بھی رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کنوئیں کی جگت پر آپ کے
بائیں جانب بیٹھ گئے اور انھوں نے بھی اپنے دونوں پیر کنوئیں
میں لٹکائے اس کے بعد پھر میں اپنی جگہ پر جاکر بیٹھ گیا اور پھر
میں نے (اپنے دل میں) کہا کہ اگر اللہ میرے بھائی کے ساتھ بھلائی
کرنا چاہے تو اس کو (اس وقت یہاں) بھیجدے (دریائے رحمت
اس وقت جوش پر ہے اس کو بھی کچھ حصہ مل جائے) یکایک ایک
شخص (آکر) دروازے کو ہلانے لگا میں نے پوچھا کون! اس
نے کہا عثمان بن عفانؓ میں نے کہا اچھا ٹھہریئے اور میں نبی
صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور میں نے آپ سے بیان کیا
آپ نے فرمایا ان کو اندر آنے کی اجازت دو اور ان کو جنت کی بشارت دو

على بلوى تصيبه فجئت فقلت له ادخل وبشرك رسول الله صلى الله عليه وسلم بالجنة على بلوى تصيبك فدخل فوجد القف قد ملئ فجلس وجاهه من الشق الآخر قال شريك قال سعيد بن المسيب فأولتها قبورهم وأخرج البخاري من حديث أبي عثمان النهدي عن أبي موسى رضي الله عنه قال كنت مع النبي صلى الله عليه وسلم في حائط من حيطان المدينة فجاء رجل فاستفتح فقال النبي صلى الله عليه وسلم افتح له وبشره بالجنة ففتحت له فإذا أبو بكر رضي الله عنه فبشرته بما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فحمد الله ثم جاء رجل فاستفتح فقال النبي صلى الله عليه وسلم افتح له وبشره بالجنة ففتحت له فإذا عمر رضي الله عنه فأخبرته بما قال النبي صلى الله عليه وسلم فحمد الله ثم استفتح رجل فقال لي افتح له وبشره بالجنة على بلوى تصيبه فإذا عثمان رضي الله عنه فأخبرته بما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فحمد الله ثم قال الله المستعان وأما ما يستدل به على خلافة الصديق رضي الله عنه من حديث الامامة فقد أخرج أحمد عن عبد الملك بن عمير

بعوض کسی بلوے کے جو اُن پر ہوگا۔ میں حضرت عثمانؓ کے پاس گیا اور میں نے ان سے کہا کہ اندر چلئے آپ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی ہے بعوض اس بلوے کے جو آپ کو پہنچے گا پس وہ بھی اندر آگئے تو کنوئیں کی جگت خالی نہ تھی لہٰذا وہ دوسری جانب بیٹھ گئے شریک (راوی حدیث) کہتے ہیں کہ سعید بن مسیبؒ کہتے تھے کہ میں نے اس حدیث سے ان کی قبروں کی ترتیب بھی سمجھی۔ اور بخاریؒ نے بروایت ابوعثمان نہدی حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مدینہ کے ایک باغ میں تھا ایک شخص آیا اور اس نے دروازہ کھلوایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دروازہ کھول دو اور ان کو جنت کی بشارت دو۔ میں نے دروازہ کھولا تو معلوم ہوا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں میں نے ان کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کے موافق بشارت دی انھوں نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ پھر ایک اور شخص آیا اور اس نے دروازہ کھلوایا۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دروازہ کھول دو اور ان کو جنت کی بشارت دو میں نے دروازہ کھولا تو معلوم ہوا کہ عمر رضی اللہ عنہ ہیں میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے ان کو آگاہ کر دیا انھوں نے اللہ کا شکر ادا کیا پھر ایک اور شخص نے دروازہ کھلوایا حضرتؐ نے مجھ سے فرمایا کہ دروازہ کھول دو اور ان کو جنت کی بشارت دو بعوض اس بلوے کے جو ان پر ہوگا میں نے دروازہ کھولا تو معلوم ہوا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں میں نے ان کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے آگاہ کر دیا انھوں نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ اس کے بعد کہا۔ (اس بلوے میں) اللہ ہی مددگار ہے۔ [حدیث امامت نماز جس سے خلافت صدیق رضی اللہ عنہ پر استدلال کیا جاتا ہے] امام احمدؒ نے عبدالملک بن عمیر سے

لہ یعنی جس طرح شیخین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے قریب قریب ہی ان حضرات کی ایک جگہ قبریں ہیں اور جیسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ دوسری جانب بیٹھے ان کی قبر بھی علیحدہ ہوگی

عن ابی بردۃ عن ابی موسیٰ قال مرض رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فاشتد مرضہ فقال مروا ابابکر یصلی بالناس فقالت عائشۃ یا رسول اللہ ان ابابکر رجل رقیق متی یقوم مقامک لا یستطیع ان یصلی بالناس قال مروا ابابکر فلیصل بالناس فانکن صواحب یوسف فاتاہ الرسول فصلی ابوبکر بالناس فی حیٰوۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم واما قعودہ من الفتنۃ فقد روی عنہ بروایات فی العدد والتفقہ منہا ما اخرج الترمذی عن ھذیل بن شرحبیل عن ابی موسیٰ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم انہ قال فی الفتنۃ کسّروا فیہا قسیکم وقطّعوا فیہا اوتارکم والزموا فیہا اجواف بیوتکم وکونوا کابن ادم واخرج احمد عن ھذیل بن شرحبیل عن ابی موسیٰ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان بین یدی الساعۃ فتنا کقطع اللیل المظلم یصبح فیہا مؤمنا ویمسی کافرا ویمسی مؤمنا ویصبح کافرا القاعد فیہا خیر من

انھوں نے ابو بردہ سے انھوں نے حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہوکر اور آپ کا مرض بہت بڑھ گیا تو آپ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ابوبکرؓ ایک نرم دل شخص ہیں جب وہ آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو ان پر ایسی رقت طاری ہوگی کہ لوگوں کو نماز نہ پڑھا سکیں گے آپ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں اور فرمایا تم لوگ یوسفؑ کی ہمنشین عورتوں کے مثل ہو چنانچہ (حسب ارشاد نبوی) ایک شخص یہ پیغام لے کر صدیقؓ کے پاس گیا اور انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات میں لوگوں کو نماز پڑھائی (حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کا فتنہ سے علٰحدہ رہنا جو بروایات متعددہ صحیحہ مروی ہے از انجملہ ترمذی نے ہذیل بن شرحبیل سے انھوں نے حضرت ابو موسیٰؓ سے انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فتنہ (کے بیان) میں فرمایا کہ تم لوگ اپنی کمانیں توڑ ڈالنا اور ان کے چلے کاٹ ڈالنا اور اپنے گھروں کے اندر بیٹھے رہنا اور مثل ابن آدم کے بن جانا۔ اور امام احمدؒ نے ہذیل بن شرحبیل سے انھوں نے حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت سے پہلے فتنے ہوں گے (جو تاریکی میں) مثل شب تاریک کے ٹکڑوں کے (ان فتنوں کا اثر یہ ہوگا) کہ صبح کو آدمی مومن ہوگا اور شام کو کافر ہو جائے گا اور شام کو مومن ہوگا اور صبح کو کافر ہو جائے گا اس فتنہ میں بیٹھنے والا کھڑے ہونیوالے سے

ملہ یہ روایت طرق متعددہ سے مروی ہے اور جب [illegible] کوئی حدیث مختصر کوئی مطول بیان ہو [illegible] انحصار ہے پہلا مقصد یہ کہ حضرت حفصہؓ کا ذکر [illegible] حضرت عائشہؓ [illegible] حضرت حفصہؓ سے [illegible] خطاب حضرت کا کہ تم لوگ یوسفؑ کی ہمنشین عورتوں کے مثل ہو [illegible] حضرت حفصہؓ [illegible] حضرت عائشہؓ [illegible] حضرت ابوبکرؓ [illegible] یوسفؑ کی ہمنشین عورتوں [illegible] مقصود [illegible] تم لوگ [illegible]

القاعد والقائم فيها خير من الماشي والماشي خير من الساعي فكسروا قسيكم وقطعوا أوتاركم واضربوا بسيوفكم الحجارة فإذا دخل على أحدكم بيته فليكن كخير ابني آدم وأخرج أحمد من حديث حطان بن عبد الله عن أبي موسى عن النبي صلى الله عليه وسلم قال إن بين يدي الساعة الهرج قالوا وما الهرج قال القتل قالوا أكثر مما نقتل في العام الواحد أكثر من سبعين ألفا قال إنه ليس بقتلكم المشركين ولكن قتل بعضكم بعضا قالوا ومعنا عقولنا يومئذ قال إنه ينزع عقول أكثر أهل ذلك الزمان ويخلف له قوم من الناس يحسب أكثرهم أنهم على شيء وليسوا على شيء قال أبو موسى والذي نفسي بيده ما أجد لي ولكم منها مخرجا إن أدركتني وإياكم إلا أن نخرج منها كما دخلنا لم نصب منها وأخرج أحمد من طريق الحسن عن أبي موسى أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال إذا تواجه المسلمان بسيفيهما فقتل أحدهما الآخر فالقاتل والمقتول في النار قيل هذا القاتل فما بال المقتول قال

بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ لہٰذا تم اپنی کمانیں توڑ ڈالنا اور ان کے چلّے کاٹ ڈالنا اور اپنی تلواریں پتھر سے کوٹ (کر خورد کر) دینا پھر اگر (باوجود اس کے) کوئی شخص تم میں سے کسی کے گھر میں گھس جائے تو اس کو چاہیئے کہ مثل اس ابن آدم کے ہو جائے جو بہتر تھا۔ اور امام احمدؒ نے بروایت حطان بن عبد اللہ حضرت ابو موسیٰؓ سے انہوں نے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا قیامت سے پہلے ہرج ہوگا۔ لوگوں نے پوچھا کہ ہرج کیا چیز ہے؟ حضرتؐ نے فرمایا قتل۔ صحابہؓ نے عرض کیا اس سے زیادہ قتل ہوگا جس قدر ہم (آجکل) کر رہے ہیں ہم تو ایک سال میں ستر ہزار سے زیادہ (کافروں کو) قتل کر دیتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا یہ مراد نہیں ہے کہ تم مشرکوں کو قتل کروگے بلکہ (یہ مراد ہے کہ) تم باہم ایک دوسرے کو قتل کروگے صحابہؓ نے (تعجب کے ساتھ) پوچھا کہ اُس وقت ہماری عقلیں ہمارے پاس ہوں گی حضرتؐ نے فرمایا اس زمانہ کے اکثر لوگوں کی عقلیں سلب کرلی جائیں گی اور اس زمانہ میں کچھ لوگ ایسے پیدا کر دیئے جائیں گے جو یہ سمجھیں گے کہ ہم کسی دین پر ہیں حالانکہ وہ کسی دین پر نہ ہوں گے۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے (اس حدیث کو بیان کرکے) کہا کہ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میرے لئے اور تمہارے لئے اس فتنہ سے نکلنے کی صورت نہیں بن سکتا جب کہ اس نے مجھے اور نیز تم کو لے لیا سوا اس کے کہ ہم اس سے نکل چلیں جس طرح (اس میں) داخل ہوئے تھے بغیر اس کے کہ اس سے کچھ حصہ لیں۔ اور امام احمدؒ نے بروایت حسن (بصری) حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب دو مسلمان تلوار کے ساتھ ایک دوسرے سے ملیں (یعنی باہم قتال کریں) پھر ایک ان میں سے دوسرے کو قتل کردے تو قاتل اور مقتول دونوں دوزخی ہیں کسی نے عرض کیا کہ قاتل تو خیر مگر مقتول کیوں دوزخی ہے؟ حضرتؐ نے فرمایا

لہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ بغیر کسی وجہ شرعی کے دونوں قتال کریں ورنہ جو بوجہ شرعی کے ساتھ قتال کرنے والے دوزخی نہیں کہے جاسکتے۔

انه اسناد كمثل صاحبه -

ومن مسند عبد الله بن عمرو بن العاص رض

اما بشارة الخلفاء بالجنة فقد اخرج احمد من طريق قتادة عن ابن سيرين عن عبد الله بن عمرو قال كنت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فجاء ابو بكر فاستأذن فقال ائذن له وبشره بالجنة ثم جاء عثمان فاستأذن فقال ائذن له وبشره بالجنة قال قلت فاين انا قال انت مع ابيك واما ما يستدل به من حديثه على الخلافة الخاصة من حيث كونها في زمن العافية فقد اخرج احمد عن الاعمش عن زيد بن وهب عن عبد الرحمن بن عبد رب الكعبة قال انتهيت الى عبد الله بن عمرو بن العاص وهو جالس في ظل الكعبة فسمعته يقول بينا نحن مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في سفر اذ نزلنا منزلا فمنا من يضرب خباءه ومنا من هو في جشره ومنا من ينتضل اذ نادى مناديه الصلوة جامعة قال فاجتمعنا قال فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم فخطبنا فقال انه لم يكن نبي قبلي الا دل امته على ما يعلمه خيرا لهم ويحذرهم ما يعلمه شرا لهم

(اس وجہ سے کہ وہ اپنے مسلمان بھائیوں کے قتل کا ... اور وہ ... تھا)

مسند حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ

(خلفاء کو جنتی ہونے کی بشارت) ۳ روایت

امام احمد نے بروایت قتادہ ابن سیرین سے انھوں نے عبد اللہ بن عمرو سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے تھے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ابو بکرؓ آئے اور اندر آنے کی اجازت مانگی حضرتؐ نے فرمایا ان کو اجازت دو اور جنت کی بشارت دو۔ اس کے بعد عثمانؓ آئے اور انھوں نے اندر آنے کی اجازت مانگی حضرتؐ نے فرمایا ان کو اجازت دو اور جنت کی بشارت دو۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں کہاں (جاؤں گا جنت میں یا دوزخ میں) حضرتؐ نے فرمایا تم اپنے والد کے ساتھ ہو۔

(حضرت عبد اللہ بن عمرو کی وہ حدیث جس سے خلفائے راشدین کی خلافت کے خلافت خاصہ ہونے پر استدلال کیا جاتا ہے بوجہ اس کے کہ وہ زمانہ عافیت میں واقع ہوئی)

امام احمد نے اعمش سے انھوں نے زید بن وہب سے انھوں نے عبد الرحمن بن عبد رب الکعبہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں عبد اللہ بن عمرو کے پاس گیا وہ کعبہ کے سایہ میں بیٹھے ہوئے تھے (اور بہت سے لوگ ان کے پاس جمع تھے) میں نے ان سے سنا وہ کہتے تھے کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر میں تھے ایک منزل میں ہم لوگوں نے قیام کیا ہم میں سے کسی نے خیمہ نصب کر لیا تھا اور کوئی یونہی پڑا تھا اور کچھ لوگ تیر اندازی کی مشق میں مصروف تھے کہ یکایک حضرتؐ کے منادی نے آواز دی کہ الصلوٰۃ جامعۃ چنانچہ ہم سب لوگ یکجا ہو گئے پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور آپؐ نے فرمایا مجھ سے پہلے جس قدر نبی گزرے ہیں سب نے اپنی امت کو وہ باتیں بتائی ہیں جن کو ان کے لئے مفید سمجھا اور ان باتوں سے ڈرایا ہے جن کو ان کے لئے مضر سمجھا (لہٰذا میں بھی کچھ تم سے

لہ حضرت عمرو بن عاص ... جنت کی بشارت نہ دی بلکہ ایک مجمل جواب عنایت فرمایا [illegible]
[illegible] — لہ یعنی کچھ لوگوں کے [illegible]

وان امتکم هذه جعلت عافیتها فی اولها وان آخرها سیصیبهم بلاء شدید وامور تنکرونها تجیء فتن یرقق بعضها بعضا تجیء الفتنة فیقول المؤمن هذه مهلکتی ثم تنکشف ثم تجیء الفتنة فیقول المؤمن هذه هذه ثم تنکشف فمن سره منکم ان یزحزح عن النار ویدخل الجنة فلتدرکه موتته وهو مؤمن بالله والیوم الآخر ولیأت الی الناس الذی یحب ان یؤتی الیه ومن بایع اماما فاعطاه صفقة یده وثمرة قلبه فلیطعه ما استطاع فان جاء آخر ینازعه فاضربوا عنق الآخر قال فادخلت رأسی من بین الناس فقلت فانشدته بالله انت سمعت هذا من رسول الله صلی الله علیه وسلم قال فاشار بیدیه الی اذنیه فقال سمعته اذنای ووعاه قلبی قال فقلت هذا ابن عمک معاویة یأمرنا باکل اموالنا بیننا بالباطل وان نقتل انفسنا وقد قال الله تعالی یا ایها الذین آمنوا لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل

کہتا ہوں سنو) اس امت کی عافیت تو دور اول میں رکھی گئی ہے اور دور آخر میں لوگ سخت مصیبت میں گرفتار ہونگے اور ایسی باتیں ہوں گی جن کو تم برا سمجھو گے (اور پے در پے) ایسے فتنے آئیں گے کہ ایک فتنہ کے سامنے دوسرا فتنہ حقیر معلوم ہوگا جب ایک فتنہ آئے گا تو مومن کہے گا کہ یہ مجھے ہلاک کردیگا پھر وہ دفع ہو جائے گا اور دوسرا فتنہ آئے گا تو مومن کہے گا کہ (خیر پہلے فتنے سے تو میں بچ گیا مگر) یہ فتنہ (ضرور مجھے ہلاک کردے گا) پھر وہ بھی دفع ہو جائے گا لہذا تم میں سے جس شخص کو یہ بات اچھی معلوم ہوتی ہو کہ وہ دوزخ سے بچا لیا جائے اور جنت میں داخل کیا جائے تو چاہیے کہ (وہ ایسی کوشش کرے کہ) موت اس کو اس حال میں آئے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو اور چاہیے کہ وہ لوگوں سے ایسا معاملہ کرے جس کو اپنے لئے پسند کرتا ہو اور جو شخص کسی امام (یعنی خلیفہ) کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے اور اس کی اطاعت قبول کرلے تو چاہیئے کہ جہاں تک اس میں طاقت ہو اس کی اطاعت کرے پھر اگر دوسرا خلیفہ آئے اور پہلے خلیفہ سے جھگڑا کرے تو تم سب لوگ دوسرے خلیفہ کی گردن اڑا دینا (عبد الرحمن راوی حدیث) کہتے ہیں کہ میں نے لوگوں کے درمیان سے اپنا سر نکال کر ان سے کہا کہ میں آپ کو اللہ کی قسم دلا کر پوچھتا ہوں کہ کیا آپ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کو سنا ہے تو انھوں نے اپنے کانوں کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ میرے ان دونوں کانوں نے اس حدیث کو سنا ہے اور میرے دل نے اس کو یاد رکھا ہے۔ میں نے پوچھا کہ آپ کے چچا کے بیٹے یعنی معاویہ تو ہمیں مسلمانوں کا مال ناحق کھا جانے اور مسلمانوں کو مار ڈالنے کی ترغیب دیتے ہیں[1] حالانکہ اللہ تعالیٰ فرما چکا ہے یا ایھا الذین آمنوا الآیۃ (ترجمہ اے مسلمانو! اپنے بھائیوں کے مال ناحق نہ کھاؤ) پھر آپ بتلائیے کہ معاویہ کی اطاعت کیسے

[1] اس کا مطلب یہ نہیں ہو کہ حضرت معاویہ صاف صاف ایسا حکم دیتے تھے کہ تم ناحق لوگوں کے مال کھاؤ بلکہ مجبور کر راوی کے نزدیک ان کا وہ حکم ناحق تھا تو اس نے مفہوم کو ان کی طرف منسوب کیا اور ایسا اکثر ہوتا رہتا ہے۔

قال فجمع يديه فوضعهما على جبهته ثم نكس هنيهة ثم رفع رأسه فقال أطعه في طاعة الله واعصه في معصية الله۔ وأما سوابق أبي بكر الصديق رضي الله عنه فقد أخرج البخاري عن عروة بن الزبير قال سألت عبد الله بن عمرو عن أشد ما صنع المشركون برسول الله صلى الله عليه وسلم قال رأيت عقبة بن أبي معيط جاء إلى النبي صلى الله عليه وسلم وهو يصلي فوضع رداءه في عنقه فخنقه به خنقا شديدا فجاء أبو بكر رضي الله عنه حتى دفعه عنه فقال أتقتلون رجلا أن يقول ربي الله وقد جاءكم بالبينات من ربكم۔

کریں) حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے اپنے دونوں ہاتھ اپنی پیشانی پر رکھ لئے اور تھوڑی دیر تک سر جھکائے رہے اس کے بعد سر اٹھایا اور فرمایا کہ اللہ کی اطاعت میں ان کی اطاعت کرو اور اللہ کی معصیت میں ان کی اطاعت چھوڑ دو۔ [حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سوابق] بخاری نے عروہ بن زبیرؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے میں نے حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے پوچھا کہ سب سے زیادہ سخت کام جو مشرکوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا ہو وہ کیا تھا؟ انھوں نے کہا میں نے عقبہ بن ابی معیط کو دیکھا کہ وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ نماز پڑھ رہے تھے اس نے اپنی چادر آپ کے گلے میں ڈال کر آپ کے گلوئے مبارک کو نہایت سختی کے ساتھ گھونٹنا شروع کیا۔ اتنے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ آگئے اور انھوں نے اس کو آپ کے پاس سے ہٹایا اور کہا کیا تم ایسے شخص کو قتل کروگے جو کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے اور وہ واضح نشانیاں تمھارے پروردگار کے پاس سے لایا۔

ومن مسند أبي هريرة رضي الله عنه

مسند ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
۲۳۔ روایت

بيان الخلافة في قريش فقد أخرج أحمد والشيخان وغيرهم عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الناس تبع لقريش في هذا الشأن مسلمهم لمسلمهم وكافرهم لكافرهم۔ وأخرج أحمد من طريق ابن أبي ذئب عن سعيد المقبري عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن لقريش حقا ما حكموا فعدلوا وائتمنوا فأدوا واسترحموا فرحموا۔ وأما ما يستدل به على خلافتهم من حديث الظلة فقد أخرج الشيخان وغيرهما بطرق متعددة منها ما أخرج أبو داود من طريق الزهري عن عبيد الله بن عبد الله

امام احمدؒ اور شیخین (یعنی بخاری مسلم) وغیرہم نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ اس کام میں قریش کے تابع (بنائے گئے) ہیں مسلمان لوگ مسلمان قریش کے اور کافر لوگ کافر قریش کے اور امام احمد نے بروایت ابن ابی ذئب کے سعید مقبری سے انھوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک قریش کو حق (خلافت کا) ہے جب تک (ان میں یہ صفت رہے) کہ جب وہ حاکم بنیں تو انصاف کریں اور (اگر) امین بنائے جائیں تو (حق امانت) ادا کریں اور (اگر) ان سے رحم کی خواستگاری کی جائے تو رحم کریں۔ [اور وہ حدیث جس سے خلافت خلفاء پر استدلال کیا جاتا ہے] شیخین وغیرہما نے مختلف سندوں سے روایت کی ہے منجملہ ان کے وہ ہے جو ابوداؤد نے بروایت زہری عبید اللہ بن عبد اللہ سے انھوں نے

عن ابن عباس قال كان ابو هريرة يحدث ان رجلا اتى الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال انى ارى الليلة ظلة ينطف منها السمن والعسل فارى الناس يتكففون بايديهم فالمستكثر والمستقل وارى سببا واصلا من السماء الى الارض فاراك يا رسول الله اخذت به فعلوت ثم اخذ به رجل آخر فعلا به ثم اخذ به رجل آخر فعلا به ثم اخذ به رجل آخر فانقطع ثم وصل فعلا به قال ابو بكر بابى انت وامى لتدعنى فلاعبرنها فقال اعبر فقال اما الظلة فظلة الاسلام واما ما ينطف من السمن والعسل فهو القرآن لينه وحلاوته واما المستكثر والمستقل فهو المستكثر من القرآن والمستقل منه واما السبب الواصل من السماء الى الارض فهو الحق الذى انت عليه تاخذ به فيعليك الله ثم ياخذ به بعدك رجل فيعلو به ثم ياخذ به رجل آخر فيعلو به ثم ياخذ به رجل آخر فينقطع ثم يوصل له فيعلو به اى رسول الله لتحدثنى اصبت ام اخطات فقال اصبت بعضا واخطات بعضا قال اقسمت يا رسول الله

حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ بیان فرماتے تھے کہ ایک شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اُس نے عرض کیا کہ میں نے آج شب کو (خواب میں) دیکھا کہ ایک ابر کا ٹکڑا ہے اس سے گھی اور شہد ٹپک رہا ہے پھر میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ دونوں دونوں ہاتھوں سے اس کو لے رہے ہیں کسی نے زیادہ لیا کسی نے کم اور میں نے ایک رسّی دیکھی جو آسمان سے زمین تک لٹک رہی ہے پھر میں نے یا رسول اللہ آپ کو دیکھا کہ آپ نے اُس رسّی کو پکڑا اور اوپر چڑھ گئے اس کے بعد ایک اور شخص نے اُس رسّی کو پکڑا اور اُس کے زور سے اوپر چڑھ گیا اس کے بعد ایک اور شخص نے اُس رسّی کو پکڑا اور اس کے زور سے اوپر چڑھ گیا پھر ایک اور شخص نے اُس رسّی کو پکڑا تو وہ ٹوٹ گئی مگر پھر جوڑ دی گئی اور وہ بھی اس کے زور سے اوپر چڑھ گیا۔ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا کہ میرے باپ اور ماں آپ پر فدا ہو جائیں آپ مجھے اجازت دیجئے تو میں اس کی تعبیر بیان کروں۔ حضرتؐ نے فرمایا بیان کرو انہوں نے کہا کہ ابر (کی تعبیر) تو اسلام ہے اور جو گھی اور شہد اس سے ٹپک رہا ہے وہ قرآن ہے (گھی سے) اس کی نرمی اور (شہد سے) اس کی حلاوت (کی طرف اشارہ) ہے اور کسی نے زیادہ لیا کسی نے کم اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کا علم کسی نے زیادہ حاصل کیا اور کسی نے کم اور رسّی جو آسمان سے زمین تک لٹکی ہوئی (اس نے دیکھی) ہے وہ دین حق ہے جس پر آپ (قائم) ہیں آپ اس کو لئے ہوئے ہیں لہٰذا اللہ آپ کو بلند (رتبہ) کر دے گا پھر آپ کے بعد ایک اور شخص اس کو لے گا وہ بھی اس کے سبب سے بلند (رتبہ) ہو جائے گا۔ پھر ایک اور شخص اس کو لیگا وہ بھی اس کے سبب سے بلند (رتبہ) ہو جائے گا۔ پھر ایک اور شخص اس کو لے گا تو وہ منقطع ہو جائے گا مگر پھر اس کے لئے جوڑ دیا جائے گا وہ بھی اس کے سبب سے بلند (رتبہ) ہو جائیگا۔ یا رسول اللہ! آپ فرمائیے کہ میں نے صحیح تعبیر دی یا غلط۔ حضرتؐ نے فرمایا کچھ صحیح تعبیر دی کچھ غلط۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ

لتحدثنی ما الذی اخطأت فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تقسم

واما ما یستدل بہ من حدیث القلیب فقد اخرج البخاری عن ابن شہاب قال اخبرنی سعید ان ابا ہریرۃ اخبرہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال بینا انا نائم رأیتنی علی قلیب وعلیہا دلو فنزعت منہا ما شاء اللہ ثم اخذہا ابن ابی قحافۃ فنزع منہا ذنوبا او ذنوبین وفی نزعہ ضعف واللہ یغفر لہ ثم استحالت غربا فاخذہا عمر بن الخطاب فلم ار عبقریا من الناس ینزع نزع ابن الخطاب حتی ضرب الناس بعطن

واخرج البخاری من حدیث معمر عن ہمام عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بینا انا نائم رأیت انی علی حوض اسقی الناس فاتانی ابوبکر فاخذ الدلو من یدی لیریحنی فنزع ذنوبین وفی نزعہ ضعف واللہ یغفر لہ فاتی ابن الخطاب فاخذ منہ فلم یزل ینزع حتی تولی الناس والحوض یتفجر

واما ما یستدل بہ علی خلافتہم من الصلوۃ التی دعی بہا النبی صلی اللہ علیہ وسلم للخلافۃ الخاصۃ من انہا فی المدینۃ فقد اخرج الحاکم من حدیث ہشیم عن العوام بن حوشب

میں آپ کو قسم دلاتا ہوں آپ مجھ سے بیان کر دیجئے جو کچھ میں نے غلطی کی ہو۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم نہ دلاؤ۔

[کنوئیں والی حدیث جس سے (خلافت پر) استدلال کیا جاتا ہے] بخاری نے ابن شہابؒ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے مجھے سعیدؒ نے خبر دی کہ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس حال میں کہ میں سو رہا تھا میں نے اپنے کو ایک کنوئیں پر (کھڑا ہوا) دیکھا اور اس کنوئیں پر ایک ڈول (رکھا ہوا) تھا میں نے اس سے ڈول (بھر بھر کر) نکالے جس قدر اللہ نے چاہے پھر اس ڈول کو (میرے ہاتھ سے) ابن ابی قحافہ نے لے لیا اور انھوں نے اس سے ایک ڈول یا دو ڈول نکالے اور ان کے نکالنے میں کچھ کمزوری تھی اللہ اس کو معاف کرے پھر وہ ڈول چرس بن گیا اور اس کو (ان کے ہاتھ سے) عمر بن خطابؓ نے لے لیا میں نے کسی زور آور آدمی کو نہیں دیکھا کہ وہ عمرؓ کی طرح (زور و قوت کے ساتھ) ڈول نکالتا ہو یہاں تک کہ (لوگ خود تو سیراب ہو ہی گئے) اپنے اونٹوں کو (بھی) انھوں نے (سیراب کر کے) بٹھلا دیا۔ اور بخاری نے بروایت معمر ہمام سے انھوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس حال میں کہ میں سو رہا تھا میں نے دیکھا کہ میں ایک حوض پر ہوں لوگوں کو اس سے (بھر بھر کر) پانی پلا رہا ہوں پھر ابوبکرؓ میرے پاس آئے اور انھوں نے مجھے آرام دینے کے لئے ڈول میرے ہاتھ سے لے لیا پھر انھوں نے دو ڈول نکالے اور ان کے نکالنے میں کچھ کمزوری تھی۔ اللہ معاف کرے جس کے بعد ابن خطابؓ آئے اور انھوں نے (وہ ڈول) ابوبکرؓ سے لے لیا اور (بھر بھر کر) نکالنا شروع کر دیا یہاں تک کہ لوگ (پانی پی پی کر) لوٹ گئے اور حوض بہنے لگا۔

[وہ حدیث جس سے خلافت خلفاء پر استدلال کیا جاتا ہے بوجہ اس کے کہ اس میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے خلافت خاصہ کا مقام بیان کر دیا ہے کہ وہ مدینہ میں ہوگی] حاکم نے بروایت ہشیم عوام بن حوشب سے انھوں نے

عن سليمان بن ابى سليمان عن ابيه عن ابى هريرة عن النبى صلى الله عليه وسلم قال الخلافة بالمدينة والملك بالشام واما ما يستدل به على خلافتهم الخاصة من حديث القرون فقد اخرج احمد وغيره من طرق منها طريق عبد الله بن شقيق عن ابى هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خير امتى القرن الذى بعثت فيه ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم والله اعلم اقال الثالثة ام لا ثم يخلف قوم يحبون السمانة يشهدون قبل ان يستشهدوا واما ما يستدل به على خلافة الصديق رضى الله عنه من الخطبة التى خطبها النبى صلى الله عليه وسلم قبل وفاته اخرج الترمذى من طريق داود بن يزيد الاودى عن ابيه عن ابى هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما لاحد عندنا يد الا وقد كافيناه ما خلا ابا بكر فان له عندنا يدا يكافيه الله بها يوم القيامة وما نفعنى مال احد قط ما نفعنى مال ابى بكر ولو كنت متخذا خليلا لاتخذت ابا بكر خليلا الا وان صاحبكم خليل الله واخرج احمد من طريق الاعمش عن ابى صالح عن ابى هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

سلیمان بن ابی سلیمان سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا خلافت مدینہ میں ہوگی اور سلطنت (ملک) شام میں۔ [قرون ثلثہ والی حدیث جس سے (خلفائے راشدین کی خلافت کے) خلافت خاصہ (مخصوصہ) پر استدلال کیا جاتا ہے] امام احمدؒ وغیرہ نے چند طرق سے اس کو روایت کیا ہے از انجملہ بروایت عبداللہ بن شقیق حضرت ابوہریرہؓ سے منقول ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں سب سے بہتر وہ قرن ہے جس میں میں مبعوث کیا گیا پھر وہ لوگ جو میرے قرن کے لوگوں کے بعد ہوں پھر وہ لوگ جو اس قرن کے لوگوں کے بعد ہوں [راوی کہتا ہے مجھے یاد نہیں کہ تیسرے قرن کی نسبت بھی آپ نے بہتر ہونے کو فرمایا یا نہیں] اس کے بعد کچھ لوگ ایسے پیدا ہوں گے جو فربہی کو دوست رکھیں گے (یعنے عیش دنیاوی پر حریص ہوں گے) وہ لوگ (جھوٹی) گواہی دیں گے قبل اس کے کہ ان سے گواہی طلب کی جائے۔ [نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا خطبہ جو آپ نے اپنی وفات سے پہلے فرمایا تھا جس سے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر استدلال کیا جاتا ہے]۔ ترمذی نے بروایت داؤد بن یزید اودی اپنے والد سے انھوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی کا کچھ احسان ہمارے اوپر تھا ہم نے اس کا بدلہ کر دیا سوا ابوبکرؓ کے کہ ان کا جو احسان ہم پر ہے اس کا بدلہ اللہ قیامت میں ان کو دے گا۔ کسی کے مال نے کبھی مجھ کو اس قدر نفع نہیں دیا جس قدر ابوبکرؓ کے مال نے مجھے نفع دیا اگر میں (سوا خدا کے) کسی کو خلیل بناتا تو یقیناً ابوبکرؓ کو خلیل بناتا آگاہ رہو تمھارا صاحب (یعنے میں) خلیل اللہ ہے۔ اور امام احمدؒ نے بروایت اعمش ابوصالح سے انھوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا

ما نفعني مال قط ما نفعني مال أبي بكر، فبكى أبو بكر وقال هل أنا ومالي إلا لك يا رسول الله. وأما مواعيد الله الظاهرة على أيدي الخلفاء فقد أخرج الشيخان وغيرهما بطرق متعددة منها ما أخرج البخاري عن أيوب عن محمد عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال النبي صلى الله عليه وسلم أعطيت مفاتيح الكلم ونصرت بالرعب وبينا أنا نائم البارحة إذ أتيت بمفاتيح خزائن الأرض حتى وضعت في يدي. قال أبو هريرة فذهب رسول الله صلى الله عليه وسلم وأنتم تنتقلونها. وأخرج الشيخان وغيرهما بطرق متعددة منها ما أخرج أحمد عن الزهري عن سعيد عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم إذا هلك كسرى فلا كسرى بعده وإذا هلك قيصر فلا قيصر بعده والذي نفسي بيده لتنفقن كنوزهما في سبيل الله. وأما مناقب أبي بكر الصديق رضي الله عنه فقد أخرج البخاري عن الزهري عن حميد بن عبد الرحمن عن أبي هريرة قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من أنفق زوجين من شيء من الأشياء في سبيل الله دعي من أبواب يعني الجنة يا عبد الله هذا خير فمن كان من أهل الصلاة دعي من باب الصلاة

کسی کے مال نے مجھے اس قدر نفع نہیں دیا جس قدر ابوبکرؓ کے مال نے مجھے نفع دیا، یہ سنکر حضرت ابوبکرؓ رونے لگے اور انھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں اور میرا مال (دونوں) آپ ہی کے ہیں۔ (اللہ کے وعدے جو خلفاء کے ہاتھوں پر پورے ہوئے) شیخینؒ وغیرہما نے بچند طرق روایت کیا ہے از انجملہ بخاری نے ایوب سے انھوں نے محمد سے انھوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے کلام کی کنجیاں دی گئی ہیں اور رعب سے میری مدد کی گئی اور ایک روز میں سو رہا تھا (میں نے خواب میں دیکھا کہ) مجھے روئے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئیں یہاں تک کہ میرے ہاتھ میں رکھدی گئیں، حضرت ابوہریرہؓ نے (اس حدیث کو بیان کرکے) کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو (دار البقاء کو) تشریف لے گئے اب تم ان خزانوں کو تصرف کر رہے ہو اور شیخینؒ وغیرہما نے بطرق متعددہ روایت کیا ہے از انجملہ امام احمدؒ نے زہری سے انھوں نے سعید سے انھوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا جب کسریٰ ہلاک ہوجائے گا تو اس کے بعد پھر کوئی کسریٰ نہ ہوگا اور جب قیصر ہلاک ہوجائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا قسم اس کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے کہ تم لوگ کسریٰ اور قیصر کے خزانوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کروگے۔ (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مناقب) بخاری نے زہری سے انھوں نے حمید بن عبد الرحمن سے انھوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ جو شخص کسی چیز کا ایک جوڑا اللہ کی راہ میں خرچ کریگا وہ جنت کے کئی دروازوں سے بلایا جائے گا کہ اے بندہ خدا (اس دروازہ سے آؤ) یہ بہت اچھا ہے پھر جو کوئی اہل نماز سے ہوگا وہ نماز کے دروازہ سے بلایا جائیگا

[illegible]

ومن كان من أهل الجهاد دُعي من باب
الجهاد ومن كان من أهل الصدقة دُعي من
باب الصدقة ومن كان من أهل الصيام دُعي
من باب الصيام باب الريان فقال أبوبكر
رضي الله عنه ما على هذا الذي يدعى من
تلك الأبواب من ضرورة وقال هل
يدعى منها كلها أحد يا رسول الله فقال
نعم وأرجو أن تكون منهم يا أبابكر. وأخرج
أبوداؤد من طريق عبد السلام ابن حرب
عن أبي خالد الدالاني عن أبي خالد مولى
آل جعدة عن أبي هريرة قال قال رسول
الله صلى الله عليه وسلم أتاني جبرئيل فأخذ
بيدي فأراني باب الجنة الذي يدخل منه
أمتي فقال أبوبكر يا رسول الله وددت أني
كنت معك حتى أنظر إليه فقال رسول
الله صلى الله عليه وسلم أما إنك يا أبابكر
أول من يدخل الجنة من أمتي. ومنها
مناقب عمر بن الخطاب رضي الله عنه فمنها
أخرج البخاري عن ابن شهاب عن سعيد
بن المسيب أن أبا هريرة قال بينا نحن
عند رسول الله صلى الله عليه وسلم إذ
قال بينا أنا نائم رأيتني في الجنة فإذا
امرأة تتوضأ إلى جانب قصر فقلت لمن
هذا القصر قالوا لعمر فذكرت غيرته
فوليت مدبرا فبكى عمر وقال أعليك
أغار يا رسول الله. وأخرج البخاري عن
إبراهيم بن سعد عن أبيه عن
أبي سلمة عن أبي هريرة قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم

اور جو اہل جہاد سے ہوگا وہ جہاد کے دروازہ سے بلایا جائے گا
اور جو اہل صدقہ سے ہوگا وہ صدقہ کے دروازہ سے بلایا جائیگا
اور جو اہل صیام سے ہوگا وہ صیام کے دروازہ سے بلایا جائیگا
جس کا نام باب الریان ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا جو
شخص ان تمام دروازوں سے بلایا جائے اس کو تو پھر کسی قسم
کی ضرورت نہ رہے گی یا رسول اللہ! کیا ایسا بھی کوئی شخص ہوگا
جو ان تمام دروازوں سے بلایا جائے گا۔ حضرت نے فرمایا اے
ابوبکرؓ! میں امید رکھتا ہوں کہ تم انھیں میں سے ہو گے (جو
ان سب دروازوں سے بلائے جائیں گے)۔ ابوداؤد نے بطریق
عبدالسلام بن حرب ابو خالد دالانی سے انھوں نے ابو خالد
مولی آل جعدہ سے انھوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت
کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرئیل میرے
پاس آئے اور انھوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے جنت کا دروازہ
دکھلایا جس میں میری امت کے لوگ داخل ہوں گے ابوبکرؓ نے
کہا یا رسول اللہ! کاش میں اس وقت آپ کے ساتھ ہوتا
اور اس دروازہ کو میں بھی دیکھ لیتا۔ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکرؓ! سنو تم میری امت میں
سب سے پہلے جنت میں داخل ہو گے۔ { عمر بن خطاب رضی اللہ
عنہ کے مناقب } بخاریؒ نے ابن شہابؒ سے انھوں نے
سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ کہتے
تھے ہم لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے آپ
نے فرمایا کہ میں نے اپنے کو جنت میں دیکھا ایک عورت ایک
محل کے سامنے وضو کر رہی ہے میں نے پوچھا یہ محل کس کا ہے؟
فرشتوں نے کہا کہ عمرؓ کا ہے مجھے ان کی غیرت کا خیال آیا
اور (میں محل کے اندر نہیں گیا) پیچھے لوٹ آیا (یہ سنکر حضرت
عمرؓ رو دیے اور انھوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! کیا میں آپ پر
غیرت کرتا۔ اور بخاری نے ابراہیم بن سعدؓ سے انھوں نے
اپنے والد سے انھوں نے ابو سلمہ سے انھوں نے حضرت ابوہریرہؓ
سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

واما مناقب عثمان رضی اللہ عنہ فقد اخرج ابن ماجۃ عن ابی مروان بن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لکل نبی رفیق فی الجنۃ ورفیقی فیہا عثمان بن عفان واخرج ابن ماجۃ بہذا الاسناد ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لقی عثمان عند باب المسجد فقال یا عثمان ھذا جبرئیل اخبرنی ان اللہ قد زوجک ام کلثوم بمثل صداق رقیۃ علی مثل صحبتہا واما ان عثمان یقتل مظلوما وانہ علی الحق یوم یقتل فقد اخرج الحاکم من طریق موسی بن عقبۃ ومحمد وابراہیم بنی عقبۃ قالوا حدثنا ابو امی ابو حبیبۃ قال شہدت اباھریرۃ وعثمان محصور فی الدار فقال ابوھریرۃ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول انہا ستکون فتنۃ واختلاف او اختلاف وفتنۃ قال قلنا یا رسول اللہ فما تأمرنا قال علیکم بالامیر واصحابہ و اشار الی عثمان واخرج الحاکم من حدیث ابی زرعۃ عن ابی ھریرۃ اشتری عثمان بن عفان الجنۃ من النبی صلی اللہ علیہ وسلم مرتین حیث حفر بئر رومۃ وحیث جہز جیش العسرۃ واما ان ابا بکر صدیق وسائرہم شہداء فقد اخرج الترمذی من حدیث عبد العزیز بن محمد عن سہیل عن ابیہ عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

{عثمان رضی اللہ عنہ کے مناقب} ابن ماجہ نے اپنے والد عبدالرحمن بن ابی الزناد سے انھوں نے اعرج سے انھوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کے لئے جنت میں ایک رفیق ہوتا ہے چنانچہ میرا رفیق جنت میں عثمان بن عفانؓ ہے۔ اور نیز ابن ماجہ نے اسی سند سے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم مسجد کے دروازہ پر حضرت عثمانؓ سے ملے اور فرمایا کہ اے عثمانؓ یہ جبرئیلؑ (کھڑے ہوئے) ہیں انھوں نے مجھے خبر دی ہے کہ اللہ نے ام کلثومؓ کا نکاح تمھارے ساتھ کر دیا بعوض اسی قدر مہر کے جو رقیہ کا تھا اور بشرطیکہ اسی حسن معاشرت (رکھے جو) رقیہ کے ساتھ تم نے کی۔ {حضرت عثمانؓ کا ظلماً قتل کیا جانا اور جس روز وہ قتل ہوئے اُن کا حق پر ہونا} حاکم نے موسےٰ اور محمد اور ابراہیم فرزندانِ عقبہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے ہم سے ہمارے نانا ابوحسنہ نے بیان کیا کہ میں حضرت ابوہریرہؓ کے پاس گیا جب کہ حضرت عثمانؓ اپنے گھر میں محصور تھے تو حضرت ابوہریرہؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ عنقریب ایک فتنہ اور اختلاف ہوگا یا فرمایا کہ اختلاف اور فتنہ ہوگا۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے تھے کہ ہم لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ پھر آپ ہم کو (اس فتنہ میں) کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا تم (اپنے) سردار اور اس کے رفقاء کے ساتھ رہنا اور آپ نے حضرت عثمانؓ کی طرف اشارہ کیا۔ اور حاکم نے بروایت ابوزرعہ حضرت ابوہریرہؓ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت عثمانؓ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے دو مرتبہ جنت خرید کی (ایک مرتبہ) جب کہ انھوں نے چاہ رومہ کو خریدا اور (دوسری مرتبہ) جب کہ انھوں نے جیش العسرۃ کا سامان درست کر دیا۔ {حضرت ابوبکرؓ کا صدیق اور باقی خلفاء کا شہید ہونا} ترمذی نے بروایت عبدالعزیز بن محمد سہیل سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

أنه كان على حراء هو وأبو بكر وعمر وعثمان وعلي بن أبي طالب وطلحة والزبير فتحركت الصخرة فقال النبي صلى الله عليه وسلم اهدأ فما عليك إلا نبي أو صديق أو شهيد. وأما تبشير أهل بدر بالجنة فقد أخرج أبو داود عن عاصم عن أبي صالح عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اطلع الله عز وجل على أهل بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت لكم. وأما تحذيره من الفتنة فقد أخرج الترمذي من حديث عبد العزيز بن محمد عن العلاء بن عبد الرحمن عن أبيه عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال بادروا بالأعمال فتنا كقطع الليل المظلم يصبح الرجل مؤمنا ويمسي كافرا ويمسي مؤمنا ويصبح كافرا يبيع أحدهم دينه بعرض من الدنيا.

ومن مسند أم المؤمنين عائشة رضي الله عنها

أما ما يستدل به على خلافتهم من حديث الأحجار في أساس المسجد فقد أخرج الحاكم من طريق أحمد بن عبد الرحمن بن وهب عن عمه عن يحيى بن أيوب عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة قالت أول حجر حمله النبي صلى الله عليه وسلم لبناء المسجد ثم حمل أبو بكر حجرا آخر ثم حمل عمر حجرا آخر ثم حمل عثمان حجرا آخر فقلت يا رسول الله ألا ترى إلى هؤلاء كيف يساعدونك فقال يا عائشة هؤلاء الخلفاء من بعدي

اور ابوبکرؓ وعمرؓ وعثمانؓ وعلی بن ابی طالبؓ وطلحہؓ وزبیرؓ کوہ حراء پر تھے یکایک وہ پہاڑ ہلنے لگا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے پہاڑ!) ٹھہر جا تیرے اوپر نبی یا صدیق یا شہید ہیں [اہل بدر کے جنتی ہونے کی بشارت] ابوداؤد نے عاصم سے انھوں نے ابو صالح سے انھوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اہل بدر (کے انجام) پر مطلع ہے اس لئے اس نے فرمایا کہ (اے اہل بدر!) جو چاہو کرو میں نے تمہیں معاف کردیا۔

[حضرت ابوہریرہؓ کا فتنہ سے خائف رہنا] ترمذی نے بروایت عبد العزیز بن محمد علاء بن عبد الرحمن سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (جو) کام (کرنا ہے) اُن فتنوں سے پہلے کرو جو مثل شب تاریک کے ٹکڑوں کے ہوں گے جن میں صبح کو آدمی مؤمن ہوگا اور شام کو کافر ہوجائے گا اور شام کو مؤمن ہوگا اور صبح کو کافر ہوجائے گا آدمی اپنا دین دنیا کے تھوڑے سے مال پر بیچ ڈالے گا۔

مسند اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا

۱۹ روایت

[مسجد نبوی کی بنیاد میں پتھر رکھنے]

وہ حدیث جس سے خلفاء کی خلافت پر استدلال کیا جاتا ہے حاکم نے بروایت احمد بن عبد الرحمن ابن وہب ان کے چچا سے انھوں نے یحییٰ بن ایوب سے انھوں نے ہشام بن عروہ سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتی تھیں سب سے پہلے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی بنیاد کے لئے پتھر اٹھایا پھر ابوبکرؓ نے ایک اور پتھر اٹھایا پھر عمرؓ نے ایک اور پتھر اٹھایا پھر عثمانؓ نے ایک اور پتھر اٹھایا۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ دیکھئے تو یہ لوگ کس طرح آپ کے ساتھ مل کر کام کر رہے ہیں۔ حضرت نے فرمایا اے عائشہؓ یہ لوگ میرے بعد خلیفہ ہوں گے (حاکم [illegible]

هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه وانما اشتهر باسناد واه برواية محمد بن فضل بن عطية فلذلك هجر واما ما يستدل به على خلافتهم من حديث القرون ثلثة اخرج احمد بطريق غريب عن عبد الله البهي عن عائشة قالت سأل رجل رسول الله صلى الله عليه وسلم اي الناس خير قال القرن الذي انا فيه ثم الثاني ثم الثالث اما قولها في خلافة الشيخين فقد اخرج مسلم من حديث ابن ابي مليكة قال سمعت عائشة وسئلت من كان رسول الله صلى الله عليه وسلم مستخلفا لو استخلفه قالت ابو بكر فقيل لها ثم من بعد ابي بكر قالت عمر ثم قيل لها من بعد عمر قالت ابو عبيدة بن الجراح ثم انتهت الى هذا واخرج الترمذي عن عبد الله بن شقيق قال قلت لعائشة اي اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم كان احب الى رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت ابو بكر قلت ثم من قالت عمر قلت ثم من قالت ابو عبيدة بن الجراح قال قلت ثم من فسكتت واما ما يستدل به على خلافة الصديق من قول النبي صلى الله عليه وسلم ادعي لي ابا بكر فقد اخرج مسلم من حديث الزهري عن عروة عن عائشة قالت قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم في مرضه ادعي لي ابا بكر اباك واخاك حتى اكتب كتابا

یہ حدیث صحیح ہے موافق شرط شیخین کے مگر شیخین نے اس کو نہیں لکھا یہ حدیث ایک کمزور سند کے ساتھ بروایت محمد بن فضل بن عطیہ مشہور تھی اسی وجہ سے چھوڑ دی گئی (اور شیخین نے اس کو نہ لیا) { قرون ثلٰثہ والی حدیث جس سے خلفاء کی خلافت پر استدلال کیا جاتا ہے } امام احمدؒ نے بسند غریب عبد اللہ بہی سے انھوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتی تھیں ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ سب سے بہتر کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا وہ (لوگ جو اس) قرن (میں ہیں) جس میں میں ہوں اس کے بعد دوسرا قرن اس کے بعد تیسرا قرن۔ { حضرت عائشہؓ کا قول خلافت شیخین کے متعلق } امام مسلمؒ نے بروایت ابن ابی ملیکہ نقل کیا ہے وہ کہتے تھے حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا کہ اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خلیفہ بناتے تو کس کو بناتے تو میں نے سنا کہ انھوں نے یہ جواب دیا کہ ابوبکرؓ کو پوچھا گیا۔ ابوبکرؓ کے بعد کس کو انھوں نے جواب دیا کہ عمرؓ کو۔ پوچھا گیا پھر عمرؓ کے بعد کس کو انھوں نے کہا ابو عبیدہ بن جراح کو بس یہاں تک پہنچ کر انھوں نے پھر کسی کو نہ بتایا۔ اور ترمذی نے عبد اللہ بن شقیق سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے حضرت کو کون محبوب تر تھا؟ انھوں نے کہا کہ ابوبکرؓ میں نے پوچھا کہ پھر کون؟ انھوں نے کہا عمرؓ میں نے پوچھا کہ پھر کون؟ انھوں نے کہا ابو عبیدہ بن جراحؓ میں نے پوچھا کہ پھر کون؟ تو انھوں نے سکوت کیا (اور کچھ جواب نہ دیا) { حدیث ادعی لی ابابکرؓ جس سے حضرت صدیقؓ کی خلافت پر استدلال کیا جاتا ہے } مسلم نے بروایت زہری عروہ سے انھوں نے حضرت عائشہؓ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتی تھیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے مرض (وفات) میں فرمایا کہ اے عائشہؓ! میرے پاس اپنے والد یعنی ابوبکرؓ کو اور اپنے بھائی (یعنی عبد الرحمن) کو بلوا دو میں ایک تحریر

فإني أخاف أن يتمنى متمن ويقول قائل أنا أولى ويأبى الله والمؤمنون إلا أبا بكر. وأما ما يستدل به من خطبة النبي صلى الله عليه وسلم قبل وفاته فقد أخرج الترمذي عن الزهري عن عروة عن عائشة أن النبي صلى الله عليه وسلم أمر بسد الأبواب إلا باب أبي بكر. وأما ما يستدل به من حديث الإمامة فقد أخرج الترمذي من حديث مالك بن أنس عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة أن النبي صلى الله عليه وسلم قال مروا أبا بكر فليصل بالناس فقالت عائشة يا رسول الله إن أبا بكر إذا قام مقامك لم يسمع الناس من البكاء فمر عمر فليصل قالت فقال مروا أبا بكر فليصل بالناس قالت عائشة فقلت لحفصة قولي له يا رسول الله إن أبا بكر إذا قام مقامك لم يسمع الناس من البكاء فأمر عمر فليصل بالناس ففعلت حفصة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم إنكن لأنتن صواحب يوسف مروا أبا بكر فليصل بالناس فقالت حفصة لعائشة ما كنت لأصيب منك خيرا. وأخرج الترمذي عن القاسم بن محمد عن عائشة

کرتا ہوں کہ کہیں کوئی تمنا کرنے والا تمنا نہ کرے اور کوئی کہنے والا یہ نہ کہے کہ میں (مستحق خلافت ہوں) حالانکہ وہ (مستحق) نہ ہوگا اور (یہ کہہ کر آپ نے فرمایا اچھا چھوڑ دو) اللہ اور مسلمان سوا ابوبکرؓ کے کسی سے راضی نہ ہوں گے۔

(نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا وہ خطبہ جو آپ نے اپنی وفات سے پہلے فرمایا تھا جس سے (خلافت پر) استدلال کیا جاتا ہے) ترمذی نے زہری سے انھوں نے عروہ سے انھوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سوا ابوبکرؓ کے سب کے دروازوں کو مسجد (نبوی) سے بند کرنے کا حکم دیا۔

(امامت نماز کی حدیث جس سے خلافت حضرت صدیقؓ پر استدلال کیا جاتا ہے) ترمذی نے بروایت (امام) مالک بن انس ہشام بن عروہ سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے حضرت عائشہؓ سے نقل کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے (اپنے مرض وفات میں) فرمایا کہ ابوبکرؓ سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہؓ نے کہا یا رسول اللہ ابوبکرؓ جب آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو رونے کے سبب سے ان کی آواز لوگ نہ سن سکیں گے لہذا آپ عمرؓ کو حکم دیجئے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ آپ نے (پھر) فرمایا ابوبکرؓ سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں نے حفصہؓ سے کہا کہ تم بھی حضرتؐ سے عرض کرو کہ ابوبکرؓ جب آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو رونے کے سبب لوگ ان کی آواز نہ سن سکیں گے لہذا آپ عمرؓ کو حکم دیجئے وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں چنانچہ حضرت حفصہؓ نے ایسا ہی کیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم تو گویا یوسفؑ کی ہمنشیں عورتیں ہو ابوبکرؓ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھ لیں۔ حضرت حفصہؓ (اپنے کہنے پر بہت پشیمان ہوئیں اور انھوں) نے حضرت عائشہؓ سے کہا کہ مجھے کبھی تم سے فائدہ نہ پہنچا۔ (اور) ترمذی نے قاسم بن محمد سے انھوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ

قالت قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا ینبغی لقوم فیہم ابوبکر ان یؤمہم غیرہ واما مناقب ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ فقد اخرج الترمذی من حدیث اسحٰق بن یحییٰ بن طلحۃ عن عمہ اسحٰق بن طلحۃ عن عائشۃ ان ابا بکر دخل علے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال انت عتیق اللہ من النار فیومئذ سمی عتیقا واخرج الحاکم من عائشۃ بنت طلحۃ عن عائشۃ ام المؤمنین قالت قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من سرہ ان ینظر الی عتیق من النار فلینظر الی ابی بکر و اخرج الحاکم من حدیث معمر عن الزہری عن عروۃ عن عائشۃ قالت لما اسری بالنبی صلے اللہ علیہ وسلم الی المسجد الاقصے اصبح یتحدث الناس بذلک فارتد ناس ممن کان امنوا بہ وصدقوہ وسعوا بذلک الے ابی بکر فقالوا ھل لک الے صاحبک یزعم انہ اسری بہ اللیلۃ الے بیت المقدس قال اوقال ذلک قالوا نعم قال لئن قال ذلک لقد صدق قالوا وتصدقہ انہ ذھب اللیلۃ الے بیت المقدس وجاء قبل ان یصبح قال نعم انی لاصدقہ فیما ھو ابعد من ذلک اصدقہ بخبر السماء

وہ کہتی تھیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس قوم میں ابوبکرؓ (موجود) ہوں اس قوم کے لئے ابوبکرؓ کے سوا کسی اور کا امام بننا زیبا نہیں ہے۔ (مناقب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) ترمذی نے بروایت اسحاق بن یحییٰ بن طلحہؓ ان کے چچا اسحاق بن طلحہؓ سے انھوں نے حضرت عائشہؓ سے نقل کیا ہے کہ ابوبکرؓ (ایک روز) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوئے تو حضرتؐ نے فرمایا کہ تم آتش دوزخ سے اللہ کے عتیق (یعنے آزاد کئے ہوئے) ہو۔ اس دن سے ان کا لقب عتیق مشہور ہوا۔ اور حاکم نے عائشہ بنت طلحہؓ سے انھوں نے امّ المومنین حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتی تھیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو کسی ایسے شخص کے دیکھنے کی خوشی ہو جو دوزخ کی آگ سے آزاد ہو تو اسے چاہیئے کہ ابوبکرؓ کو دیکھے۔ اور حاکم نے بروایت معمر زہری سے انھوں نے عروہ سے انھوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتی تھیں جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم شب معراج میں بیت المقدس تشریف لے گئے اور صبح کو آپؐ نے یہ واقعہ لوگوں سے بیان کیا تو کچھ لوگ جو آپؐ پر ایمان لاچکے تھے اور آپؐ کی تصدیق کرچکے تھے مرتد ہوگئے اور اس واقعہ کو جاکر انھوں نے ابوبکرؓ سے بیان کیا اور کہا کہ اب آپ اپنے صاحب کو دیکھئے وہ کہتے ہیں کہ آج شب کو وہ بیت المقدس گئے تھے حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا کہ کیا وہ درحقیقت ایسا کہتے ہیں؟ ان لوگوں نے کہا ہاں وہ ایسا ہی کہتے ہیں تو ابوبکر صدیقؓ نے کہا کہ اگر انھوں نے ایسا کہا ہے تو سچ کہا ان لوگوں نے کہا کیا آپؐ ان کی اس بات کو سچ سمجھتے ہیں کہ وہ شب کو بیت المقدس گئے اور صبح ہونے سے پہلے واپس آگئے حضرت ابوبکرؓ نے کہا ہاں میں اس بات کو سچ سمجھتا ہوں مگر اس میں تعجب کیا میں تو ان کی ان باتوں کو سچ سمجھتا ہوں جو اس سے زیادہ دور از عقل ہیں۔ میں ان کو آسمان کی خبروں میں

في غدوة او روحة فلذلك سمي
ابوبكر الصديق. واما ما تيقن من عمر
بن الخطاب فقد اخرج مسلم من
حديث ابراهيم بن سعد عن
ابيه سعد عن ابي سلمة عن عائشة
عن النبي صلى الله عليه وسلم انه
كان يقول قد كان يكون في الامم
قبلكم محدثون فان يكن في امتي
منهم احد فان عمر بن الخطاب
منهم. واخرج ابن ماجة من حديث
الزنجي بن خالد عن هشام بن عروة
عن ابيه عن عائشة قالت قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم اللهم
اعز الاسلام بعمر بن الخطاب خاصة. واخرج
الترمذي من حديث يزيد بن رومان عن
عروة عن عائشة قالت كان رسول الله
صلى الله عليه وسلم جالسا فسمعنا
لغطا وصوت صبيان فقام رسول
الله صلى الله عليه وسلم فاذا حبشية
تزفن والصبيان حولها فقال يا عائشة
تعالي فانظري فجئت فوضعت لحيي
على منكب رسول الله صلى الله
عليه وسلم فجعلت انظر اليها
ما بين المنكب ورأسه فقال
لي اما شبعت اما شبعت قالت
فجعلت اقول لا لانظر منزلتي عنده اذ طلع عمر
قالت فارفض الناس عنها قالت
فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم

سچا سمجھتا ہوں (جو) صبح یا شام میں (ان کے پاس آجاتی
ہیں) اسی وجہ سے ابوبکرؓ کا لقب صدیق ہوا۔ (مناقب
عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ) مسلم نے بروایت ابراہیم بن
سعد ان کے والد سے انھوں نے ابوسلمہؓ سے انھوں نے
حضرت عائشہؓ سے انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے
روایت کی ہے کہ آپ فرماتے تھے بیشک تم سے پہلے کی امتوں
میں کچھ لوگ محدَّث ہوتے تھے اگر میری امت میں کوئی
شخص ایسا ہے تو وہ عمر بن خطابؓ ہیں۔ اور ابن ماجہ نے
بروایت زنجی بن خالد ہشام بن عروہ سے انھوں نے
اپنے والد سے انھوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی
ہے کہ وہ کہتی تھیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا یا اللہ! اسلام کو عزت دے خاص کر عمر بن خطابؓ
سے۔ اور ترمذی نے بروایت یزید بن رومان عروہ سے
انھوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتی تھیں
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک روز (گھر میں) بیٹھے
ہوئے تھے کہ کچھ شور اور کچھ بچوں کی آواز سننے میں
آئی پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے
گئے تو دیکھا کہ ایک حبشی عورت اچھل کود کر رہی ہے
اور بچے اس کے گرد جمع ہیں آپ نے فرمایا کہ اے عائشہ
آؤ دیکھو۔ چنانچہ میں گئی اور میں نے رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم کے شانے پر اپنی ٹھوڑی رکھ دی اور
شانہ اور سر مبارک کی درمیانی راہ سے میں اس
کو دیکھنے لگی حضرت مجھ سے پوچھتے تھے کہ کیا تم
سیر نہیں ہوئیں! کیا تم سیر نہیں ہوئیں؟ میں کہتی
تھی نہیں نہیں، میرا مقصد یہ تھا کہ میں دیکھوں رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دل میں میری کتنی جگہ
ہے۔ یکایک عمرؓ آگئے تو سب لوگ اس حبشی عورت کو
چھوڑ کر بھاگ گئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے

لہ یعنی معراج کے واقعہ میں [illegible] اس کی تصدیق [illegible] کروں گا۔

فلا تقاتلوهم.

ومن مسند انس بن مالك رضی الله عنه

ان الخلافة فی قریش فقد اخرج احمد عن بكير بن وهب الجزری قال قال لی انس بن مالك احدثك حدیثا ما احدثه كل احد ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قام على باب البيت ونحن فيه فقال الائمة من قريش ان لهم عليكم حقا ولكم عليهم حقا مثل ذلك ما ان استرحموا رحموا وان عاهدوا وفوا وان حكموا عدلوا ومن لم يفعل ذلك منهم فعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين واخرج احمد عن انس قال دعا النبی صلى الله عليه وسلم الانصار ليقطع لهم البحرين فقالوا لا حتى تقطع لاخواننا من المهاجرين فقال انكم ستلقون من بعدی اثرة فاصبروا حتى تلقونی ودلالة على خلافتهم من جهة تفويض الصدقات اليهم [illegible] وقد اخرج الحاكم من طريق علی بن محمد عن المختار بن فلفل عن انس بن مالك

تم ہرگز ان کی وجہ سے دا قتال۔

مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ

۱۲- روایت

(خلافت کا قریش میں ہونا) امام احمد

نے بکر بن وہب جزری سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے مجھ سے حضرت انس بن مالکؓ نے کہا میں تم سے ایک ایسی حدیث بیان کرتا ہوں جو میں ہر شخص سے نہیں بیان کرتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے دروازہ پر کھڑے تھے اور ہم لوگ کعبہ کے اندر تھے پس آپ نے فرمایا خلیفہ قریش سے ہوں گے بیشک ان کا تم پر حق ہے اور تمہارا بھی ان پر ویسا ہی حق ہے جب تک کہ (قریش میں) یہ تین صفتیں رہیں، اگر ان سے رحم کی خواہش کی جائے تو رحم کریں اور اگر عہد کریں تو اس کو پورا کریں اور اگر حاکم بنائے جائیں تو انصاف کریں۔ اور جو ان میں سے ایسا نہ کرے اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب آدمیوں کی لعنت۔

اور امام احمدؒ نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بلایا تاکہ آپ ان کو بحرین معافی میں دیدیں۔ انصار نے عرض کیا کہ ہم نہ لیں گے جب تک کہ آپ ہمارے بھائی مہاجرین کو بھی نہ دیں حضرت اس جواب سے خوش ہوئے اور آپ نے فرمایا عنقریب تم لوگ میرے بعد (اپنے اوپر دوسروں کو) ترجیح دیتے ہوئے دیکھو گے تو تم صبر کرنا یہاں تک کہ مجھ سے مل جانا (حضرتؐ کے بعد خلفاء کو تحصیل زکوٰۃ کا اختیار عنایت ہونے سے ان کی خلافت پر استدلال) حاکم نے بروایت علی بن محمد مختار بن فلفل سے انھوں نے حضرت انس بن مالکؓ سے

۱ [illegible] خلافت ابوبکر [illegible] مہاجرین کو [illegible] ترجیح [illegible] خلفاء [illegible] مطالبہ [illegible]
[illegible]
صلی اللہ علیہ وسلم کو [illegible] معلوم تھا کہ [illegible] خلافت [illegible]
انصار کی تسلی کے لئے [illegible]
کی تاکید بھی اسی مصلحت سے فرمائی ہے۔

قال بعثني بنو المصطلق الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالوا سل لنا رسول الله صلى الله عليه وسلم الى من ندفع صدقاتنا بعدك قال فاتيته فسألته فقال الى ابي بكر فاتيتهم فاخبرتهم قالوا ارجع اليه فسأله فان حدث بابي بكر حدث فالى من فاتيته فاخبرته فقال الى عمر فقالوا ارجع اليه فسأله فان حدث بعمر حدث فالى من فاتيته فسألته فقال الى عثمان فاتيتهم فاخبرتهم فقالوا ارجع فسأله فان حدث بعثمان حدث فالى من فاتيته فسألته فقال ان حدث بعثمان حدث فتبا لكم الدهر تبا هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه

و اما ان ابا بكر صديق وسائرهم شهداء فقد اخرج البخاري عن يحيى عن سعيد عن قتادة ان انس بن مالك حدثهم ان النبي صلى الله عليه وسلم صعد احدا و ابو بكر وعمر وعثمان فرجف بهم فقال اثبت احد فانما عليك نبي وصديق وشهيدان واما افضلية الشيخين فقد اخرج الترمذي من حديث محمد بن كثير الاوزاعي عن قتادة عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لابي بكر وعمر

روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ قبیلہ بنی مصطلق کے لوگوں نے مجھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا اور کہا ہماری طرف سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھنا کہ آپ کے بعد ہم اپنی زکوٰۃ کس کو دیں چنانچہ میں حضرتؐ کی خدمت میں گیا اور میں نے آپ سے پوچھا آپ نے فرمایا ابوبکرؓ کو دیں۔ میں نے جاکر (یہی) ان لوگوں سے بیان کر دیا انھوں نے کہا پھر جاؤ اور آپ سے پوچھو کہ اگر ابوبکرؓ پر کوئی حادثہ پیش آجائے تو کس کو (زکوٰۃ دیں) چنانچہ میں پھر آپ کے پاس گیا اور آپ سے پوچھا آپ نے فرمایا عمرؓ کو دیں (میں نے جاکر ان لوگوں سے اس کو بیان کر دیا) انھوں نے کہا پھر جاؤ اور آپ سے پوچھو کہ اگر عمرؓ پر کوئی حادثہ پیش آجائے تو کس کو (دیں) چنانچہ میں پھر حضرتؐ کی خدمت میں گیا اور آپ سے پوچھا آپ نے فرمایا عثمانؓ کو دیں۔ میں نے جاکر ان لوگوں سے بیان کر دیا۔ انھوں نے کہا پھر جاؤ اور آپ سے پوچھو کہ اگر عثمانؓ پر کوئی حادثہ پیش آجائے تو کس کو دیں چنانچہ میں پھر گیا اور آپ سے پوچھا آپ نے فرمایا اگر عثمانؓ پر کوئی حادثہ پیش آجائے تو پھر ہمیشہ تمہارے لئے ہلاکت ہے (حاکم نے کہا ہے کہ) یہ حدیث صحیح الاسناد ہے مگر شیخینؒ نے نہیں لکھی۔ (حضرت ابوبکرؓ کا صدیق اور باقی خلفاء کا شہید ہونا) بخاری نے یحییٰ سے انھوں نے سعید سے انھوں نے قتادہؓ سے روایت کی ہے کہ انس بن مالکؓ نے ان سے بیان کیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ کوہِ اُحد پر پہنچے اور ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ (بھی آپ کے ساتھ تھے) پہاڑ ہلنے لگا تو آپ نے فرمایا کہ اے اُحد! ٹھہر جا تیرے اوپر ایک نبی ہیں اور ایک صدیق اور دو شہید۔ (شیخین کا افضل امت ہونا) ترمذی نے بروایت محمد بن کثیر اوزاعی سے انھوں نے قتادہؓ سے انھوں نے قتادہؓ سے انھوں نے حضرت انسؓ سے نقل کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے (حضرت علیؓ سے مخاطب ہوکر) ابوبکر و عمر کی شان میں فرمایا

هذان سيدا كهول اهل الجنة من الاولين والآخرين
الا النبيين والمرسلين لا تخبرهما يا
علی [ذکر ثنائه علیهم مع غیرهم] فقد
اخرج احمد والترمذی عن معمر عن قتادة
عن انس بن مالك قال قال رسول الله
صلی الله علیه وسلم ارحم امتی بامتی
ابو بکر واشدهم فی امر الله عمر و
اصدقهم حیاء عثمان بن عفان واعلمهم
بالحلال والحرام معاذ بن جبل و
افرضهم زید بن ثابت واقرأهم ابی
بن کعب ولکل امة امین وامین هذه
الامة ابو عبیدة بن الجراح قال الترمذی
وقد رواه ابو قلابة عن انس عن
النبی صلی الله علیه وسلم نحوه [ذکر
الامامة فی الیوم الذی مات فیه رسول الله
صلی الله علیه وسلم بحضرة رسول الله
صلی الله علیه وسلم] فقد اخرج البخاری
عن ابن شهاب قال حدثنی انس بن مالك
ان المسلمین بیناهم فی صلاة الفجر من یوم الاثنین
وابو بکر یصلی بهم لم یفجأهم الا رسول الله صلی الله
علیه وسلم قد کشف ستر حجرة عائشة فنظر
الیهم وهم صفوف فی الصلاة ثم تبسم
یضحك فنکص ابو بکر علی عقبیه لیصل الصف
وظن ان رسول الله صلی الله علیه وسلم یرید
ان یخرج الی الصلاة فقال انس وهم
المسلمون ان یفتتنوا فی صلاتهم فرحا برسول الله
صلی الله علیه وسلم فاشار الیهم
بیده رسول الله صلی الله علیه وسلم
ان اتموا صلاتکم ثم دخل الحجرة

کہ یہ دونوں سوا انبیاء و مرسلین کے تمام بوڑھے اہل جنت
کے سردار ہیں کیا اگلے اور کیا پچھلے اسے علیؓ! تم ان دونوں
کو اس کی خبر نہ کرنا۔ [رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خلفاء
کی مع چند صحابہؓ کے تعریف کرنا] امام احمدؒ و ترمذیؒ نے
معمرؒ سے انھوں نے قتادہؓ سے انھوں نے حضرت انس بن مالک
سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا میری امت میں سب سے زیادہ مہربان میری امت پر
ابو بکرؓ ہیں اور سب سے زیادہ سخت اللہ کے امر میں عمرؓ ہیں اور سب سے
زیادہ باحیا عثمان بن عفانؓ ہیں اور سب سے زیادہ واقف حلال وحرام سے معاذ بن
جبلؓ ہیں اور سب سے زیادہ عالم (فن) فرائض کے زید بن ثابتؓ ہیں اور سب سے زیادہ عالم
قرأت کے ابی بن کعبؓ ہیں اور ہر امت کے لئے ایک امین ہوتا ہے،
اس امت کے امین ابو عبیدہ بن جراحؓ ہیں۔ ترمذی نے کہا
ہے کہ اس حدیث کو ابو قلابہ نے بھی حضرت انسؓ سے انھوں
نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اسی کے مثل روایت کیا ہے۔
[رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے جس روز آپ کی
وفات ہوئی امامت نماز کا واقعہ] بخاریؒ نے ابن شہابؒ
سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے مجھ سے حضرت انس بن
مالکؓ نے بیان کیا کہ اس حال میں کہ دوشنبہ کے دن مسلمان
نماز فجر میں تھے اور ابو بکرؓ ان کو نماز پڑھا رہے تھے یکایک
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ کے حجرہ
کا پردہ اٹھایا اور مسلمانوں کو دیکھا کہ وہ صف باندھے ہوئے
نماز میں کھڑے ہیں یہ دیکھ کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
مسکرائے ابو بکرؓ نے چاہا کہ پیچھے ہٹ کر صف سے مل جائیں
ان کو یہ خیال ہوا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نماز
کے لئے تشریف لانا چاہتے ہیں حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ مسلمان
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر اس قدر خوش
ہوئے کہ نماز توڑ دینا چاہتے تھے مگر رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے انھیں اشارہ کیا کہ تم لوگ اپنی
نماز پوری کرو۔ اس کے بعد آپ حجرہ کے اندر تشریف لے گئے

وامر في الشورى وامتزاجهما بالنبي صلى الله عليه وسلم فقد اخرج الترمذي عن الحكم بن عطية عن ثابت عن انس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يخرج على اصحابه من المهاجرين والانصار وهم جلوس وفيهم ابوبكر وعمر فلا يرفع اليه احد منهم بصره الا ابوبكر وعمر فانهما كانا ينظران اليه وينظر اليهما ويتبسمان اليه ويتبسم اليهما

واما مناقب ابي بكر الصديق فقد اخرج ابن ماجة من حديث معتمر بن سليمان عن حميد عن انس قال قيل يا رسول الله اي الناس احب اليك قال عائشة قيل من الرجال قال ابوها واخرج احمد من حديث جعفر بن سليمان الضبعي عن ثابت عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان طير الجنة كامثال البخت ترعى في شجر الجنة فقال ابوبكر يا رسول الله ان هذه لطير ناعمة فقال اكلتها انعم منها قالها ثلاثا وانى لارجو ان تكون ممن يأكل منها يا ابابكر

واما مناقب عمر بن الخطاب فقد اخرج الترمذي من حديث اسمعيل بن جعفر عن حميد عن انس ان النبي صلى الله عليه وسلم قال دخلت الجنة فاذا انا بقصر من ذهب فقلت لمن هذا القصر قالوا لشاب من قريش

اور پردہ ڈال دیا۔ شیخینؓ کا تقرب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ترمذی نے حکم بن عطیہ سے انھوں نے ثابتؒ سے انھوں نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے صحابہ یعنی مہاجرین و انصار کے پاس تشریف لاتے اور ان میں ابوبکرؓ و عمرؓ بھی بیٹھے ہوتے تو ایسی کیفیت ہوتی کہ کوئی شخص (ہیبت سے) آپ کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھتا تھا سوا ابوبکرؓ و عمرؓ کے یہ دونوں آپ کی طرف دیکھتے تھے اور آپ ان کی طرف دیکھتے تھے وہ آپ کو دیکھ کر مسکراتے تھے اور آپ ان کو دیکھ کر مسکراتے تھے۔ (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مناقب) ابن ماجہ نے بروایت معتمر بن سلیمان حمید سے انھوں نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کسی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ سب سے زیادہ آپ کو کس سے محبت ہے؟ آپ نے فرمایا عائشہؓ سے۔ پھر عرض کیا گیا کہ مردوں میں فرمائیے فرمایا کہ ان کے والد سے اور امام احمدؒ نے بروایت جعفر بن سلیمانؒ ضبعی ثابت سے انھوں نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (ایک روز بیان) فرمایا کہ جنت میں ایک قسم کا پرندہ ہے (قد و قامت میں) مثل اونٹنی کے وہ جنت کے درختوں میں چرا کرتا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ پرندہ نہایت نفیس ہوگا حضرت نے فرمایا اس کے کھانے والے اس سے زیادہ نفیس ہوں گے تین مرتبہ آپ نے اس کو فرمایا اور بیشک میں امید کرتا ہوں اے ابوبکرؓ! تم بھی ان لوگوں میں ہو گے جو اس پرندہ کا گوشت کھائیں گے۔ (حضرت عمرؓ بن خطاب کے مناقب) ترمذی نے بروایت اسمٰعیل بن جعفر حمید سے انھوں نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ سونے کا ایک محل ہے میں نے پوچھا کہ یہ محل کس کا ہے؟ فرشتوں نے کہا قریش کے ایک جوان کا

فاختار ذلك العبد ما عند الله
قال فبكى ابوبكر رضي الله عنه فعجبنا
لبكائه ان يخبر رسول الله صلى
الله عليه وسلم عن عبد خير
فكان رسول الله صلى الله عليه
وسلم هو المخير وكان ابوبكر رضي
الله عنه اعلمنا فقال رسول الله
صلى الله عليه وسلم ان من
امن الناس علي في صحبته وماله
ابوبكر ولو كنت متخذا خليلا
لاتخذت ابابكر ولكن اخوة
الاسلام ومودته لا يبقين في
المسجد باب الا سد الا باب
ابي بكر واخرج الترمذي عن
عبيد بن حنين عن ابي سعيد الخدري
ان رسول الله صلى الله عليه
وسلم جلس على المنبر فقال
ان عبدا خيره الله بين ان يؤتيه
من زهرة الدنيا ما شاء وبين
ما عنده فاختار ما عنده ثم
ذكر نحوا مما تقدم و اما مناقب
عمر بن الخطاب فقد اخرج البخاري
عن ابن شهاب عن ابي امامة
بن سهل بن حنيف عن ابي سعيد
الخدري قال سمعت رسول الله
صلى الله عليه وسلم يقول بينا
انا نائم رايت الناس عرضوا
علي وعليهم قمص فمنها ما يبلغ
الثدي ومنها ما يبلغ دون ذلك

آخرت کی طرف منتقل کرے (آپ نے اپنے واسطے آخرت کو اختیار
کر لیا ہے) یہ سنکر ابوبکر رضی اللہ عنہ رونے لگے ہم لوگوں نے ان کے
رونے پر تعجب کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک بندہ
کی کیفیت بیان فرما رہے ہیں کہ جس کو اختیار دیا گیا (اس
میں رونے کی کیا بات ہے) مگر (حضرتؐ کی وفات ہو جانے
کے بعد معلوم ہوا کہ) وہ بندہ جس کو اختیار دیا گیا تھا خود
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تھے اور یہ بات ظاہر ہو گئی کہ
ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم سب سے زیادہ علم رکھتے تھے (اس
بندہ کی کیفیت بیان کرنے کے بعد) پھر رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے زیادہ مجھ پر احسان کرنے والے
اپنی رفاقت سے اور اپنے مال سے ابوبکرؓ ہیں اور اگر میں خدا
کے سوا کسی کو اپنا خلیل بناتا تو بیشک ابوبکرؓ کو بناتا لیکن
ان کے ساتھ اخوت اسلام اور محبت اسلام (ہے جو مجھ
سے وہی کافی ہے دیکھو) مسجد میں کسی کا دروازہ باقی نہ رکھا
جائے سب بند کر دیئے جائیں سوا ابوبکرؓ کے دروازہ کے۔ اور
ترمذی نے عبید بن حنین سے انھوں نے حضرت ابو سعید
خدریؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے منبر پر رونق افروز ہو کر فرمایا کہ اللہ تعالے نے ایک بندہ
کو اختیار دیا کہ چاہے تو اس کو مال و متاع دنیا دیدے
جس قدر وہ خواہش کرے اور چاہے تو اس کو وہ نعمتیں
دی جائیں جو اللہ کے یہاں ہیں۔ پس بندہ نے اللہ کے یہاں
کی نعمتوں کو اختیار کر لیا۔ اس کے بعد ترمذی نے مثل
گذشتہ حدیث کے نقل کیا ہے۔ (حضرت عمرؓ بن خطاب کے
مناقب) بخاری نے ابن شہاب سے انھوں نے ابوامامہ بن
سہل بن حنیف سے انھوں نے حضرت ابو سعید خدریؓ سے
روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ اس حال میں کہ میں سوتا
تھا میں نے دیکھا کہ لوگ میرے سامنے پیش کئے گئے اور وہ
سب کرتے پہنے ہوئے ہیں کسی کا کرتہ سینہ تک ہے اور کسی کا اس سے نیچا

وعرض علیّ عمر وعلیہ قمیص یجرّہ قالوا فما اوّلتہ یا رسول اللہ قال الدین واما اشارۃ الشیخین بالجنۃ والاشارۃ الی انہما من السابقین المقربین نقل اخرج الترمذی من طریق سالم بن ابی حفصۃ والاعمش وجماعۃ کلہم عن عطیۃ عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اھل الدرجات العلٰی لیراھم من تحتہم کما ترون النجم الطالع فی افق السماء وان ابابکر وعمر منہم وانعما واما انہما منظور الانظار وان امر اللہ یتم بہما فنقل اخرج الترمذی من حدیث ابی الجحاف عن عطیۃ عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من نبی الا ولہ وزیران من اھل السماء ووزیران من اھل الارض فاما وزیرای من اھل السماء فجبرئیل ومیکائیل واما وزیرای من اھل الارض فابوبکر وعمر وانما لیس علی خلافتہم من جہۃ وقوع خلافتہم فی مرتبۃ امر الخیر فنقل اخرج احمد من حدیث عبداللہ البہی عن ابی سعید ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یکون علیکم امراء تطمئن الیہم القلوب وتلین لہم الجلود ثم یکون علیکم

اور عمر بن خطابؓ جو میرے سامنے لائے گئے تو (میں نے دیکھا کہ) ان کا کرتہ اس قدر (نیچا ہے کہ) وہ اپنے کرتہ کو کھینچتے ہوئے لئے جا رہے ہیں صحابہؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہؐ! آپ نے اس کی کیا تعبیر لی۔ حضرتؐ نے فرمایا (کرتے سے مراد) دین ہے۔ {شیخینؓ کے جنتی ہونے کی بشارت اور ان کے سابقین مقربین میں ہونے کی طرف اشارہ} ترمذی نے بروایت سالم بن ابی حفصہ اور اعمش اور نیز بہت لوگوں کے نقل کیا ہے یہ سب لوگ عطیہ سے وہ حضرت ابوسعید (خدریؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (جنت میں) اوپر کے درجہ والوں کو نیچے کے درجہ والے (ایسا روشن) دیکھیں گے جیسے تم اس ستارہ کو (روشن) دیکھتے ہو جو آسمان کے کنارہ پر ہو اور بیشک ابوبکرؓ و عمرؓ بھی انھیں (اوپر کے درجہ والوں) میں سے ہیں اور (بلکہ ان سے بھی) اچھے ہیں۔ {شیخینؓ کا منتخب ہونا اور دین کے کام کا ان سے پورا ہونا} ترمذی نے بروایت ابوالجحاف عطیہ سے نقل، نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی نبی ایسا نہیں ہوا جس کے دو وزیر[1] آسمان والوں میں سے اور دو وزیر زمین والوں میں سے نہ ہوں۔ چنانچہ میرے دو وزیر آسمان والوں میں سے جبرئیلؑ و میکائیلؑ ہیں اور میرے دو وزیر زمین والوں میں سے ابوبکرؓ و عمرؓ ہیں۔ {خلفاء کی خلافت پر یہ دلیل کہ ان کی خلافت امراء خیر کے (موعودہ) زمانہ میں ہوئی} امام احمدؒ نے بروایت عبداللہ بہیؒ حضرت ابوسعید (خدریؓ) سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہؓ سے) فرمایا کہ (میرے بعد) تم پر وہ لوگ حاکم ہوں گے جن پر دلوں کو اطمینان ہوگا اور (لوگوں کے) جسم ان کے سامنے جھکیں گے اس کے بعد تم پر

[1] وزیر کے معنے لغت میں مددگار۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جو شخص کسی کو کسی کام میں مددگار ہو سب کے بعد اس مددگار سے زیادہ اس کام کا کون مستحق ہو سکتا ہے اس لیے یہ معنے ولیعہد ہونے کے ہیں۔

سواء كشفًا زمنهم القلوب وتقشعر منه الجلود فقال رجل أفلا نقاتلهم يا رسول الله قال لا ما أقاموا الصلوٰة۔

ومن مسند جابر بن عبد الله رضي الله عنه

أما أن الخلافة لقريش فقد أخرج أحمد من حديث ابن جريج عن أبي الزبير عن جابر أن النبي صلى الله عليه وسلم قال الناس تبع لقريش في الخير والشر وأما الدليل على خلافة الخلفاء فقد أخرج أحمد والحاكم من حديث الزبيدي عن ابن شهاب عن عمرو بن أبان بن عثمان عن جابر بن عبد الله أنه كان يحدث أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال أُرِيَ الليلة رجل صالح أن أبا بكر رضي الله عنه نيط برسول الله صلى الله عليه وسلم ونيط عمر بأبي بكر ونيط عثمان بعمر قال جابر فلما قمنا من عند النبي صلى الله عليه وسلم قلنا أما الرجل الصالح فرسول الله صلى الله عليه وسلم وأما ما ذكر رسول الله صلى الله عليه وسلم من نوط بعضهم ببعض فهم ولاة هذا الأمر الذي بعث به نبيه صلى الله عليه وسلم وأما بشارتهم بالجنة فقد أخرج أحمد من حديث عبد الله بن محمد بن عقيل بن أبي طالب عن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يطلع عليكم من تحت هذا الصور رجل من أهل الجنة

ایسے لوگ حاکم ہوں گے جن سے دل متنفر ہوں گے اور جن (کے نام) سے جسم پر رونگٹے کھڑے ہوں گے ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا ہم ایسے (برے) حاکموں سے قتال نہ کریں حضرت نے فرمایا نہیں جب تک کہ وہ نماز پڑھتے رہیں۔

مسند جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ (۸ - روایت)

{خلافت کا خاص قریش کے لئے (مخصوص) ہونا} (امام) احمدؒ نے بروایت ابن جریج ابو الزبیر سے انھوں نے حضرت جابرؓ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگ خیر و شر (دونوں) میں قریش کے تابع ہیں۔

{خلفاء (راشدین) کے خلافت کی دلیل} (امام) احمدؒ اور حاکم نے بروایت زبیدی ابن شہاب (زہری) سے انھوں نے عمرو بن میمون سے انھوں نے جابر بن عبد اللہؓ سے نقل کیا ہے کہ وہ بیان کرتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج کی شب ایک نیک مرد کو خواب میں دکھایا گیا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (کے دامن) سے لٹکائے گئے اور عمرؓ ابوبکرؓ (کے دامن) سے لٹکائے گئے اور عثمانؓ عمرؓ (کے دامن) سے لٹکائے گئے حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے اٹھے تو ہم نے کہا کہ نیک مرد تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور جو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسرے (کے دامن) سے لٹکایا جانا ذکر فرمایا تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جس کام (یعنی دین) کے ساتھ نبی صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے ہیں یہ لوگ (آپ کے بعد) اس کام کے والی (اور حاکم) ہوں گے۔

{خلفاء راشدین کے لئے جنتی ہونے کی بشارت} (امام) احمدؒ بروایت عبد اللہ بن محمد بن عقیل بن ابی طالب حضرت جابرؓ سے نقل کرتے ہیں وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھجوروں کے اس جھنڈ کے نیچے سے (ابھی) ایک جنتی مرد تمہارے پاس آئے گا

قال فطلع ابو بکر رضی اللہ عنہ فھنأناہ بما قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ثم لبث ھنیھۃ ثم قال یطلع علیکم من تحت ھذا الصور رجل من اھل الجنۃ قال فطلع عمر رضی اللہ عنہ قال فھنأناہ بما قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ثم قال یطلع علیکم من تحت ھذا الصور رجل من اھل الجنۃ قال فطلع عثمان رضی اللہ عنہ قال فھنأناہ بما قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال یطلع علیکم من تحت ھذا الصور رجل من اھل الجنۃ اللھم ان شئت جعلتہ علیًا ثلث مرار قال فطلع علیٌ رضی اللہ عنہ رواہ مناقب ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ فقد اخرج الحاکم عن محمد بن المنکدر عن جابر قال کنا عند النبی صلے اللہ علیہ وسلم اذ جاءہ وفد عبد القیس فتکلم بعضھم بکلام لغا فی الکلام فالتفت النبی صلے اللہ علیہ وسلم الی ابی بکر وقال یا ابا بکر سمعت ما قالوا قال نعم یا رسول اللہ وفھمتہ

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ (آپ کے فرمانے کے بعد) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے ہم نے اُن کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمانے (کے بموجب جنت) کی بشارت دی۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کچھ توقف کے بعد فرمایا کہ کھجوروں کے اس جھنڈ کے نیچے سے ایک جنتی مرد تمہارے پاس آنے (والے ہیں) حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے حضرت جابرؓ کہتے ہیں ہم نے ان کو (بھی جو آنحضرت نے فرمایا تھا) اُس کی بشارت دی پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھجوروں کے اس جھنڈ کے نیچے سے ایک جنتی مرد تمہارے پاس آتا ہے۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تشریف لائے (اور جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اُس کی بشارت اُن کو (بھی) دی۔ پھر فرمایا کہ کھجوروں کے اس جھنڈ کے نیچے سے ایک جنتی مرد تمہارے پاس آتا ہے پھر آپ نے تین مرتبہ یہ دعا مانگی یا اللہ! اگر تو چاہے تو آنے والے علیؓ ہوں۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مناقب: حاکم نے محمد بن منکدر سے انھوں نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ ہم (ایک مرتبہ) نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھے (آپ کے پاس قبیلہ عبدالقیس کے وفد[1] آئے ان میں سے بعضوں نے کچھ گفتگو کی اور عمدہ تقریر کی پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا اے ابوبکرؓ! جو کچھ انھوں نے کہا تم نے سنا۔ حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا کہ ہاں اے رسول اللہ! میں نے (سب سنا) اور سمجھ لیا

[1] وفد کے معنے [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اطراف [illegible] قبیلہ عبدالقیس کے وفد [illegible] زمانِ صحابہ کرام [illegible] قبیلہ عبدالقیس [illegible] ہوئے۔

قل فأجبهم قال فلما أجاب أبو بكر بجواب وأجاد الجواب فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا أبا بكر أعطاك الله الرضوان الأكبر فقال بعض القوم وما الرضوان الأكبر يا رسول الله قال يتجلى الله لعباده في الآخرة عامة ويتجلى لأبي بكر خاصة. وأما مناقب عمر بن الخطاب رضي الله عنه فقد أخرج البخاري من حديث عبد العزيز بن الماجشون عن محمد بن المنكدر عن جابر قال قال النبي صلى الله عليه وسلم رأيتني دخلت الجنة فإذا أنا بالرميصاء امرأة أبي طلحة فسمعت خشفة فقلت من هذا فقال هذا بلال ورأيت قصرا بفنائه جارية فقلت لمن هذا فقال لعمر فأردت أن أدخله فأنظر إليه فذكرت غيرتك فقال عمر رضي الله عنه بأبي وأمي يا رسول الله أعليك أغار. وأما مناقب عثمان فقد أخرج الحاكم عن جابر بن عبد الله قال بينا نحن في بيت في نفر من المهاجرين منهم أبو بكر وعمر وعثمان وعلي وطلحة والزبير وعبد الرحمن بن عوف وسعد بن أبي وقاص وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لينهض كل رجل منكم

پھر آپ نے فرمایا تو تم ان کو (ان کی بات کا) جواب دو۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ پھر حضرت ابوبکرؓ نے وفد عبدالقیس کی بات کا جواب دیا اور اچھا جواب دیا۔ (ان کا جواب سنکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے) پھر فرمایا اے ابوبکرؓ! اللہ نے تمہیں رضوان اکبر عطا فرمائی۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ! رضوان اکبر کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا کہ قیامت میں اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کے لئے عام تجلی فرمائیگا اور ابوبکرؓ کے لئے خاص تجلی فرمائے گا۔ {حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے مناقب} (اولہم) بخاریؒ بروایت عبدالعزیز بن ماجشون محمد بن منکدر سے وہ حضرت جابرؓ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتے تھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے (خواب میں) دیکھا کہ میں جنت میں گیا تو مجھے وہاں رمیصاء زوجۂ ابو طلحہ ملیں پھر میں نے کسی کے چلنے کی آواز سنی میں نے دریافت کیا کہ یہ کون ہے؟ کسی نے جواب دیا یہ بلالؓ ہیں پھر میں نے (جنت میں) ایک محل دیکھا جس کے صحن میں مجھے ایک جوان عورت نظر آئی میں نے دریافت کیا کہ یہ محل کس کا ہے؟ جواب ملا کہ عمرؓ کا۔ پھر میں نے اس محل میں جانا چاہا تاکہ اس کے اندر سیر کروں تو میں نے (اے عمرؓ!) تمہاری غیرت کو یاد کیا (اور محل کے اندر نہ گیا) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں کیا میں آپ سے غیرت کرتا۔ {حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مناقب} حاکم نے حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ (ایک مرتبہ) ہم مہاجرین کی ایک جماعت کے ساتھ جن میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ اور حضرت علی اور حضرت طلحہ اور حضرت زبیر اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص (رضی اللہ عنہم) تھے ایک مکان میں بیٹھے تھے (اور اس جگہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی رونق افروز تھے) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر شخص

الا تكون خشعى النبى صلى الله عليه وسلم الى عثمان فاعتنقه وقال انت وليى فى الدنيا والآخرة

واما بشارة اهل الحديبية بالجنة فقد اخرج ابوداؤد من حديث الليث عن ابى الزبير عن جابر عن النبى صلى الله عليه وسلم قال لا يدخل النار احد ممن بايع تحت الشجرة وفى الحديث احمد عن سفيان عن عمرو عن جابر قال كنا يوم الحديبية الفا واربعمائة فقال لنا رسول الله صلى الله عليه وسلم انتم اليوم خير اهل الارض۔

مسانيد المهاجرين من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم

اولهم

مسند عمار بن ياسرؓ

اما فضل الشيخين وكونهما من السابقين المقربين وان ابابكر افضل من عمر فقد اخرج ابويعلى من طريق حماد بن ابى سليمان عن ابراهيم عن علقمة عن عمار بن ياسر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا عمار اتانى جبرئيل آنفا فقلت يا جبرئيل حدثنى بفضائل عمر بن الخطاب فى السماء فقال يا محمد لو حدثتك

اپنے کنوئیں کے پاس کھڑا ہو جاتا ہے: چنانچہ ہم نے ایسا ہی کیا پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم حضرت عثمانؓ کے پاس کھڑے ہو گئے اور اُن سے بغلگیر ہوئے اور فرمایا کہ (اے عثمانؓ!) تم دنیا و آخرت میں میرے ولی ہو۔ [اہل حدیبیہ کیلئے جنتی ہونے کی بشارت] ابوداؤد نے بروایت لیث ابوالزبیر سے اُنھوں نے حضرت جابرؓ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جن لوگوں نے درخت کے نیچے (بیعتِ رضوان) کی ہے اُن میں سے ایک بھی دوزخ میں نہ جائے گا۔ اور (امام) احمدؒ نے بروایت سفیان عمرو سے اُنھوں نے حضرت جابرؓ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے ہم حدیبیہ کے دن ایک ہزار چار سو اشخاص تھے ہم سب کے حق میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج تم تمام روئے زمین کے لوگوں سے بہتر ہو۔

مسانید مہاجرین اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

(شیخین کا مرتبہ)

مسند عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ (۲ روایت)

[شیخین کا افضل اور سابقین مقربین سے ہونا اور حضرت ابوبکرؓ کا حضرت عمرؓ سے افضل ہونا] ابویعلیٰ نے بروایت حماد بن ابی سلیمان ابراہیم (نخعی) سے اُنھوں نے علقمہ سے اُنھوں نے حضرت عمار بن یاسرؓ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمار! ابھی میرے پاس جبرئیل (علیہ السلام) آئے تھے میں نے اُن سے کہا کہ اے جبرئیل! عمر بن خطابؓ کے وہ فضائل جو آسمان میں (فرشتوں کے درمیان مشہور ہیں) بیان کرو۔ حضرت جبرئیل (علیہ السلام) نے جواب دیا کہ اے محمد! (صلے اللہ علیہ وسلم) اگر میں آپ

ف کنوئیں پر ... حضرت علیؓ ... [illegible] ... حضرت عثمانؓ ... [illegible]
[illegible] ... حضرت علی مرتضیٰؓ ... حضرت عثمانؓ ... [illegible]
[illegible] ... دوست ... حدیث ... حضرت عثمانؓ ... [illegible]

بفضائل عمر مثل ما لبث نوح في قومه ألف سنة إلا خمسين عاماً ما نفدت فضائل عمر وإن عمر لحسنة من حسنات أبي بكر. وأما سوابق أبي بكر الصديق رضي الله عنه فقد أخرج البخاري عن همام قال سمعت عماراً يقول رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم وما معه إلا خمسة أعبد وامرأتان وأبو بكر.

ومن مسند حذيفة بن اليمان رضي الله عنه

أما ما يدل على خلافتهما من معاطفها منطقها الإشارة فقد أخرج الحاكم من حديث عبد الملك بن عمير عن ربعي بن حراش عن حذيفة بن اليمان قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لقد هممت أن أبعث إلى الآفاق رجالاً يعلمون الناس السنن والفرائض كما بعث عيسى بن مريم الحواريين قيل له فأين أنت عن أبي بكر وعمر قال إنه لا غنى لي عنهما إنهما من الدين كالسمع والبصر. وأما أن قولهما حجة فإن الله يحب الاقتداء بهما فقد أخرج الحاكم من حديث وقد مر

عمرؓ کے فضائل اُس مدت تک کہ حضرت نوح علیہ السلام اپنی امت میں رہے یعنی ساڑھے نو سو برس تک بیان کرتا رہوں پھر بھی ان کے فضائل ختم نہ ہوں گے (باوجود اس کے عمرؓ ابوبکرؓ کا وہ مرتبہ ہے کہ) حضرت عمرؓ حضرت ابوبکرؓ کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہیں۔ [حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوابق اسلامیہ] (امام) بخاریؒ نے ہمام سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے میں نے حضرت عمارؓ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اُس وقت دیکھا ہے کہ آپ کے ساتھ پانچ غلام اور دو عورتیں اور حضرت ابوبکرؓ تھے۔

مسند حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ
۹- روایت

خلفاء راشدین کی خلافت کی دلیل

ان کے ساتھ وقت ہمدمی کے برتاؤ سے [خلافت؟] حاکم نے بروایت عبدالملک بن عمیر نقل کیا ہے وہ ربعی بن حراش سے وہ حضرت حذیفہ بن یمانؓ سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ میں نے ارادہ کیا کہ اطراف ممالک میں چند اشخاص بھیج دوں جو لوگوں کو (دین کے) فرائض اور سنتیں سکھلائیں جس طرح حضرت عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) نے (اپنے) حواری بھیجے تھے (اور وہ ان کے دین کی اشاعت کرتے تھے) کسی نے کہا کہ آپ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو (اس کام کے لئے) کیوں نہیں بھیج دیتے؟ آپ نے فرمایا کہ ان سے تو (ہر وقت) مجھے کام رہتا ہے اور بیشک وہ دونوں دین (اسلام) کے لئے مثل کان اور آنکھ کے ہیں (پھر وہ کس طرح مجھ سے جدا ہو سکتے ہیں) [شیخین کے قول کا حجت ہونا اور ان کی پیروی کا واجب ہونا] حاکم نے بروایت

سلہ یہ حدیث شیعہ کی بھی ہے چنانچہ کتاب معانی الاخبار میں امام موسیٰ رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ عن الحسن ابن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان ابابکر منی بمنزلۃ السمع وان عمر منی بمنزلۃ البصر وان عثمان منی بمنزلۃ الفؤاد (ترجمہ) حضرت حسن ابن علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ میرے لئے بمنزلہ کان کے ہیں اور عمرؓ بمنزلہ میری آنکھ کے ہیں اور عثمانؓ بمنزلہ میرے دل کے ہیں۔

بن مکی ام عن عبد الملک بن عمیر عن ربعی بن حراش عن حذیفۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقتدوا باللذین من بعدی ابی بکر وعمر واھتدوا بھدی عمار واذا حدثکم ابن ام عبد فصدقوہ وفی روایۃ الترمذی من حدیث سفیان عن عبد الملک بن عمیر عن مولی لربعی عن ربعی بن حراش عن حذیفۃ قال کنا جلوسا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال انی لا ادری ما قدر بقائی فیکم فاقتدوا باللذین من بعدی واشار الی ابی بکر وعمر واھتدوا بھدی عمار وما حدثکم ابن مسعود فصدقوہ واما الاثر الدال علی خلافۃ عمر وانہ غلق الفتنۃ فقد اخرج البخاری من حدیث الاعمش قال حدثنا شقیق قال سمعت حذیفۃ یقول بینا نحن جلوس عند عمر اذ قال ایکم یحفظ قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الفتنۃ قال فتنۃ الرجل فی اھلہ ومالہ وولدہ وجارہ یکفرھا الصلوۃ والصدقۃ والامر بالمعروف والنھی عن المنکر قال لیس عن ھذا اسألک ولکن التی تموج کموج

بن کہ ام عبد الملک بن عمیر سے انھوں نے ربعی بن حراش سے انھوں نے حضرت حذیفہؓ سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دونوں کی اقتدا کرو جو میرے بعد (خلیفہ) ہوں گے یعنے ابوبکرؓ اور عمرؓ کی اور عمار کی سیرت اختیار کرو اور جب تم سے ابن ام عبد (یعنے حضرت ابن مسعودؓ) کوئی بات بیان کریں تو اس کی تصدیق کرو۔ اور ترمذی کی روایت میں ہے جسے سفیان نے عبد الملک بن عمیر سے انھوں نے ربعی کے مولے سے انھوں نے ربعی بن حراش سے انھوں نے حذیفہؓ سے روایت کیا ہے وہ کہتے تھے ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے آپ نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ میں کب تک تمہارے پاس رہوں لہٰذا تم (میرے بعد) ان دونوں کی اقتدا کرنا جو میرے بعد (میرے جانشین) ہوں گے اور آپ نے حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ کی جانب اشارہ فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ عمار کی سیرت اختیار کرنا اور جو کچھ تم سے ابن مسعود کہیں اسے سچ جاننا [حضرت عمرؓ کے خلافت کی دلیل اور یہ کہ وہ (باب) فتنہ کے قفل تھے]: (امام) بخاریؒ نے بروایت اعمش نقل کیا ہے وہ کہتے تھے ہم سے شقیق نے بیان کیا وہ کہتے تھے میں نے حضرت حذیفہؓ سے سنا وہ کہتے تھے کہ ہم حضرت عمرؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے انھوں نے فرمایا کہ تم میں سے کس کو فتنہ کے متعلق نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث یاد ہے حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں کہ میں نے کہا انسان کا فتنہ اس کے اہل اور مال اور اولاد اور اس کے ہمسایہ کے متعلق[1] ان سب کا کفارہ تو نماز اور صدقہ اور امر معروف اور نہی منکر سے ہو جاتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا میں تم سے یہ فتنہ نہیں پوچھتا بلکہ وہ فتنہ کہ جو دریا کی طرح

[1] اہل اور مال اور اولاد وغیرہ کے فتنہ سے مراد یہ ہے کہ ان کے حقوق جو خدا کی طرف سے مقرر ہیں ان کی ادا کرنے میں کوتاہی ہو جائے یہ سب چھوٹی غلطیاں کہ وہ گناہ صغیرہ کی حد میں ہیں کفارہ سے ہو جاتی ہیں یعنے یہ غلطیاں معاف ہو جاتی ہیں جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے ان الحسنات یذھبن السیئات یعنے نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔

البحر قال ليس عليك منها بأس يا امير المؤمنين ان بينك وبينها بابا مغلقا قال عمر أيكسر الباب أم يفتح قال لا بل يكسر قال عمر إذا لا يغلق أبدا قلت أجل قلنا لحذيفة أكان عمر يعلم الباب قال نعم كما أعلم أن دون غد الليلة وذلك أني حدثته حديثا ليس بالأغاليط فهبنا أن نسأله من الباب فأمرنا مسروقا فسأله فقال من الباب قال عمر واخرج الحاكم من حديث سفيان عن منصور عن ربعي عن حذيفة قال كان الاسلام في زمن عمر كالرجل المقبل لا يزداد إلا قربا فلما قتل عمر كان كالرجل المدبر لا يزداد إلا بعدا

آيات الدلالة على خلافة عثمان رضي الله عنه وانه إذا قتل لا يستقيم امر الخلافة ابدا نقل اخرج الترمذي عن عبد الله بن عبد الرحمن الانصاري الاشهلي عن حذيفة بن اليمان ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال والذي نفسي بيده لا

موج زن ہوگا حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں میں نے کہا اے امیر المومنینؓ! آپ کو اس فتنہ سے کچھ خوف نہ کرنا چاہیے کیونکہ آپ کے اور اس فتنہ کے درمیان ایک بند دروازہ حائل ہے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ وہ دروازہ توڑا جائیگا یا کھولا جائے گا۔ حضرت حذیفہؓ نے جواب دیا کھولا نہیں بلکہ توڑا جائے گا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ (ٹوٹ کر) کبھی بند نہ ہوگا (حضرت حذیفہؓ کو بیان ہے کہ) میں نے کہا ہاں (بیشک ایسا ہی ہوگا۔ شقیق کہتے ہیں کہ) ہم نے حضرت حذیفہؓ سے پوچھا کہ حضرت عمرؓ جانتے تھے کہ دروازہ کون ہے؟ انھوں نے جواب دیا ہاں (خوب جانتے تھے) جیسا کہ میں جانتا ہوں کہ کل (دن) کے بعد رات ضرور (ہوتی) ہے اور یہ میں اس لئے کہتا ہوں کہ میں نے ان سے کوئی پیچیدہ بات نہیں کہی تھی (بلکہ صاف صاف حدیث بیان کی تھی) پھر ہماری ہمت نہ ہوئی کہ حضرت حذیفہؓ سے دریافت کریں کہ دروازہ (سے کیا) مراد ہے اس لئے ہم نے مسروق سے کہا کہ وہ ان سے دریافت کریں۔ چنانچہ انھوں نے حضرت حذیفہؓ سے پوچھا کہ دروازہ کون تھا؟ انھوں نے جواب دیا حضرت عمرؓ (ہی دروازہ تھے)۔ اور حاکم بروایت سفیان منصور سے وہ ربعی سے وہ حضرت حذیفہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتے تھے حضرت عمرؓ کے زمانہ میں اسلام مثل ایک ایسے شخص کے تھا جو سامنے سے (آ) رہا ہو کہ ہر ساعت اس کا قرب بڑھتا جاتا ہے پھر جب حضرت عمرؓ نے شہادت پائی تو اسلام مثل اس شخص کے ہوگیا جو (ہماری طرف سے) پیٹھ کر چل دیا ہو کہ وہ (ہم سے) دور ہی ہوتا جاتا ہے۔

حضرت عثمانؓ کی خلافت کی دلیل اور یہ کہ جب وہ شہید ہو جائیں گے تو پھر امر خلافت کبھی مستقیم نہ ہوگا

ترمذی نے عبداللہ بن عبدالرحمن انصاری اشہلی سے روایت کی ہے وہ حضرت حذیفہ بن یمانؓ سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے

لا تقوم الساعة حتى تقتلوا امامكم
وتجتلدوا باسيافكم ويرث دنياكم
شراركم. اما قوله في الخارجين على
عثمان فقد اخرج الحاكم عن ربعي
بن حراش قال انطلقت الى
حذيفة بالمدائن ليالي سار
الناس الى عثمان فقال يا ربعي
ما فعل قومك قلت عن اي حالهم
تسأل قال من خرج منهم الى
هذا الرجل فسميت له رجالا
ممن خرج فقال سمعت رسول
الله صلى الله عليه وسلم يقول
من فارق الجماعة واستذل
الامارة لقي الله ولا وجه له
عنده. واما الدلالة على ان
عليا حقيق بالخلافة ولكن
الامة لا تجتمع عليه فلانه
لم يستخلفه النبي صلى الله عليه
وسلم فقد اخرج الحاكم من
طريق شريك بن عبد الله عن
عثمان بن عمير عن شقيق بن سلمة
عن حذيفة قال قالوا يا رسول الله
لو استخلفت علينا قال ان استخلف
عليكم خليفة فتعصوه ينزل العذاب
قالوا لو استخلفت علينا عليا
قال انكم لا تفعلون وان
تفعلوا تجدوه هاديا مهديا
يسلك بكم الطريق المستقيم
واما ما يدل على خلافتهم

کہ قیامت قائم نہ ہوگی جب تک تم لوگ اپنے امام کو قتل کروگے
اور باہم شمشیر زنی نہ کروگے اور تمہارے برے لوگ تمہاری
دنیا کے وارث ہوجائیں گے۔ {حضرت حذیفہؓ کا قول حضرت
عثمانؓ سے بغاوت کرنے والوں کے حق میں} حاکم نے ربعی
بن حراش سے روایت کی ہے وہی کہتے ہیں کہ جس زمانہ
میں لوگوں نے حضرت عثمانؓ پر خروج کیا تھا میں مدائن میں
حضرت حذیفہؓ کے پاس گیا انھوں نے مجھ سے دریافت کیا
کہ اے ربعی: تمہاری قوم کے لوگوں نے کیا کیا؟ میں نے کہا
آپ ان کے کس حال کے متعلق مجھ سے دریافت کرتے ہیں؟
حضرت حذیفہؓ نے کہا تم میں سے اس شخص (یعنی حضرت
عثمانؓ) پر کس کس شخص نے خروج کیا ہے۔ پھر میں نے ان
لوگوں کے نام لئے جو بغاوت پر نکلے تھے تو حضرت حذیفہؓ نے
کہا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ
فرماتے تھے جو شخص جماعت سے جدا ہوا اور اس نے امارت
(اسلام) کو ذلیل کیا وہ (قیامت میں) اللہ سے اس حال
میں ملے گا کہ اس کے پاس اس کے (بچاؤ کے) لئے کوئی حجت
نہ ہوگی۔ {اس امر کی دلیل کہ حضرت علیؓ مستحق خلافت تھے
مگر امت ان پر متفق نہ ہوگی اس لئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم
نے انھیں خلیفہ نہیں کیا} حاکم نے بروایت شریک بن عبداللہ
عثمان بن عمیر سے انھوں نے شقیق بن مسلمہ سے انھوں نے
حضرت حذیفہؓ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے صحابہؓ نے
عرض کیا یا رسول اللہ! اگر آپ کسی کو ہم پر اپنا جانشین
بنادیتے (تو اچھا تھا) آپ نے فرمایا اگر میں کسی کو تم پر
خلیفہ بنادوں پھر تم اس کی نافرمانی کرو تو تم پر عذاب
(الٰہی) نازل ہوگا۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ اگر آپ حضرت
علیؓ کو اپنا خلیفہ کرجائیں (تو بہت مناسب ہو) آپ نے
فرمایا کہ تم (ایسا) نہ کروگے اور اگر (ایسا) کرو تو تم ان
کو ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ پاؤگے وہ تم کو راہ
ہدایت پر چلائیں گے۔ {خلفاء (راشدین) کی خلافت اور

من الترتيب الذى بيّنه النبى صلى الله عليه وسلم لدولة ملته فقد اخرج احمد فى مسند النعمان بن بشير من حديث حبيب بن سالم عن النعمان بن بشير عن حذيفة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تكون النبوة فيكم ما شاء الله ان تكون ثم يرفعها الله تعالى ثم تكون خلافة على منهاج النبوة ما شاء الله ان تكون ثم يرفعها الله تعالى ثم تكون ملكا عاضا فتكون ما شاء الله ان تكون ثم يرفعها الله ثم تكون ملكا جبرية فتكون ما شاء الله ان تكون ثم يرفعها الله تعالى ثم تكون خلافة على منهاج النبوة ثم سكت.

اس ترتیب سے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دولت ملت اسلامیہ کے لئے بیان فرمائی ہے (ثابت ہوتا ہے) احمد نے نعمان بن بشیر کے مسند میں بروایت حبیب بن سالم نقل کیا ہے وہ نعمان بن بشیر سے وہ حضرت حذیفہؓ سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک خدا چاہے گا تم میں نبوت رہیگی پھر اسے اللہ تعالے اٹھا لے گا اس کے بعد خلافت برمنہاج نبوت ہوگی اور جب تک خدا چاہے گا یہ خلافت رہیگی پھر اسے (بھی) خدا اٹھا لے گا پھر بادشاہی کاٹنے والی ہوگی اور جب تک خدا چاہے گا یہ بادشاہی رہیگی پھر اسے (بھی) خدا اٹھا لے گا پھر جابرانہ سلطنت ہوگی اور جب تک خدا چاہے گی رہے گی پھر اسے (بھی) خدا اٹھا لے گا پھر (اخیر زمانہ میں) خلافت برمنہاج نبوت ہو جائے گی۔ یہ فرما کر آپ نے سکوت کیا[1]

ومن مسند ابى ذر رضى الله عنه

مسند ابوذر رضی اللہ عنہ
۲۰ روایت

اما التعريض الظاهر على خلافة الثلثة فقد ذكر المحب الطبرى بروايات شتى عن سويد بن يزيد السلمى قال دخلت المسجد فرأيت اباذر جالسا فى وحدة فاغتنمت ذلك فذكر بعض القوم عثمان فقال لا اقول لعثمان ابدا الا خيرا لا اقول لعثمان ابدا الا خيرا لا اقول لعثمان ابدا الا خيرا بعد شىء رأيته من رسول الله صلى الله عليه وسلم كنت اتبع خلوات رسول الله صلى الله عليه وسلم

(خلافت (خلفاء) ثلاثہ پر تعریض ظاہر) محب طبری نے بروایات متعددہ سوید بن یزید سُلمی سے نقل کیا ہے۔ سوید کہتے ہیں کہ میں مسجد (نبوی) میں داخل ہوا تو وہاں حضرت ابوذرؓ کو تنہا بیٹھے ہوئے پایا میں نے اس تنہائی کو غنیمت جانا (اور ان کے پاس بیٹھ کر ان سے باتیں کرنے لگا پھر اور لوگ بھی آگئے ان میں سے) کسی شخص نے حضرت عثمانؓ کا ذکر کیا (اس پر) حضرت ابوذرؓ نے فرمایا کہ میں تو حضرت عثمانؓ کی شان میں ہمیشہ اچھی ہی بات کہتا ہوں میں تو حضرت عثمانؓ کی شان میں ہمیشہ اچھی ہی بات کہتا ہوں میں تو حضرت عثمانؓ کی شان میں ہمیشہ اچھی ہی بات کہتا ہوں جب سے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے یہاں ایک بات دیکھی (میرا دستور تھا) میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خلوتوں (کے اوقات) کو تلاش کرتا رہتا تھا

[1] خلافت برمنہاج نبوت کا مطلب وہی ہے جو مصنف نے فصل سوم میں خلافت خاصہ کا بیان کیا یعنی اس خلافت میں خلیفہ کی طرف سے [illegible] کی تکمیل [illegible] تحت [illegible] ہو گی [illegible] خلافت [illegible] آخیر زمانہ میں ہوگی۔

أتحيّن منه خلوة فرأيته يوماً حتى انتهى إلى موضع كذا وكذا فجلس فأتيت إليه فسلمت عليه وجلست إليه فقال يا أبا ذر ما جاء بك قلت الله ورسوله إذ جاء أبو بكر فسلم وجلس عن يمين رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا أبا بكر ما جاء بك قال الله ورسوله ثم جاء عمر فسلم وجلس عن يمين أبي بكر فقال يا عمر ما جاء بك قال الله ورسوله ثم جاء عثمان فسلم وجلس عن يمين عمر فقال يا عثمان ما جاء بك قال الله ورسوله قال فتناول النبي صلى الله عليه وسلم سبع حصيات أو تسع حصيات فوضعهن في كفه فسبحن حتى سمعت لهن حنيناً كحنين النحل ثم وضعهن فخرسن فتناولهن النبي صلى الله عليه وسلم فوضعهن في يد أبي بكر فسبحن حتى سمعت لهن حنيناً كحنين النحل ثم وضعهن فخرسن فتناولهن النبي صلى الله عليه وسلم فوضعهن في يد عمر فسبحن حتى سمعت لهن حنيناً كحنين النحل ثم

اور (اُن اوقات) خلوت میں (آپ سے علم دین) سیکھا کرتا تھا (چنانچہ) ایک دن آپ (اپنے دولت کدہ سے) برآمد ہوئے (اور ایک جانب روانہ ہوئے) یہاں تک کہ فلاں فلاں مقام پر پہنچے اور وہاں بیٹھ گئے میں بھی (آپ کے پیچھے پیچھے چلا جاتا تھا بالآخر) آپ کی خدمت میں پہنچا اور سلام کرکے آپ کے پاس بیٹھ گیا۔ آپ نے فرمایا کہ اے ابوذرؓ! تم کو یہاں کون لایا؟[1] میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اُس کا رسول۔ اتنے میں حضرت ابوبکرؓ آئے اور سلام کرکے آپ کی داہنی طرف بیٹھے۔ آپ نے اُن سے (بھی) فرمایا کہ اے ابوبکرؓ! تم کو یہاں کون لایا؟ اُنھوں نے کہا کہ اللہ اور اُس کا رسول۔ پھر حضرت عمرؓ آئے اور سلام کرکے حضرت ابوبکرؓ کی داہنی طرف بیٹھ گئے آپ نے اُن سے (بھی) فرمایا کہ اے عمرؓ! تمھیں یہاں کون لایا؟ اُنھوں نے کہا کہ اللہ اور اُس کا رسول۔ پھر حضرت عثمانؓ آئے اور سلام کرکے حضرت عمرؓ کی داہنی جانب بیٹھ گئے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن سے (بھی) فرمایا کہ اے عثمانؓ! تمھیں یہاں کون لایا؟ اُنھوں نے کہا کہ اللہ اور اُس کا رسول۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سات یا نو سنگریزے اُٹھائے اور اُنھیں اپنی مٹھی میں رکھ لیا وہ سنگریزے تسبیح پڑھنے لگے یہاں تک کہ اُن کی (تسبیح کی) آواز مثل شہد کی مکھی کی آواز کے میں نے سُنی پھر آپ نے وہ سنگریزے (زمین پر) رکھ دیئے سنگریزے خاموش ہوگئے پھر آپ نے اُنھیں اُٹھاکر حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ میں رکھ دیا وہ پھر تسبیح پڑھنے لگے اور میں نے بدستور سابق اُن کی آواز سُنی پھر آپ نے اُن سنگریزوں کو (حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ سے) اُٹھا لیا (اور زمین پر رکھ دیا) سنگریزے پھر خاموش ہوگئے۔ پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اُنھیں لے کر حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں رکھ دیا وہ (یہاں بھی) تسبیح پڑھنے لگے اور میں نے بدستور سابق اُن کی آواز سُنی۔ پھر آپ نے (وہ سنگریزے

[1] مطلب یہ تھا کہ تم یہاں کیوں آئے (تمہارا مطلب کیا ہے) اُنھوں نے جواب دیا رضائے اللہ و رسول یعنی یہاں آنے کا مقصد اللہ اور رسول کی محبت ہے۔

يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا يبقى على ظهر الأرض بيت مدر ولا وبر إلا أدخله الله كلمة الإسلام بعز عزيز أو ذل ذليل إما يعزهم الله فيجعلهم من أهلها أو يذلهم فيدينون لها.

وہ کہتے تھے میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ روئے زمین پر کوئی مٹی کا مکان اور کوئی اون کا خیمہ (بھی) ایسا باقی نہ رہے گا کہ اللہ تعالیٰ کسی مستحق عزت کو عزت دے کر یا کسی مستحق ذلت کو ذلیل کر کے کلمۂ اسلام کو اس میں داخل نہ کر دے عزت دینے کی صورت یہ ہے کہ اللہ ان کو اہل اسلام میں سے کر دے اور ذلیل کرنے کی صورت یہ ہے کہ وہ اسلام کے محکوم ہو جائیں (یعنی جزیہ دینے لگیں)

ومن مسند خباب ابن الأرت

مسند خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کی روایت

أما مواعيد الله عز وجل الظاهرة على أيدي الخلفاء فقد أخرج أبو يعلى من حديث إسمعيل عن قيس عن خباب قال شكونا إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو متوسد ببردة له في ظل الكعبة فقلنا ألا تستنصر لنا فجلس محمرا وجهه فقال قد كان من قبلكم يؤخذ الرجل فيحفر له في الأرض ثم يؤتى بالمنشار فيجعل فوق رأسه ما يصرفه عن دينه أو يمشط بأمشاط الحديد ما دون لحمه من عظم وعصب ما يصرفه عن دينه وليتمن الله هذا الأمر

[اللہ عز وجل کے وعدے جو خلفاء (راشدین) کے ہاتھوں پر پورے ہوئے] ابو یعلیٰ نے بروایت اسمعیل نقل کرتے ہیں وہ قیس سے وہ حضرت خباب سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ (ایک مرتبہ) ہم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے (کفار کی ایذا رسانی کی) شکایت کی آپ اس وقت کعبہ کے سایہ میں اپنی چادر سے تکیہ لگائے لیٹے تھے ہم نے عرض کیا کہ آپ ہماری نصرت کے لئے کیوں نہیں (حق تعالیٰ سے) دعا فرماتے (آپ یہ سنکر) اٹھ بیٹھے اور (فرط غضب سے) چہرہ (مبارک) سرخ ہو گیا اور فرمایا کہ تم سے پہلے (اور امتوں میں) یہ حال تھا کہ مرد (مومن) پکڑ لیا جاتا تھا پھر اس کے لئے زمین میں گڑھا کھودا جاتا (اور وہ اس میں نصف جسم تک گاڑ دیا جاتا) پھر اس پر آرہ چلتا (مگر وہ اُف نہ کرتا اور یہ ظلم شدید) اسے اس کے دین سے منحرف نہ کر سکتا تھا یا کسی کے جسم میں (تیز دندانوں والا) لوہے کا کنگھا کرتے تھے جس سے اس کا تمام پوست اور گوشت اتر جاتا اور کنگھے کے دندانے ہڈی اور پٹھے تک پہنچ جاتے (مگر وہ کچھ پرواہ نہ کرتا) یہ تشدد بھی اسے اس کے دین سے منحرف نہ کر سکتا تھا (لہذا تم کو بھی لازم ہے کہ کفار کی ایذا رسانی پر صبر کرو دیکھو ایک دن وہ ہوگا) کہ بیشک اللہ تعالیٰ اس دین کو پورا کر دیگا (اور ہر جگہ اسلام ہی اسلام[1] نظر آنے لگا اور ہر طرح امن ہو جائیگا)

[1] حق کے ظہور اور ان کے غلبہ سے مراد یہ ہے کہ خلفائے راشدین کی آبادی میں ہر طبقے کے لوگوں میں اسلام کی اشاعت ہوئی۔

فقال مروا أبا بكر فليصل بالناس فإنكن صواحبات يوسف فأمّ أبو بكر الناس والمقام ...

عمر رضي الله عنه

فقد أخرج أحمد عن حسين بن واقد عن عبد الله ابن بريدة قال سمعت أبي يقول أصبح رسول الله صلى الله عليه وسلم فدعا بلالا فقال يا بلال بم سبقتني إلى الجنة ما دخلت الجنة قط إلا سمعت خشخشتك أمامي إني دخلت البارحة الجنة فسمعت خشخشتك فأتيت على قصر من ذهب مرتفع مشرف فقلت لمن هذا القصر قالوا لرجل من العرب قلت أنا عربي لمن هذا القصر قالوا لرجل من المسلمين من أمة محمد صلى الله عليه وسلم قلت فأنا محمد لمن هذا القصر قالوا لعمر بن الخطاب فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لولا غيرتك لدخلت القصر فقال يا رسول الله ما كنت لأغار عليك وقال لبلال بم سبقتني إلى الجنة فقال ما أحدثت إلا توضأت وصليت ركعتين فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم بهذا

کسی دوسرے کو حکم دیجئے) پھر آپ نے فرمایا (نہیں) ابوبکرؓ سے کہدو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں (اے عورتوں! اگر حجت نہ کرو) تو تم لوگ (حضرت) یوسف (علیہ السلام) کی ہمنشین[1] عورتوں کے مثل ہو۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ باب مناقب حضرت عمر رضی اللہ عنہ) (امام احمدؒ نے حسین بن واقد سے روایت کی ہے وہ عبداللہ بن بریدہ سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے میں نے اپنے والد سے سنا وہ کہتے تھے کہ (ایک دن) صبح کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ کو طلب فرماکر ان سے دریافت فرمایا کہ اے بلالؓ! کس عمل کے سبب سے تم مجھ سے پہلے جنت میں پہنچے (کیونکہ) میں جب کبھی جنت میں گیا ہوں تو میں نے تمہارے جوتے کی آواز اپنے آگے سنی (چنانچہ) میں شب گزشتہ میں جنت کے اندر داخل ہوا تو (ابھی) تمہارے جوتے کی آواز سنی۔ پھر میں (سیر کرتا ہوا) ایک بڑے بلند محل تک پہنچا جو سونے سے بنا تھا میں نے دریافت کیا کہ یہ کس کا محل ہے؟ فرشتوں نے جواب دیا ایک عربی شخص کا ہے میں نے کہا میں (بھی) عربی ہوں، بتاؤ یہ محل کس کا ہے؟ فرشتوں نے کہا کہ امت محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں ایک مسلمان شخص کا محل ہے۔ میں نے کہا محمد تو میں ہوں پھر یہ محل کس کا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ محل عمر بن خطاب کا ہے۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے عمرؓ!) اگر مجھے تمہاری غیرت کا خیال نہ آتا تو ضرور اس محل میں جاتا۔ حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ (کے تشریف لیجانے) پر میں ہرگز غیرت نہ کرتا۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (جو) حضرت بلالؓ سے دریافت فرمایا تھا کہ تم کس عمل کے سبب سے مجھ سے پہلے جنت میں پہنچے (تو) اس کے جواب میں، انہوں نے کہا کہ جب میرا وضو نہیں رہتا تو (فوراً) میں وضو کر لیتا ہوں (اور وضو کرکے) دو رکعت (نفل) پڑھتا ہوں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسی سبب سے

[1] اس حدیث کی شرح صفحہ ۳۰۳ پر گزر چکی ہے۔

وأخرج أحمد عن حسين عن عبد الله بن بريدة عن أبيه أن أمة سوداء أتت رسول الله صلى الله عليه وسلم ورجع من بعض مغازيه فقالت إني كنت نذرت إن ردك الله صالحاً أن أضرب عندك بالدف قال إن كنت فعلت فافعلي وإن كنت لم تفعلي فلا تفعلي فضربت فدخل أبو بكر وهي تضرب ودخل غيره وهي تضرب ثم دخل عمر فجعلت دفها خلفها وهي مقنعة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن الشيطان ليفرق منك يا عمر أنا جالس ههنا فدخل هؤلاء فلما أن دخلت فعلت ما فعلت

ومن مسند عقبة ابن عامر رضی اللہ عنہ

أما أن عمر محدث يقتدى برأيه فقد أخرج الترمذي عن مشرح بن عاهان عن عقبة بن عامر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو كان نبي بعدي لكان عمر بن الخطاب وأما مواعيد الظاهرة على أيدي الخلفاء فقد أخرج أحمد عن أبي الخير عن عقبة بن عامر الجهني أن رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج يوماً فصلى على أهل أحد صلاته على الميت

(تم مجھ سے پہلے جنت میں پہنچتے ہو) اور (امام) احمدؒ نے صحیح سے انھوں نے عبداللہ بن بُریدہ سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے حضرت بُریدہؓ کہتے تھے کہ ایک حبشن لونڈی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی آپ اس زمانہ میں کسی جہاد سے واپس آئے تھے اس لونڈی نے عرض کیا (کہ یارسول اللہ!) میں نے منّت مانی تھی کہ اگر اللہ آپ کو خیر سے (مدینہ میں) واپس لاتے تو میں آپ کے پاس دَف بجاؤں گی۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تو نے منّت مانی ہو تو (خیر) دف بجا اور اگر تو نے منّت نہیں مانی تو نہ بجا۔ (غرضکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اجازت پاکر لونڈی دَف بجانے لگی (اس درمیان میں) حضرت ابوبکرؓ آئے اور وہ دَف بجاتی رہی اور ان کے سوا اور لوگ بھی آئے وہ لونڈی دَف بجاتی رہی پھر حضرت عمرؓ آئے تو لونڈی نے دَف کو اپنی پیٹھ کے پیچھے رکھ لیا اور وہ چادر سے منہ چھپائے (بیٹھی) تھی (اس کی یہ حرکت دیکھ کر) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمرؓ! بیشک شیطان تجھ سے ڈرتا ہے میں یہاں بیٹھا تھا اور یہ لوگ بھی آئے (مگر یہ لونڈی دَف بجاتی رہی) پھر جب تم آئے تو اس نے کیا جو کچھ کیا (یعنے تمھارے ڈر سے دَف کو چھپالیا)

مُسند عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ

۳- روایت

[حضرت عمر رضی اللہ عنہ محدث ہیں ان کی رائے پر عمل کرنا چاہیئے] ترمذی نے مشرح بن عاہان سے روایت کی ہے وہ عقبہ بن عامرؓ سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو بیشک عمر بن خطابؓ ہوتے۔ {(خدا کے) وعدے جو خلفاء (راشدین) کے ہاتھوں پر ظاہر ہوئے} (امام) احمدؒ نے ابوالخیر سے انھوں نے عقبہ بن عامر جہنی سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ ایک روز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (دولتخانہ سے) برآمد ہوئے اور آپ نے شہداء احد پر نماز جنازہ پڑھی

ثم خرج الی المنبر فقال انی فرط لکم وانی شھید علیکم وانی واللہ لانظر الی حوضی الاٰن وانی قد اعطیت مفاتیح خزائن الارض وانی واللہ ما اخاف علیکم ان تشرکوا بعدی ولکن اخاف علیکم ان تنافسوا فیھا واخرج احمد من حدیث عمرو بن الحارث عن ابی علی عن عقبۃ بن عامر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ستفتح علیکم ارضون ویکفیکم اللہ عز وجل فلا یعجز احدکم ان یلھو باسھمہ۔

پھر آپ منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ (اے لوگو!) میں (قیامت کے دن) تمھارا فرط[1] ہوں گا اور میں تم پر گواہ ہوں گا اور قسم خدا کی میں اس وقت اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا ہوئی ہیں اور قسم خدا کی مجھے تم سے یہ اندیشہ نہیں ہے کہ تم میرے بعد شرک میں مبتلا ہو گے بلکہ مجھے یہی اندیشہ ہے کہ دنیا میں رغبت کرو گے اور (امام) احمدؒ بروایت عمرو بن حارث نقل کرتے ہیں وہ ابو علی سے وہ عقبہ بن عامر سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے۔ عنقریب تم پر ممالک وبلاد مفتوح ہو جائیں گے اور اللہ عز وجل تمھاری کفایت کرے گا پس کوئی تم میں سے تیراندازی کی مشق میں کوتاہی نہ کرے۔

ومن مسند سفینۃ رضی اللہ عنہ

مسند سفینہ رضی اللہ عنہ ۲۔ روایت

خلفائے اربعہ کی خلافت کی دلیل، یعنے اس مدت

اما ما یدل علی خلافۃ الاربعۃ من غیر النصوص الواقعۃ علیھم فقد اخرج الترمذی من حدیث سعید بن جمھان قال حدثنی سفینۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخلافۃ فی امتی ثلاثون سنۃ ثم ملک بعد ذلک ثم قال لی سفینۃ امسک خلافۃ ابی بکر ثم قال وخلافۃ عمر وخلافۃ عثمان ثم قال امسک خلافۃ علی فوجدناھا ثلاثین سنۃ قال سعید فقلت لہ ان بنی امیۃ یزعمون ان الخلافۃ فیھم قال کذب بنو الزرقاء بل ھم ملوک شر الملوک واما ما یدل علی خلافۃ الثلاثۃ من سوی

کا بیان جس میں ان کی خلافت ہوگی ترمذی نے بروایت سعید بن جمہان نقل کیا ہے وہ کہتے تھے مجھ سے حضرت سفینہؓ نے بیان کیا وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خلافت میری امت میں تیس برس رہے گی پھر اس کے بعد بادشاہت ہوگی۔ راوی کہتے ہیں مجھ سے حضرت سفینہؓ نے کہا کہ زمانۂ خلافت حضرت ابوبکرؓ کو لو پھر کہا کہ زمانۂ خلافت حضرت عمرؓ اور خلافت عثمانؓ اس سے ملاؤ پھر کہا کہ خلافت حضرت علیؓ کی اس پر اضافہ کرو چنانچہ ہم نے (ان سب کے زمانہ کو ملا کر) دیکھا تو تیس برس ہوئے سعید کہتے ہیں پھر میں نے حضرت سفینہؓ سے کہا کہ بنی امیہ تو دعوےٰ کرتے ہیں کہ خلافت ان میں ہے انھوں نے جواب دیا بنی زرقا جھوٹے ہیں (ان میں خلافت کہاں) بلکہ وہ بادشاہ اور برے بادشاہ ہیں۔ (خلفاء) ثلٰثہ کی خلافت کی دلیل قرار دینے والے

[1] فرط اس جماعت کو کہتے ہیں جو قافلے سے پہلے منزل پر پہنچ کر قافلہ کی راحت کا سامان مہیا کرے مطلب یہ ہے کہ میں تم سے پہلے میدان محشر میں پہنچ کر تمھارے لئے راحت کی تدبیر کروں گا۔

الميزان فقد أخرج الحاكم عن سعيد بن جمهان عن سفينة مولى أم سلمة قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا صلى الصبح أقبل على أصحابه فقال أيكم رأى رؤيا فقال رجل أنا يا رسول الله كأن ميزانا نزل به من السماء فوضعت في كفة ووضع أبو بكر في كفة أخرى فرجحت بأبي بكر فرفعت وترك أبو بكر مكانه فجيء بعمر بن الخطاب فوضع في الكفة الأخرى فرجح أبو بكر ثم رفع أبو بكر ووضع عثمان فرجح عمر ثم رفع عمر ورفع الميزان قال فتغير وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال خلافة النبوة ثلاثون عاما ثم يكون ملك قال سعيد بن جمهان فقال لي سفينة أمسك سنتي أبي بكر وعشر عمر وثنتي عشرة عثمان وستا علي

ومن مسند عرباض بن سارية رضي الله عنه

أما وجوب اتباع سنن الخلفاء الراشدين فقد أخرج ابن ماجة من حديث عبد الرحمن بن مهدي عن معاوية بن صالح عن ضمرة بن حبيب عن عبد الرحمن بن عمرو السلمي أنه سمع العرباض بن سارية يقول

خواب سے | حاکم نے سعید بن جمہان سے روایت کی ہے وہ سفینہ مولیٰ حضرت ام سلمہؓ سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جب آپ صبح کی نماز سے فارغ ہوتے تو صحابہؓ کی جانب متوجہ ہو کر ان سے استفسار فرماتے کہ تم میں سے کسی نے شب کو کوئی خواب دیکھا ہے چنانچہ ایک روز آپ کے استفسار پر ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے خواب دیکھا ہے کہ ایک ترازو آسمان سے اتاری گئی پھر اس کے ایک پلہ میں آپ رکھے گئے اور دوسرے میں حضرت ابوبکرؓ تو آپ حضرت ابوبکرؓ سے وزنی نکلے پھر آپ پلڑے سے اٹھالئے گئے اور حضرت ابوبکرؓ اسی جگہ رہنے دیئے گئے پھر حضرت عمر بن خطابؓ لائے گئے اور دوسرے پلہ میں رکھ کر تولے گئے تو حضرت ابوبکرؓ وزنی نکلے پھر حضرت ابوبکرؓ اٹھالئے گئے اور حضرت عثمانؓ رکھے گئے (اور حضرت عمرؓ کے ساتھ تولے گئے) تو حضرت عمرؓ ان سے وزنی رہے بعد ازاں حضرت عمرؓ پلے سے اٹھالئے گئے اور وہ ترازو (بھی) اٹھالی گئی۔ (اس خواب کو سنکر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک متغیر ہو گیا پھر فرمایا کہ خلافت نبوت تیس برس رہے گی پھر بادشاہت ہو جائیگی سعید بن جمہان کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت سفینہؓ نے کہا حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے دو برس لو اور دس برس حضرت عمرؓ کی خلافت اور بارہ برس حضرت عثمانؓ کی خلافت اور چھ برس حضرت علیؓ کی خلافت (یہ سب تیس برس ہوئے)۔

مسند عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کی روایت

(خلفاء راشدین کے طریقوں کا واجب الاتباع ہونا) | ابن ماجہ نے بروایت عبد الرحمن بن مہدی نقل کیا ہے وہ معاویہ بن صالح سے وہ ضمرہ بن حبیب سے وہ عبد الرحمن بن عمرو سلمی سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے میں نے عرباض بن ساریہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ

وعظنا رسول الله صلى الله عليه وسلم موعظة ذرفت منها العيون ووجلت منها القلوب فقلنا يا رسول الله ان هذا لموعظة مودع فماذا تعهد الينا قال تركتكم على البيضاء ليلها كنهارها لا يزيغ عنها بعدي الا هالك من يعش منكم فسيرى اختلافا كثيرا فعليكم بما عرفتم من سنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عضوا عليها بالنواجذ وعليكم بالطاعة وان عبدا حبشيا فانما المؤمن كالجمل الانف حيث ما قيد انقاد

(ایک مرتبہ) ہمیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسا وعظ سنایا کہ اُسے سنکر آنکھیں رودیں اور دلوں میں خوف بھی پیدا ہوا ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ وعظ تو رخصت ہونے والی نصیحت معلوم ہوتی ہے آپ ہم کو کیا وصیت فرماتے ہیں، آپ نے فرمایا کہ میں نے تم کو ایسے صاف راستہ پر چھوڑا ہے کہ اُس کی رات مثل دن کے (روشن) ہے اُس راستہ سے میرے بعد کوئی نہ ہٹے گا مگر وہ شخص جو ہلاک ہونے والا ہے میرے بعد تم میں سے جو زندہ رہے گا وہ عنقریب بہت کچھ اختلاف دیکھے گا، پس تم اپنے اوپر لازم سمجھو میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو جو تم کو معلوم ہو اُس کو دانت سے مضبوط پکڑو اور اپنے سرداروں کی اطاعت ضروری جانو اگرچہ (تمہارا سردار ایک حقیر) حبشی غلام ہو کیونکہ مؤمن (احکام شریعت کے سامنے) نکیل پڑے ہوئے اونٹ کے مثل ہوتا ہے جس طرف چاہیں اُسے لے جائیں وہ ہر طرح مطیع ہے۔

واما مواعيد الله الظاهرة على ايدي الخلفاء فقد اخرج احمد من طريق اسمعيل بن عياش عن ضمضم عن شريح بن عبيد قال العرباض بن سارية كان النبي صلى الله عليه وسلم يخرج الينا وعلينا الحوتكية فيقول لو تعلمون ما ذخر لكم ما حزنتم على ما زوي عنكم وليفتحن لكم فارس والروم۔

اللہ کے وعدوں کا خلفائے راشدین کے ہاتھوں پر ظاہر ہونا

(امام) احمد نے بروایت اسمٰعیل بن عیاش نقل کیا ہے وہ ضمضم سے وہ شریح بن عُبید سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ عرباض بن ساریہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس (اکثر اوقات) تشریف لایا کرتے تھے (ہم لوگ اُس وقت غریب اور نادار تھے) اور ہم لوگ خُوتکیہ[1] پہنے ہوتے تھے تو آپ فرماتے تھے کہ اگر تم واقف ہوجاؤ اس سے جو تمہارے لئے (آخرت میں) ذخیرہ رکھا گیا ہے تو تم کو (دنیا کے عیش نہ ہونے کا اور) جو تمہیں نہیں دیا گیا ہے اُس کے نہ ملنے کا ہرگز غم نہ ہو (اور دنیا کی یہ تکالیف بھی سدا نہ رہیں گے بلکہ) تمہارے لئے فارس اور روم (کے بڑے بڑے ملک) فتح ہوجائیں گے۔

[1] خُوتکیہ ایک قسم کے کرتے کو کہتے ہیں یہ کرتہ بہت چھوٹا اور بہت تنگ اور سستے داموں کا ہوتا تھا مطلب یہ ہے کہ اتنا مقدور بھی نہ تھا کہ ایک کرتہ بھی اچھا بن سکے۔

ومن مسند عبد الرحمن بن غنم الاشعری

اما تصویب رأی الشیخین و ان رأیهما منجحة والاشارة الی خلافتهما فقد اخرج احمد من حدیث عبد الحمید بن بهرام عن شهر بن حوشب عن عبد الرحمن بن غنم ان النبی صلی الله علیه وسلم قال لابی بکر وعمر لو اجتمعتما فی مشورة ما خالفتکما

واما ان الخلافة حق المهاجرین الاولین دون الطلقاء فقد اخرج ابو عمر فی الاستیعاب ان عبد الرحمن بن غنم عاتب ابا هریرة وابا الدرداء بحمص اذا انصرفا من عند علی رسولین لمعاویة وکان مما قال لهما عجبا منکما کیف جاز علیکما ما جئتما به تدعوان علیا الی ان یجعلها شوری وقد علمتما انه قد بایعه المهاجرون والانصار واهل الحجاز والعراق وان من رضیه خیر ممن کرهه ومن بایعه خیر ممن لم یبایعه وای مدخل لمعاویة فی الشوری وهو من الطلقاء الذین لا یجوز لهم الخلافة وهو وابوه من رؤس الاحزاب

مسند عبد الرحمن بن غنم اشعری رضی اللہ عنہ

شیخین کی رائے کا درست ہونا اور یہ کہ ان کی رائے حجت (شرعیہ) ہے اور ان کی خلافت کی جانب اشارہ ۔ روایت

(امام) احمدؒ بروایت عبد الحمید بن بہرام نقل کرتے ہیں وہ شہر بن حوشب سے وہ عبد الرحمن بن غنم سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ اگر تم دونوں کسی مشورہ پر متفق ہو جاؤ گے تو میں تمھاری مخالفت نہ کروں گا - (خلافت مہاجرین اولین کا حق ہے نہ کہ طلقاء کا) ابو عمرؒ نے استیعاب میں نقل کیا ہے کہ حضرت عبد الرحمن بن غنم نے حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت ابو درداء پر ملامت کی (اور یہ اس وقت کا واقعہ ہے کہ) جب یہ دونوں حضرت معاویہؓ کی طرف سے قاصد بن کر حضرت علیؓ کے پاس (گئے اور وہاں) سے واپس ہو کر حمص میں عبد الرحمن کو ملے منجملہ اس تقریر کے جو (عبد الرحمن نے) ان دونوں سے کی تھی یہ بات بھی تھی کہ (مجھے تم پر سخت حیرت اور) تعجب ہے کہ کیونکر تم نے اپنے لئے یہ جائز رکھا کہ (حضرت معاویہؓ کا) پیغام لے کر آئے اور حضرت علیؓ کو اس بات کی ترغیب دیتے ہو کر وہ خلافت کو شوریٰ کر دیں حالانکہ اس امر کو تم خوب جانتے ہو کہ مہاجرین اور انصار اور اہل حجاز اور اہل عراق نے حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے اور بیشک جو حضرت علیؓ سے راضی ہے وہ اس سے بہتر ہے جو ان سے ناراض ہے اور جس نے ان سے بیعت کر لی وہ (یقیناً) اس شخص سے بہتر ہے کہ جس نے ان سے بیعت نہیں کی اور (حضرت) معاویہؓ کو شوریٰ میں کیا دخل ہے وہ تو طلقاء[1] میں سے ہیں کہ جن کے لئے (کسی طرح کا حق) خلافت میں نہیں ہے اور (حضرت) معاویہؓ اور ان کے باپ (حضرت ابو سفیان) کافروں کی جماعت کے سردار رہے ہیں۔

[1] طلقاء جمع طلیق کی طلیق آزاد کردہ غلام کو کہتے ہیں جو لوگ فتح مکہ کے بعد اسلام لائے [illegible] کہتے ہیں اس سے [illegible]

فتنتما طلحة سروهما وتابا بين يديه

ومن مسند ابي اروى الدوسي رضي الله عنه

اما ما يدل على خلافتهما وان ذلك من مواعيد الله لنبيه يظهر على ايديهما فقد اخرج الحاكم من طريق سهيل بن ابي صالح ومحمد بن ابراهيم عن ابي سلمة بن عبد الرحمن عن ابي اروى الدوسي قال كنت جالسا عند النبي صلى الله عليه وسلم فاطلع ابوبكر وعمر رضي الله عنهما فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم الحمد لله الذي ايدني بهما۔

ومن مسند ابي امامة الباهلي رض

اخرج الحاكم من حديث موسى بن عمير قال سمعت مكحولا يقول وسأله رجل عن قول الله عز وجل فان الله هو مولاه وجبريل وصالح المؤمنين قال حدثني ابو امامة انه قال الله مولاه وجبريل وصالح المؤمنين ابوبكر وعمر

ومن مسند سالم بن عبيد الاشجعي رض

حديث في امامة ابي بكر الصديق اخرج ابن ماجه من حديث نبيط بن شريط عن سالم بن عبيد قال اغمي على رسول الله صلى الله عليه وسلم في مرضه فقال احضرت الصلوة قالوا نعم قال

(عبدالرحمن کی اس گفتگو سے عتاب سے) یہ دونوں (حضرت طلحہؓ کے پاس) اپنے چلانے پر نادم ہوئے اور (عبدالرحمن کے) روبرو دونوں نے توبہ کی۔

مسند ابو اروی دوسی رضی اللہ عنہ

۱۔ روایت

{شیخین رضہ کے خلافت کی دلیل

اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کے وعدے جو نبی سے تھے ان کے ہاتھوں پر ظاہر ہوں گے! حاکم بروایت سہیل بن ابی صالح اور محمد بن ابراہیم نقل کرتے ہیں وہ عبدالرحمن سے وہ ابی سلمہ بن عبدالرحمن سے وہ حضرت ابو اروی دوسی سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا تھا اتنے میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما آئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (انھیں دیکھ کر) فرمایا کہ سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے ان دونوں سے مجھے قوت دی۔

مسند ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ

۱۔ روایت

حاکم بروایت موسیٰ بن عمیر نقل کرتے ہیں

وہ کہتے تھے میں نے مکحول سے سنا ان سے کسی شخص نے آیہ کریمہ فان اللہ ہو مولٰہ الآیۃ (ترجمہ۔ پس تحقیق اللہ مولیٰ ہے نبی کا اور جبرئیلؑ اور اچھے ایمان والے) کا مطلب پوچھا تو انھوں نے کہا کہ مجھ سے ابو امامہ نے بیان کیا کہ اللہ نبی کا مولیٰ ہے اور جبرئیلؑ (اُن کے مولیٰ ہیں) اور اچھے ایمان والے (یعنے) ابوبکرؓ و عمرؓ۔

مسند سالم بن عُبید اشجعی رضی اللہ عنہ

۱۔ روایت

{ان کی حدیث حضرت ابوبکر

صدیق کی امامت (نماز) کے متعلق! ابن ماجہ نے بروایت نُبیط بن شریط سالم بن عبید سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے مرض (وفات) میں بیہوش ہو گئے تو (جب کسی قدر افاقہ ہوا) آپ نے پوچھا کہ نماز کا وقت آگیا؟ لوگوں نے عرض کیا ہاں۔ آپ نے فرمایا

مُرُوا بِلَالًا فَلْيُؤَذِّنْ وَمُرُوا اَبَا بَكْرٍ
فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ ثُمَّ اُغْمِيَ عَلَيْهِ
فَاَفَاقَ فَقَالَ اَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ
قَالُوا نَعَمْ قَالَ مُرُوا بِلَالًا
فَلْيُؤَذِّنْ وَمُرُوا اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ
بِالنَّاسِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ اِنَّ اَبِي
رَجُلٌ اَسِيفٌ فَاِذَا قَامَ مَقَامَكَ
يَبْكِي لَا يَسْتَطِيعُ فَلَوْ اَمَرْتَ
غَيْرَهُ ثُمَّ اُغْمِيَ عَلَيْهِ
فَاَفَاقَ فَقَالَ مُرُوا بِلَالًا
فَلْيُؤَذِّنْ وَمُرُوا اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ
بِالنَّاسِ فَاِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ
يُوسُفَ قَالَ فَاُمِرَ بِلَالٌ
فَاَذَّنَ وَاُمِرَ اَبُو بَكْرٍ فَصَلّٰى
بِالنَّاسِ ثُمَّ اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ
خِفَّةً فَقَالَ انْظُرُوا اِلٰى مَنْ
اَتَّكِئُ عَلَيْهِ فَجَاءَتْ بَرِيرَةُ
وَرَجُلٌ اٰخَرُ فَاتَّكَأَ عَلَيْهِمَا
فَلَمَّا رَاٰهُ اَبُو بَكْرٍ ذَهَبَ لِيَنْكُصَ
فَاَوْمَأَ اِلَيْهِ اَنِ اثْبُتْ مَكَانَكَ
ثُمَّ جَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى جَلَسَ اِلٰى جَنْبِ اَبِي بَكْرٍ
حَتّٰى قَضٰى اَبِي بَكْرٍ صَلَاتَهُ ثُمَّ اِنَّ
رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُبِضَ

وَمِنْ مُسْنَدِ عَرْفَجَةَ الْاَشْجَعِيِّ رض

اما حديث الوزن فقد اخرج ابو عمر عن قطبة بن مالك عن عرفجة الاشجعي قال

بلال رض سے کہدو کہ اذان دیں اور ابوبکر رض سے کہدو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں (یہ فرماکر) آپ پھر بیہوش ہوگئے جب کبھی افاقہ ہوا تو (پھر) فرمایا کیا نماز کا وقت آگیا؟ لوگوں نے کہا ہاں (آگیا) آپ نے فرمایا بلال رض سے کہدو کہ اذان دیں اور ابوبکر رض سے کہدو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ رض نے عرض کیا کہ (یا رسول اللہ!) میرے والد نرم دل ہیں وہ جب آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو ضبط نہ کرسکیں گے اگر آپ بجائے اُن کے دوسرے شخص کو حکم دیتے (تو بہتر تھا اس درمیان میں) پھر آپ پر غشی طاری ہوئی اس کے بعد جب افاقہ ہوا تو فرمایا کہ بلال رض سے کہدو کہ اذان دیں اور ابوبکر رض سے کہدو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں (اے عورتو!) تم تو (حضرت) یوسف (علیہ السلام کی ہمنشین عورتوں (کی طرح) ہو۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر حضرت بلال رض نے حکم نبوی پاکر اذان دی اور (بموجب ارشاد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے) حضرت ابوبکر رض نے لوگوں کو نماز پڑھائی (ابھی نماز ہو رہی تھی کہ) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مرض میں افاقہ دیکھ کر فرمایا کہ کسی کو بلالو میں اُس کے سہارے سے باہر جاؤں گا۔ چنانچہ بریرہ اور ایک دوسرے شخص آئے اور آپ ان دونوں کے سہارے سے مسجد میں تشریف لائے جب حضرت ابوبکر رض نے آپ کو دیکھا تو ارادہ کیا کہ اپنی جگہ سے پیچھے ہٹ جائیں (اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے جگہ خالی کردیں) آپ نے اُنھیں اشارہ سے فرمایا کہ تم اپنی جگہ پر قائم رہو۔ پھر (یہ فرماکر) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رض کے پہلو میں بیٹھ گئے یہاں تک کہ حضرت ابوبکر رض نے نماز ختم کی پھر اسکے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی

مُسند عرفجہ اشجعی رضی اللہ عنہ کی روایت

{حدیث وزن} ابوعمر نے قطبہ بن مالک سے انھوں نے عرفجہ اشجعی سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ (ایک

صلى بنا النبي صلى الله عليه وسلم الفجر ثم جلس فقال وُزِنَ أصحابي الليلة وُزِنَ أبو بكر فَوَزَنَ ثم وُزِنَ عمر فوزن ثم وُزِنَ عثمان فخفّ وهو رجل صالح

ہمیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز پڑھائی پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر بیٹھے اور فرمایا آج رات کو (میں نے خواب دیکھا کہ) میرے صحابہؓ وزن کئے گئے (چنانچہ) ابوبکرؓ وزن کئے گئے وہ (وزن میں دوسروں سے) غالب رہے پھر عمرؓ وزن کئے گئے وہ (بھی) غالب رہے پھر عثمانؓ وزن کئے گئے تو وہ ہلکے رہے اور وہ (ایک مرد صالح ہیں (اگرچہ وزن میں ہلکے ہیں)۔

ومن مسند عياض بن حمار المجاشعي

مسند عیاض بن حمار مجاشعی رضی اللہ عنہ کی روایت

{ان کی یہ حدیث کہ}

حديثه في ان الله نظر الى الارض فمقتهم عربهم وعجمهم فقد اخرج مسلم عن عياض بن حمار المجاشعي ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ذات يوم في خطبته الا ان ربي امرني ان اعلمكم ما جهلتم مما علمني يومي هذا كل مال نحلته عبداً حلال وإني خلقت عبادي حنفاء كلهم وانهم اتتهم الشياطين فاجتالتهم عن دينهم وحرمت عليهم ما احللت لهم وامرتهم ان يشركوا بي ما لم انزل به سلطاناً وان الله نظر الى اهل الارض فمقتهم عربهم وعجمهم الا بقايا من اهل الكتاب وقال انما بعثتك لابتليك وابتلي بك وانزلت عليك كتاباً

اللہ نے اہل زمین پر نظر کی عرب و عجم سب کو ناپسند کیا (امام) مسلم نے عیاض بن حمار مجاشعیؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبہ میں فرمایا (اے لوگو!) آگاہ رہو کہ میرے پروردگار نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں تمہیں وہ باتیں سکھلاؤں جن سے تم ناواقف ہو اور وہ باتیں مجھے (میرے خدا نے) آج ہی تعلیم فرمائی ہیں (وہ باتیں یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) جو مال میں اپنے بندے کو دیتا ہوں وہ حلال ہے اور میں نے اپنے سب بندوں کو شرک سے خالی پیدا کیا ہے مگر اُن کے پاس شیاطین آئے اور انھوں نے اُن کو اُن کے دین (حق) سے بہکا دیا اور جو چیزیں میں نے اُن کے لئے حلال کی تھیں شیطانوں نے وہ اُن پر حرام کر دیا اور (شیاطین نے) اُن (بندوں) کو حکم کیا کہ جس کی کوئی سند میں نے نہیں اُتاری اُسے میرا شریک بنائیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے اہل زمین پر نظر کی تو اُن کے عرب و عجم کو (یعنی سب کو) ناپسند فرمایا مگر کچھ باقی ماندہ اہل کتاب (ایسے ہیں جو اللہ کو ناپسند نہیں ہیں) اور (یہ بھی اللہ جل شانہ نے) فرمایا کہ (اے محمد!) میں نے تم کو اس لئے (دنیا میں) بھیجا ہے کہ تم کو آزماؤں اور تمہارے ذریعہ سے (دوسروں کو) آزماؤں۔ اور تم پر ایسی کتاب اُتاری

لا يغسله الماء تقرأه نائما و يقظان وان الله امرني ان احرق قريشا فقلت رب اذا يثلغوا راسي فيدعوه خبزة قال استخرجهم كما اخرجوك واغزهم نغزك وانفق فسننفق عليك وابعث جيشا نبعث خمسة مثله وقاتل بمن اطاعك من عصاك الحديث

جسے پانی نہیں دھو سکتا۱؎ تم اسے سوتے جاگتے پڑھتے رہتے ہو اور اللہ نے مجھے (یہ بھی) حکم فرمایا میں اہل قریش کو جلا (کر ہلاک کر) دوں پھر میں نے عرض کیا کہ خداوندا (اگر یہ قصد کروں گا) تو وہ لوگ میرا سر کچل ڈالیں گے۔ اللہ نے فرمایا (اچھا تو) جس طرح انھوں نے تم کو (مکے سے) نکال دیا ہے تم بھی انھیں نکال دو اور تم ان سے جہاد کرو ہم (تمھارے جہاد کا) سامان درست کر دیں گے اور تم خرچ کرو ہم تم کو دیں گے اور (اپنا) لشکر بھیجو ہم ویسے پانچ (لشکر) ان پر بھیجیں گے اور تم اپنے فرمانبرداروں کے ساتھ ان لوگوں سے لڑو جو تمھارے نافرمان ہیں تا آخر حدیث۔

ومن مسند ربيعة بن كعب الاسلمي رض

مسند ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ

۱۔ روایت

حديثه في منزلة ابي بكر الصديق رضي الله عنه عند النبي صلى الله عليه وسلم واصحابه اخرج احمد من حديث ابي عمران الجوني عن ربيعة الاسلمي فذكر حديثا طويلا ثم قال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اعطاني بعد ذلك ارضا واعطى ابا بكر ارضا وجاءت الدنيا فاختلفنا في عذق نخلة فقلت انا هي في حدي وقال ابو بكر هي في حدي فكان بيني وبين ابي بكر كلام فقال لي ابو بكر كلمة كرهها وندم فقال لي يا ربيعة رد علي مثلها حتى تكون قصاصا

(ان کی حدیث اس منزلت کے بیان میں جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحابؓ کے نزدیک حاصل تھی) (امام) احمد نے بروایت ابو عمران جونی ربیعہ اسلمی سے ایک حدیث طویل نقل کی ہے جس کے اخیر میں یہ ہے کہ (ربیعہ نے بیان کیا کہ) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد مجھے ایک زمین عطا فرمائی اور حضرت ابوبکرؓ کو (بھی ایک) زمین (اسی کے قریب) عطا فرمائی (اس کے بعد) دنیا کی کیفیت پیدا ہوئی اور ہم دونوں میں کھجور کے ایک کنویں کے متعلق باہم اختلاف ہوا میں نے کہا کہ (وہ کنواں) میری حد میں (واقع) ہے اور حضرت ابوبکرؓ نے کہا (نہیں) وہ میری حد میں ہے۔ اس پر میرے اور حضرت ابوبکرؓ کے درمیان بحث بڑھ گئی اور حضرت ابوبکرؓ نے مجھ سے ایک ایسی بات کہی کہ جسے خود انھوں نے برا جانا اور نادم ہوئے پھر مجھ سے کہا کہ اے ربیعہ! تم بھی مجھے ویسی ہی بات کہہ لو تاکہ بدلا ہو جائے

۱؎ پانی کا نہ دھو سکنا کنایہ ہے اس بات سے کہ کوئی آفت ارضی و سماوی اس کتاب کو دنیا سے معدوم نہ کر سکے گی چنانچہ ویسا ہی واقع ہوا آج تک تیرہ سو برس کی مدت میں بعد انقلابات زیر و زبر ہو گئے قرآن شریف کے بہت بعد کی کتابیں اپنی اصلی حالت پر قائم نہ رہیں مگر یہ کتاب ربانی اپنے اسی حال پر ہے جس پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو چھوڑا تھا

قال قلت لا افعل فقال لي ابو بكر لتقولن لي او لاستعدين عليك رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت ما انا بفاعل قال ورفض الارض وانطلق ابو بكر رضي الله عنه الى النبي صلى الله عليه وسلم وانطلقت اتلوه فجاء ناس من اسلم فقالوا لي رحم الله ابا بكر في اي شيء يستعدي عليك رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو قال لك ما قال فقلت اتدرون من هذا هذا ابو بكر الصديق هذا ثاني اثنين وهذا ذو شيبة المسلمين اياكم لا يلتفت فيراكم تنصروني عليه فيغضب فيأتي رسول الله صلى الله عليه وسلم فيغضب لغضبه فيغضب الله عز وجل لغضبهما فيهلك ربيعة قالوا ما تأمرنا قال ارجعوا فانطلق ابو بكر رضي الله عنه الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فتبعته وحدي حتى اتى النبي صلى الله عليه وسلم فحدثه الحديث كما كان فرفع الي راسه فقال يا ربيعة ما لك وللصديق

میں نے کہا کہ میں تو نہ کہوں گا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے مجھ سے کہا کہ تمہیں ضرور کہنا ہوگا ورنہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے تم پر (اس کی بابت) زور دلاؤں گا۔ میں نے کہا کہ میں ہرگز (وہ بات) نہ کہوں گا حضرت ربیعہؓ کہتے ہیں کہ پھر میں اپنی زمین پر ٹھہر رہا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ ہوئے (ان کے جانے کے بعد) میں بھی ان کے پیچھے روانہ ہوا پھر مجھے چند اشخاص قبیلہ اسلم کے ملے تو انھوں نے مجھ سے کہا حضرت ابوبکرؓ پر خدا رحم فرمائے (ہم حیران ہیں کہ) وہ کس بنا پر تمھاری شکایت کرنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاتے ہیں حالانکہ خود انھوں نے تم کو برا کہا ہے۔ میں نے ان کو جواب دیا کہ تم جانتے ہو یہ شخص کون ہے؟ (سنو) یہ ابوبکر صدیقؓ ہیں یہ ثانی اثنین ہیں اور یہ مسلمانوں کے بوڑھے (اور بزرگ) ہیں تم لوگ مجھ سے الگ رہو (مبادا وہ پیچھے پھر کر اور) ادھر متوجہ ہو کر نظر کریں اور تم کو دیکھیں کہ ان کے مقابلے پر میری مدد کر رہے ہو اور ان کو غصہ آجائے اور (اسی حالت سے) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں اور آپ ان کو غضبناک دیکھ کر، ان کے غصہ کے سبب (مجھ پر) غضبناک ہوں اور ان دونوں کے غضب کے سبب سے اللہ عز وجل غضب فرمائے اور ربیعہ ہلاک ہو جائے۔ ان لوگوں نے (مجھ سے) کہا تو اب تم ہم کو کیا حکم کرتے ہو؟ میں نے کہا تم لوگ واپس جاؤ (اور میں تنہا خدمت نبوی میں جاتا ہوں) حضرت ابوبکرؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف چلے جا رہے تھے اور میں بھی تنہا ان کے پیچھے پیچھے تھا یہاں تک کہ حضرت ابوبکرؓ خدمت نبوی میں پہنچے (اور میں بھی ان کے ساتھ تھا) پھر حضرت ابوبکرؓ نے آپ کے سامنے سب واقعہ جو کچھ گزرا تھا بیان کیا پھر آپ نے سر مبارک اٹھا کر مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے ربیعہ! تمھارے اور صدیقؓ کے درمیان کیا نزاع ہے؟

قلت يا رسول الله كان كذا
قال لي كلمة كرهها فقال
لي قل كما قلت حتى يكون قصاصا
فأبيت فقال رسول الله صلى الله
عليه وسلم أجل فلا ترد عليه
ولكن قل غفر الله لك يا أبا بكر
فقلت غفر الله لك يا أبا بكر
قال الحسن فولى أبو بكر رضي
الله عنه وهو يبكي۔

ومن مسند أبي برزة الأسلمي

حديثه في امامة قريش أخرج أحمد
عن سيار بن سلامة قال دخلت مع
أبي على أبي برزة الأسلمي فقال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم الأمراء
من قريش الأمراء من قريش الأمراء
من قريش لكم عليهم حق ولهم عليكم
حق ما فعلوا ثلاثا ما حكموا فعدلوا
واسترحموا فرحموا وعاهدوا فوفوا
فمن لم يفعل ذلك منهم فعليه
لعنة الله والملائكة والناس أجمعين

ومن مسند عمرو بن عبسة

حديثه في تقدم إسلام أبي بكر
الصديق في الإسلام أخرج
أحمد من حديث سليم بن عامر وغيره
عن عمرو بن عبسة قال أتيت
رسول الله صلى الله عليه وسلم
وهو بعكاظ فقلت

میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (دراصل معاملہ یوں) ہی
تھا (کہ) انھوں نے مجھے ایک ایسا کلمہ کہا کہ جسے خود بُرا
سمجھے پھر مجھ سے کہا کہ تم بھی وہی کلمہ میرے حق میں کہدو
تاکہ بدلا ادا ہو جائے میں نے (از راہ ادب اس سے) انکار کیا
(اس پر یہ ناخوش ہو کر آپ کے پاس آئے ہیں یہ سُنکر) رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں (تمہارا کہنا درست
ہے) تم اُن کو وہ کلمہ نہ کہو مگر اُن سے یہ کہدو کہ اے ابوبکرؓ
خدا تم کو بخشدے (بموجب ارشاد نبویؐ) میں نے کہا
اے ابوبکرؓ! خدا آپ کو بخشدے۔ حسنؒ کہتے ہیں کہ پھر
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ (وہاں سے) پھرے اور وہ
(فرط مسرت سے) روتے تھے۔

مسند ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ
ا روایت

(ان کی حدیث اہل قریش کی خلافت میں)

(امام) احمدؒ نے سیار بن سلامہ سے روایت کی ہے وہ کہتے
تھے کہ میں اپنے والد کے ہمراہ حضرت ابو برزہ اسلمی کے
پاس گیا انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا۔ سردار قریش سے ہیں۔ سردار قریش سے ہیں۔ سردار
قریش سے ہیں۔ تمہارا حق اُن پر ہے اور اُن کا حق تم پر ہے
تاوقتیکہ وہ تین کام کرتے رہیں۔ جب وہ حاکم بنائے جائیں
عدل کریں۔ اور جب اُن سے رحم طلب کیا جائے رحم کریں
اور جب وعدے کریں انھیں پورا کریں اور ان میں سے جو
ایسا نہ کرے اُس پر خدا کی لعنت اور فرشتوں اور سب
لوگوں کی لعنت۔

مسند عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ
۲ روایات

(ان کی حدیث حضرت ابوبکر صدیقؓ کے متقدم الاسلام ہونے میں)

(امام) احمدؒ نے بروایت
سلیم بن عامر وغیرہ نقل کیا ہے وہ عمرو بن عبسہ سے روایت
کرتے ہیں وہ کہتے تھے کہ میں بمقام (بازار) عکاظ رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا

من تبعک علی ھذا الامر فقال حر وعبد ومعہ ابوبکر وبلال فقال لی ارجع حتی یمکن اللہ عزوجل لرسولہ

واخرج احمد من طریق عبدالرحمن بن ابی عبدالرحمن عن عمرو بن عبسۃ قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلت من تابعک علی امرک ھذا قال حر وعبد یعنی ابابکر وبلالا وکان عمرو یقول بعد ذلک فلقد رأیتنی وانی لربع الاسلام۔

(یارسول اللہ! اس امر (حق) پر کون کون آپ کے تابع ہوا ہے آپ نے فرمایا کہ ایک آزاد اور ایک غلام۔ اس وقت آپ کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت بلالؓ تھے (یہی دونوں اس وقت تک اسلام لائے تھے) پھر آپ نے مجھ سے فرمایا۔ (فی الحال) تم (اپنے گھر) واپس جاؤ! اور اپنے گھر میں رہو یہاں تک کہ اللہ عزوجل اپنے رسولؐ کو قدرت (اور شوکت) عطا فرمائے۔

(امام) احمدؒ نے بروایت عبدالرحمن بن ابی عبدالرحمن نقل کیا ہے وہ حضرت عمرو بن عبسہؓ سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا تو میں نے عرض کیا کہ (یارسول اللہ!) آپ کے دین پر کون کون اشخاص آپ کے تابع ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ایک آزاد اور ایک غلام یعنی ابوبکرؓ اور بلالؓ۔ اس کے بعد حضرت عمروؓ (بن عبسہ) کہا کرتے تھے میں نے اپنے کو دیکھا کہ میں اسلام میں چوتھا شخص تھا۔

ومن مسند سلمان الفارسیؓ

مسند سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور روایت

قولہ فی فضل عمر رضی اللہ عنہ اخرج الحاکم من طریق عمران بن خالد الخزاعی البنانی عن انس بن مالک قال دخل سلمان الفارسی علی عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما وھو متکئ علی وسادۃ فالقاھا لہ فقال سلمان صدق اللہ ورسولہ فقال عمر حدثنا یا ابا عبداللہ قال دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو متکئ علی وسادۃ فالقاھا الیّ ثم قال لی یا سلمان ما من مسلم یدخل علی اخیہ المسلم فیلقی

ان کا قول { حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں } حاکم نے بروایت عمران بن خالد خزاعی بنانی نقل کیا ہے وہ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تکیہ لگائے بیٹھے تھے آپ کے پاس حضرت سلمان فارسیؓ آئے آپ نے ان کی طرف تکیہ بڑھا دیا تو حضرت سلمانؓ نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسولؐ نے سچ کہا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اے ابوعبداللہ (یہ جملہ اس وقت آپ نے کیوں کہا) ہم سے بیان کیجئے انہوں نے کہا کہ میں (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ اس وقت تکیہ لگائے بیٹھے تھے (مجھے دیکھ کر) آپ نے میری طرف تکیہ بڑھا دیا پھر مجھ سے فرمایا کہ اے سلمانؓ! اگر کوئی مسلمان کبھی اپنے مسلمان بھائی کے پاس جائے پھر وہ (یعنی صاحب خانہ) اس کی عزت کے لئے

له وسادة إلى كلمة إلا غفر الله له

ومن مسند ذي مخمر رض

حديثه في خلافة قريش أخرج أحمد عن أبي حي عن ذي مخمر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال كان هذا الأمر في حمير فنزعه الله عز وجل منهم فجعله في قريش وسيعود إليهم

ومن مسند عوف بن مالك الأشجعي رض

حديثه في صفة الخلافة الراشدة أخرج مسلم عن عوف بن مالك الأشجعي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال خيار أئمتكم الذين تحبونهم ويحبونكم وتصلون عليهم ويصلون عليكم وشرار أئمتكم الذين تبغضونهم ويبغضونكم وتلعنونهم ويلعنونكم قال قلنا يا رسول الله أفلا ننابذهم عند ذلك قال لا ما أقاموا فيكم الصلوة لا ما أقاموا فيكم الصلوة ألا من

(اس کی طرف کلمہ پڑھا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بخش دیتا ہے۔

مسند ذی مخمر رضی اللہ عنہ

۱۔روایت

(ان کی حدیث خلافت قریش کے متعلق ہے)

(امام) احمدؒ نے ابو حی سے نقل کیا ہے وہ حضرت ذی مخمرؓ سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (پہلے) یہ امر (یعنی حکومت) حمیر[۱] میں تھا پھر اللہ عز وجل نے ان سے لے لیا اور اس کو قریش میں کر دیا اور عنقریب وہ وقت آئے گا کہ پھر انہیں میں لوٹ جائے گا۔

مسند عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ

۲۔روایت

(ان کی حدیث خلافت راشدہ کے بیان میں ہے)

(امام) مسلمؒ نے عوف بن مالک اشجعیؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہترین امام تمہارے وہ ہیں جن کو تم دوست رکھتے ہو اور وہ (بھی) تم کو دوست رکھتے ہوں اور تم ان کے لئے دعائے خیر کرتے رہتے ہو اور وہ تمہارے لئے دعا کرتے ہوں اور بدترین امام تمہارے وہ ہیں کہ جن کو تم دشمن رکھتے ہو اور وہ تم کو دشمن رکھتے ہوں اور وہ تم پر لعنت کرتے ہوں اور تم ان پر لعنت کرتے ہو۔ راوی کا بیان ہے کہ ہم نے کہا اے رسول اللہ! کیا اس وقت (جب کہ یہ حالت ہو تو) ہم ان کو چھوڑ دیں؟ آپ نے فرمایا (خبردار) ایسا نہ کرنا تاوقتیکہ وہ تم میں نماز کو قائم رکھیں (خبردار) ایسا نہ کرنا تاوقتیکہ وہ تم میں نماز کو قائم رکھیں۔ خبردار رہو جس (کو)

۱۔ حمیر یمن کے ایک قبیلہ کا نام ہے۔ قریش سے پہلے عرب کی حکومت اسی قبیلہ میں تھی اور آخر زمانہ میں قریب قیامت پھر اسی قبیلہ میں حکومت آجائے گی۔ [illegible]

ولي عليهم وال فرأى يأتي شيئا من معصية الله تعالى فليكره ما يأتي من معصية الله تعالى ولا ينزعن يدا من طاعته.

وأخرج أبو عمر عن عبد الملك بن عمير قال حدثني أبو بردة وأخي عن عوف بن مالك الأشجعي أنه رأى في المنام كأن الناس جمعوا فإذا فيهم رجل قد علاهم فهو فوقهم ثلاث أذرع قال فقلت من هذا قال عمر قلت لم قال لأن فيه ثلاث خصال لأنه لا يخاف في الله لومة لائم وإنه خليفة مستخلف وشهيد مستشهد قال فأتى أبا بكر فقصها عليه فأرسل إلى عمر فدعاه ليبشره قال فجاء عمر فقال لي أبو بكر اقصص رؤياك قال فلما بلغت خليفة مستخلف انتهرني عمر وكهرني وقال اسكت تقول هذا وأبو بكر حي قال فلما كان بعد وولي عمر مررت بالشام وهو على المنبر قال فدعاني وقال اقصص رؤياك فقصصتها فلما قلت إنه لا يخاف في الله لومة لائم

کوئی شخص حاکم ہو پس وہ اپنے حاکم کو دیکھے کہ کچھ بھی اللہ کی نافرمانی کرتا ہے تو اسے لازم ہے کہ جو نافرمانی خدا کی وہ حاکم کرتا ہے اسے برا جانے اور اس کی اطاعت سے اپنا ہاتھ نہ کھینچے۔

اور ابو عمر نے عبد الملک بن عمیر سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے مجھ سے ابو بردہ نے اور میرے بھائی نے عوف بن مالک اشجعیؓ سے روایت کرکے بیان کیا کہ انھوں نے (یعنی حضرت صدیقؓ) خواب میں دیکھا گویا سب لوگ جمع ہوئے ہیں اور ان میں ایک شخص ہے جو ان سب کو سربالا ہے وہ ان سب سے تین گز اونچا ہے کہتے تھے میں نے (خواب ہی میں) پوچھا کہ یہ کون شخص ہے کسی نے کہا یہ عمرؓ ہیں۔ میں نے کہا (تین گز اونچے) کیوں (ہیں؟) لوگوں نے کہا اس وجہ سے کہ ان میں تین عادتیں دوسروں سے فائق ہیں، وہ اللہ کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے، وہ خلیفہ ہیں اور خلیفہ سابق کے بنائے ہوئے خلیفہ ہیں، وہ شہید ہیں اور شہید کیے جائیں گے پھر (صبح کو) عوف بن مالکؓ حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں گئے اور یہ خواب ان سے بیان کیا تو انھوں نے حضرت عمرؓ کو بلوا بھیجا تاکہ ان کو بشارت دیں۔ عوف بن مالکؓ کہتے تھے کہ پھر حضرت عمرؓ آئے تو مجھ سے حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ اپنا خواب بیان کرو چنانچہ (میں نے بیان کرنا شروع کیا) جب میں اس مقام پر پہنچا کہ وہ خلیفہ ہیں اور خلیفہ سابق کے بنائے ہوئے خلیفہ ہیں تو حضرت عمرؓ نے مجھ کو ڈانٹا اور فرمایا کہ چپ رہو تم ایسی بات کہتے ہو اور ابوبکرؓ زندہ ہیں۔ عوف بن مالکؓ کہتے تھے کہ پھر جب حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے تو میں شام میں گیا اور حضرت عمرؓ اس حال میں تھے کہ وہ اس وقت منبر پر (خطبہ پڑھ رہے) تھے انھوں نے مجھے (دیکھتے ہی اپنے پاس) بلایا اور فرمایا کہ اپنا خواب (جو تم نے دیکھا تھا) بیان کرو چنانچہ میں نے وہ خواب بیان (کرنا شروع) کیا جب میں نے یہ بیان کیا کہ وہ اللہ کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے

قَالَ انى لا رجو ان يجعلنى الله منهم قَالَ فَقلت قُلْتُ خليفة مستخلف قَالَ قد استخلفنى الله فله ان يعيننى عَلى ما ولانى فقلت ان ذكرت شهيد مستشهد قَالَ انى لى بالشهادة وانا بين اظهركم تغزون ولا اغزو ثم قَالَ بلى يأتى الله بها ان شاء الله۔

تو حضرت عمرؓ نے فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ اللہ مجھے ان لوگوں میں کرے پھر میں نے کہا کہ وہ خلیفہ اور خلیفہ سابق کے بنائے ہوئے خلیفہ ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ بیشک مجھے اللہ نے خلیفہ بنا دیا اور رحم خدا سے دعا مانگو کہ اس نے جس کام پر مجھے والی کیا ہے اس میں میری تائید کرتا رہے۔ پھر جب میں نے یہ بیان کیا کہ وہ شہید ہیں اور شہید کئے جائیں گے فرمایا مجھے کیسے شہادت (نصیب) ہوگی میں تو تم سب کے درمیان میں رہتا ہوں تم لوگ جہاد (بھی) کرتے ہو اور میں جہاد نہیں کرتا (پھر شہادت کی امید کس طرح کر سکتا ہوں) پھر فرمایا ہاں (اگر اللہ چاہے تو یہ (نعمت گھر بیٹھے ہی مجھے) عنایت فرمائے۔

ومن مسند عبد الله بن مغفل المزنى

حديثه فى حب الصحابة

اخرج احمد عن عبيد الله بن عبد الرحمن عن عبد الله بن مغفل المزنى قَالَ قَالَ رسول الله صلى الله عَليه وسلم اصحابى لا تتخذوهم غرضا بعدى فمن احبهم فبحبى احبهم ومن ابغضهم فببغضى ابغضهم ومن اذاهم فقد اذانى ومن اذانى فقد اذى الله ومن اذى الله اوشك ان يأخذه۔

مسند عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ (۱ روایت)

صحابہ کرام سے محبت رکھنے کے متعلق ان کی حدیث: (امام) احمدؒ نے عبید اللہ بن عبدالرحمن سے انہوں نے عبداللہ بن مغفل مزنی سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے لوگو!) میرے اصحاب کو میرے بعد (ملامت کا) نشانہ نہ بنانا جس نے ان سے محبت رکھی اس نے میری (ہی) محبت کی وجہ سے ان سے محبت رکھی اور جس نے ان کے ساتھ بغض رکھا اس نے میرے (ہی) بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھا اور جس نے ان کو (یعنی میرے صحابہؓ کو) ایذا دی اس نے بیشک مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو عنقریب اس کو (اللہ اپنے عذاب میں) ماخوذ کرے گا۔

ومن مسند حفصة زوج النبى صلى الله عليه وسلم

حديثها فى فضل عثمان اخرج احمد من حديث ابن جريج عن ابى خالد

مسند (ام المؤمنین حضرت) حفصہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم (۲ روایت)

حضرت عثمانؓ کی فضیلت میں ان کی حدیث: (امام) احمدؒ نے بروایت ابن جریج ابو خالد

لہٰذا انکی محبت عین میری محبت اور انکی عداوت عین میری عداوت ہے کیونکہ انکی محبت میری محبت کی دلیل ہے اور انکی عداوت میری عداوت کی دلیل ہے۔

عن عبد الله بن ابي سعيد المزني قال حدثتني حفصة ابنة عمر بن الخطاب قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم قد وضع ثوبه بين فخذيه فجاء ابو بكر فاستأذن فأذن له وهو على هيئته ثم جاء عمر فاستأذن فأذن له ثم جاء ناس من اصحابه والنبي صلى الله عليه وسلم على هيئته ثم جاء عثمان فاستأذن فأذن له فأخذ ثوبه فتجلله فتحدثوا ثم خرجوا قلت يا رسول الله جاء ابو بكر وعمر وعلي وسائر اصحابك وكنت على هيئتك فلما جاء عثمان تجللت بثوبك فقال الا استحيي ممن يستحيي منه الملائكة۔

انھوں نے عبداللہ بن سعید مزنی سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ مجھ سے حضرت حفصہ بنت عمرؓ نے بیان کیا وہ کہتی تھیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک روز دونوں رانوں سے کپڑا ہٹا کر (بیٹھے) تھے اتنے میں حضرت ابوبکرؓ تشریف لائے اور انھوں نے (اندر آنے کی) اجازت چاہی آپ نے ان کو اجازت دی اور (وہ اندر آگئے) آپ اسی طرح (رانوں کو کھولے) بیٹھے رہے پھر حضرت عمرؓ آئے اور اجازت (آنے کی) چاہی آپ نے ان کو (بھی) اجازت دی پھر دیگر اصحابؓ آئے مگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنی اسی ہیئت سے بیٹھے رہے پھر حضرت عثمانؓ آئے اور (اندر آنے کی) اجازت چاہی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کپڑا اٹھا کر اپنی رانوں پر ڈال لیا اس کے بعد صحابہؓ سے باتیں کرتے رہے پھر سب چلے گئے (حضرت حفصہؓ فرماتی ہیں کہ) میں نے عرض کیا کہ اے رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) ابوبکرؓ اور عمرؓ اور علیؓ اور دیگر صحابہؓ آپ کی خدمت میں آئے اور آپ اپنی ہیئت پر بیٹھے رہے (اور اپنی رانوں کو نہیں چھپایا) مگر جب عثمانؓ آئے تو آپ نے (اپنی رانوں پر) کپڑا ڈال لیا آپ نے جواب دیا کہ میں اس شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں۔[1]

وحديثها في بشارة اهل بدر والحديبية اخرج مسلم عن حفصة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اني لأرجو ان لا يدخل النار ان شاء الله احد شهد بدرا والحديبية قلت يا رسول الله اليس قد قال الله وان منكم الا واردها قال

(ان کی حدیث بشارت اہل بدر و اہل حدیبیہ کے متعلق ہے) (امام) مسلم نے حضرت حفصہؓ سے روایت کی ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ جو لوگ جنگ بدر اور (صلح) حدیبیہ میں شریک ہوئے ہیں ان میں سے ایک بھی انشاء اللہ دوزخ میں نہ جائے گا۔ میں نے کہا اے رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کیا اللہ نے (قرآن میں) یہ نہیں فرمایا ہے کہ تم میں سے کوئی ایسا نہیں کہ اس پر (یعنی دوزخ پر) نہ وارد ہو آپ نے فرمایا (یہ) تو ہے مگر کیا تم نے اس کے بعد والی آیت کو

[1] رانوں کا کھولنا حنفیہ کے نزدیک جائز نہیں ہے وہ اس قسم کی حدیثوں میں کہتے ہیں کہ قبل کے واقعات ہیں اس کے بعد رانوں کے چھپانے کا حکم صادر ہو گیا جیسا کہ صحیح احادیث میں آیا ہے۔

أفلم تسمعه يقول ثم ننجي الذين اتقوا. وفي رواية لا يدخل النار إن شاء الله من أصحاب الشجرة أحد الذين بايعوا تحتها

نہیں سُنا کہ (اللہ تعالیٰ) فرماتا ہے پھر ہم نجات دیں گے اُن لوگوں کو جو (اپنے پروردگار سے) ڈرتے رہے۔ اور ایک روایت اس طرح ہے۔ اصحاب شجرہ میں سے یعنے جنہوں نے درخت کے نیچے (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے) بیعت کی ہے کوئی شخص ان شاء اللہ دوزخ میں نہ جائے گا۔

مسانيد الأنصار من صحب رسول الله صلى الله عليه وسلم

مسانید انصار اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

من مسند معاذ بن جبل رضي الله عنه

مسند معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

۱ روایت

(مشکوٰۃ میں بروایت ابو عبیدہ اور معاذ)

في المشكوة عن أبي عبيدة ومعاذ بن جبل عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال إن هذا الأمر بدأ نبوة ورحمة ثم يكون خلافة ورحمة ثم ملكا عضوضا ثم كائن جبرية وعتوا وفسادا في الأرض يستحلون الحرير والفروج والخمور ويرزقون على ذلك وينصرون حتى يلقوا الله. رواه البيهقي في شعب الإيمان

بن جبل سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا یہ امر (یعنے دین اسلام) نبوت اور رحمت (ہو کر) شروع ہوا ہے پھر خلافت اور رحمت ہو جائے گا پھر کاٹنے والی بادشاہت ہو جائے گی پھر جبر اور سرکشی اور زمین میں فساد بن جائے گا۔ (اور ایسے لوگ ہوں گے کہ) ریشمی کپڑوں کو اور شرمگاہوں کو اور شرابوں کو حلال کرلیں گے اور اس (شرارت و ظلم) پر بھی (خدا کی جانب سے) ان کو رزق دیا جائے گا اور (منجانب اللہ اپنے مخالفوں پر) نصرت پاتے رہیں گے یہاں تک کہ وہ اللہ سے ملیں گے (پھر وہاں اپنے اعمال نامزا کی سزا پائیں گے) اس حدیث کو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے۔

ومن مسند أبي بن كعب رضي الله عنه

مسند اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ

۱ روایت

(حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں ایک)

في فضل عمر رضي الله عنه أخرج الحاكم من حديث يحيى بن سعيد عن سعيد ابن المسيب عن أبي بن كعب قال سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول أول من يعانقه الحق يوم القيامة عمر وأول من يصافحه الحق يوم القيامة عمر و

حدیث ۱ حاکم نے بروایت یحییٰ بن سعید انھوں نے سعید بن مسیب سے انھوں نے حضرت اُبی بن کعب سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ فرماتے تھے۔ قیامت کے دن سب سے پہلے جس شخص سے حق تعالیٰ معانقہ کرے گا وہ عمر ہیں اور سب سے پہلے جس شخص سے حق تعالیٰ مصافحہ کرے گا وہ عمر ہیں اور

اوّل من یؤخذ بیدہ فینطلق بہ الی الجنۃ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

سب سے پہلے (فرشتے) جس شخص کو ہاتھ پکڑ کر جنت میں لے جائیں گے وہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔

ومن مسند ابی ایوب الانصاری رضی اللہ عنہ

مسند ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ
۱۔ روایت
{ملکی فتوحات کے متعلق انکی حدیث}

حدیثہ فی فتوح الامصار اخرج الحاکم عن عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ عن ابی ایوب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انی رأیت فی المنام غنما سودا دخلت فیھا غنم عفر یا ابا بکر اعبرھا فقال ابو بکر یا رسول اللہ ھی العرب تتبعک ثم تتبعھا العجم حتی تغمرھا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھکذا عبرھا الملک سحرا

حاکم نے عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے انھوں نے ابو ایوب انصاری سے انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا میں نے خواب میں سیاہ بکریوں کے (ایک گلہ) کو دیکھا کہ جن میں کچھ بھورے رنگ کی بکریاں آکر شامل ہوگئیں، پھر آپ نے حضرت ابو بکرؓ سے فرمایا: اے ابو بکرؓ! تم اس کی تعبیر بیان کرو حضرت ابو بکرؓ نے کہا اے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ سیاہ بکریاں عرب ہیں جو آپ کے تابع ہوں گے پھر ان کے بعد عجم آئیں گے یہاں تک کہ وہ عرب سے بڑھ جائیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ تعبیر سن کر) فرمایا ایسی ہی تعبیر صبح کو فرشتہ نے دی ہے۔

ومن مسند ابی الدرداء رضی اللہ عنہ

مسند ابو الدرداء رضی اللہ عنہ
۲۔ روایت
{ان کی حدیث تعریض خلافت شیخین کے متعلق}

حدیثہ فی التعریض عن خلافۃ الشیخین اخرج الحاکم عن سعید بن جبیر عن ابی الدرداء قال خطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبۃ خفیفۃ فلما فرغ من خطبتہ قال یا ابا بکر قم فاخطب فقام ابو بکر فخطب فقصر دون النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلما فرغ ابو بکر من خطبتہ قال یا عمر

حاکم نے سعید بن جبیر سے انھوں نے ابو الدرداءؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختصر خطبہ پڑھا جب آپ خطبے سے فارغ ہوئے تو آپ نے حضرت ابو بکرؓ سے فرمایا کہ اے ابو بکرؓ! (اب) تم خطبہ پڑھو۔ (چنانچہ) حضرت ابو بکرؓ کھڑے ہوئے اور انھوں نے خطبہ پڑھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبے سے مختصر خطبہ پڑھا۔ جب حضرت ابو بکرؓ اپنے خطبے سے فارغ ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا اے عمرؓ

۱؎ حضرت ابو بکرؓ سے بھی ایک روایت منقول ہوئی ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ حضرت صدیقؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگے ان دونوں حدیثوں میں تعارض نہ سمجھنا چاہیے کیونکہ حضرت ابو بکرؓ کے لیے اوّلیت حقیقیہ ہے اور حضرت فاروقؓ کے لیے اوّلیت اضافیہ ہے، دوسرے یہ کہ اوّلیت کی صفت میں چند لوگ شریک ہو سکتے ہیں جیسا کہ قرآن کریم میں ایک جماعت کثیرہ کو اوّلیت کی صفت سے موصوف کیا ہے فرمایا السابقون الاولون من المہاجرین والانصار۔

ثم في خطبة خلف عمر رضي الله
عنه فخطب فقصر دون النبي
صلى الله عليه وسلم ودون
أبي بكر. وحديثه في منزلة أبي بكر
الصديق رضي الله عنه عند النبي
صلى الله عليه وسلم وأصحابه.

أخرج البخاري عن بسر بن
عبيد الله عن عائذ الله أبي إدريس
عن أبي الدرداء قال كنت
جالسا عند النبي صلى الله
عليه وسلم إذ أقبل أبو بكر
آخذا بطرف ثوبه حتى
أبدى عن ركبتيه فقال
النبي صلى الله عليه وسلم
أما صاحبكم فقد غامر فسلم
وقال إني كان بيني وبين
ابن الخطاب شيء فأسرعت
إليه ثم ندمت فسألته
أن يغفر لي فأبى علي فأقبلت
إليك فقال يغفر الله لك
يا أبا بكر ثلاثا ثم إن
عمر ندم فأتى منزل
أبي بكر فسأل أثم أبو بكر
فقالوا لا فأتى النبي صلى الله
عليه وسلم فجعل وجه
النبي صلى الله عليه وسلم يتمعر حتى
أشفق أبو بكر فجثا على ركبتيه
فقال يا رسول الله والله أنا
كنت أظلم مرتين

اب: تم (بھی) خطبہ پڑھو۔ حضرت عمرؓ نے بھی خطبہ پڑھا
اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خطبے اور حضرت
ابوبکرؓ کے خطبے سے مختصر خطبہ پڑھا۔

(رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کے نزدیک
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جو مرتبہ تھا اس کے متعلق
ان کی حدیث) (امام) بخاریؒ نے بسر بن عبید اللہ سے انھوں
نے عائذ اللہ یعنی ابو ادریس سے انھوں نے ابو الدرداء سے
روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ اتنے میں حضرت ابوبکرؓ
آتے ہوئے نظر آئے اس حالت سے کہ اپنی چادر کا کونا
پکڑے ہوئے تھے اور گھٹنے کھولے ہوئے (ان کو اس
وضع سے) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (دیکھ کر
صحابہؓ کی طرف متوجہ ہو کر) فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے
صاحب (یعنی حضرت ابوبکرؓ) ابھی کسی سے لڑکر آئے
ہیں۔ اتنے میں حضرت ابوبکرؓ آگئے اور سلام کرکے کہا کہ
میرے اور ابن خطابؓ (یعنی حضرت عمرؓ) کے درمیان کچھ
(رنجش) ہوگئی تھی مجھے جلدی سے ان پر غصہ آگیا پھر
میں نادم ہوا اور ان سے درخواست کی کہ میرا قصور معاف
کردو انھوں نے اس سے انکار کیا لہٰذا اب میں آپ کی خدمت
میں حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے فرمایا اے ابوبکرؓ! خدا تمہیں
بخش دے۔ (راوی کا بیان ہے کہ) پھر حضرت عمرؓ (بھی)
نادم ہوئے اور حضرت ابوبکرؓ کے مکان پر جا کر دریافت
کیا کہ کیا یہاں حضرت ابوبکرؓ ہیں؟ گھر والوں نے جواب
دیا کہ نہیں۔ پھر حضرت عمرؓ (ان کے مکان سے) رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ (ان کو دیکھتے ہی رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک (غصہ سے) متغیر
ہوگیا یہاں تک کہ حضرت ابوبکرؓ ڈرے اور اپنے دونوں
زانوؤں کے بل کھڑے ہوگئے اور دو بار کہا اے رسول اللہ
میں نے ہی ظلم کیا (اور میری ہی طرف سے زیادتی ہوئی)

فنرى ان يلي هذا الامر رجلان احدهما منكم والآخر منا قال فتتابعت خطباء الانصار على ذلك فقام زيد بن ثابت فقال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان من المهاجرين فان الامام يكون من المهاجرين ونحن انصاره كما كنا انصار رسول الله صلى الله عليه وسلم فقام ابو بكر رضي الله عنه فقال جزاكم الله خيرا يا معشر الانصار وثبت قائلكم ثم قال اما لو فعلتم غير ذلك لما صالحناكم ثم اخذ زيد بن ثابت بيد ابي بكر فقال هذا صاحبكم فبايعوه ثم انطلقوا فلما قعد ابو بكر على المنبر نظر في وجوه القوم فلم ير عليا فسأل عنه فقام ناس من الانصار فأتوا به فقال ابو بكر ابن عم رسول الله صلى الله عليه وسلم وختنه اردت ان تشق عصا المسلمين فقال لا تثريب يا خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم فبايعه ثم لم ير الزبير بن العوام

مناسب سمجھتے ہیں کہ اس کام (یعنے خلافت) کے دو شخص ہوں ایک تم میں سے اور دوسرا ہم میں سے۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر انصار کے خطیبوں نے بھی اس بات کو بیان کیا اور اس پر زور دیا کہ دو شخص خلیفہ بنائے جائیں۔ پھر حضرت زید بن ثابتؓ (انصاری خطبہ پڑھنے) کھڑے ہوئے اور انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مہاجرین میں سے تھے اس لئے خلیفہ مہاجرین ہی میں سے ہوگا اور ہم سب اس کے انصار (و مددگار) رہیں گے جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے انصار تھے۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ (خطبہ پڑھنے) کھڑے ہوئے اور فرمایا اے گروہ انصار! اللہ تمھیں جزائے خیر دے اور تمھارے (اس قول کے) کہنے والے کو ثابت (قدم) رکھے۔ پھر فرمایا اگر تم اس رائے (مذکور) کے سوا دوسری رائے تجویز کرتے تو ہم ہرگز تم سے صلح نہ کرتے۔ پھر حضرت زید بن ثابت نے حضرت ابوبکرؓ کا ہاتھ پکڑ کر کہا (کہ اے انصار) یہ تمھارے خلیفہ ہیں ان سے بیعت کرو۔ ان کے کہنے سے سب لوگ حضرت ابوبکرؓ کی طرف بڑھے پھر جب حضرت ابوبکرؓ منبر پر بیٹھے تو لوگوں پر (نظر ڈالی) نظر کی کہ حضرت علی کو نہ پایا ان کے متعلق لوگوں سے دریافت کیا پھر کچھ لوگ انصار میں سے اٹھے اور حضرت علی کو لے آئے حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا اے ابن عم و داماد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا تم چاہتے ہو کہ مسلمانوں کی جماعت میں تفریق ڈالو حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ اے خلیفہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے ملامت نہ کریں میرا یہ مقصود نہیں ہے۔ پھر انھوں نے حضرت ابوبکرؓ سے بیعت کرلی پھر حضرت ابوبکرؓ نے حضرت زبیرؓ کو نہ دیکھا

[illegible]

فسأل عنه حتى جاؤا به فقال ابن عمة رسول الله صلى الله عليه وسلم وحوارية أردت أن تشق عصا المسلمين فقال لا تثريب يا خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم مثل قوله فبايعه هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه۔

ان کے متعلق (بھی) لوگوں سے دریافت کیا یہاں تک کہ کچھ لوگ اُن کو بھی لے آئے حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا اے ابن عم وحواری رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیا تم چاہتے ہو کہ مسلمانوں کی جماعت میں تفریق ڈالو۔ حضرت زبیرؓ نے جواب دیا اے خلیفۂ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ مجھے ملامت نہ کریں، میں مسلمانوں میں تفریق ڈالنا نہیں چاہتا یہ کہہ کر انھوں نے (بھی) حضرت ابوبکرؓ سے بیعت کرلی (الغرض) دونوں نے حضرت ابوبکرؓ سے بیعت کرلی۔ (یہ حدیث حسب شرط (امام) مسلم صحیح ہے مگر امام بخاریؒ اور امام مسلم نے اس حدیث کو صحیحین میں درج نہیں کیا)۔

ومن مسند زيد بن خارجة

تكلمه بعد موته بفضائل الثلثة

أخرج أبو عمر من طريق سليمان بن بلال عن يحيى بن سعيد بن المسيب أن زيد بن خارجة الأنصاري ثم من بني الحارث بن الخزرج توفي في زمن عثمان (بن) عفان فسجي بثوب ثم إنهم سمعوا جلجلة في صدره ثم تكلم فقال أحمد أحمد في الكتاب الأول صدق صدق أبو بكر الصديق الضعيف في نفسه القوي في أمر الله في الكتاب الأول صدق صدق عمر بن الخطاب القوي الأمين في الكتاب الأول صدق صدق عثمان بن عفان على منهاجهم مضت أربع وبقيت سنتان أتت الفتن وأكل الشديد الضعيف وقامت الساعة وسيأتيكم خبر بئر أريس

مسند زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ (ان کا اپنی وفات کے بعد خلفائے ثلاثہ کے فضائل بیان کرنا) اور روایت

ابو عمرؒ نے بروایت سلیمان بن بلال کے یحییٰ بن سعید بن مسیبؒ سے نقل کیا ہے کہ زید بن خارجہ انصاری حارثی خزرجی نے عہدِ خلافت حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ میں وفات پائی تو اُن کو ایک چادر اڑھا دی گئی پھر لوگوں نے اُن کے سینہ سے کچھ آواز مثل گھنٹے کی سُنی اس کے بعد وہ بولے اور انھوں نے کہا، احمد احمد اگلی کتابوں میں (اسی نام سے مذکور) ہیں۔ سچ کہا سچ کہا۔ ابوبکر صدیقؓ وہ اپنے کام میں ضعیف ہیں خدا کے کام میں قوی ہیں، اگلی کتاب میں (اسی وصف کے ساتھ مذکور) ہیں سچ کہا سچ کہا۔ عمر بن خطابؓ قوی امانت دار اگلی کتاب میں (اسی وصف کے ساتھ مذکور) ہیں سچ کہا سچ کہا۔ عثمان بن عفانؓ انہی کے طریقہ پر ہیں۔ چار برس گزر گئے اور (دو برس) باقی ہیں فتنے آپہنچے اور قوی نے ضعیف کو کھالیا۔ اور قیامت قائم ہوئی اور عنقریب تمہارے پاس چاہ اریس کی خبر آئیگی اور

له محل ناحیہ ... [illegible] ... اریس ایک کنویں کا نام ہے اس کی خبر یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ کے وقت ... رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی گر گئی ... [illegible] ... انگوٹھی کے کھو جانے کے بعد ہی ... [illegible]

ما بہ ادریس قال یحیی بن سعید
قال سعید بن المسیب ثم ہلک رجل
من بنی خطمۃ فسجی بثوب فسمعوا
جلجلۃ فی صدرہ ثم تکلم فقال
ان اخا بنی الحارث بن الخزرج صدق
صدق قال ابوعمر وکانت وفاتہ
فی خلافۃ عثمان وقد عرض
مثل قصتہ لاخی ربعی بن خراش

ومن مسند رفاعۃ بن رافع الزرقی

حدیثہ فی فضل اھل بدر اخرج البخاری
عن رفاعۃ بن رافع قال جاء جبرئیل
الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال
ما تعدون اھل بدر فیکم قال من افضل
المسلمین او کلمۃ نحوھا قال وکذلک
من شھد بدرا من الملائکۃ

ومن مسند رافع بن خدیج

حدیثہ فی فضل اھل بدر اخرج ابن ماجۃ
من حدیث سفیان عن یحیی بن سعید
عن عبایۃ بن رفاعۃ عن جدہ رافع بن خدیج
قال جاء جبرئیل او ملک الی النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما تعدون
من شھد بدرا فیکم قالوا خیارنا
قال کذلک ھم عندنا خیار الملائکۃ

ومن مسند ابی سعید بن المعلی

حدیثہ فی الخطبۃ التی

(تمھیں کیا خبر ہے کہ) کیا ہے چاہ اریس؟ - یحیی بن سعید کہتے ہیں کہ
سعید بن مسیب نے کہا پھر ایک شخص نے قبیلہ خطمہ سے وفات پائی
بعد وفات کے ان کے جسم پر چادر ڈال دی گئی تو لوگوں نے
ان کے سینہ سے آواز مثل گھنٹے کی سنی پھر انھوں نے کلام کیا
اور کہا کہ بنی حارث بن خزرج کے بھائی (یعنے زید بن خارجہ)
نے سچ کہا سچ کہا۔ ابو عمرؓ کہتے ہیں کہ اس شخص کی وفات حضرت
عثمانؓ کی خلافت میں ہوئی ہے اور ایسا ہی واقعہ ربعی بن
خراش کے بھائی کا بھی پیش آیا تھا۔

مسند رفاعہ بن رافع زرقی رضی اللہ عنہ

(ان کی حدیث اہل بدر کی فضیلت میں)

۱- روایت

بخاری نے رفاعہ بن رافع سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے
جبرئیلؑ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انھوں نے
پوچھا کہ آپ اہل بدر کو اپنے گروہ میں کیسا سمجھتے ہیں؟ حضرتؐ
نے فرمایا سب مسلمانوں سے افضل یا اور کوئی ایسا ہی کلمہ
فرمایا۔ حضرت جبرئیلؑ نے کہا کہ جس قدر فرشتے بدر میں شریک
تھے (ان کو بھی ہم) اسی طرح (اپنے گروہ میں) افضل سمجھتے ہیں

مسند رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ

(ان کی حدیث اہل بدر کی فضیلت میں)

۱- روایت

ابن ماجہ نے بروایت سفیان، یحیی بن سعید سے انھوں نے
عبایہ بن رفاعہ سے انھوں نے ان کے دادا رافع بن خدیجؓ
سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت جبرئیلؑ یا کوئی دوسرا فرشتہ
نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور (کہا کہ آپ اپنے صحابہ
سے پوچھئے) کہ تم ان لوگوں کو جو جنگ بدر میں شریک ہوتے
ہیں اپنے گروہ میں کیسا سمجھتے ہو؟ سب نے جواب دیا ہم ان
کو سب سے بہتر سمجھتے ہیں۔ حضرت جبرئیلؑ یا اس فرشتہ نے کہا
اسی طرح (جو فرشتے جنگ بدر میں مسلمانوں کے ساتھ شریک
تھے) ان کو ہم لوگ سب فرشتوں سے بہتر سمجھتے ہیں۔

مسند ابو سعید بن معلی رضی اللہ عنہ

(ان کی حدیث اس خطبہ کے متعلق جو

خطبة النبي صلى الله عليه وسلم في مناقب أبي بكر الصديق رضي الله عنه أخرج الترمذي عن عبد الملك بن عمير عن ابن المعلى عن أبيه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم خطب يوما فقال إن رجلا صالحا خيره ربه بين أن يعيش في الدنيا ما شاء أن يعيش ويأكل في الدنيا ما شاء أن يأكل وبين لقاء ربه فاختار لقاء ربه قال فبكى أبو بكر فقال أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم ألا تعجبون من هذا الشيخ إذ ذكر رسول الله صلى الله عليه وسلم رجلا صالحا خيره ربه بين الدنيا وبين لقاء ربه فاختار لقاء ربه قال فكان أبو بكر أعلمهم بما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال أبو بكر بل نفديك بآبائنا وأموالنا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من الناس أحد أمنّ إلينا في صحبته وذات يده من ابن أبي قحافة ولو كنت متخذا خليلا لاتخذت ابن أبي قحافة خليلا ولكن ودّ وإخاء إيمان مرتين أو ثلاثا وإن صاحبكم خليل الله

ومن مسند براء بن عازب رض

حديثه في فتوح الأمصار أخرج أبو يعلى عن أبي عبد الله ميمون عن البراء

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مناقب میں پڑھا تھا ترمذی نے عبدالملک بن عمیر سے اُنھوں نے ابن معلّی سے اُنھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے وہ کہتے ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دن خطبہ پڑھا اس میں فرمایا کہ ایک نیک مرد کو اُس کے پروردگار نے اختیار دیا ہے کہ وہ جب تک چاہے دنیا میں رہے اور جو کچھ دنیا کی نعمتوں سے چاہے کھائے یا اپنے پروردگار کی ملاقات کو پسند کرے تو اُس نیک مرد نے اپنے پروردگار کی ملاقات کو پسند کیا۔ راوی کہتے ہیں یہ سنکر حضرت ابوبکرؓ رونے لگے۔ [تو اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا کیا تم اس شیخ یعنے حضرت ابوبکرؓ کے حال سے تعجب نہیں کرتے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تو یہی فرمایا تھا کہ ایک نیک مرد کو اُس کے پروردگار نے اختیار دیا ہے کہ چاہے دنیا میں رہے چاہے اپنے پروردگار سے ملے تو اُس نے اپنے پروردگار کی ملاقات کو اختیار کیا (اس میں رونے کی کیا بات ہے) راوی کا بیان ہے کہ پھر (حضرت کی وفات کے بعد سب کو معلوم ہوگیا کہ) ابوبکرؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کو سب سے زیادہ سمجھتے تھے] اور انھوں نے کہا ہم لوگ اپنے باپ دادا اور اپنے مال کو آپ پر فدا کرتے ہیں (آپ ایسا قصد نہ فرمائیں) پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی صحبت اور اپنے مال میں ابن ابی قحافہ سے زیادہ ہم پر احسان کرنے والا کوئی نہیں ہے اور اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ضرور ابن ابی قحافہ کو خلیل بناتا ولیکن محبت اور ایمان کی برادری ان کے ساتھ ہے یہ کلام آپ نے دو بار یا تین بار فرمایا اور فرمایا تمھارا صاحب (مراد خود ذات اقدس یا حضرت صدیقؓ) اللہ کا خلیل ہے۔

مسند براء بن عازب رضی اللہ عنہ

(ان کی حدیث فتوح ممالک کے متعلق) بہ روایت

ابویعلے نے ابوعبداللہ یعنے میمون سے انھوں نے براء بن عازب سے

قال امرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم بحفر الخندق قال وعرض لنا صخرة لا يأخذ فيه المعاول فشكوا ذلك الى النبي صلى الله عليه وسلم قال فاخذ المعول قال واحسبه قال ووضع ثوبه فضرب ضربة وقال بسم الله فكسر ثلث الصخرة ثم قال الله اكبر اعطيت مفاتيح الشام اني لانظر الى قصورها الحمر من مكاني هذا ثم قال بسم الله وضرب اخرى فكسر ثلثها وقال الله اكبر اعطيت مفاتيح فارس والله اني لانظر الى المدائن وقصورها الابيض من مكاني هذا ثم قال بسم الله وضرب اخرى وكسر بقية الحجر وقال الله اكبر اعطيت مفاتيح اليمن والله اني انظر الى مفاتيح صنعاء من مكاني هذا

روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ احزاب میں) مدینہ منورہ کے گرد خندق کھودنے کا حکم دیا (چنانچہ ہم لوگ خندق کھودنے میں مصروف ہوئے ہم خندق کھود رہے تھے کہ) ایک بڑا پتھر ایسا سخت نکل آیا جس پر کدال اثر نہ کرتی تھی ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی شکایت کی۔ آپ نے کدال لی میمون کہتے ہیں مجھے خیال ہوتا ہے کہ براء نے کہا اور آپ نے اپنے کپڑے اتارے پھر بسم اللہ کہہ کر پتھر پر کدال کو مارا جس سے ایک تہائی پتھر ٹوٹ گیا۔ پھر آپ نے فرمایا اللہ اکبر مجھے ملک شام کی کنجیاں عنایت ہوئیں۔ میں شام کے سرخ محل یہاں سے دیکھ رہا ہوں۔ پھر بسم اللہ کہہ کر آپ نے دوسری مرتبہ کدال ماری جس سے دو تہائی پتھر ٹوٹ گیا۔ اور آپ نے فرمایا اللہ اکبر مجھے فارس کی کنجیاں عنایت ہوئیں خدا کی قسم میں یہاں سے فارس کے سفید محل دیکھ رہا ہوں۔ پھر آپ نے تیسری مرتبہ بسم اللہ کہہ کر کدال ماری اور باقی پتھر ٹوٹ گیا اور فرمایا اللہ اکبر مجھے یمن کی کنجیاں عنایت ہوئیں قسم خدا کی میں یہاں سے صنعاء کے دروازے دیکھ رہا ہوں۔

سلہ یہ مضمون روایات شیعہ میں بھی ہے چنانچہ ملا محمد باقر [illegible] مطبوعہ [illegible] ہے۔

[illegible]

ومن مسند أم حرام الأنصاریۃ

حدیثہا فی الوعد بغزوۃ البحر فکانت فی زمن عثمان رضی اللہ عنہ أخرج البخاری عن خالد بن معدان أن عمیر بن الأسود العنسی حدثہ أنہ أتی عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ وھو نازل فی ساحل حمص وھو فی بناء لہ ومعہ أم حرام قال عمیر فحدثتنا أم حرام رضی اللہ عنہا أنہا سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول أول جیش من أمتی یغزون البحر قد أوجبوا قالت أم حرام قلت یا رسول اللہ أنا فیہم قال أنت فیہم قالت ثم قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم أول جیش من أمتی یغزون مدینۃ قیصر مغفور لہم فقلت أنا فیہم یا رسول اللہ قال لا۔

مسند اُمِّ حرام انصاریہ رضی اللہ عنہا

۱۔ روایت

{ان کی حدیث غزوۂ بحر کے وعدے کے بیان میں جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہوا} (امام) بخاری نے خالد بن معدان سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ عمیر بن اسود عنسی نے اُن سے بیان کیا وہ کہتے تھے کہ میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور وہ ساحل حمص پر اپنے مکان میں رہتے تھے اور اُن کے ہمراہ اُمّ حرام تھیں عمیر کہتے ہیں کہ ہم سے اُمّ حرام رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے میری امت کا پہلا لشکر جو سمندر میں جہاد کرے گا وہ جنت کا مستحق ہو گیا۔ اُمّ حرام کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا اے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیا میں اُن میں ہوں گی؟ آپ نے فرمایا تم اُن میں ہو گی۔ اُمّ حرام کہتی ہیں پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کا پہلا لشکر جو کہ قیصر کے شہر میں جہاد کرے گا وہ سب بخشے گئے ہیں۔ میں نے عرض کیا اے رسول اللہ میں اُن میں ہوں۔ آپ نے فرمایا نہیں (تم ان میں نہ ہو گی)۔

ومن مسند سہل بن سعد الساعدی

حدیثہ فی إثبات الصدیقیۃ لأبی بکر والشہادۃ لہما أخرج أبو یعلی عن عبد الرزاق عن معمر عن أبی حازم عن سہل بن سعد أن أحدا ارتج وعلیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وأبو بکر وعمر وعثمان فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اثبت أحد فما علیک إلا نبی أو صدیق أو شہیدان۔

وحدیثہ فی منزلۃ أبی بکر عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم أخرج أبو یعلی حماد بن زید

مُسند سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ

۲۔ روایت

{ان کی حدیث حضرت ابوبکرؓ کی صدیقیت اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کی شہادت کے اثبات میں} ابو یعلےٰ نے عبدالرزاق سے انھوں نے معمر سے انھوں نے ابو حازم سے انھوں نے سہل بن سعد سے روایت کی ہے کہ کوہ اُحد ہلنے لگا اور اس پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ تھے پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اُحد ٹھہر جا تیرے اوپر صرف ایک نبی ہیں اور ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

{ان کی حدیث حضرت ابوبکرؓ کی منزلت کے بیان میں جو انکو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک حاصل تھی} ابو یعلےٰ نے حماد بن

عن ابی حازم عن سهل بن سعد
قال كان قتال بين بني عمرو بن
عوف فاتاهم النبي صلى الله عليه
وسلم ليصلح بينهم بعد الظهر
فقال لبلال ان حضرت صلوة
العصر ولم آت فمر ابا بكر فليصل
بالناس فلما حضرت صلوة العصر
اذن بلال ثم اقام ثم قال يا ابا بكر
تقدم فتقدم ابو بكر فجاء رسول الله
صلى الله عليه وسلم فشق الصفوف
فلما رأوا رسول الله صلى الله عليه
وسلم صفحوا يعني التصفيق قال
وكان ابو بكر اذا دخل في صلوة
لم يلتفت فلما رأى التصفيق لا
يمسك عنه التفت فرأى رسول الله
صلى الله عليه وسلم خلفه فاومأ اليه
النبي صلى الله عليه وسلم ان امض
فلبث ابو بكر هنية يحمد الله على قول
رسول الله صلى الله عليه وسلم امض ثم
مشى ابو بكر القهقرى على عقبيه فلما
رأى ذلك النبي صلى الله عليه وسلم تقدم
فصلى بالقوم صلوتهم فلما قضى صلوته
قال يا ابا بكر ما منعك اذ اومأت
اليك ان لا تكون مضيت قال ابو بكر
لم يكن لابن ابي قحافة ان يؤم
رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال
للناس اذا نابكم في صلوتكم شيء فليسبح
الرجال وليصفق النساء

انھوں نے ابو حازم سے انھوں نے سہل بن سعد سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ قبیلہ عمرو بن عوف کے درمیان کچھ لڑائی ہوئی تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم ان میں صلح کرنے کے لئے ان کے پاس تشریف لے گئے اور آپ (مدینے سے) ظہر پڑھ کر گئے تھے اور بلال رض کو یہ حکم دیا تھا کہ اگر عصر کا وقت آجائے اور میں نہ آؤں تو ابوبکر رض سے کہنا کہ وہ نماز پڑھائیں۔ جب عصر کا وقت آیا بلال نے اذان دی اور اقامت کہی اور حضرت ابوبکر رض سے کہا کہ اے ابوبکر رض! آپ امامت کیجئے۔ حضرت ابوبکر رض نے امامت کی (ابھی نماز ہو رہی تھی کہ) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور صفوں کو چیر کر آگے بڑھے۔ جب لوگوں کی نظر آپ پر پڑی تو انھوں نے تالی بجانا شروع کی (تاکہ حضرت ابوبکر رض کو آپ کا تشریف لانا معلوم ہو جائے) اور حضرت ابوبکر رض[1] جب نماز میں مصروف ہوتے تو کسی طرف التفات نہ کرتے جب کہ انھوں نے دیکھا کہ تالی بجانا موقوف نہیں ہوتا تو وہ ملتفت ہوئے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے پیچھے کھڑا ہوا دیکھا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو اشارے سے فرمایا کہ نماز پوری کر لو (اور اپنی جگہ سے نہ ہٹو) حضرت ابوبکر رض کچھ دیر ٹھہرے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس فرمانے پر کہ نماز پوری کرو اللہ کی حمد کرتے رہے پھر حضرت ابوبکر رض الٹے پیروں پیچھے ہٹ آئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہ دیکھ کر آگے بڑھے اور لوگوں کو نماز پڑھائی پھر نماز پوری کرکے آپ نے فرمایا اے ابوبکر رض! جب کہ میں نے اشارے سے تم کو حکم دے دیا تھا کہ نماز پوری کرو تو پھر تم نے کیوں نہ نماز پوری کی۔ حضرت ابوبکر رض نے جواب دیا کہ ابن ابی قحافہ کو مناسب نہ تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا امام بنے۔ پھر آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ جب تمھیں نماز میں کوئی واقعہ پیش آئے تو مرد (اپنی جماعت میں) سبحان اللہ کہیں اور عورتیں (اپنی جماعت میں) تالی بجائیں۔

[1] اس سے یہ مطلب نہیں کہ اور لوگ نماز میں ادھر ادھر دیکھتے جاتے تھے بلکہ مطلب یہ ہے کہ حضرت صدیق کی استغراق کیفیت نماز میں سب سے زیادہ ہوتی تھی۔

ومن مسند نعمان بن بشير

حديثه في القرون الثلاثة أخرج أحمد من حديث عاصم بن بهدلة عن خيثمة والشعبي عن النعمان بن بشير قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خير الناس قرني ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم ثم يأتي قوم تسبق أيمانهم شهاداتهم وشهاداتهم أيمانهم

مسند نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ روایت (ان کی حدیث تین قرنوں کے بیان میں)

(امام) احمدؒ نے بروایت عاصم بن بہدلہ خیثمہ اور شعبی سے انھوں نے نعمان بن بشیر سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: بہتر لوگوں میں میرے زمانہ کے (لوگ) ہیں پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے بعد ہوں گے پھر وہ لوگ جو ان کے بعد ہوں گے پھر ایسے لوگ آئیں گے کہ ان کی قسمیں ان کی گواہی سے اور ان کی گواہی ان کی قسموں سے سبقت کرے گی۔

ومن مسند عويم بن ساعدة

حديثه في النهي عن سب الصحابة وبيان فضيلتهم أخرج الحاكم من حديث عتبة بن سالم بن عبد الرحمن بن عويم بن ساعدة عن أبيه عن جده عن عويم بن ساعدة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال إن الله تبارك وتعالى اختارني واختار لي أصحابا فجعل لي منهم وزراء وأنصارا وأصهارا فمن سبهم فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين ولا يقبل منه يوم القيامة صرف ولا عدل

مسند عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہ روایت (ان کی حدیث صحابہ کو برا کہنے کی ممانعت

میں ہے اور صحابہ کی فضیلت کے بیان میں) حاکم نے بروایت عتبہ بن سالم بن عبد الرحمن بن عویم بن ساعدہ ان کے والد سے انھوں نے ان کے دادا سے انھوں نے عویم بن ساعدہ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے پسند کیا اور میرے لئے میرے اصحاب کو منتخب فرمایا پھر ان میں سے بعض کو (میرا) وزیر اور (بعض کو میرا) مددگار اور بعض کو میرا سسرالی رشتہ دار بنا دیا۔ لہٰذا جو میرے صحابہؓ کو برا کہے اس پر خدا کی اور اس کے فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہے اس سے قیامت کے دن کوئی نفل یا فرض (عبادت) قبول نہ ہوگی۔

ومن مسند شداد بن أوس

حديثه في فتح الأمصار أخرج أحمد عن عبد الرزاق عن معمر عن أيوب عن أبي الأشعث عن أبي أسماء الرحبي عن شداد بن أوس أن النبي صلى الله عليه وسلم قال إن الله عز وجل زوى لي الأرض حتى

مسند شداد بن اوس رضی اللہ عنہ روایت (ان کی حدیث فتح ممالک کے متعلق ہے)

(امام) احمدؒ نے عبدالرزاق سے انھوں نے معمر سے انھوں نے ایوب سے انھوں نے ابوالاشعث سے انھوں نے ابو اسماء رحبی سے انھوں نے شداد بن اوس سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل نے میرے لئے ساری زمین[1] لپیٹ دی یہاں تک

[1] زمین کے لپیٹ دینے سے مراد [illegible]

قلتُ ؎

وثاني اثنين في الغار المنيف وقد
طاف العدوّ به إذ صعّد الجبلا
وكان حِبّ رسول الله قد علموا
من الخلائق لم يعدل به بدلا

فتبسّم رسول الله صلى الله عليه وسلم

وأخرج الحاكم من حديث مجالد بن سعيد قال سئل الشعبي من أول من أسلم فقال أما سمعت قول حسّان ؎

إذا تذكرت شجوًا من أخي ثقة
فاذكر أخاك أبا بكر بما فعلا
خير البرية أتقاها وأعدلها
بعد النبي وأوفاها بما حملا
الثاني التالي المحمود مشهده
وأول الناس منهم صدّق الرسلا

وأخرج أبو عمر من حديث أبي بكر بن أبي شيبة قال حدثنا شيخ لنا قال حدثنا مجالد عن الشعبي قال سألت ابن عباس أو سئل أي الناس كان أول إسلامًا قال أما سمعت قول حسّان بن ثابت ؎

إذا تذكرت شجوًا من أخي ثقة
فاذكر أخاك أبا بكر بما فعلا

(دال) میں سنا (کچھ اشعار) کہے ہیں (وہ یہ ہیں):-

حضرت صدیق غار شریف میں رسول اللہ کے (ساتھ) ثانی اثنین تھے۔ جب (حضرت صدیقؓ) اور (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) دونوں پہاڑ پر چڑھے (اور غار میں مخفی ہوئے) تو دشمنوں نے غار کو گھیر لیا۔ وہ (یعنے حضرت صدیقؓ) رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کے محبوب ہیں (اس بات کو) سب جانتے ہیں اور حضرتؐ نے کسی مخلوق کو ان کے برابر نہیں سمجھا۔

(یہ اشعار سنکر) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا۔

اور حاکم نے بروایت مجالد بن سعید نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ کسی نے شعبی سے سوال کیا کہ سب سے پہلے کون اسلام لایا انھوں نے جواب دیا کیا تم نے حسانؓ کا قول نہیں سنا (وہ کہتے ہیں):-

(اے مخاطب) تو کسی ثقہ (یعنے معتبر شخص) کا غم یاد کرے تو اپنے بھائی ابوبکرؓ کو ان کے کام کے سبب سے یاد کر لیا کر وہ نبی (صلے اللہ علیہ وسلم) کے بعد سب سے بہتر اور سب سے زیادہ پرہیزگار اور سب سے زیادہ عدل کرنے والے تھے اور (بار) خلافت کے اٹھانے میں سب سے کامل تھے (مصداق) ثانی (اثنین) (شریعت کے) متبع تھے ان کی کارگزاری محمود ہے اور لوگوں میں سب سے اول (خدا کے) رسولوں کی انھوں نے تصدیق کی تھی۔

اور ابوعمر نے بروایت ابوبکرؓ بن ابی شیبہ نقل کیا ہے وہ کہتے تھے ہم سے ہمارے ایک شیخ (استاد) نے بیان کیا ہے وہ کہتے تھے ہم سے مجالد شعبی سے روایت کرکے بیان کرتے تھے وہ کہتے تھے میں نے حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا یا کسی اور شخص نے ان سے پوچھا کہ لوگوں میں سب سے اول کون اسلام لایا تھا انھوں نے جواب دیا کیا تم نے حسان بن ثابتؓ کا قول نہیں سنا (وہ کہتے ہیں):-

جب تم کسی ثقہ (یعنے معتبر شخص) کا غم یاد کرو تو اپنے بھائی ابوبکرؓ کو ان کے کام کے سبب سے یاد کر لیا کرو (دیکھو کہ

خير البرية أتقاها وأعدلها
بعد النبي وأوفاها بما حملا
الثاني التالي المحمود مشهده
وأول الناس منهم صدق الرسلا

قال أبو عمر وروي أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لحسان هل قلت في أبي بكر شيئا قال نعم وأنشده هذه الأبيات وفيها بيت رابع وهو

وثاني اثنين في الغار المنيف وقد
طاف العدو به إذ صعد الجبلا

فسر النبي صلى الله عليه وسلم بذلك وقال أحسنت يا حسان وقد روي فيها بيت خامس

وكان حب رسول الله قد علموا
خير البرية لم يعدل به رجلا

ومن مسند أبي الهيثم بن التيهان

قال أبو عمر ومما قيل في أبي بكر قول الهيثم بن التيهان فيما ذكره

وإني لأرجو أن يقوم بأمرنا
ويملكه الصديق والمرء من عدي
أولاك خيار الحي فهر بن مالك
وأنصار هذا الدين من كل معتدي

ومن مسند كعب بن عجرة

حديثه في أن عثمان على الحق

وہ نبی (صلے اللہ علیہ وسلم) کے بعد بہترین خلق سب سے زیادہ پرہیزگار سب سے زیادہ عدل کرنے والے تھے اور بار (خلافت) کے اٹھانے میں سب سے کامل تھے (وہ مصداق) ثانی اثنین (شریعت کے) متبع تھے ان کی کارگزاری عمدہ تھی اور لوگوں میں سب سے پہلے (خدا کے) رسولوں کی تصدیق انھوں نے کی تھی۔

ابو عمر کہتے ہیں۔ مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حسان رضی سے فرمایا کیا تم نے ابوبکر رضی کی تعریف میں کچھ (اشعار) کہے ہیں؟ انھوں نے عرض کیا ہاں۔ اور یہ اشعار (مرقومہ بالا) پڑھے اور ان میں (ایک) چوتھا شعر (بھی) تھا وہ یہ ہے۔

اور غار شریف میں حضرت صدیق رضی ثانی اثنین تھے اور جب دونوں پہاڑ پر چڑھے (اور غار میں جا کر چھپے) تو غار کو دشمنوں نے گھیر لیا۔

(یہ اشعار سنکر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے اور فرمایا اے حسان رضی! تم نے اچھے شعر کہے ہیں۔ اور اس روایت میں پانچواں شعر بھی منقول ہے (وہ شعر یہ ہے)۔

اور حضرت صدیق رضی، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے محبوب تھے اور اسے سب جانتے ہیں کہ وہ بہترین خلق تھے حضرت نے ان کی برابر کسی کو نہیں کیا۔

مسند ابو الہیثم بن تیہان رضی اللہ عنہ (ایک روایت)

(ابو عمر رضی کہتے ہیں کہ منجملہ (اشعار) منقبت حضرت ابوبکر رضی کے ابو الہیثم بن تیہان کا یہ قول ہے)۔

اور میں امید کرتا ہوں کہ حضرت صدیق رضی اور ایک شخص قبیلہ عدی سے (یعنی حضرت عمر رضی) ہمارے (حکومت کے) کام پر قائم ہوں اور اس کی حفاظت کریں۔ یہ لوگ خاندان فہر بن مالک میں اشراف (اور معزز) ہیں اور ہر سرکش (حد سے بڑھنے والے) (کے ظلم) سے اس دین کے مددگار رہیں۔

مسند کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ (ایک روایت)

(ان کی حدیث اس بارہ میں کہ حضرت عثمان رضی حق پر تھے)

أخرج أحمد من حديث مطر الوراق عن ابن سيرين عن كعب بن عجرة قال ذكر رسول الله صلى الله عليه وسلم فتنة فقربها وعظمها قال ثم مر رجل مقنع في ملحفة فقال هذا يومئذ على الحق فانطلقت مسرعا أو محضرا فأخذت بضبعيه فقلت هذا يا رسول الله قال هذا فإذا هو عثمان بن عفان[1]۔

(امام) احمدؒ نے بروایت مطر وراق ابن سیرین سے انھوں نے کعب بن عجرہ سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنہ کا ذکر کیا اور اس کا (واقع) ہونا قریب بیان فرمایا اور اس کا بڑا ہونا ظاہر کیا۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر ایک شخص چادر سے سر چھپائے (ادھر سے) نکلے تو آپ نے فرمایا کہ یہ شخص اس دن حق پر ہوگا۔ (کعب بن عجرہ کہتے ہیں) پھر میں جلدی سے یا دوڑ کر چلا اور اس جانے والے کے بازو پکڑ کر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھلا کر عرض کیا اے رسول اللہ کیا (یہی شخص) ہیں؟ فرمایا (یہی) ہیں پھر (ہم نے) دیکھا تو وہ حضرت عثمان بن عفانؓ تھے۔

مسانيد سائر الصحابة رضوان الله عليهم أجمعين

مسانید دیگر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین

(الأول) مسند جابر بن سمرة

مسند جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت

أخرج البخاري وغيره عن جابر بن سمرة قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا يزال الدين قائما حتى يكون عليكم اثنا عشر خليفة كلهم من قريش۔

(امام) بخاری وغیرہ نے جابر بن سمرہؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے یہ دین (اسلام) قائم رہے گا یہاں تک کہ تم پر بارہ خلیفہ ہوں گے وہ سب قریش سے ہوں گے۔

وأخرج أحمد عن عامر بن سعد بن أبي وقاص قال كتبت إلى جابر بن سمرة مع غلامي أخبرني بشيء سمعته من رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فكتب إلي سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم الجمعة عشية رجم الأسلمي

اور (امام) احمدؒ نے عامر بن سعد بن ابی وقاص سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے غلام کے ہاتھ جابر بن سمرہ کے پاس ایک خط لکھ کر روانہ کیا اس میں میں نے لکھا تھا کہ کوئی حدیث جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو مجھ سے بیان کیجئے انھوں نے مجھے لکھا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جمعہ کے دن جس دن (ماعز) اسلمی (زنا کی حد میں) سنگسار کئے گئے تھے دوسرے وقت سنا کر

[1] وہ فتنہ کی تعیین میں بڑا اختلاف ہے [illegible] تعیین [illegible] بعض لوگوں نے اس حدیث سے [illegible] خلفاء کی [illegible] لوگوں نے اس حدیث کو [illegible] خلفاء کی [illegible] حضرت علیؓ [illegible] خلفاء کی تعیین [illegible] جمعہ کی تعیین میں [illegible]

يقول لا يزال الدين قائماً حتى يكون عليكم اثنا عشر خليفة كلهم من قريش قال وسمعته يقول عصبة المسلمين يفتتحون البيت الأبيض بيت كسرى أو آل كسرى وأخرج البخاري من حديث عبد الملك بن عمير عن جابر بن سمرة يرفعه قال إذا هلك كسرى فلا كسرى بعده وإذا هلك قيصر فلا قيصر بعده والذي نفس محمد بيده لتنفقن كنوزهما في سبيل الله۔

آپ نے فرمایا (یہ) دین (اسلام) ہمیشہ قائم رہے گا یہاں تک کہ تم پر بارہ خلیفہ ہوں گے (اور) وہ سب قریش سے ہوں گے۔ اور میں نے آپ سے یہ بھی سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے مسلمانوں کی ایک جماعت بیت ابیض یعنی بیت کسریٰ یا بیت آل کسریٰ (ملک فارس) کو فتح کرے گی۔ اور امام بخاری نے بروایت عبد الملک بن عمیر حضرت جابر بن سمرہؓ سے نقل کیا ہے۔ جابر اس کو (حدیث) مرفوع کر کے بیان کرتے تھے اور کہتے تھے کہ جب کسریٰ (شاہ فارس) ہلاک ہو جائے گا اس کے بعد (پھر) کسریٰ نہ ہوگا اور جب قیصر (شاہ روم) ہلاک ہوگا تو اس کے بعد (پھر) قیصر نہ ہوگا۔ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے تم خدا کی راہ میں دونوں کے خزانوں کو خرچ کرو گے۔

ومن مسند عدي بن حاتم

مسند عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ (ان کی حدیث فتح ممالک کے متعلق) روایت

حديثه في فتح الأمصار أخرج البخاري من حديث محل بن خليفة عن عدي بن حاتم قال بينا أنا عند النبي صلى الله عليه وسلم إذ أتاه رجل فشكا إليه الفاقة ثم أتاه آخر فشكا إليه قطع السبيل فقال يا عدي هل رأيت الحيرة قلت لم أرها وقد أنبئت عنها قال فإن طالت بك حياة لترين الظعينة ترتحل من الحيرة حتى تطوف بالكعبة لا تخاف أحداً إلا الله قلت فيما بيني وبين نفسي فأين دعار طيئ الذين قد سعروا البلاد ولئن طالت بك حياة لتفتحن كنوز كسرى قلت كسرى بن هرمز قال كسرى بن هرمز

(امام) بخاریؒ نے بروایت محل بن خلیفہ کے عدی بن حاتمؓ سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ (ایک مرتبہ) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا اتنے میں ایک شخص آپ کے پاس آیا اور اس نے آپ سے فاقہ (کشی اور محتاجی) کی شکایت کی پھر دوسرا شخص آیا اس نے رہزنی کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا اے عدی! کیا تم نے مقام حیرہ دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا میں نے اسے نہیں دیکھا مگر مجھے اس کے متعلق لوگوں سے خبر ملی ہے (اور جانتا ہوں کہ حیرہ کوئی مقام ہے) آپ نے فرمایا کہ اگر تم زندہ رہے تو (ایک دن) دیکھو گے کہ عورت (تنہا) حیرہ سے چل کر مکہ میں آ کر کعبہ کا طواف کرے گی۔ اور خدا کے سوا (راستہ میں) وہ کسی سے نہ ڈرے گی میں نے اپنے دل میں کہا کہ اس وقت (قبیلہ) طے کے رہزن جنہوں نے ظلم و فساد کی آگ شہروں میں لگا رکھی ہے کہاں ہوں گے (پھر) آپ نے فرمایا اے عدی! اگر تم زندہ رہے تو تم لوگ ضرور کسریٰ کے خزانوں کو فتح کرو گے۔ میں نے عرض کیا کیا کسریٰ بن ہرمز؟ آپ نے فرمایا (ہاں) کسریٰ بن ہرمز۔

ولئن طالت بك حياة لترين الرجل يخرج ملء كفه من ذهب او فضة يطلب من يقبله منه فلا يجد احدا يقبله منه وليلقين الله احدكم يوم يلقاه وليس بينه وبينه ترجمان يترجم فليقولن له الم ابعث اليك رسولا فيبلغك فيقول بلى فيقول الم أعطك مالا وولدا وافضل عليك فيقول بلى فينظر عن يمينه فلا يرى الا جهنم وينظر عن يساره فلا يرى الا جهنم قال عدي سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول اتقوا النار ولو بشق تمرة فمن لم يجد شق تمرة فبكلمة طيبة قال عدي فرأيت الظعينة ترتحل من الحيرة حتى تطوف بالكعبة لا تخاف الا الله تعالى وكنت فيمن افتتح كنوز كسرى بن هرمز ولئن طالت بكم حياة لترون ما قال النبي ابو القاسم صلى الله عليه وسلم يخرج ملء كفه۔

(نیز آپ نے فرمایا) اگر تم زندہ رہے تو (ایک دن) دیکھ لوگے کہ انسان سونے یا چاندی سے ہتھیلی بھر کر (صدقہ دینے کیلئے) باہر نکلے گا اور خواہش کرے گا کہ کوئی اُسے قبول کرے مگر کسی کو (ایسا محتاج) نہ پائے گا کہ وہ اُس سے (اُس سونے چاندی کو) لے۔ اور انسان ایک دن اپنے خدا سے اس حال میں ضرور ملے گا کہ اُس کے اور خدا کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ اُس سے کہے گا کیا میں نے تیری طرف رسول نہیں بھیجا؟ وہ جواب دے گا بیشک (خداوندا تو نے رسول بھیجا) پھر اللہ فرمائے گا کیا میں نے تجھے مال اولاد (دنیا) میں نہیں دیا؟ اور کیا میں نے تجھ پر اپنا فضل (وکرم) نہیں کیا؟ وہ عرض کرے گا بیشک (خداوندا: تو نے سب کچھ دیا) پھر وہ شخص اپنے داہنی جانب نظر کرے گا تو اُسے دوزخ ہی نظر آئے گی اور اپنے بائیں جانب نظر کرے گا (پھر بھی) دوزخ ہی نظر آئے گی۔ عدیؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے (صدقہ دے کر) آگ سے بچو اگرچہ ایک ٹکڑا کھجور کا ہی کیوں نہ ہو جسے (صدقہ دینے کیلئے) ایک ٹکڑا کھجور بھی نہ ملے تو وہ اچھی بات کہہ کر (سائل کو خوش کر دے)۔ عدی کہتے ہیں۔ پھر میں نے (وہ زمانہ پایا اور بچشم خود) دیکھ لیا کہ عورت (تنہا) حیرہ سے چلتی ہے اور (جاکر) کعبہ کا طواف کرتی ہے (اور اپنے گھر واپس چلی جاتی ہے) اور (اس سفر میں) وہ خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتی ہے اور میں (بھی) اُن لوگوں میں تھا کہ جنھوں نے کسریٰ بن ہرمز کے خزانے فتح کئے اگر تم لوگ (کچھ دنوں اور) زندہ رہے تو جو نبی ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انسان ہاتھ بھر کر سونا چاندی لئے لئے پھرے گا (اور کسی قبول کرنے والے کو نہ پائے گا) اسے بھی دیکھ لوگے۔

ومن مسند كرز بن علقمة الخزاعي رضي الله عنه

مسند کرز بن علقمہ رضی اللہ عنہ کی روایت

حديثه في الفتوح اخرجه الحاكم من طريق سفيان ومعمر عن الزهري عن عروة

ان کی حدیث فتوحات (ملکی) کے متعلق حاکم نے بروایت سفیان اور معمر کے زہری سے انھوں نے عروہ سے نقل کیا

أخبرني حيوة قال حدثني أبو عقيل زهرة بن معبد أنه سمع عبد الله بن هشام قال كنا مع النبي صلى الله عليه وسلم وهو آخذ بيد عمر بن الخطاب وهذا حديث لم يطوله البخاري.

وأخرج الحاكم من حديث رشدين بن سعد وابن لهيعة عن زهرة بن معبد عن جده عبد الله بن هشام قال كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو آخذ بيد عمر بن الخطاب فقال عمر والله يا رسول الله لأنت أحب إلي من كل شيء إلا نفسي التي بين جنبي فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تكون مؤمنا حتى أكون أحب إليك من نفسك فقال عمر والذي أنزل عليك الكتاب لأنت أحب إلي من نفسي التي بين جنبي فقال النبي صلى الله عليه وسلم الآن يا عمر۔[1]

مجھے حیوۃ نے خبر دی وہ کہتے تھے کہ مجھ سے ابو عقیل یعنی زہرہ بن معبد نے بیان کیا وہ کہتے تھے کہ میں نے عبد اللہ بن ہشام سے سنا وہ کہتے تھے کہ ہم رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے آپ اس وقت عمر بن خطابؓ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ اس حدیث کو امام بخاری نے اس سے زیادہ روایت نہیں کیا۔

اور حاکم نے بروایت رشدین بن سعد وابن لہیعہ کے زہرہ بن معبد سے انھوں نے اپنے دادا عبد اللہ بن ہشام سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ ہم رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے اور آپ اس وقت حضرت عمر بن خطابؓ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ پھر حضرت عمرؓ نے کہا اے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ مجھے میری جان کے سوا جو میرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے باقی سب چیزوں سے زیادہ محبوب ہیں بیشک۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمرؓ تم ہرگز مومن کامل نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ میں تمہارے نزدیک تمہاری جان سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ قسم اس کی جس نے آپ پر کتاب نازل فرمائی آپ بیشک میری جان سے زیادہ جو میرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے مجھے محبوب ہیں۔ پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمرؓ اب (تم مومن کامل ہو گئے)۔

ومن مسند عمران بن حصين الخزاعي رضي الله عنه

مسند عمران بن حصین خزاعی رضی اللہ عنہ

{ان کی حدیث بروایات متعددہ ... روایت}

حديثه في القرون الثلاثة من طرق كثيرة ومنها ما أخرج الحاكم من حديث الأعمش عن هلال بن يساف قال انطلقت إلى البصرة فدخلت المسجد فإذا أنا بشيخ مستند إلى أسطوانة يحدث يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خير الناس قرني

قرون ثلثہ کے ذکر میں از انجملہ وہ روایت ہے جو حاکم نے بروایت اعمش ہلال بن یساف سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ میں بصرہ میں گیا تو ایک مسجد میں داخل ہوا وہاں ایک شیخ ستون سے تکیہ لگائے بیٹھے تھے اور حدیث بیان کر رہے تھے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بہتر میرا زمانہ ہے

[1] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی برکت سے صحابہ کرام کی باطنی حالتیں کس قدر سرعت کے ساتھ ترقی کرتی تھیں اور آپ کی قوت تاثیر میں ذرا ذرا کیسا اثر ہوتا تھا۔

فاستخفوا في دار الأرقم فخرجوا منها وكبّروا وطافوا بالبيت ظاهرين ودعيت دار الأرقم دار الإسلام

دار ارقم (یعنے میرے گھر) میں اسلام لائے اور حضرت عمرؓ کے اسلام لانے تک ہی) سب مسلمان دار ارقم سے نکلے اور ان کی تعداد بھی (اس وقت) زیادہ ہو چکی تھی اور علانیہ سب نے کعبہ کا طواف کیا اور دار ارقم (یعنے میرا گھر) دار الاسلام کے نام سے مشہور ہوا۔

ومن مسند الأسود بن سريع

حديثه في فضل عمر رضي الله عنه أخرج الحاكم من حديث إبراهيم بن سعد عن الزهري عن عبد الرحمن بن أبي بكرة عن الأسود بن سريع التميمي قال قدمت على نبي الله صلى الله عليه وسلم فقلت يا نبي الله قد قلت شعرا أثنيت فيه على الله تبارك وتعالى ومدحتك فقال أما ما أثنيت على الله تعالى فهاته وما مدحتني به فدعه فجعلت أنشده فدخل رجل طوال أقنى فقال أمسك فلما خرج قال هات فقلت من هذا يا نبي الله الذي إذا دخل قلت أمسك وإذا خرج قلت هات قال هذا عمر بن الخطاب وليس من الباطل في شيء

مسند اسود بن سریع رضی اللہ عنہ
۱- روایت

(ان کی حدیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں) حاکم نے بروایت ابراہیم بن سعد زہری سے انھوں نے عبد الرحمن بن ابی بکرہ سے انھوں نے اسود بن سریع تمیمی سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کیا کہ اے رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) میں نے کچھ اشعار کہے ہیں جن میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی ثنا اور آپ کی تعریف بیان کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جن اشعار میں تم نے اللہ کی ثنا بیان کی ہے وہ سناؤ اور جن میں میری تعریف کی ہے انھیں جانے دو۔ میں (آپ کی اجازت پاکر) شعر پڑھنے لگا اتنے میں ایک شخص دراز قد بلند بینی آئے آپ نے ان کو آتا ہوا دیکھ کر مجھ سے فرمایا ٹھیرو۔ پھر جب وہ چلے گئے تو آپ نے فرمایا پڑھو۔ میں نے عرض کیا اے نبی اللہ یہ کون تھے کہ جن کے آنے سے آپ نے مجھے شعر پڑھنے سے روک دیا اور جب وہ چلے گئے تو آپ نے مجھے پھر اجازت دی۔ آپ نے فرمایا یہ عمر بن خطابؓ تھے یہ کسی بیکار[1] کام میں متوجہ نہیں ہوتے۔

ومن مسند أبي جحيفة السوائي

حديثه في خلافة قريش أخرج الحاكم عن عون بن أبي جحيفة عن أبيه قال كنت مع عمي عند النبي صلى الله عليه وسلم فقال لا يزال أمر أمتي صالحا

مسند ابو جحیفہ سوائی رضی اللہ عنہ
۲- روایت

(ان کی حدیث قریش کی خلافت میں) حاکم نے عون بن ابی جحیفہ سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں اپنے چچا کے ساتھ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھا آپ نے فرمایا میری امت کا کام برابر درست رہیگا

[1] یہ بات حضرت فاروقؓ کی کوئی فوقیت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ہرگز ثابت نہیں ہوسکتی کیونکہ ایک کام ایک شخص کے لئے بیکار ہوتا ہے مگر سب کے لئے بیکار ہونا ضروری نہیں۔

حتی یمضی اثنا عشر خلیفۃ" ثم قال کلمۃ وخفض بها صوته فقلت لعمی وکان امامی ما قال یا عم قال یا بنی کلهم من قریش۔

وحدیثه فی فضل الشیخین اخرج ابن ماجة من حدیث مالک بن مغول عن عون بن ابی جحیفة عن ابیه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ابو بکر وعمر سیدا کهول اهل الجنة من الاولین والآخرین الا النبیین والمرسلین۔

ومن مسند عبد الله بن زمعة بن الاسود

حدیثه فی امامة ابی بکر الصدیق رضی الله عنه اخرج ابو داؤد والحاکم من حدیث ابن اسحق عن الزهری عن عبد الملک بن ابی بکر بن عبد الرحمن عن ابیه عن عبد الله بن زمعة بن الاسود قال لما استعز برسول الله صلی الله علیه وسلم وانا عنده فی نفر من المسلمین دعاه بلال الی الصلوة فقال مروا من یصلی بالناس فخرج عبد الله بن زمعة فاذا عمر فی الناس وکان ابو بکر غائبا فقلت یا عمر قم فصل بالناس فتقدم فکبر فلما سمع رسول الله صلی الله علیه وسلم صوته وکان عمر رجلا مجهرا قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فاین ابو بکر یأبی الله ذلک والمسلمون یأبی الله ذلک

یہاں تک کہ ان میں بارہ خلیفہ ہوں گے پھر آپ نے کچھ آہستہ سے فرمایا جسے میں نہ سمجھا تو میں نے اپنے چچا سے جو میرے آگے تھے پوچھا کہ اے چچا! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا؟ انھوں نے کہا اے بیٹے! آپ نے یہ فرمایا کہ وہ سب قریش سے ہوں گے۔

(اُن کی حدیث فضیلت شیخین میں) ابن ماجہ نے بروایت مالک بن مغول عون بن ابی جحیفہ سے انھوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علاوہ انبیاء و مرسلین کے سب اگلے اور پچھلے لوگوں میں ابوبکرؓ اور عمرؓ پیران اہل جنت کے سردار ہوں گے۔

قرآن کی حدیث	مسند عبد اللہ بن زمعہ بن اسود رضی اللہ عنہ ۲۔ روایت

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت (نماز) کے متعلق ابوداؤد اور حاکم نے بروایت ابن اسحٰق زہری سے انھوں نے عبد الملک بن ابی بکر بن عبد الرحمٰن سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے عبد اللہ بن زمعہ بن اسود سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا مرض بہت بڑھ گیا اور میں اُس وقت آپؐ کے پاس چند مسلمانوں کے ساتھ (بیٹھا ہوا) تھا آپ کو حضرت بلالؓ نے نماز کے لئے بلایا تو آپ نے فرمایا کسی شخص سے کہدو کہ لوگوں کو نماز پڑھادے (راوی کا بیان ہے کہ) پس عبد اللہ بن زمعہ باہر نکل آئے تو دیکھا کہ حضرت عمرؓ موجود ہیں اور حضرت ابوبکرؓ نہیں ہیں (عبد اللہ بن زمعہ کہتے ہیں) میں نے کہا اے عمرؓ! آگے بڑھئے اور لوگوں کو نماز پڑھا دیجئے۔ چنانچہ وہ آگے کھڑے ہوگئے اور انھوں نے تکبیر (تحریمہ) کہی جیسے ہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کی آواز سُنی اور وہ ایک بلند آواز آدمی تھے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکرؓ کہاں ہیں اللہ اس کو نامنظور کرتا ہے اور اہل اسلام (بھی اس کو نامنظور کرتے ہیں) اللہ اس کو نامنظور کرتا ہے

والمسلمون فبعث الی ابی بکر فجاء بعد ان صلی عمر تلک الصلوٰۃ فصلی بالناس۔

زاد الحاکم قال عبد اللہ بن زمعۃ فقال لی عمر ویحک ماذا صنعت بی یا ابن زمعۃ واللہ ما ظننت حین امرتنی الا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرنی بذلک ولولا ذلک ما صلیت بالناس قلت واللہ ما امرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولکن حین لم ار ابا بکر رأیتک احق من حضر بالصلوٰۃ بالناس۔

وفی روایۃ لابی داؤد من طریق ابن شہاب عن عبید اللہ بن عبد اللہ عن عبد اللہ بن زمعۃ فی ہذا الخبر قال لما سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم صوت عمر خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی اطلع رأسہ من حجرتہ ثم قال لا لا لا لیصل للناس ابن ابی قحافۃ یقول ذلک مغضبا۔

ومن مسند ابی بکرۃ الثقفی

حدیثہ فی الوزن اخرج ابو داؤد عن الحسن عن ابی بکرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ذات یوم من رأی منکم رؤیا فقال رجل انا رأیت کان میزانا نزل من السماء فوزنت انت وابو بکر فرجحت انت بابی بکر ووزن عمر وابو بکر فرجح ابو بکر ووزن عمر وعثمان فرجح عمر ثم رفع المیزان فرأینا الکراہیۃ فی وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

وفی روایۃ لہ من طریق عبد الرحمن بن ابی بکرۃ

اور مسلمان (بھی اس کو نامنظور کرتے ہیں) پھر آپ نے حضرت ابوبکرؓ کو بلوایا مگر وہ اس کے بعد آئے کہ حضرت عمرؓ اس نماز کو ختم کر چکے تھے۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے نماز پڑھائی۔

(حاکم نے اس قدر مضمون اور زیادہ کیا ہے) عبداللہ بن زمعہ بیان کرتے تھے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا ابن زمعہ تمہاری خرابی ہو تم نے یہ کیا کیا جب تم نے مجھ سے نماز پڑھانے کو کہا تو واللہ میں یہی سمجھا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم دیا ہے اور اگر یہ خیال نہ ہوتا تو میں ہرگز لوگوں کو نماز نہ پڑھاتا۔ میں نے کہا کہ واللہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم نہیں دیا تھا بلکہ جب میں نے حضرت ابوبکرؓ کو نہ دیکھا تو تمام حاضرین سے زیادہ آپ کو نماز پڑھانے کا مستحق سمجھا (اسی واسطے میں نے آپ کو نماز پڑھانے کو کہا)

اور ابوداؤد کی ایک روایت میں بسند ابن شہاب بواسطہ عبیداللہ بن عبداللہ سے مروی ہے وہ عبداللہ بن زمعہ سے اس قصہ میں روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کی آواز سنی تو آپ اٹھے اور اپنا سر حجرہ سے نکال کر فرمایا نہیں۔ نہیں۔ نہیں۔ ابن ابی قحافہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ یہ جملہ آپ نہایت غصہ کی حالت میں فرماتے تھے۔

مسند ابوبکرہ ثقفی رضی اللہ عنہ (۱) ان کی حدیث وزن کے متعلق

ابوداؤد نے حسن (بصری) سے ۲۔ روایت کی ہے انھوں نے حضرت ابوبکرہؓ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز پوچھا کہ کسی نے تم میں سے کوئی خواب دیکھا ہے؟ ایک شخص نے عرض کیا میں نے دیکھا ہے۔ گویا ایک ترازو آسمان سے اتری پھر آپ اور ابوبکرؓ تولے گئے تو آپ ابوبکرؓ سے وزنی نکلے پھر عمرؓ اور ابوبکرؓ تولے گئے تو ابوبکرؓ وزنی نکلے پھر عمرؓ اور عثمانؓ تولے گئے تو عمرؓ وزنی نکلے اس کے بعد ترازو اٹھالی گئی۔ پس ہم نے کراہیت کے آثار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک پر دیکھے۔

اور ابوداؤد کی دوسری روایت میں بسند عبدالرحمن بن ابی بکرہ

عن ابیہ بمعناہ ولم یذکر الکراھیۃ قال فستاءلھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی فساءہ ذلک فقال خلافۃ نبوۃ ثم یؤتی اللہ الملک من یشاء۔

اُن کے والد سے اسی مضمون کی حدیث منقول ہے مگر اس میں کراہیت کا لفظ نہیں ہے بلکہ یہ عبارت ہے کہ اس خواب کو سنکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رنجیدہ ہوئے اور آپ نے فرمایا کہ خلافت نبوت (ختم ہوگئی) اس کے بعد اللہ جس کو چاہے گا سلطنت دے گا۔

ومن مسند سمرۃ بن جندب

مسند سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ

(ان کی حدیث بسلسلہ خواب کے متعلق جس میں ایک ڈول آسمان سے لٹکتا ہوا دکھا گیا)

حدیثہ فی رؤیا دلو دلی من السماء اخرج ابوداؤد عن اشعث بن عبد الرحمن عن ابیہ عن سمرۃ بن جندب ان رجلا قال یا رسول اللہ رأیت کان دلوا دلی من السماء فجاء ابوبکر فاخذ بعراقیھا فشرب شربا ضعیفا ثم جاء عمر فاخذ بعراقیھا فشرب حتی تضلع ثم جاء عثمان فاخذ بعراقیھا فشرب حتی تضلع ثم جاء علی فاخذ بعراقیھا فانتشطت وانتضح علیہ منہ شیء

ابوداؤد نے اشعث بن عبدالرحمن سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے سمرہ بن جندب سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا اے رسول اللہ! میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک ڈول آسمان سے لٹک رہا ہے پھر (دیکھا کہ) ابوبکرؓ آئے اور انھوں نے اُس ڈول کی دونوں عرقوہ پکڑلیں اور اُس سے پانی پیا مگر کمزور طریقہ سے پھر عمرؓ آئے اور انھوں نے اس کی دونوں عرقوہ پکڑلیں اور پانی پینا شروع کیا یہاں تک کہ خوب سیراب ہوگئے پھر حضرت عثمانؓ آئے اور انھوں نے اُس کی دونوں عرقوہ پکڑلیں اور پانی پینا شروع کیا یہاں تک کہ خوب سیراب ہوگئے پھر علیؓ آئے اور انھوں نے اس کی دونوں عرقوہ پکڑلیں تو وہ ڈول پھٹ گیا اور کچھ چھینٹیں پانی کی اُن کے جسم پر پڑیں۔

ومن مسند عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ

مسند عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ

(ان کی حدیث حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امامت (نماز) کے متعلق)

حدیثہ فی امامۃ ابی بکر رضی اللہ عنہ اخرج ابو یعلی عن ابن شرحبیل عن ابن عباس عن العباس قال دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعندہ نساؤہ فاستترن منی الا میمونۃ فدق لہ سعطہ

ابو یعلی نے ابن شرحبیل سے انھوں نے ابن عباسؓ سے انھوں نے حضرت عباسؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں (زمانۂ مرض وفات میں) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا اور آپ کے پاس آپ کی ازواج بیٹھی ہوئی تھیں وہ عورتیں چھپ گئیں سوا میمونہ کے پھر حضرت کے واسطے دوا بنائی گئی اور (آپ اس وقت بیہوش تھے

ل [illegible] صفحہ ۱۰۰ سطر ۲ [illegible] گلہ حضرت میمونہ [illegible] عباسؓ [illegible]

فنزع ذنوبا او ذنوبين فيهما ضعف والله يغفر له ثم جاء عمر فاستحالت غربا فملأ الحياض وأروى الواردة فلم أر عبقريا من الناس أحسن نزعا منه فأولت أن الغنم السود العرب والعفر العجم

ومن مسند مرة بن كعب رضي الله عنه

حديثه في أن عثمان على هدى في الفتنة أخرج الترمذي عن أبي قلابة عن أبي الأشعث الصنعاني أن خطباء قامت بالشام وفيهم رجال من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم فقام آخرهم رجل يقال له مرة بن كعب فقال لولا حديث سمعته من رسول الله صلى الله عليه وسلم ما قمت وذكر الفتن فقربها فمر رجل مقنع في ثوب فقال هذا يومئذ على الهدى فقمت إليه فإذا هو عثمان بن عفان فأقبلت عليه بوجهه فقلت هذا قال نعم

وأخرج أحمد من حديث جبير بن نفير قال كنا معسكرين مع معاوية بعد قتل عثمان رضي الله عنه فقام كعب بن مرة أو مرة بن كعب فقال لولا أني سمعت من رسول الله صلى الله عليه وسلم ما قمت المقام فلما سمع بذكر رسول الله صلى الله عليه وسلم

ڈول لے کر، ایک ڈول یا دو ڈول نکالے اور ان کے نکالنے میں کچھ کمزوری تھی اللہ اس کو معاف کرے اس کے بعد عمرؓ آئے اور (انھوں نے ابوبکرؓ کے ہاتھ سے ڈول لیا) وہ ڈول چرس بن گیا (انھوں نے ڈول بھرنا شروع کئے) یہاں تک کہ حوضوں کو انھوں نے پُر کر دیا اور جس قدر (آدمی اور مویشی پانی پینے) آئے تھے سب کو سیراب کر دیا میں نے کسی زور آور آدمی کو نہیں دیکھا جو عمرؓ سے زیادہ عمدہ ڈول نکالتا ہو (اس خواب کی) تعبیر میں نے یہ دی کہ سیاہ بکریاں عرب ہیں اور بھوری بکریاں عجم ہیں۔

مسند مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ
۲- روایت

(ان کی حدیث اس بارہ میں کہ عثمانؓ زمانۂ فتنہ میں ہدایت پر ہوں گے)

ترمذی نے ابوقلابہ سے انھوں نے ابوالاشعث صنعانی سے روایت کی ہے کہ (ایک مرتبہ) شام میں کچھ لوگ وعظ کہنے کھڑے ہوئے جن میں چند اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے تھے سب سے آخر میں ایک شخص جن کا نام مرہ بن کعب تھا کھڑے ہوئے اور انھوں نے کہا کہ اگر میں نے ایک حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نہ سنی ہوتی تو میں ہرگز نہ کھڑا ہوتا۔ حضرتؐ نے فتنوں کا ذکر کیا اور ان کو بہت قریب بتایا اسی اثنا میں ایک شخص چادر اوڑھے ہوئے اس طرف سے نکلا تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ شخص اس دن ہدایت پر ہوگا۔ میں نے اٹھ کر اس شخص کو دیکھا تو وہ عثمان بن عفانؓ تھے۔ میں نے ان کا منہ حضرتؐ کے سامنے کر کے پوچھا کہ یہی شخص ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا ہاں۔

اور امام احمدؒ نے بروایت جبیر بن نفیر نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے ہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت معاویہؓ کے ہمراہ لشکر میں تھے کہ کعب بن مرہ یا مرہ بن کعب کھڑے ہوئے اور انھوں نے کہا کہ اگر میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث نہ سنی ہوتی تو میں ہرگز نہ کھڑا ہوتا جب لوگوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نام سنا تو

جالس الناس من كعب أن يخبرني عن رسول الله صلى الله عليه وسلم إذ مر عثمان بن عفان مُرَجِّلاً فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لتخرجن فتنة من تحت قدمي او من بين رجلي هذا يومئذ ومن اتبعه على الهدى قال فقام ابن حوالة الازدي من عند المنبر فقال انك لصاحب هذا قال نعم قال والله اني لحاضر ذلك المجلس ولو علمت ان لي في الجيش مصدقا كنت اول من تكلم به

سب بیٹھ گئے (اور متوجہ ہو کر سننے لگے) پس انھوں نے بیان کیا کہ ایک روز ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ عثمان بن عفانؓ اپنے بال کھولے ہوئے اس طرف تشریف لائے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یقیناً ایک فتنہ میرے پیروں کے نیچے یا (فرمایا کہ) میرے پیروں کے درمیان سے (یعنی اسی مقام مدینہ منورہ سے) پیدا ہوگا یہ شخص اور جو اس کے ساتھ ہوں گے اس دن ہدایت پر ہوں گے۔ پس ابن حوالہ ازدی منبر کے پاس سے اٹھے اور انھوں نے کہا کہ (اے مرّہ بن کعب!) یہ واقعہ تمھارے سامنے کا ہے؟ تو انھوں نے کہا ہاں۔ تو ابن حوالہ نے کہا اللہ کی قسم میں بھی وہاں موجود تھا اگر میں سمجھتا کہ لشکر میں کوئی شخص میری تصدیق کرے گا تو سب سے پہلے اس حدیث کو میں بیان کرتا۔

ومن مسند ابي رمثة

حديثه في منزلة الشيخين عند النبي صلى الله عليه وسلم اخرج الحاكم من حديث الأزرق بن قيس قال صلى بنا امام لنا يكنى ابا رمثة قال صليت هذه الصلوة او مثل هذه الصلوة مع رسول الله صلى الله عليه وسلم قال وكان ابو بكر وعمر رضي الله عنهما يقومان في الصف المقدم عن يمينه وكان رجل قد شهد التكبيرة الاولى من الصلوة فصلى نبي الله صلى الله عليه وسلم ثم سلم عن يمينه وعن يساره حتى رأينا بياض خديه ثم انفتل كانفتال ابي رمثة يعني نفسه فقام الرجل الذي ادرك معه التكبيرة الاولى من الصلوة يشفع فوثب اليه عمر فاخذ بمنكبه فهزه ثم قال اجلس فانه لم يهلك اهل الكتب الا انه لم يكن بين صلوتهم

مسند ابی رمثہ رضی اللہ عنہ کی روایت

ان کی حدیث شیخین کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے یہاں مقرب ہونے کے متعلق ہے۔ حاکمؒ نے بروایت ازرق بن قیس نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے ہم کو ہمارے امام (مسجد) نے نماز پڑھائی جن کی کنیت ابو رمثہ تھی اس کے بعد انھوں نے بیان کیا کہ میں نے یہی نماز یا (کہا کہ) ایسی ہی نماز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پڑھی تھی۔ انھوں نے یہ بھی بیان کیا کہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما پہلی صف میں آپ کی داہنی جانب کھڑے ہوا کرتے تھے (ایک روز) ایک شخص جو نماز کی تکبیر اولیٰ میں شریک تھا جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے اور دونوں جانب سلام پھیر چکے یہاں تک کہ ہم نے آپ کے رخساروں کی سفیدی دیکھی اس کے بعد آپ اسی طرح (مقتدیوں کی طرف) پھر کر بیٹھ گئے جس طرح میں (تمھاری طرف) پھر کر بیٹھا تو وہ شخص جو تکبیر اولیٰ میں آپ کے ساتھ شریک تھا اٹھا اور دو رکعت نماز پڑھنے لگا حضرت عمرؓ نے اٹھ کر اس کے شانے پکڑ لئے اور اس کو ہلایا اور کہا کہ بیٹھ جا اہل کتاب اسی سبب سے تو ہلاک ہوئے کہ ان کی نمازوں کے

فسرّ وجه النبي صلى الله عليه وسلم بها فقال أصاب الله بك يا ابن الخطاب.

درمیان میں فصل نہ ہوتا تھا پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نظر اٹھائی اور فرمایا کہ اللہ تمہارا بھلا کرے اے ابن خطاب۔

ومن مسند نافع بن عبد الحارث

مسند نافع بن عبد الحارث رضی اللہ عنہ

۲۔ روایت

حديثه في بشارة أبي بكر وعمر وعثمان بالجنة مثل حديث أبي موسى أخرجه أحمد من طريق وهيب عن موسى بن عقبة قال سمعت أبا سلمة يحدث ولا أعلمه إلا عن نافع بن عبد الحارث أن رسول الله صلى الله عليه وسلم دخل حائطا من حوائط المدينة فجلس على قف البئر فجاء أبو بكر يستأذن فقال ائذن له وبشره بالجنة ثم جاء عمر يستأذن فقال ائذن له وبشره بالجنة ثم جاء عثمان يستأذن فقال ائذن له وبشره بالجنة وسيلقى بلاء.

(۱) ان کی حدیث حضرت ابو بکرؓ وعمرؓ وعثمانؓ کے جنتی ہونے کے متعلق (مثل حدیث حضرت ابو موسیٰؓ کے) امام احمدؒ نے بروایت وہیب موسیٰ بن عقبہ سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے میں نے ابو سلمہؓ سے سنا وہ بیان کرتے تھے اور میرے خیال میں نافع بن عبد الحارث سے روایت کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے کسی باغ میں تشریف لے گئے اور کنوئیں کی جگت پر بیٹھ گئے پھر ابو بکرؓ آئے اور انھوں نے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ حضرتؐ نے فرمایا ان کو اجازت دو اور جنت کی بشارت دو اس کے بعد حضرت عمرؓ آئے اور انھوں نے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ حضرتؐ نے فرمایا ان کو اجازت دو اور جنت کی بشارت دو اس کے بعد حضرت عثمانؓ آئے اور انھوں نے اندر آنے کی اجازت مانگی آپ نے فرمایا ان کو اجازت دو اور جنت کی بشارت دو اور عنقریب وہ ایک مصیبت میں مبتلا ہوں گے۔

وأخرج أحمد عن يزيد بن هارون عن محمد بن عمرو عن أبي سلمة قال قال نافع بن عبد الحارث فذكر نحوه.

اور نیز امام احمدؒ نے یزید بن ہارون سے انھوں نے محمد بن عمرو سے انھوں نے ابو سلمہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے نافع بن عبد الحارث نے بیان کیا اور ویسی ہی حدیث انھوں نے ذکر کی۔

ومن مسند جبير بن مطعم

مسند جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ

۱۔ روایت

حديثه في الدليل على خلافة أبي بكر رضي الله عنه أخرج البخاري عن إبراهيم بن سعد عن أبيه عن محمد بن جبير بن مطعم عن أبيه قال أتت امرأة إلى النبي صلى الله عليه وسلم فأمرها أن ترجع إليه قالت أرأيت إن جئت ولم أجدك كأنها تقول الموت قال إن لم تجديني

(۱) ان کی وہ حدیث جو ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی دلیل ہے امام بخاریؒ نے ابراہیم بن سعدؓ سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے محمد بن جبیر بن مطعم سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور آپ نے اس کو حکم دیا کہ پھر آنا اس عورت نے کہا کہ بتلائیے اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں یعنی اشارہ موت کی طرف تھا حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر

فأتى أبي بكر.

ومن مسند عبد الله بن الزبير

حديثه في فضل أبي بكر الصديق أخرج البخاري من طريق حماد بن زيد عن أيوب عن عبد الله بن أبي مليكة قال كتب أهل الكوفة إلى ابن الزبير في الجد فقال أما الذي قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو كنت متخذا من هذه الأمة خليلا لاتخذته أنزله أبا يعني أبا بكر رضي الله عنه.

وحديثه في فضل عمر رضي الله عنه أخرج البخاري من حديث نافع بن عمر عن ابن أبي مليكة قال كاد الخيران أن يهلكا أبو بكر وعمر رفعا أصواتهما عند النبي صلى الله عليه وسلم حين قدم عليه ركب بني تميم فأشار أحدهما بالأقرع بن حابس أخي بني مجاشع وأشار الآخر برجل آخر قال نافع لا أحفظ اسمه فقال أبو بكر لعمر ما أردت إلا خلافي قال ما أردت خلافك فارتفعت أصواتهما في ذلك فأنزل الله يا أيها الذين آمنوا لا ترفعوا أصواتكم الآية قال ابن الزبير فما كان عمر يسمع رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد هذه الآية

تو ابوبکرؓ کے پاس جاتا۔

مسند عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ۳۔ روایت

{ان کی حدیث حضرت ابوبکر صدیقؓ کی فضیلت میں} بخاریؒ نے بروایت حماد بن زید ایوب سے انھوں نے عبداللہ بن ابی ملیکہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے اہل کوفہ نے حضرت ابن زبیرؓ کو دادا (کی میراث) کے متعلق (استفسار) لکھ کر بھیجا تو انھوں نے یہ جواب لکھا کہ اس شخص نے جس کی نسبت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر میں اس امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو انھیں کو بناتا یعنے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دادا کا وہی حصہ قائم کیا ہے جو باپ کا ہے۔

{ان کی حدیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں} بخاریؒ نے بروایت نافع بن عمر ابن ابی ملیکہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے (ایک مرتبہ) دونوں خیر (مجسم) یعنے ابوبکرؓ و عمرؓ قریب تھا کہ (باہم تنازع کر کے ہلاک ہو جائیں) دونوں نے اپنی آوازیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے بلند کی جبکہ آپ کے پاس بنی تمیم کا وفد آیا تو (حضرتؐ نے شیخینؓ سے مشورہ لیا کہ ان پر کس شخص کو حاکم بنایا جائے) ایک نے (یعنے حضرت عمرؓ نے) اقرع بن حابس برادر بنی مجاشع کی بابت مشورہ دیا اور دوسرے (یعنے حضرت صدیقؓ) نے ایک دوسرے شخص کی بابت مشورہ دیا {نافع کہتے تھے کہ مجھے اس دوسرے شخص کا نام یاد نہیں رہا}[1] پس حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ تم نے ہمیشہ میری مخالفت ہی کا ارادہ کیا حضرت عمرؓ نے کہا میں نے آپ کی مخالفت کا ارادہ نہیں کیا اسی کے متعلق دونوں کی آوازیں بلند ہوگئیں پس اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا الآية (ترجمہ) اے مسلمانو نہ بلند کرو آوازیں اپنی (نبی کی آواز پر) ابن زبیرؓ نے بیان کیا کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد حضرت عمرؓ نبی صلے اللہ علیہ وسلم

[1] اس دوسرے شخص کا نام قعقاع بن معبد تھا جیسا کہ دوسری روایت میں مذکور ہے

حتى يستفهمه ولم يذكر ذلك عن أبيه يعني أبا بكر.

وأخرج البخاري من طريق ابن جريج عن ابن أبي مليكة أن عبد الله بن الزبير أخبرهم أنه قدم ركب من بني تميم على النبي صلى الله عليه وسلم فذكر نحوا من الحديث المتقدم

کے سامنے اس قدر آہستہ بولتے تھے کہ آپ ان کے کلام کی آواز نہ پہنچا سکتے تھے یہاں تک کہ حضرت (ص) کو پھر ان سے پوچھنا پڑتا تھا۔ یہ کیفیت ابن زبیرؓ نے اپنے باپ یعنی حضرت ابوبکرؓ سے نقل نہیں کی۔[1]

اور بخاریؒ نے بروایت ابن جریج ابن ابی ملیکہ روایت کی ہے کہ عبداللہ بن زبیرؓ نے لوگوں سے بیان کیا کہ کچھ سوار قبیلہ بنی تمیم کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی حضور میں آئے پھر گزشتہ حدیث کے مثل بیان کیا۔

ومن مسند عبد الرحمن بن خباب السلمي

مسند عبدالرحمٰن بن خباب سلمی رضی اللہ عنہ

ان کی روایت

حديثه في فضل عثمان أخرج أحمد من حديث الوليد بن أبي هشام عن فرقد بن طلحة عن عبد الرحمن بن خباب السلمي قال خطب رسول الله صلى الله عليه وسلم فحث على جيش العسرة فقال عثمان بن عفان علي مائة بعير بأحلاسها وأقتابها قال ثم حث فقال عثمان علي مائة أخرى بأحلاسها وأقتابها ثم نزل مرقاة من المنبر ثم حث فقال عثمان علي مائة أخرى بأحلاسها وأقتابها قال فرأيت النبي صلى الله عليه وسلم يقول بيده هكذا يحركها وأخرج عبد الصمد يده كالمتعجب ما على عثمان ما عمل بعد هذا.

ان کی حدیث حضرت عثمانؓ کی فضیلت میں

امام احمدؒ نے بروایت ولید بن ابی ہشام فرقد بن طلحہ سے انھوں نے عبدالرحمٰن بن خباب سلمیؓ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (غزوۂ تبوک کی تیاری کے وقت) خطبہ پڑھا اور جیش العسرۃ (کے سامان کی تیاری) کے لئے (مسلمانوں کو) ترغیب دی تو حضرت عثمان بن عفانؓ نے عرض کیا کہ میرے ذمہ سو اونٹ ہیں مع ان کے خوگیر اور کجاوے کے۔ عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ حضرت نے پھر ترغیب دی تو حضرت عثمانؓ نے پھر کہا میرے ذمہ سو اونٹ اور ہیں مع ان کے خوگیر اور کجاوے کے اس کے بعد حضرت منبر کے نیچے والے زینہ پر اتر گئے اور آپ نے پھر ترغیب دی پھر حضرت عثمانؓ نے کہا کہ میرے ذمہ سو اونٹ اور ہیں مع ان کے خوگیر اور کجاوے کے۔ عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے اپنے ہاتھ کو اس طرح حرکت دے کر (اس حرکت کی کیفیت عبدالصمد (راوی حدیث) نے بیان کی جس طرح متعجب آدمی اپنے ہاتھ کو حرکت دیتا ہے) فرمایا کہ عثمانؓ پر کچھ نہیں ہے اب اس کے بعد جو چاہیں کریں۔

[1] یعنی یہ نہیں بیان کیا کہ حضرت ابوبکرؓ بھی آہستہ بولنے لگے [illegible] حضرت ابوبکرؓ [illegible] ابن زبیرؓ [illegible] سمجھے ہیں

ومن مسند عبد الرحمٰن بن سمرة القرشی رضی اللہ عنہ

حدیثہ فی فضل عثمان۔ اخرج الحاکم من طریق ابن شوذب عن عبد اللہ بن القاسم عن کثیر مولی عبد الرحمٰن بن سمرة عن عبد الرحمٰن بن سمرة قال جاء عثمان رضی اللہ عنہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالف دینار حین جھز جیش العسرة ففرغھا عثمان فی حجر النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فجعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقلبھا ویقول ما ضر عثمان ما عمل بعد ھذا الیوم قالھا مرارا۔

مسند عبد الرحمٰن بن سمرہ قرشی رضی اللہ عنہ

از روایت

(ان کی حدیث حضرت عثمان کی فضیلت کے متعلق) حاکم نے بروایت ابن شوذب عبد اللہ بن قاسم سے انھوں نے کثیر سے جو عبد الرحمٰن بن سمرہ کے غلام تھے انھوں نے عبد الرحمٰن بن سمرہ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں ہزار اشرفیاں لائے جب کہ آپ جیش العسرة کی تیاری کر رہے تھے اور لاکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں ڈال دیں عبد الرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اشرفیوں کو الٹتے پلٹتے تھے اور بار بار فرماتے تھے کہ آج کے بعد عثمان جو چاہیں کریں ان کو ضرر نہ ہوگا۔

ومن مسند معاویة بن ابی سفیان

حدیثہ فی خلافة قریش۔ اخرج البخاری من حدیث شعیب عن الزھری قال کان محمد بن جبیر بن مطعم یحدث انہ بلغ معاویة وھو عندہ فی وفد من قریش ان عبد اللہ بن عمرو یحدث انہ سیکون ملک من قحطان فغضب فقام فاثنی علی اللہ بما ھو اھلہ ثم قال اما بعد فانہ بلغنی ان رجالا منکم یحدثون احادیث لیست فی کتاب اللہ ولا تؤثر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واولئک جھالکم فایاکم والامانی التی تضل اھلھا فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان ھذا الامر فی قریش لا یعادیھم احد الا کبہ اللہ علی وجھہ ما اقاموا الدین

مسند معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

از روایت

(ان کی حدیث خلافت قریش کے متعلق) بخاری نے بروایت شعیب زہری سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے محمد بن جبیر بن مطعم بیان کرتے تھے کہ ہم لوگ قریش کے ایک وفد کے ساتھ حضرت معاویہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے جس حال میں ان کے پاس یہ خبر آئی کہ عبد اللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ عنقریب ایک بادشاہ قبیلۂ قحطان سے ہوگا۔ یہ سن کر حضرت معاویہ کو غصہ آیا اور وہ کھڑے ہوگئے اور انھوں نے اللہ کی تعریف بیان کی جیسی کہ اس کے لائق ہے اس کے بعد کہا اما بعد۔ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ کچھ لوگ تم میں سے ایسی باتیں بیان کرتے ہیں جو کتاب خدا میں نہیں ہیں اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں یہ لوگ جاہل ہیں لہٰذا تم ایسی باتوں سے بچو جو لوگوں کو گمراہ کریں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ یہ کام (خلافت کا) قریش میں رہے گا جو شخص ان سے دشمنی کرے گا اللہ اس کو منہ کے بل اوندھا گرا دے گا جب تک قریش دین کو قائم رکھیں۔

بحديثه في فضل الاحاديث التي كانت في زمن عمر اخرج الاصبهاني عن ابن مهدي عن معاوية بن صالح عن ربيعة بن يزيد عن عبد الله بن عامر اليحصبي قال سمعت معاوية يحدث وهو يقول اياكم واحاديث رسول الله صلى الله عليه وسلم الا حديثا كان على عهد عمر وان عمر رضي الله عنه اخاف الناس في الله عز وجل سمعت رسول الله يقول من يرد الله به خيرا يفقهه في الدين وسمعته يقول انما انا قاسم والمعطي الله عز وجل فمن اعطيته عطاء بطيب نفس فيمن ان يبارك لاحدكم فيه ومن اعطيته بكراهية نفس فهو كالذي يأكل ولا يشبع وسمعته يقول لا تزال امة من امتي ظاهرين على الحق لا يضرهم من خالفهم حتى يأتي امر الله وهم ظاهرون على الناس۔

(حضرت معاویہؓ کا بیان ان احادیث کی فضیلت میں جو حضرت عمرؓ کے زمانہ میں رائج تھیں) امام اصبہانیؒ نے عبدالرحمٰن بن مہدی سے انھوں نے حضرت معاویہ بن صالحؒ سے انھوں نے ربیعہ بن یزید سے انھوں نے عبداللہ بن عامر یحصبی سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے حضرت معاویہؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ خبردار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں نہ بیان کرو سوا ان حدیثوں کے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں رائج تھیں کیونکہ انھوں نے خدا کی راہ میں لوگوں کو خوف دلایا تھا (اور حدیثوں کے بیان کرنے میں بہت احتیاط کرائی تھی) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ اللہ جس کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے اس کو دین کی سمجھ عنایت کرتا ہے اور میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں تو صرف بانٹنے والا ہوں اور دینے والا اللہ عز وجل ہے پس تم میں جس کو کوئی چیز خوشی دل سے دوں تو سزاوار ہے کہ اس میں اسے برکت دی جائے اور جس کو میں ناگواری سے کچھ دوں تو وہ مثل اس شخص کے ہوگا جو کھائے اور سیر نہ ہو اور میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہمیشہ میری امت میں سے کچھ لوگ غالب رہیں گے اور وہ حق پر ہوں گے جو شخص ان کی مخالفت کرے گا ان کو نقصان نہ پہنچا سکے گا یہاں تک کہ اللہ کا حکم (یعنی قیامت) آجائے اور وہ اس وقت بھی لوگوں پر غالب ہوں گے۔

ومن مسند عمرو بن العاص

حديثه في فضل ابي بكر وعمر رضي الله عنهما اخرج البخاري من حديث ابي عثمان قال حدثنا عمرو بن العاص ان النبي صلى الله عليه وسلم بعثه على جيش ذات السلاسل قال فاتيته فقلت اي الناس احب اليك قال عائشة فقلت من الرجال فقال ابوها قلت

مسند عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ

(ان کی حدیث حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت میں) بخاری نے بروایت ابوعثمان نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے ہم سے عمرو بن عاص نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو غزوۂ ذات السلاسل میں سردار لشکر بنا کر بھیجا تھا کہتے تھے کہ میں حضرتؐ کی خدمت میں گیا اور میں نے آپ سے پوچھا کہ آپ کو سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ فرمایا عائشہؓ۔ میں نے پوچھا مردوں میں؟ فرمایا ان کے والد

ثم من قال ثم عمر بن الخطاب نعت رجالاً

ومن مسند رجل من الصحابة

أخرج أبو يعلى من حديث قتادة عن محمد
بن سيرين أن رجلاً بالكوفة شهد أن
عثمان رضي الله عنه قتل شهيداً فأخذه
الزبانية فرفعوه إلى علي رضي الله عنه
وقالوا لولا أن نهيتنا أن
لا نقتل أحداً لقتلنا هذا زعم
أنه يشهد أن عثمان قتل شهيداً فقال
الرجل لعلي وأنت تشهد أتذكر أني
أتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم
فسألته فأعطاني وأتيت أبا بكر فسألته
فأعطاني وأتيت عمر فسألته فأعطاني
وأتيت عثمان فسألته فأعطاني
قال فأتيت رسول الله صلى الله عليه
وسلم فقلت يا رسول الله ادع الله أن
يبارك لي فقال النبي صلى الله عليه
وسلم كيف لا يبارك لك وأعطاك
نبي وصديق وشهيدان وأعطاك
نبي وصديق وشهيدان وأعطاك
نبي وصديق وشهيدان.

ومن مسند رجل من الصحابة

حديثه في رؤيا الوزن أخرج
أحمد عن أسود بن هلال عن رجل
من قومه كان يقول في خلافة
عمر بن الخطاب لا يموت عثمان حتى
يستخلف قلنا من أين تعلم ذلك

پھر کون؟ آپ نے فرمایا پھر عمر بن خطابؓ۔ اس کے بعد آپ نے اور بہت سے آدمیوں کا نام لیا۔

مسند شخصے (غیر معلوم الاسم) از صحابہ - روایت

ابو یعلیٰ نے بروایت قتادہ بن محمد سیرین سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے کوفہ میں لوگوں کے سامنے بیان کیا کہ عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے تو اس کو سپاہی نے گرفتار کرلیا اور لوگ اس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے اور کہا کہ اگر آپ نے ہم کو یہ ممانعت نہ کی ہوتی کہ کسی کو قتل نہ کرنا تو ہم اس شخص کو قتل کر دیتے۔ یہ کہتا ہے کہ عثمانؓ شہید ہوئے تو اس شخص نے حضرت علیؓ سے کہا کہ آپ خود اس کی گواہی دیجئے آپ کو یاد ہے کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور میں نے آپؐ سے سوال کیا آپؐ نے مجھے دیا اس کے بعد میں ابو بکرؓ کے پاس گیا اور میں نے ان سے سوال کیا انھوں نے بھی مجھے دیا پھر میں عمرؓ کے پاس گیا اور ان سے میں نے سوال کیا انھوں نے بھی مجھے دیا پھر میں عثمانؓ کے پاس گیا اور ان سے بھی میں نے سوال کیا انھوں نے بھی دیا اس کے بعد میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں گیا اور میں نے عرض کیا کہ آپ اللہ سے دعا کیجئے کہ مجھے برکت دے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں برکت کیوں نہ دی جائے گی تم کو ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہیدوں نے دیا ہے، تم کو ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہیدوں نے دیا ہے، تم کو ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہیدوں نے دیا ہے۔

مسند شخصے (غیر معلوم الاسم) از صحابہ - روایت

ان کی حدیث خواب میزان کے متعلق امام احمدؒ نے بروایت اسود بن ہلال ان کی قوم کے ایک شخص سے نقل کیا ہے کہ وہ حضرت عمر بن خطابؓ کی خلافت میں کہا کرتے تھے کہ عثمانؓ بغیر خلیفہ ہوئے نہ مریں گے۔ ہم نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ آپ کو کیونکر معلوم ہوا؟

قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول رأيت الليلة في المنام كأن ثلاثة من أصحابي وزنوا فوزن أبو بكر ثم وزن عمر ثم وزن عثمان فنقص صاحبنا وهو صالحؓ.

انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ میں نے آج شب کو خواب میں دیکھا کہ میرے تین صحابی وزن کئے گئے پہلے ابوبکرؓ وزن کئے گئے پھر عمرؓ وزن کئے گئے پھر عثمانؓ وزن کئے گئے۔ عثمانؓ (ان دونوں سے) کم نکلے مگر وہ نیک مرد ہیں۔

ومن مسند عبد الله بن جعفرؓ

مسند عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت

{ان کی حدیث ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تعریف میں}

حديثه في ثناء خلافة أبي بكر الصديق رضي الله عنه أخرج الحاكم من طريق يحيى بن سليم عن جعفر بن محمد عن أبيه عن عبد الله بن جعفر رضي الله عنهما قال ولينا أبو بكر فكان خير خليفة الله وأرحمه بنا وأحناه علينا.

حاکم نے بروایت یحییٰ بن سلیم جعفر بن محمد سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے ابوبکرؓ ہم پر حاکم ہوئے تو وہ تمام مخلوق الٰہی سے بہتر اور سب سے زیادہ ہم پر مہربان اور شفیق تھے۔

ومن مسند جرير بن عبد الله البجليؓ

مسند جریر بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت

{ان کی حدیث ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے سابق الی الخیر ہونے میں}

حديثه في سبقة أبي بكر وعمر إلى الخير أخرج أحمد من حديث شعبة عن عون بن أبي جحيفة عن المنذر بن جرير عن أبيه قال كنا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم في صدر النهار قال فجاءه قوم حفاة عراة مجتابي النمار أو العباء متقلدي السيوف عامتهم من مضر بل كلهم من مضر فتغير وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم لما رأى بهم من الفاقة قال فدخل ثم خرج فأمر بلالا فأذن وأقام فصلى ثم خطب فقال يا أيها الناس اتقوا ربكم الذي خلقكم من نفس واحدة الآية وقرأ الآية التي في الحشر ولتنظر نفس ما قدمت لغد

امام احمدؒ نے بروایت شعبہ عون بن ابی جحیفہ سے انھوں نے منذر بن جریر سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ہم ایک دن اول وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے آپ کے پاس کچھ لوگ آئے جو برہنہ پا اور برہنہ جسم تھے صرف ایک چادر صوف کی یا ایک عبا پہنے ہوئے تھے تلواریں حائل کئے ہوئے تھے اکثر لوگ ان میں سے بلکہ سب قبیلۂ مضر کے تھے ان کے فقر وفاقہ کی حالت دیکھ کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہو گیا اور آپ اندر تشریف لے گئے پھر باہر آئے اور بلالؓ کو حکم دیا تو انھوں نے اذان کہی اور اقامت کہی پھر حضرتؐ نے نماز پڑھی اس کے بعد خطبہ پڑھا جس میں یہ آیت پڑھی یَا أَیُّہَا النَّاسُ اتَّقُوا الآیۃ (ترجمہ) اے لوگو! ڈرو اپنے پروردگار سے جس نے پیدا کیا تم سب کو ایک شخص سے اور وہ آیت جو سورۂ حشر میں ہے پڑھی کہ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ الآیۃ (ترجمہ) چاہیے کہ ہر شخص دیکھے کہ اس نے کل کے لئے کیا کام کیا (اس کے بعد فرمایا

تصدق رجل من دیناره من درهمه من ثوبه من صاع بره ومن صاع تمره حتی قال ولو بشق تمرة قال فجاء رجل من الانصار بصرة كادت كفه ان تعجز عنها بل قد عجزت ثم تتابع الناس حتی رأیت كومين من طعام وثياب حتی رأيت رسول الله صلی الله علیه وسلم يتهلل وجهه حتی كأنه مذهبة فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم من سن فی الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها بعدها من غیر ان ينتقص من اجورهم شیء ومن سن فی الاسلام سنة سيئة كان عليه وزرها ووزر من عمل بها بعده من غیر ان ينتقص من اوزارهم شیء واخرج احمد فی هذه القصة من طريق عبد الرزاق عن معمر عن قتادة عن حميد بن هلال عن جرير بن عبد الله ان رجلا من الانصار جاء الى النبی صلی الله علیه وسلم بصرة من ذهب تملأ ما بين اصابعه فقال هذه فی سبيل الله ثم قام ابو بكر فاعطى ثم قام عمر فاعطى ثم قام المهاجرون فاعطوا فأشرق وجه رسول الله صلی الله علیه وسلم حتی رأيت الاشراق فی وجنتيه ثم قال من سن سنة صالحة فی الاسلام الحديث۔

وقوله لذی عمرو انكم لا تزالوا بخير اذا كانت الخلافة بالاجماع دون التسيف اخرج احمد من طريق اسمعيل بن ابی خالد عن قيس بن ابی حازم عن جرير فی قصة بعث رسول الله صلی الله علیه وسلم اياه الى اليمن

ان لوگوں کو صدقہ دو) کوئی اشرفی سے اور کوئی روپیہ کوئی کپڑے کوئی گیہوں کوئی چھوہارے یہاں تک کہ آپ نے فرمایا جس سے ایک ٹکڑا چھوہارے کا ہو سکے وہ وہی دے پس انصار میں سے ایک شخص ایک تھیلی لے آیا جو اُس کے ہاتھ سے اٹھتی نہ تھی پھر اور لوگوں نے لانا شروع کیا یہاں تک کہ میں نے دو ڈھیر غلہ کے اور کپڑے کے دیکھے اور میں نے دیکھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک (خوشی سے) چمکنے لگا بالکل یہ معلوم ہوتا تھا کہ سونے کا رنگ آپ کے چہرۂ مبارک پر ہے پھر آپ نے فرمایا کہ جس نے کسی عمدہ کام کی بنیاد ڈالی اس کو اس کا بھی ثواب ملے گا اور جس قدر لوگ اس کے بعد اس کام کو کریں گے ان کا بھی ثواب ملے گا بغیر اس کے کہ ان کے ثواب سے کچھ کم کیا جائے اور امام احمدؒ نے اسی قصہ میں بروایت عبد الرزاق معمر سے انھوں نے قتادہ سے انھوں نے حمید بن ہلال سے انھوں نے جریر بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص انصار میں سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک تھیلی سونے کی لایا جو اس کے ہاتھوں کو بھرے ہوئے تھی اور اس نے کہا کہ یہ اللہ کی راہ میں نذر ہے پھر حضرت ابو بکرؓ کھڑے ہوئے اور انھوں نے دیا پھر حضرت عمرؓ کھڑے ہوئے اور انھوں نے دیا اس کے بعد مہاجرین کھڑے ہوئے اور انھوں نے دیا یہاں تک کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک (خوشی سے) چمکنے لگا اور میں نے آپ کے رخساروں پر اس چمک کو محسوس کیا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا جس نے اچھا طریقہ اسلام میں جاری کیا الخ۔

(۲ حضرت جریرؓ کا ذو عمرو سے یہ قول نقل کرنا کہ مسلمان ہمیشہ بہتری پر رہیں گے جب تک کہ خلافت کا انعقاد اجماع سے ہوگا نہ کہ تلوار سے) امام احمدؒ نے بروایت اسمٰعیل بن ابی خالد قیس بن ابی حازم سے انھوں نے جریر سے اس واقعہ میں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو یمن بھیجا تھا

فذكر القصة حتى قال ثم لعلكم
واعلموا فقال لي يا جرير انكم
لن تزالوا بخير ما اذا هلك امير تأمرتم
في آخر واذا كانت بالسيف غضبتم
غضب الملوك ورضيتم رضى الملوك
وحديثه ان الطلقاء من قريش
ليسوا أكفاء للمهاجرين في الدين.
أخرج احمد من طريق عاصم عن
ابي وائل عن جرير قال قال رسول
الله صلى الله عليه وسلم المهاجرون
والانصار اولياء بعضهم لبعض
والطلقاء من قريش والعتقاء من
ثقيف بعضهم اولياء بعض الى
يوم القيمة.

ومن مسند جندب بن عبد الله

حديثه في خطبة النبي صلى الله عليه
وسلم بمناقب ابي بكر الصديق
أخرج مسلم عن جندب بن عبد الله
قال سمعت رسول الله صلى الله
عليه وسلم قبل ان يموت بخمس
وهو يقول اني ابرأ الى الله ان
يكون لي منكم خليل وان الله قد
اتخذني خليلا كما اتخذ ابراهيم خليلا
ولو كنت متخذا من امتي خليلا لاتخذت
ابا بكر خليلا الا وان من كان قبلكم كانوا
يتخذون قبور انبيائهم وصالحيهم
مساجد الا فلا تتخذوا
القبور مساجد اني انهاكم عن ذلك

بیان کیا ہے کہ میں ذوعمروؓ سے ملا تو انھوں نے مجھ سے کہا اے
جریر! تم لوگ ہمیشہ بھلائی پر رہوگے (جب تک تم میں یہ
دستور رہے گا کہ) جب ایک خلیفہ مرجائے تو دوسرے کو تم
(اجماع سے) منتخب کرلو اور جب (تقرر خلیفہ کا) تلوار سے ہوگا
تو تم بھی بادشاہوں کا سا غصہ کرنے لگوگے اور بادشاہوں
کی سی خوشی کرنے لگوگے۔

{ان کی یہ حدیث کہ قریش کے طلقاء دین میں مہاجرین
کے برابر نہیں ہیں} امام احمدؒ نے بروایت عاصم ابووائل سے
انھوں نے حضرت جریرؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہاجرین وانصار
باہم ایک دوسرے کے دوست اور ہمسر ہیں اور قریش کے
طلقاء اور قبیلۂ ثقیف کے عتقاء باہم ایک دوسرے کے
دوست وہمسر ہیں قیامت تک (یہی حال رہے گا)۔

مسند جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ

{ان کی حدیث نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اس خطبہ کے متعلق جس میں ابوبکر صدیقؓ کے
فضائل ہیں} مسلم نے جندب بن عبد اللہ سے روایت کی
ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
سے آپ کی وفات کے پانچ دن پہلے سنا آپ فرماتے تھے
میں خدا کے سامنے اس بات سے براءت ظاہر کرتا ہوں کہ
میں نے تم میں سے کسی کو خلیل بنایا ہو اور بیشک اللہ نے
مجھے خلیل بنایا ہے جس طرح ابراہیمؑ کو خلیل بنایا تھا اگر
میں اپنی امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکرؓ کو خلیل
بناتا آگاہ رہو جو لوگ تم سے پہلے تھے وہ اپنے پیغمبروں
اور نیک لوگوں کی قبروں کو مسجد بنا لیتے تھے میں تمھیں اس
بات سے منع کرتا ہوں۔

لہ ذوعمرو صحابی ہیں یمن کے رئیسوں میں سے [illegible] قریب
ذوالکلاع حمیری [illegible] شرف اسلام ہو تو
جب کہ حضرتؐ کی وفات ہو [illegible] صدیقؓ کی خلافت کے [illegible]

ومن مسند محجن او ابی محجن رض

حدیثہ فی الثناء علی جماعۃ من الصحابۃ منہم الاربعۃ اخرج ابو عمر من حدیث عبد الحمید بن عبد الرحمن الحمانی عن ابی سعد مولی بنی عقیل عن شیخ من الصحابۃ یقال لہ ابو محجن او محجن بن فلان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ارأف امتی بامتی ابوبکر واقواہا فی امر اللہ عمر واصدقہا حیاء عثمان واقضاہا علی واقرأہا ابی وافرضہا زید واعلمہم بالحلال والحرام معاذ بن جبل ولکل امۃ امین وامین ہذہ الامۃ ابو عبیدۃ بن الجراح۔

وقال ابو عمر فی ترجمۃ ابی بکر الصدیق وقال فیہ ابو محجن الثقفی ؎

وسمیت صدیقا وکل مہاجر
سواک یسمی باسمہ غیر منکر
سبقت الی الاسلام واللہ شاہد
وکنت جلیسا بالعریش المشہر
وبالغار اذ سمیت بالغار صاحبا
وکنت رفیقا للنبی المطہر

مسند محجن یا ابو محجن رضی اللہ عنہ
۲ - روایت

{ان کی حدیث چند صحابہ کی تعریف میں}

جن میں خلفاء اربعہ بھی ہیں } ابو عمر نے بروایت عبد الحمید بن عبد الرحمن یعنی ابی یحیی حمانی ابو سعید سے جو حضرت عقیل کے غلام تھے انہوں نے ایک شخص سے جو صحابی تھے ان کو لوگ ابو محجن یا محجن بن فلان کہتے تھے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میری امت میں سب سے زیادہ مہربان میری امت پر ابوبکر رض ہیں اور سب سے زیادہ قوی خدا کے کام میں عمر رض ہیں اور سب سے زیادہ کامل الحیاء عثمان رض ہیں اور سب سے عمدہ فیصلہ کرنے والے علی رض ہیں اور سب سے زیادہ قراءۃ کے ماہر ابی ہیں اور سب سے زیادہ علم فرائض کے جاننے والے زید ہیں اور سب سے زیادہ حلال وحرام کا علم رکھنے والے معاذ بن جبل ہیں اور ہر امت کے لئے ایک امین ہوتا ہے اس امت کے امین عبیدہ بن الجراح ہیں اور ابو عمر نے حضرت ابوبکر صدیق رض کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ ان کے متعلق ابو محجن ثقفی نے یہ اشعار کہے تھے۔

آپ کا نام صدیق رکھا گیا اور دوسرے مہاجرین + آپ کے علاوہ اپنے اچھے ناموں سے پکارے جاتے ہیں + خدا گواہ ہے آپ نے اسلام کی طرف سبقت کی + اور آپ عریش میں آشکارا (نبی کے) ہمنشین تھے + اور غار میں (بھی آپ نبی کے ہمنشین تھے) اسی وجہ سے آپ کا نام یار غار رکھا گیا + آپ نبی مطہر کے رفیق تھے +

ومن مسند زرارۃ بن عمرو النخعی والد عمرو بن زرارۃ رض

حدیثہ فی رؤیا تدل علی ان عثمان علی الحق قال ابو عمر زرارۃ قدم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی وفد النخع فقال یا رسول اللہ انی رأیت فی طریقی رؤیا ہالتنی قال وما ہی

مسند زرارہ بن عمرو نخعی والد عمرو بن زرارہ رضی اللہ عنہ (۱ - روایت)

{ان کی حدیث اس خواب کے متعلق}

جو حضرت عثمان رض کے برسر حق ہونے پر دلالت کرتا ہے ابو عمر نے تعلیقاً روایت کی ہے کہ زرارہ بن عمرو قبیلۂ نخع کے وفد کے ساتھ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے اثنائے راہ میں ایک خواب دیکھا جس سے مجھے خوف طاری ہوا۔ حضرت نے پوچھا وہ خواب کیا ہے؟

عن سعید بن المسیب قال کان ابوبکر الصدیق من النبی صلی اللہ علیہ وسلم مکان الوزیر فکان یشاورہ فی جمیع امورہ وکان ثانیہ فی الاسلام وکان ثانیہ فی الغار وکان ثانیہ فی العریش یوم بدر وکان ثانیہ فی القبر ولم یکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقدم علیہ احدا۔

سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ابوبکر صدیقؓ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے یہاں بجائے وزیر کے تھے اور ان کی آپ اپنے تمام کاموں میں مشورہ کرتے تھے اور وہ آپ کے ثانی تھے اسلام میں اور آپ کے ثانی تھے غار میں وہ آپ کے ثانی تھے عریش بدر میں اور آپ کے ثانی قبر میں اور حضرت ان پر کسی کو مقدم نہ کرتے تھے۔

قال ابوعمر فی ترجمۃ ابی بکر الصدیق تعلیقا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لبعض من لم یشہد بدرا وقد رآہ یمشی بین یدی ابی بکر تمشی بین یدی من ھو خیر منک۔

ابوعمرؒ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے تذکرہ میں تعلیقاً لکھا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے جو اہل بدر میں سے نہ تھا اور حضرت ابوبکرؓ کے آگے چل رہا تھا فرمایا کہ تم اس شخص کے آگے چل رہے ہو جو تم سے بہتر ہے۔

ومن مسند عبد اللہ بن حنطب مرسلاً

مسند عبد اللہ بن حنطب رحمہ اللہ مرسلاً اور روایت

حدیثہ فی فضیلۃ الشیخین رضی اللہ عنہم

أخرج الترمذی والحاکم من حدیث عبد العزیز بن عبد المطلب عن ابیہ عن جدہ عبد اللہ بن حنطب ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رای ابابکر وعمر فقال ھذان السمع والبصر۔

ان کی حدیث فضیلت شیخین رضی اللہ عنہما کے متعلق ترمذی اور حاکم نے بروایت عبد العزیز بن عبد المطلب ان کے والد سے انھوں نے ان کے دادا عبد اللہ بن حنطب سے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو دیکھا تو فرمایا کہ یہ دونوں (جسم دین کے) کان اور آنکھ ہیں۔

قول محمد بن سیرینؒ

قول محمد بن سیرین رحمہ اللہ

أخرج الترمذی من طریق حماد بن زید عن ایوب عن محمد بن سیرین قال ما اظن رجلا ینتقص ابابکر وعمر یحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترمذی نے بروایت حماد بن زید ایوب سے انھوں نے محمد بن سیرین سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نہیں خیال کر سکتا کہ جو شخص ابوبکرؓ و عمرؓ کی تنقیص کرتا ہو وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہے۔

ذکر شیء من اقوال السادۃ الاشراف

سادات[1] اشراف کے چند اقوال

قول الحسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما

أخرج ابویعلی من طریق ابی مریم

قول حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما

ابویعلےٰ نے بروایت ابو مریم

[1] سادات جمع ہے سید کی سید کے معنے سردار چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی نسبت فرمایا تھا کہ ابنی ھذا سید یعنی یہ میرا بیٹا سید ہے کہ جس کے ذریعہ سے اللہ مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرا دے گا اسی وجہ سے حضرت حسنؓ کی اولاد کو اور بھائی ہونے کی وجہ سے حضرت حسینؓ کی اولاد کو بھی سید کہتے ہیں۔

ربیعۃ ابی رہم قال کنت بالکوفۃ فقام الحسن بن علی خطیبا فقال یا ایہا الناس رأیت البارحۃ فی منامی عجبا رأیت الرب تعالیٰ فوق عرشہ فجاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی قام عند قائمۃ من قوائم العرش فجاء ابوبکر فوضع یدہ علی منکب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم جاء عمر فوضع یدہ علی منکب ابی بکر ثم جاء عثمان فکان بیدہ رأسہ فقال رب سل عبادک فیم قتلونی قال فانثعب من السماء میزابان من دم فی الارض قال فقیل لعلی الا تری ما یحدث بہ الحسن قال یحدث بما رأی۔

واخرج ابو یعلیٰ من طریق اٰخر عن الحسن بن علی قال لا اقاتل بعد رؤیا رأیتہا رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واضعا یدہ علی العرش ورأیت ابابکر واضعا یدہ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ورأیت عمر واضعا یدہ علی ابی بکر ورأیت عثمان واضعا یدہ علی عمر ورأیت دماء دونہم فقلت ما ھذہ الدماء فقیل دماء عثمان یطلب اللہ بہ۔

وذکر المحب الطبری عن ابن السمان انہ اخرج فی کتابہ عن الحسن بن علی

جو چار دوسرے ربیعہ ابی رہم سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے میں کوفہ میں تھا کہ حضرت حسن بن علی خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور انھوں نے فرمایا کہ اے لوگو! میں نے آج شب کو ایک عجیب خواب دیکھا میں نے اللہ تعالیٰ کو عرش کے اوپر دیکھا پھر (دیکھا کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور عرش کے ایک پایہ کے پاس کھڑے ہو گئے پھر ابوبکرؓ آئے اور انھوں نے اپنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ پر رکھ لیا پھر عمرؓ آئے اور انھوں نے اپنا ہاتھ ابوبکرؓ کے شانہ پر رکھ لیا پھر عثمانؓ آئے اور (اس ہیئت سے آئے کہ) اُن کے ہاتھ میں اُن کا سر تھا اور انھوں نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار! اپنے بندوں سے پوچھ کہ انھوں نے مجھے کس جرم میں قتل کیا! پس آسمان سے دو پرنالے خون کے زمین کی طرف جاری کر دیئے گئے۔ کسی نے حضرت علی سے کہا کہ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ حسنؓ کیا بیان کر رہے ہیں؟ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جو کچھ انھوں نے دیکھا ہے وہ بیان کر رہے ہیں۔

اور ابو یعلیٰ نے ایک دوسری سند کے ساتھ حضرت حسن بن علیؓ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ میں تو اب نہ لڑوں گا اس خواب کے بعد جو میں نے دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ عرش پر ہاتھ رکھے ہوئے کھڑے ہیں اور ابوبکرؓ کو دیکھا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم (کے شانے) پر ہاتھ رکھے ہوئے ہیں اور عمرؓ کو دیکھا کہ وہ ابوبکرؓ (کے شانے) پر ہاتھ رکھے ہوئے ہیں اور حضرت عثمانؓ کو دیکھا کہ وہ حضرت عمرؓ (کے شانے) پر ہاتھ رکھے ہوئے ہیں اور اُن کے پیچھے میں نے دیکھا کہ بہت (آدمیوں کے) خون بہ رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ خون کیسے ہیں؟ کسی نے کہا کہ یہ خون وہ ہیں جن کے ذریعے سے اللہ عثمانؓ کا قصاص لینا چاہتا ہے۔

اور محب طبری نے ابن السمان سے روایت کی ہے کہ انھوں نے ایک تحریر حضرت حسن بن علیؓ کی نکالی (جس میں

قال لا اعلم علیا خالف عمر ولا غیر شیئا مما صنع حین قدم الکوفة۔

وذکر ایضا عنه فی کتاب الموافقة انه اخرج عن ابی جعفر قال بینا عمر یمشی فی طریق من طرق المدینة اذ لقیه علیؓ ومعه الحسن والحسین رضی اللّٰه عنهم فسلم علیه علیؓ واخذ بیده فاکتنفاهما الحسن والحسین عن یمینهما وشمالهما قال فعرض له من البکاء ما کان یعرض فقال له علیؓ ما یبکیك یا امیر المؤمنین قال عمر ومن احق منی بالبکاء یا علی وقد ولیت امر هذه الامة احکم فیها ولا ادری امسیء انا ام محسن فقال له علیؓ واللّٰه انك لتعدل فی کذا وتعدل فی کذا قال فما منعه ذلك من البکاء ثم تکلم الحسنؓ بما شاء اللّٰه فذکر من ولایته وعدله فلم یمنعه ذلك فتکلم الحسین بمثل کلام الحسن فانقطع بکاؤه عند انقطاع کلام الحسین فقال أتشهدان بذلك یا ابنی اخی فسکتا

لکھا ہوا تھا) کہ میرے علم میں حضرت علیؓ نے حضرت عمرؓ کی مخالفت کبھی نہیں کی نہ کوفہ میں آکر ان باتوں میں کچھ تغیر کیا جو حضرت عمرؓ کے رائج کی تھیں۔[1]

اور نیز محب طبری سے کتاب الموافقہ میں منقول ہے کہ انھوں نے ابو جعفر (یعنی حضرت باقرؒ) سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ایک روز حضرت عمرؓ مدینہ کی کسی گلی میں چلے جاتے تھے کہ ان کو حضرت علیؓ ملے اور حضرت علیؓ کے ہمراہ حسن و حسین رضی اللہ عنہم بھی تھے حضرت علیؓ نے انھیں سلام کیا اور ان کا ہاتھ پکڑ لیا حسنینؓ نے داہنی اور بائیں جانب سے دونوں کو گھیر لیا۔ راوی کہتا ہے کہ پھر حضرت عمرؓ پر رونے کی حالت طاری ہوئی جیسا کہ اکثر ہوا کرتی تھی حضرت علیؓ نے پوچھا کہ یا امیر المومنینؓ آپ کیوں روتے ہیں؟ انھوں نے فرمایا کہ مجھ سے زیادہ کس کو رونا چاہیئے اے علیؓ! میں اس امت کے کاموں کا والی ہوا اور اس کے متعلق احکام نافذ کیا کرتا ہوں اور مجھے معلوم نہیں کہ میں برا کرتا ہوں یا اچھا۔ حضرت علیؓ نے ان سے کہا کہ اللہ کی قسم آپ ایسا انصاف کرتے ہیں ایسا انصاف کرتے ہیں۔ مگر ان کا رونا موقوف نہ ہوا۔ اس کے بعد حضرت حسنؓ نے کچھ گفتگو کی جو اللہ کو منظور تھی اور انھوں نے بھی ان کی حکومت اور عدل کی تعریف کی مگر ان کا رونا موقوف نہ ہوا۔ اس کے بعد حضرت حسینؓ نے ویسی ہی گفتگو کی تو حضرت حسینؓ کا کلام ختم ہوتے ہی ان کا رونا موقوف ہوگیا اور انھوں نے فرمایا کہ اے میرے بھتیجو! کیا تم اس (میرے عدل و انصاف) کی گواہی (خدا کے سامنے) دوگے تو دونوں چپ ہوگئے

[1] شیعوں کو بھی اس بات کا اقرار ہے کہ حضرت علی مرتضےٰ نے حضرت فاروق اعظم کی جاری کی ہوئی کسی بات میں کچھ تغیر نہیں کیا [illegible] مضمون کو صاف صاف بتا رہی ہیں مگر شیعہ اس کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ جناب امیر اپنی خلافت کے زمانہ میں بھی شیخین کی مخالفت کرتے ہوئے ڈرتے تھے کیونکہ [illegible] [illegible] سلطان [illegible] [illegible] [illegible]

نظرا الی ابیہما فقال علیؓ اشہدا ان معکم شہیدا۔

قول اولاد حسن بن علیؓ

اخرج عبد اللہ بن احمد فی زوائد المسند عن الحسن بن زید بن حسن قال حدثنی ابی عن ابیہ عن علیؓ قال کنت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاقبل ابوبکر وعمر فقال یا علی ہذان سیدا کہول اہل الجنۃ وشبابہا بعد النبیین والمرسلین۔

وذکر المحب الطبری عن عبد اللہ بن الحسن بن الحسن بن علیؓ بن ابی طالب وقد سئل عن ابی بکر وعمر فقال افضلہما واستغفر لہما فقیل لہ لعل ہذہ تقیۃ وفی نفسک خلافہ قال لا نالتنی شفاعۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کنت اقول خلاف ما فی نفسی۔

وعنہ وقد سئل عنہما فقال صلی اللہ علیہما وسلم ولا صلی علی من لم یصل علیہما۔

وروی عن الحسن المثلث اخی عبد اللہ المذکور انہ قال لرجل ممن یغلو فیہم ویحکم احبونا باللہ فان اطعنا اللہ فاحبونا

دو اپنے والد کی طرف دیکھنے لگے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ تم بھی اس کے گواہ بنو اور میں بھی تمہارے ساتھ (اس کا) گواہ ہوں۔

قول اولاد حسن بن علی رضی اللہ عنہ

عبد اللہ بن احمد نے زوائد مسند میں روایت

حسن بن زید بن حسن سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے مجھ سے میرے والد نے اپنے والد سے انھوں نے حضرت علیؓ سے روایت کرکے بیان کیا وہ کہتے تھے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سامنے سے آ گئے۔ حضرتؐ نے فرمایا اے علیؓ! یہ دونوں انبیاء و مرسلین کے بعد جنت کے بوڑھوں اور جوانوں سب کے سردار ہیں۔

اور محب طبری نے عبد اللہ بن حسن بن حسن بن علی ابن ابی طالب سے روایت کی ہے کہ ان سے حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کے متعلق پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا کہ میں ان دونوں کو (تمام صحابہؓ سے) افضل سمجھتا ہوں اور ان کے لئے دعائے مغفرت کیا کرتا ہوں کسی نے ان سے کہا کہ شاید یہ تقیہ[1] ہے آپ کے دل میں اس کے خلاف ہے انھوں نے فرمایا مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب نہ ہو اگر میں اپنے دل کے خلاف کہتا ہوں۔

اور نیز ان سے روایت ہے کہ ان سے حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کی بابت پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا کہ صلی اللہ علیہما وسلم (اللہ صلوٰۃ و سلام نازل کرے ان پر) اور جو شخص ان کے لئے طلب رحمت نہ کرے اس پر اللہ رحم نہ کرے۔

اور حضرت حسن مثلث برادر حضرت عبد اللہؓ مذکور سے روایت ہے کہ انھوں نے ایک شخص سے جو بنی فاطمہ کی محبت میں غلو رکھتا تھا فرمایا کہ تمھاری خرابی ہو ہم سے اللہ کے لئے محبت کرو (یعنی) اگر ہم اللہ کی اطاعت کریں تو ہم سے محبت کرو

۱؎ شیعوں کا دعویٰ ہے کہ اہل بیت کے تمام اقوال کو جو ان کے مذہب کے خلاف ہیں تقیہ پر محمول کرتے ہیں یعنی کہتے ہیں کہ وہ حضرات ایسا کرتے تھے دل میں کچھ اور تھا زبان پر کچھ اور تھا [illegible] مذہب ہم سے [illegible] بیان کرتے تھے مگر اس شدید قسم کے بعد جو حضرت عبد اللہؓ نے کھائی [illegible] کی جرأت [illegible]

وان عصينا الله ليعذبنا فقال له
رجل انكم ذو قرابة من رسول
الله صلى الله عليه وسلم ومن
اهل بيته فقال ويحكم لو كان
الله نافعا بقرابة من رسول الله صلى
الله عليه وسلم بغير عمل بطاعته
لنفع بذلك من هو اقرب اليه
منا اباه وامه والله اني اخاف ان
يضاعف الله للعاصي منا العذاب
ضعفين والله اني لارجو ان يؤتى
المحسن منا اجره مرتين ثم قال
لقد اساء بنا اباؤنا وامهاتنا ان
كان ما تقولون من دين الله ثم لم
يخبرونا به ولم يطلعونا عليه و
لم يرغبونا فيه ونحن كنا اقرب منهم قرابة
منكم واوجب عليهم واحق ان يرغبونا
فيه منكم ولو كان الامر كما تقولون
ان الله جل وعلا ورسوله صلى الله
عليه وسلم اختارا عليا لهذا الامر
والقيام على الناس بعده فان عليا
اعظم الناس خطيئة وجرما اذ ترك
امر رسول الله صلى الله عليه وسلم ان
يقوم فيه كما امره ويعذر الى الناس فقال
له الرافضي الم يقل النبي صلى الله عليه وسلم من

اور اگر ہم اللہ کی نافرمانی کریں تو ہم سے بغض رکھو تو ایک شخص
نے ان سے کہا کہ آپ لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے
قرابت دار اور آپ کے اہل بیت ہیں (ہم آپ سے بغض کیسے رکھ سکتے
ہیں) انھوں نے فرمایا تمھارا ناس ہو اگر اللہ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کی قرابت سے بغیر اپنی عبادت کے کسی کو نفع دیتا
تو جو ہم سب سے زیادہ حضرت کے قرابت دار ہیں یعنی حضرت
کے والدین اُن کو ضرور نفع دیتا۔ واللہ میں اس بات کا خوف
رکھتا ہوں کہ جو شخص ہم میں سے نافرمانی کرے گا اللہ اس کو
دوگنا عذاب دے گا اور واللہ میں اس بات کی امید رکھتا ہوں
کہ جو شخص ہم میں سے نیک کام کرے گا اللہ اس کو دوگنا
ثواب دے گا۔ اس کے بعد فرمایا کہ (اے لوگو) ہمارے باپ
اور ماں نے ہمارے ساتھ بہت بُرا سلوک کیا اگر جو کچھ تم بیان
کرتے ہو وہ دین خدا ہو کہ انھوں نے ہم کو اس کی خبر نہ دی اور
ہم کو اس سے مطلع نہ کیا اور ہم کو اس کی ترغیب نہ دی حالانکہ
ہم تم سے زیادہ ان کے قریب تھے اور تم سے زیادہ ہمارا حق
ان پر تھا کہ وہ ہم کو دین کی تعلیم دیتے۔ اور اگر بقول تمھارے
اللہ عز وجل اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے علی
کو رسول کے بعد خلافت کے لئے منتخب کیا ہوتا تو علی سب سے
زیادہ خطاکار اور سب سے زیادہ مجرم ہوتے کہ انھوں نے رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کو ترک کر دیا (ان کو چاہیے
تھا کہ خلافت اپنے متعلق کر لیتے) جیسا ان کو رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا اور لوگوں کے سامنے (یہی) عذر
کر دیتے کہ میں مجبور ہوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم
یہی ہے۔ تو رافضی نے ان سے کہا کہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ

ل [illegible] اہل بیت [illegible] کتب شیعہ میں بھی مروی [illegible] اصول کافی مطبوعہ لکھنؤ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
کیا دین کی باتیں مجھے بتا دیں [illegible]

من كنت مولاه فعلي مولاه فقال أما والله لو يعني رسول الله صلى الله عليه وسلم بذلك الإمرة والسلطان والقيام على الناس لأفصح به كما أفصح بالصلوٰة والزكوٰة والصيام والحج ولقال أيها الناس إن هذا الولي بعدي فاسمعوا وأطيعوا۔

ومن قول أولاد الحسين رضي الله عنهم

أما مرفوعاً فقد أخرج الترمذي عن الزهري عن علي بن الحسين عن علي بن أبي طالب قال كنت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم إذ طلع أبو بكر وعمر فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم هذان سيدا كهول أهل الجنة من الأولين والآخرين إلا النبيين والمرسلين يا علي لا تخبرهما

وأما موقوفاً فقد أخرج أحمد في مسند ذي اليدين عن أبي حازم قال جاء رجل إلى علي بن الحسين فقال ما كان منزلة أبي بكر وعمر من النبي صلى الله عليه وسلم فقال منزلتهما الساعة۔

وأخرج الحاكم من طريق عبد الله بن عمر بن أبان قال حدثنا سفيان بن عيينة عن جعفر بن محمد عن أبيه عن جابر بن عبد الله أن عليًا دخل على عمر وهو مسجّى فقال صلى الله عليك ثم قال ما من الناس أحد أحب إلي أن ألقى الله بما في صحيفته من هذا المسجّى۔

من كنت مولاه کے یہ معنی ہیں جس کا مولیٰ ہوں علیؓ بھی اس کے مولیٰ ہیں تو انھوں نے فرمایا کہ آگاہ رہو اللہ کی قسم اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے خلافت اور سلطنت اور لوگوں کی حکومت مراد لیتے تو صاف صاف بیان فرما دیتے جس طرح نماز کو اور زکوٰۃ کو اور روزے کو اور حج کو صاف صاف بیان فرما دیا اور یقیناً اس طرح فرماتے کہ اے لوگو یہ میرے بعد ولی ہے تم لوگ (اس کا حکم) سنو اور مانو۔

قول اولاد حسین رضی اللہ عنہ

(مرفوع حدیثیں) ترمذی نے زہری سے انھوں نے بہ روایت علی بن حسینؓ (زین العابدین) سے انھوں نے حضرت علی بن ابی طالب سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا کہ ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہما) سامنے سے آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دونوں پیران اہل جنت کے سردار ہیں اگلوں کے بھی اور پچھلوں کے بھی سوا انبیاء و مرسلین کے۔ اے علیؓ! تم (اس کی) خبر ان دونوں کو نہ دینا۔

(موقوف حدیثیں) امام احمدؒ نے حضرت ذوالیدینؓ کے مسند میں ابوحازم سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ایک شخص علی بن حسین (زین العابدین) کے پاس آیا اور اس نے پوچھا کہ ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہما) کا تقرب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں کس قدر تھا؟ فرمایا جس قدر اب ہے۔

اور حاکم نے بروایت عبد اللہ بن عمر بن ابان نقل کیا ہے وہ کہتے تھے ہم سے سفیان بن عیینہ نے جعفر (صادق) ابن محمد (باقر) سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے حضرت جابرؓ بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؓ حضرت عمرؓ کے جنازے پر گئے ان کے جسم پر چادر پڑی ہوئی تھی تو حضرت علیؓ نے کہا کہ (اے عمرؓ!) اللہ آپ پر رحمت نازل کرے اس کے بعد کہا کہ اس چادر پوش سے زیادہ کوئی شخص نہیں ہے کہ اس کے جیسے نامۂ اعمال کے ساتھ خدا سے ملنے کی میں آرزو کروں۔

وأخرج محمد بن الحسن عن أبي حنيفة قال حدثنا أبو جعفر محمد بن علي قال جاء علي بن أبي طالب إلى عمر بن الخطاب حين طعن فقال رحمك الله فوالله ما في الأرض أحد كنت ألقى الله بصحيفته أحب إليّ منك۔

اور (امام) محمد بن حسن نے (امام اعظم) ابوحنیفہؒ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ہم سے ابوجعفر یعنے محمد بن علی (باقر) نے بیان کیا وہ کہتے تھے کہ حضرت علی بن ابی طالب حضرت عمر بن خطابؓ کے پاس گئے جب کہ وہ زخمی ہوئے (اور) انھوں نے کہا کہ اللہ آپ پر رحم کرے اللہ کی قسم زمین میں آپ کے بجز کوئی نہیں ہے کہ اس کے جیسے اعمال نامہ کے ساتھ خدا سے ملنے کی میں آرزو کروں۔

وروى عن ابن أبي حفصة قال سألت محمد بن علي وجعفر بن محمد عن أبي بكر وعمر فقالا إمامان عادلان نتولاهما ونتبرأ من عدوهما ثم التفت إلي جعفر بن محمد فقال يا سالم أيسب الرجل جده أبو بكر الصديق جدي لا نالتني شفاعة جدي محمد صلى الله عليه وسلم إن لم أكن أتولاهما وأتبرأ من عدوهما۔

اور نیز (امام) محمدؒ نے ابن ابی حفصہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے محمد بن علی (باقر) اور جعفر بن محمد (صادق) سے حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کی بابت پوچھا تو انھوں نے کہا کہ وہ دونوں امام تھے عادل تھے ہم ان سے محبت رکھتے ہیں اور ان کے دشمن سے بیزار ہیں۔ اس کے بعد جعفر بن محمد میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے سالم کیا کوئی شخص اپنے نانا کو برا کہے گا۔ ابوبکر صدیقؓ میرے نانا ہیں مجھے میرے جد محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب نہ ہو اگر میں ان سے محبت نہ رکھتا ہوں اور ان کے دشمن سے بیزار نہ ہوں۔

وعن أبي جعفر أنه قال من جهل فضل أبي بكر وعمر جهل السنة وقيل له ما ترى في أبي بكر وعمر فقال إني أتولاهما وأستغفر لهما فما رأيت أحدا من أهل بيتي إلا وهو يتولاهما۔

اور ابوجعفر (باقر) سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا جس نے حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کی فضیلت کو نہ جانا وہ سنت (رسولؐ) سے جاہل رہا اور ان سے پوچھا گیا کہ آپ حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کی نسبت کیا کہتے ہیں؟ انھوں نے کہا میں ان سے محبت رکھتا ہوں اور ان کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہوں اور میں نے اپنے گھر میں سب کو دیکھا کہ ان سے محبت کرتے تھے۔

۱؎ امام ابوحنیفہؒ نے امام باقرؒ سے بعض بعض روایتیں نقل کی ہیں اس پر بیچارے شیعوں کے امام ... شیخ حلی نے منہاج الکرامۃ میں ... [illegible] ... سے یہ کہتے ہیں ... ۲؎ امام جعفر صادق ... [illegible] ... ابوبکر صدیقؓ ہیں۔

دمقلد آں مخالف نیز معذور نباشد فی الحقیقۃ
مدار شریعت ہماں احکام است وتسنن و
ابتداع بقبول ورد آں منوط و بعضے کہ
من اللہ فیہ برہان بر آں صادق
و آں ماخوذ است از صریح کتاب و صریح
سنت مشہورہ یا اجماع طبقہ اولیٰ یا
قیاس جلی بر کتاب و سنت چوں حکمے ازیں
وجہ ثابت شود مجال خلاف نماند و مخالف
معذور نباشد مثل انکار زکوٰۃ بعد
وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ
رضوان اللہ علیہم دراں باب مذاکرہ کردند
آخر بقول حضرت صدیق رضی اللہ عنہ
رجوع نمودہ بر جمیع قتال آں جماعہ
پیش گرفتند قدریہ و مرجئہ و خوارج
و روافض در ہمیں منزلت اند و در
احادیث صحیحہ ذم و تشنیع ایشاں بر تکرار
مذکور است۔

قسم دیگر آنست کہ پردہ از روئے کار بر نیفتادہ
وتکلیف ناس بآں چہرۂ متحقق نگشت بلکہ اختلاف ادلہ
یا عدم شیوع احادیث دراں مسئلہ حجاب چہرۂ مقصود
آمد یا دلیلے صریح دراں باب یافتہ نشد استنباطات
و اقیسہ متعدد و مختلف رفتند و ایں قسم مجتہد فیہ است
جمعے گویند کل مجتہد مصیب و طائفہ
المصیب واحد و الآخر معذور گویند
و تحقیق نزدیک بندۂ ضعیف عفی عنہ تفصیل
است اگر خبرے و حدیثے صادق بیکے رسیدہ
و بدیگرے نرسیدہ اول مصیب است و آخر
معذور و اگر منشاء اختلاف تعدد طرق جمع
بین الدلیلین است یا قیاس خفی

اور نہ اس مخالف کا مقلد معذور ہوگا در حقیقت شریعت کی
بنا انہی احکام پر ہے اور سنی اور بدعتی ہونا انہی احکام کے
قبول اور رد سے وابستہ ہے (اگر قبول کیا تو سنی۔ رد کیا تو بدعتی)
اور بعض کو من اللہ فیہ برہان اسی قسم کے احکام
پر صادق ہے اور یہ احکام (وہ ہیں جو) صریح قرآن یا صریح حدیث
مشہورہ یا طبقہ اولیٰ کے اجماع سے یا قرآن و حدیث پر قیاس
جلی کرکے نکالے گئے ہیں۔ جب کوئی حکم (شریعت کا) اس طریقہ
سے ثابت ہو جائے تو اس کی مخالفت کی گنجائش نہیں رہتی اور
مخالف (ایسے حکم کا) معذور نہیں ہوتا جیسے انکار زکوٰۃ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ رضوان اللہ علیہم
نے اس بارہ میں مباحثہ کیا آخر سب نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ
کے قول کی طرف رجوع کیا (کہ منکر زکوٰۃ معذور نہ سمجھا جائے)
اور سب نے باتفاق منکرین زکوٰۃ سے قتال شروع کر دیا۔
قدریہ اور مرجیہ اور خوارج اور روافض بھی اسی درجہ میں ہیں
(جس میں منکرین زکوٰۃ تھے) صحیح حدیثوں میں ان چاروں
(فرقوں) کی مذمت و تشنیع مذکور ہے۔

دوسری قسم وہ ہیں کہ ان میں اصل حقیقت سے پردہ
نہیں اٹھایا گیا اور لوگوں کا ان احکام کے ساتھ مکلف ہونا قطعی
طور پر ثابت نہ ہوا بلکہ دلائل کا اختلاف یا حدیثوں کا شائع
نہ ہونا اس مسئلہ میں چہرۂ مقصود کا حجاب بن گیا یا کوئی صریح
دلیل اس مسئلہ میں نہ ملی (تو) بہت سے استنباطات اور قیاسات
مختلف جانب گئے اس قسم کے احکام میں اجتہاد کیا جاتا ہے
ایک جماعت کا قول ہے کہ ہر مجتہد صواب پر ہے اور بعض لوگوں
کا قول ہے کہ صواب پر صرف ایک مجتہد ہے اور دوسرے مجتہد
معذور ہیں مگر اس بندۂ ضعیف کے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ
یوں تفصیل کی جائے کہ اگر حدیث واحد تھا ایک مجتہد کو پہنچی
اور دوسرے کو نہ پہنچی تو جس کو پہنچی وہ صواب پر ہے جس کو
نہ پہنچی وہ معذور ہے اور اگر منشاء اختلاف کا جمع بین الدلیلین
کی صورتوں کا متعدد ہونا یا کوئی قیاس خفی ہے تو (ایسی صورت

ہر دو مصیب اند زیرا کہ مراد صاحب شرع موافقت شارع است در گردن نہادن بحکم او و ہیچ کس موافقت بجا آورد مذاہب فقہائے اہل سنت باہم بہمین قسم متغیر و مختلف افتادہ اند و ہمہ مقبول اند۔

غرض در ین فصل بلکہ در ین فصول بیان آنست کہ ثبوت قرشیت و سوابق اسلامیہ و بشارت جنت و غیر آں خلفائی راشدین را از قسم اول است حجۃ اللہ بر منکران آنہا قائم است و شبہات رکیکۂ ایشاں عند اللہ معذور نہ ساخت ایشان را و منکر ایشان مبتدع است و دور از حق بر ہان اللہ او را از لب طعمہ و ین حیلے سقیو ہم افضل الصلوات وایمن التحیات مطرود ساخت پس گروہی تبدیع او کردہ اند و جماعۂ بتکفیر او عند البعض و متفسقه اشنع الفسق عند الآخرین۔ باز اشتراط قرشیت و سائر خصال سبعۂ مذکورہ در خلافت خاصہ بآیات و احادیث صحیحہ و آثار صحابہ ثابت است باز خلافت خلفاء در شریعت ثابت است صحابہ و تابعین در اثبات آں مسالک متعددہ سلوک نمودہ اند و ہر مسلکے دلالت دارد قطعیہ و یا ظنیہ چوں ہمہ را جمع نمائیم متواتر بالمعنی گردد و عمومات آیات و اشارات و قرائن آں چوں بآں یار شود افادہ قطع فرماید۔

چوں ایں مقدمہ ممہد شد می گوئیم آنچہ بودن خلفاء از قریش و بودن ایشان از سابقین در اسلام و بودن ایشان از مہاجرین اولین و شہود ایشان در بدر و حدیبیہ و سائر مشاہد خیر مقطوع بہ است مخالف را مجال انکار نیست و اطالت کلام در آں

(میں) دونوں مجتہد صواب پر ہیں کیونکہ مقصد (اصلی) ایسی حالت میں شارع کی موافقت کرنا اور اس کے حکم پر گردن رکھنا ہے اور (صورت مذکورہ میں) ہر مجتہد اس موافقت کو بجا لایا فقہائے اہل سنت کے مذاہب میں باہم اسی قسم کا اختلاف ہے اور سب مقبول ہیں۔

(ہماری) غرض اس فصل میں بلکہ ان تمام فصول میں اس بات کا بیان کرنا ہے کہ خلفاء راشدین کے لئے قرشیت اور سوابق اسلامیہ کا اور جنتی ہونے کا اور نیز دوسرے فضائل کا ثبوت قسم اول میں (داخل ہے) اور حجت الٰہی ان کے منکروں پر قائم ہے اور ان کے کمزور شبہات نے ان کو عند اللہ معذور نہیں بنایا جو شخص ان کا منکر ہے وہ بدعتی ہے، حق سے دور ہے برہان الٰہی نے اس کو محمد علیہ (افضل الصلوٰۃ وایمن التحیات) کے مسند سے نکال دیا ہے (یہ) بدعت (ان کی) بعض (علماء) کے نزدیک کافر بنانے والی اور بعض کے نزدیک سخت فاسق بنانے والی ہے۔ پھر (یہ بھی واضح رہے کہ) قرشیت اور باقی صفات ہفت گانہ مذکورہ کا خلافت خاصہ میں شرط ہونا آیات اور احادیث صحیحہ اور آثار صحابہ سے ثابت ہے پھر (یہ بھی واضح رہے) کہ خلفاء کی خلافت شریعت میں ثابت ہے، صحابہ و تابعین نے اس کے ثابت کرنے میں متعدد طریقے اختیار کئے ہیں اور ہر طریقہ (حقیقت خلافت پر) دلالت کرتا ہے خواہ وہ دلالت قطعی ہو یا ظنی جب ہم ان سب استدلالوں کو جمع کرتے ہیں تو وہ متواتر بالمعنی ہو جاتے ہیں اور جب آیتوں کے عموم اور اشارے اور ان کے قرینے ان استدلالات کے ساتھ مل جاتے ہیں تو وہ استدلال قطعی ہو جاتے ہیں۔

جب یہ مقدمہ بیان ہو چکا تو اب ہم کہتے ہیں کہ خلفاء کا قریشی ہونا اور سابقین اسلام سے ہونا اور مہاجرین اولین سے ہونا اور بدر و حدیبیہ اور دوسرے مشاہد خیر میں شریک ہونا قطعی ہے کسی مخالف کو انکار کی گنجائش نہیں ہے اس میں زیادہ

مشیر بلفوے شاید مع ہذا تفصیلے اثاں در آثار ایشاں بالفعل وجوہ مذکور خواہد شد چنانکہ ذوالنورین رضی اللہ عنہ در بدر و حدیبیہ و مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ در تبوک حاضر نبودند لیکن حکم حاضرین داشتند چنانکہ بیاید۔

اما آنکہ قرشیت شرط خلافت اختیاریہ است و لیس الکلام فی الخلافۃ الضروریۃ پس باحادیث بسیار ثابت است۔

اما نجملہ حدیث صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مرفوعاً الائمۃ من قریش وموقوف لم یعرف ھذا الامر الا لھذا الحی من قریش ھم اوسط العرب دارًا و حدیث حضرت ذی النورین رضی اللہ عنہ وسعد بن ابی وقاص مرفوعاً من اراد ھوان قریش اھانہ اللّٰہ و حدیث حضرت مرتضیٰ مرفوعاً الا ان الامراء من قریش ما اقاموا بثلاث ما حکموا فعدلوا و ما عاھدوا فوفوا وما استرحموا فرحموا و حدیث ابن عمر مرفوعاً لا یزال ھذا الامر فی قریش ما بقی فی الناس اثنان و حدیث ابن عباس مرفوعاً اللّٰھم اذقت اول قریش نکالا فاذق آخرھم نوالا اخرجہ الترمذی و حدیث ابو موسیٰ مرفوعاً ان ھذا الامر فی قریش

گفتگو کرنا مثل لغو (کام) کے معلوم ہوتا ہے تاہم کچھ مقصد ان مباحث کا خلفاء کے مآثر میں عمدہ طریقہ سے مذکور ہوگا (شیخین کے متعلق تو کوئی بات نکلتی ہی نہیں) سوا اس کے کہ ذوالنورین رضی اللہ عنہ بدر اور بیعۃ الرضوان میں اور حضرت مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ تبوک میں حاضر نہ تھے مگر وہ بھی حاضرین کا حکم رکھتے تھے جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا (اب اس وقت ان صفات کا شرط خلافت ہونا اور خلفاء میں پایا جانا نہایت اختصار کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے)۔

قریشی ہونا یہ اس خلافت کی شرط ہے جو اپنے اختیار سے قائم کی جائے ہماری گفتگو اس خلافت میں نہیں ہے جو بضرورت قائم ہوئی ہو پس (اس کا شرط ہونا) بہت حدیثوں سے ثابت ہے۔

ازانجملہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی روایت کی ہوئی مرفوع حدیث ہے کہ خلفاء قریش سے ہیں اور نیز ان کی موقوف حدیث ہے کہ یہ کام (خلافت کا) معلوم نہیں ہوتا مگر اسی قبیلہ قریش کے لئے جو باعتبار خاندان کے تمام عرب سے بہتر ہے۔ اور حضرت ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور سعد بن ابی وقاص کی مرفوع حدیث ہے کہ جو شخص قریش کو ذلیل کرنا چاہے اللہ اس کو ذلیل کرے اور حضرت مرتضیٰ کی مرفوع حدیث ہے کہ آگاہ رہو خلفاء قریش میں سے ہونے چاہئیں جب تک کہ ان میں یہ تین صفتیں قائم رہیں۔ اگر حکم بنائے جائیں تو انصاف کریں اور وعدہ کریں تو پورا کریں اور اگر ان سے رحم کی خواہش کی جائے تو رحم کریں۔ اور حضرت ابن عمرؓ کی مرفوع حدیث ہے کہ یہ کام قریش میں رہے گا جب تک کہ دو قریشی بھی باقی رہیں اور حضرت ابن عباسؓ کی مرفوع حدیث ہے کہ (حضرت نے دعا مانگی) یا اللہ جس طرح تو نے پہلے قریش کو بلا میں مبتلا کیا اسی طرح آخر میں ان پر انعام کر ترمذی نے اس کو روایت کیا ہے۔ اور حضرت ابو موسیٰ کی مرفوع حدیث ہے کہ یہ کام قریش میں رہے گا

ما داموا اذا استرحموا فرحموا الخ
وحديث ابي هريرة مرفوعا الناس
تبع لقريش في هذا الشان مسلمهم
لمسلمهم وكافرهم لكافرهم وايضا
حديث ابي هريرة مرفوعا ان لقريش
حقا ما حكموا فعدلوا وائتمنوا
فأدوا واسترحموا فرحموا.
وايضا حديث ابي هريرة مرفوعا
الملك في قريش والقضاء في الانصار
والاذان في الحبشة والامانة
في الازد وحديث جابر مرفوعا
الناس تبع لقريش في الخير
والشر وحديث انس مرفوعا الائمة
من قريش ان لهم عليكم حقا ولكم
عليهم حقا مثل ذلك ما ان
استرحموا رحموا وان عاهدوا وفوا
وان حكموا عدلوا فمن لم يفعل ذلك
منهم فعليه لعنة الله والملائكة
والناس اجمعين وحديث ابي برزة
الاسلمي مرفوعا الامراء من قريش لكم
عليهم حق ولهم عليكم حق ما فعلوا
ثلاثا كمثل حديث انس وحديث
ذي مخمر كان هذا الامر في حمير فنزعه
الله منهم فجعله في قريش الخ وحديث
معاوية بن ابي سفيان مرفوعا ان هذا الامر
في قريش لا يعاديهم احد الا كبه الله
على وجهه ما اقاموا الدين وحديث جابر
بن سمرة وابي جحيفة مرفوعا لا يزال
الاسلام عزيزا الى اثني عشر خليفة

جب تک کہ (ان میں یہ صفتیں قائم رہیں کہ) اگر ان سے رحم کی
خواہش کی جائے تو رحم کریں الخ۔ اور حضرت ابوہریرہؓ کی مرفوع
حدیث ہے کہ لوگ اس کام میں قریش کے تابع ہیں۔ مسلمان
لوگ مسلمان قریشیوں کے اور کافر لوگ کافر قریشیوں کے اور
نیز حضرت ابوہریرہؓ کی مرفوع حدیث ہے کہ قریش کا حق ہے
جب تک کہ ان میں یہ صفتیں رہیں کہ اگر حکم بنائے جائیں تو
انصاف کریں، امین بنائے جائیں (حق امانت) ادا کریں اور
ان سے رحم کی خواہش کی جائے تو رحم کریں۔ اور نیز حضرت
ابوہریرہؓ کی مرفوع حدیث ہے کہ منصب خلافت قریش میں
ہے اور عہدۂ قضا انصار میں اور عہدۂ اذان حبشیوں
میں اور صفت امانت قبیلۂ ازد میں۔ اور حضرت جابرؓ کی
مرفوع حدیث ہے کہ لوگ قریش کے تابع ہیں نیکی میں بھی
بدی میں بھی۔ اور حضرت انسؓ کی مرفوع حدیث ہے کہ خلفاء
قریش سے ہیں بیشک (اے لوگو!) قریش کا تم پر حق ہے
اور اسی طرح تمہارا حق بھی قریش پر ہے جب تک کہ قریش
میں یہ صفتیں رہیں کہ اگر ان سے رحم کی خواہش کی جائے تو
رحم کریں اور وعدہ کریں تو اس کو پورا کریں اور حاکم بنائے
جائیں تو انصاف کریں۔ جو شخص ان میں سے ایسا نہ کرے
اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب آدمیوں کی لعنت
اور ابوبرزہ اسلمی کی مرفوع حدیث ہے کہ خلفاء قریش سے
ہیں (اے لوگو!) تمہارا حق قریش پر اور قریش کا حق تم پر
ہے جب تک کہ ان میں تین صفتیں باقی رہیں۔ اس کے بعد
حضرت انسؓ کی حدیث کے مثل ہے۔ اور حضرت ذی مخمرؓ کی
حدیث ہے کہ یہ کام (خلافت کا) قبیلۂ حمیر میں تھا مگر اب
اللہ نے ان سے نکال کر اس کو قریش میں رکھا۔ اور حضرت معاویہ
بن ابی سفیانؓ کی مرفوع حدیث ہے کہ یہ کام (خلافت کا) قریش
میں ہے جو شخص ان سے دشمنی کرے گا اللہ اس کو سرنگوں
کر دے گا جب تک کہ قریش دین کو قائم رکھیں۔ اور حضرت
جابر بن سمرہ اور ابو جحیفہ کی حدیث ذکر بارہ خلفاء کہ وقت تک اسلام غالب

جهلا يا قتادة لا تشتموا قريشا فانك لعلك ترى فيها رجالا او يأتي منهم رجال تحتقر عملك مع اعمالهم وتغبطهم اذا رأيتهم ولولا ان تطغى قريش لاخبرتها بالذي لها عند الله واخرج الشافعي عن سفيان بن عيينة عن ابن ابي نجيح عن مجاهد في قوله تعالى وَاِنَّهُ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ قال يقال ممن الرجل فيقال من العرب فيقال من اي العرب فيقال من قريش وذكر الشافعي متن الحديث تعليقا ووصله البيهقي باسناده عن جبير بن مطعم قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم للقرشي مثل قوة الرجلين من غيرهم فقيل للزهري بم ذلك قال من نبل الرأي ذكر هذه الاحاديث كلها البيهقي في اوائل سننه الصغرى۔

بالجملہ جمعے کثیر از صحابہ وتابعین ایں مدعا را روایت کردہ اند بالفاظ مختلفہ وطرق متکاثرہ بعضے ازاں صریح است در خلافت قریش وبعضے اشارہ است بآں وبعضے قرینہ است کہ ذہن را بآں نزدیک میگرداند بعد ازاں نزدیک وفات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم انصار گفتند منا امیر ومنکم امیر وچوں حدیث بہ ایشاں رسید ایشاں را از خلافت باز داشتند وبہمیں معنے اجماع منعقد شد ومخالف ساکت گشت وایں قصہ از طرق بسیار است بعضے روایات آں

اے قتادہ! چپ رہو، قریش کو برا نہ کہو کیونکہ امید ہے کہ تم ان میں کچھ لوگ ایسے دیکھو گے یا (فرمایا) کہ ان میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جن کے اعمال کے سامنے تم اپنے اعمال کو حقیر سمجھو گے اور جب تم ان کو دیکھو گے تو ان پر غبطہ کرو گے اگر قریش کے مغرور ہو جانے کا اندیشہ نہ ہوتا تو بیشک میں ان کو آگاہ کر دیتا اس نعمت سے جو ان کے لئے اللہ کے یہاں ہے۔ اور امام شافعیؒ نے سفیان بن عیینہ سے انھوں نے ابن ابی نجیح سے انھوں نے مجاہد سے اللہ تعالیٰ کے قول وانہ لذکر لک ولقومک کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ (قریش کا اس قدر نام ہوگا کہ) پوچھا جائے گا فلاں شخص کس قوم کا ہے؟ کہا جائے گا عرب کا ہے تو پوچھا جائے گا کہ عرب کے کس خاندان سے؟ تو جواب دیا جائے گا کہ خاندان قریش سے (یہ سنکر پوچھنے والا چپ ہو جائے گا کہ جب قریشی ہے تو اس کا کیا کہنا) اور امام شافعیؒ نے تعلیقاً مگر بیہقی نے موصولاً اپنی سند کے ساتھ حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک قریشی دو غیر قریشیوں کے برابر ہے۔ زہری سے پوچھا گیا کہ یہ کیوں؟ انھوں نے جواب دیا کہ یہ بوجہ ان کی عقلمندی کے۔ ان تمام حدیثوں کو جو امام شافعیؒ سے نقل کی گئیں، بیہقی نے اپنی سنن صغریٰ کے شروع میں لکھا ہے۔

المختصر صحابہ وتابعین کی ایک جماعت نے اس مضمون کو بالفاظ مختلفہ واسانید متعددہ روایت کیا ہے جن میں بعض خلافت قریش پر صراحۃً اور بعض اشارۃً دلالت کرتی اور بعض میں کوئی قرینہ ایسا موجود ہے کہ ذہن خلافت کی طرف جاتا ہے۔ ان سب باتوں کے بعد (یہ دیکھو کہ) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد انصار نے (مہاجرین سے) کہا کہ ایک خلیفہ ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے تو مہاجرین نے اسی حدیث (خلافت قریش) کے ذریعہ سے ان کو خلافت سے روک دیا اور اسی پر اجماع ہو گیا اور مخالف چپ ہو گئے اس واقعہ کی بہت سندیں ہیں جن میں سے چند روایتیں ہم

در قصۂ انعقاد خلافت حضرت صدیقؓ بیان خواہیم کرد بالجملہ بعد آں مناظرہ اجماع منعقد شد و مجلس بر ہماں اتفاق گزشت۔

اما آنکہ از مہاجرین اولین بودن شرط خلافت خاصہ است پس بقول خدائے تعالیٰ لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ ۚ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ الآیۃ و بقول وے عزّ و جلّ الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ الآیۃ و قول حضرت فاروقؓ در خطبۂ آخرہ چوں خلافت را شوریٰ ساخت درمیان شش کس وانی قد علمت ان اقواماً سیطعنون فی هذا الامر انا ضربتهم بیدی هذه علی الاسلام فان فعلوا فاولئك اعداء الله الکفرة الضلال و قول ابن عمرؓ احق بهذا الامر من قاتلك و قاتل اباك علی الاسلام و قول زید بن ثابت روز انعقاد خلافت حضرت صدیقؓ ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان من المهاجرین فان الامام یکون من المهاجرین ونحن انصاره کما کنا انصار رسول الله صلی الله علیه وسلم و قول رفاعة بن رافع زرقی بدری در قصۂ خروج طلحة والزبیر علی علی و بلوغ الخبر الی علی

حضرت صدیقؓ کی خلافت کے منعقد ہونے کے بیان میں ذکر کریں گے ۔ ماحصل یہ کہ بعد ان مناظروں کے اجماع ہو گیا (کہ خلافت غیر قریش کو نہیں مل سکتی) اور (وہ) مجلس اسی اجماع پر ختم ہو گئی۔

مہاجرین اولین میں سے ہونا خلافتِ خاصہ کے لئے شرط ہے بدلیل قول حق تعالیٰ لَا يَسْتَوِي الآیۃ (ترجمہ) برابر نہیں ہیں تم میں سے وہ لوگ جنھوں نے (راہِ خدا میں) خرچ کیا فتح سے پہلے اور قتال کیا (ان لوگوں کے جنھوں نے بعد فتح خرچ و قتال کیا، قبل از فتح خرچ و قتال کرنے والے بہت زیادہ ہیں رتبہ میں اُن لوگوں سے جنھوں نے بعد فتح کے خرچ کیا اور قتال کیا اور بدلیل قول حق تعالیٰ الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ الآیۃ۔ اور حضرت فاروقؓ نے اپنے آخری خطبہ میں جب کہ انھوں نے خلافت کو بطور مشورہ کے چھ آدمیوں کے درمیان میں دائر کیا فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ کچھ لوگ اس بارہ میں طعن کریں گے (مگر ان کے طعن کا کچھ اعتبار نہیں وہ نو مسلم ہیں) میں نے اپنے اسی ہاتھ سے انھیں اسلام پر مارا ہے اگر وہ لوگ ایسا کریں تو وہ خدا کے دشمن اور کافر اور گمراہ ہیں۔ اور حضرت ابن عمرؓ نے (حضرت معاویہؓ کی نسبت) فرمایا کہ خلافت کا تم سے زیادہ حقدار وہ شخص ہے جس نے تم سے اور تمہارے والد سے اسلام پر قتال کیا اور حضرت زید بن ثابتؓ نے روزِ انعقادِ خلافتِ صدیقیہ فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مہاجرین (کے گروہ) سے تھے لہٰذا خلیفہ بھی مہاجرین سے ہونا چاہیئے اور ہم اس خلیفہ کے مددگار رہیں گے جس طرح ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مددگار تھے۔ اور رفاعہ بن رافع زرقی بدری نے (اس وقت جب کہ طلحہ و زبیر (رضی اللہ عنہما) نے حضرت علیؓ پر خروج کیا اور حضرت علیؓ کو اس کی خبر ملی) فرمایا

ملحوظہ: یہ مقصد بہ سوال اس طرح ہے کہ اس آیت میں مہاجرین اولین کی نسبت یہ اطمینان دلایا ہے کہ جب ان کو حکومت ملے گی تو ان سے افعال پسندیدہ کا ظہور ہوگا پس خلیفہ اگر مہاجرین میں سے ہوگا تو اندر روئے اس آیت کے اس کی طرف سے یہ اطمینان ہوگا ورنہ نہیں۔

في الاستيعاب فقال رفاعة بن رافع الزرقي إن الله لما قبض رسوله صلى الله عليه وسلم ظننا أنا أحق الناس بهذا الأمر لنصرتنا الرسول ومكاننا من الدين فقلتم نحن المهاجرون الأولون وأولياء رسول الله صلى الله عليه وسلم الأقربون إنا نذكركم الله أن لا تنازعونا مقامه في الناس فخليناكم والأمر فأنتم أعلم وما كان بينكم غير أنا لما رأينا الحق معمولا به والكتاب متبعا والسنة قائمة رضينا ولم يكن لنا إلا ذلك فلما رأينا الأثرة أنكرنا ليرضى الآخرة فأن (و) قول عبد الرحمن بن غنم الأشعري لأبي هريرة وأبي الدرداء أي مدخل لمعاوية في الشورى وهو من الطلقاء الذين لا تجوز لهم الخلافة وهو وأبوه من رؤوس الأحزاب فندما على مسيرهما وتابا بين يديه

وازینجا معلوم شد که ابودرداء وابوہریرہ آخرا بقول عبد الرحمن بن غنم رجوع کردند وحدیث جریر بن عبد اللہ مرفوعا المهاجرون والأنصار أولياء بعضهم لبعض والطلقاء من قريش والعتقاء من ثقيف بعضهم أولياء بعض

جیسا کہ استیعاب میں مذکور ہے کہ اللہ نے جب اپنے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو اٹھا لیا تو ہم نے سمجھا تھا کہ اس کام کا استحقاق سب سے زیادہ ہم کو ہے کیونکہ ہم نے رسول کی مدد کی ہے اور دین میں ہماری یہ منزلت ہے مگر آپ لوگوں نے کہا کہ ہم مہاجرین اولین ہیں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بہت قریب حقدار ہیں ہم تمہیں اللہ کو یاد دلاتے ہیں کہ حضرت کی جانشینی کے متعلق ہم سے نزاع نہ کرو پھر ہم نے خلافت کے متعلق آپ لوگوں سے کچھ نہ کہا کیونکہ آپ لوگ اپنی حالت کو خوب جانتے ہیں ہم نے تو جب یہ دیکھا کہ حق پر عمل ہو رہا ہے اور قرآن کی پیروی کی جا رہی ہے اور سنت (نبوی) قائم ہے تو ہم راضی ہوگئے اور ہم کو اس کے سوا اور کچھ چاہئے بھی نہ تھا مگر جب ہم نے دیکھا کہ (ہم پر دوسروں کو ترجیح دی جاتی) ہے تو ہم نے اختلاف کیا الخ۔ اور حضرت عبد الرحمن بن غنم اشعری نے حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت ابوالدرداءؓ سے کہا تھا کہ (آپ لوگ حضرت معاویہؓ کی طرف سے حضرت علیؓ کو شوریٰ کا پیغام دینے کیوں آگئے؟) معاویہؓ کو شوریٰ میں کیا دخل ہے معاویہؓ تو طلقاء میں سے ہیں جن کے لئے خلافت جائز نہیں ہو سکتی وہ اور ان کے والد دونوں سرداران احزاب میں سے تھے۔ یہ سنکر حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت ابوالدرداءؓ آنے پر نادم ہوئے اور دونوں نے حضرت عبد الرحمن کے سامنے توبہ کی۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوالدرداءؓ اور حضرت ابوہریرہؓ نے بالآخر حضرت عبد الرحمنؓ کے قول کی طرف رجوع کیا۔ اور جریر بن عبد اللہ کی مرفوع حدیث ہے کہ مہاجرین و انصار باہم ایک دوسرے کے ولی (دوست اور مددگار ہیں) اور قریش کے طلقاء اور ثقیف کے عتقاء باہم ایک دوسرے کے ولی ہیں

ملحقہ: غزوۂ احزاب میں جو دو فریق لڑے تھے ان کے سرداروں میں سے تھے۔

الی یوم القیامۃ واز اول دلائل مدعا قول حضرت مرتضیٰ است کہ چندین مرتبہ بطرف اہل شام نوشت کہ امر خلافت مفوض است بمہاجرین و انصار دیگرے را در حل و عقد آں مدخل نہ چوں ایشاں بیعت کردند دیگراں را مجال خلاف نماند۔

واز قرائن ایں مدعا حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در باب امامت صلوٰۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فان کانوا فی السنۃ سواء فاقدمهم هجرۃ وآیت کریمہ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ الی ان قال اللَّاتِي هَاجَرْنَ مَعَكَ زیرا کہ ام ہانی بسبب قید ہجرت از شرف تزوج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم محروم ماند واز قرائن ایں معنے آن است کہ حضرت عباسؓ را باوجود عمومت پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم و متقدم بنی ہاشم بودن در امر خطیر خلافت دخل نبود و باد اعتدادے نہ و بعض اولاد او باین معنے اشارہ کردہ است اخرج الحاکم عن ابی اسحٰق قال سألت قثم بن العباس کیف ورث علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قیامت تک (یونہی رہے گا) اور اس بات کی ایک عمدہ دلیل حضرت مرتضیٰ کا یہ قول ہے جو انھوں نے کئی بار اہل شام کو لکھا کہ خلافت کا معاملہ مہاجرین و انصار کے اختیار میں ہے کسی دوسرے کو منعقد کرنے میں کچھ دخل نہیں جب مہاجرین و انصار نے کسی کے (ہاتھ پر) بیعت کر لی (تو وہ خلیفہ ہو گیا) دوسروں کو مخالفت کی گنجائش نہیں رہی۔[1]

اور اس مقصد کے قرائن میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث ہے جو اس بارہ میں ہے کہ امامت نماز کا مستحق کون ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر بہت سے لوگ اتباع سنت میں مساوی ہوں تو جس نے پہلے ہجرت کی ہو وہ امامت نماز کا مستحق ہے اور یہ آیت (بھی اس مقصد کا قرینہ بن سکتی ہے) إِنَّا أَحْلَلْنَا الآیۃ (ترجمہ) اے نبی! بیشک ہم نے حلال کیں واسطے آپ کے بیبیاں آپ کی یہاں تک کہ فرمایا جنھوں نے ہجرت کی ہو آپ کے ساتھ۔ اُمّ ہانی اسی قید ہجرت کے سبب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت کے شرف سے محروم ہو گئیں۔ اور اس مدعا کا ایک قرینہ یہ بھی ہے کہ حضرت عباسؓ کو باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہونے اور بنی ہاشم کے سردار ہونے کے خلافت کے معاملہ میں کچھ دخل نہ تھا اور ان کا ذکر ہی نہ آیا تھا۔ ان کی اولاد میں بعض لوگوں نے اس کا سبب بیان کیا ہے چنانچہ حاکم نے ابو اسحٰق سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے قثم بن عباس سے پوچھا کہ علیؓ کیوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث (یعنے جانشین) ہوئے اور

---

[1] اس قسم کی تحریر حضرت علی مرتضیٰ کی کتب شیعہ میں بھی ہے۔ چنانچہ نہج البلاغت مطبوعہ مصر قسم دوم ص ۷ میں ایک خط علی مرتضیٰ کا بنام حضرت معاویہؓ ہے جس کی عبارت یہ ہے انه بايعني القوم الذين بايعوا ابا بكر و عمر و عثمان على ما بايعوهم عليه فلم يكن للشاهد ان يختار ولا للغائب ان يرد وانما الشورى للمهاجرين والانصار فان اجتمعوا على رجل وسموه اماما كان ذلك لله رضى یعنے مجھ سے ان لوگوں نے بیعت کی ہے جنہوں نے ابوبکر و عمر و عثمانؓ سے بیعت کی تھی انہی شرائط کے ساتھ جن شرائط کے ساتھ ان سے بیعت کی تھی لہٰذا کسی حاضر کو حق نہیں ہے کہ وہ کسی دوسرے کو اختیار کرے اور نہ کسی غائب کو اختیار ہے کہ وہ رد کرے سوائے اس کے نہیں کہ مشورہ کا اختیار مہاجرین و انصار کو ہے جس پر وہ لوگ اتفاق کر لیں اور اس کو امام کہہ دیں وہی پسندیدہ ہوگا۔

دوستکو قال لانه کان ابوانا به لوقا و اشتاتنا به لوقا بالجملہ این معنی از مہاجرین اولین بودن اعظم شرف است در اسلام و مطلوب است در خلافت بمآخذ بسیار ثابت است و در مجلس انعقاد اجماع بر خلافت صدیق اکبر مذکور شده است۔

قرشیت و ہجرت اولیہ باہم عموم و خصوص من وجہ دارند و صدیق اکبرؓ و نظراء او جامع اجتماع بودند لہذا صرف انصار بہر دو وصف واقع شد و در مناظرہ حضرت مرتضیٰ و معاویہ بن ابی سفیان صفت ہجرت مدار فرق گشت و اینجا بحثے است شریف اخرج البخاری عن عاصم عن ابی عثمان النہدی عن مجاشع بن مسعود قال انطلقت بابی معبد الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیبایعہ علی الہجرۃ فقال مضت الہجرۃ لاھلہا ابایعہ علی الاسلام والجہاد فلقیت ابا معبد فسألتہ فقال صدق مجاشع

اور آپ لوگ نہ ہوئے۔ تو عمرؓ نے کہا (علیؓ تو چچا کے بیٹے ہونے کی وجہ سے جانشین نہیں ہوئے بلکہ اس سبب سے) کہ وہ ہم سب سے پہلے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مل گئے تھے اور ہم سب سے زیادہ آپ کی ملازمت میں رہتے تھے۔

الحاصل یہ بات کہ مہاجرین اولین میں سے ہونا (شریعت) اسلام میں ایک بہت بڑی بزرگی ہے اور خلافت میں اس کی حاجت ہے بہت سے دلائل سے ثابت ہے۔ چنانچہ حضرت صدیق اکبرؓ کی خلافت کے منعقد ہونے کے بیان میں ان دلائل کا ذکر کیا گیا ہے۔

شرفِ ہجرت کی تحصیل کا دروازہ کب بند ہوا؟ اور بعض صحابہؓ کا اختلاف

قرشیت اور اولیت ہجرت میں باہم عموم وخصوص من وجہ (کی نسبت) ہے صدیق اکبرؓ اور ان کے مثل دوسرے حضرات (خصوصاً باقی تین خلفاء) محل اجتماع تھے لہٰذا انصار کو ان دونوں صفتوں کے ذریعہ سے روک دیا گیا اور حضرت مرتضیٰؓ و حضرت معاویہؓ کے مناظرہ میں صرف یہی صفت مدار فرق ٹھہری (کیونکہ دوسری صفت قرشیت کی شریک تھی) اس مقام پر ایک بہت عمدہ بحث ہے (کہ آیا ہجرت تا قیامت باقی ہے یا کسی زمانہ خاص کے لئے تھی۔ قول صحیح یہ ہے کہ فتح مکہ کے بعد ہجرت باقی نہیں رہی)۔ بخاری نے عاصم سے انھوں نے ابو عثمان نہدی سے انھوں نے مجاشع بن مسعود سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں ابو معبد کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں لے گیا تاکہ وہ آپ سے ہجرت پر بیعت کریں۔ حضرتؐ نے فرمایا ہجرت تو اب مہاجرین پر ختم ہو چکی ہاں اسلام پر اور جہاد پر میں ان سے بیعت لے لوں گا۔ (ابو عثمان راوی حدیث) کہتے تھے کہ پھر مجھ سے ابو معبد کی ملاقات ہوگئی تو میں نے ان سے اس حدیث کو پوچھا انھوں نے کہا مجاشع نے صحیح بیان کیا۔

وأخرج البخاري عن ابن عمر لا هجرة اليوم أو بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم وأخرج عن مجاهد كان ابن عمر يقول لا هجرة بعد الفتح وأخرج عن عائشة قالت لا هجرة اليوم كان المؤمن يفر أحدهم بدينه إلى الله وإلى رسوله مخافة أن يفتن عليه فأما اليوم فقد أظهر الله الإسلام فالمؤمن يعبد ربه حيث شاء ولكن جهاد ونية" وأخرج الطبراني في الصغير عن حديث أبي هند يحيى بن عبد الله بن حجر بن عبد الجبار بن وائل بن حجر الحضرمي الكوفي بالكوفة قال حدثني عمي محمد بن حجر بن عبد الجبار قال حدثني سعيد بن عبد الجبار عن أبيه عبد الجبار عن أمه أم يحيى عن وائل بن حجر حديثا طويلا في قصة وفوده على النبي صلى الله عليه وسلم ثم رجوعه إلى وطنه ثم اعتزال الناس في فتنة عثمان ثم قدومه على معاوية فقال له معاوية فما منعك من نصرنا وقد اتخذك عثمان ثقة وصهرا قلت إنك قاتلت رجلا هو أحق بعثمان منك قال وكيف يكون أحق بعثمان مني وأنا أقرب إلى عثمان في النسب قلت إن النبي صلى الله عليه وسلم كان آخى بين علي وعثمان

اور بخاری نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے فرمایا اب یا (فرمایا کہ) بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہجرت باقی نہیں رہی۔ اور نیز بخاری نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ فرماتے تھے کہ فتح کے بعد ہجرت باقی نہیں رہی۔ اور نیز بخاری نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتی تھیں اب ہجرت باقی نہیں رہی (ہجرت اس زمانہ میں تھی جب) مومن اپنا دین بچا کر اللہ اور رسول کی طرف بھاگتا تھا اس خوف سے کہ کہیں فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائے مگر اب اللہ نے اسلام کو غالب کر دیا ہے مومن جہاں چاہے اپنے پروردگار کی عبادت کر سکتا ہے (لہٰذا اب ہجرت نہیں رہی) بلکہ جہاد اور نیت نیک کا ثواب رہ گیا ہے (ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہجرت فتح مکہ سے ختم ہو گئی)۔ اور طبرانی نے (معجم) صغیر میں بروایت ابو ہند یحییٰ بن عبد اللہ بن حجر بن عبد الجبار بن حجر حضرمی کوفی نقل کیا ہے کہ وہ کوفہ میں بیان کرتے تھے کہ مجھ سے میرے چچا محمد بن حجر بن عبد الجبار نے بیان کیا وہ کہتے تھے مجھ سے سعید بن عبد الجبار نے اپنے والد عبد الجبار سے انھوں نے اپنی والدہ ام یحییٰ سے انھوں نے وائل بن حجر سے ایک طویل حدیث نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ان کی حاضری اور پھر وطن کی واپسی اور عثمانؓ کے فتنہ میں ان کی گوشہ نشینی پھر حضرت معاویہؓ کے پاس ان کے جانے کی کیفیت کے متعلق روایت کی ہے (اسی روایت) میں ہے کہ حضرت وائل بن حجرؓ سے حضرت معاویہؓ نے کہا کہ آپ ہماری مدد سے کیوں باز رہے حالانکہ حضرت عثمانؓ نے آپ کو معتمد اور اپنا داماد بنایا تھا (وائل بن حجرؓ کہتے ہیں) میں نے جواب دیا کہ یہ وجہ تھی کہ آپ نے ایسے شخص سے قتال (شروع) کیا جو آپ سے زیادہ حضرت عثمانؓ کا حقدار تھا۔ حضرت معاویہؓ نے کہا علیؓ کیونکر مجھ سے زیادہ عثمانؓ کے حقدار ہو سکتے ہیں حالانکہ میں نسبت ان کے عثمانؓ سے قریب النسب ہوں۔ میں نے جواب دیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ اور عثمانؓ کے درمیان میں مواخاۃ کرائی تھی (اہذا

فالاخ اولیٰ من ابن العم ولست اقاتل المهاجرین قال اولسنا مهاجرین قلت اولسنا قد اعتزلنا کما جمیعا و حجة اخرى حضرت رسول الله صلی الله علیه وسلم وقد رفع رأسه نحو المشرق وقد حضره جمع کثیر ثم رد الیه بصره فقال اتتکم الفتن کقطع اللیل المظلم فشدد امرها وعجله وقبحه فقلت له من بین القوم یا رسول الله وما الفتن فقال یا وائل اذا اختلف سیفان فی الاسلام فاعتزلهما فقال اصبحت شیعیا فقلت لا ولکنی اصبحت ناصحا للمسلمین فقال معاویة ولو سمعت ذا وعلمته ما اقدمتك قلت اولیس قد رأیت ما صنع محمد بن مسلمة عند مقتل عثمان انتهى بسیفه الى الصخرة فضرب به حتى انکسر فقال اولئك قوم یحملون علینا قلت فکیف تصنع بقول رسول الله صلی الله علیه وسلم من احب الانصار فبحبی ومن ابغض الانصار فببغضی

واخرج ابو یعلیٰ عن معاویة بن ابی سفیان قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول لا تنقطع الهجرة

علیؓ ان کے بھائی ہوتے اور آپ ان کے چچا کے بیٹے ہیں اور بھائی چچا کے بیٹے سے زیادہ حقدار ہوتا ہے۔ (اور ایک وجہ میرے شریک نہ ہونے کی یہ بھی ہے کہ) میں مہاجرین سے لڑنا نہیں چاہتا۔ حضرت معاویہؓ نے کہا کیا ہم لوگ مہاجر نہیں ہیں؟ میں نے جواب دیا اسی وجہ سے تو ہم آپ سے اور ان سے دونوں سے الگ رہے۔ اور ایک وجہ (میرے شریک نہ ہونے کی) یہ بھی ہے کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں (ایک روز) حاضر تھا اور اور بھی بہت سے لوگ حاضر تھے حضرتؐ نے سر مبارک مشرق کی طرف بلند فرمایا اور پھر جھکا لیا اس کے بعد فرمایا کہ ایسے (تاریک) فتنے تم پر آرہے ہیں جیسے شب تاریک کے ٹکڑے اور آپ نے ان فتنوں کی حالت بہت سخت بیان فرمائی اور ان کا زمانہ قریب بتایا اور ان کی برائی بیان کی۔ منجملہ حاضرین کے میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ فتنے کیا ہیں؟ حضرتؐ نے فرمایا اے وائل! جب اسلام میں دو تلواریں باہم مختلف ہو جائیں تو تم دونوں سے علیحدہ رہنا حضرت معاویہؓ نے فرمایا کہ اے وائل! آپ تو شیعی ہوگئے؟ میں نے کہا نہیں بلکہ میں مسلمانوں کا خیر خواہ ہوں۔ پھر حضرت معاویہؓ نے کہا اگر میں پہلے سے سن چکا ہوتا اور مجھے (آپ کا یہ قول) معلوم ہو جاتا تو میں آپ کو نہ بلاتا۔ میں نے کہا کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ محمد بن مسلمہ نے حضرت عثمانؓ کی شہادت کے وقت کیا کیا۔ وہ اپنی تلوار ایک پتھر کے پاس لے گئے اور اس پتھر سے کوٹ کر اسے چور کر دیا۔ حضرت معاویہ نے کہا یہ سب لوگ ہمارے مخالف ہیں۔ میں نے کہا اچھا آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس قول کا کیا جواب دیں گے؟ کہ انصار سے جو محبت رکھے گا وہ میری محبت کے سبب سے اور جو ان سے بغض رکھے گا وہ میرے بغض کے سبب سے۔ اور ابو یعلیٰ نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ ہجرت اس وقت تک ختم نہ ہوگی

حتی تنقطع التوبۃ فقالہا ثلاث مرات
ولا تنقطع التوبۃ حتی تطلع الشمس من
مغربہا و وجہ تطبیق درمیان ایں دو حدیث
مختلف آنست کہ ہجرت در لغت انتقال
است از وطن مالوف خود و فرد کامل آں
ہجرت مسلمان است در وقت غربت اسلام
و غلبۂ کفار بجانب آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم بہ نیت آنکہ بشرف ملازمت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم مشرف شود و در اعلاء
کلمۃ اللہ تحت رایت آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سعی جمیل بکار برد و از سلطان کفار
کہ مانع اقامت ارکان اسلام است خلاص یابد
و ایں فرد اکمل حقیقت شرعیہ لفظ ہجرت است
کہ اطلاق بے توسط قرینہ در عرف شرع فہمیدہ میشود
و آں معنی بعد فتح مکہ منتفی شد لا ہجرۃ
بعد الفتح و معنی دیگر انتقال از
وطن خود برائے طلب فضیلت دینیہ
از طلب علم و زیارت صالحین و فرار از
فتن و ایں نیز از مراتب ہجرت است ہر چند
بہ نسبت معنی اول مفضول است ع آسماں
نسبت بعرش آمد فرود ٭ ورنہ بس عالیست
پیش خاک تود و ایں معنی تا قیامت منقرض
نیست و افضل اصناف ایں ہجرت انتقال
است بجانب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
برائے تحصیل علم و تادب بآداب او علیہ الصلوٰۃ
والسلام و تہیا برائے جہاد بر معاویہ بن ابی سفیان
تفرقہ بین المعنیین مشتبہ شد۔ واللہ اعلم
بحقیقۃ الحال۔
و اما اشتراط خصال دیگر در خلافت

جب تک توبہ (کا دروازہ) بند نہ ہو۔ یوں آپ نے تین مرتبہ فرمایا
اور فرمایا کہ توبہ (کا دروازہ) بند نہ ہوگا جب تک کہ آفتاب
مغرب سے طلوع نہ کرے (ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ
ہجرت تا قیامت باقی ہے) ان دونوں مختلف حدیثوں میں
تطبیق کی صورت یہ ہے کہ ہجرت لغت میں اپنے وطن مالوف
سے چلے جانے کو کہتے ہیں۔ مگر فرد کامل ہجرت کا یہ ہے کہ مسلمان
بوقت غربت اسلام و غلبۂ کفار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی طرف ہجرت کرے اس نیت سے کہ آپ کی ملازمت کا
شرف حاصل کرے اور کلمۃ اللہ کے بلند کرنے میں آپ کے
جھنڈے کے نیچے رہ کر پوری کوشش عمل میں لائے اور غلبۂ
کفار سے کہ جو ارکان اسلام کے قائم کرنے سے مانع تھا نجات
پائے۔ ہجرت کے معنی حقیقی شرعی یہی فرد کامل ہیں جو عرف شرع
میں بلا کسی قرینے کے (لفظ ہجرت سے) سمجھے جاتے ہیں یہ معنے
(ہجرت کے) فتح مکہ کے بعد ختم ہو گئے (جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ
بعد فتح کے ہجرت باقی نہیں رہی) اور دوسرے معنے ہجرت کے
یہ ہیں کہ (مسلمان) اپنے وطن سے دینی فضائل حاصل کرنے
کے لئے مثلاً طلب علم کے لئے یا بزرگوں کی زیارت کے لئے یا
فتنوں سے محفوظ رہنے کے لئے (کسی مقام پر) چلا جائے ہجرت
کی یہ قسم بھی نہایت عمدہ ہے گو نسبت پہلی قسم اول کے کم
رتبہ کی ہے (ترجمہ شعر) آسمان عرش سے نیچے ہے مگر خاک
کے ٹیلے کے سامنے پھر بھی بلند ہے۔ ہجرت کی یہ قسم ختم نہیں
ہوتی (نہ ہوگی) اور اس ہجرت میں اعلیٰ درجہ کی ہجرت یہ تھی کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں علم حاصل کرنے
کے لئے اور آپ کے اخلاق حسنہ سیکھنے کے لئے اور جہاد کے سامان
کے لئے حاضر ہو۔ حضرت معاویہ بن ابی سفیان کو ہجرت کے
ان دونوں معانی میں فرق نہیں معلوم ہو سکا اسی وجہ سے
انھوں نے علی الاطلاق کہہ دیا کہ ہجرت تا قیامت باقی ہے واللہ
اعلم بحقیقۃ الحال۔
(قرشیت ہجرت کے علاوہ) اور اوصاف کے شرط خلافت ہونے کا

پس سر دو فن آنست کہ خلافت خاصہ یا خلافت کاملہ ہرچہ گوئی چوں تنقیح معنے آن کنیم راجع شود بآنکہ خلیفہ متصف بصفاتے باشد کہ مخصوص بکاملان امت است و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بآں صفت متصف بود و اندرین حیثیت اسے نبی مبعوث من اللہ تعالی و متصف بافعالے گردد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آن را میکردند من حیث انہ نبی مبعوث من اللہ تعالی و تحقیق این خلیفہ بدین افعال و صفات بوجہے کہ از شریعت معلوم شود و چوں استقراء کلی بکار بریم این افعال زیر سہ قسم یابیم قسم اول حسن معاملات بین و بین اللہ و حسن معاملات با خلق اللہ قسم دوم اعانت حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم در جہاد اعداء اللہ و اعلاء کلمۃ اللہ قسم سوم افعالے کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بظہور آید از تکمیل تمیم افعال جناب نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام مثل برہم زدن ملت کسریٰ و قیصر و فتح بلدان و نشر علم و مانند آن۔

و ہمچنیں صفات نفسانیہ نیز سہ قسم باشد قسم اول بودن شخص از سابقین و مقربین خدائے تعالیٰ سابقین را سہ قسم ساختہ و قال عز من قائل ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا

اصل مطلب یہ ہے کہ خلافت خاصہ یا خلافت کاملہ جو کچھ بھی کہو جب ہم اس کے معنی کی تنقیح کرتے ہیں تو اس کا مآل یہ نکلتا ہے کہ خلیفہ ان صفات کے ساتھ موصوف ہو جو کاملین امت اور مقربوں کے ساتھ مخصوص ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت اس کے کہ نبی تھے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے تھے ان صفات کے ساتھ موصوف ہوں اور خلیفہ سے ایسے افعال صادر ہوں جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت نبی مبعوث من اللہ ہونے کے کرتے تھے۔ اور خلیفہ کا ان افعال وصفات کے ساتھ موصوف ہونا یقینی طور پر شریعت سے معلوم ہو گیا ہو۔ کچھ جب پورا استقراء کرتے ہیں تو ان افعال کی تین قسمیں پاتے ہیں پہلی قسم یہ ہے کہ جو معاملات اس کے اور اللہ کے درمیان ہیں اور جو معاملات اس کے اور مخلوق الٰہی کے درمیان ہیں اچھے ہوں۔ دوسری قسم یہ ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات دشمنان خدا سے جہاد کرنے میں اور کلمۃ الٰہی کے بلند کرنے میں کی ہو۔ تیسری قسم یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس سے وہ افعال صادر ہوں جو جناب نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے افعال کا تتمہ ہوں اور جو وعدے (یعنی اللہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتے تھے وہ وعدے ان افعال سے پورے ہوں مثلاً سلطنت کسریٰ وقیصر کے برہم کردینے کا اور ملک کے فتح ہوجانے کا اور علم دین کے شائع ہونے کا اور اسی کے مثل دوسری چیزوں کا وعدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا یہ وعدے کسی خلیفہ کے ہاتھ سے پورے ہوں۔

اسی طرح صفات نفسانیہ کی بھی تین قسمیں ہیں قسم اول یہ ہے کہ سابقین اور مقربین میں سے ہونا دیکھو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی تین قسمیں بیان فرمائی ہیں۔ چنانچہ فرمایا ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الآية (ترجمہ) پھر ہم نے وارث بنایا کتاب آسمانی کا ان لوگوں کو جنہیں برگزیدہ کیا ہم نے اپنے بندوں سے

فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَ
مِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ وقال تعالى وَ
كُنْتُمْ أَزْوَاجًا ثَلَاثَةً ۝ فَأَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ
مَا أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ ۝ وَأَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ
مَا أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ ۝ وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ
أُولَٰئِكَ الْمُقَرَّبُونَ ۝ وقال تعالى وَمَا
أَدْرَاكَ مَا عِلِّيُّونَ ۝ كِتَابٌ مَّرْقُومٌ يَشْهَدُهُ
الْمُقَرَّبُونَ ۝ اخبرنا شيخنا ابو طاهر محمد
بن ابراهيم الكردي المدني بداره بطاهر
المدينة المشرفة سنة ۱۱۶۲ قراءة عليه
وانا اسمع قال اخبرني ابي الشيخ ابراهيم
الكردي قال اخبرني الشيخ احمد
القشاشي قال انبانا الشمس الرملي اجازة
عن الزين زكريا عن ابن الفرات عن عمر
بن حسن المراغي عن الفخر بن البخاري عن
فضل الله بن سعد النوقاني عن محي السنة
ابي محمد الحسين بن مسعود البغوي
قال في تفسيره انا ابو سعيد احمد بن ابراهيم
الشريحي انا ابو اسحق احمد بن محمد بن
ابراهيم الثعلبي انا ابو عبد الله الحسين بن
محمد بن فنجويه الثقفي الدينوري حدثنا
محمد بن علي بن الحسين بن الغاز
القاضي حدثنا بكر بن محمد المروزي حدثنا
ابو قلابة حدثنا عمرو بن الحصين
عن الفضل بن عميرة عن ميمون
الكردي عن ابي عثمان النهدي قال سمعت
عمر بن الخطاب رضي الله عنه قرأ على المنبر
ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا
مِنْ عِبَادِنَا الآية فقال

قرآن میں بعض لوگ وہ ہیں جو اپنے نفس پر ظلم کرتے ہیں اور
بعض لوگ درمیانی حالت میں ہیں اور بعض لوگ نیکیوں کی
طرف سبقت کرنے والے ہیں۔ اور نیز فرمایا۔ وَكُنْتُمْ أَزْوَاجًا
ثَلَاثَةً الآیۃ (ترجمہ) تم لوگوں کے تین حصے ہو جائیں گے
تو داہنے ہاتھ والے کیا ہیں داہنے ہاتھ والے اور بائیں ہاتھ والے
کیا ہیں بائیں ہاتھ والے اور سبقت کرنے والے (سبحان) آگے
بڑھنے والے وہی لوگ مقرب ہیں۔ اور نیز فرمایا۔ وَمَا أَدْرَاكَ
مَا عِلِّيُّونَ الآیۃ (ترجمہ) اے نبی! تم کو کس نے بتایا کہ
علیون کیا چیز ہے؟ وہ ایک کتاب ہے جس کو دیکھیں گے مقرب
لوگ۔ اور ہمیں ہمارے شیخ ابو طاہر محمد بن ابراہیم کردی مدنی نے
اپنے گھر میں جو مدینہ منورہ کی بلندی پر تھا ۱۱۶۲ھ میں خبر
دی یہ روایت ان کے سامنے پڑھی جا رہی تھی اور میں سن رہا
تھا شیخ مذکور نے بیان کیا کہ مجھے میرے والد شیخ ابراہیم کردی
نے خبر دی وہ کہتے تھے مجھے شیخ احمد قشاشی نے خبر دی وہ کہتے
تھے ہمیں شمس رملی نے اجازۃً زین زکریا سے انھوں نے ابن فرات
سے انھوں نے عمر بن حسن مراغی سے انھوں نے فخر بن بخاری سے
انھوں نے فضل اللہ بن سعد نوقانی سے انھوں نے محی السنۃ
ابو محمد حسین بن مسعود بغوی سے روایت کرکے خبر دی کہ انھوں
نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ ہمیں ابو سعید یعنی احمد بن
ابراہیم شریحی نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں ابو اسحاق یعنی احمد
بن محمد بن ابراہیم ثعلبی نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں ابو عبداللہ
حسین بن محمد بن فنجویہ ثقفی دینوری نے خبر دی وہ کہتے
تھے ہم سے قاضی محمد بن علی بن حسین بن قاضی نے بیان کیا وہ
کہتے تھے ہم سے بکر بن محمد مروزی نے بیان کیا وہ کہتے تھے
ہم سے ابو قلابہ نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے عمرو بن حصین نے
فضل بن عمیرہ سے انھوں نے میمون کردی سے انھوں نے
ابو عثمان نہدی سے روایت کرکے خبر دی کہ وہ کہتے تھے میں
نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سنا کہ انھوں نے منبر
پر آیت ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ الآیۃ کو پڑھا اور کہا کہ

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سابقنا سابق ومقتصدنا ناج وظالمنا
مغفور لہ قال ابو قلابۃ فحدثت
بہ یحییٰ بن معین فجعل یتعجب منہ
پس خلیفہ را باید کہ از قسم اول باشد
و از شریعت قطعاً معلوم شود کہ وے از
سابقین مقربین است از صدیقین یا شہداء
یا صالحین و از قسم دوم علم بحکمت و با حکام
اللہ بوجہے کہ نائب پیغمبر صلی اللہ علیہ
وسلم در تبلیغ شرائع و حکم تواند شد
و از قسم سوم اتصاف بحزم و امورے کہ
ریاست عالم بآں میسر آید از شجاعت و
کفایت و مردم شناسی رعیت و دلی و
تدبیر و غیر آں۔

باز تحقق تشبہ بانبیاء من حیث النبوۃ بسہ
چیز است اوّل دادن بشارت آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم بجنت از جہت وحی دوم بیان
فرمودن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قولاً و
فعلاً استحقاق او را مر خلافت را سوم کردن
تصریح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باکہ افضل
امت است بموجب وحی آں را باوات پس لازم متقین
است و حسن معاملہ با خلق اللہ لازم رعیت
پروری و ایں ہر دو صفت مندرج شد در
دو قسم و اما اعانت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
در اعلاء کلمۃ اللہ بحضور آنحضرت و ایام حیات او
صلی اللہ علیہ وسلم پس ہمیں است بسوابق اسلامیہ
و آیت لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ
قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ اشارہ باں است و ہجرت
نیز از ہمیں باب است اما اشتراط سوابق اسلامیہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہماری امت کے سابق
لوگ تو سبقت لے جانے والے ہیں اور متوسط لوگ بھی ناجی ہیں
اور ظالم لوگ بھی بخش دیئے جائیں گے۔ ابو قلابہ کہتے ہیں کہ میں
نے یہ حدیث یحییٰ بن معین سے بیان کی تو وہ اس حدیث کو سن کر
تعجب کرنے لگے پس خلیفہ کو چاہیئے کہ قسم اوّل سے ہو اور
شریعت سے یقین کے ساتھ معلوم ہو چکا ہو کہ وہ سابقین
مقربین میں سے ہے یعنے صدیقین سے یا شہداء و صالحین سے (صفات
نفسانیہ کی) قسم دوم حکمت اور احکام الٰہی کا اس طور پر
جاننا کہ شریعت و حکمت کی تبلیغ میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
کا نائب ہو سکے قسم سوم حزم کی صفت اور نیز ان تمام
اوصاف کے ساتھ موصوف ہونا جن سے سرداری عالم کی حاصل
ہوتی ہے مثل شجاعت و کفایت و مردم شناسی و خوش تدبیری
وغیرہ کے۔

پھر (یہ بھی سمجھو کہ) انبیاء علیہم السلام کے ساتھ بہت مشابہت
بحیثیت نبوت تین چیزوں سے حاصل ہوتی ہے اوّل اس
سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بذریعہ وحی کے اس کے
جنتی ہونے کی بشارت دیں۔ دوسرے اس بات سے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قول و فعل سے اس کا مستحق خلافت
ہونا بیان کر دیں تیسرے اس بات سے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم بذریعہ وحی کے اس کے افضل امت ہونے کی طرف
اشارہ فرمائیں۔ باقی رہیں عملاً میں تو وہ متقی ہونے کو لازم
ہیں اور خلق اللہ کے ساتھ خوش معاملگی رعیت پروری کو
لازم ہے لہذا یہ دونوں صفتیں ان دونوں قسموں میں مندرج
ہو گئیں۔ باقی رہی اعانت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی کلمۂ خدا کے بلند کرنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
سامنے یعنے آپ کی حیات میں اسی کا نام سوابق اسلامیہ ہے
لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ
اسی طرف اشارہ ہے اور ہجرت بھی انہی سوابق اسلامیہ میں
سے ہے (اب دیکھو) سوابق اسلامیہ کا شرط (خلافت) ہونا

پس ثابت است بوجوہ بسیار از شریعت مطہرہ بالقطع معلوم است کہ مدار فضیلت عند اللہ ومدار شرف در اسلام سوابق اسلامیہ بودہ است۔ چندیں آیت دریں باب نازل شد لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل ودر وقت انعقاد خلافت صدیق اکبر چیزہا گزشت کہ بالقطع دلالت می کند بر اعتنا بسوابق اسلامیہ قال ابوبکر رضی اللہ عنہ الست احق الناس بہا الست اول من اسلم الست صاحب کذا الست صاحب کذا وقال عمر رضی اللہ عنہ ان ابابکر صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثانی اثنین وانہ اولی المسلمین بامورکم فقوموا فبایعوہ وعد عثمان رضی اللہ عنہ سوابقہ الاسلامیۃ حین قدحوا فی خلافتہ واعترضوا علیہ وعد علی بسوابقہ فی ایام خلافتہ بالتصریح حین اراد اثبات خلافتہ وترجیح نفسہ علی غیرہ وروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعل اللہ اطلع علی اہل بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم وقال ابو عبیدۃ تاتون وفیکم ثالث ثلثۃ وروی ابن عمر ما یدریک لعل اللہ اطلع علی اہل بدر فقال اعملوا ما شئتم وروی ابو ہریرۃ اطلع اللہ علی اہل بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم وروت حفصۃ

بہت دلائل سے ثابت ہے شریعت مطہرہ سے یقین کے ساتھ معلوم ہوچکا ہے کہ عند اللہ فضیلت کا مدار اور اسلامی بزرگی کا مدار سوابق اسلامیہ ہیں بہت سی آیتیں اس بارہ میں نازل ہوئی ہیں چنانچہ آیۂ لا یستوی الخ بھی اسی کے متعلق ہے اور حضرت صدیق اکبرؓ کی خلافت کے انعقاد کے وقت بہت سی باتیں پیش ہوئیں جو قطعًا سوابق اسلامیت کے قابل لحاظ ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا تھا کہ کیا میں سب سے زیادہ مستحق خلافت نہیں ہوں؟ کیا میں سب سے پہلے اسلام نہیں لایا؟ کیا مجھے فلاں اور فلاں فضیلت نہیں ہے؟ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ حضرت ابوبکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق اور ثانی اثنین تھے اور وہ سب مسلمانوں سے زیادہ مستحق خلافت ہیں اٹھو اور ان سے بیعت کرلو اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے سوابق اسلامیہ کو بتایا تھا جب کہ لوگوں نے ان کی خلافت میں قدح کیا تھا اور ان پر اعتراض کیا تھا اور حضرت علیؓ نے بھی اپنے سوابق اسلامیہ اپنے زمانۂ خلافت میں نہایت تصریح کے ساتھ بیان فرمائے تھے جب کہ انھوں نے اپنی خلافت کے ثابت کرنے اور اپنے کو دوسروں پر ترجیح ثابت کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا اللہ اہل بدر کے حال سے مطلع ہے اس لئے (ان سے) فرمادیا ہے کہ جو چاہو کرو میں نے تمہیں بخش دیا اور حضرت ابوعبیدہؓ نے (لوگوں سے) کہا تھا کہ تم لوگ ثالث ثلثہ (یعنی ابوبکر صدیقؓ) کے ہوتے ہوئے میرے پاس کیوں آئے؟ اور حضرت ابن عمرؓ نے روایت کی ہے کہ (حضرت نے فرمایا) تمہیں کیا معلوم اللہ اہل بدر کے حال سے مطلع ہے اس لئے (ان سے) فرمادیا ہے کہ جو چاہو کرو میں نے تمہیں بخش دیا اور حضرت ابوہریرہؓ نے روایت کی ہے کہ اللہ اہل بدر کے حال سے مطلع ہے (اسی لئے) اس نے (ان سے) فرمادیا ہے کہ جو چاہو کرو میں نے تمہیں بخش دیا۔ اور حضرت حفصہؓ نے روایت کی ہے کہ

انی لارجو ان لا یدخل النار احد شہد
بدرا والحدیبیۃ. وروی جابر لا
یدخل النار احد ممن بایع تحت الشجرۃ
وروی انہ قال لنا النبی صلی اللہ
علیہ وسلم انتم الیوم خیر اہل الارض
وروی رفاعۃ بن رافع جاء جبریل الی
النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما تعدون
اہل بدر فیکم قال من افضل المسلمین
او کلمۃ نحوہا فقال کذلک من شہد
بدرا من الملائکۃ وروی رافع
ابن خدیج نحوا من ذلک وقال سعید
بن المسیب کان ابوبکر الصدیق من النبی
صلی اللہ علیہ وسلم مکان الوزیر فکان
یشاورہ فی جمیع امورہ وکان ثانیہ
فی الاسلام وکان ثانیہ فی الغار وکان
ثانیہ فی العریش یوم بدر وکان ثانیہ
فی القبر ولم یکن رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یقدم علیہ احدا واخرج
ابو عمر تعلیقا قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم لبعض من لم یشہد بدرا وقد
رآہ یمشی بین یدی ابی بکر تمشی
بین یدی من ہو خیر منک قال العارف
السہروردی فی باب الخمس والخمسین
من العوارف روی ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کان جالسا فی صفۃ ضیقۃ
فجاءہ قوم من اہل بدر فلم یجدوا موضعا
یجلسون فیہ فاقام رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم من لم یکن من اہل بدر
فجلسوا مکانہم فاشتد ذلک علیہم

(حضرتؐ نے فرمایا) بیشک میں امید کرتا ہوں کہ جو لوگ بدر
و حدیبیہ میں شریک تھے ان میں سے کوئی شخص آگ میں داخل نہ
ہوگا۔ اور حضرت جابرؓ نے روایت کی ہے کہ جن لوگوں نے درخت
کے نیچے بیعۃ الرضوان کی تھی ان میں سے کوئی دوزخ میں نہ جائیگا
اور یہ بھی انھیں نے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم
نے ہم لوگوں سے (صلح حدیبیہ کے دن) فرمایا کہ آج تم لوگ روئے
زمین کے لوگوں سے بہتر ہو۔ اور رفاعہ بن رافع نے روایت
کی ہے کہ حضرت جبریلؑ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے
اور انھوں نے کہا کہ (یا رسول اللہ!) آپ اہل بدر کو اپنے
گروہ میں کیسا سمجھتے ہیں؟ حضرتؐ نے فرمایا کہ تمام مسلمانوں
سے افضل یا اور کوئی بات اسی قسم کی فرمائی تو جبریلؑ نے
کہا کہ اسی طرح جو فرشتے بدر میں شریک تھے (ان کو ہم لوگ
تمام فرشتوں سے افضل سمجھتے ہیں)۔ اور رافع بن خدیج نے
بھی اسی کے مثل روایت کی ہے۔ اور سعید بن مسیبؒ کہتے
تھے کہ ابوبکر صدیقؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں بجائے وزیر کے تھے۔ حضرتؐ اُن سے اپنے تمام امور میں
مشورہ لیا کرتے تھے اور وہ حضرتؐ کے ثانی تھے اسلام میں اور
ثانی تھے غار میں اور ثانی تھے عریش میں بروز بدر اور قبر میں
بھی ثانی ہیں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُن پر کسی
کو مقدم نہ رکھتے تھے۔ اور ابو عمرؒ نے تعلیقاً روایت کی ہے کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص کو جو بدر میں
شریک نہ تھا حضرت ابوبکرؓ کے آگے چلتے ہوئے دیکھا تو فرمایا
کہ تم اس شخص کے آگے چلتے ہو جو تم سے بہتر ہے۔ اور عارف
سہروردی نے عوارف کے باب ۵۵ میں یہ روایت لکھی ہے کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (ایک روز) تنگ مقام میں
بیٹھے ہوئے تھے کچھ لوگ اہل بدر میں سے آئے تو ان کو بیٹھنے
کی جگہ نہ ملی پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن
لوگوں کو جو اہل بدر میں سے نہ تھے (اپنے پاس سے) اٹھا دیا۔
اور اُن کی جگہ پر اہل بدر بیٹھ گئے یہ بات ان لوگوں کو ناگوار گزری

فانزل اللہ تعالیٰ وَاِذَا قِیْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا الآیۃ آں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اہل بدر را بعد ازاں اہل حدیبیہ را مقدم ساخت بر سائر صحابہ چہ باعتبار اثبات در دفتر غزاۃ و چہ باعتبار اعطاء عطیات و چہ باعتبار تقدم در محافل و مجالس و چہ در امور استحقاق خلافت و چہ در طلب دعا از ایشاں و تبرک بایشاں بعد ازاں امت مرحومہ در تعظیم و توقیر ایشاں گزشت۔ اخرج الواقدی عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ فی وصیتہ عمرو بن العاص اتق اللہ فی سر امرک وعلانیتہ فانہ یراک ویری عملک فقد رأیت تقدمی لک علی من ھو اقدم منک سابقۃ واعظم [illegible] من معک المہاجرین والانصار من اھل بدر فاکرمھم واعرف لھم حقھم ولا تتطاول علیھم بسلطانک ولا تدخلک نخوۃ الشیطان فتقول انما ولانی ابوبکر لانی خیرکم وایاک وخداع النفس فکن کاحدھم وشاورھم فیما ترید من امرک واخرج البخاری عن قیس بن ابی حازم قال کان عطاء البدریین خمسۃ الآف خمسۃ الآف وقال عمر لافضلنھم علی من بعدھم۔

تا اینجا صفات خلفا بیشتر [illegible]

اول عمومات قرآن در باب مہاجرین و مجاہدین

اسی پر یہ آیت اتری اِذَا قِیْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا (ترجمہ جب تم سے کہا جائے کہ اٹھ جاؤ تو اٹھ جایا کرو) پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (اپنے عہد میں) اہل بدر کو اور ان کے بعد اہل حدیبیہ کو تمام صحابہ پر مقدم رکھا کیا دفتر مجاہدین میں نام لکھنے کے اعتبار سے اور کیا وظائف کے اعتبار سے اور کیا محفلوں اور مجلسوں میں نشست کے اعتبار سے اور کیا معاملات استحقاق خلافت کے اعتبار سے اور کیا ان سے دعا کرانے اور برکت حاصل کرنے کے اعتبار سے حضرت فاروقؓ کے بعد تمام امت مرحومہ آج تک ان کی تعظیم و توقیر کرتی رہی واقدی نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے عمرو بن عاصؓ کو یہ بھی وصیت کی تھی کہ اللہ سے ظاہر اور پوشیدہ (ہر حال میں) ڈرتے رہنا کیونکہ وہ تم کو دیکھتا ہے اور تمھارے کام کو بھی دیکھتا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ میں نے تم کو ان لوگوں پر مقدم کیا ہے جو تم سے بہت آگے ہیں اے عمرو! تمھارے ساتھ مہاجرین و انصار رہیں جو اہل بدر میں سے ہیں تم ان کی عزت کرنا اور ان کا حق سمجھتے رہنا ان پر اپنی حکومت کی وجہ سے دست درازی نہ کرنا دیکھو کہیں شیطانی نخوت نہ تم میں پیدا ہو جائے اور تم کہو کہ مجھے ابوبکرؓ نے اس سبب سے حاکم بنایا کہ میں تم سب سے بہتر ہوں خبردار نفس کے فریب سے بچتے رہنا تم مثل انھیں میں کے ایک شخص کے رہنا اور جو کام کرنا چاہو اس میں ان سے مشورہ لیا کرنا اور بخاری نے قیس بن ابی حازم سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ اہل بدر کا وظیفہ پانچ پانچ ہزار روپیہ تھا اور حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ میں ان کو ان کے بعد والے مسلمانوں سے زیادہ دوں گا (یہاں تک تو ان صفات کا بیان تھا جو خلافت خاصہ کے لئے ضروری ہیں اب دیکھو یہ صفات خلفائے راشدین میں کیسے کامل تھے)۔

خلفاء کے جنتی ہونے کی بشارت کے دلائل بسیار ثابت ہیں

اول تو قرآن کی وہ عام آیتیں ہیں جو مہاجرین اور مجاہدین قبل فتح

ودوم حاضران مشهد حدیبیه و تبوک وغیرها
ثانی احادیث وارده در فضل اہل بدر
حدیث لعل الله اطلع علی اهل
بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد
غفرت لکم از مسند عمرؓ و علیؓ وابن عمرؓ
وابن عباسؓ وابوہریرہؓ وحدیث
جاء جبرئیل فقال ما تعدون
اهل بدر فیکم قال من افضل
المسلمین از مسند رفاعه بن رافع و
رافع بن خدیج وحدیث حفصه و
جابر انی لارجو ان لا یدخل النار
احد شهد البدر والحدیبیة
ثالث احادیث وارده در فضل اہل
حدیبیه مانند حدیث لا یدخل
النار احد ممن بایع تحت الشجرة
وحدیث انتم خیر اهل الارض
از مسند جابر رابع احادیث وارده در
بشارت عشره از مسند عبد الرحمن وسعید
بن زید خامس احادیث وارده در
بشارت اربعه از انجمله حدیث جابر
بن عبد الله سادس احادیث وارده
در بشارت ثلاثه مثل حدیث ابی موسی
ونافع بن عبد الحارث سابع احادیث وارده
در بشارت شیخین از حدیث ابوسعید
خدری ان اهل الدرجات العلی
یراهم من تحتهم کما ترون
النجم الطالع فی افق
السماء وان ابا بکرؓ وعمرؓ
منهم وانعما و حدیث

اور حاضرین مشہد حدیبیہ و تبوک وغیرہ کے متعلق ہیں دوسرے
وہ حدیثیں جو اہل بدر کے فضائل میں ہیں مثل اس حدیث کے
اللہ اہل بدر کے حال سے آگاہ ہے اور اس نے فرمادیا ہے کہ
(اے اہل بدر!) تم جو چاہو کرو میں نے تمہیں بخش دیا جس کو
حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ اور ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ اور
ابوہریرہؓ نے روایت کیا ہے اور مثل اس حدیث کے کہ جبریل
آئے اور انہوں نے کہا کہ (یا رسول اللہ) آپ اہل بدر کو اپنے
گروہ میں کیسا سمجھتے ہیں آپ نے فرمایا سب مسلمانوں سے
افضل جس کو رفاعہ بن رافع اور رافع بن خدیج نے روایت
کیا ہے اور مثل حدیث حضرت حفصہؓ و حضرت جابرؓ کے کہ میں
اس بات کی امید رکھتا ہوں کہ جو لوگ بدر اور حدیبیہ میں
شریک ہو چکے ہیں ان میں سے کوئی دوزخ میں نہ جانے گا۔
تیسرے وہ حدیثیں ہیں جو اہل حدیبیہ کے فضائل میں ہیں
مثل اس حدیث کے کہ دوزخ میں ان لوگوں میں سے کوئی نہ
داخل ہوگا جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی اور مثل اس
حدیث کے کہ (اے اہل حدیبیہ!) تم تمام روئے زمین کے لوگوں
سے افضل ہو اس حدیث کو حضرت جابرؓ نے روایت کیا ہے
چوتھے وہ حدیثیں ہیں جو دس صحابہؓ کے جنتی ہونے کے
متعلق حضرت عبدالرحمٰن اور سعید بن زید سے مروی ہیں
پانچویں وہ حدیثیں ہیں جو خلفائے اربعہ کے جنتی ہونے کے
متعلق وارد ہیں جیسے حضرت جابر بن عبداللہ کی حدیث۔
چھٹے وہ حدیثیں جو خلفائے ثلاثہ کے جنتی ہونے کے متعلق ہیں
مثل حدیث حضرت ابوموسیٰ و نافع بن عبدالحارث کے۔
ساتویں وہ حدیثیں جو شیخینؓ کے متعلق ہیں مثل حدیث
حضرت ابوسعید خدریؓ کے کہ (جنت میں) اونچے درجہ والوں کو
نیچے والے ایسا روشن اور چمکتا ہوا دیکھیں گے جیسے تم
ستارے کو جو آسمان کے کنارہ میں طلوع کررہا ہو چمکتا ہوا
دیکھتے ہو اور بیشک ابوبکرؓ و عمرؓ انہیں (اونچے درجہ والوں)
میں سے ہیں اور (بلکہ ان سے بھی) اچھے ہیں۔ اور مثل حدیث

من مسند عثمان و سعید بن زید و
ابی هریرة و ابن عباس و انس و بریدة
و سهل بن سعد و حدیث ان الشیخین
من الانبیاء من مسند علی و حدیث ان اهل
الدرجات العلی یراهم من تحتهم الخ من مسند
ابی سعید و حدیث تحلیت جبرئیل بفضل
من مسند عمار و حدیث رؤیا مرجحا نهما
المیزان من مسند ابی بکرة و غیره
و غیرهما و حدیث تشبیه الشیخین بملکین
مقربین من حدیث ابن مسعود و غیره و حدیث
هما سیدا کهول اهل الجنة من مسند علی
و انس و حدیث یدعی من ابواب الجنة کلها
فی مناقب ابی بکر و حدیث لقد کان فیمن
کان قبلکم من الامم محدثون من غیر ان یکونوا
انبیاء فان یکن فی امتی احد فانه عمر و حدیث
فرار الشیطان من ظل عمر و حدیث رفیقی فی
الجنة عثمان

و اما بودن آنحضرت صلی الله علیه وسلم با خلفاء محل
منتظر الامارة کرده‌اند پس ثابت است از طرق
بسیار حدیث سهل بن سعد که آنحضرت صلی الله
علیه وسلم برای صلح بقبیله بنی عمرو بن عوف
رفتند و صدیق اکبر را امامت صلوات تفویض
نمودند و در وقت مرض موت امامت صلوة
بتاکید فرمودند و این قصه متواتر المعنی است
و حدیث ساختن برج از مشاهیر است و در حدیث
ابو درداء فرمودند هل انتم تارکون لی صاحبی
فما اوذی بعدها و در حدیث ابو سعید
خدری هر دو را وزیر گفته شد و قول علی
لعمر حین توفی ان کنت ...

منجملہ ان کے حضرت عثمانؓ اور سعید بن زیدؓ اور ابو ہریرہؓ اور
ابن عباسؓ اور انسؓ اور بریدہؓ اور سہل بن سعدؓ کی روایت ہے۔
اور از انجملہ جبرئیل کے فضائل شیخینؓ بیان کرنے کی حدیث ہے
جو حضرت عمارؓ نے روایت کی ہے۔ اور از انجملہ خواب میں خلفاء
ثلاثہؓ کے پلے کو بھاری دیکھنے کی حدیث ہے جو حضرت ابوبکرہؓ
وغیرہ نے روایت کی ہے۔ اور از انجملہ شیخینؓ کے
دو مقرب فرشتوں کے مشابہ ہونے کی حدیث ہے جو حضرت ابن
مسعودؓ وغیرہ نے روایت کی ہے۔ اور از انجملہ شیخینؓ کے
پیران اہل جنت کے سردار ہونے کی حدیث جو حضرت علیؓ اور
انسؓ نے روایت کی ہے۔ اور از انجملہ حضرت ابوبکرؓ کے مناقب
میں یہ حدیث کہ وہ جنت کے سب دروازوں سے بلائے جائیں گے
اور از انجملہ یہ حدیث ہے کہ تم سے پہلے کچھ لوگ محدث ہوتے
تھے بغیر اس کے کہ نبی ہوں میری امت میں اگر کوئی ایسا
ہے تو وہ عمرؓ ہیں۔ اور از انجملہ شیطان کے حضرت عمرؓ کے
سایہ سے بھاگنے کی حدیث ہے۔ اور از انجملہ یہ حدیث ہے کہ
عثمانؓ جنت میں میرے رفیق ہیں۔

خلفاء کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ برتاؤ
کرنا جو ولیعہد کے ساتھ کیا جاتا ہے بہت سندوں سے ثابت ہے
چنانچہ حضرت سہل بن سعدؓ کی یہ حدیث ہے کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم قبیلہ بنی عمرو بن عوف میں صلح کرانے کے لئے
تشریف لے گئے اور امامت نماز حضرت صدیق اکبرؓ کے متعلق
کر گئے اور مرض وفات میں بتاکید ان کو امام نماز بنایا یہ واقعہ
متواتر المعنے ہے۔ اور اسیر برج بنانے کی حدیث بھی مشہور
ہے اور حضرت ابو الدرداءؓ کی حدیث میں فرمایا ہے کہ کیا تم لوگ میرے
لئے میرے رفیق (یعنے ابوبکر صدیقؓ) کو نہ چھوڑو گے چنانچہ
اس کے بعد حضرت صدیقؓ کو پھر کسی نے نہیں ستایا۔ اور
حضرت ابو سعید خدریؓ کی روایت میں شیخینؓ کا وزیر (حضرت
رسالت) ہونا بیان کیا گیا۔ اور حضرت علیؓ نے حضرت عمرؓ
سے مخاطب ہو کر ان کی وفات کے بعد کہا تھا کہ مجھے پہلے ہی

لا بعدوا ان يجعلك الله معهما لانى كثيرا كنت اسمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول جئت انا وابوبكر وعمر ودخلت انا وابوبكر وعمر وخرجت انا وابوبكر وعمر وسئل على بن الحسين عن منزلة ابى بكر وعمر من النبى صلى الله عليه وسلم فقال كمنزلتهما اليوم وهما ضجيعاه و در چندیں حدیث حضرت صدیق را ارأف امت و حضرت فاروق را اشدهم فی امر الله و ذی النورین را اصدقهم حیاءً و مرتضٰی را اقضاهم گفتہ شد و ہر یکے ازیں خصال اشارۃ جلیہ است بآنکہ ایشان استحقاق ریاست عظمٰی مسلمین دارند و در حدیث حذیفہ و مرتضٰی ثابت شد ان تؤمّروا ابابکر الحدیث و در حدیث حذیفہ وابن مسعودؓ اقتدوا باللذین من بعدی ابی بکر وعمر و در حدیث حذیفہ و مرتضٰی ثابت شد ان تؤمّروا ابابکر الحدیث و در حدیث حذیفہ وابن مسعودؓ اقتدوا باللذین من بعدی ابی بکر وعمر و در حدیث مطلب بن ابی وداعہ الحمد لله الذی ایّدنی بهما و در حدیث حذیفہ نزدیک حاکم لا غنی لی عنهما انهما من الدین کالرأس من الجسد و در حدیث عبدالرحمٰن بن غنم اشعری لو اجتمعتما فی مشورة ما خالفتکما و در حدیث انس کان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا دخل المسجد لم یرفع احد منا رأسه غیر ابی بکر وعمر فانهما کانا یتبسمان الیه ویتبسم الیهما۔

سے) یہ امید تھی کہ اللہ آپ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیقؓ کے ساتھ کر دے گا کیونکہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کرتا تھا کہ آیا میں اور ابوبکرؓ اور عمرؓ اور داخل ہوا میں اور ابوبکرؓ و عمرؓ اور نکلا میں اور ابوبکرؓ و عمرؓ (غرض ہر کام میں آپ دونوں کو اپنے ساتھ شریک کرتے تھے)۔ اور حضرت علی بن حسین (زین العابدین) سے پوچھا گیا کہ ابوبکرؓ و عمرؓ کا تقرب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے یہاں کس قدر تھا؟ انھوں نے کہا جس قدر اب ہے اور وہ دونوں اس وقت حضرتؐ کے پاس ہی (قبر میں) لیٹے ہوئے ہیں۔ اور بہت سی حدیثوں میں حضرت صدیقؓ کو امت پر سب سے زیادہ مہربان اور حضرت عمر فاروقؓ کو خدا کے کام میں سب سے زیادہ سخت اور حضرت ذوالنورینؓ کو سب سے زیادہ کامل الحیاء اور حضرت مرتضٰیؓ کو سب سے زیادہ عمدہ فیصلہ کرنے والا فرمایا ان میں سے ہر صفت اس بات کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ یہ لوگ مسلمانوں کے سردار اعظم بن سکتے ہیں اور حضرت حذیفہؓ اور ابن مسعودؓ کی حدیث میں وارد ہوا ہے کہ تم لوگ میرے بعد ابوبکرؓ و عمرؓ کی اقتدا کرو۔ اور مطلب بن ابی وداعہ کی حدیث میں ہے کہ (حضرتؐ نے فرمایا) اللہ کا شکر ہے جس نے ابوبکرؓ و عمرؓ سے میری تائید کی۔ اور حضرت حذیفہؓ کی حدیث میں ہے جس کو حاکم نے روایت کیا ہے کہ (حضرتؐ نے فرمایا) مجھے ابوبکرؓ و عمرؓ سے (کسی وقت) بے نیازی نہیں ہے کیونکہ وہ دونوں دین میں وہ مرتبہ رکھتے ہیں جو بدن میں سر کا رتبہ ہے۔ اور عبدالرحمٰن بن غنم اشعری کی روایت میں ہے کہ (حضرتؐ نے شیخینؓ سے فرمایا) اگر تم دونوں کسی مشورہ میں متفق ہو جاؤ گے تو میں اس کے خلاف نہ کروں گا۔ اور حضرت انسؓ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں تشریف لاتے تھے تو ہم میں سے کوئی شخص (ادب سے) اپنا سر نہ اٹھاتا تھا سوا ابوبکرؓ و عمرؓ کے کہ وہ دونوں آپؐ کی طرف دیکھ کر مسکراتے تھے اور آپ ان دونوں کی طرف دیکھ کر مسکراتے

وتمام آنکہ موعود خداے تعالی براے این امت مرحومہ بر دست خلفاء ظاہر شد پس متضمن سہ مطلب ست مطلب اول آنکہ این معنی یکے از لوازم خلافت خاصہ است وآں از اجلی معلومات است زیراکہ خلافت بمعنے جانشینی است وآں در عرف شرع راجع است بتصدی اقامت امورے کہ پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم براے اقامت آں مبعوث بود وخلافت خاصہ وقتے متحقق شود کہ با خلافت بمعنے اول زیادۃ مشابہت بسیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حاصل گردد واز جملہ سیر واحوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ عمدہ آنہا فتح بلاد کفرہ بودہ است مطلب ثانی آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وعدہ فرمودہ است امت خود را کہ بلاد شام وعراق فتح خواہند کرد وایں معنے ثابت است باحادیث متواترۃ المعنے از حدیث ابی ہریرۃؓ وعقبہ بن عامر وعدی بن حاتم وخباب وغیرہم متفق لا یحصے عدادھم مطلب سوم آنکہ آں موعود بردست خلفاء ظاہر شد ونقل متواتر از جماہیر مسلمین از فقہاء ومحدثین ومؤرخین دراثبات ایں مطلب کافی است مع ہذا حدیث الحمد للہ الذی ایدنی بھما وحدیث استبشار اہل سموات باسلام عمرؓ وغیر آں بریں معنے دلالت می کند۔

وتمام آنکہ قول خلیفہ حجت است چوں آں را امضا کند وآں قول ممکن شود در مسلمین وآں بالاتر از قیاس است وایں خصلت ثابت است دریں بزرگواراں پس ثابت ست بطرق بسیار قال اللہ تعالے وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وقال عز وجل الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ

خلفاء کے ہاتھ پر خدائے تعالے کے اُن وعدوں کا پورا ہونا جو امت مرحومہ سے تھے اس مقام میں تین بحثیں ہیں پہلی بحث یہ ہے کہ یہ بات خلافت خاصہ کے لوازم سے ہے اور یہ بہت واضح ہے۔ کیونکہ خلافت بمعنے جانشینی ہے اور عرف شرع میں اُن امور کے قائم کرنے کی کوشش کرنا جن کے قائم کرنے کے لئے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور خلافت خاصہ اُس وقت حاصل ہوتی ہے کہ جب جانشینی کے ساتھ یہ بات بھی حاصل ہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی مشابہت بھی پائی جائے اور منجملہ سیرت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بلکہ سب میں عمدہ بلاد کفار کا فتح کرنا تھا۔ دوسری بحث یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت سے وعدہ فرمایا تھا کہ تم لوگ بلاد شام وعراق کو فتح کروگے یہ بات متواتر المعنے حدیثوں میں وارد ہے چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ اور عقبہ بن عامر اور عدی ابن حاتم اور خباب وغیرہ بیشمار صحابہ نے اس کو روایت کیا ہے۔ تیسری بحث یہ ہے کہ یہ سب وعدے خلفاء کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے جمہور اہل اسلام یعنے فقہاء ومحدثین ومؤرخین کے اقوال اس مقصد کے ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں مع ہذا یہ حدیث کہ اللہ کا شکر ہے جس نے ابوبکرؓ وعمرؓ سے میری تائید کی۔ اور یہ حدیث کہ آسمان والے حضرت عمرؓ کے اسلام سے خوش ہوئے۔ اور اس کے علاوہ اور حدیثیں بھی اس بات پر دلالت کرتی ہیں۔

خلفاء کے قول کا حجت ہونا کہ جب خلفاء کوئی حکم نافذ کریں اور وہ مسلمانوں میں نافذ ہوجائے تو وہ حکم قیاس سے بالاتر ہے اس کا ثبوت بھی ان بزرگوں کے لئے باسانید بسیار ثابت ہے چنانچہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ۔ اور نیز فرمایا الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ

ان دونوں آیات کا ترجمہ اور تفسیر فصل سوم میں بطول ہوچکی ہے۔

در اثبات اجماع روایت کردہ علماء
در تفسیر این احادیث مختلف اند بعضے
بر وجوب طاعت خلیفہ اذا لم یکن
فی معصیۃ حمل نمودہ اند وطائفہ بر
وجوب قول باجماع۔

وفقیر مے گوید عفی عنہ مراد آنست
کہ قول خلیفہ حجت ست چون ممکن شود در
مسلمین پس معنے طاعت خلیفہ و قول
باجماع ہر دو مجموع است تفصیل
این اجمال آنکہ خدائے تعالےٰ در نفوس
این عزیزان ملکہ نہادہ است وبعد از آن
تائید از نزدیک خویش دادہ است۔
بسبب آن در فہم حکم و احکام و مصالح
سیاست ملکہ غالب اصابت گشتند
و ہمچنان در حق این امت فضلے
خواست کہ مجتمع نشوند بر باطل و تائیدے
درین باب نازل کردہ پس چون ہر دو
فضیلت جمع شود آن رائے حجت
باشد در دین نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ يَهْدِي
اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَاءُ۔ اخرج الحاکم
حدیث عمر فی خطبتہ بالجابیۃ من
طرق شتی طریق عبد اللہ بن دینار
عن ابن عمر قال خطب عمر بالجابیۃ
فقال انی قمت فیکم کمقام
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فینا فقال اوصیکم باصحابی
ثم الذین یلونہم ثم الذین
یلونہم ثم یفشو الکذب حتی یحلف
الرجل ولا یستحلف ویشہد الرجل

اجماع کے ثابت کرنے میں روایت کی ہے علماء ان احادیث کے
مطلب میں مختلف ہیں کچھ لوگ یہ مطلب لیتے ہیں کہ خلیفہ کی اطاعت
واجب ہے بشرطیکہ کوئی گناہ کی بات نہ ہو اور کچھ لوگ اس سے اجماع
کا حجت ہونا نکالتے ہیں

مگر یہ فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ مطلب (ان احادیث کا) یہ ہے کہ
خلیفہ کا قول حجت ہے جب کہ وہ مسلمانوں میں نافذ ہو جائے
لہٰذا خلیفہ کی اطاعت اور اجماع کی حجیت دونوں باتیں اس
حدیث سے نکل رہی ہیں۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ خدائے
تعالےٰ نے ان بزرگوں کے نفس میں ایک ملکہ پیدا کیا ہے اور اس کے
بعد اپنی تائید ان کے شامل حال کی ہے جس کی وجہ سے
یہ حضرات حکمتوں کے اور احکام کے سمجھنے میں اور سیاست ملکی
کے مصالح معلوم کرنے میں اکثر و بیشتر صواب پر رہتے ہیں اور
اسی طرح حق تعالےٰ نے اس امت میں یہ بزرگی رکھی کہ سب کا
اتفاق باطل پر نہ ہو سکے اور اس کی تائید بھی (اپنی شریعت
میں) نازل کر دی۔ پس جب یہ دونوں فضیلتیں جمع ہو جائیں
(یعنے خلیفہ کا حکم بھی ہو اور اس حکم کو امت کے لوگ مان
بھی لیں) تو بلاشبہ وہ قول دین میں حجت ہوگا اور نورٌ
علےٰ نور (کا مصداق ہوگا) اللہ اپنے نور کی طرف جس کو
چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔ اور حاکم نے حضرت عمرؓ کا وہ خطبہ
جو انھوں نے مقام جابیہ میں پڑھا تھا بہت سندوں سے روایت
کیا ہے۔ از انجملہ بسند عبد اللہ بن دینار حضرت ابن عمرؓ سے
نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت عمرؓ نے مقام جابیہ میں خطبہ
پڑھا اور فرمایا کہ میں (آج) تم میں اسی طرح (خطبہ پڑھنے
کھڑا ہوا ہوں جس طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے
درمیان میں کھڑے ہوا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اے لوگو!
میں تمہیں اپنے اصحاب (کے بزرگ داشت) کی وصیت کرتا ہوں
پھر ان لوگوں کی جو ان کے بعد ہوں پھر ان لوگوں کی جو ان کے
بعد ہوں اس کے بعد جھوٹ کا اس قدر رواج ہوگا کہ آدمی
بغیر اس کے کہ اس سے حلف لیا جائے حلف لیگا اور بغیر اس کے کہ

ولا يستشهد، فمن أراد منكم بحبوحة الجنة فليلزم الجماعة فإن الشيطان مع الواحد وهو من الاثنين أبعد، ألا لا يخلون رجل بامرأة إلا كان ثالثهما الشيطان، قالها ثلاثا، وعليكم بالجماعة فإن الشيطان مع الواحد وهو من الاثنين أبعد، ألا ومن سرته حسنته وساءته سيئته فهو مؤمن. ومن طريق عامر بن سعد بن أبي وقاص عن أبيه قال وقف عمر بن الخطاب بالجابية فقال رحم الله رجلا سمع مقالتي فوعاها، إني رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم وقف فينا كمقامي فيكم ثم قال احفظوني في أصحابي ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم ثم يكثر الهرج ويظهر الكذب ويشهد الرجل ولا يستشهد ويحلف ولا يستحلف من أحب منكم بحبوحة الجنة فعليه بالجماعة فإن الشيطان مع الواحد وهو من الاثنين أبعد لا يخلون رجل بامرأة فإن الشيطان ثالثهما من سرته حسنته وساءته سيئته فهو مؤمن. وأخرج البيهقي من طريق الشافعي عن ابن عيينة عن عبد الله بن أبي لبيد عن ابن سليمان بن يسار عن أبيه أن عمر بن الخطاب قام بالجابية خطيبا

اُس سے گواہی طلب کی جائے گواہی دے گا۔ پس جو شخص تم میں سے جنت کی خواہش رکھتا ہو تو اسے چاہیے کہ جماعت کے ساتھ رہے کیونکہ شیطان تنہا آدمی پر قابو پاتا ہے اور دو سے دور رہتا ہے۔ آگاہ رہو جو کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں بیٹھتا ہے تو تیسرا شخص وہاں شیطان ہوتا ہے۔ اس کو آپ نے تین بار فرمایا اور (فرمایا) کہ تم جماعت کو اپنے اوپر لازم کرو کیونکہ شیطان ایک کے ساتھ ہوتا ہے اور دو سے بہت بھاگتا ہے۔ سنو جس شخص کو نیک کام کرنے سے خوشی ہوتی ہو اور بُرا کام کرنے سے رنج ہوتا ہو وہ مومن ہے۔ اور ازا نجملہ بسند عامر بن سعد بن ابی وقاص ان کے والد سے روایت ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت عمر بن خطابؓ مقام جابیہ میں خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور انھوں نے کہا اللہ اس شخص پر رحم کرے جو میری بات سنے اور اس کو یاد رکھے۔ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ (ایک روز) ہم لوگوں کے درمیان میں کھڑے ہوئے اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ میرے (حق کی) حفاظت میرے اصحابؓ کے بارے میں کرو ان کے بعد وہ لوگ ہیں جو ان کے پیچھے آئیں ان کے بعد وہ لوگ ہیں جو ان کے پیچھے آئیں پھر فتنہ بہت ہو جائے گا اور جھوٹ کا رواج ہو جائے گا بغیر اس کے کہ اس سے گواہی مانگی جائے گواہی دے گا اور بغیر اس کے کہ اس سے حلف لیا جائے حلف کرے گا پس جو شخص تم میں سے جنت کی آرزو رکھتا ہو وہ جماعت کے ساتھ رہنا لازم سمجھے کیونکہ شیطان ایک شخص پر قابو پاتا ہے اور دو سے بہت دور رہتا ہے سنو کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھے ورنہ تیسرا شخص وہاں شیطان ہوگا۔ سنو جس شخص کو نیک کام کرنے سے خوشی اور بُرا کام کرنے سے رنج ہوتا ہے وہ مومن ہے۔ اور بیہقی نے بسند امام شافعی ابن عیینہ سے انھوں نے عبداللہ بن ابی لبید سے انھوں نے ابن سلیمان بن یسار سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ حضرت عمر بن خطابؓ مقام جابیہ میں خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے

فقال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قام فينا كمقامي فيكم فقال اكرموا اصحابي ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم ثم يظهر الكذب حتى ان الرجل ليحلف ولا يستحلف ويشهد ولا يستشهد الا فمن سره بحبوحة الجنة فليلزم الجماعة فان الشيطان مع الفذ وهو من الاثنين ابعد ولا يخلون رجل بامرأة فان الشيطان ثالثهما ومن سرته حسنته وساءته سيئته فهو مؤمن قال الشافعي في اثناء كلامه فلم يكن للزوم جماعتهم معنى الا ما عليه جماعتهم من التحليل والتحريم والطاعة فيهما من قال بما تقول به جماعة المسلمين فقد لزم جماعتهم وانما تكون الغفلة في الفرقة فاما الجماعة فلا يمكن فيها كافة غفلة عن معنى كتاب الله ولا سنة ولا قياس ان شاء الله واخرج الحاكم من حديث معتمر بن سليمان عن رجل عن عبد الله بن دينار عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يجمع الله هذه الامة على الضلالة ابدا وقال يد الله على الجماعة فاتبعوا السواد الاعظم فانه من شذ شذ في النار واختلف الرواة على معتمر بن سليمان في تسمية الرجل الواقع بينه وبين عبد الله بن دينار بين الحاكم ذلك واخرج الحاكم من حديث عبد الله

اور فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی ہم لوگوں کے درمیان میں (ایک روز) اسی طرح (خطبہ پڑھنے) کھڑے ہوئے تھے جس طرح میں تمھارے درمیان میں کھڑا ہوا ہوں اور آپ نے فرمایا تھا کہ میرے صحابہؓ کی تعظیم کرو پھر اُن لوگوں کی جو صحابہ کے بعد ہوں پھر اُن لوگوں کی جو اُن کے بعد ہوں اس کے بعد جھوٹ کا اس قدر رواج ہو جائے گا کہ آدمی بغیر اس کے کہ اس سے حلف لیا جائے حلف کرلے گا اور بغیر اس کے کہ اس سے گواہی طلب کی جائے گواہی دے گا پس جس کو جنت کی خواہش ہو وہ جماعت کو لازم سمجھے کیونکہ شیطان تنہا آدمی کے اوپر قابو پاتا ہے اور دو سے دور رہتا ہے اور (یاد رکھو) جو کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں بیٹھے گا وہاں تیسرا شخص شیطان ہوگا دیکھو جس شخص کو نیک کام کرنے سے خوشی اور بُرے کام کرنے سے رنج ہوتا ہو وہ مؤمن ہے۔ امام شافعیؒ نے اپنے اثنائے کلام میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ جماعت کو لازم سمجھنے کا کوئی مطلب سوا اس کے نہیں ہوسکتا کہ جس طریقہ پر جماعت کے لوگ ہوں اور حلال و حرام کے متعلق جو اُن کا مذہب ہو (اس مذہب کی پیروی کی جائے) جو شخص اس قول کا قائل ہو جو جماعت اہل اسلام کا قول ہو وہ شخص جماعت اہل اسلام کے ساتھ ہے (خدا و رسول کے احکام سے) غفلت کا اندیشہ تنہائی کی حالت میں ہوتا ہے مگر جماعت تو انشاء اللہ قرآن و حدیث و قیاس کے معنی سے غفلت ناممکن ہے۔ اور حاکم نے بسند معتمر بن سلیمان ایک شخص سے اس نے عبداللہ بن دینار سے انھوں نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اس امت کو گمراہی پر کبھی متفق نہ کرے گا اور فرمایا کہ جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے لہذا بڑی جماعت کی پیروی کرو جو شخص جماعت سے نکل جائے گا وہ دوزخ میں جائے گا معتمر بن سلیمان کے شاگردوں نے اس راوی کے نام میں جو معتمر بن سلیمان کے اور عبداللہ بن دینار کے درمیان میں ہے اختلاف کیا حاکم نے ان تمام اختلافات کو ذکر کیا ہے اور حاکم نے روایت عبداللہ

بن طاؤس عن ابيه عن ابن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم قال لا يجمع الله امتي او قال هذه الامة على الضلالة ابدا ويد الله على الجماعة. واخرج الحاكم عن انس عن النبي صلى الله عليه وسلم في حديث طويل وسألت ربي ان لا يجمعوا على ضلالة فاعطانيها. واخرج الحاكم عن ابي ذر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من فارق الجماعة قيد شبر فقد خلع ربقة الاسلام من عنقه. واخرج الحاكم من حديث عن عبد الله بن عمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من خرج من الجماعة قيد شبر فقد خلع ربقة الاسلام من عنقه حتى يراجعه وقال من مات وليس عليه امام جماعة فان موتته ميتة جاهلية. واخرج الحاكم من حديث الحارث الاشعري حديثا طويلا في آخره قال رسول الله صلى الله عليه وسلم وانا آمركم بخمس كلمات امرني الله بهن الجماعة والسمع والطاعة والهجرة والجهاد في سبيل الله فمن خرج من الجماعة قيد شبر فقد خلع ربقة الاسلام من رأسه الا ان يرجع. واخرج الحاكم عن معاوية قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من فارق الجماعة شبرا دخل النار. واخرج الحاكم عن ابن عمر قال سمعت

بن طاؤس سے ان کے والد سے انھوں نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ میری امت کو یا (فرمایا کہ) اس امت کو گمراہی پر کبھی متفق نہ کرے گا اور اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔ اور حاکم نے حضرت انسؓ سے انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک طویل حدیث روایت کی ہے جس میں یہ مضمون بھی ہے کہ آپ نے خدا سے دعا کی کہ میری امت گمراہی پر کبھی متفق نہ ہو چنانچہ یہ دعا قبول ہو گئی۔ اور حاکم نے حضرت ابو ذرؓ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص جماعت سے ایک بالشت بھر بھی علیحدہ ہوا اس نے اسلام کا رشتہ اپنی گردن سے نکال دیا۔ اور حاکم نے بروایت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جماعت سے ایک بالشت برابر بھی علیحدہ ہوا اس نے اسلام کا رشتہ اپنی گردن سے نکال ڈالا یہاں تک کہ وہ پھر جماعت کی طرف رجوع کرے اور فرمایا کہ جو شخص اس حال میں مر جائے کہ وہ امام جماعت کی ماتحتی میں نہ ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔ اور حاکم نے بروایت حارث اشعریؓ ایک طویل حدیث روایت کی ہے کہ جس کے آخر میں یہ مضمون ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمھیں پانچ باتوں کا حکم دیتا ہوں جن کا اللہ نے مجھے مامور فرمایا ہے۔ جماعت کا اتباع لازم سمجھو اور (خلیفہ کا حکم) سنو اور اطاعت کرو اور (دار الحرب سے) ہجرت کرو اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو پس جو شخص جماعت سے ایک بالشت کے برابر جدا ہوا اس نے اسلام کا حلقہ اپنی گردن سے نکال دیا مگر یہ کہ وہ پھر جماعت کی طرف رجوع کرے۔ اور حاکم نے حضرت معاویہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جماعت سے ایک بالشت برابر بھی علیحدہ ہوا وہ دوزخ میں جائے گا۔ اور حاکم نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا

رسول الله صلى الله عليه وسلم
يقول من فارق أمته او عاد
اعرابيا بعد هجرته فلا حجة
له واخرج الحاكم من حديث حذيفة
عن ربعي بن حراش قال اتيت
حذيفة ابن اليمان ليالي
سار الناس الى عثمان فقال سمعت
رسول الله صلى الله عليه وسلم
يقول من فارق الجماعة و
استذل الامارة لقي الله و
لا حجة له واخرج الحاكم
عن فضالة بن عبيد عن
رسول الله صلى الله عليه وسلم
انه قال ثلثة لا يسأل عنهم
رجل فارق الجماعة وعصى
امامه فمات عاصيا امامه
وعبد ابق من سيده فمات
وامرأة غاب عنها زوجها
وقد كفاها مؤنة الدنيا
فتبرجت بعده فلا تسأل
عنهم واخرج الحاكم عن ابي هريرة
قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
الصلوة المكتوبة الى الصلوة المكتوبة التي
بعدها كفارة لما بينهما والجمعة الى الجمعة
وشهر رمضان الى شهر رمضان كفارة لما
بينهما ثم قال بعد ذلك الا من ثلث الا من
الاشراك بالله ونكث الصفقة وترك السنة قلنا

آپ فرماتے تھے جو شخص اپنی جماعت سے الگ ہوا یا ہجرت
کے بعد پھر اعرابی بن گیا[۱] تو (خدا کے سامنے) اس کا کوئی عذر
قبول نہ ہوگا۔ اور حاکم نے بروایت حذیفہؓ ربعی بن حراش
سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے میں حذیفہ بن یمان کے پاس
گیا اس زمانہ میں جب کہ لوگ حضرت عثمانؓ پر خروج کر رہے
تھے تو حضرت حذیفہؓ نے کہا میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے جو شخص جماعت سے ایک
بالشت برابر بھی علیحدہ ہوا اور (اپنے) سردار کو اس نے ذلیل
کیا وہ خدا سے اس حال میں ملے گا کہ کوئی حجت اس کے پاس
نہ ہوگی۔ اور حاکم نے فضالہ بن عبید سے انھوں نے رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا
تین آدمی ایسے ہیں کہ ان سے کچھ پوچھا نہ جائے گا (اور دوزخ
میں بھیج دیئے جائیں گے) ایک وہ شخص جو جماعت سے
علیحدہ ہو اور اپنے حاکم کی نافرمانی کرے اور نافرمانی کی حالت
میں مر جائے۔ دوسرے وہ غلام جو اپنے آقا سے بھاگا ہوا ہو
اور (اسی حال میں) مر جائے۔ تیسری وہ عورت جس کا شوہر
باہر گیا ہو اور وہ اس عورت کے تمام دنیاوی مصارف کا
سامان کر گیا ہو پھر وہ عورت اس کے چلے جانے کے بعد گھر
سے باہر نکل جائے۔ لہٰذا ان لوگوں سے کچھ سوال نہ ہوگا۔ اور
حاکم نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ہر فرض نماز دوسری
فرض نماز کے وقت تک کے گناہوں کا کفارہ ہے اور
ایک نماز جمعہ دوسری نماز جمعہ تک کے گناہوں کا کفارہ ہے
اور ایک ماہ رمضان دوسرے ماہ رمضان تک کے گناہوں کا
کفارہ ہے اس کے بعد آپ نے فرمایا مگر تین باتوں کا کچھ کفارہ
نہیں۔ ایک تو اللہ کے ساتھ شرک کرنا۔ دوسرے بیعت کو
توڑنا۔ تیسرے سنت کو ترک کرنا۔ ہم لوگوں نے عرض کیا کہ

[۱] مطلب یہ ہے کہ وہ ہجرت سے پہلے اعرابی تھا اب ہجرت کے بعد پھر اعرابی ہو گیا یعنی اپنے وطن واپس گیا اور یہ جائز نہیں کیونکہ منع ہے کہ وہ اپنے وطن واپس جائے اسی
وجہ سے حضرت سعد بن خولہ کی وفات جب مکہ میں ہوئی تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بہت رنج ہوا۔

یا رسول اللہ أما الإشراک باللہ فقد عرفناہ فما نکث الصفقۃ وترک السنۃ قال أما نکث الصفقۃ أن تبایع رجلا بیمینک ثم تخالف إلیہ فتقاتلہ بسیفک وأما ترک السنۃ فالخروج من الجماعۃ وأخرج الحاکم فی حدیث حذیفۃ الطویل حین ذکر قوما یھتدون بغیر ھدیہ وقوما یدعون إلی أبواب جھنم قلت فما تأمرنی إن أدرکت ذلک قال تلزم جماعۃ المسلمین وإمامھم قلت فإن لم یکن لھم إمام ولا جماعۃ قال فاعتزل تلک الفرق کلھا وأخرج الشیخان من حدیث أنس بطرق مختلفۃ أنتم شھداء اللہ فی الأرض وأخرج الحاکم من حدیث أبی زھیر الثقفی قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یوشک أن تعرفوا أھل الجنۃ من أھل النار أو قال خیارکم من شرارکم قیل یا رسول اللہ بماذا قال بالثناء الحسن والثناء السیئ وأنتم شھداء بعضکم علی بعض وأخرج مسلم من حدیث ثوبان والمغیرۃ وجابر بن سمرۃ وجابر بن عبد اللہ ومعاویۃ بن أبی سفیان وألفاظھم متقاربۃ لا تزال طائفۃ من أمتی قائمۃ بأمر اللہ لا یضرھم من خذلھم أو خالفھم حتی یأتی أمر اللہ وھم ظاھرون علی الناس محصل است کہ

یا رسول اللہ! شرک باللہ کو تو ہم جانتے ہیں مگر بیعت توڑنا اور سنت کو ترک کرنا (ہم نہیں جانتے آپ بتا دیجئے کہ) کیا چیز ہے؟ حضرتؐ نے فرمایا بیعت توڑنے کا مطلب یہ ہے کہ تم کسی شخص سے بیعت کرو پھر اس کی مخالفت کرو اور اس سے تلوار لے کر قتال کرو اور سنت کے ترک کرنے کا مطلب ہے کہ جماعت سے علیحدہ ہو جاؤ۔ اور حاکم نے حضرت حذیفہؓ کی طویل حدیث میں روایت کیا ہے کہ حضرتؐ نے کچھ لوگوں کا ذکر کیا جو آپؐ کے روش کے خلاف روش پر چلیں گے اور کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو جہنم کی طرف لوگوں کو بلائیں گے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر کہیں اس زمانہ کو پاؤں تو آپؐ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ حضرتؐ نے فرمایا مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کو لازم پکڑنا میں نے عرض کیا اگر مسلمانوں کا کوئی امام اور ان کی کوئی جماعت نہ ہو۔ حضرتؐ نے فرمایا تو تم تمام فرقوں سے علیحدہ رہنا۔ اور شیخینؒ نے بروایت حضرت انسؓ باسانید متعددہ روایت کیا ہے کہ حضرتؐ نے (صحابہ کرامؓ سے) فرمایا تم لوگ زمین میں اللہ کے گواہ ہو اور حاکم نے بروایت ابو زہیر ثقفی نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ فرماتے تھے عنقریب تم لوگ اہل جنت اور اہل دوزخ کو پہچان لوگے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ! کیونکر؟ آپؐ نے فرمایا تعریف و مذمت سے (جس کی بیٹھ پیچھے مسلمان تعریف کریں وہ اچھا جس کی مذمت کریں وہ برا) تم لوگ باہم ایک دوسرے پر گواہ ہو اور مسلم نے بروایت حضرت ثوبانؓ و مغیرہؓ و جابر بن سمرہ و جابر بن عبد اللہ و معاویہ بن ابی سفیان نقل کیا ہے الفاظ سب کے قریب قریب ہیں کہ (حضرتؐ نے فرمایا) میری امت میں سے ایک گروہ ہمیشہ اللہ کے حکم کے ساتھ قائم رہے گا جو شخص ان کی رفاقت چھوڑ دے گا یا (فرمایا کہ) ان کی مخالفت کریگا وہ ان کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکے گا یہاں تک کہ اللہ کا حکم یعنے قیامت آ جائے اور وہ سب لوگوں پر غالب رہیں گے ممکن ہے کہ

حدیث لا یجتمع امتی علی الضلالۃ بر مفہوم
ہمیں حدیث محمول باشد بر آنکہ طائفہ بر حق
باشد آخذ بسنت و قائم بواجبات ملت
نہ بمعنے حجیت اجماع لکن المعنی الاول
ھو المشھور الذی حمل علیہ جماھیر
الفقھاء واللہ اعلم۔ و ازیں طرق کثیرہ
معلوم مے شود کہ احادیث نہی از مفارقت
جماعت و امر اتباع سواد اعظم چوں در
الفاظ آں تأمل کنیم ہر دو علت از بیان آنہا
مے تراود و ہر دو مصلحت از اشارات آں
می شود یکے اقامت خلافت کہ متبع چندیں
فوائد است دیگر حفظ ملت از اختلاف اہل
آں پس متبادر بفہم آنست کہ صریح حکم در جائے
حل است کہ خلیفہ راشد حکمے فرماید بعد مشاورت
اہل العلم کل ایشاں یا جمہور ایشاں و آں حکم ممکن شود
در مسلمین اما اتفاقیات جمہور فقہا چوں دولت
خلافت با آں یار نباشد و ہمچنیں مذہب خلیفہ
بعمل در مسئلہ مجتہد فیہ قضا کند واجب الاتباع
است ملحق بآں اصل منصوص از جہت مشارکت
در احد شطری العلۃ و ایں قصہ بآں مے ماند
کہ امام شافعیؒ در آیت وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي
الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ
تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ خِفْتُمْ
أَنْ يَفْتِنَكُمُ الخ گفتہ است کہ منطوق
آیت اباحت قصر است در صورت
اجتماع سفر و خوف ہر دو و سنت و اجماع
امت ملحق کردہ است بآں قصر فی السفر
من غیر خوف و سر دریں مسئلہ آنست کہ
سفر و خوف ہر یکے از آنہا مناسب تخفیف است

جس حدیث میں امت کا گمراہی پر متفق نہ ہونا بیان کیا گیا ہے
اس کا مطلب موافق اس حدیث کے یہ لیا جاتا ہے کہ امت کا
ایک گروہ ہمیشہ حق پر رہے گا سنت پر عمل کرے گا اور واجبات
ملت کو قائم رکھے گا۔ اجماع کی حجیت کا مفہوم نہ نکالا جائے
مگر پہلے ہی معنے زیادہ مشہور ہیں اور اسی پر جمہور فقہاء
نے اس حدیث کو محمول کیا ہے۔ ان احادیث کثیرہ سے معلوم
ہوتا ہے کہ مفارقت جماعت کی حدیثیں اور سواد اعظم کی
پیروی کا حکم (جن جن الفاظ میں ہے) ان الفاظ میں جب
ہم غور کرتے ہیں تو دو علتیں ان سے ظاہر ہوتی ہیں اور دو
مصلحتیں ان کے اشارات سے مفہوم ہوتی ہیں ایک اقامت
خلافت جس میں اس قدر فوائد ہیں۔ دوسرے شریعت کا
باہمی اختلاف سے محفوظ رکھنا پس یہ بات سمجھ میں آتی ہے
کہ صریح حکم تو کسی مقام کے لئے ہے جہاں خلیفہ راشد کوئی
حکم دے بعد مشورہ اہل علم کے خواہ سب سے مشورہ لے یا
بعض سے اور وہ حکم مسلمانوں میں نافذ ہو جائے۔ باقی رہے
جمہور فقہاء کے اجماعی مسائل جب کہ صورت خلافت[1] ان کے
ساتھ نہ ہو اسی طرح خلیفہ کا حکم کسی ایسے مسئلہ میں جو اجتہادی ہو
ان کا اتباع بھی واجب ہے اور اسی اصل منصوص کے ساتھ
اس کا بھی الحاق کیا گیا ہے کیونکہ یہاں دو علتوں میں سے
ایک علت پائی جاتی ہے۔ یہ قصہ اسی کے مشابہ ہے کہ امام
شافعیؒ نے آیہ {وَإِذَا ضَرَبْتُمْ الآیۃ (ترجمہ) جب تم
سفر کرو زمین میں تو نہیں ہے تم پر کچھ گناہ کہ کم کرو نماز سے
اگر خوف کرو تم کہ فتنہ میں ڈالیں گے تم کو کافر} میں کہا
ہے کہ منطوق آیت سے تو صرف اس صورت میں قصر کی اجازت
نکلتی ہے جس میں سفر اور خوف دونوں ہوں مگر احادیث
و اجماع امت نے اس کے ساتھ ہر سفر میں گو بغیر خوف کے ہو
قصر کرنے کو الحاق کر دیا ہے۔ اصل اس مسئلہ میں یہ ہے کہ سفر
اور خوف دونوں میں سے ہر ایک سبب تخفیف بن سکتا ہے

[1] یعنی کسی کو خلیفہ مقرر کر لینا۔

و در احکام خلفائے راشدین ظن اصابت رائے ایشاں باایں دو مصلحت جمع شد و امر شان یکہ گشت۔ غایۃ الوکادۃ در ظن اصابت عبد اللہ بن مسعود در سنت و قراءۃ و ابی بن کعب در قراءت و علی مرتضٰی در قضا و زید بن ثابت در فرائض باخلفاء ہم عنان اند از جہت ثنائے بعض ایشان کہ بر زبان غیب ترجمان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم گزشت و باعتبار دو مصلحت دیگر متخلف واقع شدند و فقہائے امصار بے حکم خلیفہ باعتبار مصلحت کہ امام شافعی بآں اشارہ کردہ حیث قال انما الغفلۃ فی الفرقۃ فاما الجماعۃ فلا یمکن فیہا کافۃ غفلۃ عن معنی کتاب ولا سنۃ ولا قیاس ملتفت اصابت است قال عمر رضی اللہ عنہ فاقضوا بما قضی بہ الصالحون و ایں نیز معلوم قطعی است کہ اگر در فصل مجتہد فیہ حکم خلیفہ را قبول نکنند و ہر یکے بر رائے خود رود حکم خلافت مضبوط نگردد و مصلحت اقامت خلافت محقق نشود بملاحظہ ہمیں مراتب امام شافعی گفتہ ولذا رجعنا الی التقلید فقول الایمۃ ابی بکر و عمر و عثمان قال فی القدیم و علی احب الینا

(لہٰذا جہاں صرف سفر یا جائے خوف نہ ہو وہاں بھی قصر ہونا چاہیئے) اسی طرح خلفائے راشدین کے احکام میں ان کی رائے کے صائب ہونے کا ظن ان دو مصلحتوں کے[1] (یعنے اقامت خلافت و حفاظت شریعت) کے ساتھ جمع ہو؛ اور یہ ظن نہایت مضبوط ہوگیا (مگر جس مقام میں صرف ایک ہی مصلحت پائی جائے گی وہاں بھی صائب الرائے ہونے کا ظن حاصل ہو جائے گا اور اتباع ضروری ہوگا) صائب الرائے ہونے کے خیال میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حدیث و قراءت میں اور حضرت اُبی بن کعب قراءت میں اور حضرت علی مرتضٰی قضا میں۔ اور حضرت زید بن ثابت فرائض میں خلفائے راشدین کے ہم پلہ ہیں اس لئے کہ ان لوگوں کے متعلق) ان کی عمدہ تعریف زبان غیب ترجمان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر گزر چکی ہے مگر باعتبار دوسری دو مصلحتوں کے (جن کا ذکر ابھی ہوا خلفائے راشدین سے) پیچھے ہیں۔ اور فقہائے بلاد (اسلامیہ) کا جن امور پر اتفاق ہو جائے بغیر حکم خلیفہ کے ان میں بھی صائب الرائے ہونے کا خیال ہے باعتبار اس مصلحت کے جو امام شافعی نے بیان کی ہے اور فرمایا ہے کہ غفلت تو تنہائی میں ممکن ہے مگر ایک پوری جماعت سے قرآن و حدیث و قیاس کے معنے سے غفلت ہو جانا ناممکن ہے (اسی وجہ سے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا ہے کہ جو فیصلہ اگلے نیک لوگ کر گئے ہیں اسی کے موافق فیصلہ کرو۔ اور یہ بھی یقینی طور کے ساتھ معلوم ہے کہ اگر اجتہادی مسئلہ میں خلیفہ کے حکم کو نہ مانیں اور ہر شخص اپنی رائے پر عمل کرے تو حکم خلافت کا مضبوط نہ ہوگا اور اقامت خلافت کی مصلحت فوت ہو جائیگی انہی مراتب کے لحاظ سے امام شافعی نے فرمایا کہ اگر ہم تقلید کریں تو ائمہ یعنی ابوبکر و عمر و عثمان کا قول ہمیں زیادہ محبوب ہے اور مذہب قدیم میں انہوں نے حضرت علی کے قول کو بھی خلفائے ثلاثہ کے ساتھ شامل کیا تھا۔

[1] یعنے صرف اقامت خلیفہ یا صرف حفاظت شریعت۔

و توقف در قول مرتضیٰ بمذہب جدید از جہت عدم تمکین سنت و عدم اجتماع امت بر قول او یکے از اوصاف مؤثرہ است۔

آما آنکہ ہریکے از خلفاء در وقت خلافت خویش افضل امت بودہ است از حدیث ابن عمرؓ کنا نخیر فی زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنقول ابوبکر خیر ھذہ الامۃ ثم عمر ثم عثمان و حدیث مرتضیٰ ھذان سیدا کہول اھل الجنۃ و حدیث وزن و ظہور رجحان ابوبکرؓ بروایت ابوبکرہ ثقفی و عرفجہ و غیر ایشان۔ و عمر فاروق افضلیت ابوبکر صدیقؓ را بیان کردہ است متواتر از و۔ و صدیق گفت اللھم استخلفت علیھم خیر خلقک و عبد الرحمن بن عوفؓ در وقت عقد خلافت برائے ذی النورین گفت واللہ علیہ ان لا یألو عن افضلھم فی نفسہ و مرتضیٰ بر سر منبر کوفہ فرمود خیر ھذہ الامۃ ابوبکر ثم عمر۔ سفیان ثوری بلاحظۂ ہمیں اجماعیات گفتہ است من زعم ان علیاً کان احق بالولایۃ منھما فقد خطأ ابابکر و عمر والمہاجرین والانصار وما اراہ یرتفع مع ھذا

لہ جب جدید میں حضرت مرتضیٰ کے قول میں تردد کی وجہ یہ ہوئی کہ ان کے قول کو تمکین نہیں ملی اور امت ان کے قول پر متفق نہیں ہوئی اور واجب الاتباع ہونے کے لئے یہ بھی ایک ضروری چیز ہے۔

خلفاء کا اپنے اپنے وقت میں تمام امت سے افضل ہونا (بھی بدلائل قطعیہ ثابت ہے) چنانچہ حضرت ابن عمرؓ کی حدیث ہے کہ ہم جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس کا چرچا کرتے تھے کہ سب سے بہتر کون ہے! تو کہتے تھے کہ اس امت میں سب سے بہتر ابوبکرؓ ہیں پھر عمرؓ پھر عثمان۔ اور حضرت مرتضیٰ کی حدیث ہے کہ شیخینؓ پیران اہل جنت کے سردار ہیں اور وزن کی حدیث اور حضرت ابوبکرؓ کے وزنی ہونے کی جو بروایت ابوبکرہ ثقفی و عرفجہ وغیرہ ثابت ہے۔ اور عمر فاروقؓ نے ابوبکر صدیقؓ کی افضلیت کو بیان کیا ہے جو ان سے بتواتر منقول ہے۔ اور حضرت صدیقؓ نے فرمایا کہ میں خدا کو یہ جواب دوں گا کہ یا اللہ! میں نے اس شخص کو خلیفہ بنایا جو سب سے بہتر تھا (یعنی عمرؓ کو) اور حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے بوقت عقد خلافت حضرت ذو النورینؓ فرمایا تھا کہ جس شخص کو انتخاب خلیفہ کا اختیار دیا جاتا ہے اس کو اللہ کی قسم ہے کہ وہ اپنی طرف سے افضل کے انتخاب کرنے میں کوتاہی نہ کرے۔ اور حضرت مرتضیٰ نے کوفہ میں برسر منبر فرمایا کہ اس امت میں سب سے بہتر ابوبکرؓ ہیں ان کے بعد عمرؓ۔ سفیان ثوری نے انہیں اجماعیات کے لحاظ سے کہا ہے کہ جس نے گمان کیا کہ علیؓ شیخینؓ سے زیادہ مستحق خلافت تھے بےشک اس نے ابوبکرؓ و عمرؓ اور تمام مہاجرین و انصار کو خطا پر سمجھا اور میں نہیں سمجھتا کہ ان سب کو خطا پر سمجھنے کے بعد

لہ حضرت علی مرتضیٰ کے قول کو تمکین نہ ملنا بالکل ظاہر ہے۔ ایک مرتبہ آپ نے امہات الاولاد کے بارے میں حضرت عمرؓ کے قول کے خلاف بیان فرمایا اور کہا کہ پہلے میرا بھی وہی قول تھا مگر اب میں نے رجوع کیا اس مجمع میں قاضی شریح نے کہا کہ آپ کا وہ قول جو جماعت کے ساتھ تھا ہمیں زیادہ محبوب ہے بہ نسبت آپ کے اس قول کے جس میں آپ تنہا ہیں۔ علاوہ اس کے حضرت مرتضیٰ کے قول میں توقف کی یہ وجہ بھی ہوئی کہ ان کے صحیح اقوال کا دستیاب ہونا بہ سبب اس کے کہ شیعوں نے کثیر [illegible] افترا پردازی کی بہت ہی دشوار ہو گیا تھا

لم یعمل تحت ادیم السماء و شافعی گفتہ اضطر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی ابی بکر فلم یجدوا تحت ادیم السماء خیرا من ابی بکر فولوہ رقابھم و چندیں صحابہ و تابعین گفتہ اند کہ صدیق اکبر در قتال مرتدین کبیر قائم شد کہ کار انبیاء بود

و اثبات خلافت خلفاء بس طرق بیاید وارد از انجملہ اجماع صحابہ بر خلافت صدیق اکبرؓ و ایں مسلک را عبد اللہ بن مسعودؓ اختیار نمودہ است قال عبد اللہ ما رأی المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن وما رأوا سیئا فھو عند اللہ سیئ وقد رأی الصحابۃ جمیعا ان یستخلفوا ابابکر و استخلاف صدیق اکبر در خلافت فاروق اعظم قال عبد اللہ بن مسعودؓ افرس الناس ثلثۃ ابوبکر حین استخلف عمر الحدیث و اتفاق مسلمین بر خلافت عمر فاروق بوجہے کہ ہیچکس را دراں اشکال نماند اظہر است از انکہ احتیاج بیان داشتہ باشد پس معنے اجماع اینجا ہم متحقق شد لیکن بعد از استخلاف و تسلط و ہمچنیں قصہ اتفاق بر ذی النورین معلوم و مشہور است متاخرین اشاعرہ ہمیں مسلک را اختیار نمودند و بریں مسلک اکتفا کردہ و از انجملہ تفویض امامت صلوٰۃ بصدیق اکبرؓ در ایام مرض

اس کا کوئی نیک کام آسمان کے نیچے جا سکے۔ اور امام شافعیؒ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگ مجبور ہوکر حضرت ابوبکرؓ کے پاس گئے تو انھوں نے آسمان کے نیچے ابوبکرؓ سے بہتر کسی کو نہ پایا البتہ ان کو اپنی گردنوں کا مالک بنا لیا۔ اور بہت سے صحابہ و تابعین نے کہا ہے کہ صدیق اکبرؓ نے قتال مرتدین میں وہ کام کیا جو انبیاء کے کرنے کا تھا۔

خلفاء کی خلافت کا اثبات بہت طریقوں سے ہو سکتا ہے۔ **از انجملہ** حضرت صدیق اکبرؓ کی خلافت پر صحابہؓ کا اجماع کرنا اس مسلک کو حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے اختیار کیا ہے چنانچہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ مسلمان جس کام کو اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے اور مسلمان جس کام کو برا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی برا ہے۔ اور تمام صحابہ نے اسی کو اچھا سمجھا کہ ابوبکرؓ کو خلیفہ بنائیں۔ اور از انجملہ حضرت صدیق اکبرؓ کا فاروق اعظمؓ کو خلیفہ بنانا حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ سب سے زیادہ کامل الفراست تین آدمی تھے ایک ابوبکرؓ کہ انھوں نے حضرت عمرؓ کو خلیفہ بنایا۔ اور مسلمانوں کا حضرت فاروقؓ کی خلافت پر متفق ہو جانا اس طرح کہ کسی کو اس میں کوئی اعتراض نہ رہا اس قدر ظاہر ہے کہ بیان کرنے کی حاجت نہیں پس اجماع کی صورت یہاں بھی پائی گئی لیکن بعد خلیفہ بن جانے اور تسلط حاصل ہو جانے کے۔ اسی طرح حضرت ذوالنورینؓ کے اوپر لوگوں کا متفق ہونا وہ بھی مشہور ہے۔ متاخرین اشاعرہ نے (خلافت خلفاء کے ثبوت میں) اسی مسلک کو اختیار کیا ہے اور انھوں نے اسی مسلک پر قناعت کی ہے۔ **از انجملہ** (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اپنے) زمانہ مرض میں حضرت صدیق اکبرؓ کو امامت نماز

لہ حضرت سفیان ثوریؒ نے بڑی عمدہ بات فرمائی ہے کہ جب کوئی شخص مہاجرین و انصار کو خطا پر سمجھے گا و آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا یقین نہیں حاصل کر سکتا اس لئے کہ یہی حضرات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دعوئے نبوت کرنے اور معجزات دکھلانے کے راوی اور ناقل ہیں اور جب حضرتؐ کی نبوت کا یقین نہ ہوا تو عمل صالح کا مقبول نہ ہونا ظاہر ہے واقعی جو شخص اسلام کے حضرات مہاجرین و انصار کی تنقیص کا درپے ہو وہ سعدی علیہ الرحمۃ کے اس شعر کا مصداق ہے کہ بر سر شاخ و بن می برید خداوند بستان نگہ کرد و دید بگفتا گر ایں مرد بد میکند نہ با من کہ با نفس خود

در حین وقت استخلاف بریں دلیل اعتماد نمودند و جماعہ مہاجرین و انصار اذعان آں کردند اصل قصہ امامت صدیق از متواترات است و استدلال بامامت بر خلافت مستفیض از اکابر فقہائے صحابہ مثل عمر فاروق و علی مرتضیٰ و ابن مسعود رضی اللہ عنہم و قصہ ذکر امامت در وقت انعقاد خلافت صدیق اکبر و اذعان مخالف و باز ماندن انصار بسبب ہمیں حدیث صحیح شدہ است از حدیث ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ و عمر فاروق و عبداللہ بن مسعود و دو جہات الاں آنا اجماعاً پس از انجہت کہ اکابر صحابہ ایں استدلال فرمودند و جمیع امت آں استدلال را تلقی بقبول نمودند و بسبب الزام مخالف ہماں دلیل آمد پس اجماع بر صحت استدلال منعقد گشت اما تفصیلاً پس باید دانست کہ اقامت شخصے شخص آخر را بر مقام خود گاہے بقول می باشد و گاہے بفعل و باید کہ فعل مفہم باشد و افہام در ہر طبقہ و در ہر زمان مختلف مے باشد حرف خلیفہ خود را بر دکان مے نشاند و مدرس در حلقہ درس و پادشاہان عجم بر تخت می نشاندند چوں در اسلام اشد طاعات صلوٰۃ آمد و ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امامت مے فرمودند تفویض امامت صلوٰۃ بصدیق اکبر رضی اللہ عنہ دلیل جلی بر استخلاف او آمد و از انجملہ حدیث عائشہ و عبدالرحمٰن لقد ہممت ان ادعو ابابکر فاعہد الیہ و از انجملہ خطبہ آخر کہ قبل از وفات بپنج شب بودہ است رواہا جماعۃ من الصحابۃ منہم ابن مسعود

تفویض کرنا۔ اس دلیل کو صحابہ نے عین وقتِ استخلاف میں پیش کیا، اور مہاجرین و انصار کی جماعت نے اس دلیل کا یقین کیا اصل واقعہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی امامتِ نماز کا متواتر ہے۔ امامتِ نماز کو خلافت کی دلیل قرار دینا اکابر فقہائے صحابہ رضی اللہ عنہم سے بسندِ مستفیض منقول ہے۔ مثلاً حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ و علی مرتضیٰ و ابن مسعود رضی اللہ عنہم کے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے منعقد ہوتے وقت امامت کو ذکر کرنا اور مخالفین کا مان لینا اور انصار کا مخالفت سے باز آنا اسی امامتِ نماز کی حدیث سے بروایتِ صحیحہ ثابت ہے جس کے ناقل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ و عمر فاروق و عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں۔ (امامتِ نماز سے خلافت پر) استدلال کی تقریر (ایک اجمالی ہے ایک تفصیلی) اجمالی یہ ہے کہ اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس سے استدلال کیا اور تمام امت نے اس استدلال کو مان لیا اور مخالفین پر اسی دلیل سے الزام بھی قائم ہو گیا پس اس استدلال کی صحت پر بھی اجماع ہو گیا۔ اور تفصیلی یہ ہے کہ کسی شخص کا دوسرے کو اپنا نائب و قائم مقام بنانا کبھی تو قول سے ہوتا ہے اور کبھی فعل سے مگر فعل ایسا ہونا چاہیئے کہ لوگ سمجھ جائیں لوگوں کا سمجھنا ہر طبقہ اور ہر زمانے میں مختلف رہتا ہے مثلاً پیشہ ور اپنے خلیفہ کو (اپنی) دکان پر بٹھا دیتا ہے۔ مدرس حلقۂ درس میں بٹھا دیتا ہے۔ عجم کے بادشاہ (اپنے) تخت پر بٹھا دیا کرتے تھے۔ اسلام میں چونکہ سب سے بڑی عبادت نماز ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ امامت فرمایا کرتے تھے لہٰذا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امامتِ نماز سپرد کرنا روشن دلیل ان کے خلیفہ بنانے پر ہے۔ از انجملہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ (حضرت نے فرمایا) میں نے ارادہ کیا تھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلاؤں اور ان کو کچھ وصیت کر دوں اور از انجملہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا) آخری خطبہ جو آپ نے اپنی وفات سے پانچ دن پہلے بیان فرمایا تھا جس کو صحابہ کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے جن میں حضرت ابن مسعود

وابوسعید وجندب بن عبداللہ انتہی
وابوہریرۃ وغیرہم ابو عمر صاحب استیعاب
این طریقہ اختیار نمودہ است وبراں
اعتماد کردہ وازانجملہ رؤیائے بسیار کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیدہ اند یا
صحابہ بحضور آنحضرت عرض کردہ اند وتعبیر
جملۂ آنہا خلافت خلفاء بودہ است آں
ہمہ تفسیر آیت استخلاف است وآیت تمکین
فی الارض یکے رؤیائے قلیب رواہ ابوہریرۃ
وابن عمر ودیگر رؤیاء وزن در حدیث ابوبکرہ
نفیع شخصے دیدہ است وآنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم تعبیر فرمودہ اند بخلافت
وعرفجہ وجماعت روایت کردہ اند کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود دیدہ ودور نیست
کہ ہر دو صورت واقع شدہ باشد سوم حدیث
تدلی بعضہم ببعض من حدیث جابر چہارم
رؤیاء دلو من حدیث سمرۃ بن جندب پنجم رؤیا ظلۃ
وحبل کہ از آسمان فرود آمد من حدیث ابی ہریرۃ
وابن عباس ششم مرسل حسن البصری وازانجملہ
تعریض جلی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بخلافت خلفاء
ثلثہ بعنوان امرے کہ تعلق بہ بیت المال دارد پیش
بزرگان حدیث جبیر بن مطعم ان امرأۃ
اتت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اخرجہ الشیخان قال الشافعی وفیہ
دلیل علی خلافۃ ابی بکر

اور ابو سعید اور جندب بن عبداللہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم
بھی ہیں۔ ابو عمر مصنف کتاب استیعاب نے اسی طریقہ کو اختیار
کیا ہے اور اسی پر اعتماد کیا ہے۔ اور ازانجملہ بہت سے خواب
جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھے یا صحابہ رضی اللہ عنہم نے دیکھے
اور) آپ سے عرض کئے اور ان سب کی تعبیر خلفاء کی خلافت
ہوئی یہ سب خواب آیت استخلاف اور آیت تمکین کی تفسیر
ہیں (یہ خواب کئی قسم کے ہیں) اول کنوئیں والا خواب جسکو
حضرت ابوہریرہ رضی اور ابن عمر رضی نے روایت کیا ہے۔ دوسرے
وزن کا خواب جو بروایت ابوبکرہ نفیع کسی اور شخص نے دیکھا
تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعبیر خلافت
کے ساتھ فرمائی۔ اور عرفجہ اور نیز بہت سے لوگوں نے روایت
کی ہے کہ یہ خواب خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا
تھا کچھ بعید نہیں ہے کہ دونوں صورتیں واقع ہوئی ہوں تیسرے
بعض خلفاء کا بعض کے دامن سے لٹکنا جس کو حضرت
جابر رضی نے روایت کیا ہے۔ چوتھے ڈول کا خواب جس کو
حضرت سمرہ بن جندب رضی نے روایت کیا ہے۔ پانچویں ابر والا
خواب اور رسی کا خواب کہ آسمان سے لٹک رہی ہے جس کو حضرت
ابوہریرہ رضی اور ابن عباس رضی نے روایت کیا ہے۔ چھٹے وہ خواب
جو حسن بصری نے مرسلاً روایت کیا ہے۔ اور ازانجملہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا خلفائے ثلثہ کی خلافت پر کھلی ہوئی
تعریض کرنا ان کاموں کو ان کے متعلق کرکے جو بیت المال
سے علاقہ رکھتے ہیں چنانچہ حضرت جبیر بن مطعم رضی کی حدیث
ہے کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
آئی الخ جس کو شیخین نے روایت کیا ہے۔ امام شافعی نے کہا
ہے کہ یہ حدیث حضرت ابوبکر رضی کی خلافت کی دلیل ہے۔

ل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب کا حجت ہونا تو ظاہر ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام کے خواب وحی ہوا کرتے ہیں باقی رہے صحابہ کرام کے خواب تو وہ بھی جب حضرت کے سامنے مذکور ہوگئے اور ان کی تعبیر زبان وحی ترجمان سے حاصل ہوگئی یا آپ کے سامنے ان کی تعبیر بیان کی گئی تو بوجہ تقریر نبوی کے وہ بھی حجت ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کے خواب کا حجت ہونا حضرت ابراہیم کے خواب سے جو انہوں نے اپنے فرزند کے متعلق دیکھا تھا ظاہر ہے جس کا تذکرہ قرآن شریف میں ہے [illegible] انی اری فی المنام انی اذبحک [illegible]

وحدیث انس بعثنی بنو المصطلق وحدیث سہل بن ابی حثمۃ بایع اعرابی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وحدیث ابی ہریرۃ قریبا من معناہ و از انجملہ تعریض جلی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بخلافت خلفاء ثلثہ و بعض خواص خلافت خاصہ در حق ایں بزرگان حدیث ابی ذر قصہ تسبیح الحصیات فی ایدی الخلفاء الثلاثۃ علی الترتیب وحدیث انس نحوا من ذلک وحدیث ابی الدرداء فی امرہ صلی اللہ علیہ وسلم الصدیق بالخطبۃ ثم امرہ لعمر بالخطبۃ وحدیث ابی موسی الاشعری فی قصۃ القف نظ و از انجملہ فرمودن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خلفائے ثلثہ را کہ ھم الخلفاء فی قصۃ تاسیس المسجد من حدیث عائشۃ وسفینۃ و از انجملہ احادیث دالہ بر حال منتظر الامارۃ وقتیکہ خلافت برائے ایشان منعقد شد دلالت نمود بر صحت خلافت ایشان حدیث علی مرتضی وحذیفۃ ان تؤمروا ابا بکر الحدیث وحدیث حذیفہ وغیرہ لا غنی لی عنھما ھما من الدین بمنزلۃ السمع والبصر وفی لفظ بمنزلۃ الراس من الجسد وحدیث ابی سعید خدری وکما وزیرای فی الارض فابوبکر و عمر و از انجملہ احادیث دالہ بر آنکہ ترتیب دولت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بریں طریق خواہد بود کہ نبوۃ و رحمۃ

اور حضرت انس رض کی حدیث کہ مجھے بنی المصطلق نے بھیجا الخ۔ اور حضرت سہل بن ابی حثمہ رض کی حدیث ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے کچھ معاملہ قرض کا کیا اور حضرت ابوہریرہ رض نے اسی کے قریب المعنے حدیث روایت کی ہے اور از انجملہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خلفائے ثلاثہ کی خلافت پر کھلی ہوئی تعریض کرنا خلافت خاصہ کے بعض خصوصیات کو ان بزرگوں میں بیان کرکے مثل حضرت ابوذر رض کی اس حدیث کے کہ علے الترتیب خلفائے ثلثہ کے ہاتھ میں کنکریوں نے تسبیح پڑھی اور حضرت انس رض کی حدیث بھی اسی کے قریب ہے۔ اور حضرت ابوالدرداء رض کی حدیث کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق رض کو خطبہ پڑھنے کا حکم دیا ان کے بعد حضرت عمر رض کو خطبہ پڑھنے کا حکم دیا اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رض کی حدیث باغ کے قصہ کے متعلق[1] اور از انجملہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مسجد کی بنیاد رکھتے وقت خلفائے ثلثہ کی نسبت فرمانا کہ یہ لوگ خلفاء ہیں جس کو حضرت عائشہ رض اور سفینہ رض نے روایت کیا ہے۔ اور از انجملہ وہ حدیثیں جو خلفاء کے ساتھ ولیعہدی کے برتاؤ پر دلالت کرتی ہیں۔ جب خلافت ان کی منعقد ہوگئی تو ان حدیثوں نے ان کی صحت خلافت پر دلالت کی مثل حدیث حضرت مرتضے و حضرت حذیفہ رض کے کہ اگر تم لوگ ابوبکر رض کو خلیفہ بناؤ الخ اور حدیث حضرت حذیفہ رض کے کہ مجھے ان دونوں سے بے نیازی نہیں ہے کیونکہ یہ دونوں دین میں وہ مرتبہ رکھتے ہیں جو (جسم انسان میں) کان اور آنکھ کا رتبہ ہے اور ایک روایت میں (بجائے کان اور آنکھ کے) یہ ہے کہ جو رتبہ سر کو جسم میں ہے اور مثل حدیث ابوسعید خدری کے کہ زمین میں میرے دو وزیر ابوبکر رض و عمر رض ہیں۔ اور از انجملہ وہ حدیثیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دولت اس ترتیب سے ہوگی پہلے نبوت و رحمت

[1] جس میں دس صحابہ کو جنت کی بشارت دی گئی ہے۔

"ثم تكون خلافة ورحمة" وفي لفظ خلافة على منهاج النبوة ثم يكون ملك
عضوض وہ خارج بعد زمان نبوت
خلافت خلفاء حاصل شد وبعد ازاں
ملک عضوض پس دانستہ شد کہ خلافت
ایشاں خلافت علیٰ منہاج النبوة ست
وخلافت ورحمت است از حدیث ابوعبیدہ
ومعاذ بن جبل وحذیفہ وغیر ایشاں۔

وازانجملہ اخبار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
بآنکہ خیر الناس قرنی ثم الذین یلونہم
ثم الذین یلونہم ثم یفشو قوم تسبق
ایمانہم شہادتہم وشہادتہم ایمانہم
بروایۃ جماعۃ عظیمۃ منہم عمر و
ابن مسعود وعمران وحذیفہ
وغیرہم قرن اول زمان آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم از ہجرت تا وفات وقرن ثانی زمان
شیخین وقرن ثالث زمان ذی النورین بعد ازاں
اختلافہا پدید آمد وفتنہا ظاہر گردید تفصیل
این اجمال آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم فتنہ کہ بعد قتل حضرت عثمان بظہور
پیوست در احادیث متواترہ مستکثرۃ الطرق
بیان فرمودند چنانچہ عنقریب
مذکور مے گردد و ماقبل آں را بوجوہ
متعددہ از صفات مدح مخصوص
گردانیدند

اس کے بعد خلافت اور رحمت اور ایک روایت میں خلافت بر منہاج نبوت اس کے بعد کاٹنے والی بادشاہت۔ اور خارج میں بعد زمانۂ نبوت کے خلفاء کی خلافت حاصل ہوئی اور اس کے بعد کاٹنے والی بادشاہت ہوئی پس معلوم ہوا کہ خلافت ان بزرگوں کی منہاج نبوت پر تھی اور خلافت و رحمت تھی۔ اس مضمون کی حدیثیں حضرت ابوعبیدہؓ اور معاذ بن جبلؓ و حضرت حذیفہؓ وغیرہ سے منقول ہیں۔

شرح حدیث خیر القرون

اور ازانجملہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس بات کو بیان فرمانا کہ سب سے بہتر میرا زمانہ ہے پھر وہ لوگ جو میرے قرن کے بعد ہوں پھر وہ لوگ جو ان کے بعد ہوں اس کے بعد کچھ لوگ ایسے ہوں گے جن کی قسمیں ان کی شہادت سے پہلے ہوں گی اور ان کی شہادت ان کی قسم سے آگے چلے گی اس حدیث کو بہت بڑی جماعت صحابہ نے روایت کیا ہے جن میں حضرت عمرؓ اور ابن مسعودؓ اور عمرانؓ و حذیفہؓ وغیرہم ہیں۔ قرن اول تو زمانۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے بعد ہجرت کے وفات تک۔ اور قرن دوم زمانۂ شیخین کا ہے۔ اور قرن سوم زمانۂ حضرت ذوالنورین کا ہے۔ اس کے بعد اختلاف پیدا ہوئے اور فتنے ظاہر ہوئے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فتنہ کو جو بعد شہادت حضرت عثمانؓ کے ظاہر ہوا بہت سی حدیثوں میں جو بہت سندوں کے ساتھ مروی ہیں بیان فرمایا ہے جیسا کہ عنقریب (مفصل) بیان ہوگا اور اس فتنہ سے پیشتر کے زمانہ کو کئی طرح سے مدح کی صفات کے ساتھ مخصوص کیا

لے حدیث خیر القرون کے متعلق مصنف [illegible] ایک جدید تحقیق حضرت مصنف کی [illegible] صحیح جدید کے صفحہ ۲۰۱ میں [illegible] مصنف [illegible] تحقیق [illegible] ان میں [illegible] حدیث [illegible] قرن اول سے مراد صحابہ اور قرن دوم [illegible] اور قرن سوم سے [illegible] صحابہ [illegible] زمانہ کے فتنوں کی پیشین گوئی پر فصل [illegible] آئے گی۔

وا بعد از آنکہ ابواب این را از صفات و ذم کو بہیدیم چوں ملاحظہ آں ہمہ طرق نمودیم کہ مختلف اند در تعبیر و متحد اند در اصل مقصود حاصل قوی بہم رسید کہ مراد از قرون ثلثہ تفصیل ہماں مدت است و تقسیم بقرون ثلثہ و مدح آں قرون نیست الا باعتبار کمال مدبران آں قرون و قائمان بالامر و انہا و باعتبار شیوع اعمال خیر و ظہور دولت اسلامیہ و انجاز موعود اللہ عز وجل در ظہور دین حق و از انجملہ احادیث دالہ بر آنکہ ملت اسلامیہ را نشو و نمائے خواہد بود تا غایتے بعد از اں متناقص شدن گیرد مثل حدیث علقمہ بن کرز و حدیث یکون شیئا ثم ثم بر یعنی ثم یستوی ثم یقیف ثوب ...... اسلام ...... الے غیر ذالک و ہمچنیں مشاہدہ افتاد در خارج کہ تا زمان حضرت عثمان اسلام متزاید بود بعد ازاں متناقص (دیدہ شد) دانستہ شد کہ خلافت ایشاں خلافت راشدہ مبشر بہا است و از انجملہ حدیث ابن مسعود تدور رحی الاسلام بخمس وثلثین سنۃ بعد ازاں بظہور فتنہ عظیمہ تعبیر نمودند کہ فان یھلکوا فسبیل من قد ھلک پس دوران رحی اسلام دلالت می کند بر استقامت امور و غلبہ او بر سائر ادیان و کثرت فتوح و آں معنے خلافت راشدہ است پس خلافت ایں عزیزان خلافت راشدہ آمد و از انجملہ حدیث ابی ہریرۃ الخلافۃ بالمدینۃ والملک بالشام

اور اس فتنہ کے بعد کے زمانہ کو بہت برائیوں سے یاد فرمایا جب ہم ان تمام روایتوں کو جو عبارت میں مختلف اور اصل مقصود میں متحد ہیں لحاظ کرتے ہیں تو حدیث قوی حاصل ہو جاتا ہے کہ قرون ثلثہ سے مراد اسی مدت کی تفصیل ہے اور اس مدت کو تین قرنوں پر تقسیم کرنا اور ان قرنوں کی تعریف کرنا نہیں ہے مگر اس سبب سے کہ ان قرنوں کے مدبر اور صاحبان حکومت نہایت کامل تھے اور اعمال خیر کی اشاعت اور دولت اسلامیہ کا غلبہ اور غلبۂ دین کے متعلق اللہ عز وجل کے وعدوں کا پورا ہونا ان قرنوں میں خوب تھا۔ اور از انجملہ وہ حدیثیں ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ملت اسلامیہ کو ایک حد تک نشو و نما ہوگا اس کے بعد پھر تنزل شروع ہوگا مثل حدیث حضرت علقمہ بن کرز کے اور اس حدیث کے کہ اسلام پہلے شی[1] ہوگا پھر رباعی پھر سدیس پھر بازل وغیرہ ذلک اور خارج میں بھی ایسا ہی دیکھا گیا کہ حضرت عثمانؓ کے زمانہ تک اسلام ترقی کر رہا اس کے بعد کم ہوتا ہوا جھک گیا معلوم ہوا کہ ان بھیجو خلفاء کی خلافت خلافت راشدہ ہے جس کی بشارت (آیات و احادیث میں) دی گئی ہے۔ اور از انجملہ حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث کہ اسلام کی چکی پینتیس سال چلتی رہے گی اس کے بعد آپ نے ایک فتنہ عظیمہ سے ڈرایا اور فرمایا کہ اگر اس فتنہ میں لوگ ہلاک ہو گئے تو ان کی وہی راہ ہے جو اور ہلاک ہونے والوں کی راہ تھی۔ اسلام کی چکی کا چلنا دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ اسلامی کام بہت ٹھیک رہیں گے اور تمام دینوں پر اس کو غلبہ رہے گا اور فتوحات کی کثرت ہوگی۔ اور خلافت راشدہ کے یہی معنے ہیں پس ان بزرگوں کی خلافت خلافت راشدہ ہو گئی۔ اور از انجملہ حضرت ابو ہریرہ کی حدیث ہے کہ خلافت مدینہ میں ہوگی اور سلطنت شام میں۔

[1] شی [illegible] دیکھتے ہیں ... کہ پہلا سال شروع ہوتا ... سال شروع ہوا ... سال شروع ہوتا ہو [illegible] ... سال کی عمر ... اسلام کی ترقی ... ہوگی ... کامل ہو جائیگا ... حضرت ... حدیث کو بیان کرکے ... ہو جائے گا جمع بحار الانوار۔

وازینجا دانستہ شد کہ خلافت راشدہ بمدینہ خواہد بود و در خارج غیر خلفائے ثلثہ در مدینہ اقامت نہ نمودند و ازانجملہ احادیث دال بر آنکہ عمر بن الخطاب غلق فتنہ است و نگاہبان است از فتن مثل حدیث حذیفہ و آں اصح این باب است و حدیث عبداللہ بن سلام و ابی ذر و غیر ایشان و در خارج ہمچنان واقع شد کہ در زمان حضرت عمرؓ ہیچ فتنہ برنخاست و این بشارت است بخلافت راشدہ عمر بن الخطاب و ازانجملہ احادیث دال بر آنکہ حضرت عثمانؓ در وقت فتنہ برحق باشد و مخالفان او بر باطل و در طرق این احادیث کثرت است از مسند ابن عمر و عبداللہ بن حوالہ و مرۃ بن کعب و کعب بن عجرہ و ابوہریرہ و حذیفہ و عائشہ و غیر ایشان و حضرت عثمانؓ ہنگام فتنہ خلیفہ بود و مخالف او نزع خلافت او می خواستند پس خلافت او عنداللہ و رسول ثابت بود و ازانجملہ احادیث دال بر لوازم خلافت خاصہ بالکثرت آں و تشعب طرق آں و استدلال باین لوازم دو صورت دارد یکے آنکہ معنے خلافت خاصہ منقح کنیم و معانی کہ خلافت خاصہ را از خلافت عامہ صحیحہ و خلافت جابرہ متمیز شود بشناسیم بلکہ ہر یکے را ازان معانی با دلائل متکاثرہ در خلفاء اثبات نمائیم و این صورت بالقطع دلالت مے کند بر مقصود و صورت دیگر آنکہ بر بعض لوازم اکتفا نمائیم و آن را با دلائل او در خلفاء اثبات کنیم و ہر لازمے را دلیلے علیحدہ تقریر نمائیم

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ خلافت راشدہ مدینہ میں ہوگی اور خارج میں سوا خلفائے ثلثہ کے مدینہ میں کسی خلیفہ نے قیام نہیں کیا۔ اور ازانجملہ وہ حدیثیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ فتنہ کے (دروازہ کے) لئے قفل تھے اور فتنوں سے امت کے بچانے والے تھے مثل حدیث حضرت حذیفہؓ کے جو اس باب کی تمام حدیثوں سے زیادہ صحیح ہے اور مثل حدیث عبداللہ بن سلامؓ اور ابوذر وغیرہ کے اور خارج میں بھی ایسا ہی ہوا کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں کوئی فتنہ پیدا نہ ہوا اس سے حضرت عمر بن خطابؓ کی خلافت کے خلافت راشدہ ہونے کی بشارت نکلتی ہے۔ اور ازانجملہ وہ حدیثیں ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضرت عثمانؓ فتنہ کے وقت حق پر ہوں گے اور ان کے مخالف باطل پر ہوں گے ان حدیثوں کی سندیں بہت زیادہ ہیں۔ حضرت ابن عمرؓ اور عبداللہ بن حوالہ اور مرۃ بن کعب اور کعب بن عجرہ اور ابوہریرہ اور حذیفہ اور حضرت عائشہؓ وغیرہ ان حدیثوں کے راوی ہیں اور حضرت عثمانؓ فتنہ کے وقت بھی خلیفہ تھے اور ان کے مخالف ان سے خلافت کو نکال لینا چاہتے تھے پس معلوم ہوا کہ خلافت ان کی اللہ و رسول کے نزدیک ثابت تھی۔ اور ازانجملہ وہ حدیثیں ہیں جو خلافت خاصہ کے لوازم پر دلالت کرتی ہیں یہ حدیثیں بھی بہت ہیں اور بہت سندوں سے مروی ہیں ان لوازم سے استدلال کرنے کی بھی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ پہلے ہم خلافت خاصہ کے معنے کی تنقیح کریں اور وہ اوصاف جن کی وجہ سے خلافت خاصہ اور خلافت عامہ صحیحہ اور خلافت جابرہ میں باہم امتیاز پیدا ہوتا ہے معلوم کرلیں پھر ہم خلافت خاصہ کے اوصاف کو دلائل کے ساتھ خلفاء میں ثابت کریں یہ صورت بھی یقینا مقصود پر دلالت کرتی ہے۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ صرف بعض لوازم کو بیان کریں اور ان کو دلائل کے ساتھ خلفاء میں ثابت کریں اور ہر لازم کو جداگانہ دلیل سے ثابت کریں۔

واکثر صحابہ و تابعین بایں نوع سلوک کردہ اند وحقیقت خلافت خلفاء بایں مسلک شناخت وایں آثار محتمل دو وجہ است یکے آنکہ بعض لوازم را ذکر کردند و بعض آخر را حذف نمودند اتکالاً علیٰ انہ معلوم عندہم چنانکہ در بعض اوقات از مقدمتے الدلیل یکے را ذکر کنند واز دیگرے سکوت ورزند وحینئذ اصل استدلال تمام باشد و در تقریر مسامحتے بکار برده باشند دیگر آنکہ غرض ایشان استدلال بیک لازم فقط چوں ہر یکے مناسب است باصل غرض ومظنۂ مطلوب وحینئذ دلیل ظنی باشد یا خطابی پس جمعے از صحابہ بسوابق اسلامیہ فقط استدلال کردند جمعے بہ بشارت بالجنۃ فقط وجمعے آنکہ با حضرت صدیق وفاروق معاملہ منتظر الامارۃ مے فرمودند وازیں قبیل است استدلال بقول حضرت عائشہ لو کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مستخلفاً لاستخلف ابا بکر ثم عمر و جمعے آنکہ خلفاء را در شرع وصف سابقین مقربین اثبات نمودہ اند وازیں قبیل است استدلال شیخ محی الدین بن عربی بر خلافت راشدۂ عمر فاروق رضی اللہ عنہ بایں مضمون کہ حقیقت نبوت وحی وعصمت است وحقیقت خلافت نبوت وجود نمونہ از ہر یکے در خلیفہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چوں فرمودند کہ فاروق رضی اللہ عنہ محدّث است وسکینہ بر زبان او نطق میکند وفرمودند کہ شیطان از ظل فاروق رضی اللہ عنہ مے گریزد اثبات کردند خلافت نبوت او را

(یہ صورت بھی کافی ہے) اکثر صحابہ و تابعین نے اسی صورت کو اختیار کیا ہے اور خلافت خلفاء کی حقیقت کو اسی طریقے سے پہچانا ہے (صحابہ و تابعین کے) ان آثار میں دو احتمال ہیں۔ ایک یہ کہ انھوں نے بعض لوازم کو ذکر کیا اور بعض کو اس خیال سے چھوڑ دیا کہ اوروں کو معلوم ہیں جیسا کہ بعض اوقات دلیل کے دو مقدموں میں سے ایک کو ذکر کرتے ہیں اور دوسرے کو چھوڑ دیتے ہیں اس صورت میں اصل استدلال پورا ہوتا ہے مگر تقریر میں کچھ مسامحہ ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ غرض ان کی صرف اسی ایک لازم سے استدلال کرنا ہو کیونکہ ہر لازم اصل غرض اور اصل مقصد کے لئے مفید ہے۔ اس وقت میں دلیل ظنی یا خطابی ہو جائے گی۔ پس ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم نے صرف سوابق اسلامیہ سے استدلال کیا اور ایک جماعت نے جنتی ہونے کی بشارت سے۔ اور ایک جماعت نے اس بات سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق رضی اللہ عنہ وحضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ ولیعہدی کا برتاؤ کیا کرتے تھے۔ اور اسی قسم میں داخل ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس قول سے استدلال کرنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر کسی کو خلیفہ بناتے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بناتے ان کے بعد عمر رضی اللہ عنہ کو۔ اور ایک جماعت نے اس بات سے (استدلال کیا) کہ خلفاء کے لئے شریعت میں سابقین مقربین کی صفت ثابت کی ہے اور اسی قبیل سے ہے شیخ محی الدین بن عربی کا استدلال حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت راشدہ پر بایں مضمون کہ نبوت کی حقیقت وحی اور عصمت ہے اور خلافت نبوت کی حقیقت یہ ہے کہ ان دونوں چیزوں کا نمونہ خلیفہ میں موجود ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب فرمایا کہ فاروق محدَّث ہیں اور سکینہ ان کی زبان پر بولتا ہے اور فرمایا کہ شیطان فاروق رضی اللہ عنہ کے سایہ سے بھاگتا ہے تو آپ نے (اس بیان سے) ان کی خلافت نبوت کو ثابت کر دیا

اردو ترجمہ	فارسی متن
اور ایک جماعت نے خلفائے راشدین کی فضیلت سے جو حدیث وزن اور حدیث خیر الناس سے ثابت ہے استدلال کیا اور اس استدلال کے بہت طریقے ہیں جو شمار میں نہیں آسکتے۔ ذہین عقلمند لوگوں کے کلام سے بہت طریقے نکل سکتے ہیں لہٰذا ہم ان کو ذکر کرکے کلام کو طول دینا نہیں چاہتے۔	وجمعے بافضلیت ہر یکے کہ ماخوذ از حدیث وزن است و از حدیث کنا نخیر و ہمیں مسلک گرفتہ است کہ در استنباط و تقلیب سخن نزدیک از کلام طرق بسیار است کہ آن را کہ لا نطول الکلام۔

(چوتھی فصل ختم ہوگئی)

والحمد للہ رب العالمین

ضمیمہ متعلق فصل چہارم از مترجم عافاہ اللہ تعالیٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً ومصلیاً

چونکہ مصنف نے فصل چہارم میں صحابہ کرام اور چند تابعین و تبع تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین کے مسانید متعلق خلافت جمع فرمائے ہیں لہٰذا مناسب معلوم ہوا کہ اس فصل کے آخر میں بطور ضمیمہ کے ان حضرات کے مختصر حالات لکھ دیئے جائیں تاکہ اس فصل کے پڑھنے والے کے لئے موجب مزید بصیرت ہو۔ صحابہ کرام کے حالات اسد الغابہ و اکمال سے لئے گئے ہیں اور تابعین و تبع تابعین کے تہذیب التہذیب سے۔

وہ صحابہ کرام جنکے نام مسانید ازالۃ الخفاء فصل چہارم میں ہیں مع مختصر حالات و تعداد احادیث

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد احادیث	مختصر حالات
۱	ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	۹	نام عبد اللہ لقب صدیق اور عتیق۔ کنیت ابوبکر۔ والد کا نام ابو قحافہ۔ قریشی تیمی ہیں۔ ساتویں پشت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مل جاتے ہیں۔ آزاد مردوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے یہی ہیں۔ خود بھی صحابی والدین بھی صحابی اولاد بھی صحابی۔ اسلام لاتے ہی اشاعت اسلام میں کوشش شروع کی اور اکابر صحابہ ان کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔ دین کے لئے جس قدر مصائب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پہنچے سب میں شریک رہے۔ اور جیسی جان نثاری انھوں نے کی کسی سے ظاہر نہ ہوئی۔ سفر ہجرت میں یہی رفیق تھے جس کا ذکر قرآن شریف میں وارد ہوا۔ تمام مشاہد خیر میں حضـ[illegible] ان کی صاحبزادی حضرت عائشہ ام المؤمنین تھیں۔ احادیث میں بکثرت و بے نظیر فضائل وارد ہوئے ہیں خصوصاً وہ خطبہ جو وفات سے پانچ دن پہلے

نمبر	نام صحابی	ترمذی	مختصر حالات
			آپ نے فرمایا۔ عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں۔ اور نبی کے بعد تمام امت سے افضل ہیں۔ مرض وفات میں حضرت نے ان کو اپنی جگہ پر امام کر دیا تھا۔ حضرت کی وفات کے بعد آپ کے جانشین ہوئے اور فتنۂ ردت میں وہ کام کیا جو ایک نبی اولوالعزم کرتا۔ جمع قرآن کا کام بھی انہی کے عہد میں ہوا۔ دو برس تین مہینے نو دن مسند خلافت پر جلوہ افروز رہ کر ترسٹھ برس کی عمر میں بروز جمعہ تاریخ ۲۲ جمادی الآخر ۱۳ھ ہجری وفات پائی۔ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں خاص اسی قبہ خضرا کے اندر مدفون ہوئے۔
۲	عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ	۲۷	لقب فاروق۔ کنیت ابو حفص۔ قریشی عدوی ہیں۔ نویں پشت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتے ہیں۔ سابقین اولین میں سے ہیں۔ ان سے پہلے انتالیس آدمی مسلمان ہو چکے تھے۔ ان کے اسلام کے لئے حضرت نے دعا کی تھی۔ ان کے مسلمان ہوتے ہی اسلام کی قوت و شوکت روز بروز بڑھنے لگی۔ ان کی صاحبزادی حضرت حفصہ ام المومنین تھیں۔ عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں۔ حضرت صدیق کے بعد تمام امت سے افضل ہیں۔ احادیث میں بکثرت اور بے مثل فضائل وارد ہوئے۔ خصوصاً یہ کہ میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتے اور یہ کہ شیطان ان کے سایہ سے بھاگتا ہے۔ تمام [illegible] لیا۔ حضرت صدیق کی وفات کے بعد خلیفہ ہوئے۔ خلافت کا کام جس خوبی سے کیا محتاج بیان نہیں۔ جس قدر فتوحات ہوئیں اور کسریٰ و قیصر کے ملکوں میں نعرۂ توحید بلند ہوا سب انہی کی کوشش تھی۔ جمع قرآن کا ارادہ سب سے پہلے انہی کے دل میں پیدا ہوا تھا۔ دس برس چھ مہینے پانچ دن خلافت کرکے ابو لؤلؤ مجوسی غلام کے ہاتھ سے زخمی ہوئے اور یکم محرم ۲۴ھ میں بعمر ۶۳ سال وفات پائی اور اسی قبہ خضرا میں اپنے صاحبین کے ساتھ مدفون ہوئے۔
۳	عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ	۱۷	کنیت ابو عبد اللہ۔ لقب ذوالنورین۔ قریشی اموی ہیں۔ پانچویں پشت میں ان کا نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔ سابقین اولین میں سے ہیں۔ عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں اور جمہور امت کے نزدیک حضرت فاروق کے بعد تمام امت سے افضل ہیں۔ دو مرتبہ ہجرت کی۔ اول بجانب حبش دوم بجانب مدینہ منورہ۔ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جو حضرت صدیق کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں رقیہ اور ام کلثوم یکے بعد دیگرے ان کے

سلہ عشرہ مبشرہ ان دس صحابہ کو کہتے ہیں [illegible] کے علاوہ متفرق طور پر اور لوگوں کو بھی بشارت ملی ہے۔ سلہ شیخین کی فضیلت تمام امت [illegible]

نمبر شمار	نام صحابی	[illegible]	مختصر حالات
			نکاح میں آئیں اسی سبب سے ان کو ذوالنورین کا لقب ملا۔ تمام مشاہد غیر بدر کا میں حصہ لیا۔ حضرت نے ان کی حیا کی بہت تعریف کی اور جنت میں اپنی رفاقت کا مژدہ سنایا۔ بیر رومہ کا خریدنا غزوۂ تبوک کا سامان کرنا کسی کام ان سے لیے ہوئے کہ حضرت نے بار بار ان کو جنت کی بشارت دی۔ ان کی شہادت کی خبر مستفیض حدیثوں میں ہے۔ حضرت فاروقؓ کے بعد خلیفہ ہوئے اپنی خلافت میں فتوحات اسلامی کو بڑھایا اور شیخینؓ کے جمع کئے ہوئے قرآن کو شائع کیا اور دوسرے مصاحف کو جن سے اختلاف پھیلنے کا اندیشہ تھا معدوم کر دیا۔ بارہ دن کم بارہ برس خلافت کے بعد بروز جمعہ ۱۸ ماہ ذی الحجہ ۳۵ھ میں ظلماً باغیوں کے ہاتھوں سے شہید ہوئے اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے اس وقت آپ کی عمر بیاسی سال تھی۔
۴	علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ	۳۴	کنیت ابوتراب اور ابوالحسن۔ لقب اسد اللہ۔ قریشی ہاشمی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے ہیں۔ نابالغ بچوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے یہی ہیں عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں۔ اور اہل حق کے نزدیک حضرت ذوالنورینؓ کے بعد تمام امت سے افضل ہیں سیدۃ النساء فاطمہؓ بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے شوہر ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اولاد سب انہی کی نسل سے چلی۔ تمام مشاہد غیر تبوک میں شریک رہے اور کار ہائے نمایاں کئے۔ احادیث میں بہت فضائل وارد ہوئے۔ حضرتؐ نے ان کو شہادت کی بشارت دی۔ اور ان کے قاتل کو اشقی فرمایا۔ حضرت ذوالنورینؓ کے بعد خلیفہ ہوئے۔ زمانۂ خلافت میں فتنوں اور فسادوں سے مقابلہ رہا۔ تریسٹھ برس کی عمر میں تین دن کم پانچ سال خلافت کر کے ماہ رمضان ۴۰ھ میں بمقام کوفہ عبدالرحمٰن بن ملجم خارجی کے ہاتھوں شہید ہوئے
۵	ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ	۲	نام عامر۔ کنیت ابوعبیدہ۔ لقب امین الامۃ۔ قریشی فہری۔ ساتویں پشت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتے ہیں۔ ان کے والد کا نام عبداللہ ہے۔ جراح دادا کا نام ہے یہ اپنے دادا کی طرف منسوب ہیں۔ سابقین اولین میں سے ہیں۔ حضرت عثمان بن مظعونؓ کے ساتھ ایمان لائے تھے۔ دو مرتبہ ہجرت کی اول بجانب حبش اور دوسری مرتبہ بجانب مدینہ منورہ۔ عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں۔ تمام غزوات میں شریک رہے اور کار ہائے نمایاں کئے۔ حضرت فاروقؓ کی خلافت میں افواج شامی کے سپہ سالار تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر بہت فتوحات کیں۔ حضرت فاروقؓ اپنی وفات کے وقت فرماتے تھے کہ ابوعبیدہؓ زندہ ہوتے تو میں ان کو خلیفہ بنا جاتا

نمبر	نام صحابی	تعداد	مختصر حالات
			اب میں کسی کو نہ بتاؤں گا تم لوگ فلاں فلاں چھ آدمیوں میں سے کسی کو منتخب کر لو۔ اٹھاون برس کی عمر میں بمرض طاعون عمواس سنہ ۱۸ھ میں انتقال فرمایا۔ اور مقام بیسان علاقہ شام میں مدفون ہوئے۔
۶	معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ	۲	انصاری خزرجی۔ ان سات انصار میں سے ہیں جو بیعت عقبہ اولیٰ میں تھے۔ کل غزوات میں ہم رکاب نبوت رہے۔ اٹھارہ برس کی عمر میں مشرف باسلام ہوئے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن چار آدمیوں سے سیکھو۔ ابن مسعود، ابی بن کعب، معاذ بن جبل، سالم مولائے ابو حذیفہ۔ اور ان کو حلال و حرام کا اعلم بھی فرمایا۔ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جو حضرت کے سامنے فتوی دیا کرتے تھے۔ حضرت نے ان کو یمن کا حاکم مقرر کیا تھا۔ سنہ ۱۸ ہجری میں بمرض طاعون عمواس بعد وفات حضرت عبیدہؓ کے وفات پائی۔
۷	عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ	۳	قریشی زہری۔ کنیت ابو محمد۔ مہاجرین اولین میں سے ہیں۔ منجملہ ان پانچ آدمیوں کے ہیں جو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ذریعہ سے ایمان لائے تھے۔ پہلے حبش کی طرف ہجرت کی پھر مدینہ منورہ کی طرف۔ تمام غزوات میں ہم رکاب سعادت رہے۔ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ اور ان چھ شخصوں میں سے ہیں جن کو حضرت فاروقؓ نے اپنے بعد خلافت کے لئے تجویز کیا تھا۔ ایک مرتبہ سفر میں حضرتؐ نے ان کے پیچھے نماز پڑھی۔ بڑے مالدار تاجر تھے۔ جب انتقال ہوا تو اس قدر سونا چھوڑا کہ کلہاڑیوں سے کاٹ کر ورثہ میں تقسیم ہوا۔ سنہ ۳۲ ہجری میں بعمر ۷۵ سال مدینہ منورہ میں وفات پائی۔
۸	زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ	۱	کنیت ابو عبد اللہ۔ لقب حواری رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ قریشی اسدی۔ ان کی والدہ صفیہ بنت عبد المطلب ہیں جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں۔ ان کے والد عوام اور ام المومنین خدیجہ سگے بھائی بہن تھے۔ قدیم الاسلام ہیں۔ ان سے پہلے صرف تین چار آدمی مسلمان ہوئے تھے۔ بوقت اسلام ان کی عمر ۱۵ سال تھی۔ دونوں ہجرتیں حبش اور مدینہ کی طرف کی تھیں۔ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ تمام غزوات میں ہم رکاب سعادت رہے اور کارہائے نمایاں کئے۔ فرماتے تھے میرے جسم میں کوئی عضو ایسا نہیں جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ زخمی نہ ہوا ہو۔ اسلام لانے کی وجہ سے ان کے چچا نے ان کو دھوئیں کے مقام میں بند کر دیا بہت ستایا مگر ثابت قدم رہے۔ حضرت فاروقؓ نے اپنے بعد خلافت کے لئے جن چھ آدمیوں کو

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد اسلام	مختصر حالات
			منتخب کیا تھا ان میں ان کا نام بھی تھا۔ جنگ جمل میں حضرت علی مرتضےٰ سے قتال کیا ہے حالانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضےٰ سے فرمایا تھا کہ ابن صفیہ کے قاتل کو دوزخ کی خبر دینا چنانچہ ابن جرموز نے جس وقت جاکر حضرت علیؓ کو یہ خبر دی کہ میں نے آپ کے دشمن زبیر کو قتل کر دیا اور یہ ان کی تلوار ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا واللہ یہ وہی تلوار ہے جس نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بہت مصائب کو دفع کیا ہے اور تو دوزخی ہے۔ حضرت زبیرؓ کی شہادت بروز پنجشنبہ ۱۰ جمادی الاولےٰ ۳۶ھ ہجری میں بعمر ۶۴ سال واقعہ جمل میں ہوئی۔
۹	طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ	۳	کنیت ابو محمد۔ لقب طلحۃ الخیر۔ قریشی تیمی۔ ساتویں پشت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مل جاتے ہیں۔ سابقین اولین میں سے ہیں۔ حضرت صدیقؓ کی ترغیب سے مشرف باسلام ہوئے عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ تمام غزوات میں شریک رہے خصوصاً اُحد میں خوب کام کئے اپنے آپ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر سپر بنا دیا تھا۔ تیر کو اپنے ہاتھ سے روکتے تھے اس کے سبب سے اس ہاتھ کی انگلی بیکار ہوگئی تھی۔ اُحد کے دن چوبیس زخم ان کے لگے تھے۔ حضرت فاروق نے جن چھ آدمیوں کو اپنے بعد خلافت کے لئے منتخب کیا تھا ان میں یہ بھی تھے۔ جنگ جمل میں انھوں نے بھی حضرت علیؓ سے قتال کیا تھا اور اسی جنگ میں شہید ہوئے۔ حضرت علیؓ جب مقتولوں کی لاشیں دیکھ رہے تھے ان کی طرف سے گزرے تو بیٹھ گئے اور ان کے چہرہ سے مٹی پونچھی اور روتے فرمایا کہ اے ابو محمد! مجھ پر بہت شاق ہے کہ تم کو اس حالت میں دیکھوں کاش میں آج سے بیس برس پہلے مرچکا ہوتا۔ بروز پنجشنبہ ۱۰ جمادی الاولیٰ ۳۶ھ بعمر ۶۰ سال واقعہ جمل میں شہید ہوئے۔
۱۰	سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ	۵	قریشی زہری۔ والد کا نام مالک اور کنیت ابو وقاص۔ پانچویں پشت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مل جاتے ہیں۔ کلاب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دادا کے دادا کے دادا ہیں۔ اور ان کے دادا کے دادا کے والد۔ حضرت آمنہؓ سے بہت قریب کا رشتہ ہے۔ حضرت آمنہؓ اور ان کے والد چچیرے بھائی بہن ہیں۔ قدیم الاسلام ہیں۔ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ پہلے شخص ہیں جنھوں نے فی سبیل اللہ کافروں کا خون بہایا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا سے بڑے مستجاب الدعوۃ ہوگئے تھے جو دعا مانگتے تھے پوری ہوتی تھی۔ بڑے تیر انداز تھے۔ حضرت فاروقؓ کے زمانہ میں افواج عراق کے سپہ سالار رہے۔ ایران کو انہی نے فتح کیا اور

نمبرشمار	نام صحابی	تعداد	مختصر حالات
			شہر کوفہ کو انہی نے آباد کیا۔ حضرت فاروقؓ نے جن چھ اصحاب کو اپنے بعد خلافت کے لئے تجویز کیا تھا ان میں یہ بھی تھے۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد خانہ نشین ہو گئے تھے اور کسی لڑائی میں کسی کی طرف شرکت نہ کی۔ حضرت معاویہؓ نے جب ان کو اپنی مدد کے لئے بلایا تو صاف کہہ دیا کہ جب میں نے علیؓ کا کہنا نہ مانا جو تم سے بدرجہا افضل ہیں تو تم کو مجھ سے کچھ امید نہ رکھنی چاہیئے۔ بوقت وفات انھوں نے ایک پرانا اونی جبہ منگایا اور کہا کہ مجھے اسی میں کفنانا یہ وہ جبہ ہے جس کو پہن کر میں بدر کے دن مشرکوں سے لڑا تھا۔ حضرت سعدؓ نے ستر برس سے زائد عمر پاکر ۵۵ھ ہجری میں اپنے مکان واقع عقیق میں مدینہ منورہ کے قریب وفات پائی وہاں سے ان کی نعش مبارک لوگوں کے کندھوں پر آئی اور جنۃ البقیع میں مدفون ہوئے۔ عشرہ مبشرہ میں سب کے اخیر میں انہی کی وفات ہوئی۔
۱۱	سعید بن زید رضی اللہ عنہ	۴	کنیت ابوالاعور قریشی عدوی۔ حضرت فاروقؓ کے چچیرے بھائی ہیں اور ان کے بہنوئی بھی فاطمہ بنت خطاب کے شوہر ہیں۔ قدیم الاسلام ہیں مہاجرین اولین میں سے ہیں۔ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں مستجاب الدعوات تھے۔ انکی زوجہ فاطمہ بنت خطاب ہی حضرت عمرؓ کے اسلام کا سبب ہوئیں۔ ستر برس سے زائد عمر پاکر مقام عقیق میں ۵۱ھ ہجری میں وفات پائی۔ نعش مدینہ منورہ آئی۔ اور جنۃ البقیع میں دفن ہوئے۔
۱۲	عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ	۲۲	کنیت ابوعبدالرحمٰن۔ لقب صاحب السواک والنعلین، یہ لقب اس سبب سے ہوا کہ سفر میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مسواک اور نعلین وغیرہ انہی کے پاس رہتی تھیں۔ ان کی والدہ کی کنیت اُمِ عبد تھی اس لئے بعض احادیث میں ان کو ابن ام عبد فرمایا گیا۔ قدیم الاسلام ہیں۔ سابقین اولین میں سے ہیں۔ ان سے پہلے صرف پانچ آدمی مسلمان ہوئے تھے۔ ان کی آمد و رفت حضرتؐ کے یہاں اس قدر تھی کہ لوگ ان کو آپ ہی کے گھر کا ایک آدمی سمجھتے تھے۔ تمام غزوات میں شریک رہے اور کارہائے نمایاں کئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو اُمت کا مقتدا بنایا تھا فرمایا کہ جو کچھ ابن اُمِ عبد تم کو حکم دیں اس کو مانو۔ حضرت فاروقؓ نے اپنے عہد میں ان کو کوفہ بھیجا تھا اور اہل کوفہ کو لکھا تھا کہ میں نے عمار بن یاسر کو حاکم اور عبداللہ بن مسعود کو معلم اور وزیر بنا کر بھیجا ہے تم لوگ ان کی پیروی کرو یہ دونوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے منتخب اصحاب میں سے ہیں۔ بدری ہیں۔ میں تمہارے لئے عبداللہ بن مسعود کو اپنے سے بہتر سمجھتا ہوں۔ نیز حضرت فاروقؓ ان کو کہا

نمبر	نام صحابی	تعداد احادیث	مختصر حالات
			کرتے تھے کہ ایک ظرف ہے جو علم سے بھرا ہوا ہے۔ سیرت اور روش میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بہت مشابہ تھے۔ حضرت نے ان کو بھی جنتی ہونے کی بشارت دی تھی۔ انھوں نے اپنے طور پر قرآن شریف کو بھی جمع کیا تھا جس میں بعض تفسیری الفاظ بھی لکھ لئے تھے۔ اور بعض منسوخ التلاوۃ آیتیں بھی۔ حضرت عثمانؓ نے جب اپنی خلافت میں یہ انتظام کیا کہ شیخینؓ کا جمع کیا ہوا مصحف شائع کیا جائے اور دوسرے مصاحف جن سے آئندہ نسلوں کے اشتباہ میں پڑنے کا اندیشہ ہے معدوم کر دیئے جائیں تو حضرت ابن مسعودؓ نے اس سے اختلاف کیا اور اپنا مصحف کسی طرح نہ دیتے تھے اسی کے متعلق حضرت عثمانؓ کے غلاموں سے کوئی حرکت خلاف ان کی شان کے ظہور میں آئی اور ان کو حضرت عثمانؓ سے تکدر ہو گیا تھا جو آخر میں رفع ہو گیا۔ ۳۲ھ میں بمقام مدینہ منورہ ساٹھ برس سے زائد عمر میں وفات پائی۔ جنۃ البقیع میں مدفون ہوئے۔
۱۳	عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما	۴۴	امیر المومنین فاروق اعظمؓ کے صاحبزادے ہیں۔ اپنے والد کے ساتھ بچپن میں مسلمان ہو گئے تھے بدر اور احد میں بوجہ کم سنی کے شریک نہیں کئے گئے۔ سب سے پہلا غزوہ جس میں یہ شریک ہوئے خندق ہے اس کے بعد کے تمام غزوات میں شریک رہے۔ جنگ یرموک اور فتح مصر میں بھی شریک تھے۔ اتباع سنت اور زہد و تقوی میں ضرب المثل تھے تمام فتنوں سے علیحدہ رہے حضرت علی مرتضیٰؓ نے جب ان کو اپنے ہمراہ لڑنے کے لئے بلایا تو انھوں نے کہا اے ابو الحسن اگر آپ مجھے اژدہے کے منہ میں ہاتھ ڈالنے کا حکم دیں تو میں بے تامل ڈال دوں گا مگر مجھ سے یہ نہ ہوگا کہ کسی مسلمان پر تلوار اٹھاؤں۔ حضرت عثمانؓ کے بعد اہل شام نے بہت چاہا کہ یہ خلافت قبول کر لیں مگر کسی طرح راضی نہ ہوئے۔ ۷۳ھ ہجری میں ابن زبیرؓ کی شہادت کے تین ماہ بعد چوراسی برس کی عمر میں حجاج کے اشارہ سے ایک شخص نے زہر آلود نیزہ ان کے پیر میں مارا۔ اسی سے وفات پائی۔ مقام ذی طوی میں مدفون ہوئے۔
۱۴	عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما	۱۲	کنیت ابو العباس، قریشی ہاشمی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چچیرے بھائی ہیں۔ لقب حبر الامۃ۔ ہجرت سے تین برس پہلے پیدا ہوئے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت تیرہ برس کے تھے۔ انھوں نے دو مرتبہ حضرت جبرئیلؑ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس دیکھا تھا۔ حضرتؐ نے ان کو دعا دی تھی کہ یا اللہ! ان کو کتاب اور حکمت کا علم عنایت کر۔ چنانچہ تفسیر قرآن کے بڑے ماہر تھے۔ حضرت فاروق اعظمؓ باوجود اس حداثت و بہارت کے اکثر

نمبرشمار	نام صحابی	تعداد روایات	مختصر حالات
			مسائل میں ان سے مشورہ لیتے تھے۔ اخیر عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔ ان کو دفن کر کے محمد بن حنفیہ نے فرمایا کہ واللہ آج اس امت کا عالم مرگیا۔ ستر برس کی عمر میں بمقام طائف ۶۸ھ ہجری میں وفات پائی۔
۱۵	ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ	۸	نام عبداللہ بن قیس۔ یمن کے رہنے والے ہیں۔ قدیم الاسلام ہیں یہ قبل از ہجرت مکہ میں جاکر مسلمان ہوتے تھے۔ پھر اپنے وطن لوٹ گئے۔ ہجرت کی خبر سنکر اپنے قبیلہ کے پچاس آدمیوں کو ساتھ لے کر بقصد مدینہ منورہ چلے مگر ہوا کی ناموافقت سے ان کی کشتی حبش پہنچی۔ ان دنوں حضرت جعفر طیار حبش ہی میں تھے۔ ان کے ساتھ یہ بھی وہاں ٹھہر گئے۔ پھر ان ہی کے ساتھ مدینہ آئے جس وقت یہ سب لوگ مدینہ پہنچے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیبر فتح کر چکے تھے تو غنیمت میں سے ان سب کو بھی حصہ ملا۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ مقام زبید اور عدن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حاکم رہے۔ اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو بصرہ کا حاکم مقرر کیا پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو معزول کیا اور چند روز بعد کوفہ کی حکومت دی۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد میں ان کو معزول کیا۔ ۲۳ھ ہجری میں انھوں نے اصفہان کو فتح کیا۔ اور تستر پہلے اہواز فتح کر چکے تھے۔ جنگ صفین میں جب لڑائی طول ہوئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی طرف سے ان کو اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی طرف سے عمرو ابن عاص رضی اللہ عنہ کو حکم مقرر کیا اسی کو واقعہ تحکیم کہتے ہیں۔ تحکیم میں انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا مگر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو معزول نہ کیا۔ حضرت ابوموسیٰ نے تریسٹھ برس کی عمر پاکر بمقام کوفہ ۴۲ھ ہجری میں وفات پائی۔
۱۶	عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ	۳	کنیت ابومحمد۔ ان کے والد بھی صحابی ہیں۔ مگر یہ اپنے والد سے پہلے اسلام لائے تھے۔ احادیث کے لکھنے کی اجازت انھوں نے لے لی تھی۔ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے زیادہ احادیث کا کوئی حافظ نہ تھا سوا عبداللہ بن عمرو بن عاص کے کیونکہ وہ لکھ لیا کرتے تھے اور میں بغیر لکھے ہوئے۔ جنگ صفین میں اپنے والد کے اصرار سے شریک ہوئے مگر لڑے نہیں۔ ان کے والد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے وزیر تھے۔ جنگ صفین کے بعد حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے ان سے ترک کلام کر دیا تھا۔ یہ بات ان پر بہت شاق تھی۔ آخر انھوں نے جب اپنی مجبوری بیان کی تو باہم صفائی ہو گئی۔ بہتر سال کی عمر میں ۶۵ھ ہجری میں بمقام مصر وفات پائی۔

نمبر	نام صحابی	تعداد احادیث	مختصر حالات
۱۷	ابوہریرہ	۱۳	نام ونسب میں بڑا اختلاف ہے مگر سب سے زیادہ مشہور قول یہ ہے کہ قبل از اسلام ان کا نام عبد شمس یا عبد عمرو تھا اور بعد اسلام کے عبد اللہ یا عبد الرحمن نام ہوا۔ قبیلہ دوس کے ہیں۔ ابوہریرہؓ ان کی کنیت ہے اور یہی زیادہ مشہور ہے۔ یہ کنیت اس سبب سے ہوئی کہ ہریرہ عربی زبان میں چھوٹی بلی کو کہتے ہیں۔ اور انھوں نے ایک بلی کا بچہ پالا تھا ہر وقت اس کو ساتھ رکھتے تھے۔ غزوۂ خیبر کے زمانہ میں اسلام لائے اور غزوۂ خیبر میں شریک ہوئے اور برابر حضرتؐ کی خدمت میں رہے۔ حضر و سفر میں کہیں ساتھ نہیں چھوڑا نہ کسی دوسرے کام میں سوا حفظ احادیثؐ کے مشغول ہوئے۔ جسقدر حدیثیں ان سے مروی ہیں کسی صحابی سے مروی نہیں۔ خود کہتے تھے کہ جسقدر حدیثیں مجھے یاد ہیں کسی کو یاد نہیں سوا عبد اللہ بن عمرو بن عاص کے مگر ان میں اور مجھ میں فرق یہ ہے کہ وہ لکھ لیا کرتے تھے اور میں بغیر لکھے ہوئے۔ اٹھتر برس کی عمر میں بمقام مدینۂ منورہ ۵۸ھ ہجری میں وفات پائی۔
۱۸	ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا	۱۴	حضرت ابوبکر صدیقؓ کی صاحبزادی ہیں۔ حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد ہجرت سے تین برس پہلے مکہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کیا اس وقت ان کی عمر چھ برس کی تھی اور مدینۂ منورہ میں جب کہ ان کی عمر نو برس کی ہوئی خلوت فرمائی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت ان کی عمر اٹھارہ سال کی تھی۔ حضرت خدیجہؓ کے بعد تمام ازواج مطہرات سے محبوب تر تھیں۔ بڑی عالمہ فاضلہ تھیں۔ ۱۷ رمضان ۵۸ھ میں بمقام مدینۂ منورہ وفات پائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔ نماز جنازہ حضرت ابوہریرہؓ نے پڑھائی۔
۱۹	انس بن مالک رضی اللہ عنہ	۱۲	انصاری خزرجی۔ دس برس تک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی۔ ان کی والدہ ام سلیمؓ بارگاہ نبوت میں بہت تقرب رکھتی تھیں۔ حضرت انسؓ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مال اور اولاد میں برکت کی دعا دی تھی۔ چنانچہ ان کا باغ سال میں دو مرتبہ پھلتا تھا اور ان کی اولاد لڑکے اور لڑکوں کے لڑکے ملا کر سب ایک سو بیس تھے۔ سو برس سے زائد عمر پا کر ۹۱ھ ہجری میں بصرہ کے قریب مقام طف میں وفات پائی۔ اور وہیں مدفون ہوئے۔ بصرہ میں جسقدر صحابی تھے سب سے آخر میں ان کی وفات ہوئی۔
۲۰	ابوسعید خدری	۶	نام سعد بن مالک ہے۔ انصاری خزرجی ہیں۔ سب سے پہلا غزوہ جس میں یہ شریک ہوئے خندق تھا

نمبر	نام صحابی	تعداد روایات	مختصر حالات
	رضی اللہ عنہ		ان کے والد اُحد میں شہید ہوتے تھے۔ افاضل صحابہ میں سے ہیں [illegible] ہجری میں بمقام مدینہ منورہ وفات پائی اور جنۃ البقیع میں دفن ہوئے۔
۲۱	جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ	۸	انصاری خزرجی، بیعت عقبہ ثانیہ میں بحالت صغر سنی اپنے والد کے ہمراہ شریک ہوئے تھے غزوۂ بدر و اُحد میں ان کی شرکت مختلف فیہ ہے۔ بعد کے تمام غزوات میں شریک رہے۔ جنگ صفین میں حضرت علیؓ کے ساتھ تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بشارت کے موافق محمد بن علی بن حسین (یعنے امام باقر) کی تعلیم و تربیت انھیں نے کی۔ احادیث کے حافظ تھے۔ چورانوے برس کی عمر پاکر [illegible] ہجری میں بمقام مدینہ منورہ وفات پائی۔ شرکائے بیعت عقبہ میں سب سے آخر میں انہی کی وفات ہوئی۔
۲۲	عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ	۲	کنیت ابو الیقظان۔ یہ اور ان کے والد یاسر اور ان کی والدہ سمیہؓ سابقین اوّلین میں سے ہیں۔ حضرت عمارؓ سے پہلے صرف تیس آدمی مسلمان ہوئے تھے۔ سمیہ چونکہ لونڈی تھیں اس وجہ سے ان کے مالک نے عمار کو بھی غلام بنالیا تھا۔ یہ تینوں مکہ میں بہت ستائے جاتے تھے کبھی ان کی طرف سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوتا تو آپ کو بڑا ملال ہوتا اور فرماتے صبراً یا آل یاسر اے آل یاسر صبر کرو۔ حضرت عمارؓ کو ایک مرتبہ کلمات کفر کہنے پر ان لوگوں نے مجبور کیا اور ان کو کہنا پڑے۔ ان کی والدہ کو ستاتے ستاتے مار ڈالا۔ ان کی شرمگاہ میں نیزہ مارا گیا جس سے وہ شہید ہوگئیں۔ حضرت عمارؓ بارگاہ نبوت میں بہت مقرب تھے۔ حضرت نے فرمایا تھا کہ تم کو گروہ باغی قتل کرے گا۔ حضرت فاروقؓ نے ان کو کوفہ کا حاکم بنایا اور اہل کوفہ کو لکھا کہ میں نے عمار کو تم پر حاکم اور عبداللہ بن مسعودؓ کو ان کا وزیر اور تمہارا معلم بنا کر بھیجا ہے یہ دونوں برگزیدہ صحابہ نبی میں سے ہیں تم لوگ ان کی پیروی کرو۔ پھر حضرت فاروقؓ نے جب ان کو معزول کیا تو پوچھا کہ تم معزولی سے ناخوش تو نہیں ہوئے انھوں نے کہا معزولی سے تو ناخوش نہیں ہوا ہاں البتہ تقرری سے ناخوش ہوا تھا جنگ جمل و صفین میں حضرت علیؓ کے ساتھ تھے۔ جنگ صفین میں شہید ہوئے۔ ان کی شہادت کے بعد حضرت علیؓ نے حضرت معاویہؓ سے کہلوایا کہ عمار کو تم لوگوں نے شہید کیا اور حضرت فرما چکے ہیں کہ عمار کو گروہ باغی قتل کرے گا۔ معلوم ہوا کہ تم لوگ باغی ہو۔ حضرت معاویہؓ نے اس کی تاویل کی۔ حضرت عمار کی شہادت ۳۷ھ ہجری میں بعمر ۹۳ سال ہوئی۔

نمبر	نام صحابی	تعداد روایات	مختصر حالات
۴۳	حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ	۹	ان کے والد کا نام حسل یا حسیل ہے۔ یمان لقب ہے۔ جب ہجرت کر کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حضور میں حاضر ہوئے تو حضرت نے ان کو اختیار دیا تھا ہے مہاجرین میں رہیں چاہیں انصار میں شامل ہوجائیں۔ ان کے والد غزوۂ اُحد میں شہید ہوئے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منافقین کے اسرار اور حالات ان کو بتلائے تھے۔ حضرت عمرؓ ان سے منافقوں کے اور فتن کے حالات اکثر پوچھا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ پوچھا کہ میرے عمال میں تو کوئی منافق نہیں ہے۔ انھوں نے ایک شخص کو بتایا۔ حضرت فاروقؓ نے فوراً اس کو موقوف کر دیا۔ حضرت فاروقؓ نے ان کو مدائن کا حاکم مقرر کیا تھا۔ اور ان سے بہت راضی رہے[1]۔
۴۴	ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ	۲	نام جندب بن جنادہ۔ کنیت ابوذر۔ غفار اس قبیلہ کا نام ہے جس کی طرف یہ منسوب ہیں۔ قدیم الاسلام ہیں۔ ہجرت سے پہلے مکہ جاکر اسلام لائے اور پھر لوٹ کر اپنے وطن میں مقیم رہے یہاں تک کہ ہجرت کے بعد جب غزوۂ بدر واُحد وخندق ہوچکے یہ مدینہ منورہ میں آگئے اور برابر وہیں رہے۔ حضرتؐ نے ان کی نسبت فرمایا کہ ان سے زیادہ سچ بولنے والا روئے زمین پر کوئی نہیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات کے بعد شام چلے گئے اور وہاں رہنے لگے حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں حضرت معاویہؓ نے جو اس وقت شام کے حاکم تھے ان کی شکایت کی۔ بات یہ تھی کہ حضرت ابوذرؓ کے مزاج میں زہد غالب تھا اور بعض احادیث سے ان کو ایسا سمجھ میں آیا تھا کہ مال جمع کرنا قطعاً ناجائز ہے۔ انھوں نے اسی کا وعظ ملک شام میں کہا اور حضرت معاویہؓ پر اعتراض کیا کہ وہ مال جمع کرتے ہیں۔ حضرت معاویہؓ نے حضرت عثمانؓ کو شکایت لکھی۔ حضرت عثمانؓ نے ان کو وہاں سے بلاکر مقام ربذہ میں بھیجدیا[2] باقی عمر ان کی وہیں گزری۔ ربذہ ایک جنگل کا نام تھا نہ وہاں کوئی آبادی تھی نہ کوئی چیز ملتی تھی۔ جب ان کی وفات کا وقت آیا تو ان کی بی بی رونے لگیں کہ اس جنگل میں تجہیز و تکفین کیسے ہوگی۔ کفن کے لئے کپڑا بھی نہ تھا تو انھوں نے کہا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک روز فرمایا تھا کہ تم میں سے ایک شخص کی وفات جنگل میں ہوگی اور اس کی تجہیز و تکفین میں مومنوں کی ایک جماعت شریک ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضرت ابن مسعودؓ

[1] مدائن ہی میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔ ان کی وفات کا وقت حضرت عثمانؓ کی شہادت کے چالیس روز بعد ۳۶ھ میں پیش آیا۔ معتبر [illegible] صحیح قول یہ ہے کہ حضرت ابوذرؓ نے حضرت عثمانؓ سے اجازت لے کر خود ربذہ میں اقامت اختیار کر لی تھی جو مدینہ سے تین روز کی مسافت پر ہے [illegible] بعد ذکر ہے [illegible]

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد روایات	مختصر حالات
			اور تیز اور چند لوگ آئے اور انھوں نے تجہیز وتکفین کی۔ ۳۲ھ ہجری میں وفات پائی۔
۴۵	مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ	۴	ان کے والد کا نام عمرو بن ثعلبہ ہے اسود ان کے والد نہ تھے بلکہ اسود نے ان کو متبنیٰ کیا تھا۔ سابقین اولین میں سے ہیں۔ ان سے پہلے صرف چھ آدمی مشرف باسلام ہوئے تھے۔ حبش کی طرف بھی انھوں نے ہجرت کی تھی۔ پھر حبش سے لوٹ کر مکہ آئے اور جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تو یہ ہجرت نہ کر سکے چند روز بعد ہجرت کی۔ غزوۂ بدر میں شریک تھے اور اس غزوہ میں ان سے کار نمایاں ظاہر ہوئے۔ بہت صاحب مناقب ہیں۔ ۳۳ھ ہجری میں بعمر ۷۰ سال مقام جرف میں جو مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے وفات پائی اور وہاں سے ان کی نعش مدینہ منورہ میں آئی اور جنۃ البقیع میں مدفون ہوئے۔
۴۶	خباب بن ارت رضی اللہ عنہ	۱	کنیت ابو عبداللہ ہے۔ زمانۂ جاہلیت میں لوگوں نے ان کو گرفتار کرکے بیچ مکہ کے ہاتھ بیچ ڈالا تھا۔ سابقین اولین میں سے ہیں۔ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جن پر زمانہ میں سخت مظالم کئے گئے۔ آگ کے انگاروں پر لٹائے جاتے تھے اور سر پر گرم لوہا رکھا جاتا تھا۔ ان کی پیٹھ میں داغ پڑ گئے تھے جو خیر عمر تک رہے۔ تمام مشاہد میں شریک ہوئے۔ کوفہ میں سکونت اختیار کی تھی۔ اخیر عمر میں ایک سخت اور طویل مرض میں مبتلا ہوئے جس میں ایسی سخت تکلیف ان کو تھی کہ کہتے تھے اگر موت کی دعا مانگنا منع نہ ہوتا تو میں موت کی دعا مانگتا۔ جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو صحابۂ کرام نے ان سے کہا کہ آپ خوش ہوں کہ وہ وقت آگیا کہ آپ اپنے بھائیوں کے پاس حوض کوثر پر جائیں۔ انھوں نے کہا آپ لوگ میرے ان بھائیوں کا ذکر کرتے ہیں جو گزر چکے جنھوں نے دنیا میں کچھ آرام نہیں پایا۔ میں نے تو بہت نعمتیں پائیں میں ڈرتا ہوں کہ کہیں میرے اعمال کا بدلہ دنیا میں نہ مل گیا ہو۔ شدت مرض کی وجہ سے جنگ صفین میں شریک نہیں ہو سکے۔ اور ۳۷ھ ہجری میں بعمر ۷۳ سال وفات پائی۔ اور یہ پہلے صحابی ہیں جو کوفہ میں مدفون ہوئے۔
۴۷	بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ	۵	کنیت ابو عبداللہ ہے۔ سفر ہجرت کے وقت جب حضرتؐ ان کے یہاں پہنچے ان کا وطن اثنائے راہ میں تھا تو یہ سب لوگ جو قریب اسّی گھر کے تھے اسلام لائے۔ پھر غزوۂ احد کے بعد حاضر خدمت ہوئے اور حدیبیہ اور بیعۃ الرضوان میں شرکت کی۔ [illegible] کے بعد انھوں نے بصرہ

نمبر	نام صحابی	تعداد احادیث	مختصر حالات
۳۳	ابو وافد اللیثی رضی اللہ عنہ	۱	حجازی ہیں۔ نام ان کا معلوم نہیں ہو سکا۔ ذوالحلیفہ میں رہتے تھے۔ بڑے تیز رفتار تھے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز پڑھتا تھا پھر وہاں سے روانہ ہو کر غروب آفتاب سے پہلے اپنے مقام پر پہنچ جاتا تھا۔
۳۴	ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ	۱	نام صدی بن عجلان ہے۔ مگر کنیت زیادہ مشہور ہے۔ باہلہ ایک قبیلہ ہے جس کی طرف یہ منسوب ہیں۔ احادیث نبویہ انھوں نے بہت روایت کی ہیں۔ مقام حمص میں جو ملک شام کا ایک شہر ہے رہتے تھے اور وہیں اکیانوے برس کی عمر میں سنہ ۸۶ ہجری میں وفات پائی۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ ملک شام میں یہ سب کے بعد وفات پانے والے صحابی ہیں۔ مگر صحیح یہ ہے کہ شام میں سب کے بعد وفات پانے والے صحابی عبداللہ بن بُسر ہیں۔
۳۵	سالم بن عبید اشجعی رضی اللہ عنہ	۱	اشجع قبیلہ کا نام ہے جس کی طرف یہ منسوب ہیں۔ ان کا شمار اہل صفہ میں ہے۔ آخر میں کوفہ کی سکونت اختیار کر لی تھی۔
۳۶	عرفجہ اشجعی رضی اللہ عنہ	۱	ان کے والد کا نام شریح ہے۔ کوفہ کی سکونت اختیار کی تھی۔
۳۷	عیاض بن حمار مجاشعی رضی اللہ عنہ	۱	مجاشع قبیلہ کا نام ہے جس کی طرف یہ منسوب ہیں۔ بصرہ میں رہتے تھے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پرانے سچے محب ہیں۔
۳۸	ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ	۱	کنیت ان کی ابو فراس ہے۔ قدیم الصحبۃ ہیں۔ اصحاب صفہ میں سے ہیں۔ شب کو حجرۂ مقدسہ کے دروازہ پر رہتے تھے اور تہجد کے وقت وضو کے لئے پانی دیا کرتے تھے۔ واقعہ حرہ کے بعد سنہ ۶۳ ہجری میں وفات پائی۔
۳۹	ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ	۱	نام نضلہ بن عبید۔ قدیم الاسلام ہیں۔ تمام غزوات میں شریک رہے۔ حضرت کی وفات کے بعد بصرہ چلے گئے پھر خراسان میں جہاد کیا اور مقام مرو میں سنہ ۶۰ ہجری میں وفات پائی۔
۴۰	عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ	۱	کنیت ابو نجیح۔ قدیم الاسلام ہیں۔ مکہ میں اسلام لانے کے بعد اپنے وطن چلے گئے اور ہجرت کے منتظر رہے۔ جس وقت یہ مدینہ منورہ پہنچے غزوۂ بدر و احد و خندق ہو چکا تھا۔ اخیر میں شام چلے گئے تھے اور وہیں رہے۔
۴۱	سلمان فارسی رضی اللہ عنہ	۱	کنیت ابو عبداللہ۔ ملک فارس کے رہنے والے تھے۔ پہلے آتش پرست تھے یکایک ان کو اس مذہب سے نفرت پیدا ہوئی۔ اور دین حق کی تلاش دل میں جاگزین ہوئی۔ چنانچہ یہ نصرانی ہو گئے اور مذہب نصرانیت کا علم خوب حاصل کیا۔ یکے بعد دیگرے کئی نصرانی علماء کی خدمت میں رہے۔

نمبر شمار	نام صحابی	[illegible]	مختصر حالات
			آخری عالم نے اُن کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ظہور کا زمانہ قریب آجانے کی بشارت دی، اور آپ کے ہجرت گاہ کی علامتیں بتائیں۔ اور کہا تم وہیں چلے جاؤ اور ان پر ایمان لاؤ، چنانچہ انھوں نے عرب کا قصد کیا۔ اتنے میں ان کو ایک قافلہ عرب کا ملا یہ اس قافلہ کے ساتھ ہو گئے قافلہ والوں نے ان کو غلام بنا کر مکہ میں بیچ ڈالا۔ مکہ والوں سے ان کو مدینہ کے یہودیوں نے مول لے لیا۔ چنانچہ یہ مدینہ میں رہے یہاں تک کہ حضرتؐ ہجرت کر کے تشریف لائے اور یہ دولت ایمان سے مشرف ہوئے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ سلمان ہمارے اہل بیت میں سے ہیں۔ ان کے فضائل بہت ہیں۔ ان کی عمر بہت طویل تھی، ڈھائی سو برس میں تو کچھ شک نہیں۔ اور بعض لوگوں نے ساڑھے تین سو برس بیان کئے ہیں۔ بمقام مدائن ۳۶ھ ہجری میں وفات پائی۔
۴۲	ذی مخمر رضی اللہ عنہ	۱	بعض لوگ ان کا نام ذی مخبر کہتے ہیں۔ نجاشی بادشاہ حبش کے بھتیجے ہیں۔ حبش سے بہتر آدمیوں کے ساتھ آئے تھے۔ حضرتؐ کی خدمت کیا کرتے تھے اسی وجہ سے بعض لوگ ان کو حضرتؐ کا غلام سمجھتے تھے۔ اخیر میں ملک شام چلے گئے تھے۔
۴۳	عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ	۳	کنیت ابو عبدالرحمٰن۔ سب سے پہلا غزوہ جس میں یہ شریک ہوئے خیبر تھا۔ فتح مکہ کے دن قبیلہ اشجع کا جھنڈا انہی کے ہاتھ میں تھا۔ بمقام دمشق ۷۳ھ ہجری میں وفات پائی۔
۴۴	عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ	۱	کنیت ابو سعید۔ اصحاب بیعۃ الرضوان میں سے ہیں۔ ان کو حضرت عمرؓ نے تعلیم دین کے لئے بصرہ بھیجا تھا۔ جب شہر تستر فتح ہوا تو سب سے پہلے اس کے دروازہ میں یہی داخل ہوئے۔ بمقام بصرہ ۵۹ھ ہجری میں وفات پائی اور حضرت ابی برزہؓ نے ان کے جنازے کی نماز پڑھائی۔
۴۵	ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا	۲	حضرت فاروق اعظمؓ کی صاحبزادی ہیں۔ ان کے پہلے شوہر خنیس بن حذافہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد شعبان ۳ھ ہجری میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کیا حضرت جبریلؑ نے ان کے متعلق کہا تھا کہ یہ آپؐ کی زوجہ ہیں دنیا و آخرت میں۔ بڑی عبادت گذار تھیں۔ ساٹھ برس کی عمر میں شعبان ۴۵ھ میں وفات پائی
۴۶	معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ	۱	کنیت ابو عبدالرحمٰن انصاری خزرجی۔ یہ ان ستر آدمیوں میں سے ہیں جو بیعت عقبۂ ثانیہ میں شریک تھے۔ بدر و احد اور نیز تمام مشاہد خیر میں شریک ہوئے حضرتؐ نے ان کو یمن کا قاضی مقرر فرمایا تھا اور حضرت عمرؓ نے ان کو حضرت ابو عبیدہؓ کے بعد شام کا عامل مقرر

نمبر	نام صحابی	درجہ	مختصر حالات
			کیا تھا۔ اسی سال ۱۸ھ میں بعمر ۳ سال طاعون عمواس میں وفات پائی۔
۴۷	اُبَی بن کعب رضی اللہ عنہ	۱	انصاری خزرجی۔ سید القراء۔ کنیت ابو المنذر۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو سید الانصار اور حضرت فاروقؓ ان کو سید المسلمین فرماتے تھے۔ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قرآن حفظ کر لیا تھا اور حضرتؐ کے سامنے فتوای دیتے تھے کتابت وحی کی خدمت سے بھی ممتاز ہوتے ہیں۔ ایک مرتبہ حضرتؐ نے ان سے فرمایا کہ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تم کو سورۂ لم یکن سناؤں۔ ۳۰ھ ہجری میں بعہد حضرت عثمانؓ وفات پائی۔
۴۸	ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ	۱	نام خالد بن زید ہے۔ انصاری خزرجی۔ قدیم الاسلام ہیں۔ بیعت عقبہ اور بدر اور تمام مشاہد میں شریک ہوئے۔ جب حضرتؐ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو ان کے یہاں اُترے اور جب تک مسجد اقدس اور حجرہ شریفہ تیار نہیں ہوئے انہی کے یہاں رہے یہ شرف و عزت ان کی بہت نمایاں ہے۔ حضرت علی مرتضےٰ کے ساتھ ان کی تمام لڑائیوں میں شریک رہے ۵۲ھ ہجری میں وفات پائی۔ اور موافق وصیت قسطنطنیہ کے قریب دفن کئے گئے۔ ان کی قبر زیارت گاہ ہے۔ لوگ وہاں پانی برسنے کی دعا مانگتے ہیں۔
۴۹	ابو الدرداء رضی اللہ عنہ	۲	نام عویمر بن عامر۔ درداء ان کی صاحبزادی کا نام تھا۔ انصاری خزرجی ہیں۔ غزوۂ بدر کے بعد اسلام لائے تھے۔ اُحد اور اس کے بعد تمام مشاہد میں شریک رہے۔ افاضل صحابہ میں سے ہیں۔ بوقت وفات بہت روتے تھے۔ بڑے خائف تھے۔ کلمہ طیبہ پڑھتے پڑھتے روح قبض ہو گئی۔ اخیر عمر میں شام کی سکونت اختیار کی تھی۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت سے دو برس پہلے یعنی ۳۲ھ ہجری میں بمقام دمشق وفات پائی۔
۵۰	اُسید بن حُضیر رضی اللہ عنہ	۲	کنیت ان کی ابو یحییٰ ہے۔ انصاری اوسی ہیں۔ قدیم الاسلام ہیں۔ بیعت عقبہ ثانیہ میں شریک تھے۔ شرکت بدر میں اختلاف ہے مگر اُحد اور اس کے بعد کے تمام غزوات میں شریک رہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نعم الرجل یعنی "کیا اچھا آدمی" فرمایا تھا ان کا واقعہ ہے کہ سورۂ بقرہ شب کو اپنے گھر میں پڑھ رہے تھے کہ انھوں نے دیکھا کہ آسمان سے ایک چیز مثل سائبان کے اتر رہی ہے اس میں شمعیں روشن ہیں۔ گھوڑا ان کا قریب تھا وہ بھڑکنے لگا انھوں نے تلاوت موقوف کر دی۔ حضرتؐ نے فرمایا وہ فرشتے تھے قریب تھے

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد احادیث	مختصر حالات
			میں حضرت فاروقؓ کے ہمراہ تھے۔ شعبان [illegible] ہجری میں بعہد حضرت فاروقؓ وفات پائی جنت البقیع میں دفن ہوئے۔
۵۱	زید بن ثابت رضی اللہ عنہ	[illegible]	کنیت ابوسعید۔ انصاری خزرجی۔ بوقت ہجرت ان کی عمر گیارہ برس تھی۔ بدر میں کم سنی کے سبب سے شریک نہ ہوسکے اور اُحد میں اختلاف ہے مگر خندق اور اس کے بعد کے تمام غزوات میں بالاتفاق شریک رہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور شیخین رضی اللہ عنہما کی طرف سے خط کتابت کا کام کرتے تھے۔ حضرت کے پاس بعض بعض خطوط سریانی زبان میں آتے تھے لہٰذا ان کو سریانی زبان سیکھنے کا حکم ہوا تھا۔ شیخین رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں کتابت مصحف کی عظیم الشان خدمت انہی سے لی گئی۔ علم فرائض کے خاص کر بہت بڑے ماہر تھے جب ان کی وفات ہوئی تو حضرت ابوہریرہؓ نے کہا واللہ آج اس اُمت کا بہت بڑا عالم مرگیا۔ ۴۵ھ ہجری میں بعمر ۵۶ سال مدینہ منورہ میں وفات پائی۔
۵۲	زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ	۱	انصاری خزرجی ہیں۔ یہ وہی ہیں جن کا بعد وفات کلام کرنا مروی ہے۔ ان کے والد حضرت خارجہؓ بھی صحابی ہیں وہ اُحد میں شہید ہوگئے تھے۔ حضرت زیدؓ بوجہ صغر سنی کے غزوۂ بدر میں شریک نہیں ہوسکے۔
۵۳	رفاعہ بن رافعؓ	۱	انصاری خزرجی۔ قدیم الاسلام ہیں۔ بیعت عقبہ میں شریک تھے۔ بدر اور اُحد اور تمام مشاہد میں شریک رہے۔ جنگ جمل و صفین میں حضرت علی مرتضٰیؓ کے ہمراہ تھے۔
۵۴	رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ	۱	انصاری اوسی۔ کنیت ابوعبداللہ۔ بدر میں بوجہ کم سنی کے شریک نہ ہوسکے۔ اُحد اور خندق اور اکثر مشاہد میں شریک رہے۔ اُحد کے دن ان کی گردن میں تیر لگ گیا تھا تیر تو انھوں نے نکال لیا مگر پھانس اس کی رہ گئی وہ تمام عمر نہ نکلی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن میں تمہارے لئے شہادت دوں گا۔ ان کا وہ زخم عبدالملک بن مروان کے زمانہ میں کھل گیا اور چھیاسی برس کی عمر میں ۷۴ھ ہجری میں وفات پائی۔
۵۵	ابوسعید بن المعلّی رضی اللہ عنہ	۱	نام حارث ہے۔ انصاری ہیں۔ جس سال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہجرت کرکے مدینہ منورہ تشریف لائے اسی سال ان کی ولادت ہوئی۔ [illegible] ہجری میں وفات پائی۔
۵۶	براء بن عازب رضی اللہ عنہ	۱	انصاری اوسی۔ کنیت ابوعمارہ۔ غزوۂ بدر میں بوجہ کم سنی کے شریک نہ ہوسکے اس کے بعد کے غزوات میں شریک ہوئے۔ ۲۴ھ میں انھوں نے رَے کو فتح کیا اور تستر کی لڑائی میں بھی حضرت

نمبر	نام صحابی	تعداد روایات	مختصر حالات
			ابو موسیٰؓ کے ساتھ تھے۔ حضرت علیؓ کے ہمراہ جنگ جمل و صفین و نہروان میں شریک ہوئے اور بالآخر کوفہ ہی میں رہ گئے وہیں بعہد مصعب بن زبیر وفات پائی۔
۵۷	ام حرام رضی اللہ عنہا	۱	انصاریہ ہیں۔ حضرت انس بن مالکؓ کی سگی خالہ ہیں۔ حضرت عبادہ بن صامتؓ کی بیوی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر ان کے گھر میں تشریف لیجایا کرتے تھے۔ حضرت عثمانؓ کی خلافت میں اپنے شوہر کے ہمراہ جہاد روم میں وفات پائی۔ اور قبرص میں ان کی قبر ہے۔
۵۸	سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ	۲	پہلے ان کا نام حزن تھا حضرتؐ نے اس کو بدل کر سہل رکھا۔ کنیت ابوالعباس۔ انصاری ہیں بوقت وفات نبویؐ پندرہ برس کے تھے۔ بڑی عمر پائی یہاں تک کہ انھوں نے حجاج بن یوسف کا زمانہ پایا۔ حجاج نے سنہ ۷۴ھ میں ان کو خط لکھا کہ تم نے امیرالمومنین عثمان کی مدد کیوں نہ کی؟ انھوں نے لکھا میں نے مدد کی تھی۔ حجاج نے لکھا کہ تم جھوٹ بولتے ہو اور حاکم مدینہ کو لکھ کر ان کی گردن میں مہر لگا دی جائے اس قسم کی مہر حضرت انسؓ کی گردن میں اور حضرت جابرؓ کے ہاتھ میں بھی لگائی گئی تھی۔ مطلب یہ تھا کہ ان کی تذلیل ہو۔ مدینہ منورہ میں سب صحابہؓ کے بعد ان کی وفات ہوئی۔ چنانچہ یہ خود کہا کرتے تھے کہ میرے مرجانے کے بعد پھر تم لوگ کسی کو قال رسول اللہ کہتے ہوئے نہ سنو گے۔ چھیانوے برس کی عمر پاکر سنہ ۹۱ ہجری میں وفات پائی۔
۵۹	نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ	۱	کنیت ابو عبداللہ۔ انصاری ہیں۔ یہ سب سے پہلے شخص ہیں جو ہجرت کے بعد انصار کے یہاں پیدا ہوئے۔ بوقت وفات نبویؐ ان کی عمر آٹھ برس تھی۔ ان کے والدین بھی صحابی ہیں۔ کوفہ کی سکونت اختیار کی تھی اور حضرت معاویہؓ کے زمانہ میں وہاں کے حاکم بھی تھے۔ حضرت عمرؓ کی طرف سے نہاوند کے لشکر کے سردار تھے اور اسی جہاد میں سنہ ۲۱ ہجری میں شہید ہوئے۔
۶۰	عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہ	۱	انصاری اوسی۔ قدیم الاسلام ہیں۔ بیعت عقبہ ثانیہ میں شریک تھے۔ اور بدر و احد وغیرہ تمام مشاہد خیر میں ہمرکاب نبوت رہے۔ بقول بعض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں اور بقول بعض حضرت فاروقؓ کی خلافت میں بعمر ۶۵ سال وفات پائی۔
۶۱	شداد بن اوس رضی اللہ عنہ	۱	دو صحابی اس نام کے ہیں۔ دادا کے نام میں اختلاف ہے ان کے دادا کا نام ثابت ہے یہ حضرت حسان بن ثابتؓ کے بھتیجے ہیں۔ آخر میں بیت المقدس کی سکونت اختیار کی تھی۔ حضرت عبادہ بن صامت اور حضرت ابوالدرداء ان کی نسبت فرماتے تھے کہ یہ اہل علم و فضل سے ہیں۔ ملک شام میں

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد احادیث	مختصر حالات
			بعمرہ ۷۰ سال سنہ ۵۸ھ میں وفات پائی۔
۶۲	حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ	۳	کنیت ابوالولید، انصاری خزرجی۔ لقب شاعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اعلیٰ درجے کے شاعروں میں سے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح اور کفار کی ہجو میں ان کے بہت اشعار ہیں۔ حضرت فرماتے تھے کہ ان کا شعر کافروں پر تیر سے بھی زیادہ کارگر ہے۔ حضرت مسجد شریف میں ان کے لئے منبر رکھوا دیتے تھے یہ اس پر کھڑے ہو کر نعتیہ اشعار پڑھتے تھے۔ سنہ ۴۰ ہجری سے پہلے حضرت علی مرتضیٰ کی خلافت میں وفات پائی۔
۶۳	ابو الہیثم بن تیہان رضی اللہ عنہ	۱	نام مالک ہے۔ انصاری ہیں۔ قدیم الاسلام ہیں۔ بیعت عقبہ میں شریک تھے۔ بدر اور احد میں اور تمام مشاہد میں ہمرکاب نبوت رہے۔ سنہ ۲۰ ہجری میں بعہد خلافت حضرت فاروق رضی اللہ عنہ وفات پائی۔
۶۴	کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ	۱	انصار کے حلیف تھے۔ متاخر الاسلام ہیں۔ اسلام لانے کے بعد تمام مشاہد میں شریک ہوئے۔ بمقام مدینہ منورہ سنہ ۵۱ھ میں بعمرہ ۷۵ سال وفات پائی۔
۶۵	جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ	۲	حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی بہن کے بیٹے ہیں۔ بالآخر کوفہ میں رہتے تھے اور وہیں سنہ ۷۴ ہجری میں وفات پائی۔
۶۶	عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ	۲	ان کے والد حاتم طائی سخاوت میں ضرب المثل ہیں۔ شعبان سنہ ۹ ہجری میں حضور نبوی میں حاضر ہوئے۔ پہلے عیسائی تھے۔ زمانہ ارتداد میں ثابت قدم رہے۔ جنگ جمل وصفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ جنگ جمل میں ان کی ایک آنکھ شہید ہوگئی۔ سنہ ۶۸ ہجری میں وفات پائی۔
۶۷	کرز بن علقمہ رضی اللہ عنہ	۱	فتح مکہ میں اسلام لائے تھے۔ اور بڑی عمر پائی تھی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں نشانات حرم کی تجدید انہی نے کی تھی۔ یہ کرز وہی شخص ہیں جنہوں نے شب غار میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تعاقب کیا تھا مگر جب غار کے منہ پر انہوں نے مکڑی کا جالا دیکھا تو کہا کہ یہیں سے نشان گم ہو گیا ہے۔ اعلیٰ درجہ کے قدم شناس تھے۔ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیر کو دیکھ کر کہا تھا کہ یہ قدم اسی قدم کی نسل سے ہے جس کا نشان مقام ابراہیم میں ہے۔
۶۸	عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ	۲	ملک شام کے مقام اردن میں رہتے تھے۔ انہوں نے حضرت سے پوچھا تھا کہ آپ فتنہ کے زمانہ میں مجھے کہاں رہنے کا حکم دیتے ہیں؟ حضرت نے فرمایا ملک شام کا۔ انہوں نے ملک شام میں سنہ ۵۸ ہجری میں وفات پائی۔

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد روایت	مختصر حالات
۶۹	ہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہ		کنیت ابوعمرو۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بھتیجے ہیں۔ فتح مکہ میں اسلام لائے۔ بڑے بہادر تھے۔ یرموک کے واقعہ میں ان کی ایک آنکھ شہید ہوگئی تھی۔ ملک فارس کا صوبہ جلولاء انہی نے فتح کیا تھا۔ جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ مرتضیٰ کے ساتھ تھے اور اسی میں شہید ہوئے۔
۷۰	نافع بن عتبہ رضی اللہ عنہ	۱	حضرت سعد بن ابی وقاص کے بھتیجے ہیں۔ فتح مکہ میں اسلام لائے تھے۔ ان کا شمار اہل کوفہ میں ہے۔
۷۱	عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ	۱	قریشی تیمی۔ ان کی والدہ زینب بنت حمید صغر سنی میں ان کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئی تھیں۔ حضرتؐ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا تھا اور ان کو برکت کی دعا دی تھی مگر بوجہ صغر سنی کے ان سے بیعت نہیں لی۔
۷۲	عمران بن حصین رضی اللہ عنہ	۱	فتح خیبر کے سال اسلام لائے تھے۔ فضلائے صحابہ میں سے تھے۔ ان کے والد بھی مسلمان ہوگئے تھے۔ آخیر میں بصرہ کی سکونت اختیار کی تھی۔ اور وہیں ۵۲ھ میں وفات پائی۔
۷۳	عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ	۱	حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے اور ام المومنین حضرت عائشہؓ کے سگے بھائی ہیں۔ صلح حدیبیہ کے سال اسلام لائے۔ حضرت صدیقؓ کی اولاد میں سب سے بڑے یہی تھے۔ ۵۳ھ ہجری میں وفات پائی۔
۷۴	عثمان بن ارقم	۱	ان کے والد وہی ارقم ہیں جن کے گھر میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم قبل ہجرت رہے تھے۔ یہ عثمان اہل بدر میں سے ہیں۔
۷۵	اسود بن سریع رضی اللہ عنہ	۱	تمیمی اسعدی ہیں۔ کنیت ابوعبداللہ۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہادوں میں شریک ہوئے ہیں۔ یہ سب سے پہلے شخص ہیں جنھوں نے بصرہ کی جامع مسجد میں وعظ کہا۔
۷۶	ابوجحیفہ سوائی رضی اللہ عنہ	۳	ان کا نام وہب بن عبداللہ ہے۔ صغار صحابہ میں سے ہیں۔ جب حضرتؐ کی وفات ہوئی تو حد سن بلوغ کو نہ پہنچے تھے مگر آپ سے احادیث سنی تھیں۔ اور ان کی روایت کرتے تھے۔ کوفہ کی سکونت اختیار کی تھی اور وہیں ۷۴ھ ہجری میں وفات پائی۔
۷۷	عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ	۳	قریشی اسدی ہیں۔ ان کی والدہ ام المومنین ام سلمہؓ کی بہن تھیں۔ کچھ دنوں حضرتؐ کی دربار کی خدمت پر مقرر رہے ہیں۔ ان کا شمار اہل مدینہ میں ہے۔ یہ عبداللہ حضرت عثمانؓ کے ساتھ ان کے محاصرہ کے زمانہ میں شہید ہوئے۔
۷۸	ابوبکرہ ثقفیؓ	۲	ان کا نام نفیع بن حارث ہے۔ غزوۂ طائف میں اسلام لائے تھے۔ ان کی کنیت ابوبکرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی تھی۔ بصرہ کی سکونت اختیار کی تھی اور وہیں ۵۱ھ میں وفات پائی۔
۷۹	سمرہ بن جندب رضہ	۱	کنیت ابوسعید۔ بصرہ میں رہتے تھے۔ ان کے والد کے انتقال کے بعد ان کی والدہ ان کو لیکر مدینہ

نمبر	نام صحابی	روایات	مختصر حالات
			میں آئیں۔ اُحد کی لڑائی میں شریک تھے۔ حضرتؐ نے ایک مرتبہ بیان فرمایا کہ تم کو موت آ[illegible] کرتم میں سے سب کے بعد جو شخص مرے گا وہ آگ میں ہوگا۔ اس مجلس میں آٹھ دس آدمی تھے جن میں ایک یہ تھے اور ایک حضرت ابوہریرہؓ۔ لوگ یہ سمجھتے تھے کہ آگ سے جہنم کی آگ مراد ہے۔ چنانچہ اس مجلس کے سب لوگوں کا انتقال ہوگیا صرف یہ اور حضرت ابوہریرہؓ باقی رہ گئے حضرت ابوہریرہؓ کو بڑی فکر تھی کہ کہیں وہ شخص میں تو نہیں ہوں۔ چنانچہ اکثر سمرہ کی حالت پوچھ لیتے تھے اگر کوئی کہدیتا کہ ان کا انتقال ہوگیا تو ان کو غش آجاتا اس خوف سے کہ سب کے بعد رہنا میں ہی ہوں۔ مگر حضرت ابوہریرہؓ کا ان سے پہلے انتقال ہوگیا اور ۵۹ھ ہجری میں بمقام بصرہ ان کو مرض کزاز لاحق ہوا۔ سردی کی شدت سے گرم پانی دیگوں میں بھروا کر ان پر بیٹھتے تھے ایک مرتبہ اسی طرح بیٹھے ہوئے تھے کہ دیگ میں گر گئے دیگ کا پانی خوب گرم تھا اسی سے وفات پائی۔ اور حضرتؐ کی پیشین گوئی کا مطلب کھل گیا کہ آگ سے جہنم کی آگ مراد نہ تھی۔
۸۰	عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ	۱	قریشی ہاشمی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں۔ عمر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دو سال بڑے تھے۔ کنیت ابوالفضل تھی۔ زمانہ جاہلیت میں قریش کے سردار تھے کعبہ کی خدمت اور حاجیوں کو آب زمزم پلانا انہی کے متعلق تھا غزوہ بدر میں کافروں کی طرف تھے اور شکل اور کافروں کے یہ بھی قید ہوکر آتے تھے۔ بندش ان کی سخت تھی جس سے یہ کراہتے تھے اور ان کے کراہنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے چینی تھی۔ ایک صحابی نے اس کیفیت کو محسوس کرکے ان کی بندش ڈھیلی کردی۔ اس قید سے فدیہ دے کر چھوٹے اور اس کے بعد اسلام لائے۔ بعض لوگوں کا قول ہے کہ یہ قدیم الاسلام ہیں مگر اپنا اسلام مخفی رکھتے تھے۔ مدینہ میں کافروں کے ساتھ بخوشی نہیں آئے تھے۔ زمانہ قحط سالی میں حضرت فاروقؓ نے انہی کا واسطہ دیکر پانی برسنے کی دعا مانگی تھی اور خوب پانی برسا تھا۔ علاوہ بیٹیوں کے ان کے دس بیٹے تھے اخیر عمر میں نابینا ہوگئے تھے۔ بمقام مدینہ منورہ ۱۲ رجب ۳۲ھ ہجری کو جمعہ کے دن ان کی وفات ہوئی۔ حضرت عثمانؓ نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن کیا اس وقت ان کی عمر اٹھاسی برس کی تھی۔
۸۱	ابوالطفیل رضی اللہ عنہ	۱	ان کا نام عامر بن واثلہ ہے جس سال غزوہ اُحد ہوا اسی سال ان کی ولادت ہے بوقت وفات نبویؐ آٹھ برس کے تھے پہلے کوفہ میں رہتے تھے پھر مکہ میں چلے آئے تھے۔ حضرتؐ کا حلیہ مبارک

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد احادیث	مختصر حالات
۸۹	معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ	۲	قریشی اُموی۔ صلح حدیبیہ کے سال اسلام لائے اور ان کے والد فتح مکہ میں مسلمان ہوئے پہلے مؤلفۃ القلوب میں سے تھے مگر بعد میں ان کا اسلام اچھا ہوگیا۔ غزوہ حنین میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے اور کچھ دنوں کتابت وحی کی خدمت ان کے سپرد تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں دمشق کے حاکم مقرر ہوئے۔ وہ برابر اس عہدہ پر رہے یہاں تک کہ حضرت علی مرتضےٰ کا زمانہ آیا تو پھر انھوں نے مستقل خلافت اپنے لئے چاہی اور حضرت علی مرتضےٰ سے قتال کیا جس کا نام جنگ صفین ہے۔ پھر سنہ ۴۱ ہجری میں حضرت علی مرتضےٰ کے بعد حضرت حسن بن علیؓ نے خلافت ان کے حوالہ کر دی۔ انھوں نے دمشق میں بعمر ۷۸ سال سنہ ۶۰ ہجری میں وفات پائی۔ ان کے پاس رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی قمیص اور آپ کے کچھ ناخن اور موئے مبارک تھے بوقت انتقال وصیت کی تھی کہ اسی قمیص کا مجھے کفن دینا اور ناخن اور موئے مبارک میری آنکھوں میں اور منہ میں رکھ دینا اور مجھے ارحم الراحمین کے حوالہ کر دینا۔
۹۰	عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ	۱	قریشی سہمی۔ سنہ ۸ ہجری میں اسلام لائے۔ ان کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے عمان کا حاکم مقرر کیا تھا۔ مصر کو انھوں نے فتح کیا پھر حضرت معاویہؓ نے ان کو اپنا وزیر بنایا۔ مصر میں بعمر ۹۰ سال سنہ ۴۳ ہجری میں وفات پائی۔
۹۱	عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ	۱	قریشی ہاشمی۔ حضرت جعفر طیار کے بیٹے ہیں۔ حضرت علی مرتضےٰ کے سگے بھتیجے تھے۔ جب حضرت جعفر حبش ہجرت کر کے گئے تھے تو یہ وہیں پیدا ہوئے۔ حبش میں مسلمانوں کے یہاں سب سے پہلی ولادت انہی کی ہے بڑے سخی تھے۔ مدینہ منورہ میں بعمر ۹۰ سال سنہ ۸۰ھ میں وفات پائی۔
۹۲	جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ	۳	کنیت ابو عمرو۔ جس سال رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اُسی سال مشرف باسلام ہوئے۔ اور آخر میں کوفہ کی سکونت اختیار کی۔ پھر ایک مدت کے بعد وہاں سے شام چلے گئے اور مقام قرقیسا میں سنہ ۵۱ ہجری میں وفات پائی۔
۹۳	جندب بن عبد اللہ	۱	صحابی ہیں۔ مگر قدیم الاسلام نہیں ہیں۔ کوفہ میں رہتے تھے۔ اس کے بعد بصرہ چلے گئے۔ فتنۂ ابن زبیر کے چار برس بعد وفات پائی۔
۹۴	محجن ابو محجن رضی اللہ عنہ	۲	ثقفی۔ نام ان کا عمرو بن حبیب ہے۔ رمضان سنہ ۹ ہجری میں اپنے قبیلہ کے لوگوں کے ساتھ اسلام لائے تھے۔ شاعر تھے اور بہت عمدہ شعر کہتے تھے۔ اصل میں بہادر تھے مگر شراب پینے کی علت تھی کسی طرح ترک نہ کرتے تھے یہاں تک کہ فاروق اعظمؓ نے ان کو کئی مرتبہ حد لگائی پھر ان کو جلا وطن کیا

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد روایات	مختصر حالات
			یہ بھاگ کر حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے پاس چلے گئے انھوں نے ان کو قید کر دیا یہاں تک کہ ایران میں جب جنگ قادسیہ شروع ہوئی تو انھوں نے حضرت سعدؓ کی بیوی سلمیٰ کی خوشامد کی کہ مجھے چھوڑ دو میں میدان میں جا کر لڑوں گا اور زندہ بچ گیا تو پھر اپنے کو اسی قید میں داخل کر دوں گا۔ چنانچہ انھوں نے منظور کیا یہ میدان میں گئے اور خوب لڑے حضرت سعدؓ ان کی لڑائی دیکھ کر خوش ہوئے اور ان کو قید سے آزاد کر دیا اور کہا اب شراب نوشی پر تمھیں سزا نہ دوں گا۔ اسی روز سے انھوں نے شراب نوشی ترک کر دی اور کہا اب تک میں نے اس سبب سے ترک نہ کیا تھا کہ لوگ کہتے حد سے ڈر گیا اب بخوف خدا اس کو ترک کرتا ہوں۔ وفات ان کی آذربائیجان میں بزمانہ خلافت فاروقیؓ ہوئی۔
۹۵	زرارہ بن عمروؓ	۱	قبیلہ نخع کے وفد کے ساتھ رجب سنہ ۹ ہجری میں حضور نبوی صلے اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے۔
	نام تابعی		
۹۶	سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ	۲	کبار تابعین میں سے ہیں۔ کنیت ابو محمد ہے۔ قریشی مخزومی مدنی ہیں۔ حضرت فاروقؓ کی خلافت کے دو سال گزرنے کے بعد پیدا ہوئے۔ فقہ اور حدیث دونوں کے جامع تھے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی احادیث اور فاروق اعظمؓ کے فیصلوں کا علم سب سے زیادہ رکھتے تھے۔ صحابہ کرامؓ کی ایک بڑی جماعت کو انھوں نے دیکھا تھا۔ مکحول کا بیان ہے کہ میں نے طلب علم میں تمام دنیا چھان ڈالی مگر سعید بن مسیب سے زیادہ عالم کسی کو نہ پایا۔ سنہ ۹۳ھ میں وفات پائی۔
۹۷	عبداللہ بن ثعلبہ	۱	عذری۔ تابعی ہیں جیسا کہ ترمذی نے تصریح کی ہے۔ اور بعض لوگوں نے ان کو صحابی بھی کہا ہے۔
۹۸	محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ	۱	کنیت ابوبکر۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے غلام تھے۔ حضرت انسؓ اور ابن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ مشاہیر تابعین میں سے ہیں۔ اور تمام علوم شرعیہ کے ماہر تھے۔ زاہد عابد تھے۔ مورق عجلی نے بیان کیا ہے کہ میں نے ابن سیرین سے زیادہ کسی کو فقیہ اور صاحب ورع نہیں دیکھا۔ ۷۷ برس کی عمر میں سنہ ۱۱۰ ہجری میں وفات پائی۔
۹۹	حسن بن علی رضی اللہ عنہ	۳	قریشی ہاشمی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نواسے حضرت علی مرتضےٰ اور حضرت فاطمۃ الزہرا کے صاحبزادے ہیں۔ کنیت ابو محمد ہے۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو جوانان جنت کا

نمبر شمار	نام	تعداد احادیث	مختصر حالات
			سرفراز فرمایا۔ رمضان سنہ ۳ ہجری میں پیدا ہوئے۔ صورت اور سیرت میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے۔ بڑے کریم اور بڑے صاحب الرائے تھے اپنے والد حضرت علی مرتضے کی شہادت کے بعد سنہ ۴۰ ہجری میں حضرت معاویہؓ کے ہاتھ پر بیعت کرلی، اور خلافت ان کے حوالہ کردی۔ یہ واقعہ ان کے کرم اور سیادت کا ایک عظیم الشان کارنامہ ہے۔ سنہ ۵۰ ہجری میں زہر دیکر شہید کئے گئے اور جنۃ البقیع میں مدفون ہوئے۔ حضرت حسینؓ نے ہرچند ان سے پوچھا کہ آپ کو کس نے زہر دیا مگر انھوں نے بمقتضائے کرم طبعی نہ بتایا۔
۱۰۰	حسن بن زید ابن حسن رضی اللہ عنہ	۱	حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پوتے اور حضرت علی مرتضے کے پرپوتے ہیں، کنیت ابو محمد ہے۔ ابن اسحٰق اور امام مالکؒ نے ان سے احادیث کی روایت کی ہے۔ خلیفہ منصور عباسی نے ان کو مدینہ کا حاکم بنادیا تھا پانچ برس تک برسر حکومت رہے۔ اس کے بعد خلیفہ ان سے ناخوش ہوا اور قید کردیا۔ پھر منصور کے بیٹے مہدی نے اپنے عہد میں ان کو قید خانہ سے نکالا مدینہ سے پانچ میل کے فاصلہ پر سنہ ۱۶۸ ہجری میں بعمر ۸۰ سال وفات پائی۔
۱۰۱	عبد اللہ ابن حسن ابن حسن رضی اللہ عنہ	۲	یہ بھی حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں۔ کنیت ان کی بھی ابو محمد ہے۔ والدہ ان کی فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان سے امام مالکؒ نے اور سفیان ثوری نے احادیث کی روایت کی ہے۔ تغیرہ جب ان کی روایت کی ہوئی حدیث بیان کرتے تو کہتے کہ یہ بڑی پکی روایت ہے۔ مصعب زبیری نے کہا ہے کہ میں نے اپنے علماء میں سے کسی کو نہیں دیکھا کہ وہ حضرت عبد اللہؓ کے برابر کسی کی بزرگی کرتے ہوں۔ ابن معین جو فن جرح و تعدیل کے امام ہیں ان کی نسبت کہتے ہیں ثقہ مامون۔ خلیفہ عمر بن عبد العزیز کے یہاں ان کی بڑی عزت تھی خلیفہ ابو جعفر منصور کے قید خانہ میں بعمر ۷۵ سال اپنے صاحبزادہ کی شہادت سے چند ماہ پہلے وفات پائی۔ ان کے صاحبزادہ کی شہادت رمضان سنہ ۱۴۵ ہجری میں ہوئی۔
۱۰۲	حسن مثلث رضی اللہ عنہ	۱	ان کو حسن مثلث اس وجہ سے کہتے ہیں کہ ان کے نسب میں تین مرتبہ پے در پے حسن کا نام آیا۔ ان کا نام بھی حسن ہے اور ان کے والد کا نام بھی اور ان کے دادا کا نام بھی حسن ہے۔ ان کے والد کو حسن مثنیٰ کہتے ہیں۔ یہ بھی حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے پوتے اور حضرت عبد اللہ مذکور کے حقیقی بھائی ہیں۔ حدیث کی روایت بہت کم کرتے تھے۔ حضرت فاطمہ بنت حسین سے جب ہشام نے ان کی اولاد کی کیفیت پوچھی تو انھوں نے کہا کہ حسن ہم لوگوں کی زبان ہے۔

نمبر شمار	نام	طبقہ	مختصر حالات
			انھوں نے کہا فی نفسی منہ شیء ومجالد احب الی منہ یعنے میرا دل پاک کی طرف سے صاف نہیں ہے اور مجالد مجھے ان سے زیادہ پسند ہیں۔ اور امام ابن سعدؒ نے کہا کہ جعفر کی روایت قابل اعتبار نہیں۔ اور مصعب زبیری نے کہا ہے کہ امام مالک جعفر کی روایت بغیر کسی دوسرے راوی کی موافقت کے نہ لیتے تھے مگر جب تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ شیعوں کا انتساب ان کی طرف محض ایک بے بنیاد افترا ہے اور وہ ٹھیک اپنے آبائے کرام کی طرح پابند طریقہ اہل سنت و جماعت ہیں تو وہ سوءظن دفع ہو گیا اور ہم نے ان سے روایتیں لیں ان کی توثیق کی چنانچہ ابن ابی حاتم نے کہا ثقۃ لا یسأل عن مثلہ یعنے جعفر معتبر شخص ہیں ان جیسے شخص کا حال پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ ابن عدی اور ابن معین نے کہا ھو من ثقات الناس یعنے وہ معتبر لوگوں میں سے ہیں۔ عمرو بن ابی المقدام کہتے ہیں کنت اذا نظرت الی جعفر بن محمد علمت انہ من سلالۃ النبیین یعنے جب میں جعفر بن محمد کو دیکھتا تھا تو سمجھ لیتا تھا کہ وہ نبیوں کے خاندان سے ہیں۔ ابن حبان نے بھی ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے کہ میں نے ان کی روایت کو جانچا تو جس قدر حدیثیں ان سے معتبر راویوں نے نقل کی ہیں ان میں ایک بات بھی خلاف نہ پائی۔ اور یہ محال ہے کہ دوسروں کے گناہ کا بار ان پر رکھا جائے یعنے افترا پردازی شیعوں نے کی اس میں ان کا کچھ قصور نہیں ساجی نے کہا کان صدوقا مأمونا اذا حدث عنہ الثقات فحدیثہ مستقیم یعنے جعفر سچ بولنے والے اور قابل اطمینان تھے۔ جب معتبر لوگ ان سے کوئی روایت نقل کریں تو وہ روایت قابل وثوق ہوتی ہے۔ امام نسائی نے کہا ہے ثقۃ یعنے وہ معتبر شخص ہیں۔ حتے کہ جن ائمہ جرح و تعدیل نے ان پر جرح کی تھی ان میں سے اکثر نے تحقیق کے بعد اپنے قول سابق سے رجوع کیا چنانچہ تہذیب التہذیب میں دو جگہ لکھا ہے کہ یحییٰ بن سعید قطان نے ان سے روایت کی۔ اور امام مالک کی نسبت لکھا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ میں بہت دنوں تک جعفرؒ کے پاس جاتا آتا رہا۔ میں نے ان کو یا تو نماز پڑھتے ہوئے یا تلاوت قرآن کرتے ہوئے یا روزہ رکھے ہوئے پایا اور حدیث بغیر طہارت کے بیان نہ کرتے تھے۔ حضرت صادق ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۴۸ھ میں وفات پائی۔

نمبر شمار	نام	طبقہ	مختصر حالات
۱۰۵	محمد بن علی رضی اللہ عنہ		حضرت زین العابدین کے صاحبزادے اور حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں۔ کنیت ابوجعفر اور لقب باقر ہے۔ تابعین میں سے ہیں۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ سے احادیث کی روایت کی ہے۔ ان سے بڑے بڑے اکابر ائمہ نے روایت کی ہے۔ سنہ ۱۱۴ ہجری میں بعمر ترسٹھ سال وفات پائی۔ اور جنۃ البقیع میں مدفون ہوئے۔

ضمیمہ ختم ہوا

فتنہ کہ پیش از آں فتنہ است آں را باوصاف
خیر ستودند وما بعد آں را باصناف قبح نکوہیدند و
استقصا نمودند در بیان آں فتنہ تا آنکہ مطابقت
موصوف بر آنچہ واقع شد بر ہیچ فردے مخفی نماند
و بالطبع بیان واضح ساختند کہ انتظام خلافت خاصہ
بآں فتنہ منقطع خواہد شد و بقیہ برکات ایام نبوت
روی باختفا خواہد آورد و ایں معنے را تا بحدی بافصاح
گویند کہ پردہ از روئے کار برخاست و حجۃ اللہ
بر ثبوت آں قائم شد و آں خبر بر خارج متحقق گشت
بآں وجہ کہ حضرت مرتضیٰ باوجود رسوخ قدم در سوابق
اسلامیہ و وفور اوصاف خلافت خاصہ و انعقاد بیعت
برائے او و وجوب انقیاد رعیت آں حکم اللہ بہ نسبت
او متمکن نشد در خلافت و در اقطار ارض حکم او نافذ نگشت
و تمامہ مسلمین تحت حکم او سر فرود نیاوردند
و جہاد در زمان وے رضی اللہ عنہ بالکلیہ
منقطع شد و افتراق کلمہ مسلمین بظہور پیوست
و ائتلاف ایشاں رخت بعدم کشید و عموم
بحروب عظیمہ با او پیش آمدند و دست او را از
تصرف ملک کوتاہ ساختند و ہر روز
دائرہ سلطنت او لا سیما بعد تحکیم تنگ تر
شدن گرفت تا آنکہ در آخر بجز کوفہ و ماحول
آں برائے ایشاں صافی نماند و ہر چند ایں خللہا
در صفات کاملہ نفسانیہ ایشاں

جو زمانہ کہ اس فتنہ سے پہلے کا ہے اس کو آپ نے طرح طرح کی
خوبیوں کے ساتھ موصوف کیا اور جو زمانہ اس کے بعد کا ہے اس کو
انواع و اقسام کی برائیوں سے یاد فرمایا۔ اور اس فتنہ کے بیان
میں آپ نے انتہا درجہ کی توضیح کی یہاں تک کہ اس بیان کا اس
(فتنہ) پر منطبق ہونا جو واقع ہوا کسی شخص پر پوشیدہ نہ رہا
اور حضرتؐ نے نہایت واضح عبارت میں بیان فرمایا کہ اس
فتنہ سے خلافت خاصہ کا انتظام ٹوٹ جائے گا اور زمانہ نبوت
کی جو برکتیں باقی ہوں گی وہ چھپ جائیں گی اس بات کو بھی آپ
نے ایسا کھول کر بیان فرمایا کہ اصل حقیقت کے اوپر سے پردہ اٹھ گیا
اور حجت الٰہی اس کے ثبوت سے قائم ہو گئی، اس خبر کا ظہور خارج
میں اس طرح ہوا کہ حضرت مرتضیٰ باوجود سوابق اسلامیہ میں راسخ
القدم ہونے اور باوصف کثرت اوصاف خلافت خاصہ کے
ان کی ذات میں پائے جانے کے، اور باوجود اس کے کہ ان کے
لئے بیعت کا انعقاد ہوا اور رعیت کا احکام الٰہی میں ان کے لئے
مطیع ہونا ثابت ہو گیا خلافت میں متمکن نہ ہوئے اور اطراف ملک
میں ان کا حکم نافذ نہ ہوا اور تمام مسلمانوں نے ان کے حکم کے
آگے سر نہ جھکایا اور جہاد ان کے زمانے میں بالکل بند ہو گیا اور
مسلمانوں کی یکجہتی میں فرق آ گیا اور ان کا باہمی اتفاق معدوم
ہو گیا اور لوگوں نے بڑی بڑی لڑائیاں ان کے ساتھ کیں اور
ان کے ہاتھ کو ملک میں تصرف کرنے سے کوتاہ کر دیا۔ ہر روز
ان کی سلطنت کا دائرہ خصوصاً واقعہ تحکیم[1] کے بعد تنگ ہو گیا
یہاں تک کہ آخر میں سوا کوفہ اور اس کے مضافات کے ان کے
لئے صاف نہ رہا۔ ہر چند ان خللہائے آنجناب رضی اللہ عنہ کے صفات کاملہ نفسانیہ میں

[1] جنگ صفین میں بالآخر حضرت علی اور حضرت معاویہ دونوں نے اپنی اپنی طرف سے ایک ایک حکم مقرر کیا کہ دونوں جو کچھ فیصلے کر دیں وہی فریقین مان لیں اسی واقعہ کو واقعہ تحکیم کہتے ہیں

خللے نینداخت لیکن مقاصدِ خلافت علیٰ وجہہا متحقق نگشت وبعد حضرت مرتضیٰ چوں معاویہ بن ابی سفیان متمکن شد واتفاق ناس بروی بحصول پیوست وفرقت جماعۂ مسلمین از میان برخاست وی سوابق اسلامیہ نداشت ولوازم خلافتِ خاصہ در وے متحقق نبود بعد از ان بادشاہان دیگر از مرکزِ حق دور تر افتادند کما لایخفیٰ پس خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بانقطاع خلافتِ خاصہ منتظمہ ناقد و ازین جہت متحقق گشت۔

اما آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اخبار فرمودند بمقتول شدن حضرت عثمانؓ وآنکہ او برحق خواہد بود پس ثابت است بطرق بسیار عن ابن عمر ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتنۃ فقال یقتل ھذا فیہا مظلوما اخرجہ الترمذی وعن عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یا عثمان لعل اللہ یقمصک قمیصا فان ارادوک علی خلعہ فلا تخلعہ اخرجہ الترمذی وعن مرۃ بن کعب وعبد اللہ بن حوالۃ وکعب بن عجرۃ والفاظہم متقاربۃ ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتنۃ فقربہا فمر رجل مقنع راسہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھذا یومئذ علی الہدی

کوئی خلل نہیں پیدا کیا مگر مقاصدِ خلافت جیسا کہ چاہیئے حاصل نہ ہوئے۔ اور حضرت مرتضیٰ کے بعد جب (حضرت) معاویہ بن ابی سفیان متمکن ہوئے اور لوگوں کا اتفاق اُن (کی خلافت) پر حاصل ہو گیا اور مسلمانوں کی جماعت سے باہمی نا اتفاقیاں اٹھ گئیں (تو گو اُن کو خلافت میں تمکین حاصل ہو گئی مگر اُن کی خلافت خلافتِ خاصہ نہ تھی کیونکہ) وہ سوابقِ اسلامیہ نہ رکھتے تھے اور خلافتِ خاصہ کے لوازم ان میں نہ پائے جاتے تھے۔ اس کے بعد اور بادشاہ تو مرکزِ حق سے بہت دور ہے جیسا کہ پوشیدہ نہیں ہے۔ الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خلافتِ خاصہ منتظمہ کے ختم ہو جانے کی خبر دی تھی وہ اس طرح ظاہر ہوئی۔ (اب دیکھو اس فتنہ کا بیان کس کس تفصیل کے ساتھ احادیث میں وارد ہوا ہے)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خبر دینا کہ حضرت عثمانؓ شہید ہو نگے اور وہ حق پر ہوں گے بہت سندوں سے ثابت ہے۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنہ کا ذکر کیا اور فرمایا کہ یہ شخص اس میں ظلماً شہید کیا جائے گا۔ اس روایت کو ترمذی نے نکالا ہے۔ اور حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عثمانؓ! امید ہے کہ اللہ تم کو ایک قمیص پہنائے گا اگر لوگ اس کے اتارنے کا ارادہ کریں تو اس کو تم نہ اتارنا۔ اس روایت کو بھی ترمذی نے نکالا ہے۔ اور مرہ بن کعب اور عبد اللہ بن حوالہ اور کعب بن عجرہؓ سے روایت ہے ان سب کے الفاظ قریب قریب ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنہ کا ذکر کیا اور اس کو بہت قریب بتایا اسی اثناء میں ایک شخص سر پر چادر اوڑھے ہوئے ادھر سے نکلا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شخص اس وقت ہدایت پر ہو گا۔

وامر جہاد برہم خورد وباز در زمان معاویہ بن ابی سفیان امر جہاد قائم گشت ازاں تاریخ بعد ہفتاد سال دولت بنی امیہ متلاشی شد۔

اما تعیین جہتے کہ ایں فتنہ از انجا ہوید گردد پس در حدیث ابن عمرو جماعہ من الصحابۃ وھذا حدیث مستفیض کلا ان الفتنۃ ھٰھنا حیث یطلع قرن الشیطان و ہمچناں واقع شد ہمہ فتنہ ہائی کہ بعد مقتل حضرت عثمانؓ پیدا شد بر عراق بود است وآں شرقی مدینہ است۔

(۱) تعیین صورت وصفت فتنہ اخرج الترمذی عن حذیفۃ بن الیمان ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال والذی نفسی بیدہ لا تقوم الساعۃ حتی تقتلوا امامکم وتجتلدوا باسیافکم ویرث دنیاکم شرارکم ھٰذا حدیث حسن واخرج احمد عن ابن عون الانصاری ان عثمان قال لابن مسعود ھل انت منتہ عما بلغنی عنک فاعتذر بعض العذر فقال عثمان ویحک انی قد سمعت وحفظت ولیس کما سمعت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال سیقتل امیر وینتزی منتز وانی انا المقتول ولیس عمر انما قتل عمر واحد وانہ یجتمع علیّ وذکر ابو عمر ان زرارۃ بن عمرو قص علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم رؤیا فقال رأیت نارا خرجت من الارض فحالت بینی وبین ابن لی یقال لہ عمرو

اور جہاد کا انتظام بگڑ گیا پھر حضرت معاویہ بن ابی سفیان کے زمانے میں جہاد کا انتظام قائم ہوا اس تاریخ سے ستر برس کے بعد بنی امیہ کی سلطنت زائل ہو گئی۔

اس سمت کی تعیین جہاں سے یہ فتنہ پیدا ہوگا حضرت ابن عمرؓ اور صحابہ کی ایک جماعت کی روایت میں ہے یہ روایت مستفیض ہے (اس کے الفاظ اس کے حسب ذیل ہیں) آگاہ رہو فتنہ یہاں ہوگا جہاں سے شیطان کا سینگ (یعنی آفتاب) نکلتا ہے خارج میں بھی ایسا ہی واقع ہوا جو فتنے کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد پیدا ہوئے سب عراق میں تھے اور عراق مدینے سے شرقی جانب میں ہے۔

اس فتنہ کی صورت وصفت کی تعیین ترمذی نے حضرت حذیفہ بن یمان سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تم قتل کرو گے اپنے امام کو اور باہم شمشیر بازی کرو گے اور تمہاری دنیا کے حاکم تمہارے بدتر لوگ ہوں گے یہ حدیث حسن ہے اور امام احمدؒ نے ابن عون انصاری سے روایت کی ہے کہ حضرت عثمانؓ نے حضرت ابن مسعودؓ سے فرمایا کہ وہ بات میں نے سنا ہے اور مجھے یاد ہے جیسا تم نے سنا وہ صحیح نہیں ہے (میں نے سنا ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ایک امیر قتل کیا جائے گا اور کوئی حملہ کرنے والا حملہ کرے گا پس میں مقتول میں ہی ہوں حضرت عمرؓ نہیں ہیں حضرت عمرؓ کو تو صرف ایک شخص نے قتل کیا تھا اور میرے اوپر مجمع ہوگا۔ اور ابو عمرؓ نے بیان کیا ہے کہ زرارہ بن عمروؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا خواب بیان کیا کہا کہ میں نے ایک آگ دیکھی جو زمین سے نکلی اور میرے اور میرے بیٹے کے درمیان جس کا نام عمرو ہے حائل ہو گئی

[illegible] حقیقی معنے مراد لے جاتے ہیں ... تھے جیسا کہ ... بعض کلمات واقع ہوتے ہیں ... مطلب ... [illegible]

الی الارض فأخذ به النبی صلی الله علیه وسلم
وعلا ثم رجل آخر ثم رجل آخر ثم انقطع
بالثالث ثم وصل له فعبر الصدیق
بما یدل علی ابتلاء الثالث. وأخرج ابوداؤد
عن الحسن عن ابی بکرة ان النبی
صلی الله علیه وسلم قال ذات یوم
من رأی منکم رؤیا فقال رجل
انا رأیت کأن میزانا نزل من السماء
فوزنت انت وابوبکر فرجحت انت
بابی بکر ووزن ابوبکر وعمر فرجح
ابوبکر ووزن عمر وعثمان فرجح عمر
ثم رفع المیزان فرأینا الکراهیة
فی وجه رسول الله صلی الله
علیه وسلم. وأخرج ابوداؤد عن سمرة
بن جندب ان رجلا قال یا
رسول الله رأیت کأن دلوا دلی من السماء
فجاء ابوبکر فأخذ بعراقیها فشرب
شربا ضعیفا ثم جاء عمر فأخذ بعراقیها
فشرب حتی تضلع ثم جاء عثمان فأخذ
بعراقیها فشرب حتی تضلع ثم جاء
علی فأخذ بعراقیها فانتشطت
وانتضح علیه منها شیء. وعن سهل
بن ابی حثمة قال بایع اعرابی
النبی صلی الله علیه وسلم فقال
علی للاعراق

زمین تک لٹک رہی ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس رسی کو پکڑا اور اوپر چڑھ گئے پھر ایک اور شخص (اسی طرح اوپر چڑھ گیا) اس کے بعد ایک اور شخص (اسی طرح اوپر چڑھ گیا) پھر تیسرے شخص کی باری میں وہ رسی کٹ گئی پھر اس کے لئے جوڑ دی گئی۔ اس خواب کی تعبیر حضرت صدیقؓ نے (آنحضرتؐ کے سامنے) ایسی دی جس سے تیسرے خلیفہ کا مبتلا (بہ مصیبت) ہونا سمجھا جاتا ہے۔ اور ابوداؤد نے حسن (بصری) سے انھوں نے حضرت ابوبکرہؓ سے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک روز (صحابہؓ سے) فرمایا کہ تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے (تو بیان کرے) ایک شخص نے عرض کیا کہ میں نے دیکھا ہے کہ گویا ایک ترازو آسمان سے اتری (اس میں) آپؐ اور ابوبکرؓ تولے گئے تو آپؐ ابوبکرؓ سے وزنی نکلے۔ پھر ابوبکرؓ اور عمرؓ تولے گئے تو ابوبکرؓ وزنی نکلے پھر عمرؓ اور عثمانؓ تولے گئے تو عمرؓ وزنی نکلے۔ اس کے بعد ترازو اٹھالی گئی تو ہم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک میں کراہیت کے[1] آثار دیکھے۔ اور ابوداؤد نے حضرت سمرہ بن جندبؓ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ: (میں نے خواب میں دیکھا کہ) گویا ایک ڈول آسمان سے لٹکایا گیا پھر (دیکھا کہ) ابوبکرؓ آئے اور انھوں نے اس کی عرقوہ پکڑلی اور پانی پیا مگر کمزور طریقہ سے پھر عمرؓ آئے اور انھوں نے اس کی عرقوہ پکڑلی اور پانی پیا یہاں تک کہ شکم سیر ہوگئے۔ پھر عثمانؓ آئے اور انھوں نے اس کی عرقوہ پکڑلی اور پانی پیا یہاں تک کہ شکم سیر ہوگئے پھر علیؓ آئے اور انھوں نے اس کی عرقوہ پکڑلی مگر وہ کھل گئی اور پانی کی کچھ چھینٹیں بھی ان پر پڑیں۔ اور حضرت سہل بن ابی حثمہؓ سے روایت ہے وہ کہتے تھے کہ ایک اعرابی نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ (اونٹ بطور قرض کے) فروخت کیا حضرت علیؓ نے اعرابی سے کہا کہ

---

[1] کراہیت کی وجہ یہ تھی کہ اس خواب سے حضرت [illegible] کے بعد [illegible] فتنوں میں اختلاف ہو جائے گا۔

فأتيتُه فأخبرتُه فقال إلى عمر
فقالوا ارجع إليه فسَلْهُ فإن حدث
بعمر حدثٌ فإلى من فأتيتُه
فسألتُه فقال إلى عثمان
فأتيتُهم فأخبرتُهم فقالوا
ارجع فسَلْه فإن حدث بعثمان
حدث فإلى من فأتيته فسألته
فقال إن حدث بعثمان حدث
فتبًّا لكم الدهر تبًّا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
خبر دادند کہ امت بر حضرت
مرتضٰی جمع نخواہند شد و تألم خاطر
مبارک خود تقریر فرمودند

أخرج الحاكم عن علي رضي الله عنه
قال إن مما عهد إليَّ النبي صلى الله
عليه وسلم أن الأمة ستغدر بي
بعده وأخرج الحاكم عن ابن عباس
قال قال النبي صلى الله عليه وسلم
لعلي أما إنك ستلقى بعدي
جهدًا قال في سلامة من ديني
قال في سلامة من دينك وأخرج
أبو يعلى عن علي بن أبي طالب
قال بينا رسول الله صلى الله عليه
وسلم آخذٌ بيدي ونحن نمشي
في بعض سككِ المدينة

میں پھر خدمتِ نبوی میں حاضر ہوا اور آپ سے پوچھا آپ نے فرمایا
تو عمرؓ کو (دینا) یہ حکم پاکر میں بنی مصطلق کے پاس گیا اور ان کو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے (ارشاد سے خبر دی) انھوں نے
(پھر مجھ سے کہا کہ) تم پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
جاؤ اور آپ سے پوچھو کہ اگر عمرؓ کو موت آجائے تو پھر کسے دیں میں
(پھر) خدمتِ نبوی میں حاضر ہوا اور آپ سے پوچھا تو آپ نے
فرمایا پھر عثمانؓ کو (دینا) میں نے (خدمتِ نبوی سے واپس ہو کر)
ان لوگوں کو خبر دی انھوں نے پھر مجھ سے کہا کہ تم پھر خدمتِ
نبوی میں جاؤ اور آپ سے پوچھو کہ اگر عثمانؓ کو (بھی) موت آجائے تو
پھر کس کو دیں۔ پھر آپ کی خدمت میں آیا اور آپ سے پوچھا تو
آپ نے جواب دیا کہ اگر عثمانؓ کو بھی موت آجائے تو پھر تمہارے
لئے ہمیشہ خرابی ہی خرابی ہے۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی خبر دی کہ آپ کی
امت حضرت مرتضیٰ پر اتفاق نہ کرے گی اور اس سے آپ نے اپنی
خاطر مبارک کی آزردگی ظاہر فرمائی۔ حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ
سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے منجملہ ان چیزوں کے جو نبی صلی
اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمائیں یہ ہے کہ آپ کے بعد آپ کی
امت مجھ سے غدر کرے گی۔ اور حاکم نے حضرت ابن عباسؓ سے
روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت)
علیؓ سے فرمایا اے علیؓ! تم میرے بعد تکلیف پاؤ گے (حضرت علیؓ)
نے کہا (یہ تکلیف) میرے دین کی سلامتی کے ساتھ ہوگی؟ آپ نے فرمایا
(ہاں) تمہارے دین کی سلامتی کے ساتھ ہوگی۔ اور ابو یعلےٰ نے
حضرت علیؓ بن ابی طالب سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ (ایک مرتبہ)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور ہم
(دونوں) مدینہ کے کسی کوچہ سے گزر رہے تھے (چنانچہ بستی سے نکل کر

لمن (انک مؤمّر مستخلف وانک مقتول)
وان ھذہ مخضوبۃ من ھذہ یعنی لحیتہ
من رأسہ۔
وآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برائے قعود از فتنہ
فرمودند ودریں باب تاکید تمام نمودند وفرمودند کہ
شمشیرہا را دراں فتنہ بشکنید وزہ کمان
قطع کنید من حدیث سعد بن
ابی وقاص قال عند فتنۃ عثمان
بن عفان اشھد ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قال انھا ستکون فتنۃ
القاعد فیھا خیر من القائم والقائم
خیر من الماشی والماشی خیر
من الساعی قال قلت افرأیت
ان دخل علی بیتی وبسط یدہ
الیّ لیقتلنی قال کن کابن آدم ومن
حدیث ابی موسی انہ قال فی الفتنۃ
کسّروا فیھا قسیکم وقطعوا فیھا
اوتارکم والزموا فیھا اجواف بیوتکم
وکونوا کابن آدم ومن حدیث ام
مالک البھزیۃ ذکر رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فتنۃ فقربھا قالت قلت
یا رسول اللہ من خیر الناس فیھا قال رجل
فی ماشیتہ یؤدی حقھا ویعبد ربہ
ورجل اٰخذ برأس فرسہ
یخوّف العدو

(حضرت) علیؓ سے فرمایا (اے علیؓ!) تم سردار اور خلیفہ بنائے جاؤگے
اور تم قتل (بھی) کئے جاؤگے۔ اور یہ تمھاری ڈاڑھی اس کے یعنی
سر کے خون سے رنگین ہوگی۔

پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے (لوگوں کو) اس فتنہ
سے بیٹھے رہنے کا حکم دیا اور اس باب میں تاکید تمام کی اور یہ ارشاد
فرمایا کہ اس فتنہ میں اپنی تلواریں توڑ ڈالنا اور کمانوں کے چلّے
کاٹ دینا۔ چنانچہ بروایت سعد بن ابی وقاصؓ منقول ہے کہ انھوں
نے حضرت عثمانؓ کے فتنہ کے زمانہ میں کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب (ایک ایسا) فتنہ
ہوگا کہ اس (فتنہ) میں بیٹھ رہنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر
ہوگا اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے
سے بہتر ہوگا۔ میں نے عرض کیا (اے رسول اللہ) یہ تو فرمائیے کہ
اگر کوئی شخص میرے گھر میں داخل ہوکر میرے قتل کرنے کو ہاتھ
اٹھائے (تو میں کیا کروں) آپ نے فرمایا تم (اس وقت) مثل
آدم (علیہ السلام) کے بیٹے (یعنی ہابیل) کے ہوجانا۔ اور بروایت
ابوموسے (اشعری) منقول ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
فتنہ کے متعلق فرمایا کہ اس فتنہ میں اپنی کمانوں کو توڑ دینا اور ان کے
چلّے کاٹ ڈالنا اور اپنے گھروں میں (چھپے ہوئے) بیٹھے رہنا۔
اور مثل فرزند آدمؑ کے ہوجانا۔ اور بروایت ام مالک (منقول ہے
کہ) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فتنہ کا ذکر کیا اور اس کا
قریب ہونا بیان فرمایا۔ ام مالک کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ
یا رسول اللہ (اس فتنہ کے زمانہ میں) سب لوگوں سے بہتر کون ہے؟
آپ نے فرمایا (ایک تو) وہ شخص جو اپنے مویشیوں کو لے کر جنگل میں
رہے اور ان کی خدمت کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت کرتا رہے
اور (دوسرا) وہ شخص کہ اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے ہو اور اپنے دشمن کو ڈراتا ہو

اذ اتینا علی حدیقۃ فقلت یا رسول اللہ ما احسنہا من حدیقۃ قال لک فی الجنۃ احسن منہا ثم مررنا باخری فقلت یا رسول اللہ ما احسنہا من حدیقۃ قال لک فی الجنۃ احسن منہا حتی مررنا بسبع حدائق کل ذلک اقول ما احسنہا ویقول لک فی الجنۃ احسن منہا فلما خلا لہ الطریق اعتنقنی ثم اجہش باکیا قال قلت یا رسول اللہ ما یبکیک قال ضغائن فی صدور اقوام لا یبدونہا لک الا من بعدی قلت یا رسول اللہ فی سلامۃ من دینی قال فی سلامۃ من دینک واخرج احمد عن علی حدیثا فی آخرہ وان تؤمروا علیا ولا اراکم فاعلین تجدوہ ہادیا مہدیا یاخذ بکم الطریق المستقیم واخرج الطبرانی عن جابر بن سمرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ہم ایک باغ میں پہنچے میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ کیا اچھا باغ ہے۔ آپ نے فرمایا تمہارے لئے جنت میں اس سے اچھا باغ ہے۔ پھر ہم دوسرے باغ میں پہنچے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کیا اچھا باغ ہے۔ آپ نے فرمایا تمہارے لئے جنت میں اس سے اچھا باغ ہے۔ پھر ہم (دونوں) دوسرے باغ میں پہنچے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کیا اچھا باغ ہے۔ آپ نے فرمایا تمہارے لئے جنت میں اس سے اچھا باغ ہے۔ (حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ پھر اس دن) ہم سات باغوں میں گئے اور ہر ایک باغ کو دیکھ کر میں کہتا تھا کہ کیا اچھا باغ ہے اور آپ یہی فرماتے تھے کہ تمہارے لئے جنت میں اس سے اچھا باغ ہے۔ پھر جب راستہ میں ہم اور آپ تنہا رہ گئے تو آپ نے مجھے اپنے گلے سے لگایا اور زار زار رونے لگے۔ میں نے عرض کیا اے رسول اللہ آپ کیوں روتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کینوں کے سبب جو بعض لوگوں کے دلوں میں ہیں اور وہ لوگ کینوں کو میرے بعد تم سے ظاہر کریں گے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس میں میرے دین کی سلامتی ہے۔ آپ نے فرمایا (ہاں) تمہارے دین کی سلامتی رہے گی۔ اور (امام) احمدؒ نے حضرت علیؓ سے ایک روایت نقل کی ہے جس کے آخر میں یہ مضمون ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم علیؓ کو اپنا سردار بناؤ گے اور میں نہیں جانتا کہ تم ان کو اپنا سردار بناؤ گے تو ان کو ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ پاؤ گے اور وہ تم کو سیدھی راہ پر چلائیں گے۔ اور طبرانی نے (حضرت) جابر بن سمرہؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ملہ اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ حضرت علیؓ [illegible]

ويحيى قرنه. ومن حديث اهبان بن صيفي حين دعاه علي الى الخروج معه ان خليلي وابن عمك عهد الي اذا اختلف الناس ان اتخذ سيفا من خشب. ومن حديث خباب بن الارت عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه ذكر فتنة القاعد فيها خير من القائم والقائم فيها خير من الماشي والماشي فيها خير من الساعي فان ادركك ذلك فكن عبد الله المقتول ولا تكن عبد الله القاتل. ومن حديث عبد الله بن مسعود عن رسول الله صلى الله عليه وسلم تكون فتنة المضطجع فيها خير من القاعد والقاعد فيها خير من القائم والقائم خير من الماشي والماشي خير من الراكب والراكب خير من المجري قلت يا رسول الله ومتى ذلك قال ذلك ايام الهرج حين لا يأمن الرجل جليسه قلت فبم تأمرني ان ادركت ذلك الزمان قال اكفف نفسك ويدك وادخل دارك الحديث. ومن حديث ابي هريرة قال ايها الناس اظلتكم فتن كانها قطع الليل المظلم

اور وہ اُسے ڈرانے ہوں۔ اور بروایت اُھبان بن صیفی منقول ہے کہ جب حضرت علیؓ نے اُن کو اپنے ساتھ (جنگِ صفین) میں چلنے کو فرمایا تو انھوں نے یہ جواب دیا کہ میرے خلیل اور آپ کے ابن عم (یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) نے مجھے یہ نصیحت فرمائی تھی کہ جب مسلمانوں میں اختلاف پیدا ہو تو تم اُس وقت (اپنے لئے) لکڑی کی تلوار بنا لینا[1]۔ اور بروایت خباب بن ارت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے فتنہ کو ذکر کیا اور فرمایا کہ اُس میں بیٹھ رہنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہے اور اُس میں کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہے اور اس میں چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہے۔ پس اگر تم اس زمانے کو پاؤ تو تم اللہ کے مقتول بندہ بننا قاتل بندہ نہ بننا اور بروایت حضرت عبد اللہ بن مسعود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے (آپؐ نے فرمایا) ایک ایسا فتنہ ہوگا کہ اس فتنہ میں لیٹ رہنے والا بیٹھنے والے سے بہتر ہوگا اور بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والا پیدل چلنے والے سے بہتر ہوگا اور پیدل چلنے والا سوار سے بہتر ہوگا اور سوار گھوڑا دوڑانے والے سے بہتر ہوگا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ (فتنہ) کب ہوگا؟ آپ نے فرمایا زمانۂ کشت و خون میں جب کہ انسان کو اپنے ہمنشین سے امن نہ ہوگا۔ میں نے عرض کیا کہ آپ مجھے (ایسے وقت میں) کیا ارشاد فرماتے ہیں، اگر میں اس زمانہ کو پاؤں (تو کیا کروں) آپ نے فرمایا اپنے نفس کو اور اپنے ہاتھ کو روک کر اپنے گھر بیٹھ رہو۔ الی آخرہ اور بروایت حضرت ابو ہریرہؓ (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا اے لوگو! تم پر عنقریب وہ فتنے آنے والے ہیں، جو اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح (تاریک ہیں)

[1] لکڑی کی تلوار بنانا کنایہ ہے اس سے کہ ہتھیار کو بے کار کر دے تاکہ کسی وقت اشتعال میں بھی اگر ہتھیار ہو تو استعمال نہ کر سکے [illegible] ہو سکے۔

خير الناس فيها صاحب شاء يأكل من رسل غنمه ورجل من وراء الدرب آخذ بعنان فرسه يأكل من سيفه ۔ ومن حديث أبي بكرة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ألا إنها ستكون فتن ألا ثم تكون فتنة القاعد فيها خير من القائم والقائم فيها خير من الماشي والماشي فيها خير من الساعي فإذا نزلت ألا من كان له إبل فليلحق بإبله ومن كان له غنم فليلحق بغنمه ومن كانت له أرض فليلحق بأرضه فقال له رجل يا رسول الله أرأيت إن لم يكن له إبل ولا غنم ولا أرض قال فليأخذ حجرا فليدق به على حد سيفه ثم لينج إن استطاع النجاء ثم قال اللهم هل بلغت ثلاثا ۔ ومن حديث محمد بن مسلمة قلت يا رسول الله كيف أصنع إذا اختلف المصلون قال تخرج بسيفك إلى الحرة فتضربها به ثم تدخل بيتك حتى تأتيك منية قاضية أو يد خاطئة ۔ ومن حديث وائل بن حجر حضرت رسول الله صلى الله عليه وسلم

اُن فتنوں میں سب سے بہتر وہ شخص ہوگا کہ اپنی بکریاں (کو لئے ہوئے جنگل) میں پڑا ہے اور ان میں محنت کر کے کماتا ہے اور وہ شخص کہ سرحد کفار پر اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے اپنے تلوار کے زور سے کماتا ہے۔ اور بروایت ابوبکرہ (منقول ہو کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے لوگو!) آگاہ رہو کہ عنقریب فتنے ہوں گے آگاہ رہو کہ پھر فتنے ہوں گے جن میں بیٹھ رہنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور اس میں کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا۔ اور اس میں چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ اور جب فتنہ نازل ہو تو آگاہ رہو کہ جس کے اونٹ (کسی جنگل میں چرتے) ہوں تو وہ (شہر چھوڑ کر) اپنے اونٹوں (کے ساتھ جنگل) میں مل جائے (اور وہاں کا قیام اختیار کرے) اور جس کی بکریاں (کسی جنگل میں چرتی) ہوں تو وہ (شہر چھوڑ کر) اپنی بکریوں کے ساتھ جنگل) میں مل جائے۔ اور جس کی کوئی زمین ہو تو وہ اپنی زمین میں جا کر رہے۔ اس پر کسی شخص نے آپ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ اگر کسی کے اونٹ اور بکریاں اور زمین نہ ہو تو کیا کرے۔ آپ نے فرمایا پتھر سے کر اپنی تلوار کچل ڈالے اور اگر بچ سکے تو (فتنہ سے) بچ جائے پھر آپ نے تین بار فرمایا کیا میں نے (حکم خدا) پہنچا دیا؟ اور بروایت محمد بن مسلمہ (منقول ہے وہ کہتے تھے کہ) میں نے کہا اے رسول اللہ جب مسلمانوں کے درمیان اختلاف واقع ہو تو میں کیا کروں؟ آپ نے فرمایا تم اپنی تلوار لے کر مقام حرہ میں چلے جانا اور اسکو پتھروں سے کچل ڈالنا پھر اپنے گھر میں (چھپ کر) بیٹھ رہنا یہاں تک کہ تم کو موت آجائے اور تمام جھگڑوں کو ختم کر دے یا کوئی خطا کار ہاتھ تم تک آئے (اور تم کو قتل کر ڈالے) اور بروایت وائل بن حجر (منقول ہے وہ کہتے تھے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت بہت سے لوگ آپ کی خدمت میں تھے

وقد رفع رأسه نحو المشرق وقد حضره جمع كثير ثم رد إليهم بصره فقال أتتكم الفتن كقطع الليل المظلم فشدد أمرها وعجله وقبحه فقلت له من بين القوم يا رسول الله وما الفتن قال يا وائل إذا اختلف سيفان في الإسلام فاعتزلهما۔

آپ نے مشرق کی جانب سر اٹھا کر نظر فرمائی پھر اُدھر سے نگاہ ہٹا لی اور صحابہ کی جانب مخاطب ہو کر فرمایا: تاریک رات کی طرح تم پر فتنے آپہنچے پھر آپ نے ان فتنوں کی شدت بیان فرمائی اور ان کا جلد آنا اور بڑا ہونا ظاہر کیا۔ اس مجمع میں سے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! فتنوں سے کیا مطلب؟ آپ نے فرمایا جب اسلام (کے دو گروہوں) میں (باہم) تلواریں چلیں تو (اس وقت) تم دونوں (گروہوں) سے علیحدہ رہنا۔

باز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیریت حال مسلمین پیش از فتنہ و شریت حال ایشان بعد فتنہ بنوع بیان آوردہ فرمودند و درین باب استقصا نمود و تا بوجوہ بسیار یکے آنکہ فرمود تدور رحی الاسلام لخمس وثلاثین سنۃ فان یھلکوا فسبیل من قد ھلک پس دوران رحی اسلام عبارت است از وجود جہاد و غلبہ دین حق بر ادیان بطلب باستدف نفوس و اجتماع جموع در خیر و ہلاک لفظی است جامع جمیع انواع شرور کہ عمدہ آن انقطاع جہاد و وقوع فرقت است درمیان مسلمین۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے حال کا فتنہ سے پہلے اچھا ہونا اور ان کے حال کا فتنہ کے بعد برا ہونا وضع بیان کے ساتھ ارشاد فرمایا اور اس بارے میں پوری تفصیل کی اور بہت صورتیں بیان فرمائیں۔

اول یہ کہ آپ نے فرمایا: اسلام کی چکی پینتیس سال کے بعد بند ہو جائے گی پس اگر وہ ہلاک ہوئے تو اس شخص کی راہ پر گئے جو ہلاک ہوا (اسلام کی چکی چلنے کا مطلب یہ ہے کہ (اس مدت تک) جہاد ہوتا رہے گا اور مسلمانوں کے اتفاق و اجتماع کے سبب سے دین حق تمام دینوں پر غالب رہے گا۔ اور ہلاک ایک لفظ ہے جو تمام اقسام شر کو شامل ہے۔ اور اقسام شر میں سب سے سخت جہاد کا بند ہونا اور مسلمانوں کے درمیان نااتفاقی کا واقع ہونا ہے)۔

دوم در حدیث ابی ہریرۃ آنکہ الخلافۃ بالمدینۃ و الملک بالشام و در مشکوٰۃ عن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأیت عمودا من نور خرج من تحت رأسی ساطعا حتی استقر بالشام پس ریاست ما

دوسرے یہ کہ حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث میں آیا ہے کہ خلافت مدینہ میں ہوگی اور سلطنت شام میں۔ اور مشکوٰۃ میں حضرت عمرؓ سے مروی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے (خواب میں) دیکھا کہ میرے سر کے نیچے سے ایک ستون نور کا نکلا اور وہ بڑھنے لگا یہاں تک کہ شام میں پہنچ کر اس نے قرار لیا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس حدیث میں ریاست کو

بدو قسم تقسیم نمودن و یکے را بخلافت مسمّٰی کردن
و دیگرے را بملک مع ما تقدم من حدیث
ان هذا الامر بدأ نبوة و رحمة ثم یکون
خلافة و رحمة ثم یکون ملکاً عضوضاً
و مع قوله تعالیٰ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ
وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ دلیل واضح است
بر تباین حالتین و تغایر مرتبتین و در خارج
چناں واقع شد کہ خلفائے ثلٰثہ بمدینہ
اقامت نمودند و من بعد ہیچ پادشاہے
بمدینہ متوطن نگشت و اگر حال ملک شام
را واضح تر خواہی حدیثے دیگر بشنو
عن عبد الله بن حوالة قال قال
رسول الله صلی الله علیه وسلم
یا ابن حوالة اذا رأیت الخلافة
قد نزلت الارض المقدسة فقد
دنت الزلازل والبلابل والامور
العظام والساعة یومئذ اقرب من الناس
من یدی هذه الی رأسک.

سوم نزع امانت از صدور رجال.

اخرج البغوی من حدیث حذیفة
قال حدثنا رسول الله صلی الله علیه
وسلم حدیثین قد رأیت احدهما وانا
انتظر الآخر حدثنا ان الامانة نزلت فی
جذر قلوب الرجال و نزل القرآن

دو (مختلف) حصّوں پر تقسیم کرنا ایک کا نام خلافت اور دوسرے کا
نام ملک (و سلطنت) رکھنا مع اس حدیث کے جو اوپر ہو چکی کہ یہ امر
(اسلام) نبوت و رحمت ہو کر شروع ہوا پھر خلافت و رحمت ہو جائے گا
پھر کاٹنے والی سلطنت ہو جائے گا (اور مع اس آیۂ کریمہ کے
وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا الآیۃ) ترجمہ:- وعدہ فرمایا ہے اللہ
نے ان لوگوں کو جو ایمان لائے تم میں سے اور انھوں نے اچھے کام
کئے کہ ان کو ضرور ضرور خلیفہ بنائے گا) بہت بڑی دلیل اس
بات کی ہے کہ دونوں حالتوں (یعنے خلافت و سلطنت) میں فرق
ہے اور دونوں مرتبوں میں مغایرت ہے اور خارج میں (بھی) ایسا
ہی واقع ہوا کہ خلفائے ثلٰثہ نے مدینہ میں سکونت اختیار فرمائی اور
ان کے بعد کسی بادشاہ نے مدینہ کو اپنا وطن نہیں بنایا۔ اور اگر
تم سلطنت شام کا حال اس سے بھی زیادہ واضح دیکھنا چاہتے ہو
تو سنو، عبد اللہ بن حوالہ سے مروی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابن حوالہ جب تم دیکھو کہ خلافت
(یعنے حکومت) ارض مقدس (یعنے شام) میں پہنچ گئی تو سمجھ لو کہ
اب غم اور مصیبتیں اور بڑے بڑے حوادث قریب آگئے اور قیامت
اس وقت لوگوں سے اس سے بھی زیادہ نزدیک ہو جائے گی جتنا
میرا یہ ہاتھ تمھارے سر سے۔[1]

تیسرے لوگوں سے امانت کا نکل جانا۔ بغوی نے بروایت
حذیفہ نقل کیا ہے وہ کہتے تھے ہم سے رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے دو باتیں بیان فرمائی تھیں جن میں سے ایک تو میں نے
(بچشم خود) دیکھ لی اور اب دوسری کا منتظر ہوں۔ آپ نے
ہم سے یہ بیان فرمایا تھا کہ امانت لوگوں کے دلوں میں (فطرۃً)
اتری ہے (یعنے خلقی چیز ہے کسب سے یہ صفت پیدا نہیں ہوتی) اور قرآن اترا

[1] اسی روایت کے اوپر ملک گر رہے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث کے بیان فرماتے وقت حضرت ابن حوالہ کے سر پر اپنا دست مبارک رکھ لیا تھا۔

يلونهم ثم الذين يلونهم ثم يفشو الكذب حتى يحلف الرجل ولا يستحلف ويشهد الرجل ولا يستشهد

أخرج مسلم عن أبي هريرة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال سيكون في آخر أمتي أناس يحدثونكم بما لم تسمعوا أنتم ولا آباؤكم فإياكم وإياهم وأخرج مسلم عن مجاهد قال جاء بشير بن كعب العدوي إلى ابن عباس فجعل يحدث ويقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فجعل ابن عباس لا يأذن لحديثه ولا ينظر إليه فقال يا ابن عباس مالي لا أراك تسمع لحديثي أحدثك عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا تسمع فقال ابن عباس إنا كنا مرة إذا سمعنا رجلا يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ابتدرته أبصارنا وأصغينا إليه بآذاننا فلما ركب الناس الصعب والذلول لم نأخذ من الناس إلا ما نعرف وثابت أن قول حبر ابن عباس أن بالأمانة والصدق وصف هو [illegible] آخر أن يوصف بركوب الصعب والذلول حيث تغير الناس

جو صحابہ کے بعد ہوں گے پھر اُن کے لئے جو اُن کے بعد ہوں گے پھر (زمانہ میں) جھوٹ پھیل جائے گا یہاں تک کہ انسان (جھوٹی) قسم کھائے گا حالانکہ اس سے قسم نہ لی جائے گی اور (جھوٹی) گواہی دیگا حالانکہ وہ گواہ نہ بنایا جائے گا۔ امام مسلم نے حضرت ابوہریرہؓ سے انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا عنقریب میری آخر امت میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے کہ تم سے وہ حدیثیں بیان کریں گے جن کو نہ تم نے سنا ہوگا اور نہ تمھارے باپ دادا نے سنا ہوگا لہٰذا ایسے لوگوں سے تم بچے رہنا اور اُن کو اپنے سے بچانا۔ اور امام مسلم نے مجاہد سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ بشیر بن کعب عدوی حضرت ابن عباسؓ کے پاس آئے اور اُن سے باتیں کرنے لگے اور (ہر بات میں) کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجاہد کہتے ہیں، حضرت ابن عباسؓ اُن کی کوئی بات نہ سنتے تھے اور نہ اُن کی طرف متوجہ ہوتے تھے، لہٰذا انھوں نے کہا اے ابن عباسؓ! کیا وجہ ہے کہ آپ میری باتیں نہیں سنتے۔ میں تو آپ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں بیان کرتا ہوں مگر آپ کچھ نہیں سنتے، حضرت ابن عباسؓ نے جواب دیا پہلے زمانہ میں تو یہ حال تھا کہ جب ہم ایک مرتبہ (بھی) کسی شخص (کی زبان) سے سن لیتے تھے کہ وہ کہہ رہا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو ہماری نظریں اسی طرف متوجہ ہو جاتیں اور ہمارے کان اسی کی بات پر لگ جاتے تھے پھر جب لوگوں کی حالت مختلف ہو گئی (یعنی) سچے اور جھوٹے ہر قسم کے لوگ پیدا ہو گئے) تو اب ہم لوگوں کی وہی روایت لیتے ہیں جن کو ہم پہچانتے ہیں۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اول زمانہ جس کی حضرت ابن عباسؓ نے امانت اور صدق کے ساتھ تعریف کی وہ اس فتنہ سے پہلے ہو چکا ہے اور آخر زمانہ جس کی بابت یہ فرمایا کہ لوگوں کی حالت مختلف ہو گئی

بعد وقوع این فتنه است و اکثر این کذب
در عراق شیوع یافت در احادیث حضرت
مرتضیٰ مرفوعها و موقوفها اخرج مسلم
عن ابی اسحٰق قال لما احدثوا
تلک الاشیاء بعد علیؓ قال رجل
من اصحاب علیؓ قاتلهم الله ای علم
افسدوا واخرج مسلم عن ابی بکر
بن عیاش قال سمعت المغیرة یقول
لم یکن یصدق علیؓ فی الحدیث
عنه الا من اصحاب عبد الله
بن مسعود واخرج مسلم عن ابن
ابی ملیکة قال کتبت الی ابن
عباس اسأله ان یکتب لی
کتابا ویخفی عنی فقال
ولد ناصح انا اختار له
الامور اختیارا واخفی عنه
قال فدعا بقضاء علیؓ
رضی الله عنه فجعل یکتب
منه اشیاء ویمر به
الشیء فیقول والله ما قضی
بهذا علیؓ الا ان یکون ضل
واخرج مسلم عن طاؤس قال
اُتی ابن عباس بکتاب فیه
قضاء علیؓ فمحاه الا قدر و
اشار سفیان بن عیینة بذراعه

فتنہ واقع ہونے کے بعد کا ہے۔ اور اس قسم کا جھوٹ اُن روایتوں
میں جو حضرت علی مرتضیٰ کے نام سے بمقام عراق روایت کی گئی تھیں
زیادہ شائع ہوا کیا مرفوع روایتیں اور کیا موقوف (چنانچہ اسی
بارے میں) امام مسلمؒ نے ابو اسحٰق سے روایت کی ہے وہ کہتے
تھے کہ جب لوگوں نے حضرت علیؓ کے بعد یہ چند باتیں ایجاد کیں
(یعنی خرافات ابن سبا کو حضرت علیؓ کی طرف منسوب کیا)
تو اصحاب علی میں سے ایک شخص نے کہا ان لوگوں کو خدا ہلاک کرے کہ
کیسے (نفیس) علم کو انھوں نے خراب کر دیا۔ اور امام مسلمؒ نے
ابوبکر بن عیاشؒ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ میں نے
حضرت مغیرہؓ سے سنا وہ کہتے تھے کہ حضرت علیؓ سے روایت کرنے
میں بجز اصحاب عبداللہ بن مسعودؓ کے کسی دوسرے کا قول صحیح نہ
سمجھا جاتا تھا۔ اور (امام) مسلمؒ نے ابن ابی ملیکہ سے روایت کی
ہے کہ وہ کہتے تھے کہ میں نے حضرت عباسؓ کو (خط) لکھا اور اس
میں ان سے یہ درخواست کی کہ مجھے ایک کتاب لکھ دیں مگر اور لوگوں
پر میرا نام ظاہر نہ کریں۔ حضرت ابن عباسؓ نے (میرا یہ
خط پڑھ کر) فرمایا وہ فرزند سعادت مند ہیں میں ان کے لئے مسائل
انتخاب کروں گا اور ان کا نام ظاہر نہ کروں گا۔ راوی کا بیان
ہے کہ پھر حضرت ابن عباسؓ نے حضرت علیؓ کے فیصلے اور احکام
منگوائے اور ان میں سے انتخاب کرنا شروع کیا بعضے احکام دیکھ کر
کہتے تھے قسم خدا کی حضرت علیؓ نے (کبھی) ایسا حکم نہ کیا ہوگا
اور اگر کیا تو انھوں نے غلطی کی۔ اور امام مسلمؒ نے طاؤس سے
روایت کی وہ کہتے تھے کہ حضرت ابن عباسؓ کے سامنے ایک کتاب
پیش ہوئی جس میں حضرت علیؓ کے فیصلے لکھے تھے تو انھوں نے سب
فیصلے قلم زد کر دیے صرف بقدر اس کے باقی رکھے۔ سفیان بن عیینہ
نے اپنے ہاتھ کی جانب اشارہ کیا (یعنی تھوڑے فیصلے قائم رکھے

وَاخرج مسلم عن سالم ابن عبد اللہ بن عمر قال یا اھل العراق ما اسئلکم عن الصغیرۃ واركبكم الكبیرۃ سمعت ابی عبد اللہ بن عمر یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان الفتنۃ تجیئ من ھھنا واومی بیدہ نحو المشرق من حیث یطلع قرنا الشیطان وانتم یضرب بعضكم رقاب بعض وانما قتل موسی الذی قتل من ال فرعون خطأ فقال عزوجل وقتلت نفسا فنجیناك من الغم وفتناك فتونا ولہٰذا ابواسحٰق سبیعی وامثال او از علماء کوفہ کوشش در حفظ احادیث حضرت مرتضیٰ بجد بلیغ دارند اہل حدیث قبول نے کردند از اصحاب حضرت مرتضیٰ بلکہ از اصحاب عبد اللہ بن مسعود ولہٰذا بسبب بعید اہل مدینہ از اہل عراق اخذ نے نمودند قال مالک لم یأخذ عنھم اوائلنا فلا یأخذ عنھم آخرنا واین ہمہ بجہت آنست کہ قبل جمع احادیث بلاد میسر نشد

باقی سب کاٹ دیتے) اور (امام) مسلم نے سالم بن عبد اللہ بن عمر سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ اے اہل عراق! میں تم سے چھوٹے چھوٹے گناہوں کے متعلق کیا دریافت کروں تم نے تو اپنے اوپر بڑے بڑے گناہوں کو سوار کر لیا (کیونکہ) میں نے اپنے والد عبد اللہ بن عمرؓ سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ فتنہ اس طرف سے آئے گا اور آپ اپنے ہاتھ سے مشرق کی جانب اشارہ کرتے تھے یعنی جس جگہ سے شیطان کے دو سینگ (آفتاب کے ساتھ) طلوع کرتے ہیں اور تم ایک دوسرے کی گردنیں مارو گے۔ (اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ سے تم دھوکا نہ کھاؤ کیونکہ) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو فرعون کے خاندان سے ایک شخص کو قتل کیا تھا وہ غلطی سے قتل کیا تھا اس پر اللہ عزوجل نے فرمایا وَقَتَلْتَ نَفْسًا الآیۃ (ترجمہ:- اور قتل کیا تم نے ایک شخص کو پھر ہم نے تم کو غم سے نجات دی اور تمہاری خوب آزمائش کی) چونکہ اہل عراق کا کذب اور ان کی افترا پردازی حضرت علیؓ پر مشہور ہو گئی تھی اسی واسطے ابواسحٰق سبیعی اور ان کے ہمعصر علماء کوفہ جو حضرت مرتضیٰ کی حدیثیں یاد کرنے میں کوشش بلیغ کرتے تھے حضرت مرتضیٰ کے اہل لشکر سے آپ کی حدیثیں قبول نہ کرتے تھے بلکہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے اصحاب سے (مرویات حضرت علیؓ) لیتے تھے اور خاص اسی سبب سے اہل مدینہ اہل عراق سے روایت نہ کرتے تھے (امام) مالکؒ فرماتے ہیں (ان سے یعنی اہل عراق سے) ہمارے پہلے لوگوں نے حدیث نہیں لی اسی لئے ہمارے پچھلے لوگ (بھی) ان سے حدیث نہیں لیتے۔ اور یہ سارا اہتمام اس سبب سے تھا کہ مختلف شہروں کی حدیثوں کے جمع ہونے سے پہلے راویانِ حدیث کے درمیان تمیز کرنا اور ان کے احوال کا ضبط کرنا پوری طرح میسر نہ تھا

تمیز رجال و ضبط احوال رواۃ علے ما ینبغی پس راہ احتیاط گرفتند و ترک آن باحادیث نمودند بالمرہ و بحدیث اہل مدینہ و فتاوائے ایشان اکتفا کردند چون امام شافعی و امام احمد پیدا شدند احادیث بلاد مجموع گشت و در یافت احوال رواۃ ممکن شد پس حدیث ثقات متابعین اخذ نمودند بشرط اتصال و تسمیۂ رواۃ و احادیث مرسل و اخبار مبہمین و مبہمین ترک کردند و جمیع اہل حدیث ہمان راہ اختیار نمودند و بہمین سبب اہل حدیث و اہل رائے از ہم ممتاز شدند۔

پنجم تعمق مردم در تجوید قرآن زیادہ ازانچہ بر زبان عرب جاری بود و اکتفاء بر قراءت و عدم تعمق در آن اخرج ابوداؤد عن جابر بن عبد اللہ قال خرج علینا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ونحن نقرأ القرآن وفینا الاعرابی والعجمی فقال اقرأوا فکل حسن وسیجیئ اقوام یقیمونہ کما یقام القدح یتعجلونہ ولا یتاجلونہ واخرج ابوداؤد عن سہل بن سعد الساعدی قال خرج علینا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ونحن نقترئ فقال الحمد للہ کتاب اللہ واحد

پس (ائمۂ حدیث نے) راہ احتیاط کی اختیار کی اور اہل عراق کی حدیثیں بالکل ترک کیں اور صرف اہل مدینہ کی حدیثوں اور ان کے فتووں پر کفایت کی، جب امام شافعیؒ اور امام احمدؒ پیدا ہوئے تو اس وقت مختلف شہروں کی حدیثیں جمع ہوگئیں اور راویوں کے حالات دریافت کرنے پر ان کو پوری پوری قدرت حاصل ہوئی پس ان لوگوں نے ثقہ اور قوی الحفظ راویوں کی حدیثیں لیں مگر اس میں بھی یہ شرط تھی کہ سند متصل ہو اور راویوں کے نام مذکور ہوں اور جو احادیث مرسل تھیں یا ان کے راوی مبہم یا مبہم تھے ان کی حدیث ترک کی اور تمام اہل حدیث نے اسی راہ و روش کو اختیار کیا اور اسی سبب سے اہل حدیث اور اہل رائے ایک دوسرے سے ممتاز ہوگئے۔

پانچویں تجوید قرآن کے متعلق جس قدر کہ (اس وقت از روئے زبان) عرب پر جاری تھا اس سے زیادہ لوگوں کا اس میں غور و خوض کرنا اور قراءت پر قناعت کرکے معنئ قرآن کی طرف متوجہ نہ ہونا۔ ابوداؤد نے حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کے پاس تشریف لائے ہم لوگ اس وقت قرآن پڑھ رہے تھے اور ہمارے مجمع میں اعرابی اور عجمی دونوں قسم کے لوگ تھے آپؐ نے فرمایا تم سب پڑھو تم سب اچھا پڑھتے ہو اور عنقریب (تمہارے بعد) کچھ ایسے لوگ آئیں گے کہ قرآن کو تیر کی طرح (قواعد تجوید کے ساتھ) سیدھا کریں گے اور اسے جلد جلد پڑھیں گے اور اس کے معنے میں کچھ غور و فکر نہ کریں گے اور ابوداؤد نے سہل بن سعد ساعدی سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ (ایک مرتبہ) ہم لوگوں کے پاس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ہم لوگ قرآن پڑھ رہے تھے آپ نے (ہم کو قرآن پڑھتے دیکھ کر) فرمایا الحمد للہ! اللہ کی کتاب ایک ہے (اور پڑھنے والوں کا

وفیکم الاحمر وفیکم الابیض وفیکم
الاسود اقرءوا قبل ان یقرأہ
اقوام یقیمونہ کما یقوم السھم
یتعجلونہ ولا یتأجلونہ واخرج
البغوی عن عبد اللہ بن
مسعود انہ قال لانسان
انک فی زمان قلیل قراؤہ
کثیر فقھاؤہ یحفظ فیہ
حدود القرآن وتضیع حروفہ
قلیل من یسأل کثیر من یعطی
یطیلون فیہ الصلوۃ ویقصرون
فیہ الخطبۃ یبدؤن فیہ
باعمالھم قبل اھوائھم وسیأتی
علی الناس زمان کثیر قراؤہ
قلیل فقھاؤہ ویحفظ فیہ حروف
القرآن ویضیع حدودہ کثیر من
یسأل قلیل من یعطی یطیلون فیہ
الخطبۃ ویقصرون الصلوۃ یبدؤن
باھوائھم قبل اعمالھم۔

ششم تعمق مردم در تاویلات متشابہ
قرآن اخرج الدارمی عن عائشۃ
رضی اللہ عنھا قالت تلا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ھو الذی انزل علیک الکتاب
منہ آیات محکمات

بجز مختلف ہے جس طرح تم سب بنی آدم ایک نوع ہو) اور تم میں بعض
سُرخ ہیں اور بعضے سفید ہیں اور بعضے کالے ہیں۔ تم اسے پڑھو
قبل اس کے کہ کچھ لوگ ایسے آئیں جو اسے سیدھا تو خوب کریں گے
جیسا کہ تیر سیدھا کیا جاتا ہے (یعنے ظاہری قواعد تجوید کے ساتھ
اور خوش آوازی سے پڑھیں گے) وہ لوگ اسے جلد جلد پڑھیں گے
اور اس کے معنے میں بالکل غور نہ کریں گے۔ اور بغوی نے حضرت
عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے ایک شخص
سے کہا۔ تم ایسے زمانہ میں ہو کہ اس میں قرآن کے پڑھنے والے
کم ہیں اور فقیہ (سمجھدار) بکثرت ہیں اور اس (زمانہ) میں قرآن
کے حدود (وآداب) کی حفاظت کی جاتی ہے اور اس کے حروف
(والفاظ) کا چنداں اہتمام نہیں کیا جاتا۔ سائل (اس وقت)
کم ہیں اور دینے والے بہت ہیں۔ اس زمانہ میں نمازیں (خوب)
دیر تک پڑھتے ہیں اور خطبے مختصر پڑھتے ہیں۔ اور اس زمانہ میں
خواہشوں سے پہلے اعمال کرتے ہیں اور عنقریب وہ زمانہ آجائیگا
کہ (اس زمانہ کے برعکس معاملہ ہوگا) اس میں قرآن کے پڑھنے
والے بکثرت اور فقیہ قلت کے ساتھ ہوں گے۔ اس وقت قرآن
کے حروف یاد کئے جائیں گے اور اس کے حدود (وآداب) ضائع
کر دیئے جائیں گے۔ سائل بہت ہوں گے اور دینے والے کم۔ بڑے
بڑے خطبے پڑھیں گے مگر نماز کو مختصر کریں گے اپنے اعمال سے پہلے
اپنی خواہشیں ظاہر کریں گے۔

چھٹے آیات متشابہات قرآنی کی تاویل میں لوگوں کا غور و
خوض کرنا۔ دارمی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی
ہے وہ فرماتی تھیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت
پڑھی ھُوَ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ عَلَیۡکَ الۡکِتٰبَ الآیۃ (ترجمہ۔ اللہ وہ
ہے جس نے اے محمدؐ! تم پر کتاب اتاری کہ جس میں بعض آیتیں تو محکم

منہ محکم الکتاب و منہ متشابہات
قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
اذا رأیتم الذین یتبعون ما تشابہ
منہ فاحذروھم واخرج الدارمی
عن سلیمان بن یسار ان رجلا یقال لہ
صبیغ قدم المدینۃ فجعل یسأل عن
متشابہ القرآن فارسل الیہ عمر وقد
اعدّ لہ عراجین النخل فقال من انت
قال انا عبد اللہ صبیغ فاخذ عمر عرجونا
من تلک العراجین فضربہ فقال انا عبد اللہ
عمر فجعل لہ ضربا حتی دمی رأسہ فقال
یا امیر المؤمنین حسبک قد ذہب الذی
کنت اجد فی رأسی واخرج الدارمی عن
عمرو بن الاشج ان عمر بن الخطاب
رضی اللہ عنہ قال انہ سیأتی ناس یجادلونکم
بشبہات القرآن فخذوھم بالسنن
فان اصحاب السنن اعلم
بکتاب اللہ۔

ہفتم تعمق مردم در مسائل فقہیہ و تکلم بر
مفروضہ کہ ہنوز واقع نشدہ است و سابق این معنی
جائز نمی داشتند و اسراع فقہاء در فتوی بغیر
تأملات و سابق از فتوی خشیت بسیار
میترسیدند اخرج الدارمی عن وہب بن
عمرو الجمحی ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم
قال لا تعجلوا بالبلیۃ قبل نزولہا

وہ اصل کتاب ہیں اور بعض متشابہ) پھر رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو آیاتِ متشابہات
میں بحث کرتے ہیں تو تم ان سے پرہیز کرو۔ اور دارمی نے سلیمان
بن یسار سے روایت کی ہے کہ ایک شخص جس کا نام صبیغ تھا
(حضرت عمرؓ کے زمانے میں) مدینہ میں آیا اور لوگوں سے آیاتِ متشابہات
کے معنے پوچھنے لگا حضرت عمرؓ (کو معلوم ہوا تو آپ نے) اسے اپنے
پاس بلایا اور اس کو سزا دینے کے لئے آپ نے کھجور کی شاخیں منگا رکھی
تھیں پھر انھوں نے اس سے پوچھا کہ تو کون ہے اس نے جواب
دیا میں خدا کا بندہ صبیغ ہوں۔ حضرت عمرؓ نے کھجور کی شاخ لے کر
اسے مارا اور فرمایا کہ میں خدا کا بندہ عمرؓ ہوں۔ پھر اسے اتنا مارا کہ
اس کے سر کو خون سے رنگ دیا۔ پھر اس شخص نے کہا اے امیر المومنین
اب بس کیجئے میرے سر سے وہ خیال دفع ہو گیا جسے میں محسوس
کر رہا تھا۔ اور دارمی نے عمرو بن اشج سے روایت کی ہے وہ کہتے
تھے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا عنقریب ایسے
لوگ آئیں گے کہ تمھارے ساتھ بذریعہ متشابہاتِ قرآنی کے بحث
کریں گے لہٰذا تم کو مناسب ہے کہ ان کو سنتِ رسول اللہ کے ساتھ
(جواب دے کر) پکڑو کیونکہ سنتِ رسول اللہ کے جاننے والے کتاب اللہ
کو خوب جانتے ہیں۔

ساتویں لوگوں کا مسائلِ فقہیہ میں غور و خوض کرنا اور فرضی
صورتیں مسئلوں کی جو کہ ابھی واقع نہیں ہوئیں (اپنے ذہن سے
تراش کر لوگوں کے سامنے) بیان کرنا۔ اگلے لوگ اسے جائز نہ
رکھتے تھے۔ اور فقہاء کا بلا تامل فتوے دینے میں جلدی کرنا اگلے
لوگ فتوے دینے سے بہت ڈرتے تھے۔ دارمی نے وہب بن عمرو جمحی
سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
قبل واقع ہونے کسی واقعہ کے اس کے احکام معلوم کرنے میں جلدی نہ کرو

فانکم ان لا تعجلوها قبل نزولها لا ینفك
المسلمون وفیهم اذا هی نزلت من
اذا قال وُفِّقَ و سُدِّدَ وانکم ان
تعجلوها تختلف بکم الاهواء
فتأخذوا هکذا وهکذا واشار
بین یدیه وعن یمینه وعن
شماله اخرج الدارمی عن طاؤس
قال قال عمر علی المنبر احرج
بالله علی رجل سأل عما
لم یکن فان الله قد بین ما هو
کائن واخرج الدارمی عن ابن
عمر سأله رجل عن شیء
فقال لا تسأل عما لم یکن
فانی سمعت عمر بن الخطاب
یلعن من سأل عما لم یکن
واخرج الدارمی عن الزهری
قال بلغنا ان زید بن ثابت
الانصاری کان یقول اذا سئل عن
الامر اکان هذا فان قالوا نعم
قد کان حدث فیه بالذی یعلم
والذی یری وان قالوا لم یکن
قال ذروه حتی یکون واخرج
الدارمی عن عامر الشعبی قال
سئل عمار بن یاسر عن مسئلة
فقال هل کان هذا بعد قالوا لا قال

کیونکہ اگر تم قبل اس کے واقع ہونے کے اس میں جلدی نہ کروگے تو
مسلمان ہمیشہ اس حالت میں رہیں گے کہ جب وہ واقعہ پیش آئیگا
تو کوئی نہ کوئی ایسا موجود ہوگا کہ جب وہ جواب دیگا تو اسے توفیق
ملے گی اور اچھی بات اس کی زبان سے نکلے گی اور اگر جلدی کروگے
تو نفسانیت سے تم میں اختلاف پیدا ہو جائے گا اور ادھر ادھر بہک
جاؤگے اور آپ نے اپنے سامنے اور اپنے دائیں بائیں جانب اشارہ
فرمایا۔ اور دارمی نے طاؤس سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ
حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے برسر منبر فرمایا۔ میں اس شخص کو جو
ایسا مسئلہ دریافت کرے کہ ابھی تک پیش نہیں آیا خدا کی قسم دلاکر
(اس حرکت سے) روکتا ہوں کیونکہ جو کچھ ہونے والا ہے اللہ نے (ق
اسے بیان کردیا ہے (لہٰذا اطمینان رکھو جب کوئی واقعہ پیش آئے گا
اُس کا حکم شریعت میں تمہیں مل جائے گا) اور دارمی نے حضرت (عبد اللہ
بن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ سے کسی شخص نے کوئی
مسئلہ پوچھا تو انھوں نے جواب دیا کہ مجھ سے وہ بات نہ پوچھو جو
(ابھی) نہیں ہوئی کیونکہ میں نے (اپنے والد) حضرت عمر بن خطاب
سے سنا ہے کہ وہ اس شخص پر لعنت کرتے تھے جو ایسی بات کے
متعلق سوال کرے جو ابھی نہیں ہوئی۔ اور دارمی نے زہری سے
روایت کی ہے وہ کہتے تھے ہمیں خبر پہنچی ہے کہ جب حضرت زید بن
ثابت انصاری سے کسی امر کے متعلق سوال کیا جاتا تو وہ کہتے تھے
کیا یہ امر (واقع) ہو چکا ہے۔ اگر لوگ کہتے کہ ہاں (ہو چکا ہے) تو
اس کے متعلق جو ان کو معلوم ہوتا یا ان کی رائے ہوتی بیان کرتے
اور اگر لوگ کہتے کہ نہیں ہوا تو فرماتے کہ ابھی اس کو چھوڑ دو یہاں تک
کہ واقع ہو۔ اور دارمی نے عامر شعبی سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے
کہ کسی شخص نے حضرت عمار بن یاسرؓ سے کوئی مسئلہ پوچھا انھوں نے
کہا کیا یہ صورت پیش آئی ہے لوگوں نے کہا نہیں۔ انھوں نے کہا تو

دعوه حتى يكون فإذا كان تجشمناها لكم وأخرج الدارمي عن مسروق قال كنت أمشي مع أبي بن كعب فقال فتى يا عماه ما تقول في كذا وكذا قال يا ابن أخي أكان هذا قال لا قال فأعفنا حتى يكون وأخرج الدارمي عن سعيد بن جبير قال ما رأيت قوما كانوا خيرا من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ما سألوه إلا عن ثلاث عشرة مسألة حتى قبض كلهن في القرآن منهن يَسْئَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ ويَسْئَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قال ما كانوا يسألون إلا عما ينفعهم وأخرج الدارمي عن عبادة بن نسي وسئل عن امرأة ماتت مع قوم ليس لها ولي فقال أدركت أقواما ما كانوا يشددون تشديدكم ولا يسألون مسائلكم وأخرج الدارمي عن عطاء بن السائب قال سمعت عبد الرحمن بن أبي ليلى يقول أدركت في هذا المسجد عشرين ومائة من الأنصار ما منهم من أحد يحدث بحديث إلا ود أن أخاه كفاه الحديث ولا يسأل عن فتيا إلا ود أن أخاه كفاه الفتيا وأخرج الدارمي عن داود قال سألت الشعبي

(ہم کو ابھی) چھوڑ دو یہاں تک کہ پیش آئے اور جب ایسی صورت ہوگی تو اس وقت ہم تمہیں اس کا جواب تلاش کر دیں گے۔ اور دارمی نے مسروق سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں اُبی بن کعب کے ساتھ کسی جگہ جا رہا تھا ایک جوان نے اُن سے پوچھا کہ اے چچا! آپ فلاں فلاں صورت میں کیا حکم دیتے ہیں؟ انھوں نے کہا اے بھتیجے! کیا یہ بات ہو گئی ہے؟ اس جوان نے کہا نہیں (ابھی ہوئی تو نہیں ہے) اُبی بن کعب نے کہا تو ابھی ہم کو اس کے جواب دینے سے معاف رکھو یہاں تک کہ وہ ہو جائے۔ اور دارمی نے سعید بن جبیر سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے کسی قوم کو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر نہ دیکھا۔ اصحاب رسول اللہ نے آپ سے آپ کی مدت حیات میں صرف تیرہ مسئلوں کے متعلق سوال کیا وہ سب مسئلے قرآن میں مذکور ہیں يَسْئَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ اور يَسْئَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ وغیرہ وغیرہ۔ صحابہ وہی بات پوچھتے تھے جو نفع دینے والی ہے۔ اور دارمی نے عبادہ بن نسی سے روایت کی ہے کہ عبادہ سے سوال کیا گیا کہ ایک عورت ایسے لوگوں کے یہاں مری جن میں اس کا کوئی ولی نہیں ہے (اس کو غسل کون دے؟) عبادہ نے جواب دیا کہ میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ تمہاری طرح سختی نہ کرتے اور نہ تمہارے ایسے مسئلے پوچھتے تھے۔ اور دارمی نے عطاء بن سائب سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے میں اس مسجد میں ایک سو بیس انصار سے ملا ان میں سے جو شخص حدیث بیان کرتا تھا وہ (دل سے) یہی چاہتا تھا کہ کوئی دوسرا اس کام کو کر دے (مگر جب کوئی دوسرا نہ ملتا تو مجبور ہو کر بیان کرتا) اور ان میں جس شخص سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تھا تو اس کی یہی خواہش ہوتی تھی کہ کوئی دوسرا شخص اس مسئلہ کا جواب دیدے۔ اور دارمی نے داؤد سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے شعبی سے پوچھا کہ

كيف كنتم تصنعون اذا سئلتم قال على الخبير وقعتَ كان اذا سئل الرجل قال لصاحبه أفتهم فلا يزال حتى يرجع الى الاول واخرج الدارمي عن ابن المنكدر قال انّ العالم يدخل فيما بين الله وبين عباده فليطلب لنفسه المخرج واخرج الدارمي عن مسعر قال اخرج اليّ معن بن عبد الرحمن كتابا فحلف لي بالله انه خط ابيه فاذا فيه قال عبد الله والذي لا اله الا هو ما رأيت احدا كان اشد على المتنطعين من رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا رأيت احدا كان اشد عليهم من ابي بكر رضي الله عنه واني لأرى عمر رضي الله عنه كان اشد خوفا عليهم او لهم

هشتم فاش شدن سوالات مردم در الهيات تا آنكه گويند من خلق الله وآن معنے در زمان ابوہریرہ متحقق شد اخرج مسلم من حديث محمد بن سيرين عن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لا يزال الناس يسئلونكم عن العلم حتى يقولوا

جب تم سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تھا تو تم کیا کرتے تھے؟ انھوں نے کہا تم نے خبردار شخص سے اس بات کو پوچھا (سنو ہم یہ کرتے تھے کہ) جب کسی شخص سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تھا تو وہ اپنے پاس والے (عالم) سے کہتا کہ تم اس کو فتوے دیدو (پھر وہ بھی اپنے ساتھی پر حوالہ کرتے تھے) اسی طرح برابر ہوتا رہتا یہاں تک کہ سائل پھر پہلے ہی شخص کی طرف رجوع کرتا اور (مجبوری) وہ جواب دیتا۔ اور دارمی نے ابن منکدر سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے عالم اللہ تعالے اور اس کے بندوں کے درمیان واسطہ ہوتا ہے تو اسے چاہیئے کہ اپنے بچاؤ کی کوئی راہ ڈھونڈھ لے (یعنے اپنے فرائض کو خوب ادا کرے)۔ اور دارمی نے مسعر سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ معن بن عبدالرحمن نے ایک کتاب نکال کر مجھے دکھلائی اور انھوں نے خدا کی قسم کھا کر مجھ سے کہا کہ وہ ان کے والد کی لکھی ہوئی ہے اس میں یہ مضمون تھا۔ عبداللہ (بن مسعودؓ) نے فرمایا قسم اس کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں میں نے بہت آگے بڑھنے والوں کے حق میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ سخت کسی کو نہیں دیکھا اور (آنحضرتؐ کے بعد) ان لوگوں کے حق میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے زیادہ سخت کسی کو نہیں دیکھا اور میں دیکھتا ہوں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ان لوگوں کے حق میں بہت خوفناک تھے۔

آٹھویں (مسائل) الہیات میں (یعنے ذات وصفات حق سبحانہ کے متعلق) لوگوں کے سوالات کا بکثرت ہونا یہاں تک کہ لوگ کہنے لگے کہ اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ یہ بات حضرت ابوہریرہؓ کے زمانہ میں پائی گئی۔ (امام) مسلم نے بروایت محمد بن سیرین ابوہریرہ سے انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا تم سے ہمیشہ لوگ علم کے متعلق پوچھتے رہیں گے یہاں تک کہ کہیں گے

بعض راویوں کا اختلاف ہے کہ یہاں لفظ علیہم ہے یا لہم مطلب دونوں کا ایک ہے۔

هذا الله فمن خلق الله قال وهو آخذ بيد رجل فقال صدق الله ورسوله قد سألني اثنان وهذا الثالث او قال سألني واحد وهذا الثاني واخرج مسلم من حديث ابي سلمة عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يزالون يسئلونك يا ابا هريرة حتى يقولوا هذا الله فمن خلق الله قال فبينا انا في المسجد اذ جاء ناس من الاعراب فقالوا يا ابا هريرة هذا الله فمن خلق الله قال فاخذ حصى بكفه فرماهم ثم قال قوموا صدق خليلي.

نهم فاش شدن اخبار بنی اسرائیل

و روایت آن از اہل کتاب و آں اول علم بیگانہ است کہ با علوم دینیہ مختلط شد اخرج الدارمی عن جابر ان عمر بن الخطاب رضی الله عنه اتی رسول الله صلى الله عليه وسلم بنسخة من التوراة فقال یا رسول الله هذه نسخة من التوراة فسكت فجعل يقرأ ووجه رسول الله صلى الله عليه وسلم يتغير فقال ابو بكر رضي الله عنه ثكلتك الثواكل ما ترى بوجه رسول الله صلى الله عليه وسلم

یہ اللہ ہے پس کس نے اللہ کو پیدا کیا۔ راوی کا بیان ہے کہ یہ حدیث بیان کرتے وقت حضرت ابو ہریرہؓ ایک شخص کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے پھر انھوں نے (حدیث ختم کرکے) کہا اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا مجھ سے دو شخص یہ سوال کر چکے ہیں اور اب یہ تیسرا شخص ہے یا یہ کہا ایک شخص سوال کر چکا ہے اور یہ دوسرا شخص ہے۔ اور (امام) مسلم نے بروایت ابو سلمہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو ہریرہؓ! تم سے لوگ (دینی) سوال کرتے رہیں گے (کہ فلاں چیز کو کس نے پیدا کیا فلاں چیز کو کس نے) یہاں تک کہ کہیں اچھا اس کو تو خدا نے پیدا کیا تو خدا کو کس نے پیدا کیا۔ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں (ایک مرتبہ مسجد (نبوی) میں تھا کہ کچھ دیہاتی لوگ آئے اور مجھ سے کہا اے ابو ہریرہؓ! (یہ تو ہم کو معلوم ہو گیا) یہ خدا ہے پھر خدا کو کس نے پیدا کیا؟ حضرت ابو ہریرہؓ نے ایک مٹھی بھر سنگریزے (زمین سے) اٹھائے اور ان پر مارے اور کہا تم لوگ یہاں سے چلے جاؤ میرے خلیل نے مجھ سے سچ فرمایا۔

نویں اخبار بنی اسرائیل کا (لوگوں میں) شائع ہونا اور انکو اہل کتاب سے روایت کرنا یہ پہلا بیگانہ علم ہے جو علوم دینیہ کے ساتھ ملا۔ دارمی نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ توریت کا ایک نسخہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ توریت کا نسخہ ہے۔ آپ یہ سنکر خاموش ہو گئے۔ پھر حضرت عمرؓ نے اسے پڑھنا شروع کیا ان کے پڑھنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک متغیر ہوتا جاتا تھا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے (یہ دیکھ کر) کہا اے عمرؓ! تم پر رونے والیاں روئیں تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک نہیں دیکھتے

نظر عمر الی وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اعوذ باللہ من غضب اللہ ومن غضب رسولہ رضینا باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد صلی اللہ علیہ وسلم نبیا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفس محمد بیدہ لو بدا لکم موسیٰ فاتبعتموہ وترکتمونی لضللتم عن سواء السبیل ولو کان حیا وادرک نبوتی لاتبعنی

واخرج البخاری عن عبد اللہ بن عباس انہ قال یا معشر المسلمین کیف تسألون اہل الکتاب عن شیء وکتابکم الذی انزل اللہ علی نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم احدث الاخبار باللہ محضا لم یشب وقد حدثکم اللہ ان اہل الکتاب قد بدلوا من کتب اللہ وغیروا وکتبوا بایدیہم الکتب قالوا ہو من عند اللہ لیشتروا بذلک ثمنا قلیلا اولا ینہاکم ما جاءکم من العلم عن مسألتہم فلا واللہ ما رأینا رجلا منہم یسألکم عن الذی انزل علیکم۔

دہم اوراد واحزاب بہ نیت تقرب الی اللہ عز وجل

دکہ تمھارا پڑھنا حضرت کو کیسا ناگوار گزر رہا ہے) حضرت عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک پر نظر کی تو کہا میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں اُس کے غضب سے اور اُس کے رسول کے غضب سے۔ ہم نے اللہ کو (اپنا) پروردگار اور اسلام کو (اپنا) دین، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو (اپنا نبی) پسند کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے کہ اگر موسیٰ تمھارے سامنے آجائیں اور تم مجھے چھوڑ کر ان کی پیروی کرو تو بھی یقیناً تم سیدھے راستے سے بہک جاؤ گے اور اگر موسیٰ زندہ ہوتے اور میری نبوت کو پاتے تو یقیناً وہ میری پیروی کرتے۔

اور امام بخاریؒ نے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ اے مسلمانو! (مجھے تعجب ہے کہ) تم اہل کتاب سے کیوں باتیں پوچھا کرتے ہو حالانکہ تمھاری کتاب جو اللہ تعالیٰ نے تمھارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی ہے وہ بہ نسبت اور کتب سماویہ کے اللہ کے ساتھ قریب العہد ہے (یعنے ابھی نازل ہوئی ہے) اور خالص ہے اس میں (کسی اور کے کلام کی) آمیزش نہیں ہوئی اور تم سے اللہ نے بیان فرما دیا ہے کہ اہل کتاب نے اللہ کی کتابوں کو بدل دیا اور ان میں تغیر کر دیا اور اپنے ہاتھ سے کتابیں لکھیں اور (اُن کی نسبت) کہا کہ یہ خدا کی طرف سے نازل ہوئی ہیں ان کی غرض اس (تبدیل و تغیر) سے یہ تھی کہ اس کے بدولت تھوڑے سے دام حاصل کریں اور کیا کم ہے تعجب کہ جو علم تم کو ملا ہے وہ تم کو ان سے سوال کرنے سے باز نہیں رکھتا حالانکہ قسم خدا کی ہم تو اہل کتاب میں سے کسی کو نہیں دیکھتے کہ وہ تم سے اس علم کی کوئی بات پوچھتے ہوں جو تم پر اتارا گیا ہو۔

دسویں سنت۔ توبہ میں جو اوراد و وظائف آگئے ہیں ان کے علاوہ اپنی طرف سے اوراد اور وظائف کا بہ نیت تقرب الی اللہ عز و جل

زیادہ بر سنت ماثورہ و التزام مستحبات مانند التزام واجبات و ظہور دواعی نفس در دعوت مردمان آں۔

أخرجه الدارمي عن الحكم بن المبارك انا عمرو بن يحيى قال سمعت ابي يحدث عن ابيه قال كنا نجلس على باب عبد الله بن مسعود قبل صلوٰة الغداة فاذا خرج مشينا معه الى المسجد فجاءنا ابو موسى الاشعري فقال اخرج اليكم ابو عبد الرحمن بعد قلنا لا فجلس معنا حتى خرج فلما خرج قمنا اليه جميعا فقال له ابو موسى يا ابا عبد الرحمن اني رأيت في المسجد انفا امرا انكرته ولم ار والحمد لله الا خيرا قال فما هو فقال ان عشت فستراه قال رأيت في المسجد قوما حلقا جلوسا ينتظرون الصلوٰة في كل حلقة رجل وفي ايديهم حصا فيقول كبروا مائة فيكبرون مائة ويقول هللوا مائة فيهللون مائة ويقول سبحوا مائة فيسبحون مائة

(یعنی ثواب پانے کی غرض سے) اختراع کرنا اور مستحبہ کو مثل واجبات کے اپنے ذمہ لازم کر لینا۔ اور لوگوں میں ان وظائف کے پھیلانے کی رغبت کا دل میں پیدا ہونا۔ دارمی نے حکم بن مبارک سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے ہمیں عمرو بن یحییٰ نے خبر دی وہ کہتے تھے میں نے اپنے والد سے سنا وہ اپنے والد سے نقل کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ ہم نماز فجر سے پہلے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے دروازہ پر جا کر بیٹھ جاتے تھے جب وہ اپنے گھر سے نکلتے تو ہم اُن کے ساتھ ساتھ مسجد میں جاتے تھے (ایک روز حضرت ابن مسعودؓ کے مکان پر بوقت معہود) حضرت ابو موسیٰ اشعری ہمارے پاس آئے اور ہم سے پوچھا کہ کیا ابو عبد الرحمٰن (یعنی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ) گھر سے نکلے ہیں ہم نے جواب دیا کہ ابھی نہیں نکلے (یہ سنکر) وہ ہمارے پاس بیٹھ گئے یہاں تک کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ گھر سے برآمد ہوئے اور ہم لوگ ان کے ساتھ اٹھ کر چلے پھر اُن سے حضرت ابو موسیٰؓ نے کہا اے ابو عبد الرحمٰن میں نے ابھی مسجد میں ایک نئی بات دیکھی مگر الحمد للہ میں نے اچھی بات دیکھی۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے پوچھا تم نے کیا دیکھا؟ حضرت ابو موسیٰؓ نے کہا اگر زندہ رہیں (یعنی جب تک آپ زندہ رہے) تو آپ بھی اس کو دیکھ لیں گے پھر کہا کہ میں نے مسجد میں لوگوں کو دیکھا کہ وہ (جدا جدا) حلقے کر کے بیٹھے ہیں اور نماز کا انتظار کر رہے ہیں اور ہر حلقہ میں ایک ایک شخص ہے ان کے ہاتھ میں سنگریزے ہیں وہ کہتا ہے سو مرتبہ اللہ اکبر پڑھو سب لوگ سو بار اللہ اکبر پڑھتے ہیں (اور ان سنگریزوں پر گنتے جاتے ہیں) پھر وہ کہتا ہے سو بار لا الٰہ الا اللہ پڑھو سب لوگ سو بار لا الٰہ الا اللہ پڑھتے ہیں پھر وہ کہتا ہے سو بار سبحان اللہ پڑھو سب لوگ سو بار سبحان اللہ پڑھتے ہیں (یہ سنکر حضرت عبداللہ

قال فماذا قلت لهم قال ما قلت لهم شيئا انتظار رأيك وانتظار امرك قال افلا امرتهم ان يعدوا سيئاتهم وضمنت لهم ان لا يضيع من حسناتهم ثم مضى ومضينا معه حتى اتى حلقة من تلك الحلق فوقف عليهم فقال ما هذا الذي اراكم تصنعون قالوا يا ابا عبد الرحمن حصى نعد به التكبير والتهليل والتسبيح قال فعدوا سيئاتكم فانا ضامن ان لا يضيع من حسناتكم شيء ويحكم يا امة محمد صلى الله عليه وسلم ما اسرع هلكتكم هؤلاء صحابة نبيكم صلى الله عليه وسلم متوافرون وهذه ثيابه لم تبل وآنيته لم تكسر والذي نفسي بيده انكم لعلى ملة هي اهدى من ملة محمد صلى الله عليه وسلم او مفتتحو باب ضلالة قالوا والله يا ابا عبد الرحمن ما اردنا الا الخير قال وكم من مريد للخير لن يصيبه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم

بن مسعود نے پوچھا کہ پھر تم نے ان سے کیا کہا؟ حضرت ابو موسیٰ نے جواب دیا آپ کی رائے اور آپ کے حکم کے انتظار میں میں نے ان سے کچھ نہیں کہا۔ انھوں نے کہا تم نے اُن کو کیوں نہ حکم کیا کہ (ان سنگریزوں پر بجائے تکبیر و تہلیل و تسبیح کے) وہ لوگ اپنے اپنے گناہ گنیں اور تم نے ان سے اس بات کی ذمہ داری کیوں نہ کی کہ اُن کی نیکیوں میں کچھ ضائع نہ ہوگا (گننا بیکار ہے۔ یہ کہہ کر) حضرت ابن مسعودؓ چلے اور ہم سب اُن کے ساتھ ساتھ چلے۔ یہاں تک کہ وہ اُن حلقوں میں سے ایک حلقے کے پاس پہنچ کر ٹھہر گئے اور اُن لوگوں سے پوچھا کہ تم یہ کیا کر رہے ہو؟ اُنھوں نے جواب دیا اے ابو عبدالرحمٰن! ہم ان سنگریزوں پر تکبیر اور تہلیل اور تسبیح کو شمار کرتے ہیں۔ اُنھوں نے کہا (بجائے اس کے) تم لوگ اپنے اپنے گناہ شمار کرو اور میں ضامن ہوتا ہوں کہ تمھاری نیکیوں میں سے کوئی نیکی ضائع نہ ہوگی۔ اے امتِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم ویحکم تمھاری ہلاکت کس قدر جلد آگئی ابھی یہ اصحاب تمھارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بکثرت (موجود) ہیں اور تمھارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے کپڑے بوسیدہ نہیں ہوئے اور اُن کے برتن نہیں ٹوٹے (مگر تم ابھی سے چیزیں ایجاد کرنے لگے) قسم اُس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ یا تو تم ایک ایسے دین پر ہو جو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے دین سے زیادہ راہِ راست پر ہے یا تم گمراہی کے دروازہ پر پہنچ گئے ہو اور وہ دروازہ کھلنے والا ہے۔ ان لوگوں نے جواب دیا اے ابو عبدالرحمٰن! قسم خدا کی کہ ہم (اس فعل سے) نیکی کا ارادہ رکھتے ہیں۔ حضرت ابن مسعودؓ نے کہا بہت سے نیکی کا ارادہ کرنے والے ایسے ہیں کہ انھیں نیکی نہیں ملتی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

له دیر میں لفظاً کا [illegible] بغیر مستقل ہوا کرتے ہیں۔

حدثنا أن قومًا يقرءون القرآن
لا يجاوز تراقيهم وايم الله
ما أدري لعل أكثرهم منكم
ثم تولى عنهم فقال عمرو بن
سلمة رأينا عامة أولئك الخلق
يطاعنونا يوم النهروان مع
الخوارج وفي مصنف أبي بكر
بن أبي شيبة قيل لابن عمر
تصلي الضحى قال لا قيل صلاها
عمر قال لا قيل صلاها أبو بكر
قال لا قيل صلاها رسول الله
صلى الله عليه وسلم قال
لا إخاله وفي شرح السنة
كان ابن عمر إذا سئل عن
سبحة الضحى فقال لا آمر
بها ولا أنهى عنها ولقد أصيب
عثمان وما أدري أحدًا يصليها وإنها
لمن أحب ما أحدث الناس إلي وأخرج
الدارمي عن ربيعة بن يزيد قال
قال معاذ بن جبل رضي الله عنه
يفتح القرآن على الناس حتى
يقرأه المرأة والصبي والرجل
فيقول الرجل قد قرأت القرآن
فلم أتبع والله لأقومن به فيهم
لعلي أتبع فيقوم به فيهم

ہم سے فرمایا ہے کہ بہت سے لوگ قرآن پڑھیں گے مگر قرآن اُن کے
گلے سے تجاوز نہ کرے گا قسم خدا کی میں نہیں جانتا کہ شاید ایسے
اکثر لوگ تم میں ہوں۔ پھر حضرت ابن مسعودؓ ان لوگوں کے پاس سے
چلے گئے۔ عمرو بن سلمہ کہتے ہیں (ان لوگوں کا انجام) ہم نے یہ
دیکھا کہ جنگ نہروان میں خوارج کے ساتھ ہو کر یہ لوگ ہم پر برچھے
مار رہے تھے۔ اور مصنف ابو بکر بن ابی شیبہ میں ہے کہ کسی شخص نے
حضرت (عبد اللہ) ابن عمرؓ سے سوال کیا کیا آپ چاشت کی نماز
پڑھتے ہیں؟ انھوں نے جواب دیا نہیں (پڑھتا) پھر سائل نے
پوچھا کیا حضرت عمرؓ (یہ نماز) پڑھتے تھے؟ انھوں نے جواب
دیا نہیں۔ پھر اُن سے پوچھا کیا ابو بکرؓ (یہ نماز) پڑھتے تھے؟
انھوں نے جواب دیا نہیں۔ پھر اُس نے دریافت کیا کیا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے (یہ نماز) پڑھی تھی۔ انھوں نے جواب
دیا میرے خیال میں نہیں پڑھتے تھے۔ اور شرح السنہ میں ہے کہ
حضرت (عبد اللہ) ابن عمرؓ سے جب کوئی شخص نماز چاشت کے
بارے میں سوال کرتا تھا تو وہ کہتے تھے کہ میں نہ اس نماز کے پڑھنے
کا حکم دیتا ہوں اور نہ کسی کو اس کے پڑھنے سے منع کرتا ہوں۔
اور حضرت عثمانؓ کی شہادت تک میں نہیں جانتا کہ کوئی شخص
اس نماز کو پڑھتا ہو مگر جو اُمور کہ لوگوں نے اب ایجاد کر لئے ہیں
اُن سب میں یہ نماز مجھے محبوب ہے۔ اور دارمی نے ربیعہ بن یزید کر
روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ حضرت معاذ بن جبلؓ نے فرمایا قرآن
آسان کر دیا جائے گا یہاں تک کہ عورتیں اور لڑکے اور مرد سب کے
سب قرآن پڑھنے لگیں گے پھر ایک شخص کہے گا میں نے قرآن
پڑھا مگر میں (لوگوں کا) مقتدا نہ بنا اور میری کچھ قدر و منزلت
نہ ہوئی (قسم خدا کی اب میں لوگوں میں قرآن کو قائم کروں گا
تاکہ میں مقتدا بنوں۔ پھر وہ لوگوں میں قرآن کو قائم کرے گا مگر

فلا يتبع فيقول قد قرأت القرآن فلم اتبع وقد قمت به فلم اتبع وقد اختططت في بيتي مسجدا فلم اتبع والله لا يتبعوني حتى آتيهم بحديث ليس في كتاب الله ولم يسمعوه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلي اتبع قال معاذ فإياكم وما جاء به فإن ما جاء به ضلالة.

یازدہم سبق وعظ و فتوے موقوف بود برائے خلیفہ بدون امر خلیفہ وعظ نے گفتند و فتوی نے دادند و آخر بغیر توقف بر رائے خلیفہ وعظ مے گفتند و فتوے مے دادند و دریں وقت مشاورہ جماعۂ صالحین در فتوے موقوف ماند. اخرج ابوداؤد عن عوف بن مالک الاشجعی قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يقص الا امير او مأمور او مختال واخرج الدارمي عن عون ابن عون عن محمد قال قال عمر لابن مسعود الم انبأ او انبئت انك تفتي ولست بامير

(اس پر بھی) مقتدا نہ بنے گا پھر وہ کہے گا میں نے قرآن پڑھا اور لوگوں میں قرآن کو قائم کیا مگر میں مقتدا نہ بنا اب میں گھر میں مسجد بناؤں گا (اور سب سے علیحدہ ہو کر اس میں عبادت کروں گا) تاکہ میں (لوگوں کا) مقتدا ہوں۔ پھر وہ اپنے گھر میں مسجد بنائے گا (اور اس میں عبادت کرے گا) مگر (اس پر بھی) مقتدا نہ بنے گا پھر تو وہ کہے گا میں نے قرآن پڑھا اور مقتدا نہ بنا اور میں نے لوگوں میں قرآن کو قائم کیا پھر بھی مقتدا نہ بنا اور میں نے اپنے گھر میں مسجد بنائی (اور سب سے علیحدہ ہو کر عبادت کرتا رہا) (اس پر بھی) مقتدا نہ بنا۔ قسم خدا کی اب میں لوگوں کے سامنے ایک ایسی نئی بات پیش کروں گا کہ جس کو وہ کتاب اللہ میں نہ پائیں گے اور نہ انھوں نے اس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہوگا۔ میں امید کرتا ہوں کہ پھر میں مقتدا بن جاؤں گا حضرت معاذ نے (یہ بیان کر کے) فرمایا (اے لوگو!) تم ایسے شخص سے بچتے رہنا کیونکہ جو کچھ وہ ظاہر کرے گا (سراسر) گمراہی ہوگی۔

گیارھویں۔ اگلے زمانہ میں وعظ گوئی اور فتویٰ دینا خلیفہ کی رائے پر موقوف تھا بدون حکم خلیفہ کے لوگ وعظ نہ کہتے تھے اور نہ فتوے دیتے تھے اور اخیر زمانہ میں بغیر حکم خلیفہ کے وعظ کہنے اور فتوے دینے لگے (البتہ) اس وقت فتویٰ نیک لوگوں کے مشورہ پر موقوف رہا ابوداؤد نے عوف بن مالک اشجعی سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وعظ نہ بیان کرے مگر خلیفہ یا وہ شخص جو (وعظ گوئی پر) مامور ہو یا وہ شخص جو متکبر ریا کار ہے۔ اور دارمی نے ابن عون سے انھوں نے محمد سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن مسعودؓ سے فرمایا مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تم فتویٰ دیتے ہو حالانکہ تم خلیفہ نہیں ہو (فتوے نہ دیا کرو) خلافت کی مشقت اور

ولی حق ترد هذا من توکل قلائدها و اخرج
الدارمی عن المسیب بن رافع قال
کانوا اذا نزلت فیهم قضیة لیس فیها
عن رسول الله صلی الله علیه وسلم
اثر اجتمعوا لها و اجمعوا فالحق
فیما رأوا فالحق فیما رأوا و تحقیق آن
است که تا زمان حضرت عثمانؓ اختلاف مسائل
فقهیه واقع نمی شد و در محل اختلاف بخلیفه رجوع
می کردند و خلیفه بعد مشاوره امری اختیار
کرد و همان امر مجمع علیه می شد و بعد وجود
فتنه هر عالمے برأی خود فتوے می داد و
درین زمانہ اختلاف واقع شد و آنچه شهرستانی
در کتاب ملل و نحل گفته که بمجرد وفات
آنحضرت صلی الله علیه وسلم اختلاف
پدید آمد خطاست اختلاف آن نیست که در
اثنائے مشاورت اقوال مختلف بر زبان گویند
و آخر امرے منقح شود و بر همان امر اجماع کنند
اختلاف آنست که هر دو قول مستقر پیدا
شود هر یکے بجانب خود کشد و دوم واضح مخالف
خواهد بالجمله همین جهت نوع اخیر در
بهترین امت که علماء و عباد و
قراء اند پیدا شد و مفسدهٔ عظیمه که برین
مترتب گشت آنست که طبقات متأخر
این تغیر را هیئت و صفت سنت خیال کردند
ازین جهت که اصل او خود از صحبت

(زحمت) کا باعث اسی کے ذریعہ ڈالدو جو اس کی راحت کا مالک ہو
ہے۔ اور دارمی نے مسیب بن رافع سے روایت کی ہے وہ کہتے
تھے کہ صحابہ کرام کا یہ دستور تھا کہ جب کوئی واقعہ ان کو پیش آتا
اور اس واقعہ کے متعلق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی کوئی
حدیث نہ ملتی تو سب جمع ہوکر اس کے حکم پر اجماع کرلیتے تھے
پس حق وہی ہے جس کو ان لوگوں نے حق سمجھا پس حق وہی
ہے جس کو ان لوگوں نے حق سمجھا اور اس باب میں تحقیق یہ
ہے کہ حضرت عثمانؓ کے زمانہ تک مسائل فقہیہ میں اختلاف
واقع نہ ہوتا تھا (اس وقت) مواقع اختلاف میں لوگ خلیفہ
کی جانب رجوع کرتے تھے اور خلیفہ مشورہ کے بعد کوئی بات تجویز
کردیتا تھا اور اسی بات پر اجماع ہوجاتا تھا۔ اور فتنہ کے بعد
بذات خود ہر عالم فتوے دینے لگے اور اسی زمانہ میں (مسائل کے
اندر) اختلاف واقع ہوا اور جو کہ شہرستانی نے (اپنی) کتاب ملل ونحل
میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوتے
ہی اختلاف پیدا ہوگیا (ان کا یہ کہنا) غلط ہے۔ اختلاف اس کا
نام نہیں ہے کہ اثنائے مشورہ میں (چند اشخاص) ایک دوسرے
کے مخالف اقوال کہیں اور بالآخر ایک امر منقح ہوکر اسی پر سب
اتفاق کریں (بلکہ) اختلاف یہ ہے کہ دو (مختلف) قول جو
رائج ہوجائیں پیدا ہوں اور ہر شخص (لوگوں کو) اپنی جانب
کھینچے اور جو (دعوی) اس کے مخالف نے واضح کیا ہے اس کو
باطل کرنا چاہے۔ الحاصل یہی سخت قسم کا تغیر (یعنے اختلاف
مسائل فقہیہ) اس امت کے بہترین اشخاص میں جوکہ عالم اور
عابد اور قاری ہیں پیدا ہوا اور اس تغیر پر جو فساد عظیم کہ مرتب
ہوا ہے یہ ہے کہ طبقات متاخرین نے اس تغیر کو بھی ہیئت وصفت
سنت خیال کرلیا اس وجہ سے کہ اس اختلاف کی اصل صحبت (رسول)

بود ولائمہ قائم نمودند بر تارک آں یا مقتصر
دراں تخریج الدارمی عن ابراہیم عن
علقمۃ عن عبد اللہ قال کیف
انتم اذا لبستم فتنۃ یہرم فیہا
الکبیر ویربو فیہا الصغیر اذا ترک
منہا شیء قیل ترکت السنۃ قالوا
ومتی ذالک قال اذا ذہبت علماؤکم
وکثرت جہلاؤکم وکثرت قراؤکم
وقلت فقہاؤکم وکثرت امراؤکم
وقلت امناؤکم والتمست الدنیا
بعمل الاٰخرۃ وتفقہ لغیر الدین

دوازدہم وقوع قتال درمیان مسلمین

تخریج ابن ماجۃ من حدیث اسید
بن المتشمس قال حدثنا ابوموسٰی
حدثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ان بین یدی الساعۃ لہرجا
قال قلت یا رسول اللہ ما الہرج
قال القتل فقال بعض المسلمین
یا رسول اللہ انا نقتل الاٰن فی
العام الواحد من المشرکین کذا
وکذا فقال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم لیس بقتل المشرکین
ولکن یقتل بعضکم بعضا حتی
یقتل الرجل جارہ وابن عمہ
وذا قرابتہ فقال بعض القوم

ماخوذ تھی اور (اسی بناء پر) متاخرین نے اپنے اپنے مذہب کے تارک و مقتصر کو ملامت جانا۔ دارمی نے ابراہیم سے انھوں نے علقمہ سے انھوں نے حضرت عبد اللہ (بن مسعودؓ) سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ تمھارا کیا حال ہوگا جب تم کو وہ فتنہ پامال کر ڈالیگا جس میں جوان شخص بوڑھا ہو جائے گا۔ جب اُس (فتنہ) کی رائج کی ہوئی باتوں سے کوئی چیز متروک ہو جائے گی تو کہا جائیگا کہ سنت متروک ہوئی۔ لوگوں نے ان سے پوچھا کہ یہ کب ہوگا انھوں نے جواب دیا کہ جب تمھارے علما۔ (دنیا سے) چلے جائیں اور تم میں جاہل کثرت سے (پیدا) ہو جائیں اور تم میں قاری بہت ہوں مگر لوگوں میں دین کے سمجھنے والے کم رہیں اور تمھارے سرداروں کی کثرت ہو اور تم میں امانت دار اشخاص کم رہ جائیں اور جب عمل آخرت کے دنیا طلب کی جائے اور دین کے سوا اور کچھ حاصل کرنے کی غرض سے علوم دینی سیکھے جائیں (تو اس وقت سمجھ لینا کہ یہ فتنہ آگیا)۔

بارھویں مسلمانوں کے درمیان قتل (و خونریزی) کا واقع ہونا۔ ابن ماجہ نے بروایت اسید بن متشمس روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ ہم سے ابوموسیٰ (اشعری) نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت سے قریب بیشک ہرج واقع ہوگا۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہرج کیا ہے؟ آپ نے فرمایا قتل۔ کسی شخص نے عرض کیا اے رسول اللہ! ہم (اب بھی تو) ایک برس میں اتنے اتنے مشرکوں کو قتل کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مشرکوں کو قتل کرنا (ہرج) نہیں ہے بلکہ مسلمان ایک دوسرے کو قتل کریں گے یہاں تک کہ آدمی اپنے ہمسایہ کو اور اپنے چچا زاد بھائی کو اور اپنے قرابت دار کو قتل کر ڈالنے لگا اس پر کسی نے عرض کیا

یا رسول اللہ ومعنا عقولنا ذلک الیوم
فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
لا تنزع عقول اکثر ذلک الزمان
ویخلف لہ ھباء من الناس لا
عقول لھم ثم قال ابو موسی الاشعری
وایم اللہ لا اظنھا مدرکتی وایاکم
وایم اللہ ما لی ولکم منھا مخرج ان
ادرکتنا فیما عھد الینا نبینا
صلے اللہ علیہ وسلم الا ان نخرج
منھا کما دخلنا فیھا واخرج ابن ماجۃ
من حدیث عبد اللہ بن شداد
بن الھاد عن معاذ بن جبل قال
صلے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
یوما صلوۃ فاطال فیھا فلما انصرف
قلنا او قالوا یا رسول اللہ اطلت
الیوم الصلوۃ قال انی صلیت
صلوۃ رغبۃ ورھبۃ سألت
اللہ عز وجل لامتی ثلثا فاعطانی
اثنتین ورد علی واحدۃ سألتہ
ان لا یسلط علیھم عدوا من غیرھم فاعطانیھا
وسألت ان لا یھلکھم غرقا فاعطانیھا
سألت ان لا یجعل بأسھم بینھم فردھا علی
واخرج ابن ماجۃ من حدیث ابی قلابۃ
الجرمی عن ابی اسماء الرحبی عن ثوبان مولی
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عن

یا رسول اللہ! (کیا) اُس دن ہماری عقلیں ہمارے ساتھ ہوں گی
(یا ہماری عقلیں ہم سے سلب کر لی جائیں گی) رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس زمانہ کے اکثر اشخاص کی عقلیں تو
سلب کر لی جائیں گی (مگر یہ ضرور ہوگا کہ) کمینے لوگ جن کو عقلیں
نہ ہوں گی (اُس وقت اہل عقل کے) جانشین ہوں گے (اور حکومت
کی باگ ایسے ہی اشخاص کے ہاتھ میں ہوگی) پھر (ابو موسیٰ) اشعری
نے کہا۔ قسم خدا کی میں گمان کرتا ہوں کہ وہ فتنہ مجھ کو اور
تم کو ضرور پانے والا ہے۔ قسم خدا کی اگر فتنہ نے ہم کو پالیا تو
میرے اور تمہارے لئے حسب ارشاد نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے
اُس سے بچاؤ کی کوئی راہ نہیں مگر یہ کہ ہم اس سے (بچ کر) نکل جائیں
جس طرح کہ اُس میں داخل ہوئے۔ اور ابن ماجہ نے بروایت عبد اللہ
بن شداد بن الہاد حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے وہ کہتے
تھے کہ ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم کو نماز
پڑھائی اور دیر تک پڑھی پھر جب آپ نماز سے فارغ ہوئے ہم
نے یا اور لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آج آپ نے (خلاف
معمول) نماز دیر تک پڑھی۔ آپ نے فرمایا میں نے (آج) رغبت
اور خوف کی نماز پڑھی اور اللہ عزوجل سے یہ سوال کیا کہ میری
امت کو تین چیزیں عطا فرمائے اس نے مجھے دو چیزیں تو عطا
کیں اور تیسری چیز نہیں عطا کی۔ میں نے اس سے یہ سوال کیا تھا
کہ میری امت کے غیر کو ان پر دشمن کر کے مسلط نہ کرے یہ تو
اللہ نے قبول فرمایا۔ اور میں نے اس سے یہ سوال کیا تھا کہ ان کو غرق
کر کے ہلاک نہ کرے یہ بھی اس نے قبول فرمایا۔ اور میں نے اس سے
سوال کیا تھا کہ وہ آپس میں نہ لڑیں اسے اللہ نے قبول نہیں کیا۔
اور ابن ماجہ نے بروایت ابو قلابہ جرمی ابو اسماء رحبی سے انھوں نے
ثوبان سے جو مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے انھوں نے

عن رسول الله صلى الله عليه وسلم
قال زُوِيَتْ لي الأرضُ حتى رأيتُ
مشارقَها ومغاربَها وأُعطيتُ
الكنزين الأصفرَ أو الأحمرَ والأبيضَ
يعني الذهب والفضة وقيل لي إن مُلكك
إلى حيث زُوِيَ لك وإني سألتُ
الله عزوجل ثلثا أن لا يسلط على أمتي
جوعاً فيهلكهم به عامةً وأن لا يلبسهم
شيعاً ويذيق بعضهم بأس بعض
وإنه قيل لي إذا قضيتُ قضاءً
فلا مردَّ له وإني لن أسلط على
أمتك جوعاً فيهلكهم ولن أجمع عليهم من
بين أقطارها حتى يفني بعضهم بعضاً و
يقتل بعضهم بعضاً وإذا وُضع السيفُ
فلن يرفع عنهم إلى يوم القيامة وإن مما أتخوف
على أمتي أئمةً مضلين وستعبد
قبائلُ من أمتي الأوثانَ وستلحق
قبائل من أمتي بالمشركين وإن
بين يدي الساعة دجالين كذابين
قريباً من ثلثين كلهم يزعم أنه
نبي ولا تزال طائفة من أمتي
على الحق منصورين لا يضرهم
من خالفهم حتى يأتي أمرُ
الله عزوجل ۔ و وقوع قتال و
شدت آن بعد مقتل حضرت ذی النورین

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپ فرماتے تھے
میرے لئے زمین لپیٹ دی گئی یہاں تک کہ میں نے اس کے مشرق
اور مغرب کو دیکھ لیا۔ اور مجھے دونوں قسم کے خزانے زرد اور سرخ
اور سفید یعنی سونا اور چاندی کے عطا ہوئے اور مجھ سے کہا گیا کہ تمہاری
حکومت اُس مقام تک پہنچ جائے گی جو تمہارے لئے لپیٹا گیا
ہے۔ اور میں نے خدا سے یہ سوال کیا تھا کہ میری امت پر
بھوک (اور فاقہ) کو (اس طرح مسلط نہ کیجئے کہ وہ سب کے سب
اس کے سبب سے ہلاک ہوں) اور ان میں باہم اختلاف پیدا نہ کر کر
ایک دوسرے کو قتل کرا دیں تو مجھ سے (اس کے جواب میں)
یہ کہا گیا کہ جب میں حکم کر کے بات مقرر کر دیتا ہوں تو وہ ٹل
نہیں سکتی اور میں تمہاری امت پر بھوک مسلط نہ کرونگا
کہ ان کو ہلاک کر دے اور میں اُن پر زمین کے اطراف سے (ان کے
غیر کو) جمع نہ کر دوں گا (تا کہ وہ اُن کو ہلاک کر دیں) بلکہ وہ خود
آپس میں ایک دوسرے کو فنا کر دیں گے اور ایک دوسرے کو
قتل کریں گے اور جب (اُن میں) تلوار رکھ دی جائے گی تو قیامت
تک ان سے نہ اُٹھائی جائے گی اور (فرمایا) مجھے اپنی امت
کے حق میں جن امور کا خوف ہے منجملہ ان کے یہ ہے کہ گمراہ
کرنے والے حاکم ان پر مسلط ہوں گے اور عنقریب میری امت
کے کچھ قبیلے بتوں کی پرستش کریں گے اور عنقریب میری
امت کے کچھ قبیلے مشرکوں سے مل جائیں گے اور قیامت کے
قریب تقریباً تیس دجال کذاب ہوں گے اُن میں سے ہر ایک دعویٰ
کرے گا کہ میں نبی ہوں۔ اور (فرمایا) میری امت کی ایک
جماعت ہمیشہ حق پر اور فتحمند رہیگی ان کا مخالف ان کو کوئی
ضرر نہ پہنچائے گا یہاں تک کہ اللہ عزوجل کا حکم آجائے گا اور
جنگ قتال اور اُس کی شدت کو حضرت ذوالنورین کی شہادت کے بعد

ظاہر است از آنکہ بہ بیان محتاج باشد۔

سیزدہم شیوع سب سلف صالح فی التعداد علامات القیامۃ وان یسبّ آخر هذہ الامۃ اوّلها۔ واخرج ابن ماجۃ من حدیث محمد بن المنکدر عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا لعن آخر هذہ الامۃ اوّلها فمن کتم حدیثاً فقد کتم ما انزل اللہ عزّ وجلّ

وظاہر است کہ بعد قتل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اہل شام مبتلا شدند بسب حضرت مرتضیٰ و در مستدرک مذکور است کہ در لشکر حضرت مرتضیٰ سب شیخین ظاہر شد و حضرت مرتضیٰ چندی کس را بہمین گناہ از لشکر اخراج کردند و ہمچنین سب حضرت عثمان شیوع تمام پیدا کرد۔

چہاردہم افتراق مسلمین اخرج ابن ماجۃ من حدیث ابی سلمۃ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تفرقت الیہود علی احدی وسبعین فرقۃ وتفترق امتی علی ثلاث وسبعین فرقۃ واخرج ابن ماجۃ من حدیث راشد بن سعد عن عوف بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افترقت الیہود علی احدی وسبعین فرقۃ فواحدۃ فی الجنۃ وسبعون فی النار وافترقت النصاریٰ علی ثنتین وسبعین فرقۃ فاحدی وسبعون فی النار وواحدۃ فی الجنۃ والذی نفس محمد بیدہ

واقع ہونا ظاہر ہے محتاج بیان نہیں ہے۔

تیرھویں سلف صالحین کی بدگوئی کا رواج ہونا علامات قیامت کی تعداد میں (جامع) ترمذی میں ہے اور یہ کہ اس امت کے پچھلے لوگ اگلوں کو برا کہیں۔ اور ابن ماجہ نے بروایت محمد بن منکدر حضرت جابرؓ سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اس امت کے پچھلے لوگ اگلوں پر لعنت کریں تو (اس وقت) جس کسی نے کوئی حدیث چھپائی (اور اگلوں کی فضیلت نہ ظاہر کی) تو اس نے (گویا) اس (پوری) شریعت کو چھپایا جس کو اللہ عزوجل نے اتارا ہے { اور (یہ بھی) ظاہر ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد اہل شام حضرت مرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) کے برا کہنے میں مبتلا ہوتے اور مستدرک میں ہے کہ حضرت مرتضیٰ کے لشکر میں شیخین کی بدگوئی ظاہر ہوئی اور حضرت مرتضیٰ نے بہت سے لوگوں کو اسی قصور پر اپنے لشکر سے نکال دیا اور اسی طرح حضرت عثمانؓ کی بدگوئی (بھی) خوب شائع ہوئی ہے۔

چودھویں مسلمانوں کا افتراق (اور ان کا مختلف فرقے ہو جانا) ابن ماجہ نے بروایت ابو سلمہ حضرت ابوہریرہؓ سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہود میں اکہتر فرقے ہوئے تھے اور میری امت میں تہتر فرقے ہو جائیں گے اور ابن ماجہ نے بروایت راشد بن سعد عوف بن مالکؓ سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہود اکہتر فرقے ہوئے تھے ان میں سے ایک فرقہ تو جنت میں جائے گا (باقی) ستر (فرقے) دوزخ میں پڑیں گے اور نصاریٰ کے بہتر فرقے ہو گئے تھے (جن میں سے) اکہتر فرقے دوزخ میں جائیں گے اور ایک جنت میں، قسم اس کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے

ستفترق امتی علی ثلاث وسبعین
فرقة فواحدة فی الجنة وثنتان
وسبعون فی النار قیل یا رسول
اللہ من ھم قال الجماعة واخرج ابن ماجہ
من حدیث قتادة عن انس بن مالک
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان
بنی اسرائیل افترقت علی احدی وسبعین فرقة
وان امتی ستفترق علی ثنتین وسبعین
فرقة کلھا فی النار الا واحدة وھی الجماعة۔

پانزدہم ظہور خوارج اخرج الحفاظ طائفة
من حدیث جماعة عظیمة من الصحابة وھذا حدیث
متواتر بالمعنی اخرج ابن ماجہ من حدیث
زر عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یخرج فی آخر الزمان قوم
احداث الاسنان سفھاء الاحلام یقولون
من قول خیر الناس یقرءون القرآن
لا یجاوز تراقیھم یمرقون
من الاسلام کما یمرق السھم من الرمیة
فمن لقیھم فلیقتلھم فان قتلھم
اجر عند اللہ لمن قتلھم
واخرج ابن ماجہ من حدیث
ابی سلمة قال قلت لابی سعید الخدری
ھل سمعت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یذکر فی الحروریة
شیئا فقال سمعتہ یذکر قوما

میری امت تہتر فرقے ہو جائے گی (ان میں سے) ایک (فرقہ)
جنت میں جائے گا اور (باقی) بہتر فرقے دوزخ میں، کسی نے
پوچھا کہ یا رسول اللہ! وہ ایک فرقہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے
فرمایا۔ جماعت (یعنی اہل سنت وجماعت ہیں)۔ اور ابن ماجہ
نے بروایت قتادہ حضرت انس بن مالکؓ سے نقل کیا ہے وہ
کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل
اکہتّر فرقے ہوگئے تھے اور میری امت میں عنقریب بہتّر
فرقے ہو جائیں گے کل فرقے دوزخ میں جائیں گے سوا ایک کے
اور وہ (فرقہ اہل) جماعت ہے۔

پندرھویں خوارج کا ظاہر ہونا۔ حفاظ (حدیث) کی ایک
بڑی جماعت نے صحابہ کی روایت سے خوارج کا ذکر نقل کیا
ہے اور یہ حدیث متواتر بالمعنے ہے۔ ابن ماجہ نے بروایت زِر
(بن حبیش) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے نقل کیا ہے وہ کہتے
تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخر زمانہ میں
کچھ لوگ ہوں گے نو عمر جن کی عقلیں کم ہوں گی باتیں وہ
کریں گے جو لوگوں کی بہترین باتوں میں سے ہوں گی قرآن
پڑھیں گے (مگر) قرآن ان کے گلوں سے تجاوز نہ کریگا اسلام
سے ایسے صاف نکل جائیں گے کہ جیسے تیر شکار سے (پار) نکل
جاتا ہے (حکم یہ ہے) جو کوئی اُن سے ملے تو اسے چاہیئے کہ انکو
قتل کر ڈالے کیونکہ ان کے قتل کرنے میں اُن کے قاتل کیلئے
اللہ کے نزدیک (بڑا) اجر ہے۔ اور ابن ماجہ نے بروایت ابو سلمہ
نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے ابو سعید خدری سے پوچھا
کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ
خوارج کے بارے میں کچھ ارشاد فرماتے تھے۔ ابو سعیدؓ نے جواب دیا
(ہاں) میں نے آپ سے سنا ہے کہ آپ کچھ لوگوں کا ذکر کرتے تھے کہ

يتعبدون يحقر احدكم صلوته مع
صلوتهم وصومه مع صومهم يمرقون
من الدين كما يمرق السهم من الرمية
اخذ سهمه فنظر في نصله فلم ير
شيئا فنظر في رصافه فلم ير شيئا
فنظر في قدحه فلم ير شيئا فنظر
في القذذ فتمارى هل يرى شيئا
ام لا واخرج ابن ماجة عن
عبد الله بن الصامت عن
ابي ذر قال قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم ان بعدي
من امتي او سيكون بعدي من امتي
قوما يقرءون القران لا يجاوز حلوقهم
يمرقون من الدين كما يمرق
السهم من الرمية ثم لا يعودون
فيه هم شر الخلق والخليقة
قال عبد الله بن الصامت فذكرت
ذلك لرافع بن عمرو اخي الحكم
الغفاري فقال انا ايضا قد سمعته
من رسول الله صلى الله عليه وسلم
واخرج ابن ماجة عن ابي الزبير عن
جابر بن عبد الله قال كان رسول
الله صلى الله عليه وسلم بالجعرانة
وهو يقسم التبر والغنائم وهو
في حجر بلال فقال رجل اعدل يا محمد

وہ ایسی عبادتیں کریں گے کہ تم لوگ اپنی نمازوں کو اُن کی نمازوں کے
سامنے اور اپنے روزوں کو ان کے روزوں کے سامنے حقیر سمجھو گے
(مگر باوجود اس ریاضت کے وہ لوگ) دین سے ایسے نکل جائیں گے
کہ جیسے تیر شکار سے (پار) نکل جاتا ہے (شکاری) اپنے تیر کو لے کر
اُس کی گانسی میں نظر کرتا ہے تو کچھ (نشان خون کا) نہیں دیکھتا
پھر اس کے پھنے کو دیکھتا ہے اُس میں (بھی) کچھ (اثر خون کا) نہیں
پاتا پھر تیر کی لکڑی میں نظر کرتا ہے اُس میں (بھی) کچھ (اثر خون کا)
نہیں پاتا۔ پھر لکڑی کے سرے کو دیکھتا ہے تو شک کرتا ہے کہ
کیا (اس میں) کچھ (اثر خون کا) دیکھا یا نہیں (دیکھا۔ اسی طرح
خوارج بھی دین سے بالکل نکل جائیں گے ان کے دلوں میں کوئی اثر
اسلام کا نہ رہے گا)۔ اور ابن ماجہ نے عبد اللہ بن صامت سے
انھوں نے حضرت ابوذرؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد میری امت سے یا یہ فرمایا
کہ عنقریب میرے بعد میری امت سے کچھ لوگ ایسے ہوں گے کہ قرآن
پڑھیں گے (مگر) وہ اُن کے گلوں سے تجاوز نہ کرے گا وہ دین سے
اس طرح نکل جائیں گے جیسے کہ تیر شکار سے (پار) نکل جاتا ہے
پھر وہ دین میں لوٹ کر نہ آئیں گے وہ تمام مخلوق میں سب سے بدتر
ہوں گے۔ عبد اللہ بن صامتؓ کہتے ہیں کہ پھر میں نے یہ حدیث رافع
بن عمرو یعنی حکم غفاری کے بھائی سے بیان کی تو انھوں نے کہا
میں نے بھی اس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے اور
ابن ماجہ نے ابو الزبیر سے انھوں نے حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے
روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (مقام)
جعرانہ میں (مقیم) تھے اور آپ سونا اور دیگر اموال غنیمت تقسیم
کر رہے تھے مال حضرت بلالؓ کی گود میں تھا (اسی اثناء میں) ایک
شخص نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ انصاف کے ساتھ تقسیم کیجیے

فانك لم تعدل فقال ويلك ومن
يعدل بعدي اذا لم اعدل فقال عمر رضي
يا رسول الله حتى اضرب عنق هذا
المنافق فقال رسول الله صلى الله عليه
وسلم ان هذا في اصحاب او اصيحاب له
يقرؤن القرآن لا يجاوز تراقيهم يمرقون
من الدين كما يمرق السهم من الرمية
واخرج ابن ماجة من حديث نافع
عن ابن عمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
قال ينشأ نشؤ يقرؤن القرآن لا يجاوز
تراقيهم كلما خرج قرن قطع قال ابن
عمر سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم
يقول كلما خرج قرن قطع اكثر من عشرين
مرة حتى يخرج في عراضهم الدجال واخرج
ابن ماجة من حديث قتادة عن انس
بن مالك قال قال رسول الله صلى
الله عليه وسلم يخرج قوم في آخر الزمان
او في هذه الامة يقرؤن القرآن لا
يجاوز تراقيهم او حلوقهم سيماهم التحليق
اذا رأيتموهم او اذا لقيتموهم
فاقتلوهم.

شانزدہم و ہفدہم قدریہ و مرجیہ
پیدا شدند اخرج ابن ماجة من
حديث جابر بن عبد الله قال قال رسول
الله صلى الله عليه وسلم ان مجوس هذه الامة

کیونکہ آپ نے انصاف نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا خرابی ہو تیری اگر
میں انصاف نہ کروں گا تو اور کون انصاف کرے گا اس شخص
کی گستاخی پر، حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ آپ مجھے اجازت
دیجئے کہ میں اس منافق کی گردن ماردوں۔ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شخص (تنہا) نہیں ہے بلکہ اس کے
بہت سے ساتھی ہیں جو قرآن پڑھتے ہیں (مگر) وہ ان کے گلوں
سے تجاوز نہیں کرتا وہ دین سے ویسے نکل جائیں گے جس طرح تیر
شکار سے (پار) نکل جاتا ہے (تم کس کس کو مارو گے) اور ابن ماجہ
نے بروایت نافع حضرت ابن عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو
قرآن کو پڑھیں گے (مگر) ان کے گلوں سے تجاوز نہ کریگا جب
کوئی جماعت ان کی نکلے گی وہ ہلاک کر دی جائے گی۔ حضرت
ابن عمرؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ
آپ فرماتے تھے جب ان کی (یعنی خوارج کی) کوئی جماعت نکلے گی
تو وہ ہلاک کردی جائے گی ایسا واقعہ بیس مرتبہ سے زیادہ ہوگا
یہاں تک کہ اسی اثناء میں دجال نکل آئے گا۔ اور ابن ماجہ نے
بروایت قتادہ حضرت انس بن مالکؓ سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے
کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ لوگ آخر زمانہ میں
یا فرمایا اس امت میں نکلیں گے جو قرآن پڑھیں گے (مگر) وہ ان کے
گلوں سے تجاوز نہ کرے گا۔ ان کی علامت یہ ہے کہ ان کا سر
منڈا ہوا ہوگا جب تم ان کو دیکھو یا فرمایا جب تم ان سے
ملو تو ان کو قتل کرو۔

سولھویں اور سترھویں قدریہ اور مرجیہ پیدا ہوئے۔
ابن ماجہ نے بروایت حضرت جابر بن عبداللہؓ نقل کیا ہے وہ
کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس امت کے مجوس لوگ

المكذبون بأقدار الله إن مرضوا فلا تعودوهم وإن ماتوا فلا تشهدوهم وإن لقيتموهم فلا تسلموا عليهم وأخرج ابن منيع من حديث عكرمة عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم صنفان من هذه الأمة ليس لهم في الإسلام نصيب المرجئة والقدرية۔

هشتم روافض پیدا شدند أخرج الحاكم عن علي رضي الله عنه قال دعاني رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا علي إن فيك من عيسى عليه السلام مثلا أبغضته اليهود حتى بهتوا أمه وأحبته النصارى حتى أنزلوه بالمنزلة التي ليس له قال وقال علي ألا وإنه يهلك في اثنان محب مطر بما ليس في ومبغض مفتر يحمله شنآني على أن يبهتني ألا وإني لست بنبي ولا يوحى إلي ولكني أعمل بكتاب الله وسنة نبيه صلى الله عليه وسلم ما استطعت فما أمرتكم به من طاعة الله فحق عليكم طاعتي فيما أحببتم أو كرهتم وما أمرتكم بمعصية أنا وغيري فلا طاعة لأحد في معصية الله عز وجل إنما الطاعة في المعروف

و این چهار مذهب باطل

جو خدا کی تقدیر کی تکذیب کرتے ہیں اگر وہ لوگ بیمار ہوں تو تم ان کی عیادت کو نہ جاؤ اور اگر وہ مر جائیں تو تم ان کے جنازے کے ساتھ نہ جاؤ اور اگر تم اُن کو راستہ میں ملو تو اُن کو سلام نہ کرو۔ اور ابن منیع نے بروایت عکرمہ حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس امت میں دو گروہ ایسے ہیں کہ ان کو اسلام سے کوئی حصہ نہیں ہے وہ مرجیہ اور قدریہ ہیں۔

آٹھویں رافضی پیدا ہوگئے۔ حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بلا کر فرمایا اے علیؓ! تم میں حضرت عیسے علیہ السلام کی ایک مثال ہے اُن سے یہود نے بغض رکھا یہاں تک کہ اُن کی والدہ کو بہتان لگایا اور اُن کو نصاریٰ نے دوست رکھا یہاں تک کہ اُن کو اس مرتبہ پر پہنچا دیا جو اُن کے لائق نہ تھا۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا میرے متعلق بھی دو گروہ ہلاک ہوں گے ایک وہ جو میرے ساتھ محبت رکھے اور مجھ میں اُس بات کا قائل ہو جو مجھ میں نہیں ہے۔ اور دوسرا وہ جو مجھ سے بغض رکھے اور میرے اوپر افترا کرے میری عداوت اُس کو اس امر پر برانگیختہ کرے کہ وہ مجھ پر بہتان باندھے۔ آگاہ رہو میں نبی نہیں ہوں اور نہ مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے بلکہ میں کتاب اللہ پر اور اُس کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت پر بقدر طاقت خود عمل کرتا ہوں اگر میں طاعت الٰہی کے متعلق تم کو حکم دوں تو تم پر میری اطاعت فرض ہے وہ حکم تمہارے موافق ہو یا مخالف۔ اگر تم کو خدا کی نافرمانی کا حکم دیا جائے خواہ میں دوں یا کوئی اور دے تو اللہ عزوجل کی نافرمانی میں کسی (بندہ) کی اطاعت نہ کرنی چاہئے۔ اطاعت دین (ہی) کے کاموں میں ہے۔ یہ چاروں مذاہب باطلہ (یعنے مذہب قدریہ

منشاء تولد سائر مذہب باطلہ شد چنانچہ ما غلط نسبت تولد امراض شتّٰی۔

نوزدہم استحلال فروج بتاویل آنکہ متعہ است و استحلال خمر بتاویل آنکہ نبیذ است و استحلال معازف و دریں زمانہ پیدا شد تخریج البخاری عن ابی عامر وابی مالک الاشعری قال سمعت رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم یقول لیکونن فی امتی اقوام یستحلون الحر والحریر والخمر والمعازف ولینزلن اقوام الی جنب علم تروح علیہم بسارحۃ لہم فیاتیہم رجل لحاجتہ فیقول ارجعوا الینا غدا فیبیتہم اللّٰہ ویضع العلم ویمسخ آخرین قردۃ وخنازیر الی یوم القیامۃ تخریج ابن ماجۃ من حدیث خالد بن معدان عن ابی امامۃ الباہلی قال قال رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم لا تذہب اللیالی والایام حتی تشرب طائفۃ من امتی الخمر یسمونہا بغیر اسمہا واخرج ابن ماجۃ من حدیث ثابت بن السمط عن عبادۃ بن الصامت قال رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم یشرب ناس من امتی الخمر باسم یسمونہا ایاہ وروجدت فی کتب تخریج احادیث

مذہب مرجیہ۔ مذہب خوارج۔ مذہب روافض) باقی مذاہب باطلہ کے پیدا ہونے کے سبب ہیں جیسا کہ چار خلط (خون۔ صفرا۔ بلغم۔ سودا) امراض مختلفہ کے پیدا ہونے کے سبب ہوتے ہیں۔

انیسویں (عورتوں کی) شرمگاہوں کو متعہ کی تاویل سے حلال کر لینا اور شراب کو نبیذ کی تاویل کے ساتھ حلال کر لینا اور راگ کے باجوں کا حلال کر لینا اس زمانہ (فتنہ) میں پیدا ہوا۔ امام بخاریؒ نے ابوعامر یا ابومالک اشعری سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ میری امت میں ایسے لوگ ضرور ہوں گے جو شرمگاہوں کو اور ریشمی لباس کو اور شراب کو اور باجوں کو حلال کر لیں گے اور کچھ لوگ ایک پہاڑ کے نیچے فروکش ہوں گے اور شام کے وقت ان کے مویشی (چراگاہ سے) ان کے پاس آتے ہوں گے۔ پھر ایک شخص (مویشیوں کی موجودگی میں) اپنی حاجت لے کر ان کے پاس آئے گا (اور ان سے سوال کرے گا) ان میں سے کوئی شخص اس کو جواب دے گا کہ کل آنا پس رات میں اللہ تعالےٰ ان کا یہ حال کر دے گا کہ پہاڑ کچھ لوگوں پر گرا دے گا اور کچھ لوگوں کو مسخ کر کے بندر اور سور بنا دے گا۔ اور وہ قیامت تک اسی عذاب میں مبتلا رہیں گے۔ اور ابن ماجہ نے بروایت خالد بن معدان ابوامامہ باہلی سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپؐ نے فرمایا۔ یہ رات دن نہ جائیں گے یہاں تک کہ میری امت کے کچھ لوگ شراب پئیں گے اور اس کا نام دوسرا رکھ لیں گے۔ اور ابن ماجہ نے بروایت ثابت ابن سمط عبادہ بن صامت سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری امت کے کچھ لوگ شراب پئیں گے اور اس کا نام دوسرا رکھ لیں گے۔ اور میں نے حافظ ابن حجر عسقلانی کی

الہدیہ الحافظ ابن حجر العسقلانی قال روی عبد الرزاق عن معمر لو ان رجلاً اخذ بقول اهل المدینة فی استماع الغناء واتیان النساء فی ادبارهن وبقول اهل مکة فی المتعة والصرف وبقول اهل الکوفة فی المسکر کان شر عباد الله

بست و سوم ارتفاع امن از مسلمانان درمیان خود بسبب آنکہ یکے پدرِ دیگرے را کشتہ بود ویکے برادرِ دیگرے تا آنکہ مختفی شدند از یکدیگر و نماز در مسجد نتوانستند خواند۔

اخرج مسلم من حدیث شقیق عن حذیفة قال کنا مع رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال احصوا لی کم یلفظ الاسلام قال فقلنا یا رسول الله اتخاف علینا ونحن ما بین الست مائة الی السبع مائة قال انکم لا تدرون لعلکم ان تبتلوا قال فابتلینا حتی جعل الرجل منا لا یصلی الا سرًا۔

بست و چہارم ریاست جمعے کہ استحقاق ریاست نداشتند یا مفضول بودند بہ نسبت مستحقین خلافت

کتاب تخریج احادیث رافعی میں یہ دیکھا کہ انھوں نے لکھا ہے کہ عبد الرزاق نے معمر سے روایت کی ہے کہ اگر کوئی شخص غنا سننے کے اور عورتوں کے ساتھ لواطت کرنے کے بارے میں اہل مدینہ کے قول پر عمل کرے اور متعہ اور بیع صرف کے متعلق اہل مکہ کے قول پر عمل کرے اور نشہ والی چیز (کی حلت) میں اہل کوفہ کے قول پر عمل کرے تو وہ اللہ کے بندوں میں سب سے بڑا ہوگا (کہ ہر مذہب کی بری باتوں کو اس نے چن چن کر لے لیا)۔

تیئسویں مسلمانوں میں ایک دوسرے سے امن اٹھ جانا بسبب اس کے کہ ایک مسلمان نے دوسرے مسلمان کے باپ کو مار ڈالا تھا اور ایک نے دوسرے کے بھائی کو قتل کیا تھا یہاں تک کہ ایک دوسرے سے (خوف رکھ کر) اپنے گھروں میں چھپ رہے اور مسجد میں نماز نہیں پڑھ سکتے۔ (امام) مسلم نے بروایت شقیق حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ ہم (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے آپ نے فرمایا شمار کرو کہ کس قدر لوگ (کلمہ) اسلام کے پڑھنے والے ہیں۔ ہم نے کہا اے رسول اللہ کیا آپ کو ہم پر کچھ خوف ہے؟ حالانکہ (اس وقت) ہم لوگ (کلمہ گو) چھ سو اور سات سو کے درمیان میں ہیں۔ آپ نے فرمایا تم کو خبر نہیں شاید کہ تم مبتلا ہو جاؤ۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر ہم مبتلا ہو گئے یہاں تک کہ ہم لوگوں میں سے کوئی شخص چھپ کر نماز پڑھتا تھا۔

چوبیسویں ان لوگوں کا ریاست پانا جن کو ریاست کا بالکل استحقاق ہی نہ تھا یا بہ نسبت اور مستحقین خلافت کے کم درجے کے تھے (اور

لہ معلوم ہوتا ہے کہ اس مقام پر یا تو راوی سے وہم ہو گیا یا مصنف کو غلط خبر ملی کیونکہ عورتوں کے ساتھ لواطت نہ اہل مدینہ کے یہاں جائز ہے نہ کسی اور امام اہل سنت کے نزدیک اور اسی طرح نشہ کی چیز اہل کوفہ کے نزدیک جائز ہے نہ کسی دوسرے امام اہل سنت کے نزدیک۔ اس قسم کی غلطی دوسروں کے مذاہب بیان کرنے میں اکثر ہو گئی ہے جیسے صاحب ہدایہ کو یہ غلطی ہو گئی کہ انھوں نے لکھا کہ امام مالک کے نزدیک متعہ حلال ہے۔

مرّ من حدیث حذیفة ویرث دنیاکم شرارکم اخرج البخاری وغیرہ من حدیث ابی هریرة قال بینما النبی صلی الله علیه وسلم فی مجلس یحدث القوم جاءہ اعرابی فقال متی الساعة قال اذا ضیّعت الامانة فانتظر الساعة قال کیف اضاعتها قال اذا وسّد الامر الی غیر اهله فانتظر الساعة واخرج البغوی من حدیث عبد الله ابن دینار عن ابن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا مشت امتی المطیطاء وخدمتهم ابناء الملوک ابناء فارس والروم سلّط الله شرارها علی خیارها واین معنی در زمان حضرت عثمانؓ متحقق شد

بست ودوم فتور عظیم در اقامت ارکان اسلام اخرج ابن ماجة من حدیث عثمان بن خثیم عن القاسم بن عبد الرحمن بن عبد الله بن مسعود عن ابیه عن جدہ عبد الله بن مسعود ان النبی صلی الله علیه وسلم قال سیلی امورکم بعدی رجال یطفئون السنة ویعملون بالبدعة ویؤخرون الصلاة عن مواقیتها قلت یا رسول الله ان ادرکتهم کیف افعل قال تسألنی یا ابن ام عبد کیف تفعل لا طاعة لمن عصی الله

خلیفہ بنا دیے گئے) یہ مضمون حذیفہ کی اس حدیث میں گزر چکا ہے لوگوں کے برے اشخاص تمہاری دنیا کے وارث ہو جائیں گے۔ امام بخاری وغیرہ نے بروایت ابو ہریرہؓ نقل کیا ہے کہ ابو ہریرہؓ کہتے تھے (ایک روز) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کسی مجلس میں لوگوں سے کچھ فرما رہے تھے اسی اثنا میں ایک اعرابی آیا اور آپ سے پوچھا کہ قیامت کب ہوگی؟ آپ نے فرمایا جب امانت ضائع کر دی جائے تو قیامت کا انتظار کرو۔ پھر اس اعرابی نے پوچھا امانت کیسے ضائع ہوگی؟ آپ نے فرمایا جب امر حکومت نا اہلوں کے سپرد ہو تو تم قیامت (کے آنے) کا انتظار کرو۔ اور بغوی نے بروایت عبد اللہ بن دینار حضرت (عبد اللہ) ابن عمرؓ سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میری امت تکبر کی چال چلے اور شاہزادگان فارس وروم کی اولاد (ملکی فتوحات کے سبب غلام بن کر) ان کی خدمت کریں تو اللہ تعالے ان کے برے لوگوں کو ان کے اچھے لوگوں پر مسلط کر دے گا۔ (یہ بات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں پائی گئی)۔

بائیسویں ارکان اسلام کے قائم رکھنے میں فتور عظیم واقع ہوا۔ ابن ماجہ نے بروایت عثمان بن خثیم قاسم بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن مسعود سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے ان کے دادا حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے بعد تمہارے کام ایسے لوگوں کے اختیار میں چلے جائیں گے جو سنت (کے نور) کو بجھا دیں گے اور بدعت پر عمل کریں گے اور نمازوں کو ان کے وقتوں سے دیر کر کے پڑھیں گے۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! اگر میں ان لوگوں کو پاؤں تو کیا کروں؟ آپ نے فرمایا اے ابن ام عبد تم مجھ سے پوچھتے ہو کہ کیا کروں (سنو) جو خدا کی نافرمانی کرے اس کی اطاعت جائز نہیں

وأخرج البخاري وغيره وهذا لفظ البغوي عن ثابت عن أنس قال ما أعرف منكم شيئا كنت أعهده على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس قولكم لا إله إلا الله قلنا يا أبا حمزة الصلوة فقال قد صليتم حين تغرب الشمس أفكانت تلك صلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال على أني لم أر زمانا خيرا للعامل من زمانكم هذا إلا أن يكون زمان مع نبي وفي رواية حديث أنس وغيره إذا مات أبوبكر وعمر وعثمان فحسبكم وفي لفظ فإن استطعت أن تموت فمت

ومعلوم است از تاریخ که اقامت حج بعد حضرت عثمان هیچ خلیفه بذات خود نکرده است بلکه نائب را مقرر کردند و حضرت مرتضی برائے اقامت حج بذات خود نتوانست نمود بلکه در بعض سنین نائب هم نتوانست فرستاد کما هو مذکور فی المستدرک ومعاویه بن ابی سفیان ابان بن عثمان را امیر الحج ساخته بود در ایام خلافت خود حال آنکه خلفائے سابق اقامت حج بنفس خود مے کردند الا بعذر و اقامت حج ضمیمه خلافت بود بلکه از خواص خلیفه چنانکه بر تخت نشستن

اور (امام) بخاریؒ وغیرہ نے ثابتؒ سے انھوں نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے اور یہ الفاظ بغوی کے ہیں کہ حضرت انسؓ کہتے تھے میں تم میں اب وہ کوئی بات نہیں دیکھتا جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں دیکھتا تھا سوا اس کے کہ تم لا الٰہ الا اللہ کہتے ہو ہم نے کہا اے ابوحمزہ نماز (تو ہم پڑھا کرتے ہیں) انھوں نے کہا (ہاں نماز پڑھا کرتے ہو مگر یہ نماز بھی کس کام کی) جب آفتاب غروب ہونے لگا (تم اٹھے اور عصر کی نماز پڑھ لی) کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی یہی نماز تھی (ہرگز نہیں) پھر انھوں نے کہا باوجودیکہ میں عبادت کرنے والے کے لئے تمھارے اس زمانے سے بہتر کوئی زمانہ نہیں دیکھتا سوا اس زمانہ کے جو نبی کے ساتھ ہو (اس حالت پر تمھاری سستی اور زیادہ جائے تعجب ہے) حضرت انسؓ وغیرہ کی یہ حدیث (اوپر گزری کہ جب ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ مرجائیں تو پھر تمھارے لئے ہلاکت ہے۔ اور ایک روایت میں اس قدر اور زیادہ ہے۔ پس اگر تم سے ہو سکے تو تم مرجانا۔ اور (واقعات) تاریخ سے یہ (امر بھی) بخوبی معلوم (ہوچکا) ہے کہ حضرت عثمانؓ کے بعد کوئی خلیفہ بذات خود حج کو قائم نہ کر سکا بلکہ خلفاء (حج قائم کرنے کے لئے) اپنا نائب مقرر کرتے تھے (بنفس خود اقامت حج میں معذور تھے) اور حضرت مرتضےٰ بھی اسی وجہ سے بذات خود حج کو قائم نہ کرسکے بلکہ بعض بعض سال (اپنا) نائب بھی نہ بھیج سکے جیسا کہ مستدرک میں مذکور ہے۔ اور حضرت معاویہ بن ابی سفیان نے اپنی خلافت کے زمانہ میں ابان بن عثمان کو امیر حج کردیا تھا حالانکہ خلفائے سابقین بذات خود حج کو قائم کرتے تھے مگر کسی عذر سے (نہ جاسکتے تو وہ دوسری بات ہے) اور حج کو قائم کرنا خلافت کا ضمیمہ تھا بلکہ خلیفہ کی خصوصیات میں سے تھا جس طرح تخت پر بیٹھنا

وتاج بر سر نہادن و در کوشک بادشاہان پیشین اقامت نمودن در اکاسرہ و قیاصرہ علامت بادشاہی بود۔

بست و سوم اختیار تشدد در عبادات وراضی [illegible] برخص شرعیہ۔ فی المصابیح قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الدین یسر ولن یشاد الدین احد الا غلبہ فسددوا وقاربوا وابشروا واستعینوا بالغدوۃ والروحۃ وشیء من الدلجۃ. ذکر البغوی عن عمیر قال من ادرکت من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم اکثر ممن سبقنی فما رأیت قوما ایسر سیرۃ ولا اقل تشدیدا منہم قال ابراہیم اذا بلغکم فی الاسلام امران فخذ ایسرہما وقال الشعبی اذا اختلف علیک فی امرین فخذ ایسرہما وقال الشعبی اذا اختلف علیک فی امرین فخذ ایسرہما فان ایسرہما اقربہما من الحق لان اللہ سبحانہ وتعالی یقول یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر۔ وازیں آثار مفہوم می شود کہ تلقط رخص از مذاہب اربعہ بعد آنکہ نص قرآن و حدیث مشہور و اجماع سلف و قیاس جلی و حدیث صحیح از آں باز نداشتہ باشد حسن است خلافا للفقہاء المتأخرین بل نسبہ بعضہم الی الفسق۔

اور سر پر رکھنا یا اگلے بادشاہوں کے محل میں رہنا شاہان فارس قدیم میں بادشاہی کی علامات سے تھا۔

تیئیسویں عبادات میں تشدد (اور سختی) اختیار کرنا اور رخصت شرعی کے ساتھ راضی نہ ہونا۔ مصابیح میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک دین (سر تا پا) آسان ہے اور ہرگز کوئی شخص دین میں تشدد نہ کرے گا مگر یہ کہ دین اس پر غالب آئے گا (اور وہ نیک اعمال کرنے سے عاجز ہوگا) لہٰذا تم سیدھے رہو (اور عمل کے) قریب ہو جاؤ اور بشارت پاؤ اور صبح و شام اور کچھ رات (کی عبادت) سے مدد چاہو۔ اور بغوی نے عمیر سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے میں جن صحابہ سے ملا ہوں وہ ستر سے زیادہ تھے میں نے کسی قوم کو سیرت (و عادت) میں آسان (اور امور دین میں) کم تشدد کرنے والا ان سے کم نہ دیکھا۔ ابراہیم (نخعی) کہتے ہیں جب تم کو اسلام میں دو کام معلوم ہوں (اور) ایک ان میں آسان ہو اور دوسرا مشکل تو ان دو میں جو آسان ہو اسے اختیار کرو۔ اور (امام) شعبی کہتے ہیں کہ جب دو کام تم کو پیش آئیں تو ان میں سے جو آسان ہو اسے اختیار کرو کیونکہ جو ان دونوں میں آسان ہے وہی حق سے قریب تر ہے۔ اس لئے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے یرید اللہ بکم الیسر تا آخر (ترجمہ: اللہ تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے اور تمہارے ساتھ دشواری نہیں چاہتا) ان آثار سے مفہوم ہوتا ہے کہ مذاہب اربعہ میں سے رخصت کے مسائل کو چن چن کر اختیار کر لینا بعد اس کے کہ نص قرآن اور حدیث مشہور اور اجماع سلف اور قیاس جلی اور حدیث صحیح اس سے نہ روکے مستحسن ہے مگر فقہاء متاخرین کا اس میں اختلاف ہے بلکہ بعض فقہاء نے اس فعل کو فسق کی طرف منسوب کیا ہے۔

بست و چہارم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دو فتنہ را ذکر فرمودہ اخرج البغوی من حدیث حذیفۃ قال قلت یا رسول اللہ ایکون بعد ھذا الخیر شر کما کان قبلہ شر قال نعم قلت فما العصمۃ یا رسول اللہ قال السیف قلت وھل بعد السیف بقیۃ قال نعم یکون امارۃ علی اقذاء وھدنۃ علی دخن قال قلت ثم ماذا قال ثم ینشأ دعاۃ الضلالۃ فان کان للہ فی الارض خلیفۃ جلد ظہرک واخذ مالک فالزمہ والا فمت وانت عاض علی جذل شجرۃ وفی لفظ قلت یا رسول اللہ انا کنا فی جاھلیۃ وشر فجاءنا اللہ بھذا الخیر فھل بعد ھذا الخیر من شر قال نعم قلت وھل بعد ذلک الشر من خیر قال نعم وفیہ دخن قال قلت وما دخنہ قال قوم یھدون بغیر ھدیی تعرف منھم وتنکر قلت فھل بعد ذلک الخیر من شر قال نعم دعاۃ علی ابواب جھنم من اجابھم الیھا قذفوہ فیھا قلت

چوبیسویں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دو فتنے ذکر فرمائے۔ بغوی نے بروایت حذیفہ نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے (عہد نبوی میں) عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا اس خیر (و برکت کے زمانہ) کے بعد شر (وفساد) بھی ہوگا جیسا کہ اس سے پہلے شر تھا، آپ نے فرمایا ہاں (ہوگا) میں نے عرض کیا کہ اے رسول اللہ! پھر (اس سے) بچاؤ (کی) کیا (صورت) ہے؟ آپ نے فرمایا تلوار۔ میں نے عرض کیا، کیا تلوار کے بعد بھی کچھ فتنہ باقی رہ جائیگا آپ نے فرمایا ہاں امارت ہوگی کدورت کے ساتھ اور صلح ہوگی تیرگی کے ساتھ۔ حذیفہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا پھر اس کے بعد کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا گمراہی کی طرف بلانے والے پیدا ہوں گے۔ پس (اس وقت) اگر زمین پر اللہ کا (کوئی) خلیفہ ہو گو وہ تم کو مارے اور تمہارا مال چھین لے تم اس کے ساتھ ہی رہنا ورنہ (درصورت نہ ہونے خلیفہ کے) تم اس حال میں جان دینا کہ درخت کی جڑ دانتوں سے پکڑے ہو۔ اور ایک روایت میں (اس طرح) ہے میں نے عرض کیا اے رسول اللہ! ہم لوگ جاہلیت اور شر میں (مبتلا) تھے پھر اللہ تعالے اس خیر (و برکت یعنے دین اسلام) کو لایا تو کیا اس خیر کے بعد (پھر) شر ہوگا۔ آپ نے فرمایا ہاں (ہوگا) میں نے عرض کیا کیا اس شر کے بعد (بھی) خیر ہوگی۔ آپ نے فرمایا ہاں (ہوگی) مگر تیرگی کے ساتھ۔ میں نے عرض کیا اس کی تیرگی کیا ہے۔ آپ نے فرمایا ایسے لوگ ہوں گے جو میری روش چھوڑ کر دوسری روش پر چلیں گے تم ان میں نیک و بد (دونوں قسم کی باتیں) دیکھو گے۔ میں نے عرض کیا کیا اس خیر کے بعد (بھی) شر ہوگا۔ آپ نے فرمایا ہاں کچھ لوگ دوزخ کے دروازوں پر کھڑے ہوئے (لوگوں کو) بلاتے ہوں گے جس نے ان کا کہنا مانا انھوں نے اسے دوزخ میں ڈال دیا۔ میں نے عرض کیا

يا رسول الله صفهم لنا قال هم من جلدتنا ويتكلمون بألسنتنا قلت فما تأمرني ان ادركني ذلك قال تلزم جماعة المسلمين وامامهم قلت فان لم يكن جماعة ولا امام قال فاعتزل تلك الفرق كلها ولو ان تعض بأصل شجرة حتى يدركك الموت وانت على ذلك

واخرج مسلم عن عتبة بن غزوان حديثا طويلا في آخره وانها لم تكن نبوة قط الا تناسخت حتى يكون عاقبتها ملكا فستجربون وتجربون الامراء بعدنا و تفسیر این دو فتنه در کلام سعید بن المسیب است قال سعید بن المسیب ثارت الفتنة الاولى فلم يبق ممن شهد بدرا احد ثم ثارت الثانية فلم يبق ممن شهد الحديبية احد قال واظن لو ثارت الثالثة لم ترتفع وفي الناس طباخ قال البغوي اراد بالفتنة الاولى مقتل عثمان وبالثانية الحرة وقوله طباخ اى خير ونفع يقال فلان لا طباخ له اى لا عقل له پس فتنۂ اولی مقتل حضرت عثمان و مابعد او است تا آنکہ خلافت معاویہ بن ابی سفیان مستقر شد و فتنۂ ثانیہ

یا رسول اللہ! آپ ہم سے ان لوگوں کی پہچان بیان فرمائیے۔ آپ نے فرمایا وہ لوگ ہمارے ہی ملک کے ہوں گے اور ہماری ہی زبان میں گفتگو کریں گے۔ میں نے عرض کیا۔ پھر آپ میرے لئے کیا حکم کرتے ہیں اگر میں ان کا زمانہ پاؤں (تو کیا کروں) آپ نے فرمایا مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کے ساتھ رہنا۔ میں نے عرض کیا کہ اگر اس وقت جماعت اور امام نہ ہوں (تو کیا کروں) آپ نے فرمایا تو ان تمام فرقوں سے علیحدہ رہنا اور اگرچہ تم دسب سے الگ رہ کر) کسی درخت کی جڑ دانتوں سے مضبوط پکڑے ہو اور اسی حال میں تمہاری موت آجائے (تو تمہارے حق میں بہتر ہوگا۔ اور امام مسلمؒ نے عتبہ بن غزوان سے ایک طویل حدیث روایت کی ہے جس کے آخر میں یہ مضمون ہے کہ کوئی نبوت ایسی نہیں گذری ہے کہ وہ رفتہ رفتہ سلطنت نہ بن گئی ہو۔ اور عنقریب تمہاری آزمائش ہوگی اور تم کو ہمارے بعد سرداروں کا تجربہ ہوجائیگا۔ اور ان دو فتنوں کی تفسیر سعید بن مسیب کے کلام سے واضح ہوتی ہے۔ سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ جب پہلا فتنہ پھیلا تو اس میں حاضرین بدر سے کوئی باقی نہ رہا۔ پھر دوسرا فتنہ ہوا تو حاضرین حدیبیہ میں سے ایک بھی نہ رہا اور میں گمان کرتا ہوں کہ اگر اب تیسرا فتنہ ہوا تو وہ کسی صاحب طباخ کو باقی نہ رکھے گا۔ بغوی اس قول کی شرح میں کہتے ہیں کہ سعید بن مسیبؒ پہلے فتنہ سے حضرت عثمان کی شہادت مراد لی اور دوسرے فتنہ سے (واقعہ) حرہ (جو یزید کے زمانہ میں ہوا ہے) اور لفظ طباخ کے معنے خیر و نفع کے ہیں (عرب کے محاورہ میں) کہا جاتا ہے فلاں شخص کے لئے طباخ نہیں یعنے اس کو عقل نہیں۔ پس فتنۂ اولی (کی مدت) حضرت عثمانؓ کی شہادت اور اس کے بعد اس وقت تک کہ حضرت معاویہ بن ابو سفیان کی خلافت قائم ہوئی ہے۔ اور فتنۂ ثانیہ

بعد فوت معاویہ بن ابی سفیان تا استقرار خلافت عبد الملک۔ در رو بیت اولی واقعہ ردت کہ در زمان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ واقع شدہ بود فتنہ شمردہ اند باعتبار شدت بر مسلمین و در روایت ثانیہ ردت را فتنہ نشمردہ اند زیرا کہ این واقعہ بین المسلمین نبود بلکہ درمیان مسلمین وکفار۔

بست وپنجم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برائے نشو ونمای ملت اسلامیہ صورتے معین فرمودند کہ تا آخر عہد حضرت عثمان متحقق شد و بعد ازاں انذار بفتن نمودند اخرج البغوی عن عروۃ بن الزبیر عن کرز بن علقمۃ الخزاعی قال قال اعرابی یا رسول اللہ ھل للاسلام منتہی قال نعم ایما اھل بیت من العرب والعجم اراد اللہ بھم خیرا ادخل اللہ علیھم الاسلام قال ثم ماذا یا رسول اللہ قال ثم یقع الفتن کانھا الظلل قال فقال الاعرابی کلا یا رسول اللہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لتعودن فیھا اساود صبا یضرب بعضکم رقاب بعض قولہ اساود ای حیات وقولہ صبا جمع صابی وصبا اذا مال من دین الی دین۔

بست وششم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در تعداد فتن

حضرت معاویہ بن ابی سفیان کی وفات سے شروع ہوا اور عبد الملک کی خلافت کے قرار پذیر ہونے تک رہا۔ پہلی روایت میں واقعہ ردت کو جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں پیش آیا فتنہ میں شمار کیا ہے اس، غلبہ رہے کہ (اس فتنہ میں) مسلمانوں پر شدت ہوئی (اور جدال وقتال کے مصائب پیش آئے) اور دوسری روایت میں ردت کو فتنہ نہیں شمار کیا کیونکہ یہ واقعہ مسلمانوں کے درمیان نہ تھا بلکہ مسلمانوں اور کافروں کے درمیان میں تھا (اور فتنہ وہی ہے جو مسلمانوں کے درمیان ہو)۔

پچیسویں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نشو ونمائے ملت اسلامیہ کے لئے ایک صورت مقرر فرمائی تھی جو آخر عہد حضرت عثمانؓ تک متحقق ہوئی۔ پھر اس کے بعد آپ نے فتنہ سے ڈرایا۔ بغوی نے عروہ بن زبیر سے انھوں نے کرز بن علقمہ خزاعی سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ ایک اعرابی نے (خدمت نبوی میں) عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا اسلام کی (ترقی کی) کوئی حد ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں ہے، عرب ہوں یا عجم جن گھروالوں کے لئے اللہ بہتری چاہے گا اُن پر اسلام کو داخل کرے گا۔ اس اعرابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! پھر اس کے بعد کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا۔ پھر مثل ابر کے فتنے گھیر لیں گے۔ پھر اعرابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! ایسا تو ہرگز نہ ہوگا۔ آپ نے فرمایا ایسا تو ضرور ہوگا۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم اساود صبا (یعنے سانپ بن کر اور بے دین ہو کر) ان فتنوں میں ضرور پڑوگے۔ (اساود اسود کی جمع (یعنے سانپ) اور صبا، صابی کی جمع ہے۔ عرب کہتے ہیں صباجب کوئی شخص ایک دین چھوڑ کر دوسرے دین کی طرف میلان کرے)۔

چھبیسویں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کی تعداد میں

بیان فرمود۔ أخرج البغوي عن عوف
بن مالك الأشجعي قال أتيت النبي صلى
الله عليه وسلم في غزوة تبوك وهو في قبة أدم
فقال أعدد ستا بين يدي الساعة موتي
ثم فتح بيت المقدس ثم موتان يأخذ فيكم
كقعاص الغنم ثم استفاضة المال حتى يعطى الرجل
مائة دينار فيظل ساخطا ثم فتنة لا يبقى
بيت من العرب إلا دخلته ثم هدنة تكون
بينكم وبين بني الأصفر فيغدرون
فيأتونكم تحت ثمانين غاية تحت كل
غاية اثنا عشر ألفا۔ بعد انتقال آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم برفیق اعلیٰ فتح بیت المقدس
واقع شد۔ بعد ازان طاعون عمواس بعد
ازان کثرت مال در زمان حضرت عثمان بعد
بعد ازان فتنہ مستطیرہ عامہ کہ بسبب
شہادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
پیدا گشت۔

بست و ہفتم أخرج البغوي من حديث
جبير بن نفير عن مالك بن يخامر عن معاذ
بن جبل أن رسول الله صلى الله عليه وسلم
قال عمران بيت المقدس خراب يثرب وخراب يثرب خروج
الملحمة وخروج الملحمة فتح القسطنطينية وفتح القسطنطينية
خروج الدجال ثم ضرب على
فخذ الذي حدثه يعني
معاذا أو على منكبه

بیان فرمایا۔ بغوی نے عوف بن مالک اشجعی سے روایت کی ہے
وہ کہتے تھے کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس غزوۂ تبوک میں
حاضر ہوا (اس وقت) آپ چمڑے کے خیمہ میں تشریف فرما تھے
آپ نے فرمایا۔ قیامت (آنے) سے پہلے چھ (کاموں کو
ہونا) شمار کرو۔ میری وفات پھر بیت المقدس کا فتح ہونا
پھر ایک مرگ عام تم میں شروع ہوگی جس طرح بکریوں میں پھیل
جاتی ہے (اور سب کی سب مرجاتی ہیں) پھر مال کی کثرت یہاں
تک کہ (ایک ایک) آدمی کو (سَو) سَو دینار ملیں گے پھر بھی
وہ ناخوش ہی رہے گا۔ پھر وہ (عام) فتنہ کہ عرب کا کوئی گھر
باقی نہ رہے گا جس میں وہ داخل نہ ہو۔ پھر تمہارے اور بنی اصفر
(یعنے روم) کے درمیان صلح ہوجائے گی پھر وہ عہد شکنی کرکے
اور تم پر اسّی علم لے کر چڑھائی کریں گے اور ہر علم کے نیچے بارہ
بارہ ہزار کی جماعت ہوگی (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
دنیا سے رفیق اعلےٰ کی طرف انتقال فرمانے کے بعد بیت المقدس
فتح ہوا۔ بیت المقدس کے فتح کے بعد طاعون عمواس پھیلا اس کے
بعد حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں مال کی کثرت ہوئی۔ پھر اس کے
بعد عالمگیر اور عام فتنہ ہوا جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی
شہادت کے سبب پیدا ہوا)۔

ستائیسویں۔ بغوی نے بروایت جبیر بن نفیر کے مالک
بن یخامر سے انھوں نے حضرت معاذ بن جبلؓ سے نقل کیا ہے کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیت المقدس کا آباد
ہونا مدینہ کی ویرانی کا سبب ہوگا اور مدینہ کا ویران ہونا سخت
لڑائی کو برپا کرے گا اور اسی لڑائی سے قسطنطنیہ فتح ہوگی اور
قسطنطنیہ کی فتح کے بعد دجال نکلے گا۔ پھر آپ نے جس سے یہ
حدیث بیان فرمائی تھی یعنے حضرت معاذؓ کے دونوں زانوں یا شانہ

نحو قال إن هذا الحق کما انت ههنا
او کما انت قاعد، بیت المقدس اینجا
کنایه از اقلیم شام است زیرا که بیت المقدس
افضل و اقدم بقاع آنجاست و نشست
انبیاء بنی اسرائیل علیهم السلام و ملوک
ایشان آنجا بود و عمران شام در زمان
خلافت حضرت عثمانؓ و امارت معاویه
ابن ابی سفیان از جانب حضرت عثمانؓ
واقع شد و خراب یثرب قتل حضرت
عثمانؓ و بر آمدن حضرت مرتضیٰ بجانب
عراق و خروج منشأ حرب جمل و صفین
است و فتح قسطنطنیه در زمان امارت
معاویه بن ابی سفیان بظهور آمد اینجا
حیرتے بخاطر میرسد که خروج دجال را
متعقب فتح قسطنطنیه آورده شد حالانکه
زیاده از هزار سال از فتح قسطنطنیه
گذشت و هنوز بوئے از خروج دجال
بمشام نرسید همچنیں در حدیث
حذیفه که مذکور شد که لا تقوم الساعة
حتی تقتلوا امامکم و تجتلدوا
بأسیافکم این لفظ متضمن ست آنکه
واقعه قتل امام و اجتلاد باسیاف علامت
قیامت است حالانکه زیاده از هزار سال
منقضی شد و اثرے از ساعت ظهور نکرد
و همچنیں بعثت انا والساعة کهاتین

ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ یہ یقینی حق ہے جس طرح تمہارا یہاں ہونا
یا (فرمایا) تمہارا یہاں بیٹھا ہونا (یقینی ہے) اس جگہ بیت المقدس
سے مراد اقلیم شام ہے کیونکہ بیت المقدس ملک شام کے جملہ مقامات
سے مقدم اور افضل ہے اور حضرات انبیاء بنی اسرائیل علیہم
السلام کے بادشاہوں کی نشست گاہ اسی جگہ تھی (یہیں تمام اقصیٰ
کو چھوڑ کر پوری ولایت مراد لی گئی) اور ملک شام کی آبادی (اول)
ہوئی) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں جب کہ حضرت
معاویہ بن ابی سفیان حضرت عثمانؓ کی طرف سے وہاں کے حاکم
تھے ہوئی اور مدینہ کا ویران ہونا حضرت عثمانؓ کی شہادت اور
حضرت مرتضیٰ کے (مدینہ چھوڑ کر) بجانب عراق جانے سے اور
واقعات حرب جمل و صفین پیش آنے سے ہوئی۔ اور فتح قسطنطنیہ
حضرت معاویہ بن ابی سفیان کی امارت میں ظاہر ہوئی۔ اس
مقام میں (اس حدیث کے سننے سے) دل میں سخت حیرت پیدا
ہوتی ہے کہ دجال کا خروج (فتح) قسطنطنیہ کے بعد ہی بیان ہوا
ہے حالانکہ فتح قسطنطنیہ سے اب تک ہزار سال سے زیادہ زمانہ
گزر گیا، مگر ابھی تک دجال کے خروج کی بو بھی (کسی) دماغ میں
نہ پہنچی۔ اور اسی طرح حضرت حذیفہؓ کی حدیث میں (بھی حیرت
لاحق ہوتی ہے) جو اوپر مذکور ہوئی (وہ حدیث یہ ہے کہ) قیامت
قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تم لوگ اپنے خلیفہ کو قتل نہ کرو اور باہم
شمشیر زنی نہ کرو، اس حدیث کے الفاظ بھی خبر دے رہے ہیں
کہ واقعہ قتل خلیفہ اور مسلمانوں کا باہم شمشیر زنی کرنا قیامت
کی علامت ہے حالانکہ ہزار سال سے زیادہ مدت گزر گئی اور ابتک
قیامت کے آنے کا کوئی اثر ظاہر نہ ہوا۔ اور اسی طرح یہ حدیث
(بھی حیرت پیدا کرتی ہے) حضرت نے (فرمایا) میں اور قیامت
اس طرح (ملے ہوئے) بھیجے گئے ہیں جیسے یہ دو (انگلیاں ایک دوسرے سے

و چنین آیت اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ الی غیر ذٰلک من احادیث وآیات فی ھٰذا المعنیٰ مما لا یخفیٰ وجوابش آنست کہ خروج دجال و قیام ساعت یا ہر فتنہ کہ مذکور شد ربطے دارد مانند ربط نشاندن نہال بہ بار آوردن آں نہال گویا ابتدائے حرکت ایں فتنہ است و غایت آں خروج دجال و قیام ساعت ولہذا حضرت نوح علیہ السلام انذار قوم خود فرمودند بدجال باوجود بُعد حضرت نوح بزمان ظہور دجال و قتیکہ شخصے نہالے مے نشاند مے گوید کہ عقب نشاندن آں نہال بار آوردن است و ہر سعیے کہ مے کند از سقی و ساختن شربت نخل و غیر آں غایتش بار آوردن است سخن ہر چند منتہی میشود آخر آں خروج دجال است و اینجا سرّے است دقیق کہ بدون تمہید مقدمات نتواں آں زبان کشاد ولیس ھٰذا مقامہ۔

بست و ہشتم حدیث ابی عبیدۃ بن الجراح و معاذ بن جبل قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ بدأ ھٰذا الامر نبوۃ ورحمۃ ثم کائن خلافۃ ورحمۃ ثم کائن ملکا عضوضا

ملی ہوئی ہیں) اور اسی طرح یہ آیۂ کریمہ (بھی حیرت پیدا کرتی ہے) کہ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ (ترجمہ:۔ قریب آگئی قیامت اور پھٹ گیا چاند) علاوہ اس کے اور بھی آیات اور احادیث اس بارے میں بے شمار ہیں (پھر کیا سبب ہے کہ باوجود ظہور ان جملہ علامات کے قیامت کا ابتک کوئی نشان ہی نہیں) اس کا جواب یہ ہے کہ دجال کا نکلنا اور قیامت کا آنا یا ہر فتنہ جو مذکور ہوا ہے (اس کو قیامت کے ساتھ) ایک قسم کا ربط اور تعلق ہے جیسا کہ کسی درخت کا لگانا اور اس کا پھلنا ان دونوں میں باہم ربط ہے (یعنے درخت لگانے کی غایت اور غرض یہی ہے کہ وہ پھلے) گویا کہ اس حرکت (یعنے آمد قیامت) کی ابتدا یہ فتنہ ہے اور اس حرکت کی غایت دجال کا نکلنا اور قیامت کا آنا ہے اسی لئے حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو دجال سے ڈرایا باوجودیکہ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ کو دجال سے بُعد تھا۔ (اس کو اس مثال میں سمجھو کہ) جب کوئی شخص ایک درخت لگاتا ہے تو کہتا ہے کہ اس درخت کے لگانے کا نتیجہ اس کا پھلنا ہے اور وہ شخص جو کچھ کوشش (اور محنت) کرتا ہے اور اس درخت کو پانی دیتا ہے ان سب کی غایت اس درخت کا پھلنا ہوتا ہے۔ غرض سلسلہ اس گفتگو (یعنے ذکر فتن) کا اسی وقت ختم ہوگا جب دجال نکل آئے گا یہاں ایک دقیق راز ہے جو بدون تمہید (چند) مقدمات کے بیان نہیں ہوسکتا مگر یہ مقام ان مقدمات کے ذکر کرنے کا نہیں ہے۔

اٹھائیسویں حضرت ابو عبیدہ بن جراح اور حضرت معاذ بن جبل کی حدیث۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ امر (اسلام) نبوت و رحمت (کے ساتھ) شروع ہوا پھر خلافت اور رحمت ہونے والا ہے پھر کاٹنے والی سلطنت ہونے والا ہے

ثم یکون خلوفا وجبریۃ وفسادا فی الامۃ یستحلون الحریر والخمور والفروج والفساد فی الامۃ ینصرون علی ذلک ویرزقون ابدا حتی یلقوا اللہ

بست وہشتم اخرج ابن ماجۃ من حدیث زید بن وھب عن عبدالرحمن ابن عبد رب الکعبۃ قال انتھیت الی عبد اللہ ابن عمرو بن العاص وھو جالس فی ظل الکعبۃ والناس مجتمعون علیہ فسمعتہ یقول بینا نحن مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر اذ نزل منزلا فمنا من یضرب خباءہ ومنا من ینتضل ومنا من ھو فی جشرہ اذ نادی منادیہ الصلوۃ جامعۃ فاجتمعنا فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخطبنا فقال انہ لم یکن نبی قبلی الا کان حقا علیہ ان یدل امتہ علی ما یعلمہ خیرا لھم وینذرھم ما یعلمہ شرا لھم وان امتکم ھذہ جعلت عافیتھا فی اولھا وان اٰخرھم یصیبھم بلاء وامور تنکرونھا ثم تجیٔ فتن یرقق بعضھا بعضا فیقول المؤمن ھذہ مھلکتی ثم تنکشف ثم تجیٔ فتنۃ

پھر سرکشی اور جبر اور امت کے اندر فساد ہو جائے گا۔ لوگ ریشمی لباس اور شرابیں اور شرمگاہیں اور امت میں فساد کو حلال سمجھ لیں گے۔ اور باوجود ان کاموں کے ان کو مدد دی جائے گی اور ہمیشہ رزق پاتے رہیں گے یہاں تک کہ اللہ سے مل جائیں۔

اٹھائیسویں ابن ماجہ نے بروایت زید بن وہب کے عبدالرحمن بن عبد رب الکعبۃ سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کے پاس پہنچا اور وہ کعبہ کے سایہ میں بیٹھے تھے اور گرد ان کے لوگ جمع تھے میں نے ان سے سنا کہ وہ کہتے تھے (ایک مرتبہ) ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کسی سفر میں تھے (اثنائے سفر میں) آپ کسی مقام میں فروکش ہوئے ہم لوگوں میں سے بعضے اپنا خیمہ لگا رہے تھے اور بعضے تیر اندازی کی مشق کر رہے تھے اور بعضے اپنے اسباب کے پاس تھے کہ دفعتاً حضرت کے منادی نے ندا کی کہ الصلوۃ جامعۃ۔ یہ سنتے ہی ہم سب ایک جگہ جمع ہو گئے۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا اور فرمایا۔ مجھ سے پہلے کوئی نبی ایسا نہیں ہوا مگر یہ کہ اس پر یہ واجب تھا کہ جو نیک بات وہ جانتا ہے اپنی امت کو تعلیم کرے اور جس کو برا سمجھتا ہے اس کو اس سے ڈرائے (لہذا مجھ پر بھی ایسا کرنا ضروری ہے پس آگاہ ہو جاؤ) کہ تمہاری یہ امت ایسی ہے کہ اس کے اول حصہ میں عافیت ہے اور اس کے اخیر کے لوگوں پر بلائیں اور ایسے امور پیش آئیں گے کہ جن کو تم ناپسند کرو گے۔ پھر فتنے آئیں گے (ایک سے ایک بڑھا ہوا کہ) ایک فتنہ دوسرے فتنہ کو (لوگوں کی نظر میں) حقیقت اپنا کر دے گا (جب ایک فتنہ آئے گا) تو مومن کہے گا کہ یہ فتنہ تو مجھے ہلاک کرنے والا ہے پھر وہ فتنہ دفع ہو گا تو ایک دوسرا فتنہ

فیقول المؤمن هذه هذه ثم تنکشف فمن سره ان یزحزح عن النار ویدخل الجنة فلتدرکه موتته وهو یؤمن بالله والیوم الآخر ولیأت الی الناس الذی یحب ان یؤتوا الیه ومن بایع اماما فاعطاه صفقة یمینه وثمرة قلبه فلیطعه ما استطاع فان جاء آخر ینازعه فاضربوا عنق الآخر قال فادخلت رأسی من بین الناس فقلت انشدك الله انت سمعت هذا من رسول الله صلے الله علیه وسلم قال فاشار بیده الی اذنیه فقال سمعته اذنای ووعاه قلبی۔

ثم ام اخرج البغوی من حدیث قیس بن ابی حازم عن مرداس الاسلمی قال النبی صلے الله علیه وسلم یذهب الصالحون الاول فالاول ویبقی حفالة کحفالة الشعیر او التمر لا یبالیهم الله بالة۔ من تفسیر هذا الحدیث من قول سعید بن المسیب گذشت وہمچنیں تمام چیزہا کہ بیان آنہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بیان فرمودہ اند در باب فتن و باب تغیر الناس و در ابواب متفرقہ میتوان یافت لیکن دریں جا ہمیں قدر اکتفا کنیم

اسے بھی دیکھ کر مومن کہے گا کہ یہ (ضرور) مجھے ہلاک کرنے والا ہے پھر وہ بھی دفع ہو جائے گا (پس اے لوگو!) تم میں سے جس کو یہ اچھا معلوم ہوتا ہو (کہ ایسے وقت میں) وہ دوزخ سے دور ہو کر جنت میں داخل ہو تو اسے لازم ہے کہ ایسی حالت پر مرے کہ اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو اور چاہیئے کہ لوگوں کے ساتھ وہ معاملہ کرے جو دوسروں سے اپنے لئے چاہتا ہو اور جس نے کسی خلیفہ کی بیعت کی یعنی اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیدیا اور اپنے دل سے اس کو مان لیا تو اسے لازم ہے کہ تا امکان خود اس کی اطاعت کرے۔ پھر اگر دوسرا شخص آکر اس خلیفہ سے منازعت کرنا چاہے تو تم لوگ اس کی گردن مارو۔ عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ پھر میں نے مجمع میں سر داخل کر کے حضرت عبداللہ بن عمرو سے پوچھا کہ میں آپ کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا آپ نے یہ حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے؟ انہوں نے اپنے ہاتھ سے اپنے دونوں کانوں کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ میرے (ان) دونوں کانوں نے سنا اور میرے دل نے یاد رکھا۔

تیئسویں بغوی نے بروایت قیس بن ابی حازم مرداس اسلمی سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (قیامت سے پہلے پہلے) نیک لوگ یکے بعد دیگرے (دنیا سے) چلے جائیں گے اور جیسے کہ جو یا کھجور ناقص ہوتی ہے ویسے ہی نکمے لوگ باقی رہ جائیں گے ان لوگوں کی اللہ تعالیٰ کچھ پرواہ نہ کریگا (اور نہ خدا کے نزدیک ان کی قدر ہوگی) اس حدیث کی تفسیر سعید بن مسیب کے قول سے (اوپر) گزر چکی۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی ایسی چیزوں کو بیان فرمایا ہے جو (کتب احادیث کے) باب فتن اور باب تغیر الناس اور متفرق مقامات میں مل سکتی ہیں لیکن ہم نے اس جگہ اسی قدر پر کفایت کی (کیونکہ

تفرق تنبوء عن الغیب والحدیث نقل
عن النبی تبوء الکتب الخ

آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
برائے زمان ظہور شر در احکام و مصالح علیحدہ
تشریع نمودند ودر احادیث بسیار فرمودند
کہ چوں زمان کذا وکذا ظاہر شود باید کہ
شما چنیں کار کنید و چناں
عمل نمائید

اول غیر مستحق خلافت چوں مسلط
شود واجب است اطاعت او فیما وافق
الشرع لا فیما خالفہ۔

دوم خروج کردہ نشود بر وے وقتال
نمودہ نشود با وے مگر آنکہ کفر صریح از وے
ظاہر گردد وایں مضمون متواتر بالمعنے
است فمن حدیث انس ان النبی
صلے اللہ علیہ وسلم قال
لابی ذر اسمع واطع ولو لعبد
حبشی کان راسہ زبیبۃ ومن
حدیث ام الحصین انہا سمعت
النبی صلے اللہ علیہ وسلم یخطب
فی حجۃ الوداع وھو یقول ولو استعمل علیکم
عبد یقودکم بکتاب اللہ اسمعوا لہ و
اطیعوا ومن حدیث عبد اللہ بن عمر عن
النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال السمع والطاعۃ
علی المرء المسلم فیما احب وکرہ

موافق مثل مشہور کے، ایک چاول سے سارے حوض کا حال معلوم ہو جاتا
ہے اور ایک مٹھی تودہ بڑے کھلیان کی حالت بتا دیتا ہے (یہ مثل
اردو فارسی میں مشتے نمونہ از خروارے کے فقرہ سے مشہور ہے)۔

پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے زمانہ ظہور شر و فساد
کے (لیے بعض) احکام و مصالح (جو اس وقت کے مناسب ہیں) جداگانہ
بیان فرما دیئے اور اکثر احادیث میں ارشاد فرمایا کہ جب ایسا ایسا
زمانہ ظاہر ہو تو تم کو چاہیئے کہ اس طرح کام کرو اور اس طرح عمل کرو
(منجملہ ان احکام زمانہ فتنہ و فساد کے) پہلا (حکم)
یہ کہ جب (تم پر) کوئی شخص غیر مستحق خلافت مسلط ہو جائے
تو ان احکام میں جو شرع کے موافق ہوں تم پر اس کی اطاعت
واجب ہے نہ ان احکام میں جو شرع کے مخالف ہوں۔

دوسرا (حکم) یہ کہ اس سے بغاوت نہ کی جائے اور اس سے
جنگ کی جائے ہاں اگر اس سے کفر صریح ظاہر ہو (تو اس حالت
میں بغاوت اور لڑائی درست ہے) یہ مضمون متواتر بالمعنے ہے
(چنانچہ) بروایت انس نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے
کہ آپ نے حضرت ابوذرؓ سے فرمایا (اپنے حاکم کا) حکم سنو اور
(اس کی) اطاعت کرو اگرچہ وہ (ذلیل) حبشی غلام ہو اور اس کا
سر مثل منقہ کے چھوٹا (اور حقیر) ہو۔ اور بروایت ام حصینؓ
منقول ہے (وہ کہتی تھیں کہ) انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم
سے سنا آپ حجۃ الوداع میں خطبہ پڑھ رہے تھے اس میں
آپ نے فرمایا اگرچہ غلام تمہارا حاکم کر دیا جائے اور وہ تم پر
کتاب اللہ کے ساتھ حکومت کرے تو تم اس کا حکم سنو اطاعت
کرو۔ اور بروایت حضرت عبد اللہ بن عمر نبی صلے اللہ علیہ وسلم
سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا (حاکم وقت کا) حکم سننا اور اطاعت
کرنا ہر مرد پر واجب ہے خواہ وہ اسے پسند کرے یا ناپسند

ما لم يؤمر بمعصية فإذا أمر بمعصية
فلا سمع ولا طاعة ومن حديث
علي أن رسول الله صلى الله عليه
وسلم قال لا طاعة في
معصية إنما الطاعة في المعروف
ومن حديث النواس بن سمعان
قال قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم لا طاعة لمخلوق
في معصية الخالق ومن حديث
عبادة بن الصامت قال دعانا
النبي صلى الله عليه وسلم
فبايعناه فقال فيما أخذ علينا
أن بايعنا على السمع والطاعة
في منشطنا ومكرهنا وفي
عسرنا ويسرنا وأثرة
علينا وأن لا ننازع الأمر
أهله إلا أن تروا كفرا بواحا
عندكم من الله فيه برهان
ومن حديث أم سلمة
قالت قال رسول الله صلى
الله عليه وسلم يكون عليكم
أمراء تعرفون وتنكرون
فمن أنكر فقد برئ ومن
كره فقد سلم ولكن من رضي و
تابع قالوا أفلا نقتلهم

تا وقتیکہ اُس کو خدا کی نافرمانی کے ساتھ حکم نہ کیا جائے اور جب
خدا کی نافرمانی کے ساتھ حکم کیا جاتے تو اس صورت میں نہ حکم
سُننا واجب ہے اور نہ اطاعت اور بروایت حضرت علیؓ
منقول ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی
نافرمانی میں کسی کی اطاعت (واجب) نہیں اطاعت تو
انہی امور میں ہے جو مشروع ہیں۔ اور بروایت نواس ابن سمعان
منقول ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت نہیں
اور بروایت عبادہ بن صامت منقول ہے وہ کہتے تھے کہ
ہمیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بلایا اور ہم سے بیعت لی تو
منجملہ اُن باتوں کے جن کا آپ نے ہم سے عہد لیا تھا ایک بات
یہ تھی کہ آپ نے ہم سے اس شرط پر بیعت لی کہ ہم اپنی خوشی
اور ناخوشی میں اور سختی اور آسانی میں اور اپنے اوپر دوسرے کو
ترجیح دیئے جانے میں آپ کا حکم سنیں گے اور آپ کی اطاعت
کریں گے۔ اور یہ کہ کسی اہل (حکومت) سے اس کی حکومت کے
متعلق ہم منازعت نہ کریں گے (پھر فرمایا) مگر یہ کہ تم اس سے
ظاہر کفر دیکھ لو اور تمہارے پاس اللہ کی طرف سے کوئی دلیل
بھی اس کے (کفر ہونے کے) متعلق ہو اور بروایت ام سلمہؓ
منقول ہے وہ کہتی تھیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا۔ تمہارے اوپر ایسے حاکم ہوں گے کہ تم اُن سے (بعض
امور) پسند کرو گے اور (بعض) ناپسند کرو گے پس جس نے ان
کاموں کو بُرا کہدیا وہ بری الذمہ ہو گیا اور جس نے دل سے بُرا تو
کہا مگر دل سے بُرا جانا وہ بھی سلامت رہا مگر جو ان کاموں
سے راضی ہوا اور ان کی پیروی کی (وہ ہلاک ہوا) لوگوں نے عرض
کیا کہ یا رسول اللہ! کیا ایسی صورت میں ہم ایسے سرداروں کو قتل نہ کر دیں

قال لا ما صلوا لا تصلوا من حديث الحارث الاشعري ان نبي الله صلى الله عليه وسلم قال ان الله تعالى امر يحيى بن زكريا بخمس كلمات ان يعمل بهن وان يامر بني اسرائيل ان يعملوا بهن فكاد ان يبطئ فقال له عيسى انك قد امرت بخمس كلمات ان تعمل بهن وان تامر بني اسرائيل ان يعملوا بهن فاما ان تبلغهن واما ان ابلغهن فقال يا اخي اني اخشى ان سبقتني ان اعذب او يخسف بي فجمع بني اسرائيل في بيت المقدس حتى امتلأ المسجد وقعدوا على الشرف فحمد الله واثنى عليه ثم قال ان الله امرني بخمس كلمات ان اعملهن وآمركم ان تعملوا بهن اولهن ان تعبدوا الله ولا تشركوا به شيئا فان مثل ذلك كمثل رجل اشترى عبدا من خالص ماله بورق او ذهب فقال هذه داري وهذا عملي فاعمل وأد الي فجعل يعمل ويؤدي عمله الى غير سيده فايكم

آپ نے فرمایا: نہیں جب تک وہ نماز پڑھتے رہیں (ان کا قتل کرنا درست نہیں) اور بروایت حارث اشعری منقول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ بن زکریا (علیہما السلام) کو پانچ باتوں کا حکم دیا کہ وہ خود ان پر عمل کریں اور بنی اسرائیل کو بھی ان کے کرنے کا حکم دیں۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام سے (تعمیل حکم میں) کچھ تاخیر ہونے لگی تو ان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تم کو پانچ باتوں کا حکم ہوا ہے کہ خود ان پر عمل کرو اور بنی اسرائیل کو بھی ان پر عمل کرنے کا حکم کرو۔ یا تو تم ان باتوں کو بنی اسرائیل تک پہنچا دو یا میں ان تک پہنچا دوں۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے جواب دیا: اے بھائی میں ڈرتا ہوں کہ اگر ان احکام کے پہنچانے میں تم مجھ پر سبقت کرو گے تو مجھ پر (آسمان سے کوئی) عذاب نازل ہوگا یا میں زمین میں دھنس جاؤں گا (بہرحال ان احکام کی تبلیغ خود کروں گا) چنانچہ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے بیت المقدس میں بنی اسرائیل کو جمع کیا یہاں تک کہ مسجد بھر گئی اور وہ لوگ بلند مقام پر بیٹھے (تاکہ سب حضرت یحییٰ علیہ السلام کو دیکھیں اور ان کا کلام سنیں) پھر حضرت یحییٰ علیہ السلام نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا: اللہ نے مجھے پانچ باتوں کا حکم دیا ہے کہ تم لوگ ان پر عمل کرو۔ پہلی بات یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ تحقیق اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے اپنے خاص مال چاندی یا سونے سے ایک غلام خریدا اور اس سے کہا کہ یہ میرا گھر ہے اور یہ میرا (یعنی) کام ہے (جس کی اجرت مجھے دینی ہے) اب تم یہ کام کرو اور کام کی اجرت مجھے دو۔ غلام کام کرنے لگا مگر اپنے کام کی اجرت اپنے سید کے سوا کسی اور کو دیتا ہے۔ بتاؤ تم میں

ثم إنه أن يكون جبن به كذلك. وإن الله عز وجل خلقكم ورزقكم فاعبدوه ولا تشركوا به شيئا وآمركم بالصلوة فإن الله ينصب وجهه لعبده ما لم يلتفت فإذا صليتم فلا تلتفتوا وآمركم بالصيام فإن مثل الصيام كمثل رجل معه صرة من مسك في عصابة كلهم يحب أن يجد ريح المسك وآمركم بالصدقة فإن مثل ذلك مثل رجل أسره العدو فشدوا يده إلى عنقه فقدموه ليضربوا عنقه فقال هل لكم إلى أن أفتدي نفسي فجعل يفتدي نفسه وآمركم بذكر الله كثيرا فإن مثل ذلك كمثل رجل طلبه العدو سراعا في أثره فأتى حصنا حصينا فتحصن فيه فإن العبد أحصن ما يكون من الشيطان إذا كان في ذكر الله عز وجل قال وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم وأنا آمركم بخمس

کہیں کہ یہ اچھا معلوم ہوگا کہ اس کا غلام ایسا (نافرمان) ہو؟ بے شک اللہ عزوجل نے تم کو پیدا کیا اور تم کو رزق دیا لہٰذا (تم کو چاہیے کہ) تم اس کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور میں تمہیں نماز (قائم رکھنے) کا حکم کرتا ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی توجہ اپنے بندہ کی طرف رکھتا ہے جب تک کہ وہ بندہ دوسری طرف التفات نہ کرے پس جب تم نماز پڑھا کرو تو کسی طرف التفات نہ کیا کرو اور میں تم کو روزہ رکھنے کا حکم دیتا ہوں کیونکہ روزہ (دار) کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص کسی جماعت میں ہو اور اس کے پاس مشک کی ایک تھیلی ہو ہر ایک یہی چاہتا ہے کہ مشک کی خوشبو سونگھے (اسی طرح روزہ دار کے منہ کی خوشبو حق تعالیٰ اور ملائکہ کو مرغوب ہے) اور میں تم کو زکوٰۃ دینے کا حکم کرتا ہوں کیونکہ اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کسی شخص کو اس کے دشمنوں نے قید کر لیا اور اس کے ہاتھ اس کی گردن سے ملا کر باندھ دیئے اور گردن مارنے کے لئے آگے بڑھایا پھر اس نے اپنے دشمنوں سے کہا کیا تم مجھ سے میری جان کا فدیہ لو گے (اور میری جان چھوڑ دو گے. دشمنوں نے اسے منظور کر لیا) پھر اس نے اپنی جان کا فدیہ دیدیا (اور قتل سے بچ گیا. اسی طرح زکوٰۃ عذاب الٰہی کا فدیہ ہے) اور میں تم کو حکم کرتا ہوں کہ اللہ کا ذکر بہت کیا کرو کیونکہ اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کسی شخص کا اس کے دشمن نے تعاقب کیا اور اس کے پیچھے دوڑا پھر وہ شخص ایک مضبوط قلعہ کے اندر داخل ہو گیا اور اس میں محفوظ ہو گیا کیونکہ بندہ کے لئے شیطان کے شر سے محفوظ ہونے کا سب سے عمدہ طریقہ یہی ہے کہ اللہ کا ذکر کرے. راوی کا بیان ہے کہ (یہاں تک بیان فرما کر پھر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں (بھی) تم کو پانچ باتوں کا جن کا حکم مجھ کو ہے

امرنی به بالجماعة والسمع والطاعة والهجرة والجهاد فی سبیل الله وانه من خرج من الجماعة قید شبر فقد خلع ربقة الاسلام من عنقه الا ان یراجع. ومن حدیث ابی هریرة قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول من فارق الجماعة وخرج من الجماعة فمات فمیتة جاهلیة ومن خرج علی امتی بسیفه یضرب برها وفاجرها لا یحاشی مؤمنا لایمانه ولا یفی لذی عهد بعهده فلیس من امتی. ومن حدیث عبد الله بن مسعود قال قال لنا رسول الله صلی الله علیه وسلم انکم سترون بعدی اثرة وامورا تنکرونها قالوا فما تامرنا یا رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ادوا الیهم حقهم وسلوا الله حقکم. ومن حدیث وائل بن حجر قال سأل سلمة بن یزید الجعفی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال یا نبی الله ارأیت ان قامت علینا امراء یسئلونا حقهم ویمنعونا حقنا قال اسمعوا واطیعوا فانما علیهم

خدا نے) دیا ہے حکم دیتا ہوں (مسلمانوں کی) جماعت کے ساتھ رہنا اور (اپنے حاکم کا حکم سننا) اور (اُس کی) اطاعت کرنا اور (راہِ خدا میں) ہجرت کرنا اور فی سبیل اللہ جہاد کرنا اور جو شخص بقدر ایک بالشت کے (بھی) جماعت سے جُدا ہوا تو اُس نے اپنی گردن سے اسلام کی رسی نکال ڈالی مگر یہ کہ وہ پھر (جماعت کی طرف) رجوع کرے۔ اور بروایت ابوہریرہؓ منقول ہے وہ کہتے تھے میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے جو شخص جماعت سے جُدا ہوا اور جماعت سے نکل گیا پھر مرگیا تو وہ جاہلیت کی سی موت سے مرا۔ اور جو شخص میری امت پر تلوار لے کر نکلا اور نیک و بد ہر طرح کے لوگوں کو قتل کرنے لگا اور وہ نہ کسی مومن (کے قتل) سے بلحاظ اس کے ایمان کے پرہیز کرتا ہے اور نہ کسی ذمی (کے قتل) سے بلحاظ اس کے عہد کے تو وہ شخص میری امت سے نہیں ہے۔ اور بروایت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ منقول ہے وہ کہتے تھے کہ ہم سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ عنقریب میرے بعد (اپنے سرداروں سے اپنے اوپر دوسروں کو) ترجیح پاتے ہوئے دیکھو گے اور ایسے امور کو (دیکھو گے) کہ تم اُن سے انکار کرو گے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (ایسے وقت میں) آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ تم ان کے حقوق (دینی) ادا کرتے رہنا اور اپنے حق کو خدا سے طلب کرنا۔ اور بروایت وائل بن حجر منقول ہے وہ کہتے تھے کہ سلمہ بن یزید جعفی نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا اور (یہ) کہا کہ یا نبی اللہ ارشاد فرمائیے کہ اگر ہمارے اوپر ایسے سردار (حاکم) ہو جائیں جو اپنے حق (تو) ہم سے طلب کریں اور ہمارے حق سے ہم کو روکیں (تو ایسی صورت میں ہم کیا کریں؟) آپ نے فرمایا تم (اُن کا حکم) سنو اور (اُن کی) اطاعت کرو کیونکہ ان پر

ما حملوا وعليكم ما حملتم اخرج هذه الاحاديث كلها البغوي۔

سوم چوں بیعت برائے شخصے منعقد شد و تسلط او مستقر گشت اگر دیگرے بروے خروج نماید و قتال کند واجب القتل گشت افضل باشد ازوے یا مساوی یا مفضول۔ اخرج البغوي عن عرفجة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال من خرج على امتي وهم مجتمعون يريد ان يفرق بينهم فاقتلوه كائنا من كان۔ واخرج البغوي من حديث ابي نضرة عن ابي سعيد الخدري قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا بويع لخليفتين فاقتلوا الآخر منهما۔ واخرج البغوي من حديث ابي حازم عن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال كانت بنو اسرائيل تسوسهم الانبياء كلما هلك نبي خلفه نبي وانه لا نبي بعدي وسيكون خلفاء فيكثرون قالوا فما تامرنا قال فوا ببيعة الاول فالاول اعطوهم حقهم فان الله سائلهم عما استرعاهم

وہ (بار) ہے جو اُن پر رکھا گیا ہے اور تم پر وہ (بار) ہے جو تم پر رکھا گیا ہے۔ ان تمام حدیثوں کو بغوی نے روایت کیا ہے۔

تیسرا (حکم) جب کسی شخص کی بیعت منعقد ہو گئی اور اُس کا تسلط قرار پذیر ہوا اگر دوسرا شخص اُس پر خروج کرے اور اُس سے لڑے تو اس کو قتل کرنا چاہیئے وہ خروج کرنے والا خواہ پہلے شخص سے افضل ہو یا اُس کے برابر ہو یا اُس سے مفضول ہو (بہر حال بعد انعقاد بیعت سب مسلمانوں کو اس باغی کا دفع کرنا واجب ہوگا) بغوی نے عرفجہ سے انہوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ فرماتے تھے جو شخص میری امت پر اس حال میں خروج کرے کہ وہ متفق ہوں اور وہ (خروج کرنے والا) اُن کے درمیان تفریق پیدا کرنا چاہتا ہے تو تم سب اُسے قتل کر ڈالو چاہے کوئی ہو۔ اور بغوی نے بروایت ابو نضرہ کے ابو سعید خدری سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دو خلیفوں سے بیعت کی جائے تو جو ان میں سے پچھلا ہے اُسے قتل کر ڈالو۔ اور بغوی نے بروایت ابو حازم حضرت ابو ہریرہؓ سے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا بنی اسرائیل میں تو یہ (طریقہ) تھا کہ ان کے انبیاء ان کے سردار ہوا کرتے تھے اور جب کوئی نبی ہلاک ہوتا تو اس کی جگہ دوسرا نبی سردار ہو جاتا اور میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور عنقریب (میرے بعد) خلیفہ ہوں گے اور بکثرت ہوں گے۔ صحابہؓ نے عرض کیا پھر آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ سب سے پہلے جو خلیفہ بنا ہو اس کی بیعت پوری کرو۔ (الغرض) تم اپنے حکام کا حق ادا کرتے رہو (یہ خیال نہ کرو کہ وہ تمہارا حق نہیں کرتے) کیونکہ اللہ تعالے خود ان سے ان لوگوں کے حق کی باز پرس کریگا جنہیں اُن کے سپرد کیا تھا

وأخرج ابن ماجة من حديث عبد الله بن عمرو بن العاص في قصة طويلة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال من بايع إماما فأعطاه صفقة يمينه وثمرة قلبه فليطعه ما استطاع فإن جاء آخر ينازعه فاضربوا عنق الآخر.

اور ابن ماجہ نے بروایت عبد اللہ بن عمرو بن عاص ایک طویل قصہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا جس نے کسی خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور دل سے اس کو مان لیا تو چاہیے کہ تا امکان خود اس کی اطاعت کرے۔ پھر اگر کوئی دوسرا شخص اس (خلیفہ) سے جھگڑنے کے لئے آئے تو تم لوگ اس دوسرے کی گردن ماردو۔

چہارم چوں در زمان فتنہ خلفاء صلوات را تاخیر کنند چہ باید کرد۔ أخرج مسلم عن أبي ذر قال قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم كيف أنت إذا كانت عليك أمراء يميتون الصلاة أو يؤخرون عن وقتها قلت فما تأمرني قال صل الصلاة لوقتها فإن أدركتها معهم فصل فإنها لك نافلة.

چوتھا (حکم) جب فتنہ کے زمانہ میں خلفاء نماز (ادا کرنے) میں تاخیر کریں تو کیا کرنا چاہیے؟ (امام) مسلم نے حضرت ابوذر سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ مجھ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے ابوذر!) تم (اس وقت) کیا کرو گے جب تمہارے اوپر (ایسے) سردار ہوں گے جو نمازیں خراب کریں گے اور ان کو ان کے وقت سے تاخیر کر کے ادا کریں گے۔ میں نے عرض کیا آپ مجھے کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: تم اپنی نماز اپنے وقت پر پڑھ لیا کرنا۔ اس کے بعد اگر تم کو نماز ان کے ساتھ مل جائے تو (پھر) پڑھ لیا کرنا کیونکہ وہ تمہارے لئے نفل ہوگی۔

پنجم چوں از امرائے زمان فتن تعدی در اخذ زکوٰۃ واقع شود چہ باید کرد۔ أخرج أبو داود عن جابر بن عتيك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم سيأتيكم ركيب مبغضون فإذا جاؤكم فرحبوا بهم وخلوا بينهم وبين ما يبتغون فإن عدلوا فلأنفسهم وإن ظلموا فعليهم وأرضوهم

پانچواں (حکم) جب زمانہ فتنہ کے سردار زکوٰۃ وصول کرنے میں تعدی کریں تو اس کی کیا تدبیر ہے۔ ابوداؤد نے جابر بن عتیک سے روایت کی وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب تمہارے پاس (زکوٰۃ تحصیل کرنے کے لئے) کچھ سوار آئیں گے کہ جن کو لوگ برا جانیں گے پس جب وہ تمہارے پاس آئیں تو تم ان کو مرحبا کہو اور ان کے اور اس مال کے درمیان میں جو وہ طلب کرتے ہیں حائل نہ ہونا پس اگر وہ انصاف کریں گے تو اپنی جانوں کے لئے اور اگر ظلم کریں گے تو اس کا وبال ان کی (گردنوں) پر ہوگا اور ان کو راضی رکھو

فلن تمام زکوٰتکم رضاهم ولیدعوا لکم واخرج ابوداؤد عن جریر بن عبد الله قال جاء ناس یعنی من الاعراب الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقالوا ان ناسا من المصدقین یاتوننا فیظلموننا فقال ارضوا مصدقیکم قالوا یا رسول الله وان ظلمونا قال ارضوا مصدقیکم وان ظلمتم۔

ششم تخلی برائے عبادت در زمان اول[1] ممنوع بود و در زمان فتن محبوب و مطلوب شد

اخرج الترمذی عن ابی هریرة قال مر رجل من اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم بشعب فیه عیینة من ماء عذبة فاعجبته فقال لو اعتزلت الناس فاقمت فی هذا الشعب فذکر ذلک لرسول الله صلی الله علیه وسلم فقال لا تفعل فان مقام احدکم فی سبیل الله افضل من صلوته فی بیته سبعین عاما الا تحبون ان یغفر الله لکم ویدخلکم الجنة اغزوا فی سبیل الله من قاتل فی سبیل الله فواق ناقة وجبت له الجنة واخرج احمد

کیونکہ تمھاری زکوٰۃ اسی وقت پوری ہوگی جب وہ لوگ تم سے راضی رہیں اور چاہئے کہ وہ (تم سے ایسے راضی رہیں کہ) تمھارے لئے دعا کریں۔ اور ابوداؤد نے جریر بن عبداللہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ کچھ اعرابی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ (یارسول اللہ) زکوٰۃ لینے والے ہمارے پاس آتے ہیں اور ہم پر ظلم کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ تم اپنے زکوٰۃ لینے والوں کو راضی رکھو۔ پھر ان لوگوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ وہ تو ہم پر ظلم کرتے ہیں۔ آپ نے (پھر وہی) فرمایا کہ اپنے زکوٰۃ لینے والوں کو راضی رکھو گرچہ تم پر ظلم کیا جائے۔

چھٹا (حکم) زمانۂ اول میں عبادت کے لئے خلوت اختیار کرنا منع تھا اور فتنہ کے زمانہ میں محبوب اور مطلوب ہوگیا۔ ترمذی نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں سے ایک شخص کسی گھاٹی میں میٹھے پانی کے ایک چشمہ پر گزرے وہ چشمہ ان کو مرغوب ہوا انھوں نے (اپنے دل میں) کہا کہ اگر میں لوگوں سے علیحدہ ہوکر اس گھاٹی میں رہوں (تو عبادت) اچھی خوب ہو چنانچہ انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ حضرت نے فرمایا (ایسا) نہ کرنا۔ کیونکہ تم میں سے کسی ایک کا راہِ خدا میں قائم ہونا اپنے گھر میں ستر برس نماز پڑھنے سے افضل ہے کیا تم اس بات کو دوست نہیں رکھتے کہ خدا تم کو بخش دے اور تم کو جنت میں لیجائے۔ راہِ خدا میں جہاد کرو (کیونکہ) جس شخص نے بقدر فواق[1] ناقہ کے راہِ خدا میں جہاد کیا اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔ اور (امام) احمد نے

---

[1] فواق ناقہ اس وقفہ کو کہتے ہیں جو اونٹنی کا دودھ دوہنے کے وقت ایک طرف کے تھنوں سے دودھ نکالنے کے بعد دوسری طرف کے تھنوں سے دودھ نکالنے میں ہوتا ہے۔ ... مطلب یہ ہے کہ اس قدر قلیل وقت کے لئے بھی راہِ خدا میں جہاد کرنے کی فضیلت ہے۔

عن ابی امامة قال خرجنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فی سرية فمر رجل بغار فيه شیء من ماء وبقل فحدث نفسه بان يقيم فيه ويتخلى من الدنيا فاستأذن رسول الله صلى الله عليه وسلم فی ذلك فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم انی لم ابعث باليهودية ولا بالنصرانية ولكنی بعثت بالحنيفية السمحة والذی نفس محمد بيده لغدوة او روحة فی سبيل الله خير من الدنيا وما فيها ولمقام احدكم فی الصف خير من صلاة ستين سنة. اخرج البغوی عن ابی سعيد الخدری قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يوشك ان يكون خير مال المسلم الغنم يتبع بها شعف الجبال ومواقع القطر يفر بدينه من الفتن واخرج البغوی عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ستكون فتنة القاعد فيها خير من القائم والقائم فيها خير من الماشی والماشی فيها خير من الساعی

ابوامامہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک سریہ میں (جہاد کرنے) نکلے رستہ میں ہمراہیوں میں سے ایک شخص غار میں گیا کہ وہاں کچھ پانی تھا اور کچھ سبزی تھی وہ مقام دیکھ کر اس شخص کے دل میں آیا کہ اس غار میں اقامت پذیر ہو اور دنیا سے علیحدہ رہے (اور خدا کی عبادت کرے یہ سوچ کر) اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (اُس غار میں رہنے کی) اجازت چاہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (یہ تو یہود ونصاریٰ کا طریقہ ہے اور) میں یہودیت یا نصرانیت کے ساتھ مبعوث نہیں ہوا بلکہ (میں شریعت) ابراہیمی کے ساتھ جو آسان اور (سہل) ہے مبعوث ہوا ہوں قسم اُس ذات کی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان اُس کے ہاتھ میں ہے کہ خدا کی راہ میں (بہ نیت جہاد) تھوڑا سا بھی سفر کرنا دنیا ومافیہا سے بہتر ہے۔ اور بیشک تم میں سے کسی ایک کا صف (جہاد) میں ایسا خدا کی راہ میں قیام کرنا ساٹھ برس کی نماز سے بہتر ہے (ان حدیثوں سے اول زمانہ میں عبادت کے لئے خلوت اختیار کرنے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے اور زمانۂ فتنہ میں خلوت کا بہتر ہونا احادیث ذیل سے مفہوم ہوتا ہے)۔ بغوی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قریب ہے کہ مسلمان کا بہتر مال بکریاں ہوں گی جن کو وہ لیکر پہاڑوں کی چوٹیوں اور گھاٹیوں میں لے جائے اور اپنے دین کو بچا کر فتنوں سے بھاگ جائے۔ اور بغوی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عنقریب ایسا فتنہ ہوگا کہ اُس میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور اُس میں کھڑا ہونے والا (اُس میں) چلنے والے سے بہتر ہوگا اور اُس میں چلنے والا (اُس میں) دوڑنے والے سے بہتر ہوگا

مَنْ تَشرف لہا تستشرفہ فمن وجد ملجأ او معاذا فلیعذ بہ۔

ہفتم کسے کہ بیعت بر ہجرت کردہ باشد تعرب در زمان فتنہ جائز باشد اخرج النسائی عن سلمۃ بن الاکوع انہ دخل علی الحجاج فقال یا ابن الاکوع ارتددت علی عقبیک وذکر کلمۃ معناہا وبدوت قال لا ولکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذن لنا فی البدو۔

ہشتم امر معروف نہی از منکر از واجبات اسلام بود در زمان فتنہ ساقط شد اخرج الترمذی وابن ماجۃ عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ قال یا ایہا الناس انکم تقرءون ہذہ الآیۃ یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ لَا یَضُرُّکُمْ مَنْ ضَلَّ اِذَا اھْتَدَیْتُمْ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان الناس اذا راوا منکرا فلم یغیروہ یوشک ان یعمہم اللہ بعقابہ و اخرج الترمذی وابن ماجۃ عن ابی ثعلبۃ الخشنی فی قولہ تعالی علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اھتدیتم قال اما واللہ لقد سالت

جو اس فتنہ کے قریب گیا ہو، (فتنہ) اس کو لے لیگا پس جو شخص کوئی پناہ یا بچاؤ کی جگہ پائے تو اسے چاہیے کہ وہاں پناہ گزین ہو جائے۔

ساتواں (حکم) جس شخص نے (حضرت کے دست مبارک پر) ہجرت کرنے پر (اور مدینہ میں رہنے پر) بیعت کی ہو اس کو اس زمانہ (فتنہ) میں (مدینہ چھوڑ کر) بادیہ نشینی (اختیار کرنا) جائز ہوگی نسائی نے سلمہ بن اکوع سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میرے پاس حجاج (بن یوسف) آیا اس نے (مجھ سے) کہا اے ابن اکوع تم اپنے پچھلے پیروں لوٹ گئے (یعنے دارالہجرت سے بھاگ گئے) اور ایک جملہ کہا جس کے یہ معنے ہیں کہ تم بادیہ نشین ہو گئے میں نے کہا نہیں (میں پچھلے پیروں نہیں لوٹا) بلکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے بادیہ نشینی کی اجازت دی تھی۔

آٹھواں (حکم) (پہلے زمانہ میں) امر معروف اور نہی منکر منجملہ واجبات اسلام کے تھا اور فتنہ کے زمانہ میں (وجوب) نہ رہا۔ ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ فرماتے تھے کہ اے لوگو! تم یہ آیت پڑھتے ہو یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الآیۃ {ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر اپنے نفسوں کی ہدایت لازم ہے تم کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکے گا جو گمراہ ہو در صورتیکہ تم ہدایت پر ہو} (اس کا یہ مطلب سمجھ کر امر معروف و نہی منکر کی کچھ ضرورت نہیں) میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے جب لوگ کوئی برا کام (ہوتا) دیکھیں پھر اسے نہ بدل دیں تو قریب ہے کہ اس برے کام کے عذاب میں (دونوں کے ساتھ) ان کو بھی اللہ تعالے شامل کرلے گا اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابو ثعلبہ خشنی سے اللہ تعالیٰ کے اس قول عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ لَا یَضُرُّکُمْ الخ (کی تفسیر) میں روایت کیا ہے وہ کہتے تھے کہ آگاہ رہو کہ میں نے

عنها رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال بل ائتمروا بالمعروف وتناهوا عن المنكر حتى اذا رأيت شحًّا مطاعًا وهوًى متبعًا ودنيا مؤثرة واعجاب كل ذي رأي برأيه ورأيت امرًا لا بدّ لك فعليك نفسك ودع امر العوام فان وراءكم ايام الصبر من صبر فيهن كان كمن قبض على الجمر للعامل فيهن اجر خمسين رجلًا يعملون مثل عمله قالوا يا رسول الله اجر خمسين منهم قال اجر خمسين منكم واخرج الترمذي عن عبد الله بن عمرو بن العاص ان النبي صلى الله عليه وسلم قال كيف بك اذا ابقيت في حثالة من الناس مرجت عهودهم واماناتهم واختلفوا فكانوا هكذا وشبك بين اصابعه قال فيم تأمرني قال عليك بما تعرف ودع ما تنكر وعليك بخاصة نفسك واياك وعوامهم وفي رواية الزم بيتك واملك عليك لسانك وخذ ما تعرف

اس آیت کا مطلب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا (یہ مطلب نہیں ہے کہ امر معروف و نہی منکر نہ کرو) بلکہ امر معروف اور نہی منکر کرتے رہو یہاں تک کہ جب تم دیکھو کہ بخل پسندیدہ ہوا اور خواہش نفسانی کی پیروی ہونے لگی اور دنیا کو دین پر ترجیح دی جاتی ہے اور ہر اہل الرائے اپنی رائے کو پسند کرنے لگا اور تم کسی امر کو دیکھو کہ تم کو اس سے چارہ نہیں تو (اس حالت میں) اپنے نفس کی ہدایت لازم پکڑو اور عوام کو (ان کے حال پر) چھوڑ دو کیونکہ تمہارے آگے صبر (کرنے) کے دن (آنے والے) ہیں جس نے ان دنوں میں صبر کیا[1] تو گویا اس نے آگ کی چنگاری کو (اپنے ہاتھ میں) لے لیا۔ ان دنوں میں (شریعت کے احکام پر) عمل کرنے والے کو پچاس آدمیوں کے عمل کا ثواب ملیگا صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ اس وقت کے پچاس (آدمیوں) کا ثواب ملیگا۔ آپ نے فرمایا (نہیں بلکہ) تمہارے زمانے کے پچاس آدمیوں کا۔ اور ترمذی نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہارا کیا حال ہوگا جب کہ تم ناکارہ لوگوں کے درمیان میں رہ جاؤگے جن کے عہد و (پیمان) اور جن کی امانتیں برباد ہوگئی ہوں گی اور وہ (باہم) مختلف ہوں گے اور اس طرح ایک دوسرے سے لڑیں گے (یہ کہکر) آپ نے اپنی انگلیاں ایک دوسرے میں داخل کیں۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے عرض کیا۔ پھر آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ مشروع باتوں کو اپنے اوپر لازم کرلو اور غیر مشروع کو چھوڑ دو اور تم خاص اپنے ہی نفس کا خیال رکھو اور عوام کو چھوڑ دو۔ اور ایک روایت میں ہے کہ (اس وقت) تم اپنے گھر میں بیٹھو اور اپنی زبان روکے رکھو اور جس بات کو اچھا جانو اسے اختیار کرو۔

[1] یعنی جس صبر کیا ...

ودع ما تنكر وعليك بأمر خاصة نفسك ودع أمر العامة.

نہم چوں قریش بر ملک مخالف کنند حصہ از ئے نباید گرفت

أخرج أبو داود من حديث ذي الزوائد صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول سمعت رسول الله في حجة الوداع أمر الناس ونهاهم ثم قال هل بلغت قالوا اللهم نعم ثم قال إذا تجاحفت قريش الملك فيما بينها وعاد العطاء أو كان رشا فدعوه.

دہم صحبت خلفاء در زمان اول سعادتے عظیم بود ودر عہد فتنہ احتراز از صحبت ملوک لازم است

المشكوة عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إنه تصيب أمتي في آخر الزمان من سلطانهم شدائد لا ينجو منه إلا رجل عرف دين الله فجاهد عليه بلسانه ويده وقلبه فذلك الذي سبقت له السوابق ورجل عرف دين الله فصدق به ورجل عرف دين الله فسكت عليه

اور جسے برا سمجھو اسے چھوڑ دو اور خاص اپنی ہی نفس کا خیال رکھو عوام کو چھوڑ دو۔

نواں (حکم) جب قریش ملک (و سلطنت) پر آپس میں لڑیں تو اس وقت مال غنیمت سے حصہ نہ لینا چاہیے۔ ابوداؤد نے بروایت ذوالزوائد جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے لوگوں کو (نیک کاموں کا) حکم کیا اور (برے کاموں سے) منع کیا پھر فرمایا کیا میں نے (تم کو خدا کے احکام) پہنچا دیئے سب نے جواب دیکر ارشاد کیا ہاں (آپ نے پہنچا دیئے) پھر آپ نے فرمایا جب قریش ملک پر باہم ایک دوسرے سے جنگ و جدال شروع کر دیں اور عطاء یعنی حصہ مال غنیمت یا وظیفہ از خود) ملے یا بذریعہ رشوت کے ملے تو اس کو تم نہ لو۔

دسواں (حکم) اول زمانہ میں خلفاء کی صحبت ایک بڑی سعادت تھی اور فتنہ کے زمانہ میں بادشاہوں کی صحبت سے پرہیز کرنا لازم ہے۔ مشکوٰۃ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آخر زمانہ میں میری امت کو ان کے بادشاہوں (کے ہاتھوں) سے (بہت کچھ) تکلیفیں پہنچیں گی ان سے وہی شخص نجات پائے گا جس نے خدا کے دین کو پہچان لیا پھر دین کے لئے اپنی زبان سے اور اپنے ہاتھ سے اور اپنے دل سے جہاد کیا ایسی ہی وہ شخص ہے جو نیکیوں میں سابق القدم ہے اور وہ شخص نجات پائے گا جس نے اللہ کے دین کو پہچان لیا اور اس کی بھلائی بیان کی (یعنی زبان سے امر معروف و نہی منکر کرتا رہا) اور وہ شخص (بھی) نجات پائے گا، جس نے اللہ کا دین پہچانا اور پھر سکوت

فان رأی من یعمل الخیر احبه علیه وان رأی من یعمل بباطل ابغضه علیه فذلك ینجو علی ابطانه کله.

یازدہم امضائے قول خلیفہ در زمان سابق حجت بود و در ایام فتنہ این معنی منقطع شد. أخرج مسلم عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما من نبی بعثه الله فی امته قبلی الا کان له من امته حواریون واصحاب یأخذون بسنته ویقتدون بأمره ثم انها تخلف من بعدهم خلوف یقولون ما لا یفعلون ویفعلون ما لا یؤمرون فمن جاهدهم بیده فهو مؤمن ومن جاهدهم بلسانه فهو مؤمن ومن جاهدهم بقلبه فهو مؤمن ولیس وراء ذلك من الایمان حبة خردل. وفی المشکوة عن ابن مسعود قال من کان مستنا فلیستن بمن قد مات فان الحی لا تؤمن علیه الفتنة اولئک اصحاب محمد صلی الله علیه وسلم کانوا افضل هذه الامة ابرها قلوبا واعمقها علما واقلها تکلفا

(یعنے امر معروف و نہی منکر زبان سے نہ کیا لیکن) اگر کسی کو دیکھا کہ عمل خیر کرتا ہے تو اس نے اس کو دوست رکھا اور کسی کو عمل باطل کرتے دیکھا (جی سے) برا جانا تو یہ شخص باوجود (امر معروف و نہی منکر کے) پوشیدہ رکھنے سے نجات پائے گا۔

گیارھواں (حکم) پہلے زمانہ میں خلیفہ کے قول پر عمل کرنا (شرعی) دلیل تھا اور فتنہ کے زمانہ میں یہ بات نہ رہی (یعنے قول خلیفہ دلیل شرعی نہ رہا) (امام) مسلمؒ نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کیا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے پہلے اللہ نے کوئی نبی اس کی امت میں ایسا نہیں بھیجا جس کے لئے اس امت میں سے حواری اور اصحاب نہ ہوں اور وہ اس کی سنت پر عمل نہ کرتے ہوں اور اس نبی کے حکم کی اقتدا نہ کرتے ہوں پھر ان کے بعد ایسے لوگ پیدا ہوئے کہ جو (دوسروں سے) کہتے ہیں وہ خود نہیں کرتے اور ایسے کام کرتے ہیں جن کا حکم (شریعت سے) ان کو نہیں دیا گیا ان لوگوں کے ساتھ جو شخص اپنے ہاتھ سے جہاد کرے وہ مؤمن ہے اور جو ان کے ساتھ اپنی زبان سے جہاد کرے وہ (بھی) مومن ہے اور جو ان کے ساتھ اپنے دل سے جہاد کرے وہ (بھی) مومن ہے اور اس (درجہ) کے بعد (کچھ بھی نہیں) رائی کے برابر بھی ایمان نہیں ہے۔ مشکوۃ میں حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے وہ کہتے تھے جو شخص سنت پر عمل کرنا چاہے تو وہ ان (اصحاب نبی) کے طریقہ پر چلے جو دنیا سے جا چکے کیونکہ جو لوگ زندہ ہیں ان کے فتنہ سے محفوظ رہنے کا اطمینان نہیں ہے یہ لوگ (جو دنیا سے جا چکے حقیقی طور پر) محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تھے اس امت میں سب سے افضل تھے اور سب سے زیادہ نیک دل تھے اور ان کا علم سب سے وسیع تھا اور ان میں تکلف بہت کم تھا

اختارهم الله لصحبة نبيه ولاقامة دينه، فاعرفوا لهم فضلهم، واتبعوهم وتمسكوا بما استطعتم من اخلاقهم وسيرهم فانهم كانوا على الهدى المستقيم. رواه رزين. اخرج ابن ماجة عن العرباض بن سارية يقول قام فينا رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم فوعظنا موعظة بليغة وجلت منها القلوب وذرفت منها العيون فقيل يا رسول الله وعظتنا موعظة مودع فاعهد الينا بعهد فقال عليكم بتقوى الله والسمع والطاعة وان عبدا حبشيا وسترون من بعدي اختلافا شديدا فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عضوا عليها بالنواجذ واياكم والامور المحدثات فان كل بدعة ضلالة. اخرج الدارمي عن الاعمش قال قال عبد الله ايها الناس انكم ستحدثون ويحدث لكم فاذا رأيتم محدثة فعليكم بالامر الاول واخرج الدارمي عن سفيان عن واصل عن امرأة يقال لها عائذة قالت رأيت ابن مسعود يوصي الرجال والنساء يقول من ادرك منكم من امرأة او رجل

اللہ نے اُن کو اپنے نبی (صلے اللہ علیہ وسلم) کی صحبت کے لئے اور اُن کے دین کے قائم کرنے کے لئے منتخب فرمایا تھا لہٰذا تم لوگ اُن کی فضیلت کو پہچان لو اور اُن کی پیروی کرو اور تا امکان خود اُن کے اخلاق اور عادات سے تمسک کرو کیونکہ یہ لوگ راہ مستقیم پر تھے۔ اس حدیث کو رزین نے روایت کیا ہے۔ ابن ماجہ نے عرباض بن ساریہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ ایک دن ہم لوگوں میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (خطبہ پڑھنے) کھڑے ہوئے اور ہم کو بڑی نصیحت کی کہ جس سے ہمارے دل ڈر گئے اور ہماری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے ہم کو رخصت ہونے والے کی سی نصیحت فرمائی ہے اب آپ ہم کو کچھ حکم بھی دیجئے۔ آپ نے فرمایا اے لوگو اللہ سے ڈرنے کو اور (اپنے حاکم کا حکم) سننے اور اطاعت کرنے کو اپنے اوپر لازم سمجھو اگرچہ وہ حبشی غلام ہو۔ اور عنقریب تم میرے بعد سخت اختلاف دیکھو گے پس تم میری سنت کو اور میرے خلفاء راشدین ہدایت یافتہ کی سنت کو اپنے ذمہ لازم سمجھنا اور اُس کو دانتوں سے پکڑنا اور نئی باتوں سے دور رہنا کیونکہ (ہر نئی بات بدعت ہے اور) ہر بدعت گمراہی ہے۔ اور دارمی نے اعمش سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ (حضرت) عبد اللہ ابن مسعودؓ نے فرمایا۔ تم لوگ نئی نئی باتیں نکالو گے اور تم کو نئی نئی باتیں پیش آئیں گی پس جب تم نئی بات دیکھنا تو پرانے طریقہ کو اپنے اوپر لازم سمجھنا۔ اور دارمی نے سفیان سے انھوں نے واصل سے انھوں نے ایک عورت سے جس کا نام عائذہ تھا روایت کی ہے وہ کہتی تھیں کہ میں نے حضرت ابن مسعودؓ کو دیکھا وہ (اُس وقت) مردوں کو اور عورتوں کو نصیحت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ جو کوئی تم مردوں یا عورتوں میں سے (نئی نئی باتیں) پاوے

فالسمت الاوّل والسمت الاوّل فاناعلی الطریقۃ ومعلوم است کہ وفات عبداللہ بن مسعودؓ در آخر ایام خلافت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ واقع شد۔

دوازدہم در حالت اولے خدائے تعالیٰ فرمودہ است سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ و در حالت ثانیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منع نمودند از قتال و امر مؤکد فرمودند بقعود باید دید چہ قدر فرق است درانکہ دعوت خلیفہ سبب وجوب امتثال امر گردد و تحریم تخلف و آنکہ واجب باشد قعود و حرام باشد خوض در نصرت۔

سیزدہم تضاعف اجور آنکہ درین زمان متمسک بسنت باشند اخرج الترمذی عن بلال بن الحارث قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احیٰی سنۃ من سنتی قد امیتت بعدی فان لہ من الاجر مثل اجور من عمل بہا من غیر ان ینقص من اجورہم شیئا ومن ابتدع بدعۃ ضلالۃ

پہلی روش (اختیار کرے) اور پہلی روش اختیار کرے وہ بھی ہم تو فطرت (اسلام) پر ہیں (اور یہ معلوم ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ کی وفات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آخر عہد خلافت میں واقع ہوئی ہے)

بارھواں (حکم) فتنہ سے پہلے جہاد شارع کو مطلوب تھا چنانچہ (اسی) پہلی حالت کے متعلق اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ الآیۃ (ترجمہ: عنقریب تم بلائے جاؤ گے ایسے لوگوں (کی لڑائی) کی طرف کہ وہ سخت لڑائی والے ہوں گے تم ان سے لڑو گے یا وہ اسلام لائیں گے) اور دوسری حالت (یعنے زمانۂ فتنہ میں) جہاد ممنوع ہوگیا چنانچہ اس حالت) کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑائی سے منع کیا اور بہت تاکید کے ساتھ آپ نے گھر میں بیٹھ رہنے کا حکم دیا۔ اب دیکھنا چاہیے کہ (ان دونوں حالتوں میں) ایک یہ کہ خلیفہ (کا جنگ کے لئے لوگوں کو) بلانا اس کے تعمیل حکم کے واجب ہونے اور لڑائی سے بیٹھ رہنے کی حرمت کا سبب ہو دوسرے یہ کہ لڑائی سے بیٹھ رہنا واجب ہو اور (خلیفہ کی) مدد کرنا حرام ہو (دونوں حالتوں میں بڑا فرق ہے پہلی حالت خلفاء ثلاثہ کی تھی اور دوسری حالت حضرت علی مرتضےٰ کی)۔

تیرھواں (حکم) اس زمانہ (فتنہ وفساد) میں جو لوگ سنت (نبوی) کے عامل ہیں ان کو دو چند ثواب ملے۔ ترمذی نے بلال بن حارث سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری ایسی سنت کو جاری کیا جو میرے بعد متروک ہوگئی ہو تو جس قدر لوگ اس پر عمل کریں گے ان سب کا ثواب اسے ملیگا بدون اس کے کہ ان کے ثواب میں سے کچھ کم کر دیا جائے اور جس شخص نے کوئی بری بدعت نکالی

لم یرضہا اللہ ورسولہ کان علیہ مثل آثام من عمل بہا لا ینقص ذلک من اوزارہم شیئا واخرج الترمذی وابن ماجہ عن ابی ثعلبۃ الخشنی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فان وراء کم ایام الصبر فمن صبر فیہن کان کمن قبض علی الجمر للعامل فیہن اجر خمسین رجلا یعملون مثل عملہ قالوا یا رسول اللہ اجر خمسین منہم قال اجر خمسین منکم مختصرا واخرج البغوی عن معقل بن یسار ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال العبادۃ فی الہرج کہجرۃ الی۔

جس سے اللہ اور اس کا رسول خوش نہیں تو جس قدر لوگ اس بدعت پر عمل کریں گے ان سب کا گناہ اس شخص پر ہوگا بدون اس کے کہ ان کے گناہ سے کچھ کم کر لیا جائے۔ اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابو ثعلبہ خشنی سے، انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے آگے صبر کرنے کے دن (آنے والے) ہیں جو شخص ان میں صبر کریگا تو وہ ایسا ہوگا کہ جیسے کسی نے آگ کی چنگاری ہاتھ میں اٹھالی ان دنوں میں (ایک نیکی) کرنے والے کو ان پچاس آدمیوں کا سا ثواب ملے گا جنھوں نے اس نیکی کو کیا ہو۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا اسی زمانے کے پچاس نیکی کرنے والوں کا ثواب اس کو ملے گا۔ آپ نے فرمایا (اس زمانے کے نہیں) تمہارا زمانے کے پچاس (نیکی کرنے والوں کا ثواب اس کو ملیگا) یہ حدیث مختصر ہے۔

چہاردہم مرگ دراں ایام بہتر باشد از زندگانی عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان امراء کم خیارکم واغنیاءکم اسخیاءکم وامورکم شوریٰ بینکم فظہر الارض خیر لکم من بطنہا واذا کان امراءکم شرارکم واغنیاءکم بخلاءکم وامورکم الی نساءکم فبطن الارض خیر لکم من ظہرہا۔

چودھواں (حکم) اس (فتنے کے) زمانہ میں مرجانا زندہ رہنے سے بہتر ہوگا۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تک تمہارے بہترین اشخاص تمہارے سردار ہوتے رہیں اور تمہارے مالدار لوگ سخاوت کرتے رہیں اور تمہارے کام تمہارے درمیان مشورے سے ہوتے رہیں تو زمین کی پیٹھ تمہارے لئے اس کے پیٹ سے بہتر ہے اور جب تمہارے شریر لوگ تمہارے سردار ہو جائیں اور تمہارے مالدار لوگ بخل کرنے لگیں اور تمہارے کاموں کا اختیار تمہاری عورتوں کو دے دیا جائے تو (اس وقت) زمین کا پیٹ تمہارے لئے اس کی پیٹھ سے بہتر ہوگا۔

پانزدہم الجہاد کلمۃ حق نزد سلطان جابر افضل از جہاد باشد اخرج البغوی عن ابی امامۃ

پندرھواں (حکم) ظالم سلطان کے سامنے حق بات کہنا جہاد سے افضل ہے۔ بغوی نے ابو امامہ سے روایت کی ہے کہ

ان رجلا قال یا رسول اللہ ای الجهاد
افضل و رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یرمی الجمرۃ الاولیٰ فاعرض
عنہ ثم قال عند الجمرۃ الوسطیٰ
فاعرض عنہ فلما رمی جمرۃ العقبۃ
ووضع رجلہ فی الغرز قال این
السائل قال انا ذا یا رسول اللہ
قال افضل الجهاد من قال کلمۃ
حق عند سلطان جائر

باز وقائع عجیبہ واقع شد کہ بلسان
حال دلالت کردند بر آنکہ بعد ازیں فتنہ
برکاتِ ایامِ نبوت مختفی شدند

المشکوٰۃ عن ابی هریرۃ قال
اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم
بتمرات فقلت یا رسول اللہ
ادع اللہ فیهن بالبرکۃ فضمّهن
ثم دعا لی فیهن بالبرکۃ قال
خذهن فاجعلهن فی مزودک
کلما اردت ان تاخذ منہ شیئا
فادخل فیہ یدک فخذہ ولا
تنثرہ نثرا فقد حملت من
ذلک التمر کذا وکذا من وسق
فی سبیل اللہ فکنا نأکل منہ ونطعم
وکان لا یفارق حقوی حتی کان
یوم قتل عثمان فانہ انقطع

ایک شخص نے سوال کیا یا رسول اللہ! کون سا جہاد افضل ہے؟
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت جمرۂ اولیٰ کی رمی
فرما رہے تھے آپ نے اس سائل سے اعراض کیا۔ پھر اس نے
جمرۂ وسطیٰ کے پاس یہی سوال کیا۔ آپ نے پھر اس سے اعراض کیا۔
پھر جب آپ جمرۂ عقبہ کی رمی سے فارغ ہوئے اور آپ نے اپنا
پائے مبارک (اونٹ کے) پالان میں رکھا (اور اونٹ پر سوار ہو
گئے) تو آپ نے فرمایا سائل کہاں ہے؟ اس نے عرض کیا
یا رسول اللہ! میں یہ (کھڑا) ہوں۔ آپ نے فرمایا افضل جہاد
یہ ہے کہ حق بات ظالم بادشاہ کے سامنے کہدے (یہ احکام تو)
تھے جو احادیث میں زمانۂ فتنہ کے متعلق وارد ہوئے ہیں۔

پھر اس کے بعد کچھ واقعات عجیبہ پیش آئے جو زبانِ
حال سے اس امر پر دلالت کرتے تھے کہ اس فتنہ کے برپا ہوتے ہی زمانۂ
نبوت کی برکتیں چھپ گئیں۔ مشکوٰۃ میں حضرت ابوہریرہؓ سے
روایت ہے وہ کہتے تھے کہ (ایک مرتبہ) میں نبی صلے اللہ علیہ
وسلم کی خدمت میں کچھ کھجوریں لایا اور عرض کیا یا رسول اللہ
آپ ان میں برکت کے واسطے خدا سے دعا کیجیے۔ آپ نے انکو
یکجا کیا پھر میرے لئے ان میں برکت کی دعا فرمائی اور مجھ سے
فرمایا کہ ان کو لے لو اور اپنے توشہ دان میں رکھو جب ان میں
سے کچھ کھجوریں لینا ہوں تو توشہ دان میں اپنا ہاتھ ڈال کر
نکال لیا کرنا اور ان سب کو بکھیر نہ دینا (توشہ دان سے) نکال لینا
(حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ) میں نے ان کھجوروں میں سے اتنے
اتنے وسق راہِ خدا میں (صدقہ) دیئے اور خود اس میں سے
کھائیں اور دوستوں کو کھلائیں اور وہ توشہ دان (کسی وقت
حضر و سفر میں) میری کمر سے جدا نہ ہوتا تھا یہاں تک کہ حضرت عثمانؓ
کی شہادت کا دن آیا تو وہ توشہ دان (کہیں) کٹ (کر گر) گیا

وقد قال ابو هريرة في ذلك يوم قتل عثمانؓ
للناس همّ ولي اليوم همّان
فقد الجراب وقتل الشيخ عثمان

أخرج البخاري عن نافع عن ابن عمر قال اتخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم خاتمًا من ورق وكان في يده ثم كان بعد في يد ابي بكر ثم كان بعد في يد عمر ثم كان بعد في يد عثمان حتى وقع بعد في بئر اريس نقشه محمد رسول اللهؐ

وأخرج البخاري عن انس رضي الله عنه قال كان خاتم النبي صلى الله عليه وسلم في يده وفي يد ابي بكر بعده وفي يد عمر بعد ابي بكر قال فلما كان عثمان جلس على بئر اريس فأخرج الخاتم فجعل يعبث به فسقط قال فاختلفنا ثلاثة ايام مع عثمان فننزح البئر فلم نجده

وأخرج ابو عمر قال قام عامر بن ربيعة يصلي من الليل حين نشب الناس في الطعن على عثمان فصلى من الليل ثم نام فأتي في المنام فقيل له قم فاسأل الله

اسی کے متعلق بروز شہادت حضرت عثمانؓ حضرت ابوہریرہؓ نے (یہ شعر) کہا تھا سو سب لوگوں کو ایک غم ہے مگر مجھے دو غم ہیں وہ ایک غم توشہ دان کا دوسرا (غم) شیخ یعنی حضرت عثمانؓ کا۔ اور (امام) بخاریؒ نے نافعؒ سے انھوں نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی ایک مُہر بنوائی تھی وہ آپ کے ہاتھ میں رہتی تھی پھر آپ کے بعد حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ میں رہی پھر ان کے بعد حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں رہی پھر ان کے بعد حضرت عثمانؓ کے ہاتھ میں رہی یہاں تک کہ وہ (حضرت عثمانؓ کے ہاتھ) سے چاہ اریس میں گر گئی۔ اس پر محمد رسول اللہ کندہ تھا۔ اور (امام) بخاریؒ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مُہر[1] آپ کے ہاتھ میں رہتی تھی اور آپ کے بعد حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ میں رہی اور حضرت ابوبکرؓ کے بعد حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں رہی پھر حضرت عثمانؓ خلیفہ ہوئے (ان کے ہاتھ میں رہی) پھر ایک بار وہ چاہ اریس پر بیٹھے تھے اور مُہر کو اتار کر ہاتھ میں لئے ہوئے تھے اور وہ مُہر ہاتھ سے چھوٹی اور کنوئیں میں گر پڑی پھر ہم لوگ تین دن تک حضرت عثمانؓ کے ساتھ اس کنوئیں پہ گئے (اور صبح سے شام تک اس کا پانی نکلوانے میں مشغول رہے) کنوئیں کا سارا پانی نکلوایا مگر وہ مُہر نہ پائی۔ (ابو عمر کہتے ہیں کہ جس زمانہ میں لوگ حضرت عثمانؓ پر طعن اور تشنیع کرنے لگے تھے تو ایک شب کو عامر بن ربیعہ نے (تہجد کی) نماز پڑھی پھر سو گئے تو خواب میں دیکھا کہ کوئی ان سے کہہ رہا ہے اُٹھو اور اللہ سے دعا مانگو

[1] رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مُہر اقدس گول تھی اور اس میں تین سطریں تھیں پہلی سطر میں اللہ کندہ تھا دوسری سطر میں رسول تیسری سطر میں محمد۔ یہ مُہر مبارک نیچے سے پڑھی جاتی تھی۔

ان يعيذه من الفتنة التي عاذ منها صالحو عباده فقام فصلى ودعا ثم اشتكى ثم لم يخرج بعد الا يحمل فيه اخرج ابو يعلى من اقوال السيد المجتبى الحسن بن علي رضي الله عنهما انه قام خطيبا فقال ايها الناس رأيت البارحة في منامي عجبا رأيت الرب تعالى فوق عرشه فجاء رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى قام عند قائمة من قوائم العرش فجاء ابو بكر فوضع يده على منكب رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم جاء عمر فوضع يده على منكب ابي بكر ثم جاء عثمان فكان بيده رأسه فقال رب سل عبادك فيم قتلوني فانبعث من السماء ميزابان من دم في الارض قال فقيل لعلي الا ترى ما يحدث به الحسن قال يحدث بما رأى اخرج ابو عمر عن سعيد ابن المسيب ان زيد بن خارجة توفي زمن عثمان بن عفان فسجي بثوب ثم انهم سمعوا جلجلة في صدره ثم تكلم فقال احمد احمد في الكتاب الاول صدق صدق ابو بكر الصديق الضعيف في نفسه القوي في امر الله في الكتاب الاول صدق صدق عمر بن الخطاب القوي الامين في الكتاب الاول صدق صدق عثمان بن عفان على منهاجهم

کہ تم کو اس فتنہ سے پناہ دے جس سے تونے اپنے نیک بندوں کو پناہ دی۔ عامر یہ خواب دیکھ کر اٹھے اور نماز پڑھ کر دعا مانگی پھر وہ (اسی وقت سے) بیمار پڑے اور ان کا جنازہ ہی نکلا۔ ابو یعلیٰ نے منجملہ اقوال سید مجتبیٰ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے نقل کیا ہے کہ حضرت حسنؓ خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے تو اس میں فرمایا اے لوگو! میں نے رات کو ایک عجیب خواب دیکھا۔ میں نے خداوند تعالیٰ کو عرش کے اوپر دیکھا۔ پھر دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور عرش کے پایہ کے پاس کھڑے ہو گئے پھر حضرت ابوبکرؓ تشریف لائے اور اپنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ پر رکھ کر کھڑے ہوئے پھر حضرت عمرؓ تشریف لائے اور اپنا ہاتھ حضرت ابوبکرؓ کے شانہ پر رکھ کر کھڑے ہوئے پھر حضرت عثمانؓ تشریف لائے اور ان کا سر ان کے ہاتھ پر رکھا تھا انھوں نے (بارگاہ الٰہی میں) عرض کیا (خداوندا) تو اپنے بندوں سے دریافت کر کہ انھوں نے مجھے کس گناہ میں قتل کیا۔ اس کے بعد (کیا دیکھتا ہوں کہ) آسمان سے دو پرنالے خون کے زمین میں گرنے لگے۔ راوی کا بیان ہے کہ کسی نے حضرت علیؓ سے کہا کہ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ حضرت حسنؓ کیا بیان کرتے ہیں انھوں نے جواب دیا جو انھوں نے دیکھا ہے وہی بیان کرتے ہیں۔ ابو عمر نے سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ حضرت زید بن خارجہ نے حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں وفات پائی اور ان پر ایک چادر ڈال دی گئی، پھر لوگوں نے ان کے سینے سے گھنگھرو کی جیسی آواز سنی اس کے بعد وہ بولے اور کہا۔ احمد احمد پہلی کتاب میں (مذکور) ہیں۔ سچ کہا سچ کہا۔ ابوبکر صدیقؓ جسم میں ضعیف ہیں اور خدا کے کام میں قوی ہیں۔ سچ کہا سچ کہا۔ عمر بن خطاب قوی امانت دار پہلی کتاب میں (مذکور) ہیں سچ کہا سچ کہا۔ عثمان بن عفانؓ ان کے طریقہ پر ہیں

مضت اربع وبقيت سنتان اتت الفتن واكل الشديد الضعيف وقامت الساعة وسياتيكم خبر بير اريس وما بير اريس ثم هلك رجل من بني خطمة فسجي بثوب فسمعوا جلجلة في صدره ثم تكلم فقال ان اخا بني الحارث بن الخزرج صدق صدق وتم قول سعيد بن المسيب قريبا في ذهاب الصالحين بسبب الفتن۔

باز احبار اہل کتاب باین مضمون خبر دادند اخرج الطبراني ان عمر بن الخطاب قال لكعب الاحبار كيف تجد نعتي في التوراة قال خليفة قرن من حديد امير شديد لا يخاف في الله لومة لائم ثم تكون من بعدك خليفة تقتله امة ظالمون ثم يقع البلاء بعده و في الرياض عن كعب قال والذي نفسي بيده ان في كتاب الله المنزل محمد صلى الله عليه وسلم ابوبكر الصديق عمر الفاروق عثمان الامين فالله الله يا معوية في امر هذه الامة ثم نادى الثانية ان في كتاب الله المنزل ثم اعاد الثالثة

چار (برس) گزر گئے اور دو باقی رہے۔ فتنے آ پہنچے اور قوی نے ضعیف کو کھا لیا اور قیامت قائم ہوئی اور عنقریب تمہارے پاس چاہ اریس کی خبر آئیگی اور کیا ہے چاہ اریس۔ پھر اُن کے بعد ایک اور شخص نے قبیلہ بنی خطمہ میں سے وفات پائی اور اُن پر ایک چادر ڈال دی گئی تو اُن کے سینے سے گھنٹے کی جیسی آواز سنی گئی پھر وہ بولے اور انھوں نے کہا۔ بنی حارث ابن خزرج کے بھائی (یعنے حضرت زید بن خارجہ) نے سچ کہا سچ کہا۔ {اور سعید بن مسیب کا یہ قول کہ نیک لوگ فتنہ میں (دنیا سے) کوچ کر جائیں گے قریب ہی گزر چکا ہے}۔

پھر علمائے اہل کتاب نے اسی مضمون (یعنے وقوع فتنہ) کی خبر دی۔ طبرانی نے روایت کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے کعب احبار سے فرمایا کہ تم میری صفت توریت میں کس طرح پاتے ہو؟ انھوں نے جواب دیا۔ (توریت میں آپ کا ذکر ان اوصاف کے ساتھ ہے) ایک خلیفہ ہوگا (مضبوطی میں) لوہے کا سینگ سردار ہوگا سخت (مضبوط) اللہ (کے کام) میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرے گا۔ پھر آپ کے بعد (جو) خلیفہ ہوگا (اس کے متعلق توریت میں ہے کہ) اس کو ایک گروہ ظالم قتل کرے گا پھر اس کے بعد بلا نازل ہوگی۔ اور ریاض (النضرۃ) میں کعب سے منقول ہے وہ کہتے تھے قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اللہ کی کتاب (یعنے توریت) میں (اس طرح) ہے محمد صلے اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیقؓ عمر فاروقؓ عثمان امینؓ (ان تین کے بعد کسی چوتھے کا نام نہیں ہے) پس اے معاویہ تم اس امت کی حکومت (کے بارے) میں اللہ سے ڈرو (اور اپنے لئے خلافت راشدہ کا دعوے نہ کرو) پھر کعب نے دوبارہ پکار کر کہا کہ اللہ کی اُتاری ہوئی کتاب میں ہے پھر تیسری بار بھی کہا

أخرج أبو عمر في الاستيعاب عن
عبد الله بن سلام قال لقد
فتح الناس على أنفسهم بقتل
عثمان باب فتنة لا يغلق
عليهم إلى قيام الساعة وأخرج
أبو بكر عن يوسف بن عبد الله
بن سلام عن أبيه قال لا تسلوا
سيوفكم فلئن سللتموها لا تغمد
إلى يوم القيامة أخرج أحمد
عن جرير في قصة بعث رسول
الله صلى الله عليه وسلم
إياه إلى اليمن حتى قال ثم لقيته
ذا عمرو فقال لي يا جرير إنكم
لن تزالوا بخير ما إذا هلك أمير
تأمرتم في آخر وإذا كانت بالسيف
غضبتم غضب الملوك ورضيتم
رضى الملوك.

از اصحاب آنحضرت رسول الله
صلى الله عليه وسلم خبر دادند بحکم
این قضیه و رقت نمودند أخرج
أبو بكر عن أبي سعيد مولى ابن مسعود
قال قال عبد الله والله لئن قتلوا
عثمان لا يصيبوا منه خلفا أخرج
البغوي قال أبو الدرداء إن الناس
كانوا ورقا لا شوك فيه فأصبحوا شوكا

ابوعمر نے استیعاب میں حضرت عبداللہ بن سلامؓ سے نقل کیا ہے
وہ کہتے تھے کہ بیشک لوگوں نے حضرت عثمانؓ کو شہید کرکے
اپنے اوپر فتنہ کا دروازہ کھول لیا جو اب قیامت تک اُن پر بند
نہ ہوگا۔ اور ابوبکر (ابن ابی شیبہ) نے یوسف بن عبداللہ بن
سلام سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ (وہ حضرت
عثمانؓ کے محاصرہ کے وقت کہتے تھے (اے لوگو!) اپنی تلواریں
(میان سے) نہ نکالو کیونکہ اگر تم تلواریں نکال لوگے تو یاد رکھو
کہ پھر وہ قیامت تک میان میں نہ جائیں گی۔ (امام) احمدؒ
نے جریر سے اُس قصہ میں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے اُن کو یمن کی طرف بھیجا تھا نقل کیا ہے وہ اوپر کا قصہ
بیان کرکے کہنے لگے کہ پھر میں ذو عمرو سے ملا تو انھوں نے
مجھ سے کہا اے جریر! تم لوگ ہمیشہ خیر و (فلاح) کے ساتھ
رہوگے اُس وقت تک کہ تم اپنے ایک سردار کے مرنے کے بعد
دوسرے کو (مشورہ اور انتخاب) سے سردار بنالیتے رہو اور جب یہ
حکومت تلوار کے زور سے ملنے لگے (مشورہ اور انتخاب پر نہ رہے)
تو تمہارا غصہ اور خوشی بادشاہوں کے غصے اور خوشی کے مثل
ہوجائے گا (پھر خیر نہ رہے گی)۔

پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ نے اس واقعہ
(شہادت حضرت عثمانؓ) کی ہیبت بیان کی اور اس پر افسوس
ظاہر کیا۔ ابوبکر (ابن ابی شیبہ) نے حضرت ابن مسعودؓ کے
مولے ابو سعید سے روایت کی ہے، وہ کہتے تھے حضرت عبداللہ
بن مسعودؓ نے فرمایا قسم خدا کی اگر لوگ حضرت عثمانؓ کو
شہید کردیں گے تو پھر ان کا مثل نہ پائیں گے۔ بغوی نے نقل
کیا ہے کہ ابوالدرداء کہتے تھے (فتنہ سے پہلے) لوگ مثل برگ بے خار
(گل) کے تھے جس میں کوئی کانٹا نہ ہو پھر (فتنہ کے بعد) وہ سراپا کانٹا

لا ورق فیہ۔ اخرج ابو عمر ان ثمامۃ ابن عدی امیر عثمان علی الصنعاء خطب یوم بلغ موت عثمان فاطال البکاء ثم قال ھذا حین انتزعت خلافۃ النبوۃ من امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وصارت ملکا وجبریۃ من غلب علی شیء اکل۔

سخن درمیان اختلاف زمان سابق ولاحق بطول انجامید و نزدیک آمد کہ رشتہ ترتیب از ہم گسستہ شود

سخن از حد خود بگذشت بس کن
نفس شد آتشین ضبط نفس کن

اکنون باصل مقصد عود کنیم بنقل متواتر کردہ شرعیات نقلے معتبر از آن یافتہ نمی شود ثبوت پیوستہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتنہ را کہ نزدیک مقتل حضرت عثمان پیدا شد ملیح اشارہ ساختہ اند و آن را بہ تفصیلے کہ زیادہ از آن در شرائع یافتہ نشود بیان فرمودہ اند و آن را حد فاصل نہادہ اند درمیان زمان خیر و زمان شر و گواہی دادہ اند کہ درین وقت خلافت علی منہاج النبوۃ منقطع شود ملک عضوض پدید آید و معنی لفظ عضوض دلالت می کند بر حروب و مقاتلات و جہیدن یکے بر دیگرے و منازعت یکے با دیگرے در ملک و لہٰذا در احادیث بسیار خلفائے ثلاثہ را در یک حکم جمع کردہ اند تا آنکہ ظن قوی بہم رسید کہ

جس میں (کوئی) ریب نہ ہو۔ ابو عمر نقل کرتے ہیں کہ ثمامہ بن عدی (کو جو) حضرت عثمانؓ کی جانب سے صنعاء کے حاکم تھے، جب حضرت عثمانؓ کی شہادت خبر پہنچی تو وہ خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور بہت روئے پھر کہا۔ یہ وہ وقت ہے کہ امت محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے خلافت نبوت نکال لی گئی اور سلطنت جبر و تعدی والی ہوگئی پھر جس چیز پر قابو پائے گا اسے کھا لے گا۔

زمانۂ سابق ولاحق کا اختلاف بیان کرنے میں بات کو بہت طویل ہوگیا اور قریب ہو کہ ترتیب (مضامین) کا سلسلہ ٹوٹ جائے ۔

سخن از حد خود بگذشت بس کن ۔ نفس شد آتشین ضبط نفس کن ۔ لہٰذا اب ہم اصل مقصد کی جانب رجوع کرتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ) نقل متواتر سے کہ جس سے زیادہ معتبر شرعیات میں کوئی نقل نہیں ہے۔ یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ جو فتنہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے قریب پیدا ہوا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی جانب اشارہ کیا اور ایسی (وضاحت) تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا جس سے زیادہ تفصیل دوسرے احکام شرعیہ میں نہیں پائی جاتی اور آپ نے حضرت عثمانؓ کی شہادت کو زمانۂ خیر اور زمانۂ شر کے درمیان میں حد فاصل قرار دیا ہے اور فرمایا کہ بعد شہادت حضرت عثمان کے خلافت بر طریق نبوت نہ رہے گی اور کاٹنے والی سلطنت ظاہر ہوگی۔ کاٹنے والی کے لفظ سے واقعات حرب وقتال کا پیش آنا اور ایک کا دوسرے پر حملہ کرنا اور سلطنت کے لئے ایک کا دوسرے کے ساتھ جھگڑنا بخوبی معلوم ہوتا ہے اور اسی وجہ سے (کہ پہلی خلافتیں بر طریق نبوت تھیں اور فتنہ سے محفوظ تھیں) اکثر احادیث میں خلفائے ثلاثہ کو ایک ہی حکم میں جمع کیا ہے یہاں تک کہ ظن قوی کے ساتھ معلوم ہوا کہ

هر سه بزرگ فی مرتبة من المراتب
متفق اند و غیر ایشان دران
مرتبه شریک ایشان نیست
و در بعض احادیث لفظے کہ
مشعر بانقطاع خلافت باشد
ارشاد فرمودند و در حدیث
تحرک جبل بروایت حضرت
عثمان و انس ذکر ہر سہ بزرگ
رفت و در قصہ حائط
بروایت ابو موسیٰ مذکور ہر سہ
فقط و در حدیث وزن با
امت بروایت جمعے ذکر ہر سہ
و در بعض الفاظ ثم رفع
المیزان و در رؤیاے ظُلّہ
ہمچنان و در حدیث ابن عمر
کنا نخیر الحدیث بیان
ہمیں سہ بزرگ بعد ازاں ابن
عمر گفتہ است ثم نسکت و در
رؤیاے نوط بعضهم ببعض ذکر
ہمیں ہر سہ و در رؤیائے دلو
دُلّی من السماء مذکور ہر سہ و در
مرتبہ چہارم انتشاط عروہ
ظاہر گردید و در قصہ سوال
بنی مصطلق بعد ذکر ہر سہ فتبا لکم
و در قصہ تاسیس مسجد

یہ تینوں بزرگوار کسی نہ کسی مرتبہ میں (یعنی خلافت کے برطریق
نبوت ہونے اور فتنہ سے محفوظ رہنے میں) باہم برابر ہیں اور
ان کے ساتھ اس مرتبہ میں ان کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور
(آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے) بعضے حدیثوں میں (صاف
صاف) ایسے الفاظ فرمائے جن سے (بعد شہادت حضرت
عثمانؓ) خلافت (برمنہاج نبوت) کا ختم ہوجانا مفہوم ہوتا
ہے (چنانچہ) اس حدیث میں پہاڑ کا حرکت کرنا بیان ہوا
ہے (جو) بروایت حضرت عثمانؓ اور انسؓ منقول ہے خلفاء
ثلثہ کا (ایک ساتھ) ذکر ہے اور باغ والے قصہ میں (جو) بروایت
ابو موسیٰ (اشعری) منقول ہے انہی تینؓ حضرات کا ذکر ہے
اور اس حدیث میں جس میں امت کے ساتھ وزن کیا جانا مذکور
ہے جو ایک جماعت صحابہؓ کی روایت سے (مروی ہے) یہی
تین حضرات مذکور ہیں۔ (اس حدیث کی) بعضے روایتوں میں
(صاف صاف یہ لفظ بھی) ہے پھر ترازو اٹھائی گئی۔ اور ابر
والے خواب میں بھی انہی تینوں کا ذکر ہے اور حضرت ابن عمرؓ کی
اس حدیث میں کہ ہم لوگ حضرت صدیقؓ کو سب سے بہتر سمجھتے
تھے تا آخر حدیث، انہی تین صاحبوں کا نام مذکور ہے۔ بعد ذکر
حدیث کے ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ پھر ان کے بعد ہم سکوت کرتے
تھے اور اس خواب میں جس میں ایک کا دوسرے کے دامن سے
لٹکنا بیان ہوا ہے انہی تینوں کا ذکر ہے۔ اور اس خواب میں کہ
جس میں کہ آسمان سے ڈول کا لٹکنا مذکور ہے یہی تینوں مذکور
ہیں اور (اس حدیث میں خلافت ختم ہوجانے کے صاف
صاف الفاظ بھی ہیں۔ چنانچہ مروی ہے کہ) چوتھے مرتبہ میں
عروہ کھل گئی اور قصہ سوال بنی مصطلق میں (بھی) ان تینوں
کے ذکر کے بعد مذکور ہے کہ پھر تمہاری ہلاکت ہو۔ اور مسجد کی بنیاد

ووقع اعتبار بلفظ حصر کہ ہم الخلفاء وارد شدہ ودر قصہ اشترائے قلائص بعد ذکر ہر سہ عزیز گفتہ شد فتلک ودر قصہ تسبیح حصے بر ہمین سہ کس اکتفا رفت ودر قصہ تدور رحی الاسلام زمانے معین گشت کہ بابلغ وجہ برین فتنہ دلالت نمودند بعدہ ازاں فرمودند فان یہلکوا فسبیل من ہلک وان یقم لہم دینہم یقم لہم سبعین عاما قال البغوی اراد بالدین الملک قال ابو سلیمان ویشبہ ان یکون اراد بہذا ملک بنی امیۃ وانتقالہ عنہم الی بنی العباس وکان ما بین ان استقر الملک لبنی امیۃ الی ان ظہرت الدعاۃ بخراسان وضعف امر بنی امیۃ ودخل الوہن فیہ نحوا من سبعین سنۃ ودر حدیث الخلافۃ بالمدینۃ والملک بالشام تعیین مکان واقع شد الی غیر ذلک مما لا یخفی

باقی ماند آں کہ در حدیث ابی بکرۃ ثقفی وارد شد الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ

قائم کرنے کے قصہ میں اور (اس کی بنیادوں میں) پتھر رکھنے کے بیان میں بطور حصر کے بیان کیا گیا کہ یہی (تینوں) خلیفہ ہیں، اور اونٹوں کے خریدنے کے قصہ میں ان تینوں کے ذکر کے بعد ہے کہ پھر تجھے ہلاکی ہو، اور کنکریوں کی تسبیح کے قصہ میں انہی تینؓ (خلفاء) پر اکتفاء کی گئی ہے، اور اسلام کی چکی چلنے کے قصہ میں (خاص) ایک زمانہ (خلافت کے لئے) مقرر کر دیا گیا جس نے پورے طور سے اس فتنہ پر دلالت کی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ کہ پھر اگر وہ ہلاک ہوئے تو اسی کی راہ پر گئے جو ہلاک ہوا، اور ان کے لئے دین قائم ہو گیا تو ستر برس قائم رہے گا بغوی کہتے ہیں میں خیال کرتا ہوں کہ دین سے مراد سلطنت ہے۔ اور ابو سلیمان کہتے ہیں کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس حدیث میں سلطنت کا بنی امیہ میں آنا اور پھر بنی امیہ سے بنی عباس میں آنا مراد ہو اور (قرینہ اس مراد کا یہ ہے کہ) بنی امیہ کی حکومت قرار پذیر ہونے سے اس زمانہ تک کہ مدعیان حکومت خراسان میں ظاہر ہوئے اور بنی امیہ کی حکومت ضعیف ہو گئی اور ان کی حکومت میں سستی آ گئی قریب قریب ستر برس کے (فاصلہ) ہے اور اس حدیث سے کہ خلافت مدینہ میں ہو گی اور حکومت شام میں (خلافت کے لئے) مقام مقرر کر دیا گیا۔ علاوہ ان روایات کے اور احادیث (اس مضمون کے متعلق) بیشمار ہیں۔

باقی رہا یہ کہ ابوبکرہ ثقفی کی حدیث میں ہے کہ (حضرتؐ نے فرمایا) خلافت میرے بعد تیس برس رہے گی (اس حدیث) سے معلوم ہوتا ہے کہ خلافت خاصہ حضرت عثمانؓ کی شہادت سے ختم نہیں ہوئی بلکہ حضرت مرتضیٰؓ کا زمانہ بھی اس میں داخل ہے کیونکہ ان کا زمانہ لئے بغیر تیس برس پورے نہیں ہوتے لہذا

حقیقت معنے آں نیز بباید دانست کہ
خلافت خاصہ منتظمہ مرکب ست
از دو وصف وصف اول وجود خلیفہ
خاص و وصف ثانی نفاذ تصرف
و اجتماع کلمہ مسلمین و انتظام
مجموع حاصل مے شود یعنے یکے
ازیں دو وصف و بنفی ہر دو معًا
و حکمت الٰہی مقتضے تدریج است
بین کل ضدین پس در حالت دولے
ایں مجموع مفقود شد بفقد
وصف اجتماع کلمہ مسلمین
و عدم انتظام ملک پس حضرت
مرتضےٰ بصفات کاملہ خلافت
خاصہ اتصاف داشتند و
خلافت ایشاں شرعًا منعقد
شد لیکن فرقت مسلمین پیدا
گشت و تصرف ایشاں در
اقطار ارض نفاذ نیافت
چنانکہ بادشاہے عادل مدرسے را در
مدرسہ نصب می فرماید و طلبۂ علم را امر کند
کہ جناب او استفادہ کنند لیکن
طلبۂ علم را اتفاقات بسیار کہ بعض آں

اس حدیث کے معنے کی تحقیق بھی سمجھ لو (اصل یہ ہے) کہ خلافت
خاصہ دو وصفوں سے مرکب ہے۔ پہلا وصف خلیفہ خاص کا موجود
ہونا۔ دوسرا وصف اس کے تصرف (یعنے احکام) کا جاری ہونا
اور سب مسلمانوں کا اس پر متفق ہو جانا تو اس مجموعہ کا انتفاء
دو وصفوں میں سے کسی ایک کی نفی سے بھی ہو سکتا ہے اور دونوں
کی نفی سے بھی مگر حکمت الٰہی چونکہ دو ضدوں کے درمیان میں
تدریج کو چاہتی ہے لہٰذا (خلفائے ثلثہ کے بعد) اوّل اوّل اس
مجموعہ (یعنے خلافت خاصہ) کا انتفاء صرف ایک وصف کی نفی
یعنے مسلمانوں کے باہمی اتفاق اور انتظام سلطنت کے ٹھیک
نہ رہنے سے ہوا۔ چنانچہ حضرت مرتضےٰ خلافت خاصہ کے اوصاف
سے موصوف تھے اور ان کی خلافت شرعًا منعقد بھی ہوئی (لہٰذا
خلافت خاصہ کا ایک جزو تو پایا گیا) لیکن (دوسرا جزو نہیں
پایا گیا یعنے) مسلمانوں میں باہم اختلاف پیدا ہو گیا اور
ان کا تصرف اطراف ملک میں نافذ نہ ہوا۔ (لیکن بوجہ اس
کے کہ خلافت خاصہ کا ایک وصف منتفی ہو چکا تھا احادیث
سابقہ کا یہ مضمون صحیح ہوا کہ خلافت خاصہ بعد حضرت عثمانؓ
کے نہ رہی اور بوجہ اس کے کہ خلافت خاصہ کا ایک وصف
باقی تھا اس حدیث کا یہ مضمون بھی صحیح ہوا کہ خلافت خاصہ
حضرت مرتضےٰ کے وقت تک باقی تھی (انہی دونوں وصفوں کے
مجموعہ کا نام خلافت خاصہ ہے) جیسے ایک بادشاہ عادل کسی
مدرسہ میں ایک مدرس کو مقرر کر دے اور طلبہ کو حکم دے کہ اس
مدرس سے پڑھیں لیکن طلبہ کو بوجہ چند اتفاقات کے جن میں سے کچھ

لہ یعنے حکمت الٰہی کا یہ مقتضا ہے کہ ایک ضد کے منقطع ہونے کے بعد دوسری ضد دفعۃً موجود نہ ہو جائے بلکہ پہلے کچھ درمیانی درجے موجود ہوں اس کے بعد ضد موجود ہو۔ لہٰذا خلافت خاصہ کاملہ کے بعد دفعۃً سلطنت جابرہ کا ظہور نہ ہوا بلکہ ایک ایسی چیز کا ظہور ہوا جو کہ خلافت خاصہ کا لاحق
و سلطنت جابرہ۔

باختیار ایشاں بود و بعض بغیر اختیار و جود منتظم
بالفعل صورت نگرفت دریں وقت ہر دو
استعمال صحیح باشد میتوان گفت دریں
مدرسہ مدرسی ہست اما مردم پیش وے
نے خوانند و جمع نے شوند و نیز میتوان
گفت کہ دریں مدرسہ مدرسے نیست
یعنی متصف بدرس بالفعل فیما
نحن فیہ ہم چناں خلیفۂ خاص
متصف باوصاف کاملہ موجود است
و خلافت او بالفعل نیست ثانیاً
مردم مجتمع شدند و فرقت از
میان برخاست لیکن خلیفہ باوصاف
معتبرہ در خلیفۂ خاص متصف نبود
ھُدْنَۃٌ عَلٰی دَخَنٍ ہمیں معنے دارد
و در فتنۂ ثانیہ نہ اتصاف باوصاف
خلافت خاصہ بود و نہ اجتماع مسلمین
مردم شدند و ندر رفتند و ہر یکے
دعوے خلافت نمود و جنود مجندہ
پیدا شدند دُعَاۃٌ عَلٰی اَبْوَابِ جَہَنَّمَ
حکایت ایں فرقہ است بعد ازاں
چوں عبد الملک تسلط یافت فرقت
از میان رفت و احکام خلافت جابرہ
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در چندیں
احادیث تشریح آں فرمودہ بودند بر
منصۂ ظہور آمد ایں مسئلہ

ان کے اختیاری تھے کچھ غیر اختیاری اُس مدرس سے کچھ
فائدہ حاصل نہ ہوا اس صورت میں دونوں استعمال صحیح ہیں (یعنے
یہ بھی) کہہ سکتے ہیں کہ اس مدرسہ میں مدرس ہے مگر لوگ
اس سے نہیں پڑھتے اور اس کے پاس جمع نہیں ہوتے اور یہ
بھی کہہ سکتے ہیں کہ مدرسہ میں کوئی مدرس نہیں ہے یعنے
(ایسا مدرس نہیں ہے جو) بالفعل درس دیتا ہو (علیٰ ہٰذا القیاس)
جس بحث میں ہم گفتگو کر رہے ہیں اس میں بھی یہ بات
حاصل ہے کہ خلیفہ خاص (یعنے حضرت مرتضےٰ) متصف باوصاف
کاملہ (خلافتِ خاصہ) موجود ہیں مگر اُن کی خلافت بالفعل
موجود نہیں۔ پھر دوسرے زمانے میں لوگوں نے اتفاق کر لیا
اور اُن کا باہمی اختلاف دفع ہو گیا لیکن اُس وقت (کے)
خلیفہ (یعنے حضرت معاویہؓ) اُن اوصاف کے ساتھ جو خلیفۂ خاص
میں معتبر ہیں متصف نہ تھے صلح تیرگی کے ساتھ (جو کہ اس
زمانہ کا وصف حدیث میں مذکور ہے اس) کے یہی معنے ہیں (پس)
اس تقریر سے دونوں حدیثوں کا تعارض دفع ہو گیا) اور فتنۂ ثانیہ
میں (خلافتِ خاصہ کے دونوں وصف جاتے رہے) یعنے (اس
زمانہ کے خلیفہ میں) نہ تو اوصاف خلافت خاصہ کے ساتھ متصف
ہونا پایا گیا نہ مسلمانوں کا (اس پر) اتفاق پایا گیا لوگ متفرق ہو کر
(اِدھر اُدھر) چل دیئے اور ہر ایک نے خلافت کا دعویٰ کیا اور (مسلمانوں
کے) متعدد لشکر پیدا ہو گئے۔ دوزخ کے دروازوں پر (کھڑے
ہو کر لوگوں کو) بلانے والے۔ اسی فرقہ کی شان میں (کہا گیا) ہے
اس کے بعد جب عبد الملک نے تسلط پایا اور مسلمانوں کا (باہمی)
اختلاف اٹھ گیا اور خلافتِ جابرہ کے احکام جس کی تشریح
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مختلف حدیثوں میں فرمائی تھی
ظاہر ہوئے یہ مسئلہ (یعنے ان دونوں حدیثوں میں تطبیق کی تقریر)

کسے را کہ جملۂ صالحہ از احادیث یاد دارد وسلیقۂ
تطبیق بعض بالبعض و فرود آوردن ہر چیز را
در محل آن داشتہ باشد، مقطوع است
و اگر شخصے سلیقۂ استنباط احکام از احادیث
متفرقہ نداشتہ باشد می باید کہ خود را
از دخول در معارک استنباط معذور
دارد و کسے کہ دانستہ را نادانستہ می نماید
و دیدہ را نادیدہ و شنیدہ را ناشنیدہ
بسبب داء خفی کہ یعرف الاقوال
بالرجال ولا یعرف الرجال
بالاقوال بحث با او نیست و خطاب
متوجہ باو نہ.

چوں ایں بحث تمام شد تنبیہاتے چند
بنویسیم و مقصد را براں ختم نمائیم۔

تنبیہ اوّل سبب حقیقی در تغیر احوال
عالم و اختلاف زمان سابق و لاحق
ارادۂ حضرت مبدأ است کہ ہر طبقہ
را بوصفے مخصوص ساختہ است و
در ہر زمانے حکمے جاری فرمودہ کہ
كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ در
ازل الآزال سلسلۂ کائنات در
عنایت اولے مبسوط ساختہ اند و
در ہر موضعے وصفے خاص و وضعے
معین نہادہ اند و آں را اصلاً
تغییر و تبدیل نتواند بود

ہم نے کی) اس شخص کے نزدیک قطعی ہے جس کو احادیث کا ایک
معتد بہ حصہ یاد ہو اور اُس کو تطبیق دینے کا سلیقہ (بھی حاصل)
ہو اور وہ ہر حدیث کو اُس کے موقع پر لا رکھتا ہو۔ اور اگر کوئی
شخص احادیث متفرقہ سے استنباط احکام کا سلیقہ نہ رکھتا ہو تو
اس کو چاہیے کہ معرکۂ استنباط میں داخل ہونے سے اپنے کو معذور
رکھے اور اگر کوئی شخص کسی خاص مرض کے سبب سے (موافق مثل
بالرجال کے، کہ بات (کی خوبی) کہنے والے کے عالی مرتبہ ہونے سے
معلوم کرتا ہے نہ یہ کہ کہنے والے (کی خوبی) کو بات (کی عمدگی)
سے سمجھے دانستہ کو نادانستہ اور دیدہ کو نادیدہ اور شنیدہ کو
ناشنیدہ بنا دے (یعنے جان بوجھ کر حق پوشی کرے) تو ہمارا خطاب
اُس شخص سے نہیں ہے۔

جب یہ بحث ختم ہو گیا تو اب ہم چند تنبیہات لکھتے ہیں
اور (فصل پنجم کے) مقصد اوّل کو ان پر ختم کرتے ہیں۔

پہلی تنبیہ (یہ جانتے ہو کر) دنیا کی حالتوں میں تغیر کا
(سبب) اور زمانۂ سابق و لاحق میں اختلاف کا باعث کیا
ہوتا ہے) **اصلی سبب** (اس کا) حضرت مبدأ یعنے حق تعالیٰ
کا ارادہ ہے کہ اُس نے (اپنے ارادہ کے موافق) ہر طبقہ کو ایک
صفت کے ساتھ مخصوص کر دیا ہے اور ہر زمانہ میں ایک جداگانہ
حکم جاری فرمایا ہے (یہی مطلب ہے اس آیت کا) کہ كُلَّ يَوْمٍ
هُوَ فِي شَأْنٍ۔ یعنے ہر روز وہ (ذات پاک) ایک نئے کام میں
ہے (تفصیل اس کی یہ ہے کہ کارکنان قضا و قدر نے) ازل الآزال
میں کائنات کے سلسلہ کو (مثل ایک فرش کے) (حق تعالیٰ کی)
عنایت اولیٰ (یعنے پہلی توجہ کے میدان) میں بچھا دیا ہے اور
(اس فرش کے) ہر مقام میں ایک خاص وضع اور ایک خاص صفت
قائم کر دی جس میں بالکل تغیر و تبدیل نہیں ہو سکتا (یہی مطلب ہے

مَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ وَمَا اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ۔

وتشریع عبارت ازاں است کہ ظلم در افراد بشر شائع شود بوجہے کہ انتظام عالم برہم خورد و اعمال سیئہ و اخلاق رذیلہ درمیان ایشان فاش گردد بنوعے کہ اگر بہمیں کیفیت از عالم انتقال کنند ہمہ معذب شوند الا ما شاء اللہ و غیر اللہ را عبادت نمایند تا آنکہ غیرت الٰہی بجوش شد و مدبر السمٰوات والارض رحمتے در حق ایشان ارادہ میفرماید و در قلب ازکے خلق اللہ و اعدل ایشاں داعیہ ارشاد و افاضہ و قوانینے ہمہ را سازد کہ موجب صلاح ایشاں گردد یا لجملہ حکم ایں عنایت موزع بر آجال غالب تر است بر حکم تشریع پس اگر اصلاح عالم خواہند بعث پیغامبرے یا نصب خلیفہ راشدے آں را موقوف میگذارند تا آں اجزائے زمان کہ مناسب بعث و نصب باشد لِکُلِّ اَجَلٍ کِتَابٌ و اگر عقوبت کفار خواہند ایں نیست کہ بغیر تراخی عقوبت کنند بلکہ انتظار اجل موعود نمایند ع قطعے بایست تا خوں خیر شدہ باز عقوبت گونا گون مے باشد بر قواعد عنایت موزعہ بآجال

اس آیت کا مَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ الآیۃ (ترجمہ:۔ نہیں بدلی جاتی بات میرے یہاں اور نہیں ہوں میں ظلم کرنے والا بندوں پر)۔

اور تشریع اس کو کہتے ہیں کہ افراد بشر میں باہم ایک دوسرے پر ظلم اس طرح شائع ہوجائے کہ انتظام عالم برہم ہوجائے اور برے اعمال اور رذیل عادتیں لوگوں میں اس طرح پھیل جائیں کہ اگر وہ اسی حالت پر دنیا سے چل بسیں تو سب مبتلائے عذاب ہوں سوا معدودے چند کے اور (لوگوں کی حالت یہاں تک پہنچ جائے کہ) غیر اللہ کی عبادت کرنے لگیں یہاں تک کہ غیرت الٰہی جوش میں آئے اور مدبر السمٰوات والارض ان کے حق میں مہربانی کا ارادہ فرمائے اور مخلوق الٰہی میں جو سب سے زیادہ پاکیزہ اور سب سے زیادہ معتدل (المزاج) ہو اس کے دل میں (لوگوں کی) ہدایت کرنے کا داعیہ پیدا کرے اور ایسے قواعد سکھائے جو ان کی صلاحیت کا سبب بنیں۔ المختصر اس عنایت کا اثر جو کہ ہر زمانے کے ساتھ جداگانہ تعلق رکھتی ہے تشریع کے اثر پر غالب ہے۔ چنانچہ اگر اصلاح عالم کی بذریعہ کسی پیغمبر کے بھیجنے یا کسی خلیفہ راشد کے مقرر کرنے کے منظور ہوتی ہے تو اس کو (کارپردازان قضا و قدر) اس زمانے تک موقوف رکھتے ہیں جو بعثت (پیغمبر) اور تقرر (خلیفہ راشد) کے مناسب ہو جیسا کہ ارشاد ہوا کہ لِکُلِّ اَجَلٍ کِتَابٌ (یعنی ہر زمانے کے لئے ایک نوشتہ ہے) اور اگر کافروں کو عذاب کرنا منظور ہوتا ہے تو بھی یہ نہیں ہوتا کہ (کارسازان قضا و قدر) فوراً عذاب کردیں بلکہ اسی وقت کا انتظار کرتے ہیں جو (عنایت الٰہیہ میں اس عذاب کے لئے) مقرر ہوچکا ہے ع قطعے بایست تا خوں شیر شدہ پھر عذاب بھی کئی قسم کا ہوتا ہے موافق ان قواعد کے جو اس عنایت نے مقرر کئے ہیں جس کا تعلق ہر زمانہ سے جداگانہ ہے۔

و چوں تشریع ضوابط خواہند کہ سبب میل باشد
در میان افراد بنی آدم نظر کنند بجبلت ایں قوم و
بمقتضائے مقدرات آں زمن پس اصلاح
ہیئت فاسدہ بوجہے فرمایند کہ از مقتضای عنایت
بیروں نہ رود تغیرات عالم و بعث انبیاء و
نصب خلفاء راشدین و تسلیط ملوک جابرہ
ہمہ نیرنگ ہماں عنایت است کہ منبسط است
بر اجزاء زمان و موزع است بر قرون و
طبقات تشریع ابدال آں حکمت نخواہد کرد و نہ
تحریم آں نظام آری چوں زمان بعثت آید تدبیر
الٰہی پیغمبر را جارحہ فیوض خواہد ساخت و
چوں نصب خلیفہ راشد رسید تدبیر الٰہی آں خلیفہ
را جارحہ خود در اتمام مواعید پیغامبر خواہد گردانید
و در ہر زمانے شریعتے کہ مصلحت آں زمان است
معین خواہد فرمود لہٰذا آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم بیان شریعت زمان خود فرمودند و
بعد ازاں حکم ایام فتن نیز ارشاد فرمودند و ایں
مسئلہ ایست بس دقیق اگر آنرا در دل بندہ انداختند
حل بسیاری از مشکلات خواہد شد و الا عقدہا
افتاد کہ حل آں بس مشکل گشت و وضع ترکیب
ظاہر تدبیر ایں تغیر بر آں دائر است فقد خلیفہ
راشد است نیز کہ خلیفہ را گرد جہلائے زمانہ و محق
تغیر و سبب آں و علاجے کہ بسبب آں تغیر رسوم و
اوضاع تواند شد و حمیہ کہ ترک آں موجب
چندیں مرض زمانہ خواہد بود تعلیم میفرمایند

(جس زمانہ میں قاعدہ عنایت جس قسم کے مذاہب کو چاہتا ہو اس
زمانہ میں اسی قسم کا مذہب ہوتا ہے) اور اگر کچھ ایسے قاعدوں کا
جاری کرنا منظور ہوتا ہے جو افراد بنی آدم کے درمیان میں الفت کا
سبب بنیں تو (یہی کارکنان قضا و قدر) اس قوم کی جبلت
پر اور اس زمانہ کے ان امور (عنایت اولیٰ میں) مقدر ہو چکے
ہیں ان پر نظر کرتے ہیں پھر (بنی آدم کی) بگڑی ہوئی حالت
کی اصلاح اسی طریقہ کے ساتھ کرتے ہیں جو مقتضائے عنایت
سے باہر نہ جائے (الغرض) دنیا کے تغیرات اور انبیاء کا بھیجنا
اور خلفائے راشدین کا مقرر کرنا اور ظالم بادشاہوں کا مسلط
کرنا سب اسی عنایت (اولیٰ) کا کرشمہ ہے جو ہر ہر زمانے کے
ساتھ متعلق ہے اور قرون و طبقات پر منقسم ہے۔ تشریع (عنایت
اولیٰ کی) اس حکمت کو بدل نہیں سکتی نہ اس کے انتظام کو توڑ
سکتی ہے۔ ہاں جب زمانہ بعثت کا آجائے گا تو تدبیر الٰہی پیغمبر
کو اپنے فیوض کا ذریعہ بنادے گی اور ہر زمانے میں جو طریقہ اس
کے مناسب ہوگا مقرر کردے گی اسی لئے آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے اپنے زمانہ کے طریقے کو بھی بیان فرمایا اور زمانہ
فتنہ کے حکم بھی ارشاد فرمادیئے۔ یہ مسئلہ بہت دقیق ہے اگر
(کارکنان قضا و قدر نے) یہ مسئلہ کسی بندہ کے دل میں ڈال دیا تو
وہ بہت سی مشکلات کو حل کرسکتا ہے ورنہ ایسی گرہیں پڑ جاتی ہیں
جن کا کھولنا سخت مشکل ہے۔ اور بظاہر نظر اس تغیر کی تدبیر جس
حالت کے (پیدا ہوجانے) پر موقوف ہے وہ یہ ہے کہ خلیفہ راشد
دنیا میں نہ ہے کیونکہ خلیفہ راشد کو زمانہ کی گردشیں اور تغیر کے
مخفی اور اس کا سبب اور اس کا علاج کہ جس کے سبب سے رسوم
و اوضاع (حالات) بدل سکتے ہیں اور پرہیز کہ جس کے ترک سے
اس قدر امراض زمانہ (پیدا) ہوتے ہیں (منجانب اللہ) تعلیم فرمادیتے ہیں

فتنہ مال گویند و جنس ثانی را بہوا تسمیہ نمایند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در بسیارے از احادیث ازاں دو جنس خبر دادند اخرج ابن ماجة عن انس بن مالك قال قيل يا رسول الله متى نترك الامر بالمعروف والنهي عن المنكر قال اذا ظهر فيكم ما ظهر في الامم قبلكم قلنا يا رسول الله وما ظهر في الامم قبلنا قال الملك في صغاركم والفاحشة في كباركم والعلم في رذالتكم قال زيد تفسير معنى قول النبي صلى الله عليه وسلم والعلم في الفساق واخرج الدارمي عن حيّة بنت ابى حيّة عن ابى بكر الصديق في قصة طويلة قالت فذكرت غزوة خثعم وغزوة بعضنا بعضا في الجاهلية وما جاء الله به من الالفة واطناب الفساطيط فقلت يا عبد الله حتى ترى امر الناس هذا قال ما استقامت الائمة قلت ما الائمة قال ما رأيت السيد يكون في الحواء فيتبعونه ويطيعونه

فتنۂ مال کہتے ہیں اور جنس ثانی (یعنے خود رائی اور خود پرستی کا پیدا ہونا اس) کو (فتنہ) ہوا کہتے ہیں، آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اکثر حدیثوں میں ان دونوں قسم (کی حالتوں) کی خبر دی ہے (چنانچہ) ابن ماجہ نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ کسی شخص نے (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے) سوال کیا کہ یا رسول اللہ! ہم کس حالت میں امر معروف اور نہی منکر ترک کریں۔ آپ نے فرمایا۔ جب تمہارے اندر وہ بات ظاہر ہو جو تم سے پہلے دوسری امتوں میں ظاہر ہوئی تھی۔ ہم نے عرض کیا کہ ہم سے پہلے دوسری امتوں میں کیا ظاہر ہوا تھا؟ آپ نے فرمایا۔ تمہارے ذلیل لوگوں میں حکومت۔ اور تمہارے بڑوں میں گناہ اور تمہارے کمینے لوگوں میں علم۔ زید نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اس قول (یعنے تمہارے کمینے لوگوں میں علم) کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ فاسق لوگوں میں علم ظاہر ہو۔ اور دارمی نے حیہ بنت ابی حیہ سے انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ایک طویل قصہ میں روایت کی ہے وہ (دیگر حالات بیان کرنے کے بعد) کہتی تھیں کہ پھر میں نے غزوۂ خثعم کو اور ان لڑائیوں کو جو ہمارے درمیان زمانۂ جاہلیت میں ہوا کرتی تھیں ذکر کیا اور (اسلام کی وجہ سے) ہمارے اندر جو باہمی الفت اللہ تعالے نے پیدا کر دی اور ہم کو اسلام میں فراخی عطا فرمائی (اس کا بھی ذکر کیا) پھر میں نے پوچھا اے عبداللہ لوگوں میں یہ کیفیت (الفت و محبت کی) آپ کے نزدیک کب تک رہیگی۔ انہوں نے جواب دیا جب تک (مسلمانوں کے) سردار سیدھی راہ پر چلیں۔ میں نے پوچھا سردار کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا تم نے سرداروں کو نہیں دیکھا۔ سردار وہ ہیں جو اپنی خرگاہ میں رہتے ہیں اور لوگ ان کی پیروی اور ان کی اطاعت کرتے ہیں (پھر حضرت صدیقؓ نے فرمایا)

ثم استقم اولئک. وأخرج ابن ماجة عن عياض بن عبد الله انه سمع ابا سعيد الخدري يقول قام رسول الله صلى الله عليه وسلم خطب الناس فقال لا والله ما أخشى عليكم أيها الناس الا ما يخرج الله لكم من زهرة الدنيا فقال له رجل يا رسول الله أيأتي الخير بالشر فصمت رسول الله صلى الله عليه وسلم ساعة ثم قال كيف قلت قال قلت وهل يأتي الخير بالشر فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم إن الخير لا يأتي إلا بخير أوخير هو إن كل ما ينبت الربيع يقتل حبطا أو يلم إلا آكلة الخضر أكلت حتى إذا امتلأت خاصرتها استقبلت الشمس فثلطت وبالت ثم اجترت فعادت فأكلت فمن يأخذ مالا بحقه يبارك له ومن يأخذ مالا بغير حقه فمثله كمثل الذي يأكل ولا يشبع. وأخرج ابن ماجة عن عبد الله بن عمرو بن العاص عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال إذا فتحت عليكم خزائن فارس والروم أي قوم أنتم قال عبد الرحمن بن عوف

تو جب تک سروار سید گی راہ پر رہیں گے (یہی حالت رہیگی) اور ابن ماجہ نے عیاض بن عبد اللہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے ابو سعید خدری سے سُنا وہ کہتے تھے ایک بار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لوگوں میں خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے تو آپ نے یہ فرمایا کہ اے لوگو قسم خدا کی میں تمہارے حق میں دنیا کی اس تازگی سے جو تمہارے لئے اللہ ظاہر کرے گا ڈرتا ہوں۔ اس پر ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا خیر (بھی) شر کو پیدا کرتا ہے یہ سُنکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کچھ دیر سکوت کیا پھر آپ نے سائل سے فرمایا تم نے کیا کہا تھا؟ سائل نے کہا میں نے یہ عرض کیا تھا کہ کیا خیر (بھی) شر کو پیدا کرتا ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خیر تو خیر ہی کو پیدا کرتا ہے (اگرچہ کبھی اس کے برخلاف بھی ہو جاتا ہے دیکھو) جو سبز گھاس کہ فصل بہار اُگاتی ہے وہ (اپنے کھانے والے) کو مار ڈالتی ہے یا قریب مرنے کے پہنچا دیتی ہے مگر اس سبز گھاس کا کھانے والا وہ جانور کہ جس نے گھاس خوب کھائی یہاں تک کہ وہ شکم سیر ہو گیا اور آفتاب کی طرف منہ کرکے بیٹھ رہا پھر اس نے پاخانہ پیشاب کیا پھر جگالی کرتا رہا۔ پھر چراگاہ میں گیا پھر گھاس کھائی (تو یہ جانور زندہ رہا اور جس نے کھانے میں کثرت کی وہ مر گیا) اسی طرح جس شخص نے (تم میں سے) اس کے حق کے ساتھ مال لیا تو اس کو برکت دیجاتی ہے (اور ہضم بھی ہو جاتا ہے) اور جس نے ناحق طور سے مال لیا تو اس کی مثال اس شخص کی سی ہے کہ کھاتا ہے مگر اس کا پیٹ نہیں بھرتا۔ اور ابن ماجہ نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے نقل کیا ہے انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ آپ نے فرمایا جب تم فارس اور روم کے خزانے فتح کر لو گے تو اس وقت تم لوگ کیسے ہو جاؤ گے۔ عبد الرحمن بن عوف نے عرض کیا

فتهلككم كما اهلكتهم وفي المشكوة انه سيخرج في امتي اقوام تتجارى بهم تلك الاهواء كما يتجارى الكلب لصاحبه لا يبقى منه عرق ولا مفصل الا دخله۔

تنبیه دوم گمان مبر که در زمان شروع همه کس شریر بوده اند وعنایات الٰہی در تہذیب نفوس بیکار افتاده بلکہ اینجا اسرار عجیب است ؎

عیب می جمله بگفتی هنرش نیز بگو
نفی حکمت مکن از بهر دل عامی چند

در هر زمانه طائفه را مهبط انوار و برکات ساخته اند اخرج مسلم بروایة جماعة لا تزال طائفة من امتي قائمة بامر الله لا يضرهم من خذلهم او خالفهم حتى ياتي امر الله وهم ظاهرون على الناس اخرج ابن ماجة عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الاسلام بدأ غريبا وسيعود غريبا فطوبى للغرباء واخرج ابن ماجة عن انس بن مالك ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان الاسلام بدأ غريبا وسيعود غريبا فطوبى للغرباء

پھر تم کو دنیا ہلاک کر دے جیسا کہ انہیں ہلاک کر دیا اور مشکوٰۃ میں ہے کہ (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں) عنقریب میری امت میں (ان کے رگ ریشہ میں) یہ خواہش نفسانی اس طرح سما جائے گی جس طرح (باولے) کتے کے کاٹنے کا اثر جسے وہ کاٹے اس کے تمام جسم میں اس طرح سما جاتا ہے کہ کوئی رگ اور جوڑ ایسا نہیں رہتا کہ اس میں داخل نہ ہو۔

دوسری تنبیہ۔ گمان نہ کرنا چاہیے کہ بڑے زمانے میں سب لوگ بُرے تھے اور عنایات الٰہی (اس زمانے کے لوگوں کی) تہذیب نفوس میں بیکار ثابت ہوئیں (یہ بات نہیں ہو سکتی) بلکہ یہاں اسرار عجیب ہیں ؎

عیب می جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو نفی حکمت مکن از بہر دل عامی چند

ہر زمانہ میں (چند گانہی خدا کے) ایک گروہ کو مہبط انوار و برکات بنایا ہے۔ (امام) مسلمؒ نے بروایت ایک جماعت کے نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں ایک گروہ ہمیشہ خدا کے دین پر قائم رہے گا جو ان کو ذلیل کرنا چاہیگا یا ان کی مخالفت کا قصد کرے گا وہ ان کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکے گا یہاں تک کہ اللہ کا حکم (یعنے روز قیامت) آجائے گا اور وہ لوگوں پر غالب ہوں گے۔ ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک (یہ دین) اسلام غربت (یعنی بیکسی) کی حالت میں شروع ہوا ہے عنقریب پھر غریب (یعنی بیکس) ہو جائیگا۔ پس خوشخبری ہے غرباء (یعنے بیکسوں) کے لئے۔ اور ابن ماجہ نے حضرت انس ابن مالکؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک اسلام غربت کی حالت میں شروع ہوا ہے اور عنقریب پھر غریب ہو جائیگا پس خوشخبری ہے غرباء کے لئے

وأخرج ابن ماجة عن عبد الله
قال قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم ان الاسلام بدأ
غريبا وسيعود غريبا فطوبى للغرباء
قال قيل ومن الغرباء قال النزاع
من القبائل واخرج ابن ماجة عن
عمر بن الخطاب انه خرج يوما الى
مسجد رسول الله صلى الله عليه
وسلم فوجد معاذ بن جبل قاعدا
عند قبر النبي صلى الله عليه وسلم
يبكي فقال ما يبكيك قال يبكيني
شيء سمعته من رسول الله صلى
الله عليه وسلم سمعت رسول الله
صلى الله عليه وسلم يقول ان يسير
الرياء شرك وان من عادى لله
وليا فقد بارز الله بالمحاربة ان
الله يحب الابرار الاتقياء الاخفياء
الذين اذا غابوا لم يفتقدوا وان
حضروا لم يدعوا ولم يعرفوا
قلوبهم مصابيح الهدى يخرجون
من كل غبراء مظلمة وهرچند دریں
زمانه ایں مردم کمیاب اند اما بعضے
از وجوه بہتر اند از اشخاص
بسیارے از زمان سابق اخرج
الترمذی وابن ماجة

اور ابن ماجہ نے عبد اللہ ابن مسعود سے روایت کی ہے وہ
کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک اسلام
غربت کی حالت میں شروع ہوا ہے اور عنقریب پھر غریب ہو جائیگا
پس خوشخبری ہے غرباء کے لئے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے
تھے کسی نے سوال کیا غرباء کون ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ وہ لوگ
جو (اپنے) قبائل کو چھوڑے ہوئے (رسولؐ کی خدمت میں
بیٹھے) ہیں (یعنے مہاجرین) اور ابن ماجہ نے حضرت عمر بن خطاب
سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کی مسجد میں تشریف لے گئے تو وہاں حضرت معاذ بن
جبلؓ کو دیکھا کہ وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس بیٹھے
ہوئے رو رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے اُن سے پوچھا کہ تم کیوں روتے ہو
انھوں نے جواب دیا۔ میں نے ایک بات رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم سے سنی تھی اسے یاد کر کے رو رہا ہوں۔ میں نے رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ آپ فرماتے تھے کہ تھوڑا
ریا بھی شرک ہے اور جس نے اللہ کے کسی دوست سے عداوت
کی تو (گویا) وہ اللہ کے مقابلہ میں (لڑنے کو) نکلا۔ بیشک اللہ
تعالے (اپنے) نیک بندوں پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے اور
اُن کے یہ بندے ایسے مخفی ہوتے ہیں کہ اگر وہ (لوگوں سے)
غائب ہو جائیں تو کوئی اُن کو نہ ڈھونڈے اور اگر وہ کسی مجمع
میں آئیں تو اُن کو کوئی بھی نہ بلائے اور نہ اُن کو کوئی پہچان
سکے (کہ یہ کون ہیں اور کس مرتبہ کے ہیں) اُن کے دل چراغ
ہدایت ہیں وہ ہر زمین تیرہ و تاریک سے پیدا ہوتے ہیں (نور کمال
کے ساتھ ظہور کرتے ہیں) اگرچہ اس زمانہ (یعنے زمانۂ فتنہ) میں
ایسے لوگ (ازبس) کمیاب ہیں لیکن بعض اعتبارات سے زمانۂ
سابق کے بھی اکثر اشخاص سے بہتر ہیں۔ ترمذی وابن ماجہ

وغيرهما عن ابي ثعلبة الخشني
في حديث طويل آخره ان
فان وراءكم ايام الصبر
فمن صبر فيهن كان كمن
قبض على الجمر للعامل فيهن
اجر خمسين رجلا يعملون
مثل عمله قالوا يا رسول الله
اجر خمسين منهم قال
اجر خمسين منكم وفي
المشكوٰة عن حذيفة قال
سمعت رسول الله صلى الله
عليه وسلم يقول تعرض الفتن
على القلوب كالحصير عودا عودا
فاي قلب اشربها نكتت
فيه نكتة سوداء واي قلب
انكرها نكتت فيه نكتة
بيضاء حتى تصير على قلبين
ابيض مثل الصفا فلا تضره فتنة
ما دامت السموات والارض و
الآخر اسود مربادا كالكوز مجخيا
لا يعرف معروفا ولا ينكر منكرا
الا ما اشرب من هواه اخرجه مسلم
باز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم این
غریبان را کہ در ہر طبقہ اقل قلیل می
باشند تقسیم فرمودند بہ پنج طبقہ

ان کے سوا دوسروں نے ابو ثعلبہ خشنی سے ایک بڑی حدیث کے
(ذیل) میں روایت کیا ہے اس کے آخر میں ہے۔ تمہارے آگے
صبر کے دن ہیں تو جو شخص ان دنوں میں صبر کرے گا وہ مثل
اس شخص کے ہوگا جو آگ کی چنگاری (ہاتھ میں) اٹھالے۔
ان دنوں میں ایک شخص کو نیک عمل کا ثواب پچاس شخصوں
کے عمل کے برابر ملے گا جو کہ اس کا جیسا عمل کریں۔ صحابہؓ نے
پوچھا یا رسول اللہ کیا اس زمانہ کے پچاس شخصوں کے عمل
کے برابر ایک ثواب ملے گا آپ نے فرمایا (نہیں) تمہارے
زمانے کے پچاس شخصوں کے برابر۔ اور مشکوٰۃ میں حضرت
حذیفہؓ سے روایت ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے فرمایا (لوگوں کے)
دلوں پر فتنے یکے بعد دیگرے اس طرح چھا جائیں گے جیسے چٹائی
ایک ایک تنکے سے کر کے بنی جاتی ہے۔ جس قلب کے اندر وہ
داخل ہوگئے اس میں ایک سیاہ باریک نقطہ پڑ جائے گا اور
جس قلب نے ان فتنوں کو قبول نہ کیا تو اس میں ایک سفید
نقطہ پڑ جائے گا یہاں تک کہ (لوگوں کے) قلوب دو قسم کے
ہو جائیں گے (ایک قلب تو) ایسا سفید ہوگا جیسے سفید پتھر (اس کو)
تا قیام آسمان و زمین کوئی فتنہ ضرر نہ پہنچا سکے گا اور دوسرا
(قلب) سیاہ غبار آلود ہوگا (اور حق بات اس میں نہ ٹھہرے گی)
جیسے ٹیڑھا کوزہ (کہ اس میں پانی نہیں ٹھہرتا) (یہ قلب) نہ کسی
نیک کام کو اچھا سمجھے گا اور نہ کسی برے کام کو برا سمجھے گا
مگر وہی خواہش (نفسانی) جو اس میں جاتی ہوئی ہے (اسی کو
جانے گا) اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔ پھر آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے ان غریبوں (یعنے غرباء اہل اسلام)
کو جو کہ ہر طبقہ (و ہر زمانہ) میں بہت کم ہوا کرتے ہیں پانچ طبقوں پر تقسیم فرمایا

و در ہر طبقہ خاصیتے نہادند معنے این کلام بغایت دقیق است اخرج ابن ماجۃ عن انس بن مالک عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال امتی علی خمس طبقات فاربعون سنۃ اھل بر و تقوی ثم الذین یلونھم الی عشرین ومائۃ سنۃ اھل تراحم و تواصل ثم الذین یلونھم الی ستین ومائۃ اھل تدابر و تقاطع ثم الھرج الھرج النجا النجا و فی روایۃ عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امتی علی خمس طبقات کل طبقۃ اربعون عاما فاما طبقتی و طبقۃ اصحابی فاھل علم و ایمان واما الطبقۃ الثانیۃ ما بین الاربعین الی الثمانین فاھل بر و تقوی ثم ذکر نحوہ تفصیل این اجمال آنکہ در ہر زمان جمعے بر سنت سنیہ قائم خواہند بود و ان قلّوا باز این قائمین علی الحق بر یک صفت نیستند در ہر طبقہ وجہ قرب دیگر خواہد بود و صورت قیام بر سنت سنیہ دیگر طبقۂ اولے چہل سال است از ہجرت حضرت خیر البشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تا وفات حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ و وجہ قرب درین طبقہ ایمان و علم است یعنے قوت تصدیق شرع و اعتنا تمام بحفظ مسموعات از جناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

اور ہر طبقہ میں ایک ایک خاصیت بیان کی اس کلام کے معنے نہایت دقیق ہیں۔ ابن ماجہ نے حضرت انس بن مالک سے انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ فرماتے تھے میری امت پانچ طبقوں پر ہے چالیس برس تک تو نیک اور پرہیزگار لوگ ہوں گے پھر اُن کے بعد والے ایک سو بیس برس تک آپس میں رحم کرنے والے اور حق قرابت ادا کرنے والے ہوں گے پھر اُن کے بعد والے لوگ ایک سو ساٹھ برس تک باہم ترک محبت اور قطع تعلقات کرنے والے ہوں گے۔ پھر (ان طبقوں کے بعد) قتل ہی قتل ہے (اس زمانے سے) نجات طلب کرو نجات طلب کرو۔ اور ایک روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت پانچ طبقوں پر ہے ہر طبقہ چالیس برس کا ہے۔ میرا طبقہ اور میرے اصحاب کا طبقہ تو اہل علم و اہل ایمان ہے اور دوسرا طبقہ (جو سنہ) چالیس سے (سنہ) اسی تک (ہے) وہ (طبقہ) نیک اور پرہیزگار، پھر مثل پہلی روایت کے ذکر کیا (اس اجمال کی) تفصیل یہ ہے کہ ہر زمانہ میں (مسلمانوں کی) ایک جماعت سنت سنیہ پر عمل کرتی رہے گی اگرچہ وہ لوگ (تعداد میں) کم ہوں۔ مگر یہ جماعت اہل حق ایک صفت (خاص) پر نہیں ہوگی (بلکہ) ہر طبقہ میں وجہ قرب (الٰہی) جداگانہ ہوگی اور سنت سنیہ پر (عمل کرنے اور اُس پر) قیام کرنے کی صورت (بھی) دوسری ہوگی (چنانچہ) پہلا طبقہ چالیس سال تک ہے (اور) حضرت خیر البشر صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کی ہجرت سے (شروع ہوا ہے اور) حضرت مرتضے رضی اللہ عنہ کی وفات تک (ختم ہوا) اس طبقہ میں وجہ (اور سبب) قرب (الٰہی) کا ایمان اور علم ہے یعنے احکام شرعیہ کی تصدیق کا قوی ہونا اور جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا

و آن را غنیمت کبریٰ دانستن و از جمیع
گسستن و بجانب او متوجہ شدن و اصل
درین وجہ آنست کہ قبل مبعث آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم عالم بکفر و جاہلیت
مملو شدہ بود و اوضاع فاسدہ
ظاہر و باطن ایشان را در گرفتہ و
ہیأت دنیہ خسیسہ دل ایشان را
مشغوف ساختہ ناگہان مدبر السموات
والارض داعیۂ ہدایت در قلب
شریف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
فرو ریخت و علومے کہ اہتدا بآن
تواند بود در قلب مبارک آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نازل فرمود ہر کرا
فطرت سلیمہ بود آن داعیہ در دل
او منعکس شد و آن علم در عقل او منعکس
گشت و آن جماعہ سلیم الفطرۃ بمراتب
مختلفہ بودہ اند علی تفاوت بر
استعدادے کہ شبیہ باستعداد انبیاء
بود و نمونہ از نبوت در جوہر طبیعت
ایشان مودع ایشان سر دفتر
امت آمدند و بشہادت دل آن داعیہ
و آن علوم را تلقی نمودہ اند و پارہ از
تحقیق نصیب ایشان شد و طائفہ
استعداد تقلید تمام داشتند و قبول
انعکاس آن داعیہ و آن علوم نمودند

اُس کے یاد رکھنے میں اہتمام بلیغ کرنا اور اسی کو غنیمت کبریٰ جان کر
اور دیگر امور سے منقطع ہو کر اسی کی جانب (دل سے) متوجہ رہنا
اور اس وجہ میں اصل (بات) یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے مبعوث ہونے سے پیشتر عالم کفر و جاہلیت سے بھرا ہوا
تھا اور خراب حالتوں نے اہل عالم کے ظاہر و باطن پر (پورا پورا)
قبضہ کر لیا تھا اور خسیس اور کم درجہ کی حالتوں نے ان کے دلوں کو
(اپنا) فریفتہ کر رکھا تھا (سارا جہان اسی ظلمت میں مبتلا تھا کہ)
یکایک آسمان و زمین کے تدبیر کرنے والے (یعنے حق جل وعلا)
نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قلب شریف کے اندر داعیہ
ہدایت پیدا فرمایا اور جن علوم کے ذریعہ سے ہدایت ممکن تھی
وہ علوم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر نازل
فرمائے (پھر بدولت صحبت نبوی کے آپ کے صحابہ میں سے) جس کی
کی فطرت سلیمہ تھی وہی داعیہ (جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کے دل میں پیدا ہوا تھا) اس شخص کے دل میں اتر گیا اور اسی علم
کا عکس (جو آنحضرت کو عطا ہوا تھا) اس کی عقل میں حاصل
ہو گیا۔ پھر یہ فطرت سلیمہ والے بھی مختلف مراتب پر تھے بعضے
تو ایسی استعداد کے ساتھ متصف ہوئے تھے کہ وہ (استعداد)
انبیاء کی استعداد سے مشابہ تھی اور ان کی جوہر طبیعت کے اندر
نبوت کا نمونہ امانت رکھ دیا گیا تھا (جیسے حضرت صدیقؓ اور
حضرت فاروقؓ) یہ لوگ امت (محمدیہ) کے سر دفتر ہوئے۔ ان
لوگوں نے اپنے دل کی شہادت سے اس داعیہ کو اور ان علوم کو
(آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے) لیا اور تحقیق کا ایک حصہ
ان کو نصیب ہوا اور بعضے (تحقیق کی استعداد تو نہ رکھتے تھے مگر
تقلید کی استعداد کامل رکھتے تھے اور انہوں نے (اسی تقلید
کے ذریعہ سے) اس داعیہ اور ان علوم کے عکس کو قبول کیا

وحصہ از سعادت یافتند وکلاً وعد اللہ الحسنیٰ ہر کہ ازاں طبائع دور تر ازیں رحمت کاملہ محروم تر اینجا اعمال واخلاق مقصود بالتبع بود وملحوظ بالعرض ودر طبقۂ ثانیہ سبب قرب عمل بشرائع اسلامیہ بود فرائض آں ونوافل آں واجتناب از محرمات ومکروہات ودل ایشاں ازہمہ گسستہ باین اعمال متوجہ شد ازیں اعمال نورے برخاست ودر دل ایشاں متقبل گشت بداں نور بودند وہمراہ آں نور گذشتند وھم اھل البر والتقوٰی ودر طبقۂ ثالثہ اعمال خیر بر سبیل عادت وریا ناشی شد وہر کس وناکس بصور اعمال متلبس گشت وفرق درمیان محق ومبطل باعتبار صورت اعمال نماند ہر کہ بہ حسن اخلاق وعجز جانب وصفائی دل مفطور بود نور ایں اعمال تنویر وتہذیب او نمود وہر کہ چنیں نبود صرف اعمال او را بایں قرب نرسانید زیراکہ اعمال ایشاں از نیت قویہ برنخاست ونور آں اعمال بقلب آں جماعہ عائد نشد وہر کہ بایں صفت بود

اور سعادت سے ایک (معتد بہ) حصہ پایا اور سب کے لئے اللہ نے نیکی (اور ثواب) کا وعدہ کیا ہے۔ اور جو شخص (اس داعیہ علوم کا) عکس قبول کرنے سے زیادہ دور ہے وہی اس رحمت کاملہ سے زیادہ محروم ہے (خلاصہ یہ ہے کہ) اس طبقہ میں اعمال واخلاق مقصود بالتبع اور ملحوظ بالعرض تھے (مقصد اصلی اسی داعیہ وعلم کا قبول کرنا تھا جو اوپر بیان ہوا) اور دوسرے طبقے میں سبب قرب الٰہی کا احکام شریعت اسلامیہ یعنی فرائض ونوافل پر عمل کرنا اور مکروہ سے پرہیز کرنا ہے۔ اس طبقہ والوں کے دل (دنیا کے) سب کاموں سے بیزار ہو کر انہی اعمال کی جانب متوجہ ہو گئے اور ان اعمال کے (کرنے) سے ایک نور پیدا ہوا اور ان کے دلوں پر غالب ہو گیا (لہٰذا یہ لوگ) تا حیات خود اس نور پر (قائم) رہے اور اسی نور کے ساتھ (دنیا سے) گزر گئے اور (یہ) وہ لوگ (ہیں جن کو حدیث میں) نیک اور پرہیزگار کہا گیا ہے۔ اور تیسرے طبقہ میں اعمال خیر بطور عادت وریا کے رائج ہو گئے اور ہر کس وناکس ان اعمال کی صورتوں کو ادا کرنے لگا (ان کی حقیقت سے کچھ واسطہ نہ رہا) اور صورت اعمال ادا کرنے کے لحاظ سے اہل حق واہل باطل میں کوئی فرق نہ رہا (البتہ) جو شخص حسن اخلاق اور عجز وانکسار اور صفائی قلب کے ساتھ باعتبار فطرت کے پیدا ہوا تھا تو ان اعمال کے نور نے اس کو نورانی اور مہذب کر دیا (وہ مرتبہ قرب پر فائز ہو گیا) اور جو (باعتبار خلقت کے) ایسا نہ تھا تو صرف ان (ظاہری) اعمال نے انکو اس (قرب الٰہی) تک نہ پہنچایا (اور وہ بمقابلہ قرب کے بہت دور رہا) کیونکہ ان لوگوں کے اعمال قوی نیت کے ساتھ صادر نہیں ہوتے اور ان اعمال کا نور ان لوگوں کے دل کی جانب رجوع نہ ہوا اور جو لوگ ایسے

در کدام مرتبہ

تنبیہ سوم باید دانست کہ معاویہ بن ابی سفیان
رضی اللہ عنہ یکے از اصحاب آنحضرت بود صلی
اللہ علیہ وسلم وصاحب فضیلت جلیلہ در زمرہ
صحابہ رضوان اللہ علیہم زنہار در حق او سوء
ظن نکنی و در ورطہ سب او نافتی تا مرتکب حرام
نشوی اخرج ابوداؤد عن ابی سعید
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لا تسبوا اصحابی فوالذی نفسی بیدہ
لو انفق احدکم مثل اُحدٍ ذہبا
ما بلغ مُدّ احدہم ولا نصیفہ واخرج
ابوداؤد عن ابی بکرۃ قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
للحسن بن علی ان ابنی ہذا سیّد
وانی ارجو ان یصلح اللہ بہ بین فئتین
من امتی وفی روایۃ لعل اللہ ان یصلح بہ بین
فئتین من المسلمین عظیمتین واخرج الترمذی
من حدیث عبد الرحمن بن عمیرۃ وکان من اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن النبی صلی
اللہ علیہ وسلم انہ قال لمعاویۃ اللہم

کس کس مرتبے کے ہیں (یعنی دونوں اقسام کے مراتب میں کیا فرق ہے)

تیسری تنبیہ۔ جاننا چاہئے کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی
اللہ عنہ ایک شخص تھے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
میں سے اور زمرۂ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں بڑے صاحب فضیلت تھے
تم کبھی اُن کے حق میں بدگمانی نہ کرنا اور ان کی بدگوئی میں مبتلا
نہ ہونا ورنہ تم حرام کے مرتکب ہوگے۔ ابوداؤد نے ابوسعید سے
روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا میرے صحابہ کو برا نہ کہو قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ
میں میری جان ہے کہ اگر تم میں سے کوئی شخص (کوہِ) احد
کے برابر سونا راہِ خدا میں خرچ کرے تو ان کے ایک مُد بلکہ
نصف مُد (خرچ کرنے کے ثواب) کو نہ پہنچے گا۔ اور ابوداؤد نے
ابوبکرہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے حضرت حسن بن علی (رضی اللہ عنہما) کی نسبت فرمایا
یہ میرا بیٹا سردار ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ
اس کے سبب میری امت کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرا دے گا
اور ایک روایت میں ہے کہ شاید اللہ تعالیٰ اس کے سبب سے
مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرا دے۔ اور ترمذی نے
بروایت عبدالرحمن بن عمیرہ جو منجملہ اصحاب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے
کہ آپ نے (حضرت) معاویہ کے واسطے یہ دعا مانگی یا اللہ!

[1] [illegible]

بجملہ ہادیاً مہدیاً و اہدی بہٖ
و اخرج ابن سعد و ابن
عساکر عن مسلمۃ بن
مخلد قال سمعت النبی
صلی اللہ علیہ وسلم یقول
لمعاویۃ اللہم علمہ الکتاب
ومکن لہ فی البلاد وقہ
العذاب و اخرج الترمذی عن
حدیث عمیر بن سعید سمعت
النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول
اللہم اھد بہ و عقل نیز براں
دلالت می کند زیرا کہ از طرق کثیرہ
معلوم شد کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم معلوم فرمودند کہ وے
فی وقت من الاوقات خلیفہ خواہد شد آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم چوں شفقت وافرہ بر امت
داشتند کما قال اللہ تعالیٰ حریص علیکم

قرآن کو ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ بنا دے اور ان کے ذریعہ
سے (دوسروں کو) ہدایت فرما۔ اور ابن سعد اور ابن عساکر نے مسلمہ
بن مخلد سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو (حضرت) معاویہؓ کے لئے یہ دعا کرتے
ہوئے سُنا۔ خداوندا! قرآن کو کتاب (الٰہی) کا علم عنایت کر اور
ان کو ملکوں کی حکومت عطا فرما اور ان کو عذاب (آخرت) سے
بچالے۔ اور ترمذی نے بروایت عمیر بن سعید نقل کیا ہے وہ
کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ
(حضرت معاویہؓ کے لئے دعا میں یہ) فرماتے تھے خداوندا ان کے
ذریعہ سے (دوسروں کو) ہدایت فرما۔ اور (روایت سے قطع نظر
کرکے) عقل بھی اس پر دلالت کرتی ہے (کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے ضرور ان کے لئے دعا کی ہوگی) کیونکہ مختلف طرق
(روایت) سے ثابت ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
معلوم ہوچکا تھا کہ وہ (یعنی حضرت معاویہؓ) کبھی نہ کبھی وقت
میں خلیفہ ہوں گے اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
(اپنی) امت پر بڑی شفقت فرماتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا
ہے حریص علیکم تا آخر (ترجمہ: تم پر حرص کرنے والا

لہ [illegible]

ونزد شعرات شریفۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چیزے با خود داشت وقت وفات وصیت نمود کہ آں را در منخر او بگذارند و بعض مقاصد خلافت خاصہ می دانست لیکن امضائے آں نتوانست

أخرج أحمد عن عبد الله بن عامر اليحصبي قال سمعت معاوية يحدث وهو يقول إياكم وأحاديث رسول الله صلى الله عليه وسلم إلا حديثا كان على عهد عمر فإن عمر رضي الله عنه أخاف الناس في الله عز وجل۔

تنبیہ چہارم تغیر اوضاع باوضاع دیگر چند قسم است و ہر قسمے را حکمے ست علیحدہ بعض از آں تغیراتیست کہ اختیار بشر را دراں راہ نیست مثل قحط

(اس وقت میری قبر میں جاؤ گے) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چند موئے مبارک حضرت معاویہؓ کے پاس تھے انہوں نے بوقت وفات وصیت کی تھی کہ یہ موئے مبارک میرے نتھنوں میں رکھ دینا حضرت معاویہؓ خلافت خاصہ کے بعضے مقاصد (بھی) جانتے تھے مگر اُن کو اجراء نہ کر سکے (چنانچہ امام احمدؒ نے عبداللہ بن عامر یحصبی سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے حضرت معاویہؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اے لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کی روایت سے بچتے رہو سوا اُن حدیثوں کے جو حضرت عمرؓ کے زمانہ میں رائج تھیں (یعنے بغیر تحقیقات کامل کے روایت حدیث سے لوگوں کو روکتے تھے) اور (یہ میں اس لئے کہتا ہوں کہ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو اللہ عز وجل کا خوف دلایا کرتے تھے۔

چوتھی تنبیہ۔ (زمانہ کی) ایک وضع (اور حالت) کا دوسری وضع (اور حالت) کے ساتھ بدل جانا کئی قسم پر ہوتا ہے اور ہر قسم کا حکم جداگانہ ہے۔ بعض تغیر اس قسم کے ہیں کہ انسان کے اختیار کو اس میں کوئی دخل نہیں (بلکہ وہ تغیر آسمانی ہیں) جیسے قحط

[illegible]

و زلازل و کثرتِ زنان و قلتِ رجال و کثرتِ اشرار خبیث النفس و قلتِ اخیار معتدل الاخلاق ذوی بحکم التحیح الشیخان من حدیث ابن عمر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما الناس کالابل المائۃ لا تکاد تجد فیھا راحلۃ و حکم این قسم آنست کہ تکلیف بر طاقت و اثر است و مواخذہ منوط باختیار و درین تغیرات ماخوذ نیستند لیکن درین قسم قصور اشخاص بنی آدم از وصول کمال مطلوب متحقق است اگرچہ باختیار نباشد و بعض ازاں قسمیں است کہ باختیار آدمی واقع می شود و این قسم با قسام چند منقسم است یکے آنکہ ارتکاب کنند منہی عنہ را مثل شرب خمور و کثرتِ زنا یا ترک نمایند مفروضات را مثل صلوۃ و شک نیست کہ آں محل مواخذہ است دیگر آنکہ التزام کنند مستحب را مانند التزام سنن مؤکدہ یا صورتے و ہیئتے خاص از امور محمودہ لازم گیرند و آں را بنوعے خود ختص نمایند و این قسم را بدعت حسنہ گویند مثل اختراع احزاب و اوراد و درین قسم ترتب ثواب متحقق میشود و اعتقاد تاکد آں باطل و حد ثواب ہماں قدر است کہ معروف از شرع شدہ و آں

اور زلزلوں کا آنا اور عورتوں کی کثرت اور مردوں کی قلت خبیث النفس شریروں کا زیادہ ہو جانا اور معتدل الاخلاق اہل الرائے نیکوں کا کم ہو جانا (امام بخاری اور امام مسلم نے بروایت ابن عمر نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمیوں کی (تو کثرت ہے مگر اچھے لوگ نایاب ہیں اس کی) مثال ایسی ہے جیسے سو اونٹ (کسی کے پاس ہوں) مگر ان میں سے ایک بھی سواری کے قابل نہ ہو۔ اس قسم کے تغیر کا یہ حکم ہے کہ (چونکہ) تکلیف (شرعی) طاقت پر موقوف ہے اور مواخذہ (اخروی انسان کے) اختیاری امور پر ہوتا ہے (لہٰذا) اس قسم کے تغیرات میں مواخذہ نہیں ہے۔ لیکن اس قسم کے تغیرات (کے اوقات) میں (یہ لازمی نتیجہ ہے کہ) افراد بنی آدم اس کمال تک پہنچنے سے جو (نوع انسانی کے لئے) مطلوب ہے قاصر رہتے ہیں اگرچہ ان کا قصور ان کے اختیار سے نہ ہو اور بعض تغیر اس قسم کے ہیں کہ انسان کے اختیار سے ہوتے ہیں۔ اور یہ قسم (جو اختیار انسان ہو) چند اقسام پر منقسم ہے ایک قسم یہ ہے کہ لوگ کسی فعل ممنوع کے مرتکب ہوں جیسے شراب خواری اور زنا کی کثرت یا کسی فرض کو ترک کر دیں جیسے نماز نہ پڑھیں اور اس میں شک نہیں کہ یہ قسم قابل مواخذہ ہے۔ دوسری قسم یہ ہے کہ (اہل زمانہ) کسی امر مستحب کو سنت مؤکدہ کی طرح التزام کرلیں یا کسی اچھے کام کی کسی خاص صورت اور ہیئت کو اپنے ذمہ لازم کرلیں اور اس کو دانتوں سے (مضبوط) پکڑ لیں اس قسم کو بدعت حسنہ کہتے ہیں جس طرح وظائف و اوراد کی ایجاد۔ اور اس قسم (کے امور) پر ثواب مرتب ہوتا ہے ہاں ان کے متعلق تاکید (و وجوب) کا اعتقاد (بے شک) باطل ہے اور ثواب صرف اسی اصل کا ملے گا جس کا عمدہ ہونا شرع سے جانا گیا ہو۔ اور وہ

حیثیت و صورت مباح است متعلق
مدح و ذم نے گردد شد و محتمل کہ
بعض مفاسد بر آن التزام مترتب
شود و در قرن ثالث آن ہمہ را سنت
انگارند و تحریف شریعت حقہ
لازم آید اما این شخص شعور بآن مفاسد
ندارد و خطائی کردہ است سوم آنکہ
لازم گیرد ہر فریق مباحے را کہ
شعار خویش ساختہ است و ہمچنین
در ہر زمانے رسمے فاش شود و وضعے
گردد و آن ہمہ باقی ماند بر اباحت خود
است لوم و مدح بران عائد نیست الا
بالعرض کہ تعصب ورزیدن آید
و ترجیح وضعے بر وضع دیگر محقق
گردد یا قرن ثانی آن را سنت
دانستند و در ورطۂ تحریف افتند
باز قبح اشیاء تعبیر گاہے بنص
کتاب اللہ یا احادیث مشہورہ یا
قیاس جلی یا اجماع امت مرحومہ
خصوصاً ایام خلافت خاصہ کہ بقایائے
برکات نبوت است ثابت نے
شود و بینۃ من اللہ برہانہ
بریں اقسام صادق است در این
صورتہا شخصے بجیب آن
اصول معذور نیست

صورت و ہیئت مباح ہے نہ اس کی تعریف کی جا سکتی ہے نہ
برائی۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس التزام پر بعض مفاسد مرتب
ہوں اور آئندہ زمانہ میں اس امر کو بحیثیت مجموعی سنت
تصور کریں اور بالآخر شریعت حقہ کی تحریف لازم آجائے (یعنی
جو چیز شریعت میں نہ تھی وہ داخل شریعت ہو جائے)
لیکن فی الحال (جس شخص نے) امر مباح کو لازم کر لیا ہے وہ
ان مفاسد (آئندہ) کی خبر نہیں رکھتا اور اس میں فی الجملہ
اس شخص کی خطا ہے۔ تیسری قسم یہ ہے کہ ہر فریق اس امر مباح
کو جس کو اس نے اپنا شعار و طریقہ کر رکھا ہے (اپنے لئے) لازم
کر لے۔ اسی طرح ہر زمانہ میں ایک ایک رسم و وضع پیدا ہو جائیگی
اس حالت میں یہ امور مروجہ اپنی اباحت (اصلی) پر قائم ہیں۔
(ان کے عامل پر) نہ ملامت (بالذات) ہو سکتی ہے اور نہ مدح
البتہ ملامت و مدح بالعرض اس وقت عائد ہوگی جبکہ (ہر
فریق) تعصب شدید کرے اور اپنی وضع (و رسم) کو دوسرے
کی وضع (و رسم) پر ترجیح دے یا یہ (اندیشہ ہو) کہ آئندہ کے
لوگ اس (وضع و رواج) کو سنت سمجھ لیں گے اور تحریف (دین)
میں مبتلا ہو جائیں گے (تو اس وقت ان امور مباح کا عامل
مستحق ملامت ہوگا)۔ پھر (واضح ہو کہ) بعض افعال کی برائی کبھی
نص کتاب اللہ سے ثابت ہوتی ہے اور کبھی احادیث مشہورہ کی
اور کبھی قیاس جلی سے اور کبھی اجماع امت مرحومہ سے بالخصوص
زمانہ خلافت خاصہ کے اجماع سے جو کہ برکات نبوت کی باقیات سے
(برکتوں) کا زمانہ ہے ان (چاروں) اصولوں پر یہ مضمون کہ (مقدار)
پاس خدا کی طرف سے ایک صاف دلیل ہے صادق آتا ہے اور ان
سب صورتوں میں کوئی شخص ان اصول (یعنی نص کتاب اللہ
احادیث مشہورہ و قیاس و اجماع) کے مخالف ہو کر معذور نہ سمجھا جائیگا

واستدلال بشبہ واہیہ یا تقلید عالمی درخلاف آں خبر مسموع وعند اللہ آں مخالف را معذور نہ و گاہے قباحت ایں شے بخبر واحد صحیح بغیر معارض ثابت شود دریں صورت تا وقتیکہ آں حدیث نرسیدہ است و پردہ از روئے کار مرتفع نگشتہ بسبب جہل خود معذور است چوں پردہ برخاست و پردگی منجلی شد جائے گفت وشنید نماند وگاہے قبح آں بادلۂ ظنیہ متنازعہ متعارضہ ثابت گردد و آنجا اختلاف سلف را اجتہادات مصیب آں اولمصیب واحد والآخر مخطئ معذور وثبتہ جاری است۔

چوں ایں مقدمات معلوم شد بے باید کہ در مبحث تغیر اوضاع رسوم و در اختلاف امت کہ دریں ایام پیدا شد بیک عصا ہمہ را سوق نہ کنی و در یک مرتبہ نازل نگردانی۔ ع

ہر سخن وقتے وہر نکتہ مکانے دارد

اور اس کی مخالفت پر کسی کمزور شبہ کے ساتھ یا کسی عالم کی تقلید کے ساتھ استدلال کرنا ہرگز مسموع نہ ہوگا اور اس مخالف (حکم شریعت) کو خدا کے نزدیک کامیابی نہیں ہوسکتی۔ اور کبھی (ایسا) ہوتا ہے کہ ان افعال کی قباحت (کسی) خبر واحد سے بلا معارضہ (کسی دوسری خبر واحد) کے ثابت ہوتی ہے اس صورت میں تاوقتیکہ وہ حدیث نہ پہنچے اور اصل حقیقت جلوہ گر عیاں نہ ہوجائے (اس کا خلاف کرنے والا اپنے) جہل کے سبب سے معذور ہے اور جب (اس حقیقت سے) پردہ اٹھ گیا اور وہ حقیقت صاف ہوگئی (اور اس کا حسن یا قبح خبر واحد سے معلوم ہوگیا) (اب کسی کے) کہنے سننے کی کوئی جگہ نہ رہی۔ اور (کبھی ایسا ہوتا ہے) کسی فعل کی قباحت ایسے دلائل ظنیہ سے ثابت ہوتی ہے کہ وہ دلائل ایک دوسرے کے معارض ہوتی ہیں۔ ایسے موقعوں میں جو حکم اختلاف سلف کا ہے وہی حکم جاری ہوگا یعنی دونوں مختلف اجتہاد کرنے والے حق پر ہوں گے یا ایک حق پر اور دوسرا خطا پر مگر وہ (بھی) معذور و غیر گنہگار نہیں)۔

جب تم کو یہ مقدمات معلوم ہوگئے تو اب تم کو لازم ہے کہ بحث تغیر حالات (یعنی وضع) اور رسوم میں اور اختلاف امت میں جو کہ اس زمانہ میں پیدا ہوگیا ہے سب کو ایک ہی لکڑی سے نہ ہانکنا اور (جملہ اقسام اختلاف کا) ایک حکم نہ سمجھنا (کیونکہ بعض اختلاف میں ایک جانب حق اور دوسرے جانب خطا ہوتی ہے اور بعض میں دونوں جانب حق دائر رہتا ہے) حتیٰ

ہر سخن وقتے وہر نکتہ مکانے دارد

مقصد دوم

واں دو مقصد کہ فصل پنجم را بآں موشح گردانیدہ شد در بیان تغیرات کلیہ کہ دریں امت واقع شد غیر آں تغیر عظیم کہ در مقصد اول تقریر نمودیم۔

و ایں بحث بغایت طویل الذیل است و استیعاب آں دریں موضع متعسر نیست مقصود دریں فصل شرح بعض احادیث متعلقہ بحث است مانند حدیث قرون ثلٰثہ و حدیث فان یقولم دینہم یقوم سبعین سنۃ وحدیث اثنا عشر خلیفۃ وحدیث خمس مائۃ سنۃ

اول تغیرے کہ دریں امت واقع شد انتقال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از دنیا بہ رفیق اعلیٰ و کدام حادثہ جانکاہ تر و تغیر ہولناک تر ازاں تواں یافت کہ وحی الٰہی منقطع گردد و برکات متواترہ سماویہ کہ ہمراہ نبوت بود باستتار آورد اخرج الدارمی عن عکرمۃ فی آخر حدیث طویل فی وفاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وجعلت ام ایمن تبکی فقیل لہا یا ام ایمن اتبکی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت انی واللہ ما ابکی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا اکون اعلم انہ قد ذہب الی ما ہو خیر لہ من الدنیا ولکنی ابکی علی خبر السماء انقطع واخرج الدارمی عن انس وذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال شہدتہ یوم دخل المدینۃ فما رأیت یوما قط کان احسن ولا اضوء

فصل پنجم کا مقصد دوم

اُن تغیرات کلیہ کے بیان میں جو اس امت میں واقع ہوئے علاوہ اس تغیر عظیم کے جس کو ہم نے مقصد اول میں بیان کیا۔

یہ بحث بہت بڑی ہے اس کا پورا کرنا اس مقام پر ممکن نہیں ہمارا مقصود اس مقام میں ان بعض احادیث کی شرح کرنا ہے جو ہمارے مبحث سے تعلق رکھتی ہیں مثل حدیث قرون ثلٰثہ کے اور اس حدیث کے جس میں یہ ہے کہ اگر ان کا دین قائم رہ گیا تو ستر برس تک قائم رہے گا اور مثل بارہ خلیفہ والی حدیث کے اور مثل پانچسو برس والی حدیث کے۔

پہلا تغیر جو اس امت میں واقع ہوا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا دنیا سے رفیق اعلیٰ کی طرف انتقال فرمانا ہے اور کونسا حادثہ اس سے جانکاہ اور کونسا تغیر اس سے زیادہ ہولناک ہوگا کہ اللہ جل شانہ کی وحی بند ہوگئی اور متواتر آسمانی برکتیں جو نبوت کے ساتھ ساتھ تھیں چھپ گئیں۔ دارمی نے عکرمہ سے ایک بڑی حدیث کے ذیل میں جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے متعلق ہے روایت کی ہے کہ ام ایمن رونے لگیں ان سے کسی نے کہا کہ کیا تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر روتی ہو انھوں نے کہا واللہ! میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر نہیں روتی، کیا میں نہیں جانتی کہ وہ ایسی جگہ گئے ہیں جو ان کے لئے دنیا سے بہتر ہے بلکہ میں اس بات پر روتی ہوں کہ آسمان کی خبریں بند ہوگئیں۔ اور دارمی نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا اور کہا کہ میں اس دن موجود تھا جب آپ (ہجرت کرکے) مدینہ آئے ہیں میں نے کوئی دن اس دن سے زیادہ اچھا اور روشن نہیں دیکھا

من یوم دخل علینا فیہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم المدینۃ وشھدتہ یوم
موتہ فما رأیت یوما کان اقبح
ولا اظلم من یوم مات فیہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واخرج
الترمذی عن انس قال لما کان الیوم
الذی دخل فیہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم المدینۃ اضاء منھا کل
شیء فلما کان الیوم الذی مات
فیہ اظلم منھا کل شیء وما نفضنا
ایدینا من التراب وانا لفی دفنہ حتی
انکرنا قلوبنا واخرج الدارمی عن مکحول
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال اذا اصاب احدکم مصیبۃ فلیذکر
مصیبتہ بی فانھا من اعظم المصائب۔

دیگر از موت حضرت فاروق اعظم است و در احادیث
بسیار وارد شدہ کہ عمرؓ قفل باب فتنہ است از جملہ حدیث
حذیفہ لیس علیک منھا باس یا امیر المؤمنین کما مر
روایت کردیم و چوں سیرت شیخینؓ متقارب بود و مناقب
ایشاں یکساں و متوافق و سوابق ایشاں متوافق و
غزواتے کہ در ایام ایشاں واقع شد متشابہ نقش
اول صدیق اکبر است و اتمام آں بر دست فاروق اعظم
حصول یافت سید تمام مسلمین در زمان ایشان
باہم متوافق و با یک دیگر متراحم و بر کفار
شدید و بر جہاد متوافق تمام مخالفت

جس دن کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس مدینہ میں
تشریف لائے اور میں اس دن بھی موجود تھا جب آپ کی وفات
ہوئی ہیں اس لئے اس دن سے زیادہ کوئی دن برا اور تاریک نہیں
دیکھا جس دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی
اور ترمذی نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے
جس دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لاتے
مدینہ کی ہر چیز روشن ہوگئی تھی اور جس دن آپ کی وفات
ہوئی ہر چیز مدینہ کی تاریک تھی ہم نے اپنے ہاتھوں سے مٹی بھی
نہیں جھاڑی تھی بلکہ ہم آپ کے دفن میں مشغول تھے کہ ہم کو
اپنے دلوں کی حالت بدلی ہوئی معلوم ہوئی۔ اور دارمی نے
مکحول سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جب تم میں سے کسی کو مصیبت پہنچے تو اس کو چاہیے کہ میرے فراق
کی مصیبت یاد کرے کیونکہ وہ سب سے بڑی مصیبت ہے۔

دوسرا الخیر حضرت فاروق اعظمؓ کی وفات ہے بہت سی
حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ عمرؓ فتنہ کے دروازہ کے قفل ہیں از آں
جملہ حضرت حذیفہؓ کی حدیث ہے کہ انھوں نے حضرت عمرؓ سے کہا
یا امیر المؤمنینؓ آپ کو فتنہ سے کچھ بھی اندیشہ نہ کرنا چاہیے
جس کو ہم کئی بار لکھ چکے ہیں (دوسرا الخیر حضرت صدیقؓ کی وفات
کو اس سبب سے نہیں قرار دیا کہ) شیخینؓ کی روش قریب قریب تھی
اور ان کے مناقب بھی یکساں اور ملتے جلتے ہیں اور ان کے سوابق
بھی ایک طرح کے ہیں اور جو غزوات ان کے زمانہ میں واقع ہوئے
وہ بھی ایک رنگ کے ہیں۔ نقش اول حضرت صدیقؓ نے بنایا اور
تکمیل اس کی حضرت فاروقؓ سے ہوئی ان دونوں کے زمانہ میں
مسلمان باہم ایک دوسرے سے متفق اور ایک دوسرے پر مہربان
اور کفار پر سخت اور جہاد میں یکدل تھے مخالفت کا نام بھی ان

در میان ایشان رفع شد سپاہ و رعایا خلیفہ را از جان
خود دوست دارند و ضعفۂ رعایا و سپاہ از پدر
مشفق و مہربان تر بودند و رؤس جیوش و امرائے
امصار اہل سوابق از مہاجرین اولین و انصار
اخرج الترمذی فی کتاب الشمائل
عن عتبۃ بن غزوان فی حدیث طویل
آخرہ قال عتبۃ بن غزوان لقد رأیتنی
وانی لسابع سبعۃ مع رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ما لنا
طعام الا ورق الشجر حتی تقرحت
اشداقنا فالتقطت بردۃ فقسمتها بینی
وبین سعد فما منا من اولئک السبعۃ
الا وهو امیر مصر من الامصار وستجربون
الامراء بعدنا ہر دو بزرگ در عہد شریف
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وزیر و مشیر و در
خلافت وظہیر و معین چون نوبت خود شان
رسید کارہا سرانجام دادند و تائید
دین بوجوہ بسیار از ایشان بروئے کار
آمد کہ مقدور دیگرے نشد آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم بملاحظہ ہمین تقارب
باعتبار سوابق و سیر و باعتبار تحمل اعباء
مشاورۂ ملکیہ و ملیہ و باعتبار آنچہ برائے
ایشان در پردۂ غیب مقدر بود از کشورکشائی
و ترویج دین مستیقن ہر دو عزیز را در
احادیث بسیار جمع ساختند

درمیان میں نہ تھا۔ سپاہ اور رعایا خلیفہ کو اپنی جان سے بھی زیادہ
دوست رکھتے تھے اور ضعیف سپاہ اور رعایا پر باپ سے بھی زیادہ
مشفق و مہربان تھے۔ سرداران لشکر اور حکام بلاد تمام وہی
اہل سوابق یعنی مہاجرین اولین و انصار تھے۔ ترمذی نے
کتاب الشمائل میں عتبہ بن غزوان سے ایک طویل حدیث
روایت کی ہے جس کے آخر میں یہ مضمون ہے کہ عتبہ بن غزوان
کہتے تھے کہ میں نے آپ کو دیکھا کہ میں اسلام میں رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ساتواں شخص تھا ہماری غذا
درختوں کے پتوں کے سوا کچھ نہ تھی جس کے کھانے سے ہمارے
منہ کے کنارے پھٹ گئے تھے ایک روز مجھے ایک چادر پڑی
ہوئی ملی تو میں نے وہ چادر آدھی خود لی اور آدھی سعد کو
دی۔ اب ہم ساتوں میں سے ہر ایک کسی نہ کسی شہر کا حاکم ہے
اور اب ہمارے بعد جو لوگ حاکم ہوں گے ان سے تمہیں قدر
ہماری معلوم ہوگی۔ یہ دونوں بزرگ یعنی شیخین آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد شریف میں آپ کے وزیر و مشیر تھے اور
ان کے مشورے بڑے بڑے مہمات ملت و دولت میں مقبول
ہوتے تھے اور زمانہ خلافت حضرت صدیق کی خلافت میں
وزیر اور مشیر اور خلافت کے ناصر و معین رہے پھر جب خود
ان کی خلافت کی نوبت آئی تو انہوں نے بڑے بڑے کام انجام
دیے اور دین کی تائید بہت طریقوں سے ان سے ظاہر ہوئی
کہ پھر کسی سے نہ ہو سکی۔ شیخین کے باہم یک رنگ ہونے کے
سبب (سوابق اور سیر میں اور ملکی و ملی مشورہ دینے میں
اور ان امور میں جو ان کے لئے غیب میں مقدر تھے یعنی کشورکشائی
و ترویج دین کے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر حدیثوں
میں دونوں کا ذکر ایک ساتھ کیا ہے اور دونوں ایسے معلوم

بالله وتبين ومثل فرقدين قال رسول
الله صلى الله عليه وسلم في قصة تكلم
البقرة وفي قصة الذئب أومن به انا
وابوبكر وعمر وقال علي كثيرا ما كنت اسمع
رسول الله صلى الله عليه وسلم
يقول كنت انا وابوبكر وعمر و
فعلت انا وابوبكر وعمر وخرجت
انا وابوبكر وعمر وانطلقت انا وابوبكر
وعمر ودخلت انا وابوبكر وعمر وقال رسول
الله صلى الله عليه وسلم ان اهل الجنة
ليتراءون اهل عليين كما ترون الكوكب
الدري في افق السماء وان ابابكر وعمر منهم
وانعما وقال صلى الله عليه وسلم
ابوبكر وعمر سيدا كهول اهل الجنة
من الاولين والآخرين الا النبيين والمرسلين
وقال اني لا ادري ما بقائي فيكم فاقتدوا
بالذين من بعدي ابي بكر وعمر وقال انس
كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا دخل
المسجد لم يرفع احد رأسه غير ابي بكر و
عمر كانا يتبسمان اليه ويتبسم اليهما وخرج
صلى الله عليه وسلم ذات يوم ودخل المسجد
وابوبكر وعمر احدهما عن يمينه والآخر
عن شماله وهو آخذ بايديهما وقال هكذا نبعث
يوم القيامة وقال صلى الله عليه وسلم لو
اجتمعتما في مشورة ما خالفتكما

ہوتے ہیں) جیسے توأمین یا جیسے فرقدین۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے گائے کے بات کرنے اور بھیڑیئے کے کلام کرنے کے
واقعہ میں فرمایا۔ میں واقعہ پر میں ایمان رکھتا ہوں اور ابوبکرؓ و
عمرؓ۔ اور حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے سنا کرتا تھا کہ آپ فرماتے تھے میں تھا اور ابوبکرؓ و عمرؓ
تھے۔ میں نے یہ کیا اور ابوبکرؓ و عمرؓ نے کیا۔ میں باہر نکلا اور
ابوبکرؓ و عمرؓ نکلے۔ میں چلا اور ابوبکرؓ و عمرؓ چلے۔ میں داخل ہوا
اور ابوبکرؓ و عمرؓ داخل ہوئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ اہل جنت علیین والوں کو ایسے (روشن) دیکھیں گے
جیسے تم چمکدار تارے کو آسمان کے کنارے پر دیکھتے ہو اور
ابوبکرؓ و عمرؓ انہی علیین والوں میں سے ہیں بلکہ ان سے بھی اچھے
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکرؓ و عمرؓ
اہل جنت کے سردار ہیں کیا اگلے اور کیا پچھلے سوا انبیاء و مرسلین
کے۔ اور فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ میری بقا تم لوگوں میں
کس قدر ہے لہٰذا تم ان دونوں کی اقتدا کرنا جو میرے بعد خلیفہ
ہوں گے یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ کی۔ اور حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ
جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لاتے تھے
تو ہم میں سے کوئی شخص (ادب کی وجہ سے) سر نہ اٹھا سکتا تھا سوا
ابوبکرؓ و عمرؓ کے کہ وہ دونوں حضرتؐ کو دیکھ کر مسکراتے تھے اور
حضرتؐ ان کو دیکھ کر مسکرا دیتے تھے۔ اور ایک روز آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور آپ کے ساتھ ابوبکرؓ و
عمرؓ بھی تھے ایک آپ کی داہنی جانب تھے اور دوسرے بائیں
جانب اور حضرتؐ ان دونوں کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور آپ
نے فرمایا کہ ہم قیامت کے دن اسی طرح اٹھیں گے۔ اور فرمایا
کہ تم دونوں اگر کسی مشورہ میں متفق ہو جاؤ تو میں تم دونوں کے خلاف نہ کروں

وقال هذان السمع والبصر وقال إن وزيراي
من أهل السماء جبرئيل وميكائيل ووزيراي
من أهل الأرض أبو بكر وعمر وقال الحمد لله الذي
أيدني بهما ورأى رسول الله صلى الله عليه وسلم
في رؤيا القليب شيخيه ... في
رؤيا الرجحان فأوله ... صلى
الله عليه وسلم بالخلافة وقال إن حسنات
عمر كعدد نجوم السماء وقال جميع حسنات عمر
كحسنة واحدة من حسنات أبي بكر وفي
حديث ألا أستحيي من رجل تستحيي منه
الملائكة في منقبة عثمان أن رسول الله
صلى الله عليه وسلم عامل الشيخين
الفاروق معاملة واحدة وفي حديث أبي موسى
أنه بشرهما بشارة واحدة بخلاف عثمان
ثم ضمهما صحبة صلى الله عليه وسلم
وقال علي بن الحسين منزلتهما في حياته
كمنزلتهما بعد موته إلى غير ذلك من أحاديث
كثيرة على هذا الأسلوب تا ایں ہر دو
در یک قرن بودند وقرن ثانی با انقراض ایشاں
منقرض شد اینجا مناسب دیده شد
که خطبہ ابن اہتم خطیب شام که داد فصاحت
داده بنویسیم اخرج الدارمی عن خالد
بن معدان قال دخل عبد الله بن الأهتم على عمر
بن عبد العزيز مع العامة فلم يفجأه إلا وهو بين يديه
يتكلم فحمد الله تعالى وأثنى عليه

اور فرمایا کہ یہ دونوں دین کے کان اور آنکھ ہیں اور فرمایا کہ
میرے دو وزیر آسمان میں ہیں جبرئیلؑ اور میکائیلؑ اور دو وزیر
زمین میں ہیں ابوبکرؓ و عمرؓ۔ اور فرمایا اللہ کا شکر ہے جس نے
ان دونوں سے مجھے قوت دی۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے کنوئیں والے خواب میں دونوں کو دیکھا اور وزن والے خواب
میں دونوں کا وزنی ہونا دیکھا گیا۔ اور حضرت نے اس کی تعبیر
خلافت کے ساتھ دی۔ اور فرمایا کہ عمرؓ کی نیکیاں آسمان کے
تاروں کے برابر ہیں۔ پھر فرمایا کہ عمرؓ کی سب نیکیاں ابوبکرؓ کی
ایک نیکی کے برابر ہیں۔ اور اس حدیث میں جس میں حضرت عثمانؓ
کی تعریف ہے کہ میں اس شخص سے کیوں نہ حیا کروں جس سے فرشتے
حیا کرتے ہیں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
شیخینؓ کے ساتھ ایک طرح کا معاملہ کیا۔ اور حضرت ابو موسیٰؓ کی
حدیث میں ہے کہ حضرت نے شیخینؓ کو جنت کی بشارت ایک
ہی طرح سے دی بخلاف حضرت عثمانؓ کے۔ پھر یہ دونوں دفن
بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوئے۔ اور حضرت علی بن
حسین زین العابدین نے فرمایا کہ شیخینؓ کا تقرب دربار نبوت
میں آپ کی زندگی میں بھی ویسا ہی تھا جیسا کہ اب آپ کی وفات
کے بعد ہے۔ ان کے علاوہ اور بہت سی حدیثیں اسی اسلوب پر
ہیں پس اول دونوں ایک ہی قرن میں تھے اور یہ دوسرا قرن
اس وقت ختم ہوا جب دونوں نہ رہے۔ اس مقام پر معلوم ہوتا
ہے کہ ہم ابن اہتم خطیب شام کا خطبہ لکھ دیں جس میں انھوں نے
داد فصاحت دی ہے۔ دارمی نے بروایت خالد بن معدان نقل
کیا ہے کہ وہ کہتے تھے عبداللہ بن اہتم امیر المومنین عمر
بن عبدالعزیزؒ کے پاس عام لوگوں کے ساتھ گئے اور وہاں پہنچ کر
یکایک عمر بن عبدالعزیزؒ کے سامنے کھڑے ہوگئے اور اللہ کی حمد و ثنا بیان

ثم قال اما بعد فان الله خلق الخلق غنيًا
عن طاعتهم آمنًا لمعصيتهم والناس يومئذ
في المنازل والرأي مختلفون والعرب بشر
تلك المنازل اهل الحجر واهل الوبر تحتاز
دونهم طيبات الدنيا ورخاء عيشها لا يسئلون
الله جماعة ولا يتلون كتابًا ميتهم في النار
وحيهم اعمى نجس مع ما لا يحصى من المرغوب
عنه والمزهود فيه فلما اراد الله تعالى ان ينشر
عليهم رحمته بعث اليهم رسولًا من
انفسهم عزيز عليه ما عنتم حريص
عليكم بالمؤمنين رءوف رحيم
صلى الله عليه وسلم وعليه السلام
ورحمة الله وبركاته فلم يمنعهم
ذلك ان جرحوا في جسمه ونقبوا
في اسمه ومعه كتاب من الله
لا يقدم الا باذنه ولا يؤخر الا
باذنه فلما امر بالعزمة وحمل
على الجهاد انبسط لامر الله لونه فافلج
الله حجته واجاز كلمته واظهر دعوته
وفارق الدنيا تقيًا نقيًا ثم قام
بعده ابوبكر رضي الله عنه فسلك
سنته واخذ سبيله وارتدت
العرب او من فعل ذلك منهم فابى
ان يقبل منهم بعد رسول الله صلى الله
عليه وسلم الا الذي كان قابلًا

اس کے بعد کہا: اما بعد اللہ نے مخلوق کو پیدا کیا اور وہ ان کی اطاعت
سے بے نیاز اور ان کی نافرمانی سے بے خوف تھا۔ لوگ اس وقت
مختلف حالتوں میں تھے اور اہل عرب کی حالت سب سے بدتر
تھی، کیا پہاڑی اور کیا جنگلی۔ دنیاوی نعمتیں اور اس کے عیش
کی چیزیں ان کو نصیب نہ تھیں، چند لوگ مل کر کبھی اللہ سے
دعا نہ کرتے تھے اور نہ کوئی کتاب (آسمانی) پڑھتے تھے ان کے
مردے دوزخ میں جلتے تھے اور زندہ اندھے تھے نجس تھے
اور بہت سی باتیں قابل نفرت اور قابل ترک ان میں جمع تھیں
پھر جب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ ان پر اپنی رحمت نازل کرے تو
اس نے ایک رسول انہی کی قوم میں سے ان کے پاس بھیجا
(جس کی شان میں خود اس نے فرمایا کہ) شاق ہے اس پر
تمہارا سرکشی کرنا اور وہ حریص ہے تمہارے (ایمان لانے کے)
اور مومنوں پر رؤف و رحیم ہے۔ اللہ رحمت اور صلوٰۃ و سلام
نازل کرے ان پر مگر وہ کافر آپ کے جسم کو زخمی کرنے اور آپ کے
دین کو مٹانے سے باز نہ آئے۔ آپ کے ساتھ اللہ کی کتاب تھی
آپ بغیر حکم خدا کے آگے نہ بڑھتے تھے نہ پیچھے ہٹتے تھے، پھر
جب آپ کو تبلیغ کا حکم ملا اور جہاد کی ترغیب آپ کو دی گئی
تو حکم الٰہی کی تعمیل کرنے کے لئے آپ کی قوت مستعد ہوئی، پس
اللہ نے آپ کی حجت کو روشن کیا اور آپ کی بات بلند کی اور
آپ کی دعوت کو سب پر ظاہر کیا پھر آپ دنیا سے پاک اور صاف
تشریف لے گئے۔ آپ کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے اور
وہ آپ کے طریقہ پر چلے اور آپ کی راہ اختیار کی، عرب کے لوگ
مرتد ہو گئے، بعض لوگوں سے یہ حرکت ظاہر ہوئی تو وہ ہرگز اس
بات پر راضی نہ ہوئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد
وہ ان سے قبول کریں سوا اس بات کے جو حضرت قبول کرتے تھے

انتزعوا السيوف من أغمادها وأوقدوا النيران في
شعلها ثم تكبّ بأهل الحق أهل الباطل فلم يبرحوا
يقطعون أوصالهم ويسقون الأرض دماءهم
حتى أدخلوهم في الذي خرجوا منه و
قررهم بالذي نفروا عنه وقد كان أصاب
من مال الله بكرًا يرتوي عليه وحبشية
أرضعت ولدًا له فرأى ذلك عند موته
غصة في حلقه فأدى ذلك إلى الخليفة
من بعده وفارق الدنيا نقيًا تقيًا على
منهاج صاحبه ثم قام بعده عمر
ابن الخطاب رضي الله عنه فمصّر
الأمصار وخلط الشدة باللين وحسر
عن ذراعيه وشمّر عن ساقيه وأعدّ
للأمور أقرانها وللحرب آلتها فلما
أصابه قين المغيرة بن شعبة أمر
ابن عباس يسأل الناس هل يثبتون
قاتله فلما قيل قين المغيرة بن شعبة
استهل يحمد ربه أن لا يكون أصابه ذو حق
في الفيء فيحتج عليه بأنه إنما
استحل دمه بما استحل من حقه و
قد كان أصاب من مال الله بضعة
وثمانين ألفًا فكسر لها رباعه وكره
بها كفالة أولاده فأداها إلى
الخليفة من بعده وفارق الدنيا نقيًا تقيًا
على منهاج صاحبيه ثم إنك يا عمر

انھوں نے تلواروں کو میانوں سے نکال لیا اور آگ کے شعلے بلند
کر دیئے اور اہل حق کے ہاتھوں سے اہل باطل کو سرنگوں کر دیا اور
ان کے بند بند جدا کر دیئے اور زمین کو ان کے خونوں سے سیراب
کر دیا یہاں تک کہ انھوں نے ان کو پھر داخل کیا اسی دین میں
جس سے وہ نکل گئے تھے اور اسی دین پر ان کو قائم کر دیا جس
سے وہ بھاگتے تھے بیت المال سے انھوں نے ایک اونٹ لیا
تھا جس سے کچھ کام لیا کرتے تھے اور ایک حبشی لونڈی تھی
مگر آخر وقت میں ان کو یہ بھی گوارا نہ ہوا اور انھوں نے وہ
اونٹ اور لونڈی اپنے جانشین کو واپس دیدی اور وہ دنیا سے
پاک و صاف اپنے صاحب کی طرح گئے پھر ان کے بعد عمر بن
خطاب رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے جنھوں نے شہروں کو آباد کیا
اور سختی کو نرمی کے ساتھ مخلوط رکھا اور ہر کام کو مستعدی سے
انجام دیا ہر کام پر اس کے لائق آدمی مقرر کئے جہاد کے سامان
درست کئے۔ جب ان کو مغیرہ بن شعبہ کے غلام لوہار نے زخمی
کیا تو انھوں نے حضرت ابن عباسؓ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو
پوچھیں کہ آیا وہ سب قاتل کا نام جانتے ہیں، چنانچہ جب لوگوں
نے ان سے مغیرہ بن شعبہ کے لوہار کا نام لیا تو انھوں نے اپنے
پروردگار کا شکر ادا کیا کہ کسی ایسے شخص نے ان کو نہیں مارا
جس کا کچھ حق فئے میں ہو اور وہ قیامت کے دن یہ حجت
پیش کرے کہ میں نے ان کا خون اس وجہ سے حلال سمجھا کہ انھوں
نے میرا حق حلال سمجھا تھا۔ حضرت عمرؓ نے بھی بیت المال سے
کچھ اوپر اسی ہزار روپے لئے تھے مگر انھوں نے بھی اپنے لئے
ان کو گوارا نہ کیا اور اپنی اولاد کی کفالت کے لئے اس کو پسند نہ
کیا اور وہ اپنے جانشین کو واپس کر گئے اور دنیا سے پاک و صاف
مثل اپنے صاحبین کے گئے۔ پھر اے عمر بن عبدالعزیز تم دار و گیر

بقی الدنیا وبنات ملوکها وانقضاء لذتها
وبقیت فیما تلقون امثالها فینا وتبعتها
الفتنة حیث القاها الله تعالی وجمع نیها
وحطوها وقد رمتها الا ما ترون وقیت منها
واعطی الله ما ای جلالیك حولها وتشتت
باك کم بعثا فامض ولا تلتفت فانه
لا یعوز علی الحق شیء ولا یذل عن الباطل
حق اقول قولی هذا واستغفر الله لی ولـ
المؤمنین والمؤمنات قال ابو ایوب وکان
عمر بن عبد العزیز یقول ذلك قال لی
ابن الاهتم امض ولا تلتفت.

تغیر ثالث قتل حضرت ذی النورین واتچه
بران مترتب شد ودین اعظم تغیرات است
آنحضرت صلی الله علیه وسلم آن را حد فاصل
نهادند درمیان زمان خیر وزمان شر وبعض
اشارت، این تغیر را ساخته اند در احادیث
بسیار که بحیثیت اجتماعی متواتر باشد
وانتهی خلافت خاصه منتظمه منقطع شد
کما نص النبی صلی الله علیه وسلم
علی ذلك فی احادیث کثیرة وآنحضرت
صلی الله علیه وسلم در بسیارے از احادیث مجمع
مشایخ را جمع فرموده اند چنانکه در مقصد
اول بتفصیل واگر بچشم تامل دیده شود
هر جا ذکر خلافت خاصه منتظمه یا فتن
مذکور شد ذکر هر سه بزرگ

دنیا کے بیٹے ہو دنیا کے بادشاہوں سے پیدا ہوئے ہو دنیا کے پستان
سے تمہاری پرورش ہوئی ہے اور دنیا ہی میں تم بڑے ہوئے اور تم
دنیا کو اس کے جانے کی جگہ میں تلاش کرتے تھے مگر جب تم اس کو
الگ بنانے لگے (اپنے قبضہ میں) تو فتنے نے اس کو وہیں ڈال دیا
جہاں اس کو اللہ نے ڈالا تھا اور اس کو چھوڑ دیا اور اس سے
سب رونق کی دور ہوگئی ... مگر بقدر ضرورت۔ پس اللہ کا
شکر ہے جس نے فتنہ کے ذریعے ہمارے خصم دور کئے اور فتنہ کا
ذریعہ سے ہماری مصیبت دفع کی۔ پس (اے عمر) تم (اپنی راہ)
چلے جاؤ ادھر ادھر نہ دیکھو کیونکہ حق پر کوئی چیز غالب نہیں
ہوتی اور باطل سے کوئی چیز بہتر نہیں ہوتی۔ میں اس کلام کو
بیان کرنے کے بعد اللہ سے استغفار کرتا ہوں اپنے لئے اور تمام
مومنین ومومنات کے لئے۔ ابو ایوب کہتے تھے کہ عمر بن عبدالعزیز
جب کبھی بات نکلتی تھی تو کہا کرتے تھے کہ مجھ سے ابن اہتم
نے کہا کہ تم (اپنی راہ) چلے جاؤ ادھر ادھر نہ دیکھو۔

تیسرا تغیر حضرت ذوالنورینؓ کی شہادت کا اور وہ دوسرا امر
جو اس پر مترتب ہوئے یہ تغیر سب تغیرات سے بڑھا ہوا ہے۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تغیر کو زمانہ خیر وزمانہ شر
میں حد فاصل قرار دیا ہے اور (بعض) اشارہ کا مرجع اسی تغیر کو
بنایا ہے بہت سی حدیثوں میں جو بحیثیت مجموعی متواتر ہیں
اور اس تغیر سے خلافت خاصہ منتظمہ ختم ہوگئی جیسا کہ نبی صلی
اللہ علیہ وسلم نے بہت سی حدیثوں میں اس کو صاف بیان فرمایا
ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی حدیثوں
میں تینوں خلفاء کو ایک ساتھ ذکر فرمایا ہے جیسا کہ ہم (اس فصل
کے) مقصد اول میں بیان کر چکے۔ اور اگر تم غور سے دیکھو تو جہاں
کہیں خلافت خاصہ منتظمہ یا فتن کا ذکر ہے وہاں تینوں بزرگوں کا

یک جا آمدہ و خلافت خاصہ یا مداخلت در امور عظام بحضور آنحضرت و بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر جا کہ مذکور است ذکر شیخین ست لاغیر و آنجا قرون ثلثہ مشہود بالخیر منقطع شد و قرن ثالث مدت خلافت ذی النورین بود کہ قریب بدوازدہ سال بودہ است سیرت حضرت ذی النورین نسبت بسیرت شیخین مغایرتے داشت زیرا کہ گاہے از عزیمت برخصت نزول می نمود و امرائے حضرت ذی النورین نہ بر صفت امرا شیخین بودہ اند و انقیاد رعیت مر او را نہ مثل انقیاد رعیت با حضرت صدیق و فاروق بود چونکہ آں خشونت ہا از قوت بفعل نیامد و از دل و زبان بدست و سلاح انتقال نکردہ بود الا بعد اتمام ھذا القرن وھذا لا ینازع فیہ الا مکابر۔

بدان اسعدک اللہ تعالیٰ اگر در تاویل حدیثے اشکالے بہم رسید رجوع بحدیث دیگر کن تا مطلع شود بر مقصد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دراں حدیث پیش تو منقح شود کہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مثل قرآن ست یشبہ بعضہ بعضا قال اللہ تعالیٰ کِتٰبًا مُّتَشَابِھًا مَّثَانِیَ و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غالبا ہر مضمون را بعبارات مختلفہ و اسالیب متنوعہ بیان فرمودہ اند در حدیث خَیْرُ النَّاسِ قَرْنِیْ ثُمَّ

ذکر ایک ساتھ ہو اور جہاں کہیں خلافت خاصہ کا ذکر آنحضرت کے سامنے یا آپ کے پیچھے مہمات میں مداخلت کے ساتھ ہے وہاں بھی صرف شیخین رضی اللہ عنہما کا ذکر ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے وہ تینوں قرن جن کی خیریت کی شہادت (احادیث میں) دی گئی ہے ختم ہو گئے۔ تیسرا قرن حضرت ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ تھا جو قریب بارہ سال کے رہے۔ حضرت ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی روش میں بہ نسبت شیخین رضی اللہ عنہما کی روش کے کچھ فرق تھا کیونکہ حضرت ذوالنورین رضی اللہ عنہ کبھی عزیمت سے رخصت کی طرف اتر آیا کرتے تھے اور ان کے حکام بھی شیخین رضی اللہ عنہما کے حکام کے مثل نہ تھے اور رعیت بھی ان کی ویسی مطیع نہ تھی جیسی حضرت صدیق اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہما کی مطیع تھی گو ویسی خشونت بھی (رعیت کی طرف سے) ظاہر نہیں ہوئی تھی اور (مخالفت کی کیفیت) دل و زبان سے ہاتھ اور ہتھیار کی طرف منتقل نہ ہوئی تھی مگر بعد پورے ہو جانے اس قرن کے۔ ان باتوں میں سوا مکابر کے کوئی نزاع نہیں کر سکتا۔

(اے عزیز!) اللہ تم کو نیکبخت کرے اس بات کو سمجھو کہ اگر حدیث کا مطلب سمجھنے میں کوئی مشکل پیش آجائے تو دوسری حدیث کی طرف رجوع کرو تاکہ جو اصل مقصد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اس حدیث میں ہے وہ تم پر واضح ہو جائے کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں بھی مثل قرآن کے ایک دوسرے کے مشابہ ہیں (جیسا کہ) اللہ تعالیٰ نے (قرآن کی نسبت) فرمایا ہے کہ یہ کتاب ہے متشابہ اور مثانی اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر مضمون کو مختلف عبارتوں اور طرح طرح کے اسلوب کے ساتھ بیان فرمایا ہے (دیکھو) اس حدیث میں ہے کہ سب سے بہتر میرا قرن ہے پھر اسکے بعد

الذین یلونهم ثم الذین یلونهم ثم ینشأ قوم
تسبق ایمانهم شهادتهم وتسبق شهادتهم ایمانهم
وفی لفظ ثم یفشو الکذب انهم از خیریت
قرون اولیٰ وشریت قرون آخره تنبیه تو
در گوشۂ خاطر خود نگاه دار بعد از آں حدیث تدور
رحی الاسلام لخمس وثلثین سنة فان یهلکوا
بر خواں ومفهوم آں را منقح کن ودر گوشۂ نگاه
دار ولفظ رحی الاسلام با خیریتے که از حدیث
اولیٰ دانستہ بسنج ولفظ هلاک که عقب آں
واقع شد بلفظ تسبق ایمانهم الخ ولفظ یفشو
الکذب بسنج مضمون یکے را عین مضمون دیگر
خواہی یافت وتاریخ خمس وثلثین از یں موازنہ
در نظر سرسری زیادہ می نماید لیکن چوں نیک بنگری
عین معنی قرون ثلثہ است بنا دیدہ که ما
آں را بیان نمودیم نزدیک توافق اکثر امور حمل آں
قید یکے در مطلق دیگر افزودہ محکم یکے متشابہ
دیگر را تاویل ساخت۔

بعد از یں بنگر در حدیث دیگر بعون الخلافۃ
بالمدینۃ والملک بالشام لفظ
خلافت را که با ملک قسیم ساختند ببین
که از میان ایں مقابلہ چہ بے زاید پس
بشناس از یں قرون ثلثہ ممدوحہ یکے
قرن نبوت است ودو قرن خلافت و
آں ہمہ در مدینہ بودہ است وبعد آں دو
گاہے در مدینہ سلطنت مستقر نشد

وہ لوگ جو میرے قرن کے بعد ہوں گے پھر وہ جو اُن کے بعد ہوں گے
اس کے بعد کچھ لوگ ایسے پیدا ہوں گے کہ اُن کی قسمیں اُن کی
گواہیوں سے آگے اور اُن کی گواہیاں اُن کی قسموں سے آگے چلیں گی
اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے بعد جھوٹ کا رواج ہو جائیگا
جو کچھ بہتری اگلے قرنوں کی اور بُرائی اُن کے بعد والے قرنوں
کی تم سمجھے ہو اس کو خیال رکھو اس کے بعد یہ حدیث دیکھو کہ
اسلام کی چکی پینتیس برس چلے گی اور اس کے مطلب کی
تنقیح کر کے اس کو بھی خیال رکھو۔ اور اسلام کی چکی کے لفظ
اس بہتری کے ساتھ جو اس پہلی حدیث سے تم کو معلوم ہوئی
وزن کرو اور لفظ ہلاک کو جو دوسری حدیث میں ہے پہلی
حدیث کے اس لفظ سے کہ لوگوں کی قسمیں ان کی گواہیوں سے
آگے چلیں گی اور جھوٹ رائج ہو جائے گا موازنہ کرو تو ایک کا
مضمون بعینہ دوسرے کا مضمون پاؤ گے۔ پینتیس برس کے
لفظ اس موازنہ میں سرسری نظر سے تو زیادہ معلوم ہوتے ہیں
لیکن جب تم خوب غور سے دیکھو گے تو اس کے معنے اور قرون
ثلثہ کے معنے ایک پاؤ گے بلحاظ اس معنے کے جو ہم نے بیان کئے
جب (دو حدیثوں میں) اکثر باتیں مشترک ہوں تو (بعض میں)
ایک کی قید دوسرے کی مطلق پر بڑھا دینا چاہیے اور ایک کے
محکم سے دوسرے کے متشابہ کی تاویل کرنا چاہیے۔

پھر اس سے آگے بڑھو اور یہ حدیث دیکھو کہ خلافت مدینہ میں
ہوگی اور سلطنت شام میں (اس حدیث میں) خلافت اور سلطنت
کو باہم دو مقابل قرار دیا گیا ہے۔ دیکھو کہ اس مقابلہ سے کیا بات
پیدا ہوتی ہے تم کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ تین قرن جن کی تعریف
کی گئی ہے ایک قرن نبوت کا اور دو قرن خلافت اور یہ سب
مدینہ میں تھے ان قرنوں کے بعد کبھی مدینہ میں سلطنت نہیں ہوئی

اشارہ بکدام واقعہ است ودر زمان آں واقعہ کہ اشارہ بوے است الی غیر ذلک من الاحادیث۔

بالجملہ ذہن خود را صفائی کن از شوب کدورات و بعض احادیث را با بعض منطبق ساز تا مقصود کلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بر تو روشن شود بعد ازاں اخبار احبار اہل کتاب و آثار صحابہ کرام بیاد آر تا اطمینان حاصل گردد و اگر با وجود استعمال ایں طریق کاسے مقصود معنے منقح نشد از تنقیح معانی سنت خود را معذور باید داشت کہ دریں مبحث بہتر ازیں طریق بدست نخواہد آمد و دریں مسئلہ زیادہ تر ازیں طریق در کاثرہ مستوفرہ میسر نخواہد شد چنانچہ در باب صلوٰۃ و زکوٰۃ ہم ست

اذا لم تستطع امرًا فدعہ
وجاوزہ الی ما تستطیع

بالجملہ اختلاف دریں قرون مانند اختلاف اصناف است درمیان نوع واحد بیک حساب ہمہ واحد است و بیک حساب مختلف وشتٰی لہذا در حدیث رحی الاسلام ہمہ را در یک مرتبہ شمردہ اند و در حدیث الخلافۃ بالمدینۃ والملک بالشام ہمہ را بیک منزلت نہادہ اند و در حدیث نبوت و رحمت ہمہ را یک وصف اثبات نمودند و در حدیث فتن کہ از مسند حذیفہ است ہمہ را زمان استقامت گفتہ اند و در حدیث گرز بن علقمہ ہمہ را

یہ کس واقعہ کی طرف اشارہ ہے اور وہ واقعہ کس زمانہ میں ہوا۔

المختصر اپنے ذہن کو کدورتوں کی آمیزش سے صاف کرو اور بعض حدیثوں کو بعض حدیثوں کو بعض پر منطبق کرو تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کا مقصد تم پر واضح ہوجائے۔ اس کے بعد علمائے اہل کتاب کی خبروں کو دیکھو اور صحابۂ کرام کے آثار کو یاد کرو تاکہ پورا اطمینان حاصل ہوجائے اور اگر اس طریقے کے بعد بھی کچھ کام نہ نکلے اور حدیث کے معنے منقح نہ ہوں تو احادیث کے معنے سمجھنے سے اپنے آپ کو معذور سمجھنا چاہیئے کیونکہ اس بحث میں اس سے بہتر کوئی طریقہ نہ ملے گا اور کسی مسئلہ میں اس سے زیادہ کثرت سے روایتیں نہ ملیں گی جیسے کہ نماز اور زکوٰۃ کے مسائل میں بھی۔ (ترجمۂ شعر) جب تم کسی کام کو نہ کرسکو تو اس کو چھوڑ دو۔ اور وہ کام اختیار کرو جو کرسکتے ہو۔

حاصل یہ کہ ان قرونِ ثلٰثہ میں اختلاف ویسا ہی ہے جیسا کہ ایک نوع[1] کے اصناف میں باہم اختلاف ہوتا ہے کہ ایک اعتبار سے وہ سب اصناف ایک ہیں اور ایک اعتبار سے مختلف ہیں اسی وجہ سے اسلام کی چکی والی حدیث میں تینوں خلافتوں کو ایک ہی درجہ میں رکھا ہے اور خلافت کے مدینہ میں ہونے اور سلطنت کے شام میں ہونے کی حدیث میں تینوں خلافتوں کو ایک مرتبہ میں رکھا ہے اور نبوت و رحمت اور خلافت و رحمت والی حدیث میں تینوں خلافتوں کے لئے ایک صفت ثابت کی۔ اور حدیث فتن میں جو حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے تینوں خلافتوں کو استقامت کا زمانہ کہا ہے اور گرز بن علقمہ کی حدیث میں سب کے

[1] نوع اور صنف میں فرق یہ ہے کہ باہم اول میں یا متعدد [illegible]

در مراتب نبوت و خلافت هستند چون تغیر ظهور پیوست شکل عالم برگشت و تغایر نمود بنسبت زمان اول لهذا گفته اند در این تغیر پنج حادثه واقع شد و آنحضرت صلی الله علیه وسلم شرح و تفصیل آن پنج حادثه فرموده اند بما لا مزید علیه. أخرج الشيخان عن حذيفة قال كان الناس يسألون رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الخير وكنت أسأله عن الشر مخافة أن يدركني قال قلت يا رسول الله إنا كنا في جاهلية وشر فجاءنا الله بهذا الخير فهل بعد هذا الخير من شر قال نعم قلت فهل بعد ذلك الشر من خير قال نعم وفيه دخن قلت وما دخنه قال يستنون بغير سنتي ويهدون بغير هديي تعرف منهم وتنكر قلت فهل بعد ذلك الخير من شر قال نعم دعاة على أبواب جهنم من أجابهم إليها قذفوه فيها قلت يا رسول الله صفهم لنا قال هم من جلدتنا ويتكلمون بألسنتنا قلت فما تأمرني إن أدركني ذلك قال تلزم جماعة المسلمين

ترقی اسلام کا زمانہ بتایا ہے جب یہ قرون ثلاثہ گزر گئے اور جب بڑا تغیر ظاہر ہوا تو عالم کی شکل بدل گئی اور بہ نسبت پہلے زمانہ کے تغیر لوگوں کی ظاہر ہوا اس تغیر کے تحت میں پانچ فتنے [illegible] واقع ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پانچوں حادثوں کی تفصیل اس شرح وبسط سے فرمائی ہے کہ جس سے زیادہ ممکن نہیں۔ شیخین نے حضرت حذیفہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کو پوچھا کرتے تھے اور میں آپ سے شر کو پوچھا کرتا تھا اس خوف سے کہ کہیں وہ مجھ پر نہ آجائے چنانچہ (ایک روز) میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم جاہلیت میں اور شر میں (مبتلا) تھے پھر اللہ اس خیر (یعنے اسلام) کو لایا تو کیا اس خیر کے بعد پھر شر ہوگا۔ حضرتؐ نے فرمایا ہاں۔ میں نے عرض کیا کہ پھر اس شر کے بعد خیر ہوگا۔ حضرتؐ نے فرمایا ہاں مگر اس میں تاریکی ہوگی[1] میں نے عرض کیا کہ تاریکی اس کی کیا ہوگی۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ لوگ میری سنت کو چھوڑ کر دوسروں کی سنت پر عمل کریں گے اور میری روش چھوڑ کر دوسروں کی روش پر چلیں گے تم لوگ ان کی کچھ باتیں پسند کرو گے کچھ ناپسند۔ میں نے عرض کیا کہ کیا پھر اس خیر کے بعد شر ہوگا آپ نے فرمایا ہاں کچھ لوگ جہنم کے دروازوں پر کھڑے ہو کے لوگوں کو بلائیں گے جو ان کا کہنا مانے گا اس کو وہ جہنم میں ڈال دیں گے۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ان لوگوں کی پہچان ہم سے بیان کیجئے۔ حضرتؐ نے فرمایا وہ ہماری ہی قوم سے ہوں گے اور ہماری ہی زبان بولیں گے میں نے عرض کیا کہ آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں اگر وہ زمانہ مجھ پر آجائے فرمایا کہ تم مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کے ساتھ رہنا

[1] دخن دھوئیں کو کہتے ہیں [illegible]

وامامهم قلت فان لم تكن لهم جماعة
ولا امام قال فاعتزل تلك الفرق
كلها ولو ان تعض باصل شجرة حتى
يدركك الموت وانت على ذلك
وفي رواية قلت يارسول الله انا كنا
في جاهلية وشر فجاءنا الله بهذا الخير
فهل بعد هذا الخير من شر قال
نعم قلت وهل بعد ذلك الشر من
خير قال نعم وفيه دخن قال قلت
وما دخنه قال قوم يهدون بغير
هديي تعرف منهم وتنكر فقلت
فهل بعد ذلك الخير من شر قال
نعم دعاة على ابواب جهنم من
اجابهم اليها قذفوه فيها قلت
يارسول الله صفهم لنا من هم
قال هم من جلدتنا ويتكلمون
بالسنتنا قلت فما تأمرني ان
ادركني ذلك قال تلزم جماعة
المسلمين وامامهم قلت فان لم تكن
لهم جماعة ولا امام قال فاعتزل تلك
الفرق كلها ولو ان تعض باصل شجرة حتى
يدركك الموت وانت على ذلك وفي رواية
قلت فما العصمة يارسول الله قال السيف
قلت وهل بعد السيف بقية قال
نعم يكون امارة على اقذاء

میں نے عرض کیا اگر مسلمانوں کی کوئی جماعت اور کوئی امام (اس
وقت) نہ ہو۔ فرمایا تو تم ان تمام فرقوں سے علیحدہ رہنا اور
اگر تم کسی درخت کی جڑ دانتوں سے پکڑ کر بیٹھ جاؤ اور اسی حال میں
تم کو موت آجائے (تو یہ سب سے بہتر ہوگا)۔ اور ایک روایت میں ہے
کہ (حضرت حذیفہؓ نے کہا) میں نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم لوگ
جاہلیت اور شر میں (مبتلا) تھے پھر اللہ نے اس خیر کو ہم میں
لایا تو کیا اس خیر کے بعد پھر شر ہوگا؟ فرمایا کہ ہاں۔ میں نے
عرض کیا کہ کیا اس شر کے بعد پھر خیر ہوگا۔ فرمایا ہاں مگر اس
میں تاریکی ہوگی۔ میں نے عرض کیا کہ تاریکی کیسی۔ فرمایا لوگ
میری روش چھوڑ کر دوسروں کی روش پر چلیں گے تم لوگ
ان کی کچھ باتیں پسند کروگے کچھ ناپسند۔ میں نے پوچھا کہ پھر اس
خیر کے بعد شر ہوگا۔ فرمایا ہاں۔ کچھ لوگ جہنم کے دروازوں پر کھڑے
ہوئے لوگوں کو بلائیں گے جو ان کا کہنا مان لے گا اس کو جہنم میں
ڈال دیں گے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! ان کی کچھ پہچان ہم
سے بیان کیجئے کہ وہ کون لوگ ہوں گے۔ فرمایا وہ لوگ ہماری ہی
قوم سے ہوں گے اور ہماری ہی زبان بولیں گے۔ میں نے عرض
کیا کہ آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں اگر وہ زمانہ مجھے ملے۔ آپ نے فرمایا
تم مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کے ساتھ رہنا۔ میں نے
عرض کیا کہ اگر (اس وقت) مسلمانوں کی کوئی جماعت اور امام نہ
ہو تو تم ان تمام فرقوں سے علیحدہ ہو جانا۔ اور اگر تم کسی درخت کی
جڑ دانتوں سے پکڑ لو یہاں تک کہ اسی حال میں تم کو موت آجائے
(تو یہ سب سے بہتر ہے)۔ اور ایک روایت میں ہے کہ (حضرت حذیفہؓ
کہتے تھے) میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! اس فتنہ میں بچاؤ
کی صورت کیا ہے۔ فرمایا کہ تلوار۔ میں نے پوچھا کہ تلوار کے بعد بھی
کچھ فتنہ باقی رہے گا۔ فرمایا سلطنت ہوگی بشوب چشم کے ساتھ

وهدنة على دخن قال قلت ثم ماذا قال ثم
يخرج الدجال بعد ذلك معه نهر ونار فمن وقع
في نارها وجب اجره وحط وزره ومن
وقع في نهره وجب وزره وحط اجره
قال البغوي قوله فما العصمة قال السيف
كان قتادة يضعه على اهل الردة
كانت في زمن الصديق رضي الله عنه
وقوله هدنة على دخن معناه صلح
على بقايا من الضغن وذلك ان الدخان
اثر من النار قال ابو عبيد اصل
الدخن ان يكون في لون الدابة او
الثوب او غير ذلك كدورة الى
سواد وفي بعض الروايات قلت يا رسول
الله الهدنة على الدخن ما هي قال لا
يرجع قلوب بني ادم عن الذي كانت
عليه ويروى جماعة على اقذاء يقول
يكون اجتماعهم على فساد من القلوب
شبهه باقذاء العين۔

فتنۂ اولیٰ مشتمل بر سہ حادثۂ عظیمہ مبدأ
این فتنہ خلافت حضرت مرتضیٰ است آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نخست از خلافت حضرت مرتضیٰ
خبر داد کہ منتظم نشود وازاں متألم شدند
فی الخصائص اخرج الطبرانی وابو نعیم
عن جابر بن سمرۃ قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی

اور صلح ہوگی تیرگی کے ساتھ۔ میں نے پوچھا کہ پھر کیا ہوگا آپ
نے فرمایا پھر اس کے بعد دجال نکلے گا اس کے ساتھ ایک نہر
ہوگی اور آگ ہوگی جو شخص اس کی آگ میں پڑے گا اس کا
ثواب خدا کے ذمہ ہے اور اس کے سب گناہ معاف ہو جائیں گے
اور جو شخص اس کی نہر پر گرے گا اس کے گناہ ثابت ہو جائیں گے
اور اس کا ثواب ضائع ہو جائے گا۔ بغوی نے کہا ہے کہ وہ فتنہ
جس کا بچاؤ تلوار سے ہوگا قتادہؓ کہتے تھے کہ وہ اہل ردت کا فتنہ
ہے جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد میں ہوا اور صلح تیرگی
کے ساتھ ہوگی اس کا مطلب یہ ہے کہ صلح کے بعد بھی کینے باقی
رہ جائیں گے جس طرح آگ سے دھواں پیدا ہوتا ہے۔ اور ابو عبید
نے کہا ہے کہ دخن (جس کا ترجمہ تیرگی کیا گیا) اصل میں اس کو
کہتے ہیں کہ کسی جانور یا کپڑے وغیرہ کے رنگ میں کچھ سیاہی
مائل پن سا ہی ہو۔ اور بعض روایات میں ہے کہ (حضرت حذیفہؓ
کہتے تھے) میں نے پوچھا یا رسول اللہ صلح تیرگی کے ساتھ
ہوگی اس کا کیا مطلب؟ آپ نے فرمایا کہ بنی آدم کے قلوب جس حالت
پر ہوں گے اس سے نہ پھریں گے۔ اور ایک روایت میں (بجائے
مسالمت کے) جماعت آشوب چشم کے ساتھ ہوگی (مروی) ہے
مطلب یہ ہے کہ لوگوں کا اجتماع فساد قلب کے ساتھ ہوگا
حضرتؐ نے اس فساد قلب کو آشوب چشم سے تشبیہ دی ہے۔

فتنۂ اول جو تین بڑے بڑے حادثوں پر شامل ہے۔

اس فتنہ کی ابتداء حضرت مرتضیٰ کی خلافت سے ہے۔ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی حضرت مرتضیٰ کی خلافت سے خبر دی
کہ وہ منتظم نہ ہوگی اور آپ اس سے رنجیدہ ہوئے۔ خصائص میں
ہے کہ طبرانی اور ابو نعیم نے جابر بن سمرہ سے روایت کی ہے کہ
وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ

قال لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أحذركم سبع فتن تكون بعدي فتنة تقبل من المدينة وفتنة بمكة وفتنة تقبل من اليمن وفتنة تقبل من الشام وفتنة تقبل من المشرق وفتنة تقبل من المغرب وفتنة من بطن الشام وهي السفياني قال فقال ابن مسعود منكم من يدرك أولها ومن هذه الأمة من يدرك آخرها قال الوليد بن عياش فكانت فتنة المدينة من قبل طلحة والزبير وفتنة الشام من قبل بني أمية وفتنة المشرق من قبل هؤلاء۔

حادثۂ ثانیہ حرب صفین و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از آں خبر دادہ در خبر صحیح آخرجہ الشیخان عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقوم الساعۃ حتی تقتتل فئتان عظیمتان یکون بینہما مقتلۃ عظیمۃ دعواہما واحدۃ۔ ایں کلمہ اشارت است بآنکہ اہل شام مصحف بر داشتند کہ درمیان ما و شما ہمیں قرآن است و حضرت مرتضیٰ فرمود کہ ایں قرآن قرآن صامت است و من قرآن ناطقم واخرج البخاری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعمار تقتلک الفئۃ الباغیۃ و آں منتہی شد بتحکیم و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایں قصہ را بلفظے بیان فرمود کہ مشعر باشد بآنکہ

ہم سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم لوگوں کو سات فتنوں سے ڈراتا ہوں جو میرے بعد ہوں گے۔ ایک فتنہ مدینہ سے شروع ہوگا اور ایک مکہ سے اور ایک یمن سے اور ایک شام سے اور ایک مشرق سے اور ایک مغرب سے اور ایک وسط شام سے جس کا نام سفیانی ہوگا۔ حضرت ابن مسعودؓ نے اس حدیث کو بیان کرکے کہا کہ تم میں سے بعض لوگ ابتدائی فتنوں کا زمانہ پائیں گے اور اس امت میں بعض لوگ ایسے ہوں گے جو آخری فتنہ کا زمانہ پائیں گے ولید بن عیاش بیان کرتے تھے کہ فتنہ مدینہ کا تو طلحہ و زبیر کے سبب سے ہوا اور فتنہ شام کا بنی امیہ کے سبب سے اور فتنہ مشرق کا اُن لوگوں (یعنے اہل عراق) کے سبب سے ہوا۔

حادثۂ دوم جنگ صفین۔ اس کی خبر بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان کی تھی جس کی روایت صحیح ہے۔ شیخینؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ دو بڑے گروہ باہم قتال کریں گے۔ ان میں سخت جنگ ہوگی دونوں کا دعویٰ ایک ہوگا۔ یہ کلمہ اشارہ ہے اس طرف کہ اہل شام نے مصحف اٹھایا اور کہا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان میں یہی حکم ہے۔ اور حضرت مرتضےٰؓ نے فرمایا کہ یہ قرآن ساکت ہے اور میں قرآن ناطق ہوں۔ اور بخاری نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عمارؓ سے فرمایا کہ تم کو گروہ باغی قتل کرے گا۔ یہ جنگ تحکیم پر ختم ہوئی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس واقعہ کو ایسے الفاظ میں بیان فرمایا جس سے معلوم ہو کہ

ملہ یہ آخری لڑائی کا نام ہے جو حضرت علی اور حضرت معاویہ کے درمیان ہوئی۔ صفین میں متعدد لڑائیاں ہوئیں یہاں تک کہ فتح حضرت علیؓ کی ہونے والی تھی کہ اہل شام نے نیزوں پر قرآن اٹھا دئے اور کہا کہ قرآن ہمارے تمہارے درمیان حکم ہے۔ حضرت علیؓ نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو اور حضرت معاویہؓ نے حضرت عمرو بن عاصؓ کو حکم بنایا تاکہ دونوں مل کر فیصلہ کریں۔ دونوں حکم شعبان ۳۷ھ میں فیصلہ کے لئے جمع ہوئے۔ اسی تحکیم پر اس لڑائی کا خاتمہ ہوا۔

سہام متواسہ سستی گردد ومرضی شارع نبود۔

حادثہ ثالثہ حرب نہروان و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آں را در خبر متواتر بیان فرمودند وارشاد نمودند کہ در حین فرقت مسلمین بظہور خواہد آمد و متولی قتل آں فریق اولیٰ بالحق باشد و آں یکے از حسنات عظیمہ آں جماعت خواہد بود بعد ازیں سہ حادثہ واقعہ حضرت مرتضیٰ بظہور آمد و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیان آں در حدیث مستفیض فرمودند و قاتل حضرت مرتضیٰ را اشقی الآخرین گفتند اخرج الحاکم فی حدیث طویل عن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ قال کنت انا وعلی رفیقین فی غزوۃ ذی العشیرۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا احدثکما باشقی الناس رجلین قلنا بلی یا رسول اللہ قال احیمر ثمود الذی عقر الناقۃ والذی یضربک یا علی علی ہذہ یعنی قرنہ حتی تبتل من الدم لحیتہ۔

وحادثہ اولیٰ ابتداء آں صلح حضرت امام حسن با معاویہ بن ابی سفیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آں را در حدیث صحیح بیان فرمودند اخرج البخاری عن الحسن قال لقد سمعت ابا بکرۃ

یہ جنگ طرح طرح کے فسادوں کی بنیاد ہو گئی اور شارع کو پسندیدہ نہیں ہے۔

حادثہ سوم جنگ نہروان ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متواتر حدیث میں بیان فرمایا ہے اور ارشاد کیا ہے کہ مسلمانوں کے افتراق کے وقت یہ جنگ ہوگی اور خوارج کو وہ فریق قتل کریگا جو اولیٰ بالحق ہوگا اور یہ جنگ اس جماعت کے حسنات عظیمہ سے ہوگی۔ ان تینوں حادثوں کے بعد حضرت مرتضیٰ کی شہادت کا واقعہ پیش آیا جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث مستفیض میں بیان فرمایا ہے اور حضرت مرتضیٰ کے قاتل کو اشقی الآخرین کی مذمت سے یاد کیا ہے۔ حاکم نے ایک طویل حدیث میں عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں اور علی غزوۂ ذوالعشیرہ میں ساتھ ساتھ تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم سے بیان کروں کہ تمام دنیا میں سب سے زیادہ بدبخت کون دو آدمی تھے۔ ہم لوگوں نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ (بیان فرمایئے) آپ نے فرمایا۔ قبیلہ ثمود کا وہ شخص جس نے ناقہ (صالح علیہ السلام) کے پیر کاٹے تھے اور وہ شخص اے علیؓ! جو تمہارے سر میں مارےگا یہاں تک کہ تمہاری داڑھی تمہارے سر کے خون سے تر ہو جائیگی۔

حادثہ اوّل۔ ابتداء اس کی وہ صلح تھی جو حضرت امام حسنؓ نے حضرت معاویہؓ بن ابی سفیان سے کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حدیث صحیح میں بیان فرمایا ہے۔ بخاری نے حسن (بصری) سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے حضرت ابوبکرہ

لے جنگ نہروان اس جنگ کا نام ہے جو حضرت علی مرتضیٰ اور خوارج کے درمیان ہوئی نہروان ایک مقام کا نام ہے [illegible] ۳۸ ہجری میں ہوئی [illegible] حضرت علی مرتضیٰ [illegible] حضرت ابو موسیٰ اشعری [illegible] فیصلہ [illegible] حضرت علی مرتضیٰ نے [illegible] حضرت علی مرتضیٰ کی زبانوں میں [illegible] کے مرضی مطلب شارع تھی

رضی اللہ عنہ قال بینا النبی صلی اللہ
علیہ وسلم یخطب جاء الحسن فقال ابنی هذا
سید ولعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین من
المسلمین. بعد ازاں از حقیقت این هدنه خبر
داد کہ امارۃ علی اقذاء وهدنۃ علی
دخن. باز استقلال معاویہ بن ابی سفیان
بپادشاہی بیان فرمودند اخرج ابن ابی شیبۃ
عن معاویۃ قال ما زلت اطمع فی الخلافۃ منذ
قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا معاویۃ
ان ملکت فاحسن.

فتنۂ ثانیہ مشتمل بر حوادث چند
یکے شہادت حضرت امام حسین فی المشکوۃ
معجزا قال البیہقی عن ام الفضل بنت
الحارث انها دخلت علی رسول اللہ

رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ ایک روز نبی صلی اللہ علیہ
وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے کہ حسن آئے تو حضرت رسول صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سید ہے امید ہے کہ اللہ اس کے ذریعہ
سے مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرا دے گا۔ اس کے
بعد آپ نے اس ہدنہ کی حقیقت بیان فرمائی کہ سلطنت ہوگی
آشوب چشم کے ساتھ اور صلح ہوگی کدورت کے ساتھ پھر
حضرت معاویہ کی بادشاہی کا مستقل ہوجانا بیان فرمایا چنانچہ
ابن ابی شیبہ نے حضرت معاویہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے
تھے مجھے خلافت کی تمنا اس وقت سے پیدا ہوئی جب سے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا اے معاویہ
اگر تم بادشاہ ہوجاؤ تو رعیت کے ساتھ عمدہ سلوک کرنا۔

فتنۂ دوم۔ یہ فتنہ بھی چند حوادث پر مشتمل ہے
اول شہادت حضرت امام حسین مشکوۃ میں بحوالہ بیہقی ام الفضل
بنت حارث منقول ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں

لہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد [illegible]

[illegible]

قال کیف بک یا ابا ذر اذا کان بالمدینۃ جوع تقوم عن فراشک و لا تبلغ مسجدک حتی یجھدک الجوع قال قلت اللہ و رسولہ اعلم قال تعفف یا ابا ذر کیف بک یا ابا ذر اذا کان بالمدینۃ موت یبلغ البیت العبد حتی انہ یباع القبر بالعبد قال قلت اللہ و رسولہ اعلم قال تصبر یا ابا ذر قال کیف بک یا ابا ذر اذا کان بالمدینۃ قتل تغمر الدماء احجار الزیت قال قلت اللہ و رسولہ اعلم قال تاتی من انت منہ قال قلت والبس السلاح قال شارکت القوم اذا قلت فکیف اصنع یا رسول اللہ قال ان خشیت ان یبھرک شعاع السیف فالق ناحیۃ ثوبک علی وجھک لیبوء باثمک واثمہ شرم استقلال کے سبب

تو حضرت نے فرمایا اے ابوذرؓ! تمہارا کیا حال ہوگا جب مدینہ میں بھوک کا غلبہ ہوگا اور تم اپنے بستر سے اٹھ کر مسجد تک نہ پہنچ پاؤ گے کہ بھوک سے بیتاب ہو جاؤ گے وہ کہتے تھے میں نے عرض کیا کہ اللہ و رسول کو خوب علم ہے تو آپ نے فرمایا اے ابوذرؓ! (سوال سے) بچنا۔ پھر آپ نے فرمایا اے ابوذرؓ! تمہارا کیا حال ہوگا جب مدینہ میں موت (کی یہ کثرت) ہوگی کہ ایک قبر کی قیمت ایک غلام کے برابر ہو جائے گی۔ میں نے عرض کیا کہ اللہ اور رسولؐ کو خوب علم ہے۔ فرمایا اے ابوذرؓ! صبر کرنا۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ اے ابوذرؓ! تمہارا کیا حال ہوگا جب مدینہ میں قتل (عام) ہوگا ایسا کہ احجار زیت خون میں ڈوب جائیں گے۔ میں نے کہا کہ اللہ و رسولؐ کو خوب علم ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم اپنے گھر میں بیٹھ رہنا۔ میں نے عرض کیا کہ کیا ہتھیار ہاتھ میں لوں؟ آپ نے فرمایا کہ اگر ایسا کرو گے تو تم بھی ان کے شریک سمجھے جاؤ گے۔ میں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ پھر کیا کروں فرمایا کہ اگر تم کو اس بات کا اندیشہ ہو کہ تلوار کی چمک تمہاری آنکھوں کو خیرہ کر دے گی تو تم اپنے کپڑے کا دامن اپنے چہرہ پر ڈال لو تاکہ وہ شخص تمہارا گناہ اور اپنا گناہ اپنے سر لے لے۔ جیسا اسی استقلال کے سبب

لہ [illegible] ... حضرت ابن زبیرؓ ... [illegible] ... خانہ کعبہ ... [illegible]

... وانما الکعبۃ ... وانما قصدوا ابن الزبیر ولم یھدم یزید الکعبۃ ... باتفاق المسلمین ... فاحترقت الکعبۃ ... ابن الزبیر ... [illegible] ... الاعتدال ...

خروج عبداللہ بن زبیر و آں را نیز خبر دادہ چہارم
خروج ابراہیم بن اشتر برائے جنگ عبید اللہ بن زیاد
پنجم تسلط مختار بر کوفہ و ازاں حال نیز خبر دادند کہ
فی ثقیف کذاب و مبیر. تخریج للترمذی عن
ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فی ثقیف کذاب و مبیر قال عبد اللہ بن عصمۃ
یقال الکذاب ھو المختار بن ابی عبید والمبیر
ھو الحجاج بن یوسف (و) روی مسلم فی
الصحیح حین قتل الحجاج عبد اللہ بن الزبیر
قالت اسماء ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم حدثنا ان فی ثقیف کذابا و مبیرا
ششم قتال مصعب با مختار ہفتم قتال ضحاک
بن قیس با مروان ہشتم قتال عبد الملک با مصعب
نہم ظہور حجاج و ظلم او و آنحضرت صلی اللہ علیہ
آں را بیان فرمودند و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ازیں مقاتلات خبر دادند بکلمہ دعاۃ علی
ابواب جہنم.

بدرۂ ثانیہ آمد بعد اللتیا والتی امر سلطنت بر
عبد الملک مستقر شد و ہمہ اہل اسلام تحت حکم او در آمدند
و اولاد او و احفاد او نیز در عالم ہمیں نسق فرمانروائی
کردند و در حدیث شریف بیان حکومت ایں
فریق آمدہ است اخرج البخاری من حدیث
ابی ہریرۃ ہلکۃ امتی علی ایدی غلمۃ من قریش
و اخرج الحاکم عن ابی ذر سمع النبی صلی اللہ
علیہ وسلم یقول اذا بلغت بنو امیۃ

خروج عبداللہ بن زبیرؓ کے۔ اس کی خبر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے دی ہے۔ چوتھا ابراہیم بن اشتر کا عبید اللہ بن زیاد سے جنگ
کرنے کے لئے خروج کرنا۔ پانچواں مختار کا کوفہ میں مسلط ہونا۔
اس کی خبر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے کہ ثقیف
میں ایک کذاب اور ایک مہلک ہوگا۔ ترمذی نے حضرت عمرؓ
سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ
(قبیلہ) ثقیف میں ایک کذاب ہے اور ایک مہلک۔ عبداللہ
بن عصمہ نے بیان کیا ہے کہ کذاب مختار بن ابی عبید تھا اور
مہلک حجاج بن یوسف تھا۔ اور مسلم نے صحیح مسلم میں روایت کی
ہے کہ جب حجاج نے عبداللہ بن زبیرؓ کو قتل کیا تو ان کی والدہ
حضرت اسماءؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم
سے بیان کیا تھا کہ ثقیف میں ایک کذاب اور ایک مہلک ہوگا۔
چھٹا مصعب کا مختار سے لڑنا۔ ساتواں ضحاک بن قیس کا مروان
سے لڑنا۔ آٹھواں عبد الملک کا مصعب ابن زبیرؓ سے لڑنا۔
نواں حجاج کا اور اس کے ظلم کا ظاہر ہونا۔ اس کو بھی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اور ان لڑائیوں کی بابت آپ نے
فرمایا کہ کچھ لوگ جہنم کے دروازہ پر کھڑے ہوئے لوگوں کو بلاتے ہیں۔

بدرہ دوم۔ بعد ان تمام باتوں کے انتظام سلطنت عبد الملک
پر قائم ہوگیا اور تمام اہل اسلام اس کے حکم کے نیچے آگئے
اور اس کی اولاد و احفاد نے بھی دنیا میں اسی طرح فرمانروائی کی
حدیث شریف میں اس فریق کی حکومت کا بیان وارد ہوا ہے
بخاری نے بروایت حضرت ابوہریرہؓ نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا
میری امت کی ہلاکت قریش کے چند لڑکوں کے ہاتھ پر ہوگی۔
اور حاکم نے حضرت ابوذرؓ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ جب بنی امیہ

اربعین اتخذوا عباد اللّٰہ خولا و مال اللّٰہ نحلا وکتاب اللّٰہ دغلا واخرج ابویعلی والحاکم عن ابی ہریرۃ ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال رأیت فی النوم بنی الحکم ینزون علی منبری کما تنزو القردۃ قال فما رئی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ضاحکا مستجمعا حتی توفی واخرج البیہقی عن ابن المسیب قال رأی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم بنی امیۃ علی منبرہ فساءہ ذلک فاوحی الیہ انما ہی دنیا اعطوھا فقرت عینہ واخرج الترمذی والحاکم والبیہقی عن الحسن بن علی قال ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم رأی بنی امیۃ یخطبون علی منبرہ رجلا رجلا فساءہ ذلک فنزلت انا اعطینک الکوثر ونزلت انا انزلنہ فی لیلۃ القدر وما ادرک ما لیلۃ القدر لیلۃ القدر خیر من الف شہر یملکہا بنو امیۃ قال القاسم بن الفضل فحسبنا ملک بنی امیۃ فاذا ھی الف شہر لا تزید ولا تنقص اخرج ابوداؤد عن عبد اللّٰہ بن حوالۃ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یا ابن حوالۃ اذا رأیت الخلافۃ قد نزلت الارض المقدسۃ فقد دنت الزلازل والبلابل والامور العظام

کی تعداد چالیس تک پہنچ جائے گی تو وہ اللہ کے بندوں کو غلام اور خدا کے مال (یعنے بیت المال کے مال) کو بخشش بنالیں گے اور کتاب خدا کو کھیل بنادیں گے۔ اور ابویعلے نے اور حاکم نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خواب میں اولادِ حکم کو دیکھا کہ میرے منبر پر بندروں کی طرح کودتے ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ اس خواب کے بعد نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کبھی کسی نے ہنستا ہوا نہیں دیکھا یہاں تک کہ آپ کی وفات ہوگئی۔ اور بیہقی نے ابن مسیب سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے (خواب میں) بنی امیہ کو اپنے منبر پر دیکھا تو آپ کو اس سے بہت رنج ہوا پس آپ پر وحی نازل ہوئی کہ یہ صرف دنیا ہے جو انھیں دی گئی تو آپ خوش ہوگئے۔ اور ترمذی اور حاکم اور بیہقی نے حسن بن علیؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بنی امیہ میں سے ایک ایک شخص کو اپنے منبر پر خطبہ پڑھتے ہوئے دیکھا تو آپ کو اس سے رنج ہوا پس یہ سورت نازل ہوئی إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الآیۃ (ترجمہ) اے نبی ہم نے تم کو کوثر دی ہے۔ اور یہ سورت نازل ہوئی إِنَّا أَنزَلْنَاهُ الآیۃ (ترجمہ) ہم نے نازل کیا ہے قرآن لیلۃ القدر میں اور تم کیا جانو کیا ہے لیلۃ القدر؟ لیلۃ القدر بہتر ہے ہزار مہینوں سے وہ ہزار مہینے جن میں بنی امیہ بادشاہت کریں گے۔ قاسم بن فضل نے بیان کیا ہے کہ ہم نے حساب کیا تو بنی امیہ کی سلطنت پوری ہزار مہینے نکلی نہ زیادہ نہ کم۔ اور ابوداؤد نے بروایت عبداللہ بن حوالہ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم دیکھو کہ خلافت ارض مقدس (یعنے شام) میں پہنچ گئی تو سمجھ لو کہ زلزلے اور پریشانیاں اور بڑے بڑے حوادث قریب آگئے

والساعة یومئذ اقرب من هٰذہ من هٰذہ الی رأسك۔

ودرینجا نکتہ ایست باریک آن را تیز باید فہمید کہ درباب خلافت شام احادیث مختلف آمدہ بعض ناظر بذم و بعض ناظر بمدح مانند حدیث دیگر از مسند ابن حوالہ اخرج احمد وابوداؤد عن ابن حوالة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم سيصير الامر ان تكونوا جنودا مجندة جند بالشام وجند باليمن وجند بالعراق فقال ابن حوالة خر لی یا رسول الله ان ادركت ذلك فقال عليك بالشام فانها خيرة الله من ارضه يجتبي اليها خيرته من عباده فاما ان ابيتم فعليكم بيمنكم واستقوا من غدركم فان الله عز وجل توكل لي بالشام واهله۔ وجہ حل این تعارض آنست کہ این قوم وجہ ذات خویش استحقاق خلافت نداشتند وخلافت بر ایشان مقرر شد وعنایت تشریعیہ متوجہ تمشیہ اجہاد و تعاون بران گشت لہٰذا ہر جا ذم است متوجہ بذات آن جماعہ است وہر جا مدح است متوجہ بامور کلیہ و مانند آن از میان ایشان عمر بن عبدالعزیز خلیفۂ راشد بود بحلیۂ علم وفضل وزہد آراستہ واز وے آثار محمودہ در عالم باقی ماند یکے کتابت علم حدیث

اور قیامت اُس وقت اس سے بھی زیادہ قریب ہوگی جس قدر میرا ہاتھ تمھارے سر سے قریب ہے۔

یہاں ایک باریک نکتہ ہے اس کو بھی سمجھ لو کہ وہ یہ کہ خلافت شام کے متعلق مختلف حدیثیں آئی ہیں۔ بعض تو برائی پر دلالت کرتی ہیں اور بعض تعریف پر مثل ایک دوسری حدیث کے کہ وہ بھی ابن حوالہ سے مروی ہے جس کو امام احمدؒ اور ابوداؤد نے ابن حوالہ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب انجام کار یہ ہوگا کہ تم لوگ بڑے بڑے لشکر بن جاؤ گے ایک لشکر شام میں ہوگا اور ایک یمن میں اور ایک عراق میں۔ ابن حوالہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر وہ زمانہ مجھے ملے تو آپ میرے لئے کچھ تجویز کر دیجئے۔ حضرتؐ نے فرمایا تم شام میں رہنا کیونکہ وہ اللہ کی پسندیدہ زمین ہے وہاں اپنے پسندیدہ بندوں کو رکھتا ہے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو یمن میں رہنا اور اپنے حوضوں کا پانی پینا۔ اللہ عزوجل نے مجھ سے شام اور اہل شام کے متعلق ذمہ داری کرلی ہے۔ اس تعارض کا دفعیہ اس طرح ہے کہ اہل شام اپنے ذاتی اوصاف کے لحاظ سے استحقاق خلافت نہ رکھتے تھے مگر خلافت ان کو حاصل ہوئی اور عنایت تشریعیہ جہاد کا کام جاری رکھنے اور اس پر مدد کرنے کی طرف متوجہ ہوئی لہٰذا جہاں کہیں برائی ہے اس کا مرجع اہل شام کی ذات ہے اور جہاں کہیں تعریف ہے وہ امور کلیہ وغیرہ کے سبب سے ہے۔ انہی اہل شام میں ایک عمر بن عبدالعزیز تھے جو اچھے خلیفہ تھے اور علم و فضل و زہد کے زیور سے آراستہ تھے اور اُن کے بہت عمدہ آثار دنیا میں باقی رہے جن میں سے ایک علم حدیث[1] کی کتابت ہے اور احادیث کا

[1] رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارک میں آپ کی احادیث کتابوں میں لکھی ہوئی نہ تھیں لوگوں نے اپنے سینوں میں ان کو محفوظ کر رکھا تھا [illegible]

در جمع آن دیگر ترک سبّ اہل بیت و بر صحت مضمون حدیث
بعث الله علی رأس کل مائة سنة من یجدد لها دینها.
فتنۂ ثالثہ آنکہ چون این مدت نزدیک انقضا رسید دعاۃ
بنی عباس از طرف خراسان سر برآوردند و جنگہا واقع شد
و تغلب بر ہر کہ قادر شدند از شخص بنی امیہ یا موالیان ایشان
یافتند کشتند و مصادرہ نمودند و این صحبت در جمیع اطراف گوشہا
فاش گردید و سالہا بسیار این حوادث ماند تا آنکہ بنی عباس استقرار
یافت و تغیر ثالث تمام شد و تغیر رابع ظاہر گشت گویا این
حوادث عظام در بغل داشت و در زمان طویل سپری شد
و صبغی واحد داشت چنانکہ تغیرات متعددہ صبغ واحد داشتند
پس بیک اعتبار می توان گفت کہ دو دولت
بیش نیست اول در مدینہ بود و ثانی در شام
قال النبی صلی الله علیه
وسلم الخلافة بالمدینة
والملك بالشام و فی
الاوسط [illegible]

جمع کرتا ہے اور دوسرا سبّ اہل بیت[1] کا موقوف کرنا ہے۔ اس حدیث
کا مضمون ان پر صادق آیا کہ اللہ ہر سو برس کے شروع میں ایک
ایسا شخص پیدا کرتا ہے کہ جو دین اسلام کی تجدید کردیا کرے گا۔

فتنۂ سوم جب یہ مدت قریب ختم پہنچا تو بنی عباس کے
مدعیان خلافت نے خراسان کی طرف سے سر اٹھایا اور لڑائیاں
ہوئیں اور بڑے بڑے ظلم ہوئے جو شخص بنی امیہ میں سے یا
ان کے مددگاروں میں سے مل گیا اس کو مار ڈالا اور بڑی بڑی
سختیاں کیں یہ بات تمام اطراف و جوانب میں پھیل گئی اور
ہوا جو کچھ ہوا۔ ان تمام ہنگاموں کے بعد بنی عباس کا کام
جم گیا اور تیسرا تغیر ختم ہوگیا اور چوتھا تغیر شروع ہوگیا
گویا یہ (تیسرا) تغیر بڑے بڑے حادثے اپنے بغل میں رکھتا تھا
اور ایک طویل زمانہ کے بعد ختم ہوا مگر اس کا رنگ ایک ہی تھا
کہ گزشتہ تغیرات کا رنگ ایک ہی (تھا) لہذا ایک اعتبار سے کہہ سکتے
ہیں کہ (اسلام میں) صرف دو ہی دولتیں ہوئیں اول مدینہ
میں اور دوسری شام میں جیسا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ خلافت مدینہ میں ہوگی اور سلطنت شام میں اور بنی اسرائیل کی

---

[1] بنی امیہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے خاندان والوں کی بدگوئی اس قدر شروع کر دی تھی کہ خطبوں میں برسر منبر اس فعل کا ارتکاب کیا جاتا تھا حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اس فعل کو بند کیا [illegible] حضرت معاویہ [illegible] حقیقت اس کی کیا ہے [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]
کی مدد میں لکھو [illegible]

[2] یعنی کتابت حدیث، ابتدا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتابت قرآن کے علاوہ اور چیزوں کی کتابت سے منع بھی فرمایا تھا جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے کہ لا تکتبوا عنی غیر القرآن [illegible] رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم [illegible] حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ابوبکر بن محمد بن حزم [illegible] رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث [illegible] حدیث حاصل کرنے اور احادیث جمع کرنے
کے شوق میں [illegible] علم حدیث [illegible] گیا جس کو ہم دیکھ رہے ہیں۔

فی وصف النبی صلی اللہ علیہ وسلم
مہاجرہ طیبۃ وملکہ بالشام
اول بلفظ خیریت وخلافت ورحمت و
مدت شیوع الاسلام معبر شد وثانی
بوصف تسبق ایمانہم شہادتہم و
یفشوا الکذب وملک عضوض وامثال وصفہ
موصوف گشت اول مؤرخ بہ تزول
رحی الاسلام لخمس وثلثین
وثانی بعد قیام امر سلطنت بہجرۂ اولے
مؤرخ بسبعین سنۃ در اول سب
سلف صالح نبود ودر ثانی سلف صالح را
سب می کردند علے اختلاف اہوائہم
وآرائہم در اول جمیع امور دینی ایشان
راجع بود بہ پیغامبر وخلیفۂ خاص واختلاف
معتد بہ در دین آنجا موجود نہ ودر زمان ثانی اختلاف
ومذہبہائے پراگندہ در اصول عقاید کرجئہ
وقدریہ وخوارج وروافض پیدا شدند ودر
در فتاوے واحکام جمعے مذہب اہل مدینہ
داشتند وطائفۂ مذہب اہل عراق لیکن
ہنوز این اختلافہا مدون نشدہ واین
نزاع محکم الاساس نگشتہ این حالت با حالت
اولی بمنزلۂ دو نوع مختلف الحقیقۃ تحت
جنس تصور باید کرد باعتبار آن امر جامع
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ اند
لا یزال الاسلام عزیزا الی اثنی عشر خلیفۃ

کتابوں میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں (لکھا) ہے
کہ مقام ہجرت ان کا طیبہ ہوگا اور سلطنت ان کی ملک شام
میں ہوگی۔ پہلی دولت خیریت اور خلافت و رحمت اور زمانہ
اشاعت اسلام کے اوصاف کے ساتھ تعبیر کی گئی اور دوسری
دولت ان برائیوں کے ساتھ۔ ذکر کی گئی کہ ان کی قسمیں ان کی
گواہیوں سے آگے چلیں گی۔ اور جھوٹ کا رواج ہو جائے گا
اور کاٹنے والی بادشاہت ہوگی اور ڈسنے والے سانپ
ہوں گے۔ پہلی دولت کی تاریخ یوں بیان کی گئی ہے کہ
اسلام کی چکی پینتیس برس تک چلتی رہے گی۔ اور دوسری
دولت کی تاریخ اس طرح بیان ہوئی کہ جب ہجرۃ اول کے
بعد سلطنت قائم ہو جائے گی تو ستر برس تک رہیگی پہلی دولت
میں سلف صالح کی بدگوئی نہ تھی اور دوسری دولت میں سلف
صالح کو برا کہتے تھے اپنی اپنی خواہش اور رائے کے موافق
پہلی دولت میں تمام امور دینی کا مرجع پیغمبر اور خلیفہ
خاص تھے اور کوئی قابل لحاظ اختلاف دین میں اس وقت نہ
تھا۔ دوسری دولت میں بہت سے اختلاف اور اصول عقائد
میں بہت پراگندہ مذہب مثل مرجیہ و قدریہ و خوارج و روافض کے پیدا
ہوگئے اور فتاوی اور احکام میں کچھ لوگ اہل مدینہ کے مذہب
پر تھے کچھ لوگ اہل عراق کے مذہب پر تھے لیکن ہنوز یہ اختلاف
مدون نہ ہوئے تھے اور یہ سب نزاع مضبوط نہ ہوئی تھی۔
اس حالت کو (جو تیسرے تغیر سے پیدا ہوئی) بمقابلہ پہلی حالت
کے (جو پہلے دو تغیروں سے پیدا ہوئی تھی) مثل دو مختلف
الحقیقۃ نوعوں کے سمجھنا چاہئے جو ایک جنس کے نیچے ہوں۔ باعتبار
اسی امر مشترک کے (جو یہاں بمنزلہ جنس کے ہے) آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اسلام ہمیشہ غالب رہیگا بارہ خلیفہ کے وقت تک

كلهم من قريش وفي رواية لايزال امر
الناس ماضيا ما وليهم اثنا عشر خليفة كلهم
من قريش اخرجه الشيخان من حديث
جابر بن سمرة ایں امر جامع کہ مشترک ست
درمیاں دو دولت دولتے کہ در مدینہ بود و
دولتے کہ در شام استقرار یافت تفصیلے می طلبد
جمہور دین دو جناح دارد یکے خلافت ودیگر علم
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اما اتفاق ہر دو دولت
باعتبار خلافت ازاں جہت ست کہ دریں ہر دو
دولت خلیفہ مستقل می بود متصرف در ممالک بغیر
مزاحمت خارجیاں وبدون احتیاج توکل بر امرائے
لشکر بخلاف دولت بنی عباس واتفاق ایں ہر دو
باعتبار علم ازاں جہت ست کہ تا ایں وقت تدوین
مذاہب نشدہ بود وہیچکس نمے گفت کہ من متبع
فلاں شخصم بلکہ ادلۂ کتاب وسنت را بروفق مذہب
اصحاب خود تاویل مے نمود وہر یکے دعوی میکرد
کہ بمقتضائے صراح شریعت محمدیہ علے صاحبہا
الصلوٰۃ والسلام حکم چنیں وچنیں ست اخطأ في
هذا او اصاب فقہ ایں زمانہ مخلوط بود بآثار صحابہ
وتابعین مسند ومرسل ہمہ را اخذ میکردند۔

حالت رابعہ استقرار خلافت بنی عباس در عراق
وایں دولت قریب چہار صد سال ماند آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم خبر دادہ اخرج الترمذي عن ابي هريرة
قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
يخرج من خراسان رايات سود

سب کے سب قریش سے ہوں گے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ
ہمیشہ لوگوں کا کام جاری رہے گا جب تک کہ ان کے حاکم بارہ
خلیفہ ہوں گے جو سب کے سب قریش سے ہوں گے۔ اس حدیث
کو شیخین نے حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت کیا ہے۔ تحقیق
اس امر مشترک کی جو دونوں دولتوں یعنے مدینہ کی دولت اور
شام کی دولت میں پایا جاتا ہے کچھ تفصیل چاہتی ہے (وہ
یہ کہ) قلعہ دین کے دو بازو ہیں ایک خلافت اور دوسرے علم
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا۔ دونوں دولتوں میں خلافت
کا مشترک ہونا اس وجہ سے ہے کہ ان دونوں دولتوں میں
خلیفہ مستقل ہوتا تھا اور ملک میں بغیر مزاحمت باغیوں کے
اور بغیر اس کے کہ امرائے لشکر پر پورا بھروسہ کرے تصرف کرتا
تھا بخلاف دولت بنی عباس کے۔ اور ان دونوں دولتوں میں
علم کا مشترک ہونا اس سبب سے ہے کہ اس وقت تک مذاہب
کی تدوین نہ ہوئی تھی کوئی شخص یہ نہ کہتا تھا کہ میں فلاں
شخص کا پیرو ہوں بلکہ کتاب وسنت کی دلیلوں کو اپنے
اصحاب کے مذہب کے موافق تاویل کرتے تھے۔ ہر شخص یہ دعویٰ
کرتا تھا کہ خالص شریعت محمدیہ علے صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے
موافق حکم اس طرح اور اس طرح ہے اس میں اس سے غلطی ہو
یا صواب۔ اس زمانہ کی فقہ صحابہ وتابعین کے آثار کے ساتھ مخلوط
تھی مسند ومرسل سب پر عمل کرتے تھے۔

چوتھی حالت (یعنے چوتھا تغیر) خلافت بنی عباس کا عراق
میں جم جانا۔ یہ دولت قریب چار سو برس تک رہی۔ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی بھی خبر دی ہے۔ ترمذی
نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خراسان سے کچھ سیاہ جھنڈے نکلیں گے

یقال حُرِبَ الرجل فھو محروب اذا سُلب مالہ واھلہ والدخان یرید انھا تثور کالدخان من تحت قدمیہ وقولہ کورک علی ضلع مثل و معناہ الامر الذی لا یثبت ولا یستقیم وذالک ان الضلع لا یقوم بالورک ولا یحملہ انما یقال فی باب الملائمۃ والموافقۃ اذا وصفوا ھو ککف فی ساعد وساعد فی ذراع ونحو ذلک یرید ان ھذا الرجل غیر خلیق الملک ولا مستقل بہ والدھیماء تصغیر الدھماء یرید الفتنۃ المظلمۃ والتصغیر فیھا للتعظیم انتھی۔ و معنے ایں حدیث پیش فقیر محقق شدہ است کہ فتنۃ الاحلاس فتنۃ بنی امیہ ست در شام و حرب اشارہ است بگریختن عبداللہ بن الزبیر از مدینہ بمکہ و حرب آنچہ بعد ازاں مقاتلات ضحاک بن قیس وغیر آں واقع شد و فتنۃ السراء فتنۃ بنی عباس ست قصہ عہد ابراہیم عباسی بسوئے ابومسلم در کتب تاریخ خواندہ باشی و فتنۃ الدھیماء فتنۃ ترک ست فاما قول انقضت تمادت اشارہ است باستقلال طوائف اتراک طبقۃ بعد طبقۃ در زمین روم و فارس۔

باقی ماند مسئلہ در غایت اشکال در حدیث ابن ماجہ اشارہ بقصہ خروج ابومسلم از خراسان واقع شدہ واں خلیفہ را مہدی گفتہ اند و ترغیب بر نصرت او نمودہ اند و طریق آں خارجیاں عذری ذکر کردہ اند اخرج ابن ماجہ من حدیث علقمۃ عن عبداللہ بن مسعود

کہتے ہیں کہ حرب الرجل مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کے مال و اولاد ضائع ہو گئے۔ دخن سے مراد یہ ہے کہ یہ فتنہ دھوئیں کی طرح اس کے پیروں کے نیچے سے جوش کرے گا۔ اور سرین کا پسلی پر ہونا ایک مثل ہے جو ایسے امر پر بولی جاتی ہے کہ جو ثابت اور قائم نہ رہ سکے جس طرح پسلی سُرین کے ساتھ سیدھی نہیں رہ سکتی نہ اس کو اُٹھا سکتی ہے۔ اور جب کسی کی نسبت کہتے ہیں کہ وہ مثل ہتھیلی کے کلائی میں ہے یا مثل کلائی کے بازو میں ہے تو مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ شخص بادشاہت کے قابل نہیں اس کا بار اُٹھا نہیں سکتا۔ دہیماء تصغیر دہماء کی ہے یہ تصغیر واسطے مذمت کے ہے۔ اس فقیر کے نزدیک اس حدیث کے جو معنے ثابت ہیں وہ یہ ہیں کہ فتنہ احلاس سے مراد بنی امیہ کا فتنہ ہے جو شام میں ہوا۔ اور حرب سے عبداللہ بن زبیرؓ کے مدینہ سے مکہ بھاگ کر جانے کی طرف اشارہ ہے اور حرب سے وہ لڑائیاں مراد ہیں جو ضحاک بن قیس وغیرہ سے ہوئیں۔ اور فتنہ سراء سے فتنہ بنی عباس مراد ہے ابراہیم عباسی کا فرمان بجانب ابومسلم تم نے کتب تاریخ میں پڑھا ہوگا۔ اور فتنہ دہیماء سے مراد ترکوں کا فتنہ ہے اور یہ جو کہا گیا کہ جب اس فتنہ کی بابت یہ خیال کیا جائے گا کہ ختم ہو گیا تو اور بڑھ جائے گا یہ اس طرف اشارہ ہے کہ گروہ ترک یکے بعد دیگرے زمین روم و فارس میں مستقل رہیں گے۔

اب ایک مسئلہ نہایت مشکل اور باقی ہے وہ یہ کہ ابن ماجہ کی حدیث میں ابومسلم کے خراسان سے نکلنے کی طرف اشارہ ہے اور اس خلیفہ کو مہدی فرمایا گیا ہے اور اس کے مدد کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ خارجیوں نے اس کے متعلق ایک اعتراض بھی کیا ہے۔ ابن ماجہ نے بروایت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کی کہ

قال بينا نحن عند رسول الله صلى الله عليه وسلم إذ أقبل فتية من بني هاشم فلما رآهم النبي صلى الله عليه وسلم اغرورقت عيناه وتغير لونه قال فقلت ما نزال نرى في وجهك شيئًا نكرهه فقال إنا أهل بيت اختار الله لنا الآخرة على الدنيا وإن أهل بيتي سيلقون بعدي بلاءً وتشريدًا وتطريدًا حتى يأتي قوم من قبل المشرق معهم رايات سود فيسألون الخير فلا يعطونه فيقاتلون فينصرون فيعطون ما سألوا فلا يقبلونه حتى يدفعوها إلى رجل من أهل بيتي فيملؤها قسطًا كما ملؤوها جورًا فمن أدرك ذلك منكم فليأتهم ولو حبوًا على الثلج وأخرج ابن ماجة عن ثوبان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يقتتل عند كنزكم ثلاثة كلهم ابن خليفة ثم لا يصير إلى واحد منهم ثم تطلع الرايات السود من قبل المشرق فيقتلونكم قتلًا لم يقتله قوم ثم ذكر شيئًا لا أحفظه فقال فإذا رأيتموه فبايعوه ولو حبوًا على الثلج فإنه خليفة الله المهدي وأخرج ابن ماجة

وہ کہتے تھے ایک روز ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ کچھ جوان بنی ہاشم کے سامنے سے آئے جب اُن کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور آپ کا رنگ متغیر ہوگیا۔ ہم لوگوں نے عرض کیا کہ کیا بات ہے کہ ہم آپ کے چہرہ میں رنج کے آثار دیکھتے ہیں حضرت نے فرمایا۔ ہم ایسے لوگ ہیں کہ اللہ نے ہمارے لئے دنیا پر آخرت کو ترجیح دی ہے میرے اہل بیت میرے بعد آزمائش اور مصیبت اور جلا وطنی میں مبتلا ہونگے یہاں تک کہ کچھ لوگ مشرق کی جانب سے آئیں گے اُن کے ساتھ سیاہ جھنڈے ہونگے وہ لوگوں سے مال مانگیں گے مگر انہیں نہ ملے گا پھر وہ لڑیں گے اور انہیں فتح حاصل ہوگی اور جو کچھ مانگتے تھے انہیں دیا جائے گا مگر وہ اس کو قبول نہ کریں گے اور میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کے حوالہ کر دیں گے جو دنیا کو انصاف سے بھر دے گا۔ پس جو شخص تم میں سے اُن لوگوں کو پائے تو اُس کو چاہیئے کہ ان کے پاس آئے چاہے اُس کو برف پر گھٹنوں کے بل چلنا پڑے۔ اور ابن ماجہ نے ثوبان سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے خزانے کے پاس تین آدمی مقابلہ کریں گے وہ سب کسی نہ کسی خلیفہ کے بیٹے ہوں گے مگر وہ خزانہ کسی کو نہ ملے گا پھر کچھ سیاہ جھنڈے مشرق کی طرف سے نکلیں گے وہ تم کو اس طرح قتل کریں گے کہ کسی قوم نے اس طرح قتل نہ کیا ہوگا۔ اس کے بعد آپ نے کچھ اور ذکر کیا جو مجھے یاد نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ جب تم اس خلیفہ کو دیکھو گے جو سیاہ جھنڈے ہونگے ([illegible]) تو اس سے بیعت کرنا چاہئے اگرچہ برف پر گھٹنوں کے بل تم کو چل کر جانا پڑے کیونکہ وہ خلیفہ خدا مہدی ہے اور ابن ماجہ نے

عن عبد اللہ بن الحارث بن جزء الزبیدی
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یخرج ناس من المشرق فیوطئون للمہدی
یعنی سلطانہ

تحقیق این سہ حدیث پیش فقیر آنست کہ مراد
از مہدی خلیفہ بنی عباس ست نہ امام مہدی کہ در
آخر زمان ظہور نماید اینجا مہدی گفتن وخلیفۃ اللہ گفتن
وحث بر نصرت او نمودن بجہت آنست کہ
خلافت این فرقہ در پردۂ تقدیر مصمم شد آن را
تغییر وتبدیل نیست پس او مہدی ست راہ نمودہ
شدہ بسوئے تدبیرے کہ مفضی باشد باستقرار
خلافت نہ چون خارجیان دیگر کہ تدبیر ایشان تلاشی
شد ونکرد ہرج ومرج چیزے بدست ایشان نہ
داد وخلیفۃ اللہ ست یعنے آنکہ خلافت او در قدر الٰہی
مصمم گشتہ بود وباید بود ورد او نباید نمود زیرا کہ
مطلوب اہم در شریعت قطع نزاع ست وتقلیل ہرج
ومرج خلافت مستقرہ بہتر ست اگرچہ صاحب آن بکور پہلو
عقلے مبتلی باشد از خلافت متلاشیہ گو صاحب آن افضل
بود ثمرہ تشریح تقلیل مفسدہ وتعیین راہے کہ موافق تقدیر
بود زود حاصل شود در اول دولت عباسیہ خلیفہ را حکم در اطراف
عالم نافذ بود وبعد معتصم حکم ایشان ضعیف شد سلجوقیان
مستقل شدند تا آنکہ سلطنت صورتے ماند بغیر
حقیقت وعبیدیان بمصر خروج کردند وازیں جہت
آتش فتنہ عظیم برخاست نصاری بر شام تسلط
یافتند آخر باہم عبیدیان برہم خوردند

عبداللہ بن حارث بن جزء زبیدی سے روایت کی ہے کہ انھوں
نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کچھ لوگ مشرق
سے آئیں گے اور وہ مہدی کی سلطنت (قائم کرنے) کے لئے لڑینگے
تحقیق ان تینوں حدیثوں کی اس فقیر کے نزدیک یہ ہی
کہ مہدی سے مراد خلیفہ بنی عباس ہے نہ کہ امام مہدیؑ جو آخر
زمانہ میں ظاہر ہوں گے یہاں اس خلیفہ کو مہدی اور خلیفۃ اللہ
کہنا اور اس کی مدد کی ترغیب دینا محض اس سبب سے ہے کہ
اس فرقہ کی خلافت پردۂ تقدیر میں مصمم ہو چکی تھی اس میں
تغیر وتبدل ہونے والا نہ تھا لہٰذا وہ مہدی ہوا یعنے راہ یافتہ
اس تدبیر کی طرف جو اس کی خلافت کو مضبوط کردے نہ مثل
دوسرے خارجیوں کے کہ ان کی تدبیر رائیگاں ہو گئی اور سوا فتنہ و
فساد کے کچھ ان کے ہاتھ نہ آیا۔ خلیفۃ اللہ اس کو اس معنے میں
کہا گیا کہ خلافت اس کی تقدیر الٰہی میں مصمم ہو چکی تھی اور اسی
وجہ سے کہا گیا کہ اس کے ساتھ ہو جانا چاہئے اس کی مخالفت
نہ کرنا چاہئے کیونکہ بڑا مقصود شریعت میں قطع نزاع ہے اور
فتنہ وفساد کا کم کرنا۔ جمی ہوئی خلافت بہتر ہے گو اس کا
مالک مثل مصروں کے پہلی پر ہو بہ نسبت پراگندہ خلافت کے
گو اس کا مالک افضل ہو۔ تشریح کا ثمرہ یہ ہے کہ فسادات میں
کمی ہو اور وہ راہ متعین ہو جائے جس سے (مقصود) موافق
تقدیر کے جلد حاصل ہو جائے۔ شروع دولت عباسیہ میں خلیفہ
کا حکم اطراف عالم میں نافذ تھا۔ معتصم کے بعد حکم ان کا کمزور
ہو گیا اور سلجوقیوں کی سلطنت قائم ہوئی یہاں تک کہ بنی
عباس کی سلطنت ایک صورت رہ گئی بغیر حقیقت کے اور
عبیدیوں نے مصر پر خروج کیا اور ان کے پہلو سے ایک فتنہ
برپا ہوا۔ نصاریٰ نے شام پر تسلط پایا۔ آخر عبیدی بھی درہم برہم ہو گئے

وہم نصارٰی را از ارضِ شام برآوردہ شد وبعد ازاں
اتراک چنگیزیہ بر خراسان غلبہ کردند و آخر خلیفۂ عباسی
برہم خورد ودراں حالت دولتِ عرب منقرض شد
ودیلمیاں وہم برزنجیت بریاست سر برآوردند وایں
ابتدائے تغیر خامس بود ودر ایام دولتِ بنی عباس
مذاہب اصول وفروع محکم الاساس گشت حنفی
وشافعی ومالکی تصانیف پرداختند ودر اصول
معتزلہ وشیعہ وجہمیہ ازہم ممتاز گشتند ودراں
عصر علوم یونانیاں بلغتِ عرب نقل کردہ شد
وتاریخ فارسیان را معرب ساختند وہر یکے بمذہب
خود خورسند گردید تا انقراض دولتِ شام ہیچ کس
خود را حنفی وشافعی نمی گفت بلکہ ادلہ را بر وفق
مذاہب اصحاب خود تاویل میکردند ودر دولتِ
عراق ہر کسے برائے خود نامے معین نمود تا حجت اصحاب
خود نیابد برادلۂ کتاب وسنت حکم نکند واختلافی
کہ از مقتضائے تاویل کتاب وسنت لازم می
آمد الحال محکم الاساس گشت ہرچند دولتِ
بنی عباس اوّل واوسط وآخر مختلف بود اما مہر
بر تاسیس مذاہب وتفریع آں وتخریج برآں گذشت
وایں حالت بہ نسبتِ حالتین اولیین مانند دو
جنس تحت جنس عالی تصور باید کرد وآنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم باعتبار ایں امر مشترک فرمود اخرج
ابوداؤد من حدیث سعد بن ابی وقاصؓ
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انی لارجو
ان لا تعجز امتی عند ربہا ان یؤخرہم نصف یوم

اور نصارٰی بھی ملکِ شام سے نکال دیئے گئے۔ اس کے بعد چنگیزی
ترکوں کا خراسان پر غلبہ ہوا بالآخر خلیفۂ عباسی بھی درہم برہم ہو گیا
اور اس وقت دولتِ عرب ختم ہو گئی اور عجمیوں نے ہر طرف سرداری
کے ساتھ سر اٹھایا۔ یہ پانچویں تغیر کی ابتداء تھی۔

(پانچواں تغیر) عجمیوں کی سلطنت۔ (اس میں اور چوتھے تغیر
میں فرق یہ تھا کہ) دولتِ بنی عباس کے زمانہ میں اصول و فروع
مضبوط ہو گئے تھے حنفی اور شافعی اور مالکی (اپنے اپنے مذہب کی کتابیں
لکھ چکے تھے اور اصول میں معتزلہ اور شیعہ اور جہمیہ ایک دوسرے سے
ممتاز ہو چکے تھے اور انہی کے عہد میں یونانیوں کے علوم زبانِ عرب
میں نقل کئے گئے اور فارسیوں کی تاریخ عربی میں ترجمہ کی گئی
اور ہر ایک اپنے مذہب سے خوش تھا۔ دولتِ شام کے ختم ہونے تک
کوئی شخص اپنے کو حنفی شافعی نہیں کہتا تھا بلکہ وہ لوگ دلائل کو
موافق اپنے اصحاب کے مذہب کے تاویل کرتے تھے۔ اور دولتِ عراق میں
ہر شخص نے اپنے لئے ایک نام تجویز کر لیا (کوئی اپنے کو حنفی کہنے
لگا کوئی شافعی) جب تک اپنے اصحاب کی تصریح نہ دیکھ لیتے تھے
قرآن و حدیث کے دلائل پر کوئی حکم نہ کرتے تھے۔ جو اختلافات قرآن
وحدیث کی تاویل کے لحاظ سے لازم آتے تھے اب وہ مضبوط
ہو گئے۔ ہرچند دولتِ بنی عباس اوّل اور اوسط اور آخر میں مختلف
تھی مگر یہ دولت تمام تر مذاہب کی مضبوطی اور ان کی تفریعات اور
تخریجات پر گزری۔ اور یہ حالت بہ نسبت پہلی دونوں حالتوں کے
مثل دو جنس (سافل) کے تھی جو جنسِ عالی کے تحت میں ہوں۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی امرِ مشترک کے لحاظ سے فرمایا تھا
جس کو ابوداؤد نے بروایت سعد بن ابی وقاص نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا میں امید رکھتا ہوں کہ میری امت اپنے
پروردگار کے یہاں اس بات سے محروم نہ رہے گی کہ وہ ان کو نصف یوم تک مہلت دے

قیل للسعد وکم نصف یوم قال خمس مائۃ سنۃ
تفصیل این معنے آنکہ خلافت در دولت
مدینہ وشام وعراق ہمہ در قریش بود
واز ملک عرب باطراف ونواحی احکام
جاری مے شد ولو بحسب الصورۃ آمت
درین حدیث بمعنے قوم وقبیلہ ست
وزین تاریخ باز دولت قریش منقرض شد
بلکہ دولت عرب برہم خورد و رؤسائے محافل
وملوک عالم عجمیان شدند چوں دولت
عرب منقضی شد مردم در بلاد مختلفہ
افتادند ہر یکے آنچہ از مذہب یاد گرفتہ بود
ہماں را اصل ساخت وآنچہ مذہب مستنبط
سابقًا بود الحال سنت مستقرہ شد علم
ایشاں تخریج بر تخریج وتفریع بر تفریع
ودولت ایشاں مانند دولت مجوس الا آنکہ نماز
می گزارند وتکلم بکلمہ شہادت می شوند مردم در
دامن این تغیر پیدا شدیم نمی دانیم کہ خدائے تعالیٰ بعد
ازیں چہ خواستہ است وھذا آخر الفصل الخامس

حضرت سعدؓ سے پوچھا گیا کہ نصف روز کی کیا مقدار ہوگی؟ حضرت سعدؓ نے
کہا پانچسو برس۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ دولت مدینہ کی خلافت اور شام
کی اور عراق کی یہ سب خلافتیں قریش میں تھیں اور ملک عرب سے اطراف
وجوانب میں احکام جاری ہوتے تھے گو ظاہری طور پر ہی (اور ان
سب خلافتوں کا زمانہ پانچسو برس کا تھا یہی مطلب ہے کہ پانچسو برس تک
مہلت دینے کا) یہاں لفظ امت اس حدیث میں بمعنے قوم وقبیلہ (قریش) کے
ہے اس مدت کے بعد دولت قریش کی ختم ہوگئی بلکہ عرب کی دولت درہم
وبرہم ہوگئی اور محفلوں کے رئیس اور عالم کے بادشاہ عجمی لوگ ہوگئے۔
جب دولت عرب کی ختم ہوئی اور (مسلمین) لوگ مختلف شہروں میں پہنچے تو
جس نے جو مذہب یاد کرلیا تھا اسی کو اس نے اصل بنایا اور جو مذہب
کہ پہلے مستنبط (سمجھا جاتا) تھا اب اصل مضبوط بن گیا۔ ان لوگوں کا علم
یہ ہے کہ تخریج پر تخریج اور تفریع پر تفریع کریں۔ عجمیوں کی دولت بالکل
مجوسیوں کی دولت کے مثل ہو فرق صرف یہ ہو کہ یہ لوگ نماز پڑھتے ہیں اور
کلمہ شہادت پڑھتے ہیں ہم لوگ اسی (پانچویں) تغیر کے دامن میں پیدا
ہوئے ہیں اب نہیں جانتے کہ خدا تعالیٰ کی مشیت اس کے بعد کیا ہے۔

فصل پنجم ختم ہوئی

(والحمد للہ رب العالمین)

الفوز الکبیر

فی

اصول التفسیر

(اُردو)

جس میں قرآن مجید کی تفسیر کے تمام بنیادی اصول پر مفصل اور پُر مغز بحث کی گئی ہے

تالیف

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

مترجم

مولوی رشید احمد صاحب انصاری

قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی

قرآن حکیم کے اردو تراجم

تاریخ۔ تعارف۔ تبصرہ۔ تقابلی جائزہ

تالیف

ڈاکٹر صالحہ عبدالحکیم شرف الدین

ایم اے۔ (عربی)، ایم اے۔ (فارسی)، پی ایچ ڈی۔ (عربی) بمبئی

ناشر

قدیمی کتب خانہ

مقابل آرام باغ کراچی ۱